اذکارِ عارفانِ حقیقت

ترجمۂ

معیارِ سالکانِ طریقت

تالیف

میر علی شیر قانع ٹھٹوی

ترجمہ

ڈاکٹر خضر نوشاہی

محکمۂ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ

Marfat.com

Marfat.com

پہلی صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک کے صوفیہ کا تذکرہ

اذکارِ عارفانِ حقیقت

ترجمۂ

معیارِ سالکانِ طریقت

تالیف

میر علی شیر قانع ٹھٹوی (م ۱۲۰۳ھ)

ترجمہ

ڈاکٹر خضر نوشاہی

محکمہ ثقافت و سیاحت، حکومت سندھ

2015ء

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: اذکارِ عارفانِ حقیقت ترجمہ معیارِ سالکانِ طریقت

تالیف: میر علی شیر قانع ٹھٹوی

ترجمہ: ڈاکٹر خضر نوشاہی

کمپوزنگ: کامران خضر نوشاہی

سالِ اشاعت: 2015ء

مطبع: سندھیکا اکیڈمی، کراچی

ناشر: محکمہ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ

قیمت: 800روپے

297.9924
م ۹۱۱
۱۴۲۳۹۴

ملنے کا پتہ

بُک شاپ، محکمہ ثقافت

باالمقابل، ایم پی اے ہاسٹل،

غلام حسین ہدایت اللہ روڈ، کراچی

فون: 021-99206073, 99206144

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

۱۔تقدیم	۱
۲۔مقدمۂ مترجم	۲
۳۔مقدمۂ مصنف	۲۳
۴۔فہرست اسماءالرجال	۳۶
۵۔متن	۷۳

Marfat.com

Marfat.com

پبلشر نوٹ

سندھ کی دھرتی محبت اور علم وعرفان کی سرزمین ہے۔ جس میں صدیوں سے خلوص و احترام کے جذبوں سے سرشار اہلِ دل نے بیحد محبت کے ساتھ گلشنِ ادب کی آبیاری کی ہے۔ جس کے باعث علم وفضل کی دنیا میں کئی انمٹ نقوش ثبت ہوئے۔ ان یادگار جواہرات میں سے ایک انتہائی اہم کتاب ''معیارِ سالکانِ طریقت'' ہے، جو سندھ کے معروف مؤرخ، ادیب، شاعر اور تذکرہ نگار میر علی شیر قانع ٹھٹوی نے ۱۲۰۳ھ میں تصنیف کی، یہ اس شہرۂ آفاق مصنف کی زندگی کی آخری کتاب ہے۔ گویا اس کا حاصلِ زندگی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہے، جس کی کاپی حاصل کر کے ڈاکٹر خضر نوشاہی نے ہمدرد یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کے لیے اسے مرتب کیا، حواشیات، تعلیقات اور مفید تفصیلی مقدمہ کے ساتھ اس کی تصحیح وتدوین کر کے یونیورسٹی کو پیش کیا۔ جس پر ہمدرد یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ ڈگری تفویض کی۔

پھر یہ کتاب ادارۂ معارفِ نوشاہیہ نے لاہور سے شائع کی، جسے بعد میں ایران کے ادارہ ''مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان'' نے دوبارہ شائع کیا۔ چونکہ یہ کتاب فارسی میں تھی، اس لیے پاکستان میں اس کی تفہیم کا دائرہ مختصر محسوس کرتے ہوئے، اردو ترجمہ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس ضمن میں ہماری نگاہِ انتخاب اسی علمی وادبی شخصیت پر پڑی، جس نے اس کا فارسی متن انتہائی دیدہ ریزی سے اردو کیا تھا۔ یہ ترجمہ ''اذکارِ عارفانِ حقیقت'' کے نام سے بہت جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اہلِ علم کے خدمت میں پہنچ جائے گا۔ جس میں پہلی صدی ہجری سے لے کر بارہویں صدی ہجری تک کے صوفیہ کرام کا تذکرہ ہے۔

ہم ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب کے بجا طور پر ممنون و متشکر ہیں کہ وہ ایک عرصہ سے فارسی

Marfat.com

زبان وادب کے حوالے سے سندھ کی تاریخ، ادب، تصوف اور مخطوطات پر کام کر رہے ہیں۔ اور علمی حلقوں میں اپنی ایک مخصوص شناخت رکھتے ہیں۔ ہم ان کے لیے بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ وہ اسی طرح علمی و تحقیقی خدمات انجام دیتے رہیں۔

امید ہے یہ کتاب علمی حلقوں میں ایک خوبصورت اضافہ ثابت ہوگی۔ بالخصوص سندھ کی تاریخ وثقافت کو اردو قارئین سے روشناس کرنے میں معمر ثابت ہوگا اور محکمۂ ثقافت سندھ کے لیے یہ بات باعثِ عزت وافتخار ہے کہ ہم یہ کتاب شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔

الحمد لله علیٰ ذالک۔

منظور احمد کناسرو

ڈائریکٹر جنرل

محکمۂ ثقافت وسیاحت سندھ

Marfat.com

تقدیم

انتہائی ادب واحترام اور خلوص کے ساتھ یہ ادنیٰ سی کوشش وکاوش
میں اپنے جدِ اعلیٰ، بانی سلسلۂ نوشاہیہ، مخزنِ فیوضاتِ لامتناہیہ

حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز

کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتا ہوں۔

اس امید کے ساتھ کہ

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَقَّ حَمْدِہٖ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ عِتْرَتِہِ الطَّاھِرِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّمْ تَسْلِیْماً کَثِیْراً بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ۔

امابعد!

صوفیہ کرام کے حالات زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں کے اطوار و افعال، صراطِ مستقیم کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اور راہ روانِ منزلِ حقیقت کو منزلِ مقصود سے آگاہ کرتے ہیں۔

لُغت کے اعتبار سے ''تصوف'' کی اصل خواہ ''صوف'' ہو، یا حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ ''صُفّہ'' سے ملتا ہو، لیکن یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ تصوف، دین کا ایک اہم شعبہ ہے، جس کی اساس نیت اور اعمال کے اخلاص پر ہے۔ اور جس کی غایت اللہ تعالیٰ سے تعلق اور قرب و رضاءِ الٰہی کا حصول ہے، قرآن حکیم کے مطالعہ سے نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آثار صحابہ سے اس حقیقت کے ثبوت ملتے ہیں۔ چنانچہ حدیثِ احسان اس پر شاہد ہے۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور صحابہ کرامؓ کے عہد جلیلہ میں جس طرح دین کے دیگر علوم مثلاً تفسیر، حدیث وفقہ، اور کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہیں ہوئی تھیں، اگرچہ ان تمام علوم کے اصول وکلیات موجود تھے مگر یہ نام اور اصطلاحیں بعد میں مدون ہوئیں۔ اسی طرح دین کا یہ شعبہ بھی موجود تھا۔ کیونکہ تزکیہ وتصفیۂ باطن تو پیغمبرِ اسلام ﷺ کے فرائضِ منصبی میں شامل تھا۔ صحابہ کرام کی حیاتِ مبارکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تربیت اور اصلاح کا عملی نمونہ تھی۔ لیکن شرفِ صحابیت کے باعث انہیں مفسر، محدث، فقیہ اور متکلم اور صوفی جیسے القاب سے یاد نہیں کیا جاتا۔ مگر ان کے بعد جس کسی نے دین کے جس شعبے میں زیادہ خدمات انجام دیں وہ

Marfat.com

اسی کا حامل اور متخصص قرار پایا۔

چنانچہ جن لوگوں نے زہد و اتقاء، خلوص اور سادگی کو اپنایا، اور ذاتِ حق کو اپنا مطلوب و مقصود بنایا، انہیں عرفِ عام میں زاہد، متقی اور صوفی کہا جانے لگا۔

زیرِ نظر کتاب ''معیارِ سالکانِ طریقت'' ایسے ہی بندگانِ الٰہی کے تذکرہ پر مشتمل ہے، جو مقبولِ بارگاہِ صمدیت تھے، اور ان کے اعلیٰ کردار و عمل اور خلوص و محبت کے باعث انہیں اولیاء اللہ اور صوفیۂ کرام کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

تذکرہ:

۱۔ یہ کتاب دراصل میرا (مترجم کا) پی ایچ ڈی (Ph.D) کا مقالہ ہے، جسے ڈاکٹریٹ کے لیے مرتب کیا۔ متن کی تصحیح و تنقیح کے ساتھ ساتھ حواشی اور تعلیقات سے مزین کر کے تفصیلی مقدمہ کے ساتھ ہمدرد یونیورسٹی کراچی کو تحقیقی مقالہ کے طور پر پیش کیا۔ جس پر فروری ۱۹۹۷ء میں مذکورہ یونیورسٹی نے اپنے پہلے کانووکیشن میں، اُس وقت کے صدرِ پاکستان جناب فاروق لغاری کے ہاتھوں ڈاکٹریٹ کی اولین ڈگری تفویض کی۔

۲۔ اس کتاب کا اصل قلمی نسخہ برٹش میوزیم لندن میں شمارہ: ۵۸۹، ۲۱: ADD پر محفوظ ہے۔ اس مخطوطہ کی پوری تفصیل میرے مقالہ کے مقدمہ میں موجود ہے۔

۳۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور اس کا مقدمہ، حواشی، اور تعلیقات میں نے اردو میں لکھے۔ اور یہ پوری کتاب اپنے ہاتھ سے تحریر کی۔ اور اُسی خط میں شائع ہوئی۔

۴۔ یہ کتاب پہلی بار ادارہ معارفِ نوشاہیہ نے ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء میں لاہور سے شائع کی۔ اور پھر مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان نے ادارۂ معارفِ نوشاہیہ کے اشتراک سے اسے اسلام آباد سے ۲۰۰۱ء میں دوبارہ شائع کیا۔

۵۔ حافظ حبیب اللہ سندھی نے اس کتاب کا سندھی ترجمہ کیا۔ جو سندھی ادبی بورڈ جامشورو، سندھ نے شائع کیا۔ فارسی متن اور سندھی ترجمہ کے تقابل سے جو تسامحات اور اغلاط

Marfat.com

سامنے آئے ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اُس کی تفصیل کے لیے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ صاحبانِ علم ودانش اورارباب تحقیق وتفحص اُسے خود اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

۶۔زمانہ حاضر میں چونکہ پاکستان میں فارسی کا چلن زیادہ نہیں رہا۔تو ہمارے بیشتر احباب کا تقاضا تھا کہ اس کتاب کواردوزبان میں منتقل کیا جائے تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔چنانچہ تین سال کی مسلسل محنت اورعرق ریزی کے بعداس ضخیم کتاب کا فارسی سے اردوزبان میں ترجمہ کر کے قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے اور اس کا نام ''**اذکارِ عارفانِ حقیقت ترجمۂ معیارِ سالکانِ طریقت**'' رکھا ہے۔میں نے پوری کوشش کی ہے کہ ترجمہ اور مفہوم اصل کے قریب تر ہو۔لیکن یہ اعتراف کرنے میں مجھے ذرا بھی باک نہیں، کہ زبان و بیان کی جوخوبصورتی فارسی متن میں ہے وہ حلاوت اورشیرینی ترجمہ میں نہیں ہوسکتی۔مگر بہرطور یہ ترجمہ اصل کو سمجھنے میں مددگارضرور ثابت ہوگا۔

اس ترجمہ میں میرے فرزندان کامران خضر نوشاہی اور پیمان خضر نوشاہی نے بھرپور معاونت کی ہے،اللہ کریم ان کے علم اورعمر میں برکت عطا فرمائے۔

۷۔اصل متن میں جوحواشی اورتعلیقات دیے گئے تھے وہ ترجمہ میں شامل نہیں کیے گئے۔کیونکہ صرف متن کا اردو میں ترجمہ کرنا مقصود تھا۔لہٰذا اگر حواشی اورتعلیقات اوران کے مآخذ کو دیکھنا مقصود ہوتو اصل فارسی کتاب سے رجوع کیا جائے۔

۸۔فارسی اشاعت کے مقدمہ میں کتاب اور اس کے مؤلف (میر علی شیر قانع ٹھٹھوی) کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی جا چکی ہے۔ترجمہ میں اُس کا تکرار ضروری نہیں سمجھا گیا۔تاہم ایک مختصر مقدمہ تحریر کر دیا ہے،جس میں مؤلف اور کتاب کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کردی ہیں۔

کتاب معیارِ سالکانِ طریقت کا مختصر تعارف:

نام کتاب: کتاب کا نام مصنف نے اپنے دیباچہ میں ''معیارِ سالکانِ طریقت'' لکھا ہے۔

تاریخِ تصنیف: کتاب کا نام تاریخی ہے۔جس سے (۱۲۰۲) اعداد برآمد ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ جو کتاب کی تاریخِ تصنیف ہے۔ کتاب کے دیباچہ میں مصنف نے سات اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخ لکھا ہے۔ جس میں مادہ تاریخ والا شعر درج ذیل ہے:

تاریخ این رسالہ برای عیار طبع

''معیارِ سالکانِ طریقت'' نوشتہ شد

۱۲۰۲ھ

مقصدِ تالیف:

اس کتاب کی تصنیف کے وقت مصنف کی عمر ۶۳ سال ہو چکی تھی۔ اور بقول مصنف اسے کچھ امراض بھی لاحق ہو چکے تھے، جس کے باعث زندگی کی کمی اور بے ثباتی کا احساس ہونا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ اس کا میلانِ طبع دیگر موضوعات سے ہٹ کر صرف ایسے موضوع پر مرتکز ہو گیا تھا جو اس کے خیال میں باعث مغفرت اور موجبِ نجات تھا۔ چنانچہ اس نے ۱۲۰۲ھ میں تین کتابیں لکھیں۔ ۱۔ شجرۂ اطہر اہلِ بیت، ۲۔ طومارِ سلاسل گزیدہ، اور ۳۔ معیارِ سالکانِ طریقت

معیارِ سالکانِ طریقت کی وجۂ تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اسے اپنی اس تصنیف کے ذریعہ اولیاء کرام کی بارگاہ میں تقرب اور ان کا توسّل مطلوب ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ شاید اس گروہ کی محبت کی وجہ سے قیامت میں محبانِ اولیاء میں محشور ہو جاؤں۔ کہ (احادیث میں آیا ہے کہ) سب سے اچھا وہ ہے جو کسی سے محبت رکھتا ہو۔ اور جس سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔ یہ عمل اس کی خوش انجامی کا موجب ہوگا۔ اور قیامت میں وہ اسی گروہ میں اٹھایا جائے گا۔

اولیاء اللہ سے اس کی دلی عقیدت و ارادت ہی اس تذکرے کی تالیف کی محرک ہے۔ گویا اس نے دنیاوی شہرت سے بے نیاز ہو کر آخرت میں سعادت کے حصول کے لیے یہ تذکرہ مرتب کیا۔ یہ اُس کے اخلاص اور اس کے مقصد کی عظمت کا مظہر ہے۔ یہ تمام باتیں اس نے خود

Marfat.com

اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھی ہیں۔

ترتیبِ کتاب:

مصنف نے اس کتاب معیارِ سالکانِ طریقت کو درج ذیل عنوانات پر تقسیم کیا ہے۔ مقدمہ، فاتحہ، بارہ معیار، خاتمہ۔ان عنوانات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

مقدمۃ الکتاب:

مقدمۃ الکتاب سے قبل تمہیدی دیباچہ میں مصنف نے حمد ونعت سے کتاب کی ابتداء ہے۔اہلِ بیتِ اطہار اور صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف کے بعد اس کتاب کی تالیف کے اسباب پس منظر کو بیان کیا ہے۔اور تاریخِ تالیف پر ایک قطعہ لکھا۔ازاں بعد ''مقدمہ الکتاب'' ہے جس میں مصنف نے ''اثباتِ ولایت'' پر بڑی مدلل بحث کی ہے۔اور اس ضمن میں قرآنِ حکیم، احادیث صوفیہ کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔اولیاء اللہ اور ولایت کی اقسام بھی بیان کی ہیں۔

فاتحۃ الکتاب:

اس عنوان کے تحت مصنف نے فقر اور تصوف کی اصطلاحات اور ان کی شرح بیان ہے۔مثلاً کلاہ، خرقہ، گرفتن مو، سر منڈانا اور مسائل بیعت وغیرہ۔اس کے بعد اولیاء اللہ کے مراتب کی تفصیل بیان کی ہے۔قطب، امامان، اوتاد، ابدال، نجبا، نقبا، بدلا اور ملامتیہ وغیرہم۔

بارہ معیار:

مقدمہ اور فاتحہ کے بعد کتاب کو بارہ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ہر باب ایک صدی محیط ہے۔اور ''باب'' کو مصنف نے کتاب کے نام کی مناسبت سے ''معیار'' قرار دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے بارہ ''معیار'' یعنی باب ہیں۔اور ہر ایک معیار میں ایک صدی کے بزرگو کے احوال قلمبند کیے ہیں۔

خاتمہ:

مصنف کو جن بزرگوں کا سال وفات معلوم نہیں ہو سکا، ان کا ذکر ان کے معاصر

Marfat.com

میں کر دیا ہے ۔ جو بزرگ جس عہد کے بزرگ کا معاصر ہے ، اس کے عہد میں یعنی اس ''معیار'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے ۔تاہم جن بزرگوں کا عہد متعین نہیں ہو سکا ان کا ذکر مصنف نے ''خاتمہ'' میں کر دیا ہے۔

معیار اول میں بزرگوں کے تذکرہ سے قبل ''فائدہ'' کے عنوان کے تحت مصنف نے بارہ اماموں کے اثبات پر بحث کی ہے ۔ پھر چہار پیر حقیقت ، چہار پیر طریقت ، اور چہار پیر شریعت بیان کیے ہیں ۔اسی معیار میں مصنف نے حضرت اویس قرنیؓ سے لے کر عبدالشکور دائم الحضور تک اپنی سند (شجرہ طریقت) بھی لکھی ہے۔

ہر معیار میں مذکور اولیاء اللہ کی تعداد اور صفحہ نمبر جس سے وہ معیار شروع ہو رہا ہے، درج ذیل ہے:

معیار نمبر	ذکر شدہ اولیاء اللہ کی تعداد	صفحہ نمبر
معیار اول	۱۰۳	۷۳
معیارِ دوم	۹۷	۱۳۰
معیارِ سوم	۱۸۹	۱۷۸
معیارِ چہارم	۱۷۲	۲۵۰
معیارِ پنجم	۸۶	۳۱۰
معیارِ ششم	۲۲۳	۳۴۳
معیارِ ہفتم	۱۰۵	۴۲۳
معیارِ ہشتم	۱۴۲	۴۹۲
معیارِ نہم	۱۳۷	۵۵۵
معیارِ دہم	۱۳۱	۶۲۶
معیارِ یازدہم	۱۲۲	۶۸۱

Marfat.com

معیارِ دوازدہم	۱۳۲	۷۳۵
خاتمہ	۱۲۱	۷۸۶

عارفاتِ کاملات کا ذکر:

اس کتاب میں مذکورہ بالا تعداد میں رجال صوفیہ کے ساتھ ساتھ اٹھارہ عارفاتِ کاملات (خواتین صوفیہ) کے احوال بھی شامل ہیں۔جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

۱۔حفصہ بنت سیرین، ۲۔شعوانہ، ۳۔رابعہ عدویہ، ۴۔مریم البصریہ، ۵۔معاذۃ العدویہ ۶۔عفیرۃ العابدہ، ۷۔میمونہ السوداء، ۸۔ریحانہ والہ، ۹۔فاطمہ نیشاپوریہ، ۱۰۔رابعہ شامیہ، ۱۱۔تحفہ، ۱۲۔جاریہ سوداء، ۱۳۔امراۃ مجہولہ، ۱۴۔جاریہ مجہولہ، ۱۵۔امِ محمد، ۱۶۔جاریہ حبشیہ، ۱۷۔امراۃِ مصریہ، ۱۸۔امراۃِ مصریہ اخریٰ۔

خانوادوں کا تذکرہ:

مصنف نے اس کتاب میں مختلف خانوادوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔اور ان کے بارے میں تفصیل بیان کی ہے۔ان خانوادوں کے نام یہ ہیں:

خانوادہ کرخیان، خانوادہ عیاضیان، خانوادہ ادھمیان، خانوادہ طیفوریان، خانوادہ سہروردی، خانوادہ طرطوسی، خانوادہ ہبیریان، سادات ماژندران، سادات شوشتر، مرعشیہ اصفہان، مرعشیہ قزوین، خانوادہ چشتیان۔

نوٹ:

اگرچہ بعض خاندانوں اور سلسلوں کا تذکرہ مصنف نے مخصوص عنوان کے تحت نہیں کیا، تاہم متعدد دیگر سلاسل اور خانوادوں کا اور ان سے متعلق مشائخ کا ذکر بھی اس کتاب میں شامل ہے۔مثال کے طور پر قادری، نقشبندی، اور مجددی سلسلہ کے متعدد بزرگوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔اور ان سلسلوں کے بارے میں مختلف مقامات پر مصنف نے تذکرہ کیا ہے۔مثلاً قادری بزرگوں میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور آپ کے خلفاء، اولاد

Marfat.com

اورآپ کے سلسلہ کے متعدد بزرگوں کا تذکرہ ہے یا نقشبندی سلسلہ کے خواجہ بہاءالدین نقشبند کا تذکرہ موجود ہے۔اوران کے سلسلہ کے بیشتر بزرگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اسی طرح قانع نے خوداپنے بزرگوں کا متعدد مقامات پرتذکرہ کیا ہے۔لیکن شکراللہی یا شیرازی سادات کے لیے الگ عنوان قائم نہیں کیا۔

قانع نے اپنی تصنیف کے وقت جن کتابوں سے استفادہ کیا یا بطورِ ماخذ استعمال کیں ان میں ۸۲ ماخذ کی تفصیل فارسی کتاب کے اردو مقدمہ میں آ چکی ہے۔یہاں اس کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

چشم دید و سمعی روایات:

۸۲ ماخذ کے علاوہ قانع نے اپنے عہد یا قریب العہد بزرگوں کا تذکرہ سمعی روایات یا اپنی چشم دید یادداشتوں کے ذریعہ بھی کیا ہے۔ظاہر ہے اُس کے معاصر بزرگوں کا تذکرہ کسی اور کتاب میں ہونا غیر ممکن تھا۔اس لیے سمعی اور بصری حوالوں پر ہی انحصار کیا جا سکتا تھا۔چنانچہ معیارِ دوازدہم میں زیادہ تر ایسے افراد کا تذکرہ ہے جنہیں مصنف نے خود دیکھا یا اس نے کسی ہم عصر سے ان کے بارے میں سنا۔کتاب کا یہ حصہ زیادہ اہم ہے کیونکہ اس معیار میں جن بزرگوں کا ذکر ہوا ہے ان کے حوالے سے یہ کتاب اولین ماخذ ہے۔

مصنف کا تعارف:

مصنف کا نام: علی شیر اور بعض جگہ غلام علی شیر بھی آیا ہے۔اُس کا تخلص قانع ہے۔اس کی ولادت ۱۱۴۰ھ میں ہوئی۔اور (خلق انساناً من السلالة) سے آپ کی تاریخِ ولادت نکالی گئی ہے۔(مقالات الشعراء:۵۷۱)

مختصر خاندانی حالات:

میر علی شیر قانع نے اپنے خاندان اور آباؤ اجداد کے حالات اپنی متعدد کتابوں میں لکھے ہیں۔مثلاً تحفۃ الکرام جلد سوم ص ۱۹۳ تا ۱۹۹۔مقالات الشعراء ص ۵۳۱ تا ۴۴۶۔اور پیشِ

Marfat.com

نظر کتاب معیارِ سالکانِ طریقت کے معیار یازدہم اور دوازدہم میں قانع کے آباؤ اجداد کی کافی تفصیل موجود ہے۔ علاوہ ازیں مجالس المؤمنین مصنفہ قاضی نوراللہ شوشتری میں بھی اس خاندان کے بزرگوں کے احوال ملتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر جو بات اطمینان بخش ہے وہ یہ کہ سید حسام الدین راشدی جیسے عظیم دانشور اور محقق نے قانع پر جو کام کیا ہے وہ اتنا ٹھوس، مدلل اور تفصیلی ہے کہ اس کے بعد قانع اور اس کے خاندان کے احوال و آثار کے لیے مزید کسی اور ماخذ کی ضرورت نہیں رہتی۔ قانع کی تصانیف تحفۃ الکرام، مکلی نامہ، مقالات الشعراء اور مثنویات وقصائد پر سید حسام الدین راشدی کا کام انتہائی قابلِ ستائش ہے۔ مذکورہ صدر کتابوں کے مقدموں میں راشدی مرحوم نے قانع کے حالاتِ زندگی اور اس کے کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مذکورہ بالا تمام ماخذ کی مدد سے قانع کے احوال مختصراً یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

سید علی شیر قانع کا خاندان ایران کے شہر شیراز سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے اسلاف میں سے سید شکر اللہ شیرازی شاہ بیگ ارغون کے عہد (۹۲۷۔ ۹۲۸ھ) میں شیراز سے سندھ آئے۔ قانع نے اپنا شجرۂ نسب سید شکر اللہ شیرازی سے اس طرح ملایا ہے:

غلام علی شیر قانع بن میر عزت اللہ (متوفی ۱۱۶۱ھ) بن میر محمد کاظم بن میر محمد مقیم بن میر ظہیر الدین ثانی (متوفی ۱۰۳۷ھ) بن سید شکر اللہ ثانی بن میر ظہیر الدین اول بن قاضی سید شکر اللہ اول شیرازی نزیل سندھ متوفی (۹۶۲ھ)۔

میر علی شیر قانع اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس سے بڑے پانچ بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ سید فخر الدین، ۲۔ سید یار محمد، ۳۔ سید محمد امین؛ ۴۔ سید محمد صلاح، ۵۔ سید ضیاء الدین متخلص بہ ضیا (متوفی ۱۲۲۹ھ)۔

قانع کے اساتذہ:

قانع کی ابتدائی تعلیم ٹھٹھہ میں ہی ہوئی۔ اپنی کتاب مقالات الشعراء اور معیارِ سالکانِ طریقت میں اس نے اپنے چند اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے نام حسبِ ذیل ہیں:

Marfat.com

۱۔میاں نعمت اللہ ولد میاں عبدالجلیل ان کے درس سے میزان الصرف سے شرح ملا تک تعلیم حاصل کی۔(مقالات الشعراء: ۸۱۷)

۲۔میاں محمد صادق ولد میاں عبدالجلیل (ایضاً: ۳۵۸)

۳۔اخوند محمد شفیع ٹھٹھوی (متوفی: ۱۱۶۵ھ) سے قصائدِ عرفی اور عروضِ سیفی پڑھے۔

۴۔اخوند ابوالحسن ٹھٹھوی متخلص بہ ''بہ تکلف'' سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

۵۔میر حیدر الدین ابوتراب کامل: ۱۱۵۵ھ کے قریب شعر وسخن کے لیے ان کی شاگردی اختیار کی۔

قانع کا سلسلۂ طریقت:

قانع کا خاندان مائل بہ تشیع تھا۔چنانچہ صاحب مجالس المومنین نے قانع کے اسلاف کا تذکرہ اہل تشیع بزرگوں میں کیا ہے۔لیکن خود قانع بہت وسیع النظر اور وسیع المشرب تھا۔ایک طرف وہ اہل بیت کا محبّ اور مداح تھا اور خود کو متعدد مقامات پر اس نے خادم اہل بیت لکھا ہے اور اہل بیت کے ذکر اور غم سے متعلق اس کی تصانیف ''اعلانِ غم''، ''مختار نامہ'' اور ''زبدۃ المناقب'' اس کی عقیدت ومحبت کی مظہر ہیں۔جبکہ دوسری طرف وہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کا بھی اتنا ہی عقیدت منداور محبّ نظر آتا ہے۔چنانچہ معیارِ سالکانِ طریقت میں بارہ اماموں اور اہل بیت کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس نے صحابہ کرام اور صوفیہ کرام کا تذکرہ بھی اسی محبت سے کیا ہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ نقشبندی سلسلہ میں بیعت ہوا۔شجرہ طریقت حضرت مجدد الف ثانیؒ تک اس طرح ملتا ہے:

''میر علی شیر قانع مرید شیخ عبدالاحد کے وہ مرید اپنے والد حاجی غلام معصوم کے وہ مرید شیخ محمد اسماعیل کے وہ مرید قیوم زمان حضرت صبغت اللہ کے وہ مرید خواجہ محمد معصوم بن مجدد الف ثانیؒ کے''۔(مقدمہ تحفۃ الکرام اردو ص ۸۱)

Marfat.com

قانع کی تصانیف (علمی خدمات):

میر علی شیر قانع ایک کثیر التصانیف مصنف تھا۔ وہ بیک وقت عالم، شاعر، ادیب، نثر نگار، مورخ، تاریخ گو، اور محقق تذکرہ نگار تھا۔ اس نے بارہ سال کی عمر (۱۱۵۲ھ) میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا اور آٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ایک دیوان مرتب کر دیا تھا۔ لیکن بعض نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس نے یہ دیوان دریا برد کر دیا تھا۔

قانع نے سندھ کی تاریخ، ادب اور رجال کے احوال محفوظ کرنے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ نا قابل فراموش ہے۔ اگر وہ مقالات الشعراء، تحفۃ الکرام، مکلی نامہ اور معیارِ سالکانِ طریقت جیسی معرکۃ الآرا کتابیں تالیف نہ کرتا، تو ہم آج سندھ کی تاریخ، شعر و ادب اور اس دور کے ہزاروں رجال کے احوال سے قطعی بے خبر ہوتے۔ اس کے ان علمی کارناموں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک فرد واحد نے کتنے عظیم کارنامے انجام دیئے، وہ اس قدر زود نویس تھا کہ زندگی کے آخری سال ۱۲۰۲ھ میں جب اس کی عمر ۶۳ سال ہو چکی تھی اور بڑھاپے کے علاوہ کچھ بیماریوں میں بھی مبتلا تھا، اس نے تین کتابیں لکھ ڈالیں۔ جن میں آخری کتاب ''معیار سالکانِ طریقت'' ہے۔

قانع کی تصانیف کی فہرست مختلف کتابوں میں دی گئی ہے۔ مثلاً مقدمہ مصحح بر مقالات الشعراء، مقدمہ مترجم بر تحفۃ الکرام، مقدمۂ راقم بر مثنوی گوہر منظوم، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، پاکستان میں فارسی ادب جلد سوم وغیرہم۔ چنانچہ تکرار اور طوالت سے بچنے کے لیے ہم یہاں صرف کتابوں کے نام سالِ تالیف کے اعتبار سے لکھیں گے۔ اور جن کتابوں کی تاریخ تصنیف معلوم نہیں ہو سکی ان کو آخر میں الفبائی ترتیب سے لکھ دیں گے۔

فہرست تصانیف قانع بہ لحاظ تاریخِ تصنیف:

۱۔ دیوان علی شیر: ۱۱۵۲ھ

۲۔ مثنوی ''شمہ از قدرت حق'' یہ تاریخی ہجری نام ہے گویا ۱۱۶۵ھ میں یہ مثنوی لکھی گئی۔

Marfat.com

۳۔مثنوی ''قضاوقدر'': ۱۱۶۷ھ (= گل از بہارِ قضا)

۴۔نوآئین خیالات: ۱۱۶۹ھ۔ یہ تاریخی ہجری نام ہے۔ یہ کتاب نثر میں ہے۔

۵۔مثنوی قصہ کامروپ: ۱۱۶۹ھ۔

۶۔دیوان ''قال غم'': ۱۱۷۱ھ۔ دیوان کا نام تاریخی ہے۔

۷۔ساقی نامہ: ۱۱۷۴ھ منظوم

۸۔واقعات حضرت شاہ: ۱۱۷۴ھ منظوم

۹۔چہار منزلہ: ۱۱۷۴ھ منظوم

۱۰۔تزویج نامہ حسن وعشق: ۱۱۷۴ھ

۱۱۔اشعار متفرقہ در صنایع وتاریخ: ۱۱۷۴ھ

۱۲۔مکلی نامہ ''بوستان بہار'': ۱۱۷۴ھ (= بوستان بہار تازہ دل)

۱۳۔مقالات الشعراء: ۱۱۷۴ھ

۱۴۔تاریخ عباسیہ: ۱۱۷۵ھ۔ لیکن یہ کام مصنف نے نامکمل چھوڑ دیا تھا۔

۱۵۔تاریخ عباسیہ: ۱۱۷۵ھ (منظوم)

۱۶۔تحفۃ الکرام: ۱۱۸۱ھ۔ مشتمل بر سہ جلد، مادہ تاریخ تالیف (نوآئین انتخاب)

۱۷۔اعلان غم: ۱۱۹۲ھ

۱۸۔زبدۃ المناقب: ۱۱۹۲ھ

۱۹۔مختار نامہ: ۱۱۹۴ھ

۲۰۔نصاب البلغا: ۱۱۹۸ھ

۲۱۔مثنوی ''ختم السلوک'' ۱۱۸۷ھ۔ کتاب کا نام تاریخی ہے۔

۲۲۔طومار سلاسل گزیدہ: ۱۲۰۲ھ

۲۳۔شجرہ اطہر اہل بیت: ۱۲۰۲ھ

Marfat.com

۲۴۔معیارِ سالکانِ طریقت:۱۲۰۲ھ

قانع کی وہ تصانیف جن کا سالِ تصنیف معلوم نہیں ہو سکا۔

۱۔انشائے قانع

۲۔تہذیب طباع

۳۔حدیقۃ البلغاء (مجموعہ اشعار منتخبہ شعرائے فارسی)

۴۔دیوان اشعار

۵۔رسالہ معما مع شرح (نثر و نظم)

۶۔روضہ الانبیاء (منظوم)

۷۔زینت الاخلاق (منظوم)

۸۔سرفراز نامہ

۹۔غوثیہ (در سلوک و عرفان، منظوم)

۱۰۔قصاب نامہ، مثنوی

۱۱۔قصاید و منقبت

۱۲۔کان جواہر، مثنوی

۱۳۔لب تاریخ کلہوڑہ

۱۴۔محبت نامہ، مثنوی

۱۵۔محک الشعراء، بیاض

۱۶۔میزان الافکار (منظوم)

۱۷۔میزان فارسی

مصنف کی شخصیت کی علمی جہات:

''معیارِ سالکانِ طریقت'' کا مصنف میر علی شیر قانع شیرازی ٹھٹھوی متنوّع اور کثیر

Marfat.com

الجہات شخصیت کا مالک تھا۔ وہ تمام علوم متداولہ معقول ومنقول کا عالم تھا۔ وہ بیک وقت عالم، فاضل، ادیب، شاعر، نثر نگار، محقق، مورخ، تذکرہ نگار اور وسیع النظر انسان اور صوفی تھا۔ اس کی شخصیت اور اس کے علمی محاسن کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا، ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہم یہاں اس کی شخصیت کے چند علمی پہلوؤں سے متعلق گفتگو کریں گے۔

بحیثیت شاعر:

قانع اپنے عہد کا بہت بڑا شاعر تھا۔ شعر گوئی کا شوق اسے بچپن ہی سے تھا۔ اور اس دور کے علمی وادبی ماحول نے اسے مزید جلا بخش دی تھی۔ اس نے بارہ سال کی عمر میں ہی ایک دیوان مرتب کر دیا تھا جو آٹھ ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔

قانع کو شعر وسخن کی تمام اصناف پر کامل دسترس تھی۔ چنانچہ رباعی، قطعہ، غزل، قصیدہ، مثنوی، صنایع وبدائع اور دیگر متعدد شعری اصناف میں اس نے طبع آزمائی کی ہے، اور ان تمام اصناف میں اس کا کلام موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی اکثر تصانیف منظوم ہیں۔

قانع کے آباؤ اجداد کا تعلق شیراز (ایران) سے تھا اس لیے اس کی مادری زبان فارسی تھی۔ اور اس زمانے کی علمی اور ادبی زبان بھی فارسی ہی تھی۔ اس لیے قانع نے اسی زبان (فارسی) کو ہی ذریعہ اظہار بنایا۔ اس کے فارسی اشعار کی تعداد تیس ہزار (۳۰۰۰۰) ہے۔ جو اس کی مختلف کتابوں میں محفوظ ہیں۔

قانع کا گھر ایک طرح سے ادبی اکیڈمی کا درجہ رکھتا تھا۔ اس کے گھر میں اکثر علمی و ادبی اور شعری نشستیں ہوا کرتی تھیں۔ ایسی کئی نشستوں کا ذکر اس نے مقالات الشعراء میں کیا ہے۔ چنانچہ اس کے گھر میں منعقد ہونے والی ایک شعری نشست کا ذکر مختصراً یہاں کیا جاتا ہے۔

ایک روز اس کے گھر میں اس کے معاصر معروف شعراء اکٹھے تھے جن میں غلام علی مداح، شیوک رام عطارد، محمد پناہ رجا اور محمد اعظم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس مجلس میں طے پایا کہ آج ''درز نجیر شد'' ردیف اور ''خواب'' و ''آب'' قافیہ کے تحت طبع آزمائی کی جائے۔ چنانچہ تمام

Marfat.com

شرکائے مجلس نے اس زمین میں اشعار کہے۔ ہم بطور نمونہ ان سب شعراء کا ایک ایک شعر یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔

مداح:

گر جنون سرمایۂ راحت نمی باشد چرا
پای ما دیوانگان را خواب در زنجیر شد

عطارد:

مرد را موجِ ہنر باشد محیطِ آبرو
تیغ را از جوہرِ خود ، آب در زنجیر شد

رجا:

شد اسیرِ دام زلفِ او دلِ دیوانہ ام
خوب شد ، شوریدۂ بیتاب در زنجیر شد

محمد اعظم:

در ہوای زلف جانان بسکہ بیخود گشتہ اند
عاشقانِ پُر بلا را خواب در زنجیر شد

قانع:

صاحبِ طبعِ روان ، پابندِ موجِ غم مباد
کس ندیدہ ہیچ گاہی آب در زنجیر شد

اسی طرح غلام علی مداح کے ساتھ متعدد بار ''طرح'' تجویز کر کے قانع نے غزلیں کہیں۔ چنانچہ ایک بار ''شیدا'' کے اس مصرع پر دونوں نے غزلیں کہیں:

از گلشن رویش چو نظر تازہ کند چشم

قانع کی شعر و سخن سے دلچسپی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے

Marfat.com

ایک مبسوط تذکرہ شاعروں کے حالات پر ''مقالات الشعراء'' کے نام سے لکھا ہے۔ جو اس کے حسن ذوق کا بہترین نمونہ ہے۔

قانع کی تاریخ گوئی:

قانع کو تاریخ گوئی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ اس نے متعدد لوگوں کی ولادت و وفات اور اہم واقعات کے بے شمار مادہ ہائے تاریخ موزوں کیے۔ اور متعدد تاریخی قطعات کہے ہیں۔ تاریخ گوئی کے جملہ اصناف میں اس کے مادہ ہائے تاریخ موجود ہیں۔ کئی تاریخی مادے اس نے قرآنی آیات سے بھی اخذ کیے ہیں۔ اس کی تاریخ گوئی سے دلچسپی اور مہارت کا ثبوت یہ بھی ہے، کہ اس نے اپنی اکثر کتابوں کے نام بھی تاریخی تجویز کیے ہیں۔ مثلاً

☆ دیوان کا نام	''قال غم'' (۱۱۷۱ھ)
☆ مثنوی قضا وقدر کا تاریخی نام	''گل از بہار قضا'' (۱۱۶۷ھ)
☆ مکلی نامہ کا تاریخی نام	''بوستان بہار تازہ دل'' (۱۱۷۴ھ)
☆ تذکرہ شعراء	''مقالات الشعراء'' (۱۱۷۴ھ)
☆ تاریخ کی معروف کتاب	''تحفۃ الکرام'' (۱۱۸۰ھ)
☆ زیرِ نظر تذکرۂ صوفیہ کا نام	''معیارِ سالکانِ طریقت'' (۱۲۰۲ھ)

بحیثیت مورخ:

قانع اپنے عہد کا بہت بڑا مورخ تھا۔ اس نے اسلامی تاریخ، عمومی تاریخ اور سندھ کی تاریخ پر ایک بالغ نظر اور آزاد فکر مورخ کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ اسے اس کے عہد کے حکمران میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے اپنے خاندان کی تاریخ مرتب کرنے پر مامور کیا تھا اور طے یہ پایا تھا کہ شاہنامہ فردوسی کی طرز پر منظوم اور پھر نثر میں بھی ''تاریخ عباسیہ'' لکھی جائے گی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قانع نے یہ شاہی ''خدمت'' ترک کر دی تھی۔ اور ۱۱۸۰ھ میں اپنے طور پر ایک آزاد مورخ کی حیثیت سے اس نے ''تحفۃ الکرام'' لکھنا شروع کی۔

Marfat.com

قانع کی تاریخ سے متعلق دیگر تصانیف سے قطع نظر ''تحفۃ الکرام'' اور ٹھٹھہ کی تاریخ کے حوالے سے ''مکلی نامہ'' ہی ایسی یادگاریں ہیں۔ جو اپنے اپنے موضوع پر سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

تحفہ الکرام کی تیسری جلد سندھ سے متعلق ہے۔ اس میں ابتدا سے لے کر میاں سرفراز کلہوڑہ کے عہد حکومت تک سندھ کی تاریخ کے علاوہ جو جغرافیائی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ وہ کسی ''گزیٹر'' سے کم نہیں ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ ٹھٹھہ میں بیٹھ کر اس دور میں جب کہ ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھے، قانع نے سندھ کے ہر پرگنہ، شہر، قصبہ اور دیہات کا ذکر کیا ہے اور وہاں کے تاریخی آثار، مقامات اور مشاہیر، علماء، صوفیہ، شعراء اور دیگر اہم طبقات و افراد کا ذکر کیا ہے۔ گویا سندھ کی تاریخ پر یہ ایک ایسا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جس سے کوئی اہلِ علم مستغنی نہیں ہو سکتا۔

تذکرہ نگار:

بحیثیت تذکرہ نگار اس کا مقام بہت بلند ہے۔ اس نے تذکرہ نگاری کے سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ نا قابل فراموش ہیں۔ اس کی دیگر کتب تذکرہ سے قطع نظر شعراء کے احوال پر ''مقالات الشعراء'' اور صوفیہ اور صلحا کے احوال پر ''معیارِ سالکانِ طریقت'' کی حیثیت سنگ میل کی سی ہے۔ مقالات الشعراء کو مرحوم سید حسام الدین راشدی نے ایڈٹ کر کے سندھی ادبی بورڈ (کراچی) سے ۱۹۵۷ء میں شائع کیا تھا۔ اس میں ۱۹۷ فارسی گو شعراء کا تذکرہ ہے۔

قانع ایک باعلم صوفی:

قانع ایک بلند پایہ عالم، باعمل صوفی باصفا تھا۔ اس کے علمی مقام اور مرتبہ کی مظہر اس کی وہ تمام تصانیف ہیں جو اس نے یادگار چھوڑی ہیں۔ اور اس کے عظیم صوفی ہونے پر اس کی پوری زندگی شاہد ہے کہ اس نے کس طرح دنیوی طمع و لالچ سے مستغنی ہو کر پوری زندگی علم و ادب کی خدمت میں بسر کر دی۔ اس نے کشتِ علم و دانش کی آبیاری کے لیے شاہی ملازمت تک ترک کر دی تھی۔ اور بارہ سال کی عمر سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک قرطاس و قلم سے اس کا رشتہ قائم رہا، یا پھر وہ تزکیہ باطن اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہا۔ اس کا صوفیائے کرام

Marfat.com

سے قلبی ، ذہنی ، فکری اور روحانی ارتباط اس کے اخلاصِ عمل کا مظہر ہے ۔ وہ خود نقشبندی سلسلۂ طریقت سے وابستہ تھا ، اور اہل بیت ، صحابہ کرام اور صوفیائے عظام سے دلی محبت اور عقیدت رکھتا تھا۔اس نے زندگی کے آخری سال (۱۲۰۲ھ) میں جو تین کتابیں لکھیں وہ اس کے اسی حسن عقیدہ کی ترجمان ہیں ۔لیکن اس سے قبل ۱۱۸۷ھ میں قانع نے ایک مثنوی ''ختم السلوک'' کے نام سے لکھی ، جس کے مندرجات سے اس کے علمِ تصوف ، صوفیانہ اصطلاحات اور راہِ سلوک سے آگاہی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔لیکن اس کتاب میں شامل بعض موضوع ایسے بھی ہیں جو اس کے جذب و کیف کی نمائندگی کرتے ہیں ۔اس کتاب میں ایک مقدمہ، ۲۱ مقالات اور خاتمہ ہے ۔اس کا ایک قلمی نسخہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو میں محفوظ ہے ۔

مصنف کا ذریعہ معاش:

میر علی شیر قانع کا خاندان اپنے آباؤ اجداد سے ہی علمی و ادبی طور پر معروف چلا آ رہا تھا ، اور اس خاندان کے لوگ اپنے علمی ، ادبی اور روحانی کارناموں کے باعث نہ صرف معاشرے میں بلکہ اہل حکومت کی نظروں میں بھی ارفع مقام رکھتے تھے ۔ اور اپنی انہی علمی سرگرمیوں کے باعث اپنے اپنے عہد میں حکمرانوں سے داد تحسین کے طور پر جاگیریں، خلعتیں، وظائف اور انعامات پاتے رہے ۔ چنانچہ سید شکر اللہ شیرازی سے لے کر قانع تک سلسلہ بہ سلسلہ تمام بزرگوں پر یہ نوازشات ہوتی رہیں ۔ اور نسل در نسل وہ جاگیریں اور جائیداد آگے منتقل ہوتی رہیں ۔ ''تحفہ الکرام'' کے اردو مترجم مخدوم امیر احمد نے اپنے مقدمہ مین اس خاندان سے متعلق فرامین ، دستاویزات اور دیگر کئی قلمی تحریروں اور یادداشتوں کے ذریعے اس اجمال کی کافی تفصیل دی ہے ۔جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ خاندان مالی اور معاشی طور پر خاصا مستحکم تھا ۔ ہم طوالت اور تکرار سے بچنے کے لیے صرف میر علی شیر قانع کے بارے میں یہ بتانے پر اکتفا کریں گے کہ اسے اپنے آباؤ اجداد سے جو جاگیر اور جائیداد ملی ، اس کے علاوہ اسے کلہوڑہ عہد میں اور پھر تالپور دور میں وظیفہ بھی ملتا رہا جو اس کی گزر اوقات کے لیے کافی تھا ۔ یہ وظیفہ جو اس کے والد کے زمانے

Marfat.com

سے اس خاندان کو مل رہا تھا وہ قانع کی وفات کے بعد اس کے بیٹے میر غلام علی مائل کو بھی ملتا رہا۔

قانع کچھ عرصہ میاں غلام شاہ کلہوڑہ کی دعوت پر خدا آباد بھی چلا گیا تھا جہاں اسے نظم ونثر میں خاندان عباسیہ کی تاریخ لکھنے پر مامور کیا گیا تھا۔ مگر وہ اس کام کو نامکمل چھوڑ کر واپس ٹھٹھہ آ گیا تھا۔ اس نے یہ کام نامکمل کیوں چھوڑا اس کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔ تاہم کلہوڑوں نے اس کے باوجود اس کا وظیفہ بدستور جاری رکھا۔ اور قانع نے بھی تحفہ الکرام میں کلہوڑوں کے احوال ''حقِ نمک'' ادا کرنے کے لیے خاص اہتمام سے لکھے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''ذکر شان در طبقہ علیحدہ ثبت می گردد، و بنا بر مزید فائدہ و ادای حقوق نمک ذکر از اصل مع مجمل بیان بزرگان این سلسلہ گزارش می کند''

چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میر علی شیر قانع اور کلہوڑوں کے باہمی روابط بدستور قائم رہے۔ اور کلہوڑوں کے بعد تالپوروں نے بھی اس کی علمی رفعت کے پیش نظر اس کی جاگیریں اور وظائف بحال رکھے، جس سے اس کی زندگی انتہائی اطمینان اور راحت سے گذری۔ اور یوں وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر علمی و تحقیقی کاموں میں مشغول رہا۔

اولاد:

قانع کے تین بیٹوں کے نام ملتے ہیں، جو یہ ہیں:

۱۔ میر امیر علی: یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا جو کہ ۱۱۷۱ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی تاریخ ولادت میاں غلام محمد ٹھٹھوی نے اس طرح کہی ''در چمن جاہ شگفتہ کلی'': ۱۱۷۱ھ اور محمد پناہ رجا نے یہ سجع کہا جو مادہ تاریخ ولادت بھی ہے۔ ''امیر علی بن علی شیر حسینی'': ۱۱۷۱ھ۔

۲۔ غلام علی: یہ تاریخی ہجری نام ہے۔ گویا اس کی ولادت ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔ قانع کی اولاد میں سے اس بیٹے نے باپ کے علمی و ادبی کام کو جاری رکھا۔ مائل تخلص کرتا تھا۔ شاعر بہت عمدہ تھا۔ ۱۲۲۲ھ میں میر کرم علی خان کی تخت نشینی پر اس سے متوسل ہو گیا۔ اور اس کی مدح میں بہت سے قصیدے بھی لکھے۔ تاریخی قطعات بھی بہت لکھے۔ ۱۹ ذوالحجہ ۱۲۵۱ھ کو فوت ہو گیا۔ میر غلام علی

Marfat.com

مائل کی اولاد میں سے دورِ حاضر میں ڈاکٹر سید عبدالحسین شاہ ٹھٹھہ میں موجود ہیں۔آپ ۲۸ جون ۱۹۶۱ء کو ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔آپ کا شجرہ میر علی شیر قانع سے اس طرح ملتا ہے:

سید عبدالحسین شاہ بن سید قربان علی شاہ بن سید صابر علی شاہ بن میر سید حسین علی شاہ، بن میر سید صابر علی شاہ (سائل) بن میر غلام علی مائل بن میر علی شیر قانع ٹھٹھوی۔

سید عبدالحسین شاہ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر ہیں اور آپ کو ڈاکٹر غلام شبیر شاہ بھی کہتے ہیں۔

۳۔غلام ولی اللہ: یہ قانع کا تیسرا فرزند ہے جو کہ ۱۱۸۳ھ میں پیدا ہوا۔اس کا نام بھی تاریخی رکھا گیا۔جس سے ۱۱۸۳ اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

قانع کے بھائی میر سید یار محمد شاہ کی اولاد میں سے سید غلام مرتضٰی شاہ (اظہر شاہ) بھی ٹھٹھہ میں موجود ہیں۔یہ ۱۲ اگست ۱۹۶۸ء کو ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنے آبا و اجداد کی علمی و ادبی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ٹھٹھہ میں علم و ادب کو فروغ دینے کے لیے پرفیکٹ سکول اینڈ کالج سسٹم قائم کیا۔اس کی مقبولیت اور کامیابی کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے حال ہی میں مکلی میں بھی بہت بڑا سکول اور کالج قائم کیا ہے جس کو انہوں نے دی کانسیپٹ سکول اینڈ کالج سسٹم کا نام دیا ہے۔

اظہر شاہ کے چار اور بھائی بھی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

۱۔سید نیاز حسین شاہ ۲۔سید محمد علی شاہ ۳۔سید اقبال شاہ ۴۔سید غلام مصطفٰی شاہ

قانع کی وفات:

میر علی شیر قانع شیرازی ٹھٹھوی نے اپنی آخری تصنیف ''معیار سالکانِ طریقت'' کے مقدمہ میں اپنی عمر ۶۳ سال بتائی ہے۔اور اس وقت مختلف امراض اور نقاہت کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس وقت اسے یہ احساس ہو چکا تھا کہ یہ اس کی آخری کتاب ہوگی۔چنانچہ اس کا یہ احساس صحیح ثابت ہوا، اور وہ اس سے اگلے سال یعنی ۱۲۰۳ھ/۸۹-۱۷۸۸ء میں ۶۴ سال کی عمر میں اپنے

Marfat.com

خالق حقیقی سے جاملا۔

آخوند غلام محمد ٹھٹھوی نے یہ مادہ تاریخ تجویز کیا۔ ''علیہ الرضوان''

قطعہ تاریخ وفات قانع از مصحح ومترجم

آنکہ ذکر اہل حق را می نوشت
آہ رحلت کرد ، آن نیکو سرشت
سال رحلت مرد قانع را بگو
ای خضر '' قانع سزاوار بہشت '' = ۱۲۰۳ھ

تشکر واعتذار:

اس کتاب کی تصحیح وتدوین اور ترجمہ سے لے کر طباعت واشاعت تک جن تمام حضرات نے اپنے پرخلوص تعاون سے نوازا میں ان سب کا ممنون ومتشکر ہوں۔

چونکہ یہ ترجمہ بہرحال ایک انسانی کوشش ہے اس میں سہو وخطا کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا صاحبانِ علم ودانش سے التماس ہے کہ جہاں کوئی سقم وسہو دیکھیں اس کی اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ومن اللہ التوفیق وعلیہ التکلان

خاکپائے صاحبدلان
ڈاکٹر خضر نوشاہی
دارالفقراء نوشاہیہ، ساہن پال شریف
تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاءالدین
0092-300-4277165
pnaushahi@yahoo.com

۱۴۲۳۹۴
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کریم عزوجل کا احسان ہے، جس نے ندائے ہدایت فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (۱۵۲:۲) (پس تم مجھے یاد کیا کرو، میں تمہیں یاد کیا کروں گا) کے ذریعے ایک خاص جماعت کو اپنی طرف متوجہ کیا، اور یقین کے سالکین کے جہاد کے گھوڑے کو جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ (۳۵:۵) (اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تا کہ تم فلاح پاؤ) کے تازیانہ سے میدانِ طریقت میں دوڑایا۔ اور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کی زبانِ وحی ترجمان سے بہ نص صریح [قُلْ] اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (۳۱:۳)''[(اے محبوب) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم واقعی محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ] فرمایا۔ تا کہ راہِ شریعت کے طالب کو منزلِ حق کی طرف لے جائے جو کہ عین حقیقت ہے۔ اور واجب الفنا کے امر وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ (۸۸:۲۸) ''اور نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو'' سے بے بقا ہستی کے وجود سے ماسوی (غیر اللہ کا) شرک کا لباس نیستی کے پنجہ سے پھاڑ ڈالے۔ اور اپنے نبی ﷺ کی اولاد کو زبانِ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۳،۴:۵۳) (اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے) سے فرمایا کہ میری اولاد سفینۂ نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا، اور اس کے ذریعے بحرِ طریقت کو عبور کر جائے گا، اور جو نہ ہوا وہ ہلاک ہو گا۔ اور اپنے صحابہ کرام کو ستاروں کی مانند فرمایا ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرے گا ہدایت پا جائے گا۔ اور اپنی راہ پر گامزن ہونے والوں کو طالب کہا اور اس راہ کو پا لینے والے کو عارف کہنا معین فرمایا۔

مظہرِ ولایت، امامت کی وراثت کے وارث اور صوری و معنوی خلیفۂ وصایت، غالب علیٰ کُلِّ غالب علی ابنِ ابی طالب داماد اور اپنے چچازاد بھائی جو ان کے ساتھ ایک نور سے مخلوق ہوئے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ اور بیز انبا میزان الحکمه علی لسانها۔

Marfat.com

باب ولایت اورلسانِ حکمت کہا۔لہٰذا جس کسی کو جو کچھ بھی ملا وہ انہی کا فیض ہے۔اور جس نے جو کچھ بھی دیکھا وہ انہی کے مشکوٰۃِ انوار اور ارشاد و ہدایت سے ہی راہنمائی حاصل کی۔انہی کے بارے میں کہا گیا:انت منی بمنزله هارون من موسیٰ۔

اورفرمایا:من کنت مولا فهذاعلی مولا۔

ازمؤلف

علی را جز محمد کس نہ دریافت مدینہ علم ز آن شاہ نیک دریافت

ترجمہ:۔علی کو حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کوئی نہ جان سکا۔علم کے شہر نے ہی اس شاہ کو ٹھیک پہچانا۔

اللهم صل علیٰ محمد و آله واصحابه اجمعین ۔

بعدازاں اہلِ فقر کے نعمت کدہ کا کاسہ لیس اربابِ صفا کے دسترخوان کا ریزہ چین اورصورت ومعنی میں ہیچمدانوں کا ہیچمدان علی شیر قانع شیرازی الحسینی الشکر اللّٰہی ٹھٹھوی شکر اللہ سعید کہتا ہے: کہ چونکہ سنِ شعور کے آغاز سے آج تک یہ بے شعور انشائے شعرِ رسمی اور املائے خیالاتِ اسمی میں مشغول رہا اور اپنے نامۂ اعمال کے دفتر کو سیاہ کرتا رہا اور مرورِ وقت کے ساتھ جب پچاس سال کا ہوا تو تھوڑا سا دیدۂ ہوش وا ہوا تو نیکی کے راستے پر بادہ پیما ہوا اور ایک کتاب انبیاء، ملوک، اولیاء، صوفیا اور بالخصوص سندھ اور ہند کے تمام علاقوں کے اولیاء پر تین جلدوں میں ایک کتاب ''تحفۃ الکرام'' کے نام سے تحریر کی جو اس کا تاریخی نام ہے۔وہ نسخہ احبابِ کرام نے بہت پسند کیا۔اس کے بعد چند رسالے مناقب اور سلوک میں نظم کیے، تا آنکہ بارھویں صدی ہجری اپنے اختتام کو پہنچی۔اب ۱۲۰۲ھ ہے۔جب کہ میرا آفتابِ عمر غروب ہونے کو ہے۔ اور زندگی کا گھوڑا اپنے اختتام پر پہنچنے والا ہے۔اس وقت میری عمر تریسٹھ (۶۳) برس ہو چکی ہے ۔اور کچھ امراض بھی لاحق ہو چکے ہیں۔پہلے میں نے بقدرِ دریافت ''شجرۂ اہلِ بیتِ سندھ'' لکھا ہے۔اور دوسرا ''طومارِ سلاسل گزیدہ'' تحریر کیا ہے۔تاریخِ اوّل ''شجرہ اطہر اہلِ بیت'' اور تاریخِ ثانی ''طومارِ سلاسل گزیدہ'' لکھنے کے بعد خیال آیا کہ مشائخ کے حالات زمان و مکان کی ترتیب

Marfat.com

سے لکھے جائیں، اوراس میں انتساب سلاسل واصحاب کا بیان بھی کیا جائے۔ چنانچہ یہ رسالہ اس مقصد کی تکمیل ہے جس کا تاریخی نام ہے:

''معیارِ سالکانِ طریقت'' (۱۲۰۲ھ)

اگرچہ اس جماعت کا ذکر کماحقہٗ بیان نہیں ہوسکا لیکن من لا یدرک الکل الا بتدرک الکل کے مصداق جو ہوسکا وہ لکھ دیا۔ چنانچہ یہ کتاب ایک مقدمہ، ایک فاتحہ اور بارہ معیار اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ جس کسی کا سالِ وفات صریح طور پر معلوم نہ ہوسکا اسے اس کے معاصرین میں شامل کردیا۔ اوراگران کے مابین دس بیس سال کی کمی بیشی ہے، یا یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کس دور میں تھا، یا اس کی کسی سے صحبت رہی ان کا ذکر خاتمہ میں کردیا ہے۔ مؤلف کی اس تگ ودو کا مقصد اس سے توسل حاصل کرنا ہے۔ شاید ان کی محبت سے روزِ محشران کے محبان میں میرا بھی شمار ہو۔ جیسا کہ کہا گیا ہے، خیر المرءِ من حب و من احب شیئاً اکثر ذکرہٗ۔ مطالعہ کرنے والوں سے سہو وخطا کی اصلاح اور فاتحہ دعا کی توقع ہے۔

حسبی اللہ و کفیٰ

تاریخ تالیف مؤلفہ

در مرزِ دل چو تخمِ ولا نیک کشتہ شد — خوش رشتۂ ز ریشۂ امال رشتہ شد
آن رشتہ بستہ گل بسر گل ازان نہال — از دستِ آبیار کرامات کشتہ شد
بودہ ولای اہلِ ولایت مراد من — جز ذکرِ شان ہر آنچہ بلب بود ہشتہ شد
بخشند عروج عرش صفا سیر این سواد — زان رہ کہ ذکر ہر ولی اینجا فرشتہ شد
بالفعل آنچہ گشت ز قوت ظہور آن — روزِ ازل بہ طینت طبعم سرشتہ شد
در آتش مجاہدۂ جمع این کتاب — بسیار روزگار روانم برشتہ شد

تاریخ این رسالہ برای عیار طبع
''معیارِ سالکانِ طریقت'' نوشتہ شد

Marfat.com

مقدمۃ الکتاب

چونکہ ولایت کی ابتداء نبوت کی انتہا لکھتے ہیں۔ان دونوں کے بارے میں تھوڑا سا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

نبوت اللہ تعالیٰ کے اسماء، ذات وصفات اور احکامِ الٰہی کی خبریں ہیں۔اگر یہ اسباب سے ہے تو تشریعی ہے وگرنہ تفریقی۔ نبی وہ شخص ہے جو خلق کی طرف ہدایت کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔اس کمال کے ساتھ کہ لوگوں کی استعداد اور ان کے تقاضوں کے مطابق تعلیم دے۔ خواہ وہ کمالِ ایمان ہو یا اس کے علاوہ خرقِ عادت اگر نبی سے صادر ہو تو وہ معجزہ ہے اور اگر ولی سے ظہور میں آئے تو کرامت ہے۔اور اگر قوی النفس حضرات غیر از نبی وولی وصالح جو اعمالِ مخصوص جیسے جادو یا اس قسم کے دردانگریز روحانی علوم یا نجوم فلکی یا ارض وسماوی طلسمات باخواصِ عنصریہ اور امورات طی زمان ومکان وغیرہ جو کہ فرشتہ اور جن کے خواص ہیں، اگر واقع ہو تو یہ ان کی معاونت کے بغیر ممکن نہیں۔مگر جن ضمائر سے واقف نہیں ہوتے اور ملک وملکوت مثلاً زندگی و موت، برزخ کی قید سے اخراج اور عالمِ ملکوت میں مرید کو داخل کرنا یہ مرتبۂ الٰہی کی خاصیت ہے۔اکمل انبیاء واولیاء، مبداء اور معاد اور نظامِ دنیا کے ضابطہ پر کلی طور پر اعمالِ بشریہ جو برزخ میں متمثل صورت میں ہیں آگاہ ہیں۔وہ کشف جو لوگوں کو خواب میں ہوتا ہے، وہ انہیں بیداری میں حاصل ہوتا ہے۔وہ زمینی اور آسمانی اجسام میں تصرف کرتے ہیں، جیسا کہ آگ میں حضرت ابراہیم بقولہ تعالیٰ: يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْداً وَ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (۲۱:۶۹) ترجمہ: ''اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور آرام دہ بن جا''۔اور موسیٰ کو زمین پر پانی میں قولہ تعالیٰ: فَأَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰٓى أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ (۲۶:۶۳) ترجمہ: ''چنانچہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مارو (انہوں نے تعمیلِ حکم کی) تو دریا پھٹ گیا''۔ قولہ تعالیٰ: وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا (۲:۶۰) ترجمہ: ''اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم

Marfat.com

کے لیے پانی کے واسطے دعا کی تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو، تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے'' اور حضرت سلیمانؑ کو ہوا پر قولہٗ تعالیٰ: وَ لِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّ هَا شَهْرٌ وَ رَوَاحُهَا شَهْرٌ (۱۲:۳۴) ترجمہ: ''اور (اسی طرح ہم نے) سلیمان کے لیے ہوا کو (ان کا تابع بنادیا) کہ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی ہوتی (یعنی ایک ماہ کی مسافت آدھے دن میں طے ہوتی)'' اور داؤدؑ کو معدنیات پر قولہٗ تعالیٰ '' وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ '' (۱۰:۳۴) ترجمہ: ''اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا'' اور حضرت مریمؑ کو نباتات پر وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (۲۵:۱۹) ترجمہ: اور کھجور کے تنا کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تازی پکی ہوئی کھجوریں گریں گی'' اور حضرت عیسیٰؑ کو حیوانات پر قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ (۶۵:۲) ترجمہ: ''تم ذلیل بندر ہو جاؤ'' اور نبی کریم ﷺ کو آسمان پر اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ (۱:۵۴) ترجمہ: ''وہ گھڑی قریب آ پہنچی اور چاند پھٹ گیا'' تصرف کا اختیار دیا۔ صوفیہ کہتے ہیں: کہ حق تعالیٰ کے اسماء میں تضاد اور تقابل ہے۔ جو کوئی چاہے خود ظاہر اور غالب ہو۔ اور اس کا مقابل مخفی اور مغلوب ہو۔ یہ اس کے ظاہر اور تقابل میں سرایت کر کے مظاہرہ کرتے ہیں۔ تا کہ ہر ایک اپنے حکم میں اسماء اور مظاہر کے درمیان عدل قائم کرے، تا کہ ہر ایک اپنے کمال کو پہنچے، اور سلسلۂ عالم منتظم ہو۔ قولہٗ تعالیٰ [قُل] يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ :(۱۰۸:۱۰) ترجمہ: ''(بس) آپ فرما دیجیے! اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تم کو حق پہنچ چکا۔ اب جو کوئی راہِ ہدایت اختیار کرتا ہے۔ تو وہ ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے۔ اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور مجھ پر تمہارے کاموں کی ذمہ داری نہیں ہے'' وہ حاکم حقیقتِ محمدی ﷺ ہے۔ کہ حقیقی نبی اور کتب، ازلی کتب ہے۔ جتنے نبی ظاہر ہوئے ہیں، وہ مظاہر کے حاکم تھے نہ کہ اسماء کے۔ اور ہر اسم کا خارج میں ایک مظہر ہے۔ جو اس سے پرورش پاتا ہے۔ اور خلافِ حق مربی ظاہر و باطن

Marfat.com

عالم ہے۔اور یہ تصرف تام اور انعامِ عام بہ اعتبارِ حقیقت ہے۔لیکن باعتبارِ شریعت بندہ محتاج ہے۔قولہٗ تعالیٰ قُلْ اَنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ الخ: (۱۸:۱۱۰) ترجمہ: ''آپ فرما دیجیے! میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔پس جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے'' اور یہ حقیقت ہر دور میں اس کے اہل پر مناسب صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔قولہٗ تعالیٰ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ: (۱۳:۷) ترجمہ: ''اور ہر قوم کا ایک ہادی ہوتا ہے'' اور آخر میں کل صورتوں میں ظاہر ہوئی اور تشریعی نبوت اس پر ختم ہوگئی۔

لغت کے اعتبار سے ولایت کا مطلب قرب ہے اور درعرفِ تحقیق اخلاقِ الٰہی سے متصف ہونا اور فنا کے بعد بقا اور صحو کے بعد محو ہونا ہے۔اور نبوت ظاہر ہے۔ولایت کے باطن میں اور نبی کی نبوت کا مآخذ اس کی ولایت ہے۔اور ولایت کا مآخذ نبی کی نبوت ہے۔اور نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے، کیونکہ ولایت کی جہت حقیقت ہے۔اور نبوت کی جہت ملکیت۔

شیخ سعدالدین حمویؒ اپنے رسالہ ''جہتِ بشریت'' میں کہتے ہیں کہ انبیاء کی نہایت اولیاء کی بدایت ہے۔یعنی بدایتِ ولایت۔ولی شریعت کا تابع ہے۔جو نبی کے کام کی نہایت ہے۔نبوت اور ولایت غیر کسبی ہیں۔الہام کا فیضِ اقدس فرشتہ کے واسطہ کے بغیر ہے۔اور وحی بہ واسطۂ فرشتہ۔لہٰذا احادیثِ قدسیہ کو باوجود اس کے کہ وہ کلامِ الٰہی ہے انہیں وحی اور قرآن نہیں کہا جاتا۔وحی کشفِ صوری ہے، مشتمل بر کشفِ معنوی۔اور الہام صرف کشفِ معنوی ہے۔وحی نبی کا خاصہ ہے اور الہام خاصۂ ولی۔وحی تبلیغ سے مشروط ہے اور الہام کے لیے تبلیغ شرط نہیں۔

اولیاء چار قسم کے ہیں: ۱۔سالک محض ۲۔مجذوبِ محض ۳۔سالک مجذوب کہ جس کا سلوک اس کے جذبہ پر مقدم ہو۔ ۴۔مجذوب سالک، کہ جس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو۔جذبہ من جذبات الحق توازن عمل الثقلین۔

چنانچہ جیسے جسم کے لیے غذا صحت اور مرض ہے۔اسی طرح روح کے لیے بھی ہے۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ: اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (۸۹:۲۶) ترجمہ: ''مگر جو اللہ کے پاس قلبِ سلیم لے کر آئے گا''۔ اور وَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ (۱۰:۲) ترجمہ: ''ان کے دلوں میں بیماری ہے'' کا اشارہ اسی طرف ہے۔ چنانچہ ہر جسمانی مرض کا نام اور دوائی خاص ہے۔ جو بغیر طبیبِ حاذق کے کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح ہر روحانی مریض کے مرض کو اور اس کے حقائق کو انبیاء اور اولیاء کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ ولی واصل کو دیکھنے اور مرشدِ کامل کی صحبت کے بغیر چارہ نہیں'' من مات ولم یعرف امامِ زمانہ فقد مات میتۃً جاھلیۃ ''یعنی جس نے اپنے امامِ زمانہ کو نہیں پہچانا اور مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳۵:۵) ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ'' چنانچہ جیسا کہ نبض، قارورۂ بدن کے احوال پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح واقعات احوالِ نفس پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا سالکانِ طریقت اپنے واقعات اپنے شیخِ طریقت سے عرض کرتے ہیں۔ اور شیخ اس کی ترقی اور تنزلِ نفس اس سے معلوم کر کے اس کے مطابق ذکر وغیرہ کا تعین کرتا ہے۔

بخاری اور ترمذی حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کرتے ہیں کہ مصطفیٰ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو فرماتے تھے ''ھل رای احد کم''۔

اخلاق اور تصوف کی کتابوں کا مطالعہ اس ضمن میں کافی اور شافی نہیں۔ جیسا کہ مریض القانون اور کامل الصناع جیسی طب کی معروف کتابوں کے مطالعہ سے اپنا علاج خود نہیں کر سکتے بغیر حکیم حاذق کے۔

ولایت کی چار قسمیں ہیں:

ا:۔ ولایت جو نبوتِ مطلق کا باطن ہے۔ اور اس کے خاتمِ اوّل جناب ولایت مآب حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے فرمایا ہے کہ اگر اہلِ کتب اربع جمع ہو جائیں تو میں ہر ایک کو اس کی

Marfat.com

کتاب کے مطابق حکم کروں۔

۲:۔ولایت مقیدہ ہر نبی۔

۳۔ولایتِ مطلقہ۔وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اور انبیاء اور اولیاء کی ولایت سے حاصل ہوتی ہے۔

۴:۔ولایتِ مطلقہ عام۔جو کہ نبوت سے مخصوص نہیں۔یہ پہلی تینوں ولایتوں کا خاتم ہے۔خاتم ولایتِ مطلقہ محمدیہ مہدی علیہ السلام ہیں جو نسلِ جنابِ خاتمِ ولایت نبوت مطلقہ ہے۔

سید علی ہمدانی فرماتے ہیں: کہ خاتمِ ولایتِ مقیدہ محمدیہ کا مرتبہ قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔اور خاتمِ ولایتِ مطلقہ بہ مرتبہ رُوح۔بعض کہتے ہیں روحِ عیسیٰ مہدیؑ میں بروز کرتا ہے۔ عیسیٰؑ کا نزول اسی بروز سے عبارت ہے۔جیسا کہ کہا گیا ہے کہ:

"لا مہدی الا عیسیٰ ابنِ مریم"

فاتحۃ الکتاب

در بیان آغاز وکلاہ وخرقہ وبال کاٹنا یا منڈانا اور بیعت جو کہ پیری مریدی کے چاروں ارکان ہیں، ان کے بیان میں:

کتاب بحر الرایق میں حضرت شافعی سے مذکور ہے کہ جب حق سبحانہٗ تبارک وتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط (۴۸:۲۷)

ترجمہ: "(اور تم میں کچھ) سر منڈواتے ہوں گے اور (کچھ) بال کتر واتے ہوں گے (اور پھر احرام کھولیں گے) تم کو کسی بات کا خوف نہ ہوگا" تو حضرتِ سید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا دیا۔حضرت جنید بغدادیؒ نے لکھا ہے کہ مہتر جبرائیل حق سبحانہ وتعالی کے امر سے چار کلاہ اپنے ساتھ لائے۔آپ کے سر مبارک کے بال منڈائے اور چاروں کلاہ آپ کے سر اقدس پہ رکھ دیے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استرے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بال منڈے اور ان چار کلاہوں میں سے ایک کلاہ یک ترکی ان کے سر پر رکھا اور تکبیر کہی پھر یہی عمل حضرت عمرؓ کے ساتھ کیا اور ایک کلاہ دوترکی ان کے سر پر رکھا اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کو کلاہِ سہ ترکی عطا کیا

Marfat.com

اور کلاہِ چہارتر کی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ولایتِ شرق کے سرِ مبارک پر رکھا۔ یہ خصوصیت انہی چاروں کے ساتھ ہے۔ باقی سب کو بیعت سے نوازا۔ چنانچہ بیعتِ رضوان کے موقع پر ارشاد ہوا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج (۱۰:۴۸) ترجمہ: ''(اے رسول ﷺ) بلاشبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (گویا) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو کوئی عہد توڑے گا تو عہد کے توڑنے کا نقصان اسی کو ہوگا''۔

کہتے ہیں: کہ اس آیت کے نزول کے بعد اسلام میں وہ وقت آیا کہ صحابہ نے تجدیدِ بیعت کی التماس کی۔ حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست پر نظرِ رحمت مبذول فرمائی اور فرمایا آپ بھی تابعین کو دستِ بیعت کریں، اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ پس ثابت ہوا کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا شریعت میں سنت، اور طریقت میں فرض ہے۔ پس جو بھی کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوا وہ بے دین رہا چنانچہ کتاب ''استعدالاخرۃ'' میں تحریر ہے ''من لا شیخ لہ لادین ومن لا شیخ لہ فشیخہاالشیطان'' ترجمہ: جس کا پیر نہیں وہ بے دین ہے اور جس کا شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے۔ واقفانِ معالمِ طریقت اور کاشفانِ حقائق نوّرُاللّٰہ مضجعہم نے متفقہ طور پہ فرمایا ہے: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کو جب دو صدیاں بیت گئیں اور صحابہ کرام میں سے بھی کوئی کم ہی موجود تھا، تو علمائے تابعین علمِ معرفت اور یقین کی تحقیق کے لیے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے رجوع کرتے تھے، جو کہ حضرت ولایت مآب امیر المومنین علی علیہ السلام سے فیض یاب تھے۔ پس پیری مریدی کی سند وہاں سے ظاہر ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی فرماتے ہیں کہ دنیا کا نظام اولیاء اللہ کے نظام سے قائم ہے۔ وہ طاق عدد میں ہیں۔ اور قطب ان میں تصرف نہیں رکھتے۔

Marfat.com

قطب:۔

اسے غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے زیرِ نظر ہوتا ہے اور اسے عبداللہ بھی کہتے ہیں، اور خلافت کی ندرت کے اعتبار سے ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خلفائے اربعہ وامام حسن علیہم الرضوان ومعاویہ بن یزید وعمر بن عبدالعزیز ومتوکل عباسی قدس اللہ اسرارھم ۔اور وہ برقلب اسرافیل ہے۔ یہ کہنا کہ فلاں برقدم یا برقلبِ فلاں ہے اس سے مراد ہے کہ حق تعالیٰ کا فیض ان ہر دو پر ایک جیسا ہے۔ قطب دو طرح کے ہوتے ہیں ایک قطب ارشاد جو بر قلبِ محمد ﷺ ہوتا ہے۔ اس کی مثال جدی ہے۔ اور دوسرا قطبِ ابدال جس کی نظیر سہیل ہے۔

امامان:۔

یہ دو شخص ہوتے ہیں۔ ایک غوث کے دائیں طرف ہوتا ہے، اس کی نظر عالمِ ملکوت پہ ہوتی ہے اسے عبدالرب کہتے ہیں۔ اور ایک غوث کے بائیں طرف ہوتا ہے، اس کی نظر عالمِ ملک پر ہوتی ہے اسے عبدالملک کہتے ہیں اور یہ عبدالرب سے افضل ہے

اوتاد:۔

یہ چار لوگ ہیں۔ جو دنیا کے چار رکن ہیں، ایک مشرق میں جس کا نام عبدالحق ہے، دوسرا مغرب میں جس کا نام عبدالعلیم ہے، تیسرا شمال میں جس کا نام عبدالمرید ہے اور چوتھا جنوب میں جس کا لقب عبدالقادر ہے۔

ابدال:۔

یہ سات شخص ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ قطب، امامان اور اوتاد ہیں۔ ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان میں سے اگر ایک فوت ہو جائے تو چہل تن میں سے ایک ان کی جگہ لے لیتا ہے۔ اور یہ چہل تن ان تین سو صلحا میں سے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جائیں گے تو اپنی جسدی صورت کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ان پر ابدال ہونے کا اطلاق مشروط

Marfat.com

ہے۔اس امر پر کہ وہ ہر ماہ میں سے ہر روز اپنی جہت تبدیل کرتے ہیں۔

نجباء:۔

یہ آٹھ شخص ہیں، اور یہ خلائق کا بوجھ اٹھانے میں مشغول ہیں۔

نقباء:۔

یہ بارہ شخص ہیں، یہ لوگوں کے رازوں سے مطلع ہوتے ہیں۔

بدلا:۔

یہ بھی بارہ اشخاص ہیں، اور یہ کبھی چالیس ہوتے ہیں۔وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک فوت ہو جائے تو دوسرا اس کا قائم مقام ہو جاتا ہے اور یہ ابدال اور نقبا سے الگ گروہ ہے شیخ کمال الدین عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ نجبا چالیس ہیں اور نقباء تین سو۔

ملامتیہ:۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے حال کو پوشیدہ رکھتے ہیں، اور وہ نہیں چاہتے کہ کوئی ان کی شانِ ولایت سے آگاہ ہو۔''روض الریاحین'' میں مشکوۃ شریف کی ایک حدیث انس بن مالکؓ کے حوالے سے درج ہے۔فرماتے ہیں بدلا چالیس لوگ ہیں جن میں سے بارہ شام میں ہوتے ہیں۔اور اٹھارہ عراق میں اور جب ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اور ان کی جگہ لے لیتا ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تین سو شخص ہیں کہ جن کا قلب حضرت آدمؑ کے قلب پر ہے۔اور چالیس شخص ہیں، جو قلبِ موسیٰ علیہ السلام پر ہیں، اور ایک شخص ہے بر قلب اسرافیلؑ۔جب کوئی ان میں سے ایک شخص فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین شخصوں میں سے کسی ایک کو اس کے بدل کے طور پر مامور فرماتا ہے۔اور جب ان تینوں میں سے کوئی گذر جائے تو ان پانچوں میں سے ایک کو اس کے بدلے میں مامور کیا جاتا ہے۔اور پانچوں میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اللہ ان سات افراد میں سے کسی ایک کو اس

Marfat.com

کی جگہ پہ بطور بدل مامور کر دیتا ہے، اور جب ان ساتوں میں سے کوئی ایک اللہ کو پیارا ہو جائے تو ان چالیس افراد میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی ایک کم ہوتا ہے تو تین سو میں سے کوئی اس کی جگہ لے لیتا ہے، اور جب کوئی تین سو میں سے ایک کم ہو جائے تو اہلِ صلاح میں سے اس کا عوض لے لیا جاتا ہے:

بدفع البلاء عن هذه الامةبهم مذكر بعضم عزرائيل ولم يذكر موسىٰ و جعل مكانه ابراهيم و مكان ابراهيم جبرئيل ومكان جبرئيل ميكائيل و مكان ميكائيل اسرافيل ومكان اسرافيل عزرائيل صلوات عليهم اجمعين، والواحد المذكور فى هذاالخدست هوالقطب و هوالغوث ومكانه من الاولياء كا لنقطة من الدائره التى هى اكثر ها به بقع صلاح العالم۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی اپنی کتاب ''العروة لا هل الخلوة و الجلوة'' میں فرماتے ہیں: کہ انہیں طی ارض اور پانی پر چلنے اور چشم اہلِ ظاہر سے پوشیدہ رہنے کی صلاحیت ہوتی ہے بزرگوں میں سے کسی نے کہا ہے کہ اردن کے صحرا میں نبی الیاسؑ سے میری ملاقات ہوئی میں نے پوچھا امتِ محمدی ﷺ کے ابدال کتنے ہیں۔ فرمایا پینسٹھ مصر سے فرات کے ساحل تک، اور دو مصیصہ میں، اور ایک عسقلان، اور سات دیگر تمام دنیا میں۔

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ دانش علومِ رسمیہ میں منحصر ہے۔ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○ (۸۳:۱۵) ترجمہ: (ان آیاتِ الٰہی کے متعلق یہ خیال) ہرگز (درست) نہیں (ان کو اپنیا نکار کی سب سے بڑی سزا یہ ملے گی کہ) وہ اپنے رب (کے دیدار) سے اُس دن روک دیئے جائیں گے''۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی صحبت میں تھا، آپ نے بسم اللہ کی ''با'' کی شرح فرمائی مجھے محسوس ہوا کہ میں ایک بہت بڑے دریا کے سامنے ایک چھوٹا سا گھڑا ہوں۔ اور فرمایا: اگر میں اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ

Marfat.com

الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (۱۲:٦۵) ترجمہ: اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان اور انہیں کی طرح زمینیں بھی سات پیدا کیں۔ ان میں خدا کا حکم چلتا رہتا ہے''۔ کی تفسیر کروں تو آپ لوگ مجھے سنگسار کر دیں گے۔ اور حضرت امیرؑ نے فرمایا: کہ میرے سینے میں ایک علم ہے اگر میں اس کا تم پر اظہار کروں تو تم لرز جاؤ۔ جیسے ایک لمبی رسی کنویں کے پانی میں ہو۔ اور نیز فرمایا: کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر کروں تو ستر اونٹ بھی اسے نہ اٹھا سکیں۔ امام غزالی احیا علوم الدین میں بعض عرفا سے نقل کرتے ہیں، کہ لوگوں کی آنکھوں سے ابدال کا پنہاں ہونا اس لیے ہے کہ وہ لوگ ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، اس لئے یہ علما اپنے نفس الامر میں جاہل ہیں۔ اور جاہلوں کو وہ اپنے نزدیک نہیں آنے دیتے:

زنہار کہ از انکارِ اولیاء احتراز کن
و بہ اعتقاد شاں برروی دل در فیض باد کن

شیخ محی الدین فتوحاتِ مکیہ کے باب ۷۳ میں لکھتے ہیں: کہ شیخ ابویزید نے ابوموسی دیلمی سے کہا اے ابوموسی جب تو کسی کو دیکھے کہ اربابِ طریقت کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے، تو تُو اس سے دعا کی التماس کر اس کی دعا یقیناً قبول ہوگی۔

رباعی

تا چند طریق جاہ و حشمت طلبیم
بر خیز کہ مفتاح سعادت طلبیم
تا باطن باز شود فیض معمور
از باطن اہلِ فقر ہمت طلبیم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست اسماء الرجال

تذکرہ معیارِ سالکانِ طریقت میں متعارف بزرگوں کی فہرست

آب ریز، بابای 620
آجب، ملا 701
آچر درویش 674
آدم بنوری، شیخ 695
آدم شاہ کلہوڑہ 708
آدم متقی، میاں 714
آدم مخدوم (بن مخدوم اسحٰق) 713
آدم نقشبندی (مخدوم آدو) 714
آذری، شیخ 594
آری، شاہ (بن شاہ وجیہ الدین) 483
آری، ملا 604
آسات، پیر 655
آلو مجذوب، درویش 812
ابان بن تغلب بن رباح... 174
ابراہیم 139
ابراہیم آجری صغیر 284, 162
ابراہیم آجری کبیر 283, 162
ابراہیم ابورافع یا ابنِ رافع 96
ابراہیم ادھم، سلطان 808
ابراہیم الجعری، شیخ 466
ابراہیم ایرجی قادری، سید 636
ابراہیم باخرزی، قاضی 340
ابراہیم بن اسمعیل ...بن امام حسن 142
ابراہیم بن ثابت 278
ابراہیم بن خواص 208
ابراہیم بن داؤد القصار الرقی 274
ابراہیم بن سعد العلوی الحسنی 159
ابراہیم بن شیبان الکرمانشاہی 266
ابراہیم بن عبدۂ نیشاپوری 244
ابراہیم بن عیسی 193
ابراہیم بن فاتک 253
ابراہیم بن یوسف بن محمد الزجاجی 271
ابراہیم جیلی 796
ابراہیم دہستانی 307
ابراہیم رباطی 161
ابراہیم ستنبہ ہروی 161
ابراہیم، سید (مدفون کلاکوٹ) 703
ابراہیم، سید 805
ابراہیم شاشی، خواجہ 550
ابراہیم شیخ (نبیرۂ شیخ ریحان) 604

Marfat.com

ابراہیم، شیخ 659
ابراہیم صیادالبغدادی 161
ابراہیم فازویہ 224
ابراہیم کمورہ سندی، شاہ 783
ابراہیم مجذوب، شیخ 474
ابراہیم مرغینانی 304
ابراہیم، ملا (زمیندار ڈیرہ جام کگرالہ) 777
ابراہیم المتوکل 301
ابراہیم، میاں 649
ابراہیم، میاں (ابن ابوالقاسم) 736
ابراہیم ناکوانی تیبہ 806
ابراہیم نقشبندی، مخدوم 718
ابڑہ ہالاتری، شیخ 807
ابن الاقساسی 368
ابن بابویہ 308
ابن الحمامی 418
ابن شاہ بخاری 813
ابن شاہ، شیخ 729
ابن الفارض، شیخ 433
ابن قاید-> محمد الاوانی 374
ابن المطرف الاندلسی 492

اباء، ابو، ابی

ابوابراہیم اسمٰعیل بن یحی مازنی 196
ابواحمد ابدال چشتی، خواجہ 276
ابی احمد اندلسی، شیخ 490
ابواحمد قلانسی 209
ابی اسحٰق، شیخ جلیل العالم 407
ابی اسحٰق ابراہیم الاعرف، شیخ 413
ابواسحٰق ابراہیم بن ادھم 156
ابی اسحٰق ابراہیم، شیخ 421
ابواسحٰق بن ظریف 475, 392
ابواسحٰق شامی، شیخ 275
ابواسحٰق گاذرونی، شیخ 315
ابواسماعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد الانصاری 316
ابوالاسود راعی 798
ابوالاسود مکی 798, 148
ابوایوب بن زید انصاری 91
ابو بایان، ابوعلی شیخ 790
ابی البرکات اسمٰعیل بن ابی سعید نیشاپوری، شیخ 397
ابوالبرکات تقی الدین علی الدوستی سمنانی 537
ابوالبرکات، شیخ (بن صحراہوی) 410
ابوالبرکات، شیخِ جلیل (بن معدن عراقی) 412
ابوالبرکات، خلیفہ 716
ابوالبقاء محمد، شیخ 415
ابوبکر ارموی 285
ابوبکر الاسکاف 300
ابوبکر اشنانی 218
ابوبکر بن ابی سعدان 291, 217
ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ 80
ابوبکر بن داؤد دینوری 273

Marfat.com

ابوبکر بن شفیق	254	ابوبکر طرطوسی	281
ابوبکر بن عبداللہ الطوسی النساج، شیخ	329	ابوبکر طمستانی، شیخ	266
ابوبکر بن عیسی المطوعی	251	ابوبکر عبداللہ	262
ابوبکر بن محمد ابوالحسن بن محمد المزین	283	ابوبکر عطوفی	270
ابوبکر بن محمد بن عبداللہ	283	ابوبکر فالیزبان	279
ابوبکر بن ہوار البطائحی، شیخ	392	ابوبکر قصری	290
ابوبکر جتوئی، شیخ	612	ابوبکر قطیعی	278
ابوبکر جوزقی	322	ابوبکر کتانی	260
ابوبکر الہامی، شیخ	416	ابوبکر کسائی دینوری	213
ابوبکر خباز	217	ابوبکر کفشیری	794
ابوبکر الدقی	277	ابوبکر محمد بن اسمعیل قفال شاشی	240
ابوبکر الرازی	226	ابوبکر محمد بن سیرین نصرانی	123
ابوبکر رازی بجلی	289	ابوبکر مصری	269
ابوبکر زقاق صغیر	228	ابوبکر مغازلی	286
ابوبکر زقاق کبیر	228	ابوبکر مفید	277
ابوبکر السوسی	283	ابوبکر موازینی	286
ابوبکر سید (سادات للکعلوی)	733	ابوبکر الواسطی	258
ابوبکر شادان، شیخ	353	ابوبکر وراق ترمذی	303
ابوبکر شبلی، شیخ	264	ابوبکر ہمدانی	791
ابوبکر شبی	277	ابوتراب، شیخ	152
ابوبکر شعرانی	299	ابوتراب النخشبی، شیخ	191
ابوبکر شقاق	222	ابوثابت رازی	226
ابوبکر شکیر	290	ابوجعفر بن بکر حداد	220
ابوبکر، شیخ	656	ابوجعفر بن بکر حداد صغیر	220
ابوبکر صیدلانی	224	ابوجعفر بن احمد	255

Marfat.com

ابوجعفر بن الکرنبی	215	ابوالحسن بن ہند القریشی	235
ابوجعفر الحفار بغدادی	216	ابوالحسن الجوسفی، شیخ	400
ابوجعفر خراز الاصطخری	300, 217	ابوالحسن الحصری	280
ابوجعفر السماک	213	ابوالحسن خرقانی، شیخ	314
ابوجعفر سومانی	796	ابوالحسن زاہد	270
ابوجعفر صیدلانی	216	ابوالحسن سالبہ بن ابراہیم	319
ابوجعفر الفرغانی	227	ابوالحسن السنجاری، شیخ	402
ابوجعفر المجذوم	285	ابوالحسن سوہان آژن	223
ابوجعفر محمد بن عثمان الاسدی العمری	307	ابوالحسن السیوطی	287
ابوجعفر محمد بن علی النسوی	228	ابوالحسن، شیخ	761
ابوجعفر محمد تقی	179	ابی الحسن شیخ کبیر	397
ابوجعفر معاذ مصری	285, 219	ابوالحسن صالغ دینوری	263
اباجہیز الضریر البصری، شیخ	169	ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی	418
ابوحاتم عطار	192	ابی الحسن علی، شیخ جلیل	400
ابوالحارث آلاسی	160	ابی الحسن علی القرشی فقیہ	421
ابوحامد الاسود	220	ابوالحسن کردویہ، شیخ	423
ابی الحجاج الاقصری، شیخ جلیل	406	ابوالحسن مثنی	331
ابوالحسن الارموی	303	ابوالحسن صیمی	796
ابوالحسن بستی، شیخ	388	ابوالحسن صوفی علی بن حسن سہل القوشنجی	272
ابوالحسن البشری سجزی، شیخ	330, 219	ابوالحسن علی رضا، امام	178
ابی الحسن بن احمد الطفسونجی، شیخ	397	ابوالحسن علی بن احمد	387
ابوالحسن بن جہضم	312	ابوالحسن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ قمی	308
ابوالحسن بن شعرہ	797, 220	ابوالحسن علی بن حمید الصعیدی	426
ابی الحسن بن شیخ ابوالبرکات		ابوالحسن علی بن عبداللہ الابہری	416
نیشاپوری	395	ابوالحسن علی بن عبداللہ مغربی شاذلی	454

Marfat.com

ابوالحسن علی بن محمد سمری	308	ابوحفص غاوردانی	336
ابوالحسن علی بن یحییٰ	416	ابوحمزہ الثمانی الاردی	170
ابوالحسن علی عریضی بن جعفرؒ	178	ابوحمزہ (شاگرد علی مسوحی)	224
ابوالحسن محمد بن علی بن حمزہ	313	ابوحمزہ بغدادی	206
ابوالحسن نجار ہروی، شیخ	320	ابوحمزہ خراسانی	205
ابوالحسن نوری	208	ابوحنیفہ نعمان بن ثابت	151
ابوالحسین الباروسی	229	ابوخادم	120
ابوالحسین بنان	222	ابوالخالد الکابلی	119
ابوالحسین حداد ہروی	297	ابوالخلیل احمد بن اسعد، شیخ	422
ابوالحسین حکیمی	293	ابوالخیر التینانی الاقطع	267
ابوالحسین الدراج	259	ابوالخیر حبشی	282
ابوالحسین سالبہ بن ابراہیم	319	ابوالخیر حمصی	254
ابوالحسین سرکی	296	ابی الخیر، شیخ جلیل الاصیلؒ	403
ابوالحسین السیر وانی صغیر	286	ابی الخیر بن ابی محمد مطر الباذرانی، شیخ	417
ابوالحسین السیر وانی کبیر	286	ابوالخیر عسقلانی	796
ابوالحسین طرزی	295	ابوالخیر قاضی	662
ابوالحسین المالکی	221	ابوالخیر مالکی	298
ابوالحسین محمد بن احمد بن سمنون	284	ابودجانہ انصاری	95
ابوالحسین مروالرودی	298	ابوالذبیح اسماعیل بن محمد الخضر امی	799
ابوالحسین الوراق	259	ابوذربوزجانی، شیخ	333
ابی حفص بن عمر بن حسین الطبسی	417	ابی ذرعہ طاہر، شیخ امام حافظ	417
ابوحفص حداد	199	ابوالربیع الکفیف المالیقی	376
ابوحفص زکریا یحی ہروی	193	ابوالرضا رتن بن نصر	452
ابی حفص عمر بن محمد المعدنی، شیخ	411	ابی رضی محمد بن احمد البغدادی، شیخ	422
ابی حفص عمر بن مصدق الواسطی	408	ابوزرعہ، شیخ	313

Marfat.com

ابوزید یا ابویزید مرغزی 303
ابی زید القرطبی، شیخ 392
ابوسری منصور بن عمار پوشنجی 249
ابی السعود احمد، شیخ القدوہ 416
ابوسعود بن الشبلی 375
ابوسعید آبریزی، شیخ 621
ابوسعید الاعرابی 266
ابوسعید اوبہی، مولانا 570
ابوسعید بخاری، شیخ 382
ابی سعید بن محمد 420
ابوسعید بن المسیب 116
ابی سعید الحسن بن یسار البصری 121
ابوسعید خراز 204
ابوسعید، شیخ 398, 317
ابی سعید عبداللہ بن سلمان الہاشمی 417
ابوسعید فضل اللہ، شیخ 317
ابی سعید قیلوی (قلوری)، شیخ 397
ابوسعید معلم 332
ابوسعید، مولانا 559
ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب 90
ابی سلمان داؤد 422
ابوسلمہ باوردی، شیخ 337
ابوسلیمان خواص مغربی 326, 302
ابوسلیمان دارانی 183
ابوسلیمان دارائی 789

ابوسلیمان نیلی 302
ابوسہل صعلوکی 279
ابوشعیب المقنع 228
ابوصالح المزین 284
ابوصالح ہارون حدثانی 305
ابوالضحاک 300
ابوطالب الاخمیمی 285
ابوطالب خزرج بن علی 301
ابی طالب عبدالرحمٰن، شیخ العالم 402
ابوطالب محمد بن علی بن عطیہ الحارثی المکی 283
ابوطاہر، شیخ 401
ابوطاہر کرد، شیخ 371
ابی طلحہ بن مظفر، شیخ 420
ابوالطفیل عامر بن واثلہ اللیثی الکنانی 101
ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان الصعلوکی 311
ابی عاصم بصری 126
ابی العباس احمد بن برکات السعدی المقری 402
ابوالعباس احمد بن فہد الحلی، شیخ 555
ابی العباس احمد، شیخ 409
ابی العباس احمد بن قریش التلمسانی 407
ابوالعباس احمد بن یحی الشیرازی 218
ابی عباس احمد، شیخ جلیل 397
ابوالعباس ارزیزی 291
ابوالعباس باوردی 288
ابوالعباس البردعی 288

Marfat.com

ابوالعباس بن العریف الاندلسی	355	ابوعبداللہ البرقی	234
ابوالعباس بن عطا	255	ابوعبداللہ بن الجلا	193
ابوالعباس بن مسروق	229	ابوعبداللہ بن محمد بن کامل الحسینی، شیخ	398
ابی العباس الجوری، شیخ	392	ابوعبداللہ التروغبدی	274
ابی العباس الحرار، شیخ	490	ابوعبداللہ تونسی، شیخ	390
ابوالعباس دینوری، شیخ	268	ابوعبداللہ چاوپارہ	791
ابوالعباس الدمنہوری، شیخ	795	ابوعبداللہ الحصری البصری	220
ابوالعباس سرتیج	251	ابوعبداللہ حضرمی	289
ابوالعباس سیاری	269	ابی عبداللہ الحسنبلی القروی	421
ابوالعباس الشقیانی، شیخ	335	ابوعبداللہ الخاقان	202
ابوالعباس القسطلانی	409	ابوعبداللہ خفیف الشیرازی	263
ابوالعباس قصاب آملی، شیخ	324	ابوعبداللہ دونی	294
ابوالعباس المرسی، شیخ	488, 455	ابوعبداللہ الدہستانی، شیخ	313
ابی العباس المرینی، شیخ	490	ابوعبداللہ الدینوری	797, 295
ابوالعباس مورہ زن بغدادی	792	ابوعبداللہ رودباری	220
ابوالعباس نسائی	304	ابوعبداللہ سالمی	218
ابوالعباس نہاوندی	304, 225	ابوعبداللہ سجزی	219
ابوعبداللہ ابن المطرف الاندلسی	492	ابوعبداللہ الصومعی، شیخ	339
ابی عبداللہ ابومحمد، شیخ	421	ابوعبداللہ عبادانی	218
ابوعبداللہ احمد	333	ابوعبداللہ قرباقی، شیخ	389
ابوعبداللہ احمد بن محمد الشیبانی	160	ابوعبداللہ قلانسی	793
ابی عبداللہ احمد نقیب قم بن محمد الاعرج	371	ابوعبداللہ کرام	229
ابوعبداللہ اکبری البصری	217	ابوعبداللہ مانک (بانیک)	294, 226
ابوعبداللہ بابونی کرد	796	ابوعبداللہ المحض	137
ابوعبداللہ باکو	318	ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم طباطبائی	143

Marfat.com

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم القریشی	369	ابوعلی خیران	288
ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی	195	ابوعلی دقاق	311
ابی عبداللہ محمد بن احمد القریشی	409	ابوعلی رازی	325
ابی عبداللہ محمد بن محمد الازہری	418	ابوعلی رودباری	260
ابی عبداللہ محمد، شیخ فرح عارف	403	ابوعلی زرگر	337
ابوعبداللہ مختار	201	ابوعلی سندھی، شیخ	153
ابوعبداللہ مغربی	230	ابوعلی شفیق	158
ابوعبداللہ المقری	278	ابوعلی، شیخ	790
ابوعبداللہ مولی	323	ابوعلی فارمدی، شیخ	328
ابوعبداللہ النباجی	191	ابوعلی کاتب	287
ابی عبدالرحیم عسکر، شیخ العالم	414	ابوعلی کہری، خواجہ	449
ابوعبید الخواص	242	ابوعلی کیال	337
ابوعثمان	792	ابوعلی مشتولی	268
ابوعثمان بن مرورۃ، شیخ	407	ابوعلی وارچی	301
ابوعثمان حیری	209	ابی العمر اسمٰعیل، شیخ جلیل	395
اباعثمان صریفینی، شیخ	373	ابوعمران ثلثی، شیخ	324
ابوعثمان مرغزی، فقیہ	202	ابوعمر زجاجی	271
ابوعثمان مغربی	280	ابوعمر بسطامی، قاضی	311
ابوالعلاء حسن بن احمد عطار	391	ابوعمرو اسماعیل بن نجید	278
ابی علی بن نجیم الخوارانی	416	ابی عمرو عثمان، شیخ امام	398
ابوعلی الجورجانی	227	اباعمرو بن عثمان بن مرزوق القرشی	402
ابوعلی الشنبوی المروزی	334	ابوعمرو دمشقی	258
ابوعلی ثقفی	262	ابوغریب الاصفہانی	225
ابوعلی حسن بن حسن بن امام حسنؓ	139	ابوالغنائم الازہر	421
ابوعلی حسین بن محمد الاکار، شیخ	250	ابوالغیث، امیر	605

Marfat.com

ابوالغیث جمیل الیمنی، شیخ 453
ابی الفتح بن ابی المغانم الواسطی 408
ابوالفتح، شیخ 400
ابوالفتح نصر، شیخ المقری 411
ابوالفرج عبدالرحمٰن، امام 406
ابی الفرح عبدالرحمٰن بن ناسک
ابی الفتح نصراللہ، شیخ العارف 411
ابی الفضائل سوید السنجاری، شیخ 404
ابوالفضل بن الحسن سرخسی، شیخ 322
ابوالفضل بن محمد بن الحسن الختلی 335
ابوالفضل جعفر الجعدی 292
ابوالقاسم ابوسلمہ باوردی، شیخ 228
ابی القاسم احمد بن محمد البغدادی 420
ابوالقاسم بشر یاسین، شیخ 252
ابی القاسم بن عباد الانصاری 421
ابوالقاسم جعفر، شیخ 226
ابوالقاسم حسین بن روح بحر نوبختی 308
ابوالقاسم حکیم 269
ابوالقاسم رازی 281
ابوالقاسم، شاہ 731
ابوالقاسم شریف المرتضیٰ علم الہدیٰ 315
ابی القاسم محمد بن احمد الحسینی، شیخ 418
ابوالقاسم محمد بن مسعود البخاری، شیخ 422
ابوالقاسم طباطبا 269
ابوالقاسم کرہ کانی (گرگانی) طوسی 326
ابوالقاسم محمد مہدی 180
ابوالقاسم المقری 281
ابوالقاسم نصر آبادی 280
ابوالقاسم نقشبندی، حافظ 736
ابوالیث فونجی، شیخ 332
ابی المحاسن یوسف، شیخ العارف 403
ابومحرز 192
ابی محمد ابراہیم، شیخ 406
ابومحمد بن عبداللہ البصری، شیخ... 402
ابی محمد بن عبداللہ بن محمد الافریقی 398
ابومحمد جریری 256
ابومحمد جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی 273
ابومحمد الحسن بن علی بن حمزہ بن الحسین الحسینی المعروف بابن الاقساسی 368
ابومحمد حداد 223
ابومحمد الخفاف 300, 217
ابی محمد داؤد، شیخ صالح 419
ابومحمد الراسبی 278
ابومحمد رجب الداری 416
ابی محمد سالم بن علی الامباطی 416
ابومحمد الشیبی المحلی، شیخ 399
ابومحمد صالح الاکاکی 405
ابی محمد صالح المغربی الاکاکی، شیخ 414
ابی محمد عبداللہ البطائحی 420
ابومحمد عبداللہ بن ابوالقاسم طباطبا 269

Marfat.com

ابی محمد عبداللہ بن مسعود	399	ابومنصور سوختہ	336
ابومحمد عبداللہ الجرجانی المغربی	470	ابومنصور کاوکلاہ	792
ابی محمد عبدالخالق، شیخ	409	ابومنصور گاذر، شیخ	330
ابومحمد عبدالرحمٰن الطفسونجی، شیخ	384	ابومنصور محمد الانصاری	315
ابی محمد عبدالعزیز، حافظ	420	ابوموسیٰ دیلمی	227
ابی محمد عبدالغنی، شیخ حافظ	420	ابونصر بغدادی، شیخ	417
ابی محمد عبداللطیف، شیخ	421	ابونصر بن ابی جعفر بن ابی اسحاق الہروی الخانچہ بادی	320
ابومحمد العتایدی	299	ابونصر پارسا، خواجہ	564
ابی محمد علی بن ابی بکر الیعقوبی، شیخ	421	ابونصر خباز و ابوالحسن...	223
ابی محمد علی بن ادریس، شیخ	408	ابونصر سراج	223
ابومحمد عیسیٰ	473	ابی نصر صالح، شیخ	400
ابی محمد ماجد الکردی، شیخ	401	ابونصر قبانی، شیخ	330
ابی محمد المبارک بن محمد الفرازی	398	ابونصر محمد بن حامد	222
ابومحمد مرتعش	262	ابوالوفاء تاج العارفین شیخ	393
ابی محمد مفرح، شیخ	418	ابوالولید احمد	183
ابی مدین المشکور، شیخ	398	ابوالولید عبدالملک	153
ابومدین المغربی، شیخ	366	ابوہاشم صوفی	148
ابوالمزاحم شیرازی	270	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	106
ابومسلم مغربی	306	ابوالہشم مالک	93
ابی المظفر اسمٰعیل، شیخ صالح	421	ابویزید بسطامی	197
ابوالمظفر ترمذی	297	ابویزید طیفور بن آدم...	197
ابی المفاخر عدی، شیخ	413	ابویزید مرغزی -> ابوزید ابی یعزا، شیخ	394
ابی المقدام تشریح بن زید الحارثی	114	ابی یعقوب اسرائیل، شیخ صالح	396
ابی المکارم رکن الدین علاوالدولہ	516	ابویعقوب اقطع	227
ابوالمکارم، سید	697	ابویعقوب بن زیزی	215

Marfat.com

ابویعقوب خراط عسقلانی 214
ابویعقوب زیات 192
ابویعقوب السوسی 150
ابویعقوب مزابلی 215
ابویعقوب میدانی 284
ابویعقوب نہر جوری 262
ابویعقوب ہاشمی 156
ابویعلی المختار العلوی الحسنی 202
ابویوسف اسباط 156
ابی بن ثابت الانصاری 100
ابی بن کعب الانصاری 94
اترای، مولانا 572
اجر، درس 807
احمد انجوی، سید 593
احمد بن ابراہیم مسوحی 215
احمد بن ابی الحسن الرفاعی، سیدی 368
احمد بن ابی الحواری 183
احمد جوالگر، شیخ 296
احمد بن حسین بن منصور حلاج 254
احمد بن الحمید یمنی، شیخ 787
احمد بن صالح بن شافعی الجیلی 416
احمد بن عاصم انطاکی 219
احمد بن قاضی نصر اللہ دیبلی 679
احمد بن مودود بن یوسف چشتی 364
احمد بن ابراہیم 200
احمد جعفر، سید 670
احمد چشتی، شیخ 377
احمد حاجی، شیخ 337
احمد حرانی، شیخ 302
احمد حماد سرخسی، خواجہ 338
احمد خضرویہ البلخی 185
احمد رونجہ، درویش 710
احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) 693
احمد سبتی 151
احمد سمرقندی، درویش 560
احمد، سید 733, 628
احمد، شیخ (خلیفہ مخدوم جہانیاں) 554
احمد صدیق، خواجہ 380
احمد عطائی، میان 780
احمد غزالی، شیخ 343
احمد غوث، سید 800
احمد غوری، شیخ 516
احمد غیلان جکی 817
احمد کاشفی، سید 733
احمد کبیر، سید 489
احمد، مخدوم 631
احمد مسکہ، مولانا 560
احمد، میان 801
احمد کوفانی، شیخ 320

Marfat.com

احمد کہتو، شیخ 547
احمد النامقی الجامی، شیخ الاسلام 356
احمد نصر، شیخ 334
احمد نصر ابیوردی، شیخ 799
احمد نعلبند 548
احمد نوفانی، شیخ 808
احمد یسوی 345
احنف ہمدانی 792
اختیار الدین دیک کرانی، امیر 514
اختیار، شیخ 618
اخی احمد دہستانی 538
اخی احمد قتلق شاہ 546
اخی علی مصری 537
اخی فرج زنجانی 318
ادرسکنی، مولانا درویش 513
ادریس 137
ادیب کمندی 339
ارقم بن ابی ارقم المخزومی 100
اسامہ بن زید بن حارث... 96
اسحاق بن ابراہیم الحمال 794
اسحٰق بن اسماعیل نیشاپوری 245
اسحاق بن امام موسیٰ کاظمؑ 142
اسحاق، سید (معروف بہ پیر پردیسی) 707
اسحاق ختلانی، خواجہ قطب الآفاق 553
اسحاق سکہریہ، درس 760

اسحاق، سید 626
اسحاق، شیخ 601
اسحاق، مخدوم 669
اسحاق، مخدوم (قوم بھٹی) 630
اسداللہ، سید (مرید شاہ لدہا) 770
اسداللہ، شاہ 749
اسرافیل مغربی 147
اسکندر، شاہ 689
اسماعیل بن امام جعفر صادقؑ 136
اسماعیل ثالث، مولانا 574
اسماعیل چشتی، خواجہ 378
اسماعیل حالی اُچی، شیخ 661
اسماعیل دباس جیرفتی 330
اسماعیل سومرہ، مخدوم 651
اسماعیل بن سید جعفر ثانی، سید 282
اسماعیل بن قمر الدین، درویش 811
اسماعیل شمسی، مولانا 573
اسماعیل، شیخ 805
اسماعیل فرکتی، مولانا 573
اسماعیل قریشی، شیخ 802, 386
اسماعیل قصری، شیخ 386
اسماعیل قمری، مولانا 573
اسمٰعیل نصر آبادی، شیخ 280
اسید بن الحضیر بن سماک انصاری 99
اشرف بخاری، مولانا امیر 514

Marfat.com

اصبغ بن نباتۃ الحنظلی... 128
اصیل الدین ابوالمفاخر عبداللہ بن عبدالرحمٰن شیرازی 622
افضل الدین الحقایقی البدیل خاقانی 366
البہ، شیخ 601
الہ داد، شیخ 700
الہ الدین سومرہ، درویش 658
الیاس لنگراجہ، شیخ 612
الیاس، مخدوم 731
الیاس، میان (کلہوڑہ) 709
الیاس فقیر 784
امام الدین ابوالقاسم قشیری 320
امان پانی پتی، شیخ 636
ام حسان 150
امرأۃ مجہولۃ 239
امرأۃ مصریہ اخری 489
امرأۃ مصریہ 489
ام محمد 264
امیر برہان 510
امیر بزرگ 511
امیر چۂ سفال فروش 297
امیر حسن 506
امیر حسینی (حسین بن عالم ہروی) 496
امیر حمزہ 510
امیر خردوابکنوی 505, 383
امیر خوردوامیر بزرگ 511
امیر شاہ 512
امیر علی عبور-> علی عبور... 335
امیر عمر-> عمر 513
امین ساند، درس 783
امین محمد، درس 718
اوحدالدین اصفہانی، شیخ 520
اوحدالدین حامد الکرمانی، شیخ 472
اوزون حسن اتا 348
اوکتمان، خواجہ 381
اولیاء غریب، خواجہ 380
اولیای پارسا، خواجہ 381
اولیای کلان، خواجہ 380
اویس قرنیؓ، خیرالتابعین سہیل یمنی 107
ایوب انصاری، خواجہ 323

ب

باب ارسلان 342
باباماچین 534
باب فرغانی 223
بابوسکہریہ 806
بابونی کرد-> ابوعبداللہ... 796
باجن، شاہ 653

Marfat.com

بادہ، درویش	669	برہان، شیخ	699
باقی باللہ، خواجہ	683	برہان فقیر	741
بالشاہ، سید	773	برید بن معویۃ العجلی	170
بایزید بخاری، سید	710	بزرگ، امیر	511
بایزید، مخدوم (بن مخدوم یوسف)	731	بشر حافی	187
بایزید، مخدوم (بن مخدوم عربی)	642	بشر الطبرانی	791
بخاری، شاہ	800	بشیر بن سعد بن ثعلبہ الخزرجی انصاری	95
بخشش، شیخ	621	بقا بن بطو، شیخ	372
بدر اتا	349	بقا، شیخ سید الکبیر العارف	418
بدر الدین صرافانی، مولانا	577	بکر بن اعین الشیبانی	172
بدر الدین میدانی، شیخ	384	بکیر الدراج	258
بدین، درویش	730	بکر سغدی	303
برأ بن عازب الانصاری	97	بکریہ، پیر	809
برأ بن مالک بن النصر الانصاری	97	بلال بن رباح حبشی	114
برأ بن معرور بن صخر السلمی الخزرجی	97	بلال بہتی، مخدوم	663
برخوردار حسنی قادری، شیخ	724	بلال خواص	242
برکیہ چکہ، شیخ	651	بلال، درس	742
برکیہ لنگ	704	بلاول لاہوری، شیخ	696
برہان الدین آبریزی، شیخ	621	بنان بن عبداللہ	795
برہان الدین بلخی، مولانا	797, 542	بنان بن محمد الحمال	261
برہان الدین ختلانی، مولانا	569	بندار بن الحسین	274
برہان الدین شطاری، شیخ	679	بہادر قادری، حافظ	756
برہان الدین، شیخ	477	بہاوالدولہ، شاہ	626
برہان الدین عبداللہ، شیخ سید	583	بہاوالدین بن عمر ابردھی، شیخ	546
برہان الدین محقق ترمذی، سید	480	بہاوالدین زکریا ملتانی، شیخ	447

Marfat.com

بہاوالدین صدیقی قریشی، استاد... 603
بہاوالدین عمر، شیخ 584
بہاوالدین قشلاقی، مولانا 516
بہاوالدین نقشبند، خواجہ 530
بہاوالدین وُلد...، شیخ 432
بہریہ، شیخ 627
بہلول 151
بہنبہ، درس 603
بہنبہ سہار، درویش 810
بہنبہ ناریجہ، درویش 801
بیبک مرویہ 342
بیخبر-> عظمت اللہ میر 769

پ، ت، ث

پالہ لونکہ، شیخ 484
پتہہ دیولی، شیخ 425
پلی، درویش 810
پنی لدہ، سید 703
پنیہ ناریجہ، درویش 609
پہتو، شیخ 813
پیر بابو 603
پیر شاہ، سید 773
پیر محمد، شیخ 698
پیر محمد کشو 340
تابوت، خواجہ 808
تاج خواجہ 344
تاج الدین زکریا، شیخ 637
تاج الدین، شیخ 694
تاج الدین، عبدالرزاق، شیخ 430
تاج الدین، مولانا (معاصر خواجہ نظام الدین) 542
تاج الدین، مولانا 550
تاج الدین درغمی، مولانا 550
تاج محمد کہیلرہ 759
تحفہ رحمہا اللہ 236
تقی الدین، شیخ امام 407
تقی الدین علی، شیخ امام عارف 400
تنکور شیخ 392
ثابت البنانی 168
ثابت (بن البنانی) 105
ثابت بن ضحاک الخزرجی انصاری 100
ثابت بن قیس بن شمس خزرجی 100
ثابت النحباز 214

ج

جابر بن عبداللہ بن حرام انصاری 124
جابر بن یزید الجعفی الکوفی 173
جاریہ حبشیہ 357
جاریہ سوداء 239
جاریہ مجہولہ 239
جان شاہ، سید 749

Marfat.com

جانی رومی، مولانا 534
جایکیر، شیخ 367
جریر بن عبداللہ البجلی 116
جعدۃ الہمدانی 105
جعفر ابن ابی طالب الہاشمی 86
جعفر بن ابی سفیان بن الحارث 89
جعفر بن علی نقی امام عاشر 282
جعفر الحذاء 268
جعفر، سید (برادر سید علی انجوی) 598
جعفر، سید (بن سید محمد نوربخش) 617
جعفر، سید (بن سید ابراہیم) 707
جعفر صادقؑ، امام ابومحمد و ابوعبداللہ 134
جعفر، مولانا 569
جکہرہ، درویش 811
جلال بن سید علی انجوی، سید 657
جلال تھانیسری، شیخ 645
جلال ثانی انجوی، سید 704
جلال الدین احمد جوزفانی، شیخ 451
جلال الدین پورانی، مولانا 589
جلال الدین سرخ بخاری، سید 484
جلال الدین، سید 534
جلال الدین قریشی، سلطان شاہ 634
جلال الدین محمد بلخی رومی، مولانا 460
جلال الدین محمود زاہد مرغانی 526
جلال، سید (بن سید اللہ متعلوی) 690

جلال، میاں 649
جمال حسینی شیرازی، سید 673
جمال درویش اُچی، شیخ 540
جمال الدین ابو یعقوب یوسف کوراتی، شیخ 323
جمال الدین باکلنجار، شیخ 522
جمال الدین خطیب ہانسوی، شیخ 477
جمال الدین دہستانی، شیخ 514
جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المحدث
الدشتکی الشیرازی، السید الاجل 622
جمال الدین عین الزمان گیلی، شیخ 481
جمال الدین محمد بن ناصر العلوی 371
جمال الدین نور، شیخ 471
جمال العارفین ابا محمد 402
جمالی، جلال خان 633
جمعہ، مخدوم 658
جمن جتی، شیخ 602
جمیل گرناری، شاہ 482
جنید بغدادی، سید الطائفہ 206
جونہ درویش 710
جہانگیر ہاشمی، شاہ 633
جہم رقی 303
جھندو پاتنی، شیخ 655
جیہ، شیخ 491

چ، ح

Marfat.com

چتر، پیر 788
چھتو، درس 781
چرکس، درویش 664
چلپی عارف 495
چہتہ، درویش 811
چہتہ، میان 760
حاتم بن عنوان الاصم 185
حاتم یا حاکم علی، شیخ 504
حاجی، شیخ (خلیفہ شیخ محمد حلاج) 618
حاجی محمد خبوشانی 549, 677
حاجی مکائی 799
حارث بن اسد المحاسبی 187
حارثہ بن سراقہ الانصاری 98
حارث بن غزیہ انصاری 99
حارث بن مالک انصاری 101
حارث بن ہشام بن المغیرہ القریشی 98
حارثہ بن النعمان بن امیۃ الانصاری 98
حارثہ بن نعمان بن نقیع الانصاری 98
حافظ اللہ گجراتی، شیخ 661
حافظ بلگرامی، قاضی 770
حافظ شیرازی، شمس الدین محمد 533
حبیب اللہ شاہ، سید (والدِ شاہ بھٹائی) 771
حبیب بخاری تاشکندی، شیخ 571
حبیب بن مظاہر الانصاری 104
حبیب شاہ مجذوب 781
حبیب عجمی راعی بصری 145
حذیفہ یمانی 115
حسام الدین احمد، خواجہ 700
حسام الدین بن حسن ... بن اخی ترک 479
حسام الدین پارسای بلخی، مولانا 558
حسام الدین شاشی، مولانا 511
حسام الدین، شیخ 654
حسام الدین، مخدوم 816
حسام الدین ملتانی، شیخ 544
حسان بن ثابت انصاری 106
حسن ابدال، شیخ بابا 607
حسن الاطروش 254
حسن افغان 449
حسنؑ، امام ثانی ابومحمد 117
حسن باکانہ، سید 806
حسن بلغاری، شیخ 422
حسن بلغاری، شیخ (مریدِ شمس الدین رازی) 456
حسن بن امام حسن علیہ السلام 120
حسن بن زید 179
حسن بن علی (از: اصحاب سری سقطی) 214
حسن بن علی بن فضال الکوفی البجلی 244
حسن بن قاسم 256
حسن بن محبوب البجلی الکوفی الزراد 246
حسن بن حمزہ علی المعروف مرعشی 279
حسن ساوری، خواجہ 381

Marfat.com

حسن سجزی، مولانا خواجہ 543
حسن سعید 120
حسن سکاک سمنانی، شیخ 388
حسن عسکری علیہ السلام، امام 180
حسن عطار، خواجہ 557
حسن، قاضی 710
حسن مقری، درویش 663
حسن ہرپرہ، مخدوم 805
حسین اجوہنی، مولانا 637
حسینؑ، امام سوم ابوعبداللہ 117
حسین بن احمد 179
حسین بن علی موسی الرضاؑ 179
حسین بن محمد بن موسی السلمی 225
حسین بن منصور الحلاج 252
حسین چشتی، شیخ 637
حسین بن محمد ابراہیم بن موسی کاظم 304
حسین بن محمد بن موسی سلمی 271
حسین خمک سوار گجراتی، سید 544
حسین زنجیر پا، سید 607
حسین سہار، درویش 710
حسین سومرہ، شیخ 604
حسین فقیر راباوَ 760
حسین نیلپوش، شاہ 783
حفصہ بنت سیرین 124
حجر ابن عدی الکندی الکوفی 95
حزیفہ یمانی 115
حکیم اتا 346
حکیم بن جبلہ العبدی 94
حلیم حسنی، سید 675
حماد بن شیخ رشید الدین جمالی، شیخ 605
حماد بن عیسی الجہنی الکوفی البصری 243
حماد دباس، شیخ 349
حماد قریش، شیخ 540
حماد نیرن کوتی 603
حمدون قصار 200
حمران بن اعین الشیبانی الکوفی 172
حمزہ بن امام موسی کاظمؑ، ابوالقاسم 142
حمزہ بن عبداللہ العلوی الحسینی 288
حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی 85
حمزۃ الطیار 171
حمزہ عقیلی ہروی، شیخ 322
حمزہ واعظ تتوی، مخدوم حاجی 712
حمزہ پرہار 803
حمیدالدین صوفی السعید ناگوری السوالی 452
حمیدالدین کہوارکر، خواجہ 547
حمیدالدین ناگوری، قاضی 476
حمید شاعر قلندر، مولانا 542
حیات بن قیس الحرانی 365
حیدرالدین ابوتراب کامل، میر 745
حیدر، سید 429

Marfat.com

حیدر، سید (متعلوی) 809
حیدر سنائی، سید 664

خ، د

خاقانی -> افضل الدین... 366
خاکی، پیر 806
خالد بن سعد بن العاص 93
خالوی نیشاپوری 325
خاوند طہور، شیخ 457
خزیمہ بن ثابت انصاری 94
خسرو بن محمود 803
خسرو دہلوی، امیر 499
خضر، شیخ 416
خضر، شیخ (سندھی) 666
خلف بن علی 194
خلیفہ بن موسی العراقی، شیخ 409
خلیفہ قلندر 724
خلیل اتا 536
خلیل خازن 328
خوب، شاہ 699
خورد -> امیر خورد 511
خیران الخادم القراطبی 245
خیر الدین، شیخ مولوی 784
خیر چہ، خواجہ 333
داتا گنج بخش -> علی ہجویری 338
داتا کا چیلہ، درس 807
دانشمند علی (سید امیر کلال)، مولانا 509
دانہ، شیخ 802
دانیال جونپوری، افضل الزماں شیخ 611
داؤد بلخی 159
داؤد بن احمد دارانی 183
داؤد بن نصر طائی 158
داؤد، خواجہ 458
داؤد، درس 675
دوبہ، حاجی حافظ 762
دہقان قلتی، خواجہ 380
دین محمد، سید 692
دیوانہ، خواجہ 684
دیوانہ سبزواری، میر 534
دیوانہ ہالا کندی، شاہ 666

ذ، ر

ذالنون مصری 188
رابعہ شامیہ 184
رابعہ عدویہ 162
راجو قتال، سید 541
ربیع بن خثیم الثوری الکوفی 102
رحمت اللہ بخاری، سید 703
رحمت اللہ ٹھٹھوی، مخدوم 731
رحمت اللہ، سید 720
رحمت اللہ، شاہ 769

Marfat.com

رسلان، شیخ 405
رشیدی البجزی 104
رضی الدین علی لالاء الغزنوی، شیخ 451
رضی الدین علی مایانی، مولانا 547
رفیع الدین، امام 539
رکن الدین، درویش 645
رکن الدین، سید 810
رکن الدین، شیخ 501
رکن الدین، شیخ (ابن شیخ عبدالقدوس) 643
رکن الدین، مخدوم 634
رمضان، مخدوم 600
روزبہان بقلی، شیخ 424
روزبہان کبیر مصری 386
روح الدین، مولانا 530
رویم بن احمد 212
ریحان جنگلی، شیخ 488
ریحان، شیخ 798
ریحانہ والہ 165
ریکن، شیخ 660

ز ، س

زرارہ بن اعین الشیبانی الکوفی 171
زکریا بن آدم بن عبداللہ الاشعری 247
زکریا بن داویہ 208
زکریا، درویش 633
زکی خدابادی، خواجہ 380
زنگی اتا 346
زہرون المغربی 212
زہیر بن بکیر 306
زیاد الکبیر ہمدانی 214
زید بن الحسن بن علی 140
زید بن صوحان العبدی 102
زید بن موسیٰ کاظم علیہ السلام 142
زین الدین ابوبکر تائب آبادی 530
زین الدین ابوبکر الخوافی، شیخ 581
زین الدین محمد داؤد 666
زین العابدینؑ، امام رابع 119
زین العابدین، خلیفہ شیخ 762
ساجن، سید 702
سالم العداد 187
ساند، ملا 813
ساہر لنجار، مخدوم 816
سبحانی، مولانا 688
ستیہ دل، درویش راجہ 640
سراج الدینؒ پرمسی، شیخ 550
سراج الدین، مولانا 544
سرپلی، مولانا 574
سری بن مغلس السقطی 193
سداین شاہ 614
سعداللہ سورتی، سید 752

Marfat.com

سعداللہ، سید (ولد سید نیک محمد)	761	سلام اللہ، شیخ	711
سعد بن عبادہ انصاری	93	سلمان فارسی	111
سعدالدین حموی، شیخ	423	سلمان مولہ ترکمانی، شیخ	495
سعدالدین قلتق خواجہ خالدی، شیخ	790	سلیمان اتا	344
سعدالدین کاشغری، مولانا	585	سلیمان درویش	803
سعدالدین مشہدی، مولانا	622	سلیمان کرمینی، خواجہ	381
سعدون مجنون	241	سلیم بلگرامی، قاضی	769
سعدی پیر مسی، شیخ	619	سمہابہ، سید	780
سعدی شیرازی	466	سمہابہ، سید (عرف سید کہیر)	723
سعدی عجدوانی، شیخ	382	سمنون بن حمزہ محبّ الکذاب	211
سعید بن ابی عروبتہ	127	سنای مجذوب	781
سعید بن جبیر	103	سنائی غزنوی، حکیم	351
سعید حداد یمنی، شیخ	786	سوخاری، خواجہ	508
سعیدالدین الفرغانی، شیخ	470	سوکمان خواجہ	380
سفیان ثوری	148	سومار بتارہ	777
سفیان یمنی، شیخ الکبیر عارف باللہ	816	سویدالسنجاری -> ابی الفضایل...	404
سقای چغتائی	667	سہرہ، شیخ	813
سلطان جاریہ	450	سہلا سرخسی	357
سلطان شاہ برقع پوش، سید	638	سہل بن حنیف انصاری	94
سلطان شاہ، سید	741	سہل بن عبداللہ تستری	203
سلطان کہمر	669	سہل بن علی المروزی	166
سلطان مجدالدین طالبہ	377	سیداتا	349
سلطان، مولانا	570	سید حسین، مولانا	567
سلطان ولد بہاوالدین	492	سیف الدین مناری، مولانا	618
سلام اللہ، شاہ	747	سیف الدین باخرزی، شیخ	445

Marfat.com

سیف الدین خلوتی، شیخ 527
سیف الدین شیخ (بن خواجہ محمد معصوم) 735
سیف الدین عبدالوہاب، شیخ 423

ش

شاہ سنجان 367
شاہ گردیز 490
شاہ مدار، قطب العالم بدیع الدین 582
شجاع کرمانی، شاہ 200
شخص عبدالرزاق 406
شرف الدین بوعلی قلندر، شیخ 487
شرف الدین حسن بن ناصر العلوی 370
شرف الدین، شیخ 542
شرف الدین عیسی، شیخ 364
شرف الدین مصلح الدین بن عبداللہ السعدی الشیرازی، شیخ 466
شریف جرجانی، سید 561
الشریف الرضی، السید 311
شعوانہ 160
شکراللہ شیرازی، سید قاضی 629
شکر گنج ← فریدالحق والدین مسعود 458
شمس الدین تبریزی، مولانا 441
شمس الدین روجی، مولانا 588
شمس الدین صفی، شیخ 472
شمس الدین کلال، شیخ 515
شمس الدین محمد اسدی، مولانا 590
شمس الدین محمد بن امین الدین 799
شمس الدین محمد قائینی 790
شمس الدین محمد الکوسی الجامی، خواجہ 589
شہاب الدین بیرجندی، مولانا 588
شہاب الدین خطیب ہانسوی، شیخ 477
شہاب الدین، خواجہ 551
شہاب الدین، خواجہ (بن کمال الدین) 702
شہاب الدین سہروردی، شیخ 435
شہاب الدین مقتول سہروردی 365
شیبان بن علی 795
شیبان المصاب 166

ص، ض

صابر دلہاری، درویش 760
صابو سومرہ، مخدوم 668
صالح بن مکتوم 303
صالح، درویش (ساکن ککرالہ) 662
صالح، مخدوم 802
صالح مری بصری 168
صاین الدین علی برکہ اصفہانی، خواجہ 623
صدراتا 349
صدر، درویش 803
صدرالدین راہوتی، مخدوم 662
صدرالدین رواسی، شیخ 576

Marfat.com

صدرالدین، شیخ 653
صدرالدین قتال، شیخ 464
صدرالدین محمد، شیخ 480
صدرالدین موسیٰ نبیرۂ شیخ زاہد، شیخ 519
صدرالدین ہرکاوی، خلیفہ 550
صدقہ بغدادی، شیخ 371
صدہولا نگاہ، مخدوم 700
صدہو، قاضی 610
صدہونوہریہ، شیخ 682
صعصعہ بن صوحان العبدی 102
صفائی، سید (بن سید مرتضیٰ ترمذی) 646
صفوان بن یحی البجلی الکوفی 246
صفی الحق والدین ابوالفتح اسحٰق اردبیلی 504
صفی الدین ابن المنصور، شیخ 490
صفی الدین، شیخ (ابوالبشر) 785
صفی الدین گاذرونی صغیر 597
صفی الدین گاذرونی کبیر، شیخ 547
صلاح الدین زرکوب، شیخ 478
ضیانخشبی، خواجہ 524
ضیاءالدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی، شیخ 363
ضیاؤالدین برنی 541
ضیاءالدین، مولانا 668
ضیاءالدین یوسف، مولانا 650

ط، ظ

طالب اللہ، مخدوم 726
طاؤس یمانی 131
طاہرلال اوڈیرہ، شیخ 814
طاہر مقدسی 192
طرماح بن عدی بن حاتم طائی 102
طلحہ بن محمد الصباح النبلی 250
طوغاچی، مخدوم 801
طیب شاہ 639
طیفور بایزید 232
ظہیرالدین خلوتی، مولانا 533
ظہیرالدین عبدالرحمٰن بن علی بن بزغش 495
ظہیرالدین والاسلام جادم، سید 650

ع

عارف دیکہ، کرانی، مولانا 513
عارف ریوکردی، خواجہ 382
عارف عیار 323
عالم علی قوام جونپوری، سید 635
عالی، پیر شیخ 727
عالی، سید 719
عبادو شیخ ابوبکر الحامی، شیخ 416
عبادہ بن صامت الانصاری 100
عباس بن احمد الشاعر الازدی 227
عباس بن حمزہ نیشاپوری 205
عباس بن عبدالمطلب الہاشمی 86

Marfat.com

عباس بن علی 119
عباس بن یوسف الشکلی 791
عباس، مولانا 682
عبدالاحد، شیخ 785
عبدالاحد، مخدوم شیخ 886
عبداللہ اصفہانی، خواجہ 577
عبداللہ القریشی، شیخ 407
عبداللہ القصار 301, 217
عبداللہ اقطع بن امام جعفر صادق 136
عبداللہ المتوفی، شیخ 396
عبداللہ الملقب بہ علی اصغر، سید 282
عبداللہ باکویہ، شیخ 218
عبداللہ بلیانی، شیخ 465
عبداللہ بن ابی الحسن بن الحیاتی، شیخ 417
عبداللہ بن ابی یعفور 175
عبداللہ بن جعفر طیار اول 87
عبداللہ بن جندب البصری 247
عبداللہ بن حاضر 191
عبداللہ بن حمدویہ البیہقی 244
عبداللہ بن خاقان 244
عبداللہ بن خبیق الانطاکی 221
عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب 89
عبداللہ بن شریک العامری 175
عبداللہ بن صالح 242
عبداللہ بن عباس 87
عبداللہ بن عصام المقدسی 793
عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن رازی 226
عبداللہ بن محمد بن منازل 225
عبداللہ بن محمد خراز 259
عبداللہ بن مغیرہ ابومحمد البجلی العقیلی 247
عبداللہ، خواجہ 794
عبداللہ رودباری، شیخ 279
عبداللہ زاہد ہروی 340
عبداللہ، سید 672
عبداللہ، سید (بن نعمت اللہ شیرازی) 737
عبداللہ شامی قطب 495
عبداللہ شطاری، شیخ 690
عبداللہ طاقی، شیخ 313
عبداللہ علمدار مکی 114
عبداللہ غرجستانی، شیخ 545
عبداللہ، قاضی (ولد قاضی ابراہیم دربیلی) 665
عبداللہ مبارک 165
عبداللہ متقی، شیخ 634
عبداللہ، میان (عرف میان موریہ واعظ) 761
عبداللہ الیافعی الیمنی، امام 523
عبدالاول بن علاء الحسینی، سید 638
عبدالاول، میر 568
عبدالباقی واعظ، میان 738
عبدالجبار بن مبارک النہاوندی 244

Marfat.com

عبدالجمیل، شیخ 379
عبدالحق، شیخ [محدث دہلوی] 696
عبدالحکیم، شیخ 654
عبدالحمید قادری، مخدوم 757
عبدالحمید، مخدوم 730
عبدالحمید، مخدوم (ولد مخدوم فتح محمد) 764
عبدالخالق غجدوانی، خواجہ 379
عبدالرحمٰن اُچی، قاضی 662
عبدالرحمٰن بن احمد الاسیلی، شیخ 399
عبدالرحمٰن بن الحجاج البجلی الکوفی 243
عبدالرحمٰن جامی، مولانا 587
عبدالرحمٰن حقانی نصرپوری، شیخ 761
عبدالرحمٰن السلمی، شیخ 312
عبدالرحمٰن عباسی، شیخ ملاّ 600
عبدالرحیم اصطخری 218
عبدالرحیم، درویش 535
عبدالرحیم سومرہ، درس 742
عبدالرحیم، مخدوم 740
عبدالرحیم وشخص عبدالرزاق، شیخ 406
عبدالرحیم ونانڑی ٹھٹھوی 732
عبدالرزاق، سید (برادر محمد یوسف) 707
عبدالرزاق، شیخ 558
عبدالرزاق گجراتی، شاہ 752
عبدالرسول خدانما، شاہ 751
عبدالرشید بصیر، میان 668
عبدالرشید، مخدوم 633
عبدالرؤف، مخدوم (سیوستانی) 763
عبدالستار، شیخ 689
عبدالسمیع بن عبداللہ، شیخ ابومظفر 395
عبدالغنی، شیخ 699
عبدالقادر اُچی، مخدوم شیخ 671
عبدالقادر جیلانی، شیخ محی الدین سید 358
عبدالقادر، میاں 762
عبدالقدوس گنگوہی، شیخ 643
عبدالقدوس مجذوب، میان 782
عبدالقدوس نصرپوری، میان 719
عبدالکریم جیلی ثم الزبیدی، شیخ 798
عبدالکریم، درس 778
عبدالکریم، سید 690
عبدالکبیر یمنی، شیخ 574
عبداللطیف برہانپوری، خواجہ 682
عبداللطیف تارکی (شاہ بھٹائی) 771
عبداللطیف حسنی، سید 814
عبداللطیف، شاہ (معاصر محب شاہ) 768
عبداللطیف، شیخ 668
عبداللطیف صوفی، شاہ 750
عبداللطیف النقشبندی، شیخ 679
عبدالعزیز بحرانی 293
عبدالعزیز دیرینی، شیخ 553
عبدالعظیم 140

Marfat.com

عبدالغفور لاری، مولانا 650
عبدالمطلب بن ربیعۃ بن الحارث 90
عبدالملک اتا 346
عبدالملک اسکاف 252
عبدالملک بن اعین الشیبانی الکوفی 171
عبدالنبی خائف، میان 714
عبدالنبی شہید، شیخ 646
عبدالواحد بن علی سیاری 281
عبدالواحد بن زید 149
عبدالواحد، شاہدی 687
عبدالواحد فارغی، شیخ 799, 789
عبدالواسع صوفی، شیخ 750
عبدالوہاب، خلیفہ 705
عبدالوہاب المتقی، شیخ 654
عبیداللہ احرار -> ناصر الدین... 565
عبیداللہ بن عباس 87
عبیداللہ، شاہ 756
عبیداللہ یا عبداللہ، امیر 141
عتبہ بن الغلام بصری 145
عثمان بقاول، شیخ 716
عثمان بن سعید العمری الاسدی 248
عثمان بن عفان، خلیفہ ثالث 83
عثمان بن محمد المختاری، حکیم 357
عثمان چاوچی، شیخ 469
عثمان مروندی، مخدوم 463
عدی بن مسافر اشامی ثم الہنکاری 358
عراقی -> فخر الدین ابراہیم... 467
عربی دیانہ، مخدوم 641
عرفۃ الازدی الانصاری 99
عرون بن الوثابہ 212
عزالدین سوغندی، سید 554
عزالدین محمود الکاشی، شیخ 474
عزاز بطائحی، شیخ 395
عزت اللہ، شاہ 747
عزت اللہ، میر 739
عزیز بخاری 549
عزیزی 797
عزیزی، پیر 551
عزیزی مغربی 147
عصام یمنی 107
عطا بن سلیمان 793
عطار -> فریدالدین 431
عظمت اللہ بیخبر، میر 769
عقیل بن ابی طالب 88
عفیرہ العابدہ 164
عقیل بن عباس 87
عقیل المنبجی المعروف بالطیار، شیخ 394
عقبہ بن عمر بن ثعلبہ انصاری 97
علاوالدین آبیز، مولانا 588
علاوالدین بہکیہ، درویش 610

Marfat.com

علاوالدین عطار، خواجہ 555
علاوالدین غجدوانی، خواجہ 576
علاوالدین نیلی، مولانا 544
علی ارغندانی، خواجہ 506, 384
علی اصغر، میر 743
علی بن ابی طالب علیہ السلام 84
علی بن ادریس الیعقوبی 399
علی بن بندار بن الحسین صوفی صیرفی 277
علی بن حسن کرمانی، خواجہ 328
علی بن حسین الواعظ المشتہر بالصفی 675
علی بن حمزہ الاصفہانی الحلاج 225
علی بن خنیس الکوفی 172
علی بن سہیل بن الازہر الاصفہانی 226
علی بن شلویہ 299
علی بن عباس موسوی، سید 325
علی بن عبدالحمید الغضایری 196
علی بن فضیل 155
علی بن مریس یعقوبی، شیخ 400
علی بن وہب السنجاری، شیخ 396
علی بن یقطین الاسدی الکوفی 173
علی بن یگانہ 165
علی تاشکندی، مولانا خواجہ 571
علی ثانی ولد سید جلال، سید 657
علی رامتینی، خواجہ 506
علی سجزی، شیخ 436
علی، سید 597
علی شاہ، بابا 614
علی، شاہ (کلہوڑہ) 709
علی عبور، امیر 335
علی فراہی، شیخ 538
علی کردی، شیخ 481
علی متقی، شیخ 639
علی مرعش 255
علی نقی علیہ السلام، امام 180
علی نیتاز، خواجہ 788
علی ہجویری -> داتا گنج بخش... 338
علی ہمدانی، امیر سید علی بن شہاب بن محمد ہمدانی 527
علی ہیئتی، شیخ 388
عمادالدین، شیخ 484
عمادالدین فضل اللہ، شیخ 549
عمادالدین فضل اللہ محمد المشہدی، شیخ 677
عمادالملک، خواجہ 551
عمار یاسر 113
عمار یاسر، شیخ 378
عمر ابی المنصور، شیخ 419
عمر افغان، شیخ 784
عمر، امیر 119
عمر باغستانی، شیخ 457
عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد 90
عمرؓ بن الخطاب 82

Marfat.com

عمر بن عبدالعزیز بن مروان 125
عمر بن علی علیہ السلام 117
عمر المعروف بہ امیر عمر بن عون علی 119
عمر بودلہ، درویش 682
عمر رومی، مولانا 586
عمر ماتریدی، شیخ 559
عمرو بن ام مکتوم القریشی العامری 101
عمرو بن عثمان مکی الصوفی 210
عمو، شیخ 317
عنایت اللہ بصیر واعظ، مخدوم 742
عنایت اللہ، سید 725
عنایت اللہ صوفی، شاہ 746
عوض، شیخ 401
عون علی علیہ السلام 119
عیسی جونپوری، شیخ 604
عیسی سندی، شیخ (جنداللہ) 689
عیسی بن عبداللہ الرومی، شیخ 420
عیسی لنگوٹی، شیخ 580
عیسی ہتاز، شیخ 786
عین القضات ہمدانی 353

غ

غریب، خواجہ 380
غلام اولیاء، میر 779
غلام عبدالواحد بن زید 167
غلام محمد، شاہ 748
غلام محمد، شیخ 785
غلام مصطفیٰ، سید 770
غلام محمد معصوم مجددی، حاجی 735
غیلان الموسوس 227

ف

فارس بن عیسیٰ البغدادی 253
فاضل شاہ قریشی صدیقی، شیخ 729
فاطمہ نیشاپوریہ 183
فتح اللہ بن شحرف المروزی 201
فتح بن شحرف موصلی 186
فخر الدین ابراہیم المشتہر بالعراقی، شیخ 467
فخر الدین پورستانی، مولانا 562
فخر الدین زرادی، مولانا 544
فخر الدین، سید 533
فخر الدین، سید (برادر بزرگ قانع) 778
فخر الدین نوری، شیخ 535
فرح بن عبداللہ الحبشی، شیخ 403
فرزدق 133
فریدالحق والدین مسعود اجودھنی (شکر گنج) 458
فریدالدین عطار، شیخ 431
فضایل بن علی المجروی، شیخ 409
فضل اللہ عباسی، شیخ 554
فضل بن یسار الہندی 175
فضیل بن عیاض 154

Marfat.com

فقیر اللہ نقشبندی شکارپوری، حاجی 773
فیاضی، شیخ 540
فیروز، سید 729
فیض اللہ تتوی، مخدوم 712
فیض اللہ، شیخ 516
فیض اللہ، شیخ (بن ضیاء الدین عباسی) 540

ق، ک، گ

قادری، شاہ 801
قاسم انوار، امیر سید 591
قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ 128
قاسم تبریزی 578
قاسم، درویش 666
قاسم، سید 781
قاسم عربی 222
قاسم فیض بخش، شاہ 626
قاسم کاہی، مولانا 644
قاسم، مولانا (از اصحاب عبید اللہ احرار) 568
قاضن، قاضی 637
قاضن، تتوی، قاضی 712
قاضی زادہ، مولانا 571
قثم شیخ 535
قرنج 333
قضیب البان الموصلی 387
قطب، درویش 667
قطب الدین، بختیار اوشی کاکی، خواجہ 450
قطب الدین حیدر تونی، شیخ 430
قطب الدین محمد، شاہ 641
قطب الدین مودود، خواجہ 352
قطب الدین ہانسوی 478
قطب الدین یحییٰ جامی نیشاپوری 521
قلندر قادری، خلیفہ 725
قنبر، حضرت (غلامِ حضرت علیؓ) 129
قوام الدین سنجانی، امیر 579
قوام الدین شاہ 626
قیس بن سعد بن عبادہ انصاری 105
قیس بن یونس الشامی، شیخ 399
کاکا ابوالقصر بستی 331
کاکا احمد سنبل و برادری محمد خواجہ 331
کالہ قریشی، شیخ 711
کبیر بخاری، سید 725
کبیر الدین، سید 389
کبیر محمد نقشبندی، مخدوم 718
کپور، شیخ و شیخ نظام الدین 800
کجج، شیخ 537
کلال واشی، امیر 515
کلال، میر سید 665
کلان، خواجہ 566
کلاہ دوز، خواجہ 507
کلیم اللہ، شاہ 756

Marfat.com

کمال پائیلی، شیخ 642
کمال حسین شیرازی، سید 673
کمال خجندی، شیخ 561
کمال الدین حسین الخوارزمی، شیخ 678
کمال الدین عبدالرزاق الکاشی 474
کمال الدین میدانی، مولانا 511
کمیل بن زیاد 120
کہتوریہ، فقیر 807
کہمش بن حسین الہمدانی 226
کہوریہ، شاہ 483
گرگنج، شاہ 601
گل محمد، میان 740
گنج احمد 547
گیسودراز -> محمد حسینی، سید 524

ل، م

لاکہہ، پیر 727
لاکہہ، پیر (مدفون پکہیار) 805
لال اوڈیرہ -> طاہر لال اوڈیرا 814
لال چتہ، شاہ 483
لال چہتہ، سید 806
لال، شیخ 809
لالہ، شیخ 806
لدن شیخ، ہوتھی 810
لدہا، شاہ 733
لدہ، بہار 668
لدہ پنبہ فروش، درویش 721
لدہ، درویش 682
لسہ کاکرہ، درویش 804
لطف اللہ تتوی، شاہ 783
لطف اللہ ختلانی، مولانا 570
لطف اللہ عرف شاہ لدہ 768
لطف اللہ، میان 650
لطف اللہ نیشاپوری، مولانا 624
لقمان سرخسی، شیخ 298
للہ، درس 717
لودی، شیخ 800
لیث بن البختری اسدی مرادی 170
مالک بن انس 166
مالک بن حارث بن اشتر نجفی 102
مالک بن دینار بصری 143
مالک بن قاسم الجبلی 242
مبارک بخاری، بابا شیخ 511
مبارک خان 488
مبارک ناگوری، شیخ 689
مت الانصاری بن ابوایوب انصاری 92
متنبّی 282
مجدد الف ثانی -> احمد سرہندی 693
مجدالدین ابی الحسن علی، امام 407
مجدالدین، شیخ 426

Marfat.com

محبّ شاہ 766
محفوظ بن محمد بغدادی 792
محفوظ بن محمود نیشاپوری 258
محکم الدین، میاں (سیرانی؟) 783
محمد ابوحفص، شیخ 332
محمد اشرف شطاری، شیخ 701
محمد اشرف، میاں 715
محمد المشہور بہ سید شیر قلندر 609
محمد الملقب بہ میران مہدی، سید 611
محمد امین، مخدوم 763
محمد امین، مخدوم (بن مخدوم نوح سرور) 649
محمد امین عرف نانکہ، سید 780
محمد انجوی، سید 593
محمد الاوانی معروف بہ ابن قاید 374
محمد باباسماسی 507
محمد باقر، آخوند 776
محمد باوردی، خواجہ 507
محمد بخاری، شیخ 422
محمد بشاغری، مولانا 550
محمد بن ابوبکر بن قحافہ التیمی قرشی 127
محمد بن الحسن الجوہری 191
محمد بن احمد بن الجنید ابوعلی کاتب 248
محمد بن احمد بن عبداللہ بن قضاعہ الجمال الاسدی 248
محمد بن اسمٰعیل خیر النساج، شیخ 260
محمد بن امام جعفر صادق علیہ السلام 136
محمد بن جعفر طیار 88
محمد بن حاجی محمد سمرقندی، شیخ 624
محمد بن حموییہ الجوینی 388
محمد بن خالد آجری 285
محمد بن خالد الترمذی 222
محمد بن زید 182
محمد بن صباح 241
محمد بن عبداللہ بن الجعفر بن الحسین 248
محمد بن عبداللہ المحض 138
محمد بن عبداللہ گاذرہروی 332
محمد بن علی الحکیم الترمذی، شیخ 221
محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی 309
محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ 132
محمد بن فازہ 225
محمد بن فضل البلخی 257
محمد بن فلاح، سید 596
محمد بن مبارک البصری 158
محمد بن محمد الغزالی طوسی، حجۃ الاسلام 343
محمد بن مسلم بن رباح الطایفی ثقفی 171
محمد بن منصور طوسی 192
محمد بن واسع بصری 168
محمد بن یحی بن علی علاء جیلانی 624
محمد بن یعقوب، الولی الکبیر سید 396
محمد پارسا، خواجہ 562

Marfat.com

محمد تقی، میر	719	محمد سید (نبیرہ سید صدر للعلوی)	763
محمد جعفر المکی الحسینی، سید	525	محمد، سید (شاہ عالم گجراتی)	596
محمد چرگر، درویش	378	محمد شاشی، خواجہ	552
محمد حسین، سید (بن احمد انجوی)	598	محمد شاہ رسول نما گجراتی	752
محمد حسین قادری، سید	671	محمد شاہ، سید (ولد میر عبدالجلیل بلگرامی)	769
محمد حسین معروف بہ واعظ کاشفی	619	محمد شجاع، سید	774
محمد حسینی، سید (گیسودراز)	524	محمد شریف، خلیفہ	803
محمد حفیظ، شیخ	514	محمد شفیع، سید	722
محمد حفیظ، میاں	762	محمد، شیخ	534
محمد حلاج، خواجہ (بلخی)	507	محمد صابر، شیخ	775
محمد حلاج، مولانا شیخ	618	محمد صادق، مخدوم	765
محمد حنیفہ	118	محمد صادق، مولوی	743
محمد خلوتی، شیخ	527	محمد صادق نقشبندی، مخدوم	715
محمد، خواجہ	311	محمد طاہر، حاجی	721
محمد خواجہ (برادرِ کاکا احمد سنبل)	331	محمد عالم (نبیرہ مخدوم بایزید)	771
محمد خیر	240	محمد عیدروس، سید	685
محمد دہدار فانی، خواجہ	685	محمد علی (بن شیخ عبدالواسع)	750
محمد رضا، ملا	778	محمد غوث، مخدوم شیخ	597
محمد رضا مہدوی، سید	744	محمد فاضل، سید	774
محمد زاہد، مولانا	549	محمد فراہی، شیخ	539
محمد زمان، میاں (لنواری شریف)	739	محمد فغاتری، مولانا	564
محمد زمان، میاں مخدوم (بن میاں کبیر محمد)	775	محمد قاسم مشہدی، سید	696
محمد ساخری، شیخ	296	محمد قصاب آملی، شیخ	298
محمد السوار، شیخ العارف السیار	177	محمد قنوجی، سید	732
محمد، سید	628	محمد کاظم، میر (جد قانع)	733

Marfat.com

محمد کاکو آسیابان 312
محمد کجو جانی، شیخ 449
محمد ماہ جونپوری، شیخ 732
محمد، مخدوم 632
محمد مکی، سید 485
محمد معین ٹھٹھوی، مخدوم 772
محمد ملوک، سید 711
محمد مولانا (مریدِ خواجہ بزرگ) 619
محمد، میاں 801
محمد، میاں (نبیرہ مخدوم آدم) 739
محمد میر (عرف سید پہتو) 744
محمد ناصر، سید (بن نعمت اللہ شیرازی) 737
محمد النامی، خواجہ 241
محمد نور بخش، سید 616
محمد واحمد (از ابنای ابی الورد) 214
محمد ہاشم تتوی، مخدوم حاجی 757
محمد ہاشم رضوی نصر پوری، سید 671
محمد ہروی اُچی قریشی، قاضی شیخ 656
محمد یحییٰ، خواجہ 567
محمد یعقوب، شیخ 716
محمد یعقوب، مخدوم 765
محمد یمنی، شیخ 473
محمد یوسف بن معدان البناء 225
محمد یوسف، مخدوم 765
محمد یوسف مہدوی رضوی، میر 705

محمدی، سید (بن سید دراب بلگرامی) 770
محمود اشنوی، شیخ 377
محمود حصاری، مولانا 535
محمود، درویش 782
محمود سماسی، خواجہ 509
محمود، سید 784
محمود، شاشی، خواجہ 553
محمود شاہ بخاری خواجہ 382
محمود شبستری، شیخ 497
محمود، شیخ (سیوستانی) 544
محمود، شیخ 809
محمود طوسی، بابا 545
محمود فغنوی، خواجہ 383
محمود قطب، شیخ 541
محمود ہیر پوری گجراتی، قاضی 628
محی الدین عمر الکیمانی، شیخ 414
محی الدین... ابن عربی، شیخ 455
مخدوم، السید الریاض المظلوم امیر 623
مخدوم جہانیاں 529
مراد پلیجہ 603
مراد، مخدوم (بن مخدوم صدر الدین) 662
مرزا جان، میر 732
مریم البصریہ 164
مسافر خوارزمی، خواجہ 564
مسافر، مولانا 551

Marfat.com

مسعود ابدال، شاہ	787	مکھن، شیخ	773
مسعود صوفی، شاہ	750	ملا شاہ بدخشی	683
مسعود، قاضی	718	ملک، خواجہ	787
مسکین مودودی، سید خواجہ	662	ملوک شاہ، میاں	717
مسلم بن عقیل	90	ممشاد الدینوری	230
مصعب بن عمیر	99	منبہ، سید	673
مطرباذرانی، شیخ	401	منصور اتا	346
مظفر بن احمد بن ہمدان، خواجہ	321	منصور بطائحی، شیخ	394
مظفر، درس	806	منصور بن عمار	791
مظفر شاہ (مرید شاہ مرتضیٰ)	765	منصور، سید (بن پیر مراد)	658
مظفر کدکنی، شیخ	576	منگہ، حاجی (منگھو پیر)	486
معاذ بن جبل انصاری	92	منور، قاضی	662
معاذۃ العدویہ	164	موسیٰ آبیدانی، درویش	812
معاویہ بن عمار الدہنی	173	موسیٰ بن عبداللہ محض	140
معروف کرخی، شیخ	153	موسیٰ بن عثمان جیرفتی	219
معروف، میان	760	موسیٰ بن عمران جیرفتی	293
معشوق طوسی	334	موسیٰ بن ماھین الزولی، شیخ	399
معصوم سرہندی، خواجہ	698	موسیٰ سدرانی، شیخ	439
معین الحق والدین حسن سجزی، خواجہ	436	موسیٰ، شیخ	612
مغربی، مولانا	592	موسیٰ، شیخ (بن مغل چاچک)	656
مغل بھین، شیخ	807	موسیٰ کاظمؒ، امام	137
مغل چاچک، شیخ	656	مولانا شیخ	570
مفرح، شیخ	795	مؤمل الجصاص	299
مقداد بن اسود	105	مؤمن شیرازی، شیخ	331
مکارم النہر خایضی، شیخ	408	مہتہ فقیر	669

Marfat.com

مہدی جونپوری ← الملقب بہ میراں محمد 611
میاں میر لاہوری 695
میثم التمار الکوفی 103
میدنہ نصر پوری، مخدوم 738
میراں بخاری، سید 725
میراں ولد مولانا یعقوب، مخدوم 635
میر حاج 617
میر، سید 802
میر قوام الدین المعروف بہ میر مزدک 526
میرک بایزید 677
میرک محمد حسین 719
میرک محمود، شیخ 676
میر محمد المشہور میاں میر، شیخ 695
میمون، شیخ 483
میمون مغربی 792
میمونہ السوداء 165

ن، و

ناصر الدین اترای، مولانا 572
ناصر الدین عبید اللہ احرار، خواجہ 565
ناصر الدین محمود، مخدوم 541
ناصر بخاری 579
ناصر بخاری، مولانا 534
ناصر خسرو، حکیم 444
نجم الدین دایہ، شیخ 445
نجم الدین عبد اللہ بن محمد الاصفہانی. 497
نجم الدین عمر 575
نجم الدین کبریٰ، شیخ 428
نجم الدین محمد بن محمد الادکانی 525
نجیب الدین علی بن بزغش، شیخ 464
نجیب الدین متوکل، شیخ 475
نجیم، مخدوم 667
نصیر الحسینی مکی، سلطان المحققین 524
نصیر الدین محمود، شیخ 524
نصیر محمد کلہوڑہ 710
نظام الدین اولیاء خالدی دہلوی 498
نظام الدین خاموش، مولانا 577
نظام الدین، شیخ 800
نظامی گنجوی، شیخ 367
نعمت اللہ، مخدوم 764
نوح بہکری، شیخ کامل 486
نوح، مخدوم 647
نوح کھیبری، درویش 606
نوح گجراتی، درویش 613
نور اللہ، سید (برادر شاہ لدہا) 770
نور الحق، شیخ (مشرقی) 697
نور الدین تاشکندی، مولانا 571
نور الدین خوافی، شیخ 550
نور الدین، سید (بن خیر اللہ بلگرامی) 770
نور الدین، شیخ 803

Marfat.com

نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنی کسرتی 439

ہ، ی

نورالدین عبدالرحمٰن المصری، شیخ 474
نورالدین عبدالرحمٰن، شیخ 323
نورالدین عبدالصمد نطنزی، شیخ 474
نورالدین نعمت کہستانی، مرشد حقانی 580
نور، شاہ 757
نور، شاہ 802
نورشاہ ہندی پنجابی 781
نورمحمد ثانی، سید 722
نورمحمد، میاں 763
نورنگ سومرہ، مخدوم 730
نہال شاہ مداری 765
واحد شاہ صوفی 751
واہن، شیخ 813
وجیہ الدین، شاہ 483
وجیہ الدین گجراتی، شیخ 646
ورو، شیخ 768
وریہ، درویش 674
وطایہ مجذوب 726
ولی اللہ، شیخ 654
ولی اللہ واعظ، شاہ 784
ولی، مولانا 790, 654
ولید بن عبداللہ الشقاء 258
وہنیہ چانیہیہ، درویش 681
ویسر، حاجی 653

ہارون، سید 760
ہالہ سہتہ، درویش 812
ہبیرہ بصری 234
ہشام بن الحکم الکندی شیبانی 172
ہشام بن عبدان 299, 217
ہفت دختر 800
ہمن مزین، شیخ 491
ہندو خواجہ ترکستانی 572
یادگار کن سرونی، شیخ 514
یارمحمد، سید 758
یاسین گجراتی، سید 751
یاسین المغربی الحجام، شیخ 466
یاسین، سید (سورتی) 751
یحییٰ 139
یحییٰ بن ام الطویل 170
یحییٰ بن حسین 183
یحییٰ بن عمار شیبانی، خواجہ 310
یحییٰ بن معاذ الرازی 194
یحییٰ بن یعان تلمسانی 391
یحییٰ، شیخ 540
یزید بن الحسین الاسلمی 93
یعقوب پلیجہ، مخدوم 660
یعقوب چرخی، مولانا 564
یعقوب، سید 626

Marfat.com

یعقوب کشمیری، شیخ	700
یعقوب گجراتی، درویش	613
یکشنبہی، پیر	788
یوسف بن ایوب ہمدانی، خواجہ	344
یوسف بن الحسین الرازی	250
یوسف، خواجہ	318
یوسف سید محمد انجوی، شیخ	583
یوسف طبویہ، مخدوم	633
یوسف عطار، خواجہ	558
یونس بن الرحمٰن الیقطینی	245
یونس بن یعقوب بن قیس البجلی	243
یونس، سید	780
یونس سمرقندی، مولانا	636

Marfat.com

پہلا معیار

پہلی صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

اس میں خلفائے اربعہ کا ذکر ہے، اور کچھ بنی ہاشم کے مشاہیر، قریشی نسب اور سرورِ کائنات ﷺ کے خاندان اور حضور علیہ السلام کے چچا زادوں کا ذکر ہے، جو حضور مفخرِ موجودات کی صحبت میں رہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے فیض یاب ہوکر کمالاتِ ظاہری کے علاوہ اوجِ عزت سے مشرف ہوئے۔ کچھ ذکر ان اصحابِ کبار کا جن سے مدینہ اور اہلِ مدینہ مستفید ہوئے، اور ان کی صحبت ومحبتِ ظاہر وباطن سے منور ہوئے۔ آئمہ اطہار میں سے تین بزرگوار کا ذکر اور جمیع مشاہیر از اولادِ حضرت علی علاوہ حسنین کریمین صلواۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین اور اجلہ تابعین اور تبع تابعین اور موالیان وانصار کا ذکر قلم بند کیا ہے۔

واللہ ولی توفیق حسبی وکفیٰ

فائدہ:۔

چنانچہ سلسلۂ ظاہر کی حفاظت خلفائے راشدین کے ذریعے حضرت امام حسینؑ تک انجام کو پہنچی۔ حدیث شریف میں ہے ''الخلافة بعدی ثلثون سنة'' (مشکوۃ شریف) اور اس سلسلہ کی حفاظت تا قیامِ قیامت آئمہ اطہار پر منحصر ہے۔ ہر ولی کامل اسی کا ظِل ہے، اور اس کے اصل اور ظہور کا یہی معنیٰ ہے۔ اس معیار کے عنوان میں اس فائدہ کی تشریح ہے، اس لیے ضروری ہے کہ حضرت آدمؑ جو کہ شراع اور ادیان کے فاتح تھے، سے لے کر ہمارے نبی کریم ﷺ جو کہ خاتم الرسل صلواۃ اللہ علیہم ہیں، تک چھ پیغمبر ایسے ہیں جن سے سنت الٰہی جاری ہوئی، اور ان میں سے ہر ایک کے بارہ وصی تھے، جنہوں نے ان کی شریعت کی حفاظت کی۔ وہ چھ پیغمبر جن سے شریعت کا ظہور ہوا، وہ یہ ہیں:

آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

اور داؤد علیہ السلام ہیں ۔ہمارے پیغمبر جو کہ خاتم الرسل ہیں ، اور جن کی شریعت پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔عددِ اوصیا اسی وجہ سے ہے۔

قولہ تعالیٰ:سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۝ (۴۸:۲۳)

ترجمہ:۔اللہ کا یہ دستور پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ اللہ کی سنت میں کبھی فرق نہ پائیں گے۔

ہر نبی کے بارہ اوصیاء کی تفصیل کتاب جامع الانوار اور تاریخِ جہاں آرا میں مذکور ہے۔اور عالمِ علوی کی تطبیق ، عالمِ سفلی سے یوں ہے کہ جیسے ہر ایک نبی ان سات انبیاء میں سے مثلِ نجوم ہے۔ جو سات سیارے ہیں ۔اور ان کے بارہ بُرج ہیں ، جن پر وہ گھومتے ہیں ۔اسی طرح سات انبیاء سات ستاروں کی طرح ہیں ۔جن میں ہر ایک کے بارہ برجِ ولایت ہیں ، جو ان کے امور چلاتے ہیں ۔اسی لیے اس لطیف وجہ کی بنا پر اکثر مشائخ اور صوفیہ کا اتفاق ہے۔ جس کی ایک مثال شیخ محی الدین ابنِ عربی ہیں ، جو فتوحاتِ مکیہ میں لکھتے ہیں ۔ بین الفلک الثامن والتاسع مقرلۂ اثنی عشر برجا علیٰ مثال النبی ولائمه اثنی عشر۔اور شیخ نورالدین آذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں نظم کیا ہے:

نظم

چنان کہ ہست فلک را دوازدہ تمثال
کہ آفتاب بر آن دور می کند مہ و سال
بر آسمانِ ولایت دوازدہ برج اند
چو آفتابِ نبوت ہمہ در اوجِ کمال
قضا چو آئینہ روحِ احمدی می ریخت
بریخت ز آئینہ او دوازدہ تمثال
مثال دوازدہ ماہ و دوازدہ کوکب
بہ آفتابِ نبوت نمودہ استقبال

Marfat.com

ستارہ گان سپہر ولایت و شرف اند

--- ز نقصان احتراق و وبال

ترجمہ:ا:۔جیسا کہ آسمان کے بارہ برج ہیں جن پہ سورج اور ماہ وسال گردش کرتے ہیں۔

۲:۔ایسے ہی آسمانِ ولایت کے بارہ برج ہیں۔جو آفتابِ نبوت کی طرح سب اوجِ کمال پر ہیں۔

۳:۔قضا نے جب روح احمدی کا آئینہ روشن کیا تو اس میں سے بارہ برج روشن ہوئے۔

۴:۔بارہ ماہ اور بارہ ستاروں کی طرح وہ بھی آفتابِ نبوت سے روشن ہیں۔

۵:۔آسمانِ ولایت کے یہ ستارے سب شرف ہیں اور انہیں کوئی نقصان اور وبال نہیں۔

شیخ کامل سعدالدین حموی قدس سرہٗ اپنی بعض تصانیف میں ذکر کرتے ہیں کہ بغیر بارہ اماموں کے لفظِ ولی کسی پر صادق نہیں آتا۔کیوں کہ ان کے علاوہ کوئی ولی اور امام نہیں۔بلکہ ابدال واتاد ہیں۔یہ مضمون ان کے شاگرد عزیزالدین نسفی نے اپنے اکثر رسائل میں نقل کیا۔اور اگر صوفیا کی کتابوں کا تتبع کیا جائے تو اس سے زیادہ تصریحات پائی جاسکتی ہیں۔بعض کبار انصار،اوصیا کے اس عدد (بارہ) مذکور کو چند وجوہ کی بنا پر مناسب بیان کیا ہے۔

اول: جیسا کہ اسلام دو شہادتوں پر مبنی ہے۔شہادتِ وحدانیت اور شہادت الرسالت۔اور ان دونوں میں ہر ایک بارہ حروف پر مشتمل ہے۔اور امام ان دونوں چیزوں کا محافظ ہے۔لہٰذا مناسب ہے جو ان دو اصل کے محافظ ہوں وہ بھی بارہ ہوں۔یہی وجہ ہے کہ آلِ آنحضرت ﷺ یہی بارہ امام ہیں جو کہ صلوات میں بھی شریک ہیں بخلاف آل واولاد دیگر پیغمبران۔چونکہ ان کا دین معرضِ نسخ اور زوال تھا،اور ان کی حفاظت ان کی آل کے ذمہ نہ تھی۔یہی وجہ ہے وہ اپنے پیغمبر کے کام میں شریک نہ تھے کہ ان پر صلوات واجب یا مستحب ہوتی۔یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دونوں حصے بارہ،بارہ حروف پر مشتمل ہیں،اور یہ لطیف اشارہ ہے کہ ان علیہم السلام کا ایمان اور اسلام کی تکمیل میں تمام دخل ہے۔

دوم: بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد نصِ کتاب کے مطابق بارہ ہے۔لہٰذا امتِ محمدی کی امامت اور

Marfat.com

نقابت کی تعداد بارہ ہونا سزاوار ہے۔اسی طرح جب لیلۃ العقبیٰ میں حضرت پیغمبر علیہ السلام نے بیعت فرمائی تو بارہ نقیب تھے۔

سوم: بنی اسرائیل کے امنا (جمع امین) اور اثبات بارہ تھے۔ پس مناسب ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے امنا واثبات آئمہ ہدیٰ بھی بارہ ہوں۔

چہارم: وہ جونورِ ولایت کی مدد سے دلوں کوحق تعالیٰ کی راہ دکھاتے ہیں۔جیسا کہ آفتاب کا نور چاندکوروشن کرتا ہے۔اسی طرح آسمان پہ بارہ برج ہیں جومسافروں کواپنے نور سے راستے کی سمت متعین کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ چنانچہ مناسب ہے کہ دین کے راستے کی راہنمائی کے لیے بھی اسی طرح کے نوری ہادی اور راہنما ہوں۔اور یہاں اس حدیث شریف کا مفہوم واضح ہوتا ہے، کہ حاملِ ارض برج حوت ہے،اورحوت ہی آخری برج ہے۔پس اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ حاملِ ارض جوآخری برج ہے وہ امامت ہے جواہلِ زمین کے لیے تا قیامت دین کے مسائل کا حل ہے،اوروہ مہدی علیہ السلام ہے۔

پنجم: اورتمہید جودومقدموں پرمبنی ہے۔اول حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ''الآئمہ من قریش''۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ الائمہ من قریش کے بھی بارہ (۱۲) حروف ہیں،جس کا حاصل یہ ہے کہ آئمہ اوراولیائے آنحضرت ﷺ قریش سے ہیں، اورغیرِ قریش نہیں ہیں۔اور علمائے نسب کا اس پراتفاق ہے کہ نضر بن کنعانہ کی اولاد ہی قریشی ہے۔پس سب سے پہلے جس کا قریشی ہونا ثابت ہے وہ اس سے بالاتر اورمتجاوزنہیں ہے۔ مالک بن نضر سے مذکور ہے کہ قریشی کا شرفِ نسبت اسے پہنچا۔اوراس سے حضور ﷺ تک۔اگرچہ فی الحقیقت شرفِ قریش ان سے آنحضرت ﷺ کو پہنچا مگرحضرت نبی کریم ﷺ دائرہ کے مرکز کی مانند ہیں۔دوسلسلوں قریشی وامامت کی نسبت سے دوسلسلے چلے۔ یہ دوخط ہیں جواپنے مرکز سے محیط پر منتہیٰ ہوئے۔ ایک خط کا منتہیٰ مالک ابنِ نضر پر ہے۔اوردوسرے خط کا آئمہ واولیاء کی انتہا آنحضرت ﷺ پر ہے۔مرکزِ محمدی سے مالک بن نضر تک جوشجرہ ہے وہ اس طرح بارہ ناموں پرمشتمل ہے۔

Marfat.com

محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن قلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن مہد بن مالک۔

لہٰذا ضروری ہے دوسرا خط بھی منازل سے مرکز تک بارہ (۱۲) ناموں پر مشتمل ہو۔ اور وہ بارہ اماموں کا سلسلہ محمد بن الحسن صاحب الزماں علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ مرکز سے دو خط اپنے محیط سے متفاوت ہوں یہ محال ہے۔ اور چوں کہ حضرت پیغمبر ﷺ منبعِ شرف ہیں، اسی وجہ سے قریش کی شرافت بلند اور عظیم ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ معدنِ شرعی ہیں اور شرفِ امامت آپ ہی سے نازل ہوتا ہے۔ اس لیے چاہیے کہ امام بھی بارہ ہوں کیوں کہ وہ خطِ نازل ہیں۔ اور خطِ نازل کے لیے ضروری ہے کہ وہ خط صاعد کے برابر ہو۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ بعض متاخرین نے فرمایا ہے کہ انفس و آفاق کی اکثر نفیس اشیاء بارہ اعداد پر مشتمل ہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اکثر اسمائے حسنیٰ بھی۔ پس مناسب ہے کہ آئمۂ ھدیٰ کی تعداد بھی جملہ اسمائے حسنیٰ کے مطابق بارہ ہو۔ اور اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ مثلاً :لاالٰہ الا اللہ ،الرحمن الرحیم ، الحمید المجید ، الرؤف الرحیم ، الخالق الباری ، الواحد القہار ، التواب الوھاب ، الفتاح الرزاق ، النعم المفضل، المحسن المحملا اور دیانِ یوم الدین ،وغیرھم سب کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح آدم خلیفۃ اللہ ونوح خالصۃ اللہ، ابراھیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ مسیح اللہ، محمد رسول اللہ، محمد حبیب اللہ، البشیر النذیر، امیر المؤمنین، علی بن ابی طالب، عروۃ الوثقیٰ، فاطمہ بنت محمد، الحسن المجتبیٰ، الحسین الشہید، الامام الکاظم، علی بن الکاظم، محمد بن الرضا، علی بن الجواد، الحسن العسکری، القائم المہدی، اور اسی طرح محبھم فی الجنۃ اور عدوھم فی النار اور یہ حسنِ اتفاق ہے کہ چوں کہ حضرت خاتم الانبیاء کے بعد رسالت نہیں ہے بلکہ وصائیت اور امامت ہے۔ اس لیے لا نبی بعد احمد کے حروف بھی بارہ ہیں۔ مؤلف کہتا ہے کہ بعد احمد وصائیت و بعد احمد امامت کے بھی بارہ حروف ہیں۔

Marfat.com

قطعہ

چنانکہ ختم رسل محمد عربی شفیع ہر دو سرا برگزیدۂ دا دار
محمد آنکہ بود قایمش لقب باشد ز بعد ختم نبوت شعاع آن انوار
شعاع ہست امامت گر وصیت کان برای ختمینش ذات وی بگشت مدار
ابو محمد کنیت برای والد ہر دو نوشتہ اند بقول صدوق در اخبار
بود نبوت او تا تمام روز جزا چنین امامت این در جہان بود پادار
بود چو ذات نبی در امامت اواخر بنور مہر دلیست ارض مہبط الانوار
محبّ این نبود خالی از محبت آن رضای این دو رضای احد کنند شمار
بود مؤلفِ ''معیار'' بندۂ خاضع براہ دیدن قایم ہمیشہ در انظار
بحق زمرۂ ناجی ز ہولِ روزِ حساب خدا نصیب نمایدش دولت دیدار

ترجمہ:۔ ۱:۔محمد عربی ﷺ چونکہ خاتمِ رسل ہیں ہر دوسرا کے شفیع اور برگزیدہ ہیں۔

۲۔اور وہ محمد جن کا لقب قائم ہے ختمِ نبوت کے بعد اس کے انوار کی ایک شعاع ہے۔

۳۔اگر حضور کی وصیت امامت ہے، تو اس کا خاتمہ آپ (محمد مہدی کی ذات) پر ہے۔

۴۔دونوں کے والد کی کنیت ابو محمد ہے۔صحیح احادیث میں یہ تحریر شدہ ہے۔

۵۔جیسے آپ ﷺ کی نبوت روزِ جزا تک ہے اسی طرح ان کی امامت دنیا میں پائیدار ہے۔

۶۔چونکہ اواخرِ امامت میں ذاتِ نبی ﷺ کا نور ہے جس سے دلوں کی زمین مہبطِ انوار ہے۔

۷۔آپ (نبی کریم ﷺ) کا محبّ ان (امام مہدی) کی محبت سے خالی نہیں ہے۔ان دونوں کی رضا اللہ کی رضا ہے۔

۸۔اس کتاب معیارِ سالکانِ طریقت کا مؤلف (میر علی شیر قانع ٹھٹھوی) بڑے خضوع سے امام قائم کے دیکھنے کے لیے ہمیشہ چشم براہ ہے۔

۹۔اہلِ جنت کے صدقے روز حساب کے خوف سے (محفوظ فرما) اور اسے دولتِ پائیدار نصیب فرما۔

Marfat.com

مخفی نہ رہے: کہ جیسا کہ فاتحۂ کتاب میں تحریر ہوا ہے کہ خلفائے راشدین کو کلاہ کا عطا ہونا قطبیت اور غوثیت کی فوز وفلاح کے لیے ہے۔ اور عمومیت ان کا خاصہ ہے۔ اس لیے معیارِ اول میں ان کی سکہ بند ولایت کا ذکر ان کے ذکر سے شروع کیا ہے۔ اور چونکہ نبوت کے بعد ولایت ہے اس لیے بطورِ تبرک ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر نبی کریم ﷺ کے ظاہری جانشین خلفائے اربعہ ہیں۔ چنانچہ اس معیار کا آغاز ان کے اوصافِ جمیلہ سے کیا جاتا ہے۔

بیت

جانشینِ پیمبر ایشان اند
تو نہ بیگانہ دان کہ خویشان اند

ترجمہ: پیغمبر ﷺ کے جانشین (خلفائے راشدین) ہیں تو انہیں بیگانہ نہ سمجھ وہ تو (نبی کریم ﷺ) کے خویش ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے: کہ جب رسولِ کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو حدیثِ نبوی اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیھم اھتدیتم ۔(ترجمہ: میرے اصحابی ستاروں کی مانند ہیں جو بھی ان کی اتباع کرے گا ہدایت پا جائے گا) کے تقاضا کے مطابق آپ کے زمانہ پاک سے سلسلۂ پیری مریدی شروع ہو گیا۔ یہ ان کی صحبت کا اثر تھا۔ لیکن جب کم وبیش دو سو سال گذر گئے اور کوئی صحابیِ رسول موجود نہ رہا تو ہر ایک علمائے تابعین سے علمِ معرفت و یقین حاصل کرنے لگا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت امیرؓ سے فیض یافتہ ہیں۔ پیری مریدی کی سند ٹھہرے۔

حدیث میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے چار لوگوں کو خلافتِ معنوی سے نوازا۔ حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، حضرت حسن بصریؒ اور کمیل بن زیاد قدس اللہ اسرارہما۔

Marfat.com

چار پیرِ حقیقت

آدم صفی اللہ ، موسیٰ کلیم اللہ ، ابراھیم خلیل اللہ ، سیدنا محمد مصطفیٰ علیہم السلام

چار پیر معرفت

جبرائیل ، میکائیل ، اسرافیل ، عزرائیل

چار پیر طریقت

حضرت حسنؓ ، حضرت حسینؓ ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ، کمیل بن زیادؓ

چار پیر شریعت

حضرت ابوبکر صدیقؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ

(حضرت) ابوبکر بن ابی قحافہؓ

آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے ماں باپ، بیوی بچے سب مسلمان ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب رسولِ کریم ﷺ سے مرّہ پہ جا کر ملتا ہے۔ اسلام میں آپ کا لقب صدیق اور عتیق ہے۔ دورِ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ جب مسلمان ہوئے تو آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا۔

سلسلۂ طیفوریہ جس کی تفصیل آگے آئے گی، وہ حضرت علیؓ اور آپ سے منسوب ہے۔ اور اسے سید سعد اللہ سورتی نے اپنے شجرے میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح سلسلۂ طریقہ نقشبندیہ بھی ان دونوں بزرگوں پہ منتہی ہوتا ہے۔

آپ بے حد متواضع اور زاہد تھے۔ خلافت کے زمانے میں آپ اُونی لباس پہنتے تھے۔ اور آپ کے گورنر بھی آپ کی اتباع کرتے تھے۔ اہلِ سنت کہتے ہیں: کہ آپ مردوں میں

Marfat.com

سب سے پہلے ایمان لائے۔ جب کہ شیعہ حضرت علیؑ کو سابق الایمان جانتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ پہلے حضرت خدیجہ پھر حضرت علی پھر زید بن حارثہ اور پھر ابوبکرؓ۔ جب کہ حقیقت میں مردوں میں وہ اول، بچوں میں حضرت علیؑ، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور غلاموں میں حضرت زیدؓ بن حارثہ ایمان لائے۔

نکتہ:۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی کے درمیان کیا فرق ہے، تو انہوں نے فرمایا یہ فضول بحث ہے۔

کہتے ہیں کہ جب سرورِ کونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے، تو سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کرام نے متفقہ طور پر آپ (ابوبکر صدیقؓ) کو خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے سب سے پہلے بیعت کی۔اور سعد بن عبادہ نے بیعت نہ کی۔

امامیہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؑ کے ساتھ اٹھارہ لوگ تھے۔جن میں سلمان فارسی، عمار یاسر، ابوہریرہ سلمی، ابوایوب انصاری، حذیفہ یمانی، قیس بن سعد بن عبادہ، اور عباس بن عبدالمطلب، عبداللہ بن عباس، ابوذر غفاری، مقداد، خالد بن سعید، ابی بن کعب، سہل بن حنف، خزیمہ بن ثابت ذوشہادتین، اور ابوالہشم بن البان۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے وصال کے چالیس روز بعد (حضرت علیؑ) نے بیعت کی۔اور بعض کہتے ہیں ہرگز نہیں کی۔آپ کی خلافت کا دور دو سال تین ماہ اور آٹھ روز پر مشتمل ہے۔آپ نے تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۳ھ/۶۳۴ء میں وفات پائی۔

سند طریقہ قادریہ:۔ حضرت سلمان فارسی سے آپ تک اور حضرت امیرؓ سے ملتا ہے۔سلمان سے قاسم بن محمد بن ابوبکر۔

کہتے ہیں: کہ حضرت ابوبکر جو خرقہ زیبِ تن کرتے تھے اس کے گریبان میں حضرت رسالت مآب ﷺ کے پیراہن مبارک کا ایک ٹکڑا بھی شامل تھا۔ جو بائیس مشائخ سے منتقل ہوتا ہوا شیخ ابوسعید ابوالخیر تک پہنچا۔اور ان سے شیخ الاسلام جامی کو ملا۔

Marfat.com

حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد میں سے بہت بڑے اولیاء اور مشائخ پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ بہاء الدین ملتانی اور مخدوم نوح ہالہ کنڈی رحمہ اللہ اجمعین۔

(حضرت) عمر بن الخطابؓ

آپ کا نسب ''کعب'' پر جا کر رسول کریم ﷺ سے ملتا ہے۔ آپ کا لقب فاروق ہے۔ بعثت کے چھٹے سال آپ ایمان لائے۔ آپ انتالیس لوگوں کے بعد مسلمان ہوئے اس طرح مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی۔ جس روز آپ ایمان لائے اس رات رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن ھشام او عمر بن الخطاب۔

ترجمہ: ''کہ اے اللہ عمر بن ہشام یا عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک سے اسلام کو عزت بخش''

کہتے ہیں: کہ جب آپ ایمان لائے تو فرمایا: کہ یہ زیب نہیں دیتا کہ مشرک تو لات و عزّہ کی پوجا ظاہری طور پر کریں اور ہم اللہ کی عبادت خفیہ کریں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کی بات پسند فرمائی، اور کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے دائیں طرف حضرت عمر اور بائیں طرف حضرت علیؓ تلواریں حمائل کر کے پیش پیش اور دیگر اصحاب پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ پیچھے سے قریش میں سے کسی نے حضرت عمرؓ کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ تو حضرت محمد ﷺ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ اب یہ کیا حالت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اب آپ میں سے اگر کوئی حرکت کرے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں آئے اور نماز پڑھی۔ آیۂ کریمہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ: (۸:۶۴) نازل ہوئی۔ ترجمہ: ''اے نبی ﷺ! آپ کے لیے اللہ کافی ہے۔ اور جو آپ کی پیروی کرنے والے مسلمان ہیں ان کے لیے بھی''

بعض تواریخ میں لکھا ہے کہ آپ کے زمانے میں ایک ہزار چھتیس شہر اپنے زیرِ اثر علاقوں سمیت فتح ہوئے۔ چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور کفار کے چار ہزار عبادت خانے نیست و نابود ہوئے۔ اور ایک ہزار نو سو منبر بنائے گئے۔ واللہ علم عند اللہ۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی زندگی ختم ہوتی نظر آئی تو چند کلمات حضرت عمرؓ کی خلافت کے لیے لکھ کر کسی کو دیئے کہ اصحاب سے بیعت لے لیں۔ سب نے قبول کیا اور سب نے جواب دیا۔ ان میں طلحہ بن عبداللہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت عمرؓ خلافت کے سزاوار نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں بہتر جانتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس سربستہ تحریر کو صحابہ کرام کے پاس لے گئے۔ اور بیعت لی۔ پس پھر حضرت علیؑ کے پاس لائے۔ اور بیعت طلب کی۔ آپ نے فرمایا بایعت بمن فیھا واتکان عمرا۔

بحیثیتِ مجموعی (حضرت عمرؓ) نے خلافت کو کمال استقلال بخشا۔ اور عدل کیا۔ آخر کار ۱۴ ذی حجہ ۲۳ھ کو مغیرہ کے غلام ابولؤلو کے خنجر سے زخمی ہوئے۔ اور جب اپنی زندگی سے ناامید ہوئے تو خلافت کا تعین مجلسِ شوریٰ کو سونپ دیا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ زہد و تقویٰ اور فقاہت میں مشہور ہوئے ہیں۔ آپ کی اولاد میں بہت اہلِ کمال اور اجلہ مشائخ پیدا ہوئے ہیں۔ بالخصوص فرخ شاہ، کابل میں۔ کہ جن سے شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی (گنج شکر) اور امام رفیع الدین کہ جن کی اولاد سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی ہیں، پیدا ہوئے۔

خلیفۂ ثالث (حضرت) عثمان بن عفانؓ

آپ کا نسب "عبدالمناف" پر جا کر رسولِ کریم علیہ صلواۃ والتسلیم سے جا ملتا ہے۔ حلم وحیاء اور کثرتِ مال سے موصوف۔ کہتے ہیں کہ ایک ہزار زر خرید غلام ان کے پاس تھے۔ انہیں ذوالنورین بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیاں رقیّہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔

یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو خلیفۃ المؤمنین مقرر ہوئے اور بارہ ذی حجہ ۳۵ھ کو آپ کا واقعۂ شہادت رونما ہوا۔

Marfat.com

(حضرت) علی بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہجرت کے بعد مدینہ میں فوت ہوئیں۔ آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ آپ کا لقب اسد اللہ، اور مرتضٰی ہے۔ کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ شیعہ آپ کو بلاواسطہ وصی رسول اللہ ﷺ شمار کرتے ہیں۔ اور خیرالبشر مانتے ہیں۔ مگر اہلِ سنت خلافت کی ترتیب کے مطابق مانتے ہیں۔

علاء الدولہ سمنانی کہتے ہیں: کہ علمِ باطن اور علمِ ظاہر کی وراثت اور سلسلۂ باطن کی حفاظت کی امامت اور سلسلۂ ظاہر کی خلافت رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؑ ہی ولی، وارث، امام اور وصی تھے۔ مگر خلیفہ نہ تھے۔ حضرت عثمان کے بعد خلیفہ بھی ہو گئے۔ واضح رہے جب صحابہ کرام کے درمیان کوئی خلافت کا مستحق نہ رہا یعنی سلسلۂ ظاہر کی حفاظت کرنے والا نہ رہا تو اگرچہ حضرتِ امیرؑ ملتفت نہ تھے۔ مگر ضرورت کے تحت یہ عہدہ قبول کیا۔ آپ کے مناقب لا تعداد ہیں جو اعلیٰ مطالب پر مبنی ہیں۔

حدیث میں ہے: کہ شبِ معراج صاحبِ براق و تاج آسمانوں پر نور سے مقفل حجرہ میں پہنچے آپ کی خواہش پر اس کا دروازہ کھولا گیا اس میں سے یکے بعد دیگرے سات صندوق برآمد ہوئے۔ آخری صندوق میں ایک خرقہ تھا جو جنابِ اطہر نبوی ﷺ کو درگاہِ احدیت جل شانہٗ سے عنایت ہوا۔ ملائکہ نے مبارک باد دی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے سوچا کہ آیا میری امت میں اس شرف کا کون مستحق ہوسکتا ہے۔ خطاب ہوا: جو کوئی خلائق کی عیب پوشی اپنا شعار بنائے۔ اس سے اگلی صبح سرورِ عالم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: مجھے ایسی خلعت عطا ہوئی ہے اگر تجھے دوں تو کیا عمل کرے گا۔ عرض کیا صدق اختیار کروں گا۔ پھر آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے پوچھا تو ایک نے عدل کہا اور دوسرے نے عرض کی حیاء اختیار کروں گا۔ پھر حضرت مظہرِ ولایت کی باری آئی آپ نے فرمایا خلق اللہ کی عیب پوشی اپنا شعار بناؤں گا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ خرقہ انہیں عطا فرمایا۔ امرِ الٰہی بھی یہی تھا۔

Marfat.com

ازمؤلفہ

ای خلعتِ ولایت برقامتِ تو زیبا
بعد از نبی کسی نیست بارتبۂ تو ہمتا
معراج مصطفیٰ را دانیم اصل مقصد
بہرِ علی رساندن این خرقہ بود حقا

ترجمہ:۔خلعتِ ولایت آپ (حضرت علیؑ) کے وجود پر زیب دیتا ہے۔ نبی ﷺ کے بعد آپ کے رُتبہ کو کوئی نہیں پہنچا۔ معراجِ مصطفیٰ ﷺ کا اصل مقصد سمجھ میں آیا، کہ وہ خرقہ حضرت علیؑ کو پہنچانا تھا۔

پس وہ خرقہ وراثت کے طور پر امامِ ہمام حضرت موسیٰ کاظمؑ کو پہنچا۔ اور آپ سے چار بزرگوں کو خلافت عطا ہوئی۔ ۱۔امام علی موسیٰ رضا ۲۔شیخ بایزید بسطامی ۳۔شیخ معروف کرخی ۴۔سری سقطی قدس اللہ اسرارھم

بہت سے مشائخ اور زیادہ تر سلاسل انہی حضرات سے منسلک ہیں۔ پس خلفائے حضرت جنابِ ولایت چار ہیں۔ حسن و حسین علیہما السلام و حسن بصری اور کمیل بن زیاد۔ اور ان کی صحبت سے فیض پانے والے لاتعداد ہیں۔

امامِ اول برقلبِ عیسیٰؑ اور جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کی قوم حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے زمانے میں دوستی اور دشمنی کے حوالے سے کفر میں جا گری۔ اسی طرح دین کے اس مسلک میں بھی کثیر جماعت حب و بغض کے کفر میں گر گئی۔ آپ کا وصال چالیس ہجری/۶۶۱ء میں ہوا۔

سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی

حضرت رسالت مآب ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔ انہوں نے اسلام کے لیے عظیم قربانیاں دیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کی دوستی میں ان کی فوقیت کا علَم بلند کیا۔ جنگِ

Marfat.com

اُحد میں شربتِ شہادت نوش فرمایا۔اور میدانِ اُحد میں ہی مدفون ہوئے۔۳ھ،۶۲۴ء۔

جعفر بن ابی طالب الہاشمی

خَلق اور خُلق کے اعتبار سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہہ تھے۔آپ کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ و خُلُقِیْ ۔حضرت علی سے دس سال بڑے تھے۔اور عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے۔اور طالب عقیل سے دو سال۔جعفر اول مہاجرین میں سے تھے۔فتح خیبر کے موقع پر آپ کی خدمت میں پہنچے۔آپ نے استقبال کیا اور آپ کو اپنے بازوؤں میں لے کر فرمایا: معلوم نہیں کہ مجھے کس چیز کی زیادہ خوشی ہے۔جعفر کے آنے کی یا فتح خیبر کی۔

جنگِ موتہ کے موقع پر عَلَم آپ کے ہاتھ میں تھا۔مشرکوں نے آپ کا ہاتھ قلم کر دیا۔تو آپ نے عَلَم دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔مگر دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا گیا۔آپ نے بازوؤں میں پکڑ لیا۔آخر کافروں نے آپ کو نیزہ مار کر زمین پر گرا دیا۔اس موقع پر سید الانام علیہ السلام مدینہ شریف میں منبر پر تشریف فرما تھے۔آپ کو رفع حجاب ہوا، تو آپ نے وہ معرکہ مشاہدہ فرمایا۔کہ جعفر کو نیزہ مار کر زمین پر گرایا گیا ہے۔آپ نے اپنا روئے مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا الٰہی! میرے چچازاد کو رسوا نہ کر۔حق سبحانہٗ وتبارک تعالیٰ نے اسی وقت انہیں دو پر عطا فرمائے اور وہ سرِ نیزہ سے پرواز کر کے روضۂ رضوان میں جا پہنچے۔اسی لیے آپ کو 'طیار' اور 'ذوالجناحین' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کی عمر شریف شہادت کے وقت اکتالیس سال تھی۔

عباس بن عبدالمطلب الہاشمی

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔صحابہ کے سردار اور حضرت امیر المؤمنین کے معاون صحابہ میں سے تھے۔حضرت ابو طالب کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری انہوں نے سنبھالی۔فتح

Marfat.com

خیبر سے پہلے اسلام قبول کیا۔لیکن پنہاں رکھا۔اور فتح مکہ کے روز ظاہر کیا۔آپ عمر میں نبی کریم ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے۔حضرت عثمان بن عفان کی شہادت سے دو سال پہلے ماہِ رمضان ۳۲ھ میں وفات پائی۔آپ کی قبرِ مبارک جنۃ البقیع میں ہے۔

عبداللہ بن عباس

آپ اعاظم صحابہ اور افضل اولادِ حضرت عباسؓ ہیں۔مرید و شاگردِ حضرت امیر المؤمنین علیؑ ہیں۔

عبیداللہ بن عباس

حضرت پیغمبر ﷺ کے اشراف صحابہ میں سے ہیں۔امیر المؤمنین حیدرؓ کے سردار اصحاب میں سے ہیں۔اپنے بھائی عبداللہ سے ایک سال چھوٹے ہیں۔معاویہ کے زمانے میں سعید بن عثمان کے ہمراہ سمرقند گئے۔اور درجۂ شہادت پایا۔

عقیل بن عباس

غزوۂ حنین اور حجۃ الوداع کے موقع پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔جب سرورِ دو عالم ﷺ کو حضرت امیرؑ غسل دے رہے تھے تو یہ ان کا ساتھ دے رہے تھے۔باسٹھ سال کی عمر میں مرضِ طاعون سے آٹھ ہجری میں وفات پائی۔

(مجالس المومنین: ۸۳ میں آپ کا نام فضل بن عباس لکھا گیا۔مترجم)

عبداللہ بن جعفر طیار اول

اہلِ اسلام میں سے آپ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔اور اپنے باپ کے ہمراہ ہجرت کے بعد جس سال فتح خیبر ہوئی، مدینہ آئے۔آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت پیغمبر ﷺ ہمارے گھر آئے اور میرے باپ کی تعزیت کی۔اور اپنا دستِ مبارک میرے اور

Marfat.com

میرے بھائی کے سر پہ پھیرا اور میرے سر اور منہ پہ بوسہ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جعفر بہترین جگہ پہ پہنچے ہیں۔ اب تُو ان کا خلیفہ بن تو ان کی ذریت میں بہترین خلیفہ ہے۔ تین روز کے بعد آپ تعزیتی لباس سے باہر، اور بحرِ جود و کرم جوش میں تھا۔ آپ فرماتے تھے: کہ بعض نے آپ کو تکلیف دی ہے، مگر ایک کثیر جماعت انعام کے طور پر ملی ہے۔ اگر میں ان کو محروم کروں تو ڈر ہے کہ خدا یہ نعمت چھین نہ لے۔

۸۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ عمر ۹۰ نوے سال تھی۔ بعض کہتے ہیں: ۸۴ھ میں وفات پائی۔ اور عمر ۸۰ سال تھی۔ مگر پہلے قول کو اولیٰ سمجھا گیا ہے۔

محمد بن جعفر طیار

جناب رسالت مآب علیہ السلام آپ کو دوست رکھتے تھے۔ کیوں کہ آپ شبیہہ ابوطالب تھے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کی وفات کے بعد حضرت امیرؑ کے داماد بنے۔ امِ کلثوم بنتِ حضرت علیؑ جو کہ حضرت عمر بن خطاب کے عقد میں تھیں، وہ آپ کے نکاح میں آئیں۔ صاحبِ روضۃ الشہدا نے آپ کو عون بن جعفر کا بھائی لکھا ہے۔ اور شہدائے کربلا میں شمار کیا ہے۔ اور صاحبِ استیعاب نے دونوں کی شہادت شوشتر میں بیان کی ہے۔ قاضی نور اللہ شوشتری نے اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں مرزا محمد بن جعفر ایک فرسخ شوشتر سے دور اور ایک قول کے مطابق توابع شوشتر میں بیان کیا ہے۔

عقیل بن ابی طالب

آپ کی کنیت ابو یزید تھی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم سے محبت دو جہتوں سے ہے، ایک جہت قرابت اور دوسری یہ کہ میرے چچا ابی طالب تمہیں دوست رکھتے تھے۔ آپ کا شام جانا حضرت علیؑ کے گراں خاطر ہونے کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اہلِ شام پر بھائی کے اوصاف ظاہر کرنا تھا۔

Marfat.com

معاویہ آپ سے اکثر مزاح کرتا تھا، مگر ذلیل منفعل ہوتا تھا۔ایک دن ایک مجلس میں کہا: اے عقیل اگر تو مجھے اپنے بھائی سے بہتر نہیں سمجھتا تو میرے سامنے نہ آیا کر۔آپ نے جواباً فرمایا کہ ''اخی لی فی دینی و انت خیر لی فی دنیای واسال الله خاتمه خیـــــرا ''ایک دن ایک مجلس میں کہا کہ یہ وہ عقیل ہے جس کا چچا ابولہب ہے۔آپ نے جواباً فرمایا: کہ یہ وہ معاویہ ہے جس کی چچی حمالۃ الحطب ہے۔مگر اسی پر اکتفانہ کیا، بلکہ فرمایا اے معاویہ جب تم نے میرے چچا ابولہب کو دوزخ کی آگ میں دیکھا کہ تیری چچی حمالۃ الحطب کو اپنے نیچے فرش پر لٹایا ہے، تُو ہی انصاف سے بتا کہ ان میں سے کون بہتر ہے، فاعل یا مفعول۔معاویہ بہت شرمندہ ہوا۔ایک روز معاویہ نے عقیل سے کہا کہ بنو ہاشم کے لوگوں میں حرص و شہوت بہت ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر ہمارے مردوں میں اور آپ کی عورتوں میں۔معاویہ کے عہد میں آپ کی وفات شام میں ہوئی۔

عبداللہ بن الزبیر عبدالمطلب

حنین کی جنگ میں آپ (حضرت) علیؑ اور (حضرت) عباسؓ کے ساتھ تھے۔کہتے ہیں: کہ ایک روز عبداللہ مکہ سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔آپ ﷺ نے انہیں حُلّہ پہنایا اور اپنے پہلو میں جگہ دی، اور فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔اور اس کا باپ مجھے دوست رکھتا ہے۔ روم کی جنگ میں شربتِ شہادت نوش کیا۔رومیوں کی جنگ میں پہلے دو آدمی جو یکے بعد دیگرے سامنے آئے وہ آپ کے ہاتھوں ہی واصلِ جہنم ہوئے۔آخر جب آپ زمین پر گرے رومیوں میں سے کسی نے دیکھا کہ پیچھے کوئی نہ تھا۔

جعفر بن ابوسفیان بن الحارث الہاشمی

آپ کی والدہ ابو طالب کی بیٹی تھی۔غزوۂ حنین اور معاویہ کے کنواں کا ادراک آپ نے کیا۔آپ ہمیشہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں رہے۔ہجرت کے پچاس سال

Marfat.com

بعد دمشق میں وفات پائی۔

مسلم بن عقیل

حضرت امام حسینؑ کی محبت میں کسی نے اتنی تکلیفیں نہیں اُٹھائی ہوں گی۔ جتنی مسلم بن عقیل نے اُٹھائیں۔ کثرتِ شہرت کے باعث آپ کے احوال تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔

ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب

پیغمبر علیہ وآلہ صلی اللہ کے چچا زاد اور رضاعی بھائی ہیں۔ آنحضرت علیہ وآلہ صلی اللہ کے مشابہ تھے۔ پہلے رسالت کا انکار کیا، لیکن جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو فضل وتقویٰ میں وہ مقام حاصل کیا کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے یہ فرمان جاری ہوا کہ ابوسفیان بن الحارث اہلِ جنت کے سردار ہیں۔

جنگِ حنین میں جمیع صحابہ بکھر گئے، لیکن یہؓ، حضرت علیؑ اور عباسؓ، پیغمبر علیہ السلام کے حضور سے نہ ہٹے۔

عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث

آپ جنابِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے احادیث کے راوی ہیں۔ آنحضرت علیہ وآلہ صلی اللہ نے آپ کا نام تبدیل کر کے ''مُطّلب'' رکھ دیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے تک مدینہ میں تھے۔ پھر دمشق چلے گئے، اور وہیں پہ ۶۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کے بیٹے محمد کو وہاں بہت قدر ومنزلت اور عزت ملی۔

عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد

آپ کو بنی ہاشم میں سمجھنا چاہیے، کیوں کہ آپ کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ تھیں۔ اور ان کی پرورش خود سید المرسلین علیہ السلام نے کی۔ آپ ولایت حبش میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت امیرؑ کے زمانہ خلافت میں والیٔ بحرین تھے۔ ۸۲ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ابوایوب بن زید انصاری

نام خالد۔ مدینہ کے رئیسوں میں تھے۔

عادلِ عرب وروم وعجم وترکستان وھندوستان تبع بن مصدع بن وردع خابط یمن کے آخری تبالیعہ احسان بن تبع الاصغر کے ہمراہ ملک کی سیر کے لیے نکلے۔ شامول حکیم یہودی بھی ان کے ہمراہ تھا، اور یہ یثرب پہنچے۔ شامول نے اپنے چار سو ہمراہی حکیموں کے ساتھ یثرب میں سکونت پذیر ہونے کی درخواست کر دی۔ تبع نے شامول سے سکونت پذیر ہونے کا سبب دریافت کیا۔ تو اس نے کہا یہ نبی آخرالزمان ﷺ کی ہجرت کی جگہ ہے۔ یہاں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ اگر اس کا زمانہ نہ بھی پایا تو اس کے کوچے میں جان دیں گے۔ شامول نے اسی وقت قلم دوات طلب کی اور کاغذ پر لکھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منکہ فلاں بن فلاں دینِ محمد ﷺ پر اس کی کتاب پر اور اللہ کی تمام کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لایا۔ میں اس کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔ اور اس کے ملکِ امجد سے منسلک ہوا''

پس وہ کاغذ شامول نے دیا۔ اور اولاد کو وصیت کی کہ جب آنحضرت ﷺ کا ظہور ہو تو یہ کاغذ انہیں پیش کیا جائے۔ اور چار سو کنیزیں حکیموں کو دیں۔ مدینے کی بیشتر آبادی اُن کی نسل سے ہے۔ شامول سے اکیس پُشت بعد ایک ہزار ترپن سال گزرے، تو ابوایوب انصاری نے جب حضرت محمد ﷺ کی شہرت سنی تو وہ خط ہلال نام آدمی کے ہاتھ مکہ بھیجا۔ آنحضرت مکہ کے صحرا میں تھے۔ آپ نے ہلال کو دور سے دیکھا تو آواز دی کہ اے ہلال وہ خط مجھے دو۔ اس نے کہا کون سا خط اور آپ کا نام کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرا نام محمد ﷺ ہے۔ میں نبی آخرالزماں ہوں۔ اور جبریل نے مجھے اس خط کی، تیرے نام کی اور بھیجنے والے کے نام کی اطلاع دی ہے۔ اور وہ خط لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیا۔ اور پڑھنے کو کہا۔ حضور علیہ السلام نے جب مضمون سنا تو آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا: میں اپنے بھائی کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ ابوبکر نے عرض کیا ہم آپ

Marfat.com

کے بھائی ہیں۔آپؐ نے فرمایا: نہ آپ دوست ہیں۔ بھائی وہ ہیں جو بن دیکھے ایمان لائے۔اور شوق میں جان دی۔طوبیٰ لھم و حسنیٰ مآب۔

آخر کار ہجرت کے پہلے سال آنحضرت ﷺ سات ماہ ان کے گھر رہے۔غزوۂ بدر اور دیگر غزوات میں حضرت ابوایوب انصاریؓ آپؐ کے ہمرکاب رہے۔جنگِ جمل میں حضرت امیرؓ کے ساتھ مردانہ وار رہے۔معاویہ کے زمانے میں روم کی جنگ میں گئے۔مگر وہاں پہنچتے ہی بیمار ہو گئے۔اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی، جہاں دشمن کے لشکر سے ملاقات ہو وہاں دفن کیا جائے۔چنانچہ استنبول کے نزدیک سوران کے مقام پر آپ کو دفن کیا گیا۔آپ کی مرقد مبارک مسلمانوں اور نصاریٰ کے لیے پیاس بجھانے کی جگہ ہے۔

صاحبِ استیعاب نے کہا ہے: کہ اہلِ روم جب جنگ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ کی قبر کشائی کا ارادہ کیا۔مگر اسی وقت شدید بارش شروع ہوئی کہ انہیں پروردگار کے قہر کا احساس ہونے لگا۔اور وہ ڈر گئے اور اس کام سے رک گئے۔

مت انصاری

ابوایوب انصاری کے بیٹے ہیں۔خلیفۂ ثالث کے زمانے میں ہرات میں آکر مقیم ہوئے۔شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی (جن کا ذکر آگے آئے گا) کا نسب شریف ان پہ منتہی ہوتا ہے۔

معاذ بن جبل انصاری

یہ ان چھ لوگوں میں سے ایک ہیں، جو بعثت کے بارھویں سال ایمان لائے۔آپ کا شمار اجل صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔حضور ﷺ کی صحبت نے آپ کو باطن کی صفائیِ کلی عطا فرمائی، اور مقاماتِ کشف سے بہرہ مند ہوئے۔جب حضور ﷺ نے مدینہ میں وصال فرمایا تو یہ یمن میں تھے۔اور کشف سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ دنیا سے پردہ فرمانے والے ہیں۔تو یہ مدینہ

Marfat.com

آپہنچے۔خلیفہ ثانی کے حکم سے امیرِ شام ابوعبیدہ کی وفات کے بعدان کے جانشین ہوئے۔اور جلد ہی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

سعد بن عبادہ انصاری

آپ کریمِ روزگار اور نقیبِ رسولِ مختار ﷺ تھے۔آپ ان چھ لوگوں میں سے ایک تھے جو بعثت کے بارہویں سال مدینہ میں ایمان لائے۔آپ زاہدِ کامل تھے۔نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت جبریل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ آسمانوں کے دروازے ان پر کھول دیے گئے ہیں۔اور عرشِ رحمان ان پہ مہربان ہے۔

یزید بن الحصین بن الاسلمی

سیدِ ابرار ﷺ کے اخیار اصحاب میں سے تھے۔حضرت علیؓ کے خواص اور مقبولین میں سے تھے۔آخری عمر میں مرو کی طرف ایک جنگ میں گئے اور شہید ہوئے۔

خالد بن سعد بن العاص

خالد بن سعد بن العاص بن اسد بن عبدالشّمس بن عبد المناف القریشی الاموی۔ کنیت ابوسعید۔اسلام میں حضرت ابوبکر سے مقدم ہیں۔

کہتے ہیں: انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جلتی آگ کے کنارے کھڑے ہیں۔ اوران کے باپ نے چاہا کہ ان کو آگ میں پھینک دے۔کہ اچانک حضرت رسالت پناہ ﷺ نے ان کا گریبان پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور فرمایا میری طرف آ،تا کہ آگ میں نہ گرے۔جب بیدار ہوا تو قسم کھائی کہ وہ خواب صحیح ہے۔چنانچہ حضور رسالت پناہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے، اوران کی طرف چل پڑے۔راستے میں ابوبکر صدیقؓ نے بھی ان سے یہ خواب سنا۔حضور کی خدمت میں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ابوالہشم مالک بن التیہان الانصاری

Marfat.com

آپ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ عقبٰی اول وثانیہ میں جملہ بزرگوں میں شامل تھے۔ تمام غزوات میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؑ کے ساتھی رہے۔ اور جنگ صفین میں بہت کام کر کے رخصت ہوئے۔

حکیم بن جبلۃ العبدی

نامی اصحاب میں سے ہیں۔ اپنی قوم کے مصلح اور مطاع ہیں۔ حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں سندھ آئے۔ آخر جنگِ جمل میں حضرت امیرؑ کی طرف سے اپنی قوم کے ستر افراد سمیت فدا ہوئے۔

خذیمہ بن ثابت الانصاری

آپ کا لقب ذوشہادتین ہے۔ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا۔ جنگِ صفین میں جب عمار یاسر نے شہادت پائی تو انہوں نے تلوار میان سے نکالی اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور خوب لڑے۔ تا آنکہ جامِ شہادت نوش کیا۔

سہل بن حنیف انصاری

تمام غزوات میں کفار کے ساتھ جہاد کیا۔ جنگ احد میں جب کچھ اصحاب منتشر ہوئے، تو یہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر رہے۔ اور دشمنوں پر پورے اہتمام سے تیر برساتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت امیرؑ کے منتظم ہوئے۔ اور صفین میں بہت کام انجام دیے۔ آخر کوفہ میں فوت ہوئے۔ اور حضرت امیرؑ نے ان پر چھ تکبیر یا بقول دیگر بیس تکبیر نماز پڑھی۔

ابی بن کعب الانصاری

عقبہ ثانیہ میں اسّی افراد کے ساتھ حاضر ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ کاتب وحی، قاری اور فقیہہ تھے۔ جب آیۂ کریمہ ''لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ

Marfat.com

كَفَرُوْا بِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ ''(۱:۹۸) نازل ہوئی تو حضرت جبریلؑ نے پیغمبر ﷺ سے کہا کہ پروردگار کا حکم ہے کہ یہ آیۂ کریمہ ابی ابنِ کعب کو سنائیں۔ حضور ﷺ نے ابی پر اس کا اظہار فرمایا۔ ابی نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ آیا املاء اعلیٰ اور عالمِ بالا میں میرا بھی ذکر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ابی بہت روئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ اکثر اس پر متفق ہیں کہ خلیفۂ ثانی کے دور میں فوت ہوئے۔

ابودجانہ انصاری

آپ برزگ صحابہ میں سے ہیں۔ جب غزوۂ اُحد میں صحابہ منتشر ہوئے اور حضرتِ امیرؑ ہجوم کے باعث قتال میں مشغول تھے، تو آنحضرت ﷺ تنہا رہ گئے۔ ابودجانہ سہل بن حنیف وعاصم اور طلحہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور جان نثاری کے لیے خود کو پیش کیا۔

ثقہ راوی سے مروی ہے کہ ابودجانہ انصاری حضرت صاحب الزمان کے انصار سے ہوں گے۔

بشیر بن سعد بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری

صاحبِ استیعاب کہتے ہیں: کہ وہ اصحابِ عقبیٰ سے ہیں۔ اپنے بھائی سماک بن سعد کے بعد غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے اور غزوۂ احد وغیرہ میں بھی شامل تھے۔

علامہ حلی نے اپنی کتاب خلاصہ میں انہیں طائفۂ مقبولین میں داخل کیا ہے۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ کی خلافت کے زمانے میں یمن میں خالد بن ولید کی امارت میں شہید ہوئے۔

حجر ابن عدی الکندی الکوفی

آپ فاضل صحابہ میں سے ہیں۔ کم سنی کے باوجود آپ کا شمار بزرگ صحابہ میں ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ جنگِ صفین میں لشکر کے امیر تھے۔ اور نہروان میں بھی امیر تھے۔

Marfat.com

علامہ حلی نے آپ کو ابدال لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ زیاد بن ابیہ کی بدگوئی اور معاویہ کے حکم پر اکاون ہجری میں شہید ہوئے۔

اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی

صاحبِ استیعاب کہتے ہیں: کہ ان کی والدہ کا نام ام ایمن برکۃ تھا۔ جو حضرت رسالت پناہ ﷺ کی کنیز تھی۔ حضور ﷺ کے وصال کے وقت یہ اٹھارہ یا انیس سال کے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد یہ وادی القریٰ میں ساکن ہوئے، اور آخر پھر مدینہ لوٹ آئے۔ معاویہ کے عہدِ اواخر میں فوت ہوئے۔

ابراہیم ابورافع یا ابن رافع

خلاصہ میں مذکور ہے: کہ یہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد حضرت امیرؑ کی خدمت میں آگئے۔ اصابہ میں تحریر ہے آپ کا پورا نام اسلم ابی رافع قبطی ہے۔ جو حضرت رسالت پناہ ﷺ کے غلام تھے۔ اور یہ اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ اور جملہ وہ لوگ جن کا نام اسلم ہے، وہ بخاری ہیں۔ شیخ نجاشی نے اپنی کتاب میں تردد کیا ہے کہ آپ کا نام اسلم تھا یا ابراہیم۔ کیوں کہ پہلے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا غلام جس کا نام ابورافع تھا وہ دراصل عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ہبہ کیا تھا۔ چونکہ جب عباس کو آنحضرت ﷺ نے اسلام کی بشارت دی، تو آپ نے اس خوشخبری میں اسے آزاد فرمایا۔ بعدازاں احمد بن محمد بن سعید حافظ سے یوں نقل کیا کہ اس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابی رافع کا نام ابراہیم ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان ہوئے اور مدینہ کو ہجرت کی۔ تمام غزوات میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ بعد میں حضرت امیرؑ کی قربت حاصل کی۔ اور آپ بیت المال کے خادم بنے۔ اور حضرت امیر کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آگئے۔ پچاسی سال کی عمر میں وفات

Marfat.com

پائی۔آپ کے بیٹے کا نام علی بن ابی رافع ہے۔

براء بن مالک بن النصر الانصاری

غزوۂ احد اور اس کے بعد بھی حضور کی خدمت رہے۔فضلائ زمانہ میں سے ایک ہیں۔دلیر اس قدر تھے کہ ایک سو دشمن سے تنہا لڑ سکتے تھے۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح شوشتر کے وقت شہید ہوئے۔آپ کا مزار وہاں پر زیارت گاہِ خلائق ہے۔

براء بن عازب الانصاری الحارثی الخزرجی

علامہ حلی نے انہیں مقبولین میں لکھا ہے۔حضرت امیرؑ کے ساتھ جنگِ جمل وصفین اور نہروان میں حاضر تھے۔حضرت امیرؑ کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔اور مصعب بن زبیر کے دور میں وہیں پر فوت ہوئے۔

براء بن معرور بن صخر السلمی الخزرجی

عقبۂ اولیٰ کے بزرگوں میں سے ایک ہیں۔اور بزرگ انصار ہیں۔بنی سلمہ فرماتے ہیں: کہ جس کسی نے سب سے پہلے رات میں بیعت کی وہ آپ ہیں۔سب سے پہلے کعبہ کی طرف آپ نے رخ کیا۔آپ وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے تیسرا حصہ راہِ خدا میں دینا۔حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے وفات پائی۔حضور ﷺ مدینہ تشریف آوری کے ایک ماہ بعد صحابہ کرام سمیت قبر پر گئے۔اور نماز ادا کی۔

عقبہ بن عمر بن ثعلبہ الانصاری

آپ ابو مسعود بدری کے نام سے معروف ہیں، کیوں کہ آپ نے بدر میں سکونت کی۔ لیکن غزوۂ بدر میں شامل ہونے پر اختلاف ہے۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ایک مرتبہ کوفہ میں حضرت امیر کے خلیفہ مقرر ہوئے۔

چالیسویں سال سے پہلے فوت ہو گئے۔بعض کہتے ہیں کوفہ میں بعض کہتے ہیں مدینہ

Marfat.com

میں فوت ہوئے۔

حارثہ بن سراقہ الانصاری

غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔آپ کی والدہ انس بن مالک کی پھوپھی تھیں۔

حارثہ بن النعمان بن نقیع الانصاری

تمام غزوات میں سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ کمال ثابت قدمی سے رہے۔دوبار حضرت جبریلؑ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دحیہ کلبی کی صورت میں دیکھا۔فاضل صحابہ میں سے ہیں۔معاویہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

حارثہ بن النعمان بن امیۃ الانصاری

کتاب خلاصہ میں آپ کو مقبول لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔غزوۂ بدر اور احد میں شامل تھے۔

حارثہ بن ہشام بن المغیرہ القریشی المخزومی

فاضل صحابہ اور بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔خلیفۂ ثانی کے زمانے میں جہاد کی غرض سے شام کی جانب چلے گئے۔اہلِ مکہ ان کے حسنِ سلوک کی وجہ سے انہیں دیکھتے تھے۔اور ان کے پیچھے باہر جا کے ان کی جدائی میں روتے تھے۔اور وہ انہیں تسلی دیتے اور فرماتے: کہ میرے اور آپ کے مابین یہ دوری صرف حق تعالیٰ کی طرف منتقل ہونے کے لیے ہے۔ملک شام کے قرب و جوار میں جہاد میں مشغول ہوئے، اور اٹھارہویں سال (۱۸ھ) میں وفات پائی۔مگر بعض کہتے ہیں کہ واقعۂ یرموک میں وصال فرمایا۔وہ سال ۱۰ھ تھا۔

اصابہ میں لکھا ہے ان کا بھائی ابوجہل اور چچا کا بیٹا خالد بن ولید اور سید بنی مخزوم تھا۔ صحابۂ کرام میں کوئی ان جیسا نہ تھا۔سوائے اس جماعت کے جو اسلام میں سبقت رکھتے تھے۔

Marfat.com

حارث بن غزیہ الانصاری

حضرت امیرؑ کے انصار واصحاب میں سے تھے۔

عرفۃ الازدی الانصاری

بعضوں نے عین مہملہ سے عرفہ اور بعضوں نے غین سے غرف لکھا ہے۔آپ اصحاب صفہ اور انصار سے تھے۔

مصعب بن عمیر

آپ مہاجرین میں سے ہیں۔اکثر اہلِ مدینہ نے آپ کے حسنِ ارشاد کے باعث اسلام قبول کیا۔مروی ہے کہ جنگِ احد کے وقت جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔جب آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔جب وہ بھی جدا ہو گیا تو آپ نے جھنڈے کو بازو کے زور سے سینے سے لگا لیا۔اور آخر دم تک آپ کی زبان پر یہ آیۂ کریمہ تھی۔وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (۳:۱۴۴)

ترجمہ:۔

ایک مشرک نے ضرب لگائی اور آپ گر پڑے، اور جان جان آفرین کے سپرد کی۔ کہتے ہیں: کہ آپ کے تجرد کا مقام اور مرتبہ یہ تھا کہ جب آپ شہید ہوئے تو بغیر ایک چادر کے کوئی دنیاوی مال ومتاع آپ کے پاس نہ تھا۔چادر بھی اتنی تھی کہ جس سے اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگا ہو جاتا۔

اسید بن الحضیر بن سماک الانصاری الاشہلی

مقبولانِ الٰہی میں ان کا شمار ہوتا ہے۔قرآن کو خوبصورت آواز سے بہت پڑھتے تھے۔حدیث میں ہے کہ ملائکہ آپ کا قرآن سنتے تھے۔بیس یا اکیس ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

ابی بن ثابت الانصاری

یہ حسان بن ثابت کے بھائی ہیں ۔ مقبولانِ الٰہی میں شمار ہوتے ہیں ۔ غزوۂ بدر اور عقبہ میں حاضر تھے ۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام غزوات میں شامل تھے ۔ تیسرے خلیفہ کے عہد میں مدینہ میں فوت ہوئے ۔

ارقم بن ابی ارقم المخزومی

سات یا دس افراد کے بعد یہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ۔ اوّل مہاجرین میں سے ہیں ۔ حضورِ اکرم ﷺ آغاز میں ایک مدت تک ان کے گھر میں چھپ کر اسلام کی دعوت دیتے تھے ۔ آپ کا گھر موضع صفا میں تھا ۔ وہاں پہ چالیس لوگوں نے اسلام قبول کیا ۔ ان میں سے آخری حضرت عمر بن الخطاب تھے ۔ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ تھی ۔

ثابت بن قیس بن شمس الخزرجی الانصاری

آپ کو قطب رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے دور میں شہید ہوئے ۔

ثابت بن ضحاک الخزرجی الانصاری

آنحضرت ﷺ نے جنگِ خندق کے موقع پر آپ کو اپنی ردیف میں سوار کرایا ۔ جب آپ ﷺ حمراء الاسود میں جا رہے تھے ۔ تو یہ آنحضرت ﷺ کی راہ کی دلیل تھے ۔ (پیچھے آنے والوں کے لیے) ۴۵ھ میں وفات پائی ۔

عبادہ بن صامت الانصاری

آپ ابوذر کے بھائی کے بیٹے تھے ۔ فلسطین کی زمین میں وفات پائی ۔ بعض کہتے ہیں کہ رملہ میں وفات پائی ۔

Marfat.com

حارث بن مالک الانصاری

سیدِ مختار ﷺ کے کبار صحابہ میں سے تھے۔ امام جعفرؑ سے منقول ہے: کہ جناب رسالت صلوات اللہ وسلامہٗ نے نماز فجر کے بعد مسجد میں ایک جوان کو دیکھا جس کا سر بے خوابی کی وجہ سے جھکا ہوا تھا۔ اس کا رنگ زرد اور وہ خود کمزور تھا۔ آپ نے فرمایا کس حال میں صبح کر دی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بہتر جانتے ہیں کہ حقیقتِ یقین مجھے غمگین رکھتی ہے۔ مجھے راتوں کو بیدار رکھتی ہے۔ اور میرا گرم دنوں میں روزہ ہے۔ میرا دل دنیا سے پھر گیا ہے۔ جو کچھ دنیا میں ہے میرے لیے مکروہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ عرش کو حساب کے لیے نصب کیا گیا ہے۔ اور سب مخلوق میدانِ حشر میں ہے۔ اہلِ بہشت، بہشت میں کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اور اہلِ جہنم، جہنم کے عذاب میں ہیں۔ حضور ﷺ نے اصحاب سے خطاب فرمایا کہ یہ وہ بندہ ہے جس کا دل خدا تبارک وتعالیٰ نے نورِ ایمان سے منور کیا ہے۔ اور حارث کو فرمایا کہ اپنے دل کی اس کیفیت پر ثابت قدم رہو۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے دولتِ شہادت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ کی دعا سے آپ جنگِ موتہ میں حضرت جعفر طیار کے ہمراہ نو آدمیوں کے بعد شہید ہوئے۔

عمرو بن ام مکتوم القریشی العامری

حضرت خدیجہ کے ماموں کے بیٹے تھے۔ اور اسلام میں سبقت لینے والوں میں سے تھے۔ چند مرتبہ آنحضرت ﷺ نے انہیں مدینہ میں خلیفہ بنایا۔ جنگِ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

ابوالطفیل عامر بن واثلہ اللیثی الکنانی

غزوۂ احد کے سال پیدا ہوئے۔ اور آٹھ سال کی عمر میں حضرت رسالت پناہ ﷺ کو شعوری طور پر دیکھا۔ وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تھا۔ حضرت امیرؓ کو بہت دوست رکھتے تھے۔ تمام جنگوں میں آپ کے ہمرکاب رہے اور ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

مالک بن حارث بن اشتر النخعی

ان کی وفات پر حضرت امیرؑ نے بہت افسوس کیا۔ فرمایا کہ وہ میرے لیے ایسے ہی تھے جیسا میں پیغمبر ﷺ کے لیے۔ جب حضرت امیرؑ کی جانب سے انہیں مصر کی امارت سونپی گئی تو کسی نے معاویہ کے کہنے پر شہد میں زہر ملا کر کھلا دیا۔ اور وہ فوت ہو گئے۔ آپ کا جنازہ مدینہ لایا گیا۔ آپ کی قبر وہاں معروف ہے۔

زید بن صوحان العبدی

کتاب خلاصہ میں آپ کو ابدال شمار کیا گیا ہے۔ آپ حضرت امیرؑ کے اصحاب تھے۔ اور جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔

صعصعہ بن صوحان العبدی

حضرت حیدرِ کرارؑ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسلمان ہوئے۔ لیکن بعض امور مانع تھے۔ جس کی وجہ سے صحبت نہ اٹھا سکے۔ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت امیرؑ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ آپ کے حقوق کو اتنا جانتا جتنا صعصعہ اور اس کے اصحاب کو معلوم تھا۔

ربیع بن خشیم الثوری الکوفی

آپ آٹھ تابعین زاہدوں میں سے تھے۔ جن میں ہرم بن حیان، اویس قرنی اور عامر بن عبد قیس تھے۔ آپ کا مزار مشہد مقدس کے نزدیک طوس کے رود خانہ پر ہے۔ اس علاقے کے ثقہ حضرات سے مروی ہے۔ کہ امام علی بن موسیٰ رضا ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

طرماح بن عدی بن حاتم

حضرت امیر علیہ السلام کے اصحاب کبار میں سے ہیں۔ فصاحت زبان کی وجہ سے

Marfat.com

مشہور ہیں ۔جو کچھ دربارِ رسالت آنحضرت ﷺ سے معاویہ کے لیے استخفاف عمل میں آیا وہ چھوٹوں بڑوں کی زبان پر ایسے ہی مشہور ہے۔جیسے سورج کی روشنی چاروں طرف ہو۔

سعید بن جبیر

علم وزہد وعبادت میں معروف اور خوارق وکرامت کے اظہار میں مشہور تھے۔یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: کہ حجاج کے حکم سے ۹۵ھ میں شہید ہوئے۔آپ کی شہادت کے بعد وہ ظالم چالیس روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ان ایّام میں جب بھی وہ سوتا خواب میں دیکھتا کہ سعید نے اس کا دامن پکڑا ہے۔اور کہتے ہیں اے دشمنِ خدا تو نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا۔آپ کی عمر ۴۹ سال تھی اور واسط میں آپ کی قبر مشہور ہے۔

میثم التمار الکوفی

حضرت امیرؑ کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں۔ابنِ زیاد نے آپ کو تختہ دار پر لٹکایا۔ان کو خود حضرت امیرؑ کی زبانی اس بات کی خبر تھی، اور وہ اس کے منتظر تھے۔اور اپنے عزیز و اقارب کو بتا چکے تھے، کہ ابنِ زیاد مجھے حریث کے گھر سولی پہ چڑھائے گا۔اور چوتھے روز میرے ناک سے خون بہے گا۔

کہتے ہیں: حریث کے گھر میں کھجور کا پودا تھا۔وہ جب وہاں سے گزرتا، کہتا: اے کھجور کے درخت تو میرے لیے نشو ونما پا رہا ہے۔اور میں تمہارے لیے نشو ونما پا رہا ہوں۔جب ان کو دار پہ لٹکایا گیا تو جب تک زندگی کی رمق موجود رہی لوگوں کو حدیث سناتے رہے۔

ابو حامد تمار سے روایت ہے: کہ جمعہ کے روز دریائے فرات میں مَیں میثم کے ساتھ کشتی پر بیٹھا تھا کہ اچانک تیز ہوا چلی۔میثم کشتی سے اتر آئے اور تھوڑا غور وفکر کرنے کے بعد اہلِ کشتی کو اس ہوا کی خصوصیات بیان کرنے لگے، اور فرمایا کہ کشتی کو باندھ دیں۔یہ ہوا بہت زیادہ تیز ہو جائے گی۔اس کی علامت یہ ہے کہ آج معاویہ مر گیا ہے۔آخر ان کی خبر سچی ثابت ہوئی۔

Marfat.com

حبیب بن مظاہر الانصاری

اکابر تابعین سے ہیں۔ روضۃ الشہداء میں لکھا ہے کہ حبیب مظاہر خوبصورت اور با کمال بوڑھے آدمی کربلا میں تھے۔ آپ کو تمام قرآنِ مجید حفظ تھا۔ ہر رات نمازِ عشاء تا فجر قرآن مجید ختم کرتے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت امیر کے ساتھ بھی بہت وقت گزارا۔ آخر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے اور جنت پائی۔

رشیدی الہجری

امیر المومنین علی علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نام رشید البلایا رکھا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ آپ حضرت امیرؑ کی محبت کے جرم میں دشوار ترین طریقے سے شہید کیے جائیں گے۔ اور ان کو یہ خبر تھی۔ دوسرا یہ کہ آنحضرت ﷺ نے آپ کو بلاؤں اور موت کا علم عطا فرمایا۔ آپ جس کو چاہتے بتا دیتے کہ تو فلاں دن، فلاں وقت، فلاں جگہ مرے گا۔ اور ایسا ہی ہوتا۔

کہتے ہیں: کہ ابنِ زیاد نے آپ سے کہا کہ کیا تیرے صاحب نے تجھے بتایا ہے کہ میں تجھے کس طریقے سے قتل کروں گا۔ فرمایا ہاں، تو مجھے کہے گا کہ اپنے آقا کو چھوڑ دوں مگر جب میں یہ بات قبول نہیں کروں گا، تو تُو میرے ہاتھ پاؤں کاٹے گا۔ ابنِ زیاد نے کہا اللہ کی قسم میں تیرے صاحب کو جھوٹا ثابت کروں گا۔ مگر جب اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر گھر سے باہر کیا تو اس کی بیٹی نے پوچھا کہ کیا یہ اعضاء کاٹنے سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ فرمایا کہ کبھی اس قدر لوگوں کا ہجوم کسی نے دیکھا ہے۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے دوات اور قلم طلب فرمائی اور انہیں آئندہ کے واقعات سنائے تا کہ وہ لکھ لیں۔

ابنِ زیاد کے بارے میں بتایا کہ اس کی عاقبت خراب ہو گی۔ اس نے سُن کے کہا کیا پہلی (سزا) بھول چکے ہو۔ اور غضب سے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ دو اور سولی پہ چڑھا دو۔

Marfat.com

ثابت بن البنانی

آپ قبیلہ بُنانہ سے منسوب ہیں۔آپ کی کنیت ابوفضالہ ہے۔بدر میں پیدا ہوئے اورامیر علیہ السلام کے معروف اصحاب میں سے ہیں۔جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔

جُعَدۃ الہمدانی

قبیلۂ ہمدان سے تھے۔آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد سبطین کی خدمت کی۔اور پھر علی زین العابدینؑ کی خدمت میں پہنچے۔

مقداد بن اسود

آپ کی زوجہ کا نام وصاعہ بنت الذبیر بن عبدالمطلب تھا۔حضرت علی بن ابی طالبؑ کے اجل شیعہ تھے۔قدیم الاسلام تھے۔تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا۔صحیح ترمذی میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان چار افراد ''علی، مقداد، سلیمان اورابوذر سے محبت کا حکم فرمایا ہے۔

اور جامع صغیر میں شیخ جلال الدین سیوطی شافعی نے لکھا ہے؛ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت ان چاروں کی مشتاق ہے۔علی، عمار، سلیمان، اورالمقداد۔

آپ کے مناقب بے حدوحساب ہیں۔آپ نے ۳۳ھ میں وفات پائی۔

قیس بن سعد بن عبادہ انصاری

حضرت ابوترابؑ کے بزرگ صحابی وغلام تھے۔حضرت امیرؑ کے بعد حضرت امام حسنؑ کے خاص احباب میں سے تھے۔منجملہ سادات طلس سے تھے۔جوکہ چارلوگ تھے۔

ا۔قیس بن سعد۲۔عبداللہ بن زبیر، ۳۔احنف بن قیس، ۴۔شریح قاضی۔

عُرفِ عرب میں طلس اسے کہتے ہیں۔جس کے چہرے پہ کوئی بال نہ ہو۔

کہتے ہیں: قیس اوراس کے باپ دادا دورِ جاہلیت میں اور عہدِ اسلام میں اپنی قوم

Marfat.com

کے بزرگ تھے۔آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔قیس حضرت رسالت مآب ﷺ کے نزدیک ایسا ہی تھا جیسے بادشاہوں کا داروغہ ہوتا ہے۔

حضرت امام حسنؑ کی صلح کے بعد کچھ عرصہ مدینہ میں تبلیغِ حق میں مشغول رہے، اور معاویہ کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

حسان بن ثابت انصاری

بزرگ انصار میں سے ہیں۔حضرت جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مداح ہیں۔آنحضرت ﷺ کو شبِ معراج عرش کے قریب سُرخ یاقوت کا بغیر دروازے کے ایک گھر نظر آیا۔جبریل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو جبریل نے عرض کیا کہ: یہ آپ کی امت کے شعراء کے لیے ایک خزینۂ معانی ہے۔جس کی چابی آپؐ کی امت کے شاعروں کی زبان میں ہے۔آپؐ نے فرمایا۔ان معانی میں سے کوئی ایک مجھے بتاؤ تا کہ تحفے کے طور پر دے جاؤں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اگلی صبح حسان بن ثابت آپؐ کی خدمت میں ایک قصیدہ آپ کی مدح میں لکھ کر لے آئے۔ جس کے پہلے شعر میں ہی وہ معنی درج تھا۔حضور ﷺ نے اس کو بہت احترام دیا، اور اپنے اصحاب کو بھی اطلاع دی۔

''واللہ کنز تحت العرش مفتاحہا السنۃ الشعراء''۔

ترجمہ:۔''اللہ کے عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے، جس کی چابیاں شعراء کی زبان میں ہیں''۔ چنانچہ یہ والی بات سچی ثابت ہوئی۔

ابوھریرہ

اصحابِ رسول میں سے یہ صاحبِ باطن تھے۔صحیح بخاری میں یہ حدیث مذکور ہے کہ ابوہریرہ نے فرمایا'' حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ وِعَایَانِ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَبَثَثْتُہٗ وَ اَمَّا الْآخَرُفَلَوْ فَبَثَثْتُہٗ قُطِعَ ھٰذَا الْبَلْعُوْمُ۔

Marfat.com

عصام یمنی مرادی

آپ حضرت اویس قرنی کے چچا تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں وہ قطبِ ابدال تھے۔ارباب مکاشفات کو یہ معلوم ہے۔آپ کے بعد احمد بن عطا نام کے ایک صاحب جو کہ مکہ اور مدینہ کے مابین رہتے تھے اس مرتبہ پر پہنچے۔

خیر التابعین سہیل یمنی اویس قرنی

اویس قرنی بن عامر مرادی کہتے ہیں: آپ امتِ محمد ﷺ میں امتِ موسیٰؑ کی طرح سرخ اور سیاہ کی مانند تھے۔ جیسے متقدمین میں زبان کے واسطہ کے بغیر ایک دوسرے کی حقیقت معلوم کر لیتے تھے۔ دینِ محمدی صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو بھی اس وصف پر ہوا سے اویسی کہتے ہیں۔

اس طریقہ کے ایک سلسلہ کا ذکر سلالۃ السادات صاحبِ کرامات، قدوۃ الواصلین عارفِ معارفِ یقین میر سعد اللہ سورتی نے اپنے رسالہ اجازت نامہ میں اس طرح لکھا ہے۔

کمال السرمد والخمول والعرلة عن الخلق والتوکل والتسلیم والجود والشفقة والخدمة والخلق باخلاقه صلی الله علیه و آلِهٖ وسلم ظاہراً و باطناً۔ان کا اکثر ذکر لا الٰہ الا انت اکفنی ہوتا ہے۔

”سند“

(ان کا شجرہ طریقت سند کے عنوان سے کتاب میں اس طرح لکھا ہے)

فیض الٰہی اشرف الموجودات، صاحبِ مقامِ محمود سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہوا۔ان سے امام علی ابنِ طالب کرم اللہ وجہ کو ملا۔ان سے قطب الاقطاب اویس بن عامر القرنی نے پایا۔ ان سے موسیٰ بن یزید، ان سے ابراہیم بن ادھم، ان سے شفیق بلخی، ان سے حاتم اصم، ان سے تراب نخشبی، ان سے حسین بازیار، ان سے ابی اسحاق گاذرونی، ان سے ابی عمر اصطخری، ان سے

Marfat.com

ابی محمد جعفر، ان سے ابی عبداللہ محمد بن الحسنیف، ان سے شیخ دانیال الہسنی، ان سے شمس الدین، ان سے رکن الدین، ان سے غوث الثقلین جلال الملۃ والحق حسنی، ان سے ان کے قدموں کی خاک سعد اللہ، ان سے مسعود اسفرائنی، ان سے قطب الاقطاب ولی امرنا سید عبدالشکور دائم الحضور اوران کے قدموں کی خاک سعداللہ نے فیض پایا۔

غوث المتاخرین سید محمد نور بخش رحمہ اللہ علیہ اپنی تصنیف شجرۂ اولیاء میں لکھتے ہیں: کہ اویس قرنی المجذوب قدس سرہ نے رسول اللہ ﷺ سے ولایت پائی۔

وَقَالَ اِنِّیْ لِاَحَدَ نَفُسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنْ ۔بعض راتوں میں کہتے: ھذا لیلۃ الرکوع اور پھر تمام رات حالتِ رکوع میں نالہ وزاری کرتے رات گزار دیتے۔اسی طرح کبھی کہتے ھٰذ الیلۃ السجود تو عشاء سے فجر تک سجدے میں رات گزار دیتے۔کسی نے پوچھا آپ کتنی طاقت رکھتے ہیں، کہ آپ تمام رات ایک سجدے یا ایک رکوع میں گزار دیتے ہیں۔آپ نے فرمایا کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی تو میں اسے ایک رکوع یا ایک سجدے میں بسر کر دیتا۔

کہتے ہیں: حضرت اویس قرنی کی والدہ بھی صاحبِ نفس تھیں۔ایک روز اویس نے اپنی ماں سے کہا کہ اگر اجازت دیں تو میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر آؤں۔اس نے کہا جاؤ، لیکن اگر پیغمبرِ خدا تبارک وتعالیٰ ﷺ گھر پہ نہ ہوئے تو توقف نہ کرنا، جلدی لوٹ آنا۔ اس شرط کے تحت آپ آئے مگر حضرت ﷺ گھر پہ موجود نہ تھے۔ اویس لوٹ گئے۔ آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر بعد گھر تشریف لائے تو گھر میں ایک نیا نور دیکھا آپؐ نے پوچھا کہ کون آیا تھا؟ اہلِ خانہ نے بتایا کہ اویس نامی شُتر سوار آیا تھا، اور چلا گیا۔آپؐ نے فرمایا یہ نور اس کا ہدیہ ہے، جودے کے چلا گیا۔

منقول ہے: کل قیامت کے دن ستّر فرشتے حضرت اویسؓ کے ہم شکل پیدا کیے جائیں گے، تا کہ وہ ان کے جلو میں بہشت میں جائیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے دنیا میں انہیں کسی

Marfat.com

نے نہیں پہچانا وہاں بھی نہ کوئی ان کے پیچھے جائے اور نہ کوئی پہچانے کہ یہ کون ہے۔ اور کہاں سے ہے۔

سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات علیہ وآلہٖ افضل الصلوات واکمل التحیات نے فرمایا ہے: کہ میری امت میں ایک مرد ہے جس کی دعا سے قبیلہ ربیعہ اور نضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں جتنے لوگوں کی شفاعت ہوگی۔

یاد رہے کہ قبائلِ عرب میں کسی کے پاس ان سے زیادہ بھیڑ بکریاں نہیں تھیں۔

کہتے ہیں: کہ جناب حضرت رسالت مآب ﷺ نے اپنے وصال کے وقت فرمایا: کہ یہ میرا مرقع اویس کو دینا اور ان سے میری امت کی شفاعت کے لیے دعا کروانا۔ کیوں کہ وہ حق تعالیٰ سے جو بھی مانگیں اللہ تعالیٰ انہیں عطا کرتا ہے۔

جب خلیفہ ثانی و مرتضیٰ علیہ السلام سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد کوفہ آگئے۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اہلِ نجد سے پوچھا کہ آپ میں کوئی قرن سے ہے؟ کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ آپؓ نے ان سے اویس کا پوچھا انہوں نے کہا اس نام کا کوئی اہم آدمی نہیں ہے۔ جو خلیفہ کے پوچھنے کے لائق ہو۔ مگر ایک شخص ہے جس کا نام اویس ہے مگر وہ تو دیوانہ ہے۔ ویرانوں میں رہتا ہے۔ آدمیت کے طور طریقوں سے خارج ہے۔ اہلِ زمانہ اسے اپنے جنس میں شمار نہیں کرتے۔ اس کے دیکھنے سے وحشت بڑھتی ہے۔ شُتر بانی کرتا ہے۔ اگر اسے روئی دیں تو وہ ماں کو کھلا دیتا ہے۔

فاروقِ اعظمؓ یہ باتیں سُن کر ایک صحابی کے ساتھ ان کے پاس گئے۔ اور ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ جب وہ نماز مکمل کر چکے تو یہ ان کے سامنے گئے۔ رسولِ کریم ﷺ نے ان کی جو نشانی ایک سفید نور کی بتائی تھی وہ نظر آئی۔ آپ نے ان کے ہاتھ کو بوسا دیا اور نبی کریم ﷺ کا سلام پہنچایا۔ اور وہ مرقع انہیں دیا۔ اور امت کی شفاعت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ چند قدم دور جا کر سجدے میں گر پڑے، اور عرض کی یا الٰہی میں یہ مرقع رسول اللہ ﷺ نہیں پہنوں گا جب تک

Marfat.com

تُو ساری امت کو نہ بخش دے۔ خطاب ہوا۔ تو پہن لے کچھ امت بخش دوں گا۔ آپ نے پھر دوبارہ یہی عرض کیا۔ اس دوران حضرت فاروقِ اعظمؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ مرقع پہن لیں۔ آپ نے سر اُٹھایا۔ اور فرمایا کہ نہیں پہنوں گا جب تک کہ ساری امت نہ بخشی جائے۔ اب تک قبیلہ ربیعہ اور نضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ فاروقِ اعظمؓ نے یہ شرف دیکھا تو پوچھا کہ یہ خلافت کون لے گا؟ فرمایا تُو رکھ دے جو چاہے لے لے۔ فاروقِ اعظمؓ نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے کیوں نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟ فاروقِ اعظمؓ نے کہا ہاں۔ حضرت اویس نے پوچھا کیا آپ نے سرکار ﷺ کی پیشانی دیکھی ہے؟ پھر حضرت اویس نے فرمایا جس دن حضور کا دانت مبارک شہید ہوا اس دن آپ وہاں تھے۔ فاروق بولے ہاں۔ فرمایا پھر آپ نے متابعت کیوں نہ کی اور اپنا منہ مبارک کھول کے دکھایا۔ ایک دانت بھی نہیں تھا۔ فرمانے لگے مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ کون سا دانت مبارک شہید ہوا ہے اس لیے سارے نکال دیے۔

فاروقِ اعظمؓ نے عرض کیا میرے لیے دعا کریں۔ فرمایا میں دعا کرتا ہوں ''اللھم اغفر للمومنین'' آپ مومن ہیں تو یہ دعا آپ تک پہنچ جائے گی وگرنہ نہیں۔

پھر حضرت فاروقِ اعظمؓ نے عرض کیا مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کو پہچانتے ہیں؟ کہا کہ ہاں فرمایا پھر کسی اور کو نہ پہچانو۔

پھر فاروقِ اعظمؓ نے عرض کی کچھ اور نصیحت کریں۔ فرمایا کیا خدا تبارک وتعالیٰ تمہیں جانتا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ بہتر ہے کہ تمہیں اور کوئی نہ جانے۔

حضرت فاروق نے کوئی چیز نذر کی۔ آپ نے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالا اور دو درہم نکالے اور فرمایا یہ شُتر بانی سے میرے پاس ہیں۔ اگر یہ کھانے کے بعد اور نہ ملے تو لے لوں گا۔ فرمایا کہ اتنی تکلیف اٹھائی ہے اور واپس کر دیے۔ فرمایا کہ قیامت نزدیک ہے اور میں فکر مند ہوں۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ بعدازاں ایک کنواں ظاہر ہوا جس میں وہ غائب ہوگئے۔ پھر کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔ مگر آخر عمر میں حضرت علیؑ کی رفاقت میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ بروز جمعہ ۳ رجب ۳۷ھ۔

شواہد النبوۃ میں ہے کہ آپ آخر عمر میں آذربائیجان ایک جنگ میں گئے اور وہیں رحلت فرمائی۔ دوستوں نے تجہیز و تکفین کی۔ آپ کے جامہ سے جو کفن برآمد ہوا وہ انسانی ہاتھوں سے بُنا ہوا نہیں تھا۔ چنانچہ اسے جتنا کھینچتے وہ درازتر ہو جاتا تھا۔ آپ کی قبر سفید پتھر سے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ گئے تو ان کی قبر خود بخود کھدی ہوئی تھی۔ العلم عند اللہ۔

سلمان فارسی

حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے غلاموں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے: سلمان میرے اہلِ بیت میں سے ہیں۔ آپ کا نسب منوچہر (ایران کے بادشاہ) سے ملتا ہے۔ آپ کا نام ماہیہ بن بدخشاں بن اذرخش ہے۔ یہ ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ عبداللہ نے روایت کی ہے: کہ سلمان نے مجھے بتایا کہ میں ایک دہقان کے پاس رہتا تھا جو آگ کی پوجا کرتا تھا۔ ایک دن اپنے باپ کی زمینوں کی طرف متوجہ ہوا جو ضائع ہو رہی تھیں۔ تو یہودیوں کی عبادت گاہ میں پہنچا۔ دیکھا کہ سب اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ مجھے ان کے طور طریقے اچھے لگے۔ میں ان کے مذہب میں شامل ہو گیا۔ جب میرے باپ کو پتہ چلا تو انہوں نے مجھے قید کر دیا۔ میں نے بہانہ بنا کے خود کو اس قید سے آزاد کیا اور اس کاروان میں شامل ہو گیا جو شام جا رہا تھا۔ وہاں میں نے کلیسا میں اس کے پادری (معلم) کے پاس قیام کیا۔ وہ فوت ہونے لگا تو اس نے مجھے موصل کے ایک راہب کا پتہ بتایا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی حالتِ نزاع میں تھا۔ اس نے مجھے عموریہ کے ایک راہب کے حوالے کیا جو طاعتِ حق میں مشغول تھا۔

ایک مدت اس کے پاس رہا۔ جب اس کا وقتِ رحلت قریب آیا تو اس نے پیغمبرِ آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی بشارت دی اور بتایا کہ ان کا ملکِ عرب میں ظہور ہو

Marfat.com

گا۔ تمہیں چاہیے کہ وہاں پہنچو۔ پس اس کے بعد ایک کاروان کے ہمراہ میں حجاز پہنچا۔ وادی القریٰ میں اہلِ کاروان نے مجھے ایک یہودی کے آگے فروخت کر دیا، اور اس نے مجھے اپنے چچا کے بیٹے کو فروخت کر دیا، اور میں اس کے ہمراہ مدینہ پہنچا۔

ان دنوں پیغمبر ﷺ کا ورود اس سرزمین میں ہو چکا تھا۔ محلّہ قبا میں نمازِ مغرب کے وقت میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور اپنی زبان سے کلمۂ توحید پڑھا اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا اس یہودی سے خود کو خرید لو (یعنی اپنی آزادی کی بات کرو)۔ میں نے اپنے مالک سے التماس کی، اس نے کہا تین سو پودے کھجوروں کے لگاؤ۔ جب وہ جوان ہو جائیں اور پھل دینے لگیں تو چالیس وُقیہ سونا ادا کرو۔ میں نے آ کے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے تین سو پودا کھجوروں کا صحابہ کرام سے لیا، اور اپنے دستِ مبارک سے لگایا، اور وہ تمام پودے اُسی سال پھل لے آئے۔ اسی اثناء میں مالِ غنیمت میں ایک انڈے کے برابر سونا آپ کی نذرِ انور میں آیا۔ حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا یہ سونا لے جاؤ اور وہ نخلستان اور یہ سونا اس یہودی کو دے کر خود کو رہا کرا لو۔ میں نے وہ سب کچھ یہودی کو دیا اور نجات پائی اور خواجۂ کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی روز امیرِ مومناں علیؑ سے فرمایا کہ میرا آزادنامہ تحریر فرمائیں۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر دو سو پچاس سال ہے۔ دوسری روایت میں تین سو پچاس سال۔

احسن الکبار سے مناقبِ مُرتضوی میں منقول ہے: کہ خلیفۂ ثانی کے زمانے میں ایک روز امیر المومنین علیؑ نے صحابہ کے سامنے فرمایا: اس رات خواب میں مجھے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سلمان مدائن میں فوت ہو گئے ہیں۔ اس کی تجہیز و تکفین کے لیے جلدی وہاں پہنچو۔ بعضوں نے مزاح کے طور پر کہا کہ ان کا کفن بیت المال سے لے لیں۔ آپ نے فرمایا سلمان اس سے مستغنی ہیں۔ آپ اسی وقت مدینہ سے روانہ ہوئے، ایک جماعت نے

Marfat.com

پیچھا کیا مگر آپ ان کی نظر سے غائب ہو گئے ۔آپ ان کی تجہیز و تکفین کر کے نمازِ ظہر تک پھر مدینہ پہنچ گئے ۔اور فرمایا کہ میں مسلمان کو قبر میں اتار کر آیا ہوں ۔اہل افکار نے تاریخ لکھ لی ۔کچھ عرصہ بعد خط آیا کہ فلاں دن مسلمانؓ فوت ہوئے ،اور ایک مرد غیب سے ظاہر ہوا، جس نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور قبر میں اتار کر غیب ہو گیا۔

شواھد النبوۃ میں یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کے خلافت کے اوائل کے زمانہ کا لکھا ہے۔ اور حبیب السیر میں حضرت امام شافعی کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے

عمار یاسر

عمار کے والد کا نام یاسر اور والدہ کا نام سمعیہ ہے۔ جو کفار کے شکنجہ میں شہید ہوئیں۔ امت کریم میں وہ پہلی شہید خاتون ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی ،اور دو یتیموں سے زمین خرید کر مسجد کی تعمیر میں مشغول ہوئے ،تو تمام اصحاب ایک ایک اینٹ اٹھا کر دیتے تھے۔ جبکہ حضرت عمار بن یاسر دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا، بخ بخ عمار[ولتقتلنک الفئة الباغیه]

جنگِ صفین کے ۲۳ ویں روز آپ امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف سے رزم میں آئے۔ ذوالکلاح کے بھائی کے بیٹے حارث نے حمیری کو قتل کیا اور حملے کیے۔ شامیوں میں سے کسی نے آپ کو زخمی کیا، آپ بے تاب ہو کر واپس لوٹے اور پانی طلب کیا۔ آپ کے غلام نے آپ کو دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ نے وہ دیکھتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا، اور دودھ پیا، اور کہا: کہ مجھے رسولِ صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا: کہ آخری چیز جو تجھے دنیا میں نصیب ہو گی وہ دودھ ہو گا ، اور تجھے باغی شہید کریں گے۔ اور تیرا قتل جبرائیل و میکائیل کے درمیان ہو گا۔ پس کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سال شہادت ۳۷ھ ہے۔

Marfat.com

ابی المقدام تشریح بن زید الحارئی

حضرت شاہ ولایتؑ سے فیض پانے والوں میں سے تھے۔۱۲۰ سال کی عمر میں ۶۶ھ کو فوت ہوئے۔

عبداللہ علمدار مکی

حضرت سیدِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے علمدار تھے۔حضرت علی علیہ السلام وحضرت ابوبکر صدیقؓ سے طریقت میں فیض پایا۔آسمانِ ولایت کے قطبِ مدار شاہ بدیع الدین کی نسبت آپ پر منتہی ہوتی ہے، کیونکہ نسبت طیفوریہ شامیہ حضرت شیخ طیفور شامی سے ملتی ہے، اوران کی یمین الدین شامی سے، اوران کی نسبت عبداللہ علمدارِ رسول کریم علیہ الصلوۃ التسلیم سے۔

آپ نے بہت طویل عمر پائی، اور عجیب بات یہ ہے: کہ قطب مدار بدیع الدین شاہ مدار اور میر سعداللہ سورتی جو بارھویں صدی کے پانچویں عشرے میں ہوئے ہیں کے درمیان دو واسطوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ایک شیخ محمود اسفرائینی اور دوسرے سید عبدالشکور دایم الحضور مرشدِ میر مذکور۔یہ بات رسالہ سیدالانبیاء سے نقل کی گئی ہے

بلال بن رباح حبشی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ مسجد نبوی علیہ الصلوات والسلام کے مؤذن تھے، اور زمرۂ ابدالان سے تھے۔کسی کافر کے غلام تھے۔جب اسلام قبول کیا تو کافر نے آپ کو سزا کے طور پر گرمیوں میں تپتی ریت پر لٹایا۔اور سینے پہ خاردار چیزیں رکھ کر اس کے اوپر ایک بڑا پتھر رکھ دیا۔کہ وہ اس سختی سے ہراساں ہو کر اپنا ایمان تبدیل کر دے۔مگر اس حالت میں آپ کے لبوں پر احد احد جاری رہا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ اس راستے سے گذرے احد احد کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔جب صورت حال سے آگاہ ہوئے تو بھاری قیمت ادا کر کے انہیں آزاد

Marfat.com

کرالیا۔آیۂ کریمہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی (۵:۹۲) خداتبارک وتعالیٰ نے اسی کے بارے میں نازل کی۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد شام جانے کا ارادہ کرلیا۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا یہیں رہو اوراذان دیا کرو، آپ نے کہا اگر مجھے اس لیے آزاد کیا تھا کہ دنیا میں مجھے سے فائدہ حاصل کرو،تو میں آپ کی خدمت کرتا ہوں، اوراگر مجھے خداتبارک وتعالیٰ کے لیے آزاد کرایا تھا تو مجھے خدا کے لیے رہا کردو۔حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کی بات سن کر رو پڑے اورانہیں شام جانے کی اجازت دے دی۔ وہاں انہوں نے کچھ عرصے بعد خواب دیکھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے بلالؓ ہمارے پڑوس سے باہر چلے گئے ہو اور ہم پہ جفا کی ہے۔صبح ہوتے ہی زیارت کے لیے چل پڑے اور مدینہ پہنچے وہاں چندروز پہلے حضرت فاطمۃ الزاہرا سلام اللہ علیہما رحلت فرما چکی تھیں۔بہت روئے اورعرض کیا اے جگر گوشۂ رسولِ خداتبارک وتعالیٰ ﷺ جلدی ہی اپنے والدِ گرامی سے جا ملے ہو۔اہل مدینہ نے التماس کی کہ اذان دو۔انہوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد میں اذان نہیں کہوں گا، جب ان سے بہت زیادہ تقاضا کیا گیا تو انہوں نے اذان کہی تو تمام لوگ بہت روئے یوں لگا جیسے آنحضرت ﷺ کا روزِ وصال ہے۔اور مدینہ دارالحزن بن گیا۔بعدازاں بلالؓ پھر مُلکِ شام چلے گئے۔اور ہر سال پیغمبر ﷺ کی زیارت کو آتے رہے۔ ۲۰ھ میں دمشق میں وفات پائی، اور بابِ صغیر میں دفن ہوئے۔

حذیفہ یمانی

آپ صاحب سرِّ رسول ﷺ ہیں۔یہ ان تین سو رجالِ ولایت میں سے ہیں جن کا ذکر فاتحہ کتاب میں گزر چکا ہے۔اس گروہ میں ہر نبی کے پیش ایک مخفی واسطہ ہوتا ہے۔اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کے پیش آپ ایک واسطہ تھے جو سلام پہنچاتے تھے اور شریعت کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مشہور ہے کہ صحابہ کرام راتوں کو آپ کے پاس جاتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کیا آنحضرت ﷺ سے کوئی نئی بات سنی یا کچھ ہمارے بارے میں سنا؟ آپ کے مرتبۂ ولایت کا

Marfat.com

اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ شاہِ ولایت کے ولائے خاص تھے۔

کہتے ہیں: کہ حضرت رسالت پناہی ﷺ کے وصال مبارک کے بعد انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور حضرت علی کی بیعت کے چالیس روز بعد مدائن میں وفات پائی۔ آپ نے مرض الموت میں اپنے بیٹوں صفوان اور سعید کو وصیت کی کہ حضرت امیرؓ کے ہاتھ پہ بیعت کرنا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق حضرت علیؓ سے بیعت کی۔ اور جنگِ صفین میں شہادت فرمائی۔

ابوسعید بن المسیب المخزومی

مدینہ کے سات فقہا میں سے ایک تھے۔ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، زین بن ثابت اور سعید بن ثابت اور سعد بن وقاص کے ہم صحبت تھے۔ حضرت امام زین العابدینؒ نے فرمایا کہ سعید بن المسیب: ''اعلم الناس لما تقد مه من الآ ثار واقصلهم فی بابه'' آپ نے چالیس حج کیے، پچاس سال تکبیر اولیٰ کے ساتھ صفِ اول میں نماز ادا کی تیس سال تک اذان سے پہلے مسجد میں آتے رہے۔ عبدالملک نے اپنے عہدِ حکومت میں ان سے بیٹی کا رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس نے آپ پر شدید سردی میں برفانی پانی ڈال کر کوڑے لگوائے، لیکن آپ پھر بھی نہ مانے۔ آخر کثیر بن مطلب جو طلبہ میں عالم اور فقیہہ تھا، اسے دو یا تین درھم میں نکاح پڑھا دیا۔

جریر بن عبداللہ البجلی

جس سال نبی کریم ﷺ نے وصال فرمایا اس سال یہ ایمان لائے۔ قال رضی اللہ عنہ ما حجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منذ اسلمت ولا رانی قط الا ضحک و تبسم فی وجہی۔ آپ بلند قامت اور باجمال تھے۔ آپ کا قد چھ ذراع۔ آپ کا وصال ۳۲ھ میں ہوا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے آپ کو اس امت کا

Marfat.com

یوسف قرار دیا ہے۔شیخ السلام احمد جامی کا نسب آپ سے ملتا ہے۔

امام ثانی ابو محمد حسن علیہ السلام

آپ امام دوم تھے اور بر قلب محمد ﷺ۔آپ کا لقب سید و مجتبیٰ الف تائی اسمِ شبر کا ترجمہ تھے۔آپ کی ولادت نصف ۳ھ میں ہوئی اپنے والدِ محترم کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک خلافت کے فرائض سرانجام دیے اور پھر استعفیٰ دے دیا اور حدیث: ''الخلافة بعدی ثلثون سنة'' کو تصدیق بخشی آپ کی رحلت سات صفر المظفر ۵۰ھ/۶۷۱ء کو ہوئی۔آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے

سلاسل گزیدہ سلسلہ محمدیہ علیہ اور سلسلہ شاذلیہ، حضرت علی کے بعد ان سے ملتا ہے۔ سلسلہ محمدیہ کی ترتیب یکے بعد دیگرے امام قائم سے قطب الکل سید ابراھیم سے ملتا ہے ان سے سید اسماعیل اور ان سے سید مسعود اسفرائنی اور ان سے سید عبدالشکور دائم الحضور تک آجاتا ہے میر سعداللہ صورتی نے یہ شجرہ اپنی سند میں یوں لکھا ہے۔

سلسلہ شاذلیہ

از امامِ دوم بشیخ ابی محمد جابر پس بشیخ سعید الغزوانی پس بشیخ فتح السعودی پس ابی القاسم المروانی پس ابی اسحاق ابراہیم پس شیخ محمود القطب زین العابدین محمود القزوینی پس شیخ محمد شمس الدین پس شیخ تاج الدین پس شیخ ابوالحسن پس صوفی الفقیر پس شریف المدنی پس شریف عبدالسلام بن مشیش پس قطب زماں ابی الحسن علی بن محمد الشاذلی الشریف الحسینی۔

امام سوم ابو عبداللہ حسین

آپ بر قلبِ اسماعیلؑ تھے۔شبیر کے نام سے موسوم ہوئے۔آپ کا لقب سید و شہید ہے آپ ۶۱ھ میں کربلا معلیٰ میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

عمر بن علی علیہ السلام

Marfat.com

جب حضرت امام حسینؑ کربلا میں شہید ہوئے تو یہ مدینہ میں تھے پھر مکہ چلا گئے پھر وہاں سے کوفہ چلے آئے۔اس دوران وہاں یہ مصعب بن زبیر سے مختار ثقفی کی جنگ جاری تھی اور یہ بھی اس میں شہید ہوئے۔

آپ نے ایک بیٹا محمد نام کا یادگار چھوڑا۔جس کے ہاں چار بیٹے ہوئے ان میں سے عبداللہ کے تین بیٹے پیدا ہوئے اس محمد سے دو بیٹے باقی بچے۔ان کی اولاد میں سے جعفر المؤید من السماء لقب پانے والے ملتان میں مقیم ہوئے اور ان کے پچاس بیٹے ہوئے ان میں سے المجید نے اوچ میں حکومت کی اور عبداللہ ایالتِ سند میں پہنچے۔

محمد حنیفہ

حضرت حسنین کریمین علیہم السلام کے بعد حضرت علی کے بیٹوں میں سے سب بڑے ہیں آپ کا لقب سید التابعین ہے کنیت ابوالقاسم ہے۔واقعہ کربلا میں موجود نہیں تھے۔جب امام زین العابدین شام سے واپس آئے اور امام حسینؑ کی وصایت کا دعویٰ فرمایا تو آپ نے حجر الاسود کی حکمیت میں امام رابع امام زین العابدین کی بیعت کی۔اور آپ کی ارادت میں باقی عمر گزاری۔یکم محرم ۸۱ھ کو آپ نے مدینہ میں وفات پائی کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ طائف میں فوت ہوئے۔

جو لوگ آپ کی امامت کے قائل ہیں ان کو اعتقاد ہے کہ وہ مہدی معود ہیں اور زندہ ہیں اور کوہِ رضوی میں مقیم ہیں۔آخری زمانے میں ظہور کریں گے ان میں سے کچھ لوگ جو ہاشمیہ کے نام سے مشہور ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ کی امامت آپ کے بیٹے ابو ہاشم کو ملی ان کا چونکہ حقیقی بیٹا نہ تھا آپ نے اپنی وصایت میں محمد بن عباس کو دی۔ان سے ان کے بیٹے ابراھیم بن محمد کو ملی۔اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ محمد بن الملقب بہ سفاح کو ملی جو خلفائے بن عباس سے ہیں۔

Marfat.com

عباس بن علی

ان کا لقب سقاء تھا یہ واقعہ کربلا میں شہید ہوئے آخر عمر تک امام زین العابدین کی خدمت میں رہے اپنے خاندان میں سے حسن بن عبداللہ نامی ایک شخص کو اپنی مسند پہ بٹھایا جس کی اولاد سے علی المرج مشہور ہوئے۔

عون علی علیہ السلام

بحرالانساب میں مذکور ہے: کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے دورِ حکومت میں ان کو حلب کا حاکم مقرر کیا انہوں نے اس علاقے کے سلطان کے ہاں شادی کی جس سے ان کے دو بیٹے عمر اور عثمان پیدا ہوئے آپ واقعہ کربلا میں امام شہید علیہ السلام کے ہمراہ شہید ہوئے۔

عمر

المعروف بہ امیر عمر ولد عون ۹۰ھ میں حلب میں فوت ہوئے۔

امام رابع زین العابدین علیہ السلام

آپ کا لقب سجاد اور زین العابدین تھا اور نام علی اوسط آپ کی اولاد نصف جمادی الآخر ۳۷ھ میں ہوئی آپ حضرت یحییٰ نبی علیہ السلام کے قلب پر تھے آپ کی کنیت ابو القاسم، ابومحمد اور ابوالحسین تھی آپ کا وصال ۱۸ محرم ۹۴ھ کو ہوا جنت البقیع میں اپنے چچا کی قبر کے ساتھ مدفن ہیں۔

ابوالخالد الکابلی

آپ کا کنکریا دردان تھا۔ آپ پہلے کسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ محمد حنیفہ کے مرید تھے آخر میں حضرت امیر زادہ امام زین العابدین کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا اور ان کے حکم سے اپنے وطن واپس لوٹ گئے۔

Marfat.com

حسن سعید

امام ہمام سجاد علیہ السلام کے موالیان رشید سے تھے۔

حسن بن امام حسن علیہ السلام

حسن المثنیٰ لقب تھا اپنے دور کی بزرگ شخصیت ہیں واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔وہاں وہ مجروح ہوئے ۔آپ کے ماموں اسماء بن خارجہ جنگ کے میدان سے باہر لے آئے کچھ عرصہ ان کے گھر رہے۔پھر امام زین العابدین کی خدمت میں آگئے اور آخر وقت تک ان کے ساتھ رہے۔

بعض علما کہتے ہیں: کہ یہ واقعہ کربلا میں حاضر تھے اور چند گھڑ سواروں اور دلیروں میں سے تھے زبردست لڑائی لڑی آپ کو اٹھاسی زخم ہوئے۔کوفے کے قبیلہ بنی فرازہ کے سردار اسماء بن خارجہ آپ کو جنگ سے باہر لے آئے اور تین مہینے ان کے گھر میں مقیم رہے۔آپ کے چند بیٹے تھے جن میں سے ابوعلی حسن الملقب بہ حسن المثلث اور ابوعبیداللہ محض معروف ہیں۔

ابوخادم

آپ بزرگ تابعین میں سے ہیں۔بہت سے صحابہ کرام کو آپ نے دیکھا۔آپ کی باتوں کو مشکلات کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔

فرمایا: دنیا کے لیے تھوڑا مشغول ہونا چاہیے اور زیادہ آخرت کی بھلائی کے لیے۔

فرمایا: جس دور میں کوئی فعل سے زیادہ قول پر اور عمل سے زیادہ علم پر خوش ہو گیا پس وہ بدترین لوگوں میں اور بدترین عہد میں ہے۔

کمیل بن زیاد النخعی

کامل مواحدین میں سے تھے امیر المومنین کے رازدار تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اسرارِ الٰہی باطن میں جوش مارتے وہ آپ پر ظاہر فرماتے جب آپ کی عمر نوے سال ہوئی تو آپ

Marfat.com

کو حجاج بن یوسف نے ۸۳ھ میں شہید کرادیا۔

آپ نے خرقہ خلافت حضرت علی علیہ السلام سے پایا۔

آپ سے کسی نے سوال کیا حقیقت کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: تمہیں حقیقت سے کیا واسطہ تمام اقوال کو علیحدہ علیحدہ لکھنا ہے۔ پہلا ساتھی راز ہے آپ نے فرمایا: اس میں سے میری طرف بھی کچھ منتقل ہوا ہے۔

فرمایا: سوال کرنے سے اجتناب کرو۔

فرمایا: حقیقت وہ کشف ہے جو بغیر اشارے کے انوارِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

کہا کہ اور بیان فرماؤ۔

فرمایا: ''محو الموھوم مع صحو المعلوم'' جانتے ہوئے بھی انجان ہو۔

پھر عرض کیا اور بیان کرو۔

فرمایا: نور۔ پھر عرض کیا اور بیان کرو۔ فرمایا: راز کو راز رہنے دو۔ پھر عرض کیا کہ اور بیان کرو فرمایا: صبح ازل کا نور ظاہر ہوا تو توحید کے سارے آثار چمک اٹھے۔

پھر عرض کیا گیا اور فرماؤ، فرمایا: جب سورج نکل آیا تو صبح روشن ہوگئی۔

شیخ فاضل عبدالرزاق کاشنی نے شرح دین بیان کی ہے۔

ابی سعید الحسن بن یسار بصری قدس سرہ (معروف بہ حسن بصری) آپ کی والدہ حضرت امِ سلمیٰؓ کی کنیز تھی۔ بچپن میں انہوں نے پیغمبر ﷺ کے کوزہ سے پانی پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس نے جتنا پانی پیا ہے اتنا ہی میرا علم اس میں سرایت کرے گا۔ امِ سلمیٰ ہمیشہ دعا کرتی کہ الٰہی اسے امام اور مقتدائے خلق بنا۔

ایک سو تیس صحابہ کو دیکھا جن میں سے ستر بدری تھے۔ خرقہ ءخلافت حضرت علی علیہ السلام سے پایا۔

جب کبھی دعا کرتے تو حبیب عجمی ان کا دامن پکڑ لیتے کہ میں اس کا قبول ہونا دیکھ رہا

Marfat.com

ہوں۔

فرمایا: بھیڑ انسانوں سے زیادہ ہوش مند ہے کہ جب اس کا چرانے والا گڈریا اسے آواز دے تو وہ فوراً واپس لوٹ آتی ہے جب کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ آوز دیتا ہے تو وہ اس کی طرف نہیں لوٹتے۔فرزندِ آدم اتنا مسکین ہے کہ وہ ایسی دنیا میں خوش ہے۔جہاں پہ حلال کا حساب دینا پڑتا ہے اور حرام پہ عذاب ہے۔

کہتے ہیں: ایک بار ایسی جماعت کے پاس سے گزرے کہ وہ لوگ ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا: کہ عجیب لوگ ہیں کہ اپنے کام کی حقیقت سے واقف نہیں اور ہنستے ہیں۔

فرمایا: جو کچھ آدمی اپنے ماں باپ پہ خرچ کرتا ہے اس کا حساب ہوگا مگر وہ طعام جو کسی مہمان کے آگے رکھتے ہیں اس کا حساب نہیں۔آپ کا وصال ۱۱۱ھ/۷۲۹ء میں ہوا۔

بستین الطالبین میں حضرت حسن بصری سے منقول ہے: کہ کتے میں دس اوصاف ایسے ہیں جو اگر مومن میں ہوں تو کتنا اچھا ہو۔

۱:۔بھوک کا اظہار نہیں کرتا یہ صالحین کا ادب ہے۔

۲:۔کتے کا مکان معین نہیں ہے یہ ادب متوکلین کا ہے۔

۳:۔زیادہ سوتا نہیں ہے یہ مقام طیبین کا ہے۔

۴:۔جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا یہ ادب زاہدوں کا ہے۔

۵:۔اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا اگر چہ وہ اس کو مارے یہ مقام صادقین کا ہے۔

۶:۔تنگ جگہ پر قناعت کر لیتا ہے یہ خصلت متواضعین کی ہے۔

۷:۔جو جگہ چھوڑ دے دوبارہ وہاں رجوع نہیں کرتا یہ مقام اہل رضا کا ہے۔

۸:۔اسے جتنا بھی ڈانٹیں جب دوبارہ پکاریں تو وہ پھر آجاتا ہے اور کوئی ناراضگی آزردگی نہیں دکھاتا یہ مقام شاکرین کا ہے۔

۹:۔اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا یہ ادب خاشعین کا ہے۔

Marfat.com

۱۰:۔اپنے مالک کو ہزار لوگوں میں شب کی تاریکی میں بھی پہچان لیتا ہے اور اس کے پاؤں چومتا ہے یہ ادب عارفوں کا ہے۔

ایک بزرگ نے ایک کتے سے پوچھا کہ تو ساری رات جاگتا ہے اور بھونکتا ہے مگر سحر کے وقت سو جاتا ہے جو عین بیداری کا وقت ہے۔کتے نے جواب دیا کہ میرا جاگنا اور بھونکنا خواب غفلت میں سونے والوں کے لیے ہے جو شاید میری آواز سے بیدار ہو جائیں اور اللہ کو یاد کریں اور صبح کے وقت اس لیے سو جاتا ہوں تا کہ عبادت میں مصروف سحر خیز میری آواز سے بے حضور نہ ہوں۔

بیت

ہیچ نہ دانی کہ سگ را شور غوغای چراست
منع می ساز کہ جز حق بر درِ دیگر مرا

ترجمہ:۔کوئی نہیں جانتا کہ کتا کیوں شوروغوغا کرتا ہے۔وہ منع کرتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے در پر نہ جاؤ۔

ابوبکر محمد بن سیرین نصرانی

آپ تعبیر بتانے والے معتبرین کے امام اور تاجروں کے پیشوا تھے زہد وتقوی میں کامل اور کراماتِ عالیہ کے حامل تھے۔اٹھارہ اصحابِ بدر اور بارہ دلگیر اصحاب کو انہوں نے دیکھا آپ کے تیس بیٹے تھے۔

خواب کی تعبیر اور عجیب حکایات بافراست اور عمدہ کرامات ان سے منقول ہیں:

ایک دفعہ صلحا میں سے کسی نے انہیں کہا کہ میں نے مسجد کے مینار پہ ایک سفید کبوتر کو بیٹھے دیکھا ہے کہ اچانک ایک باز آیا ہے اور اس نے کبوتر کو دبوچ لیا ہے۔آپ نے کہا کہ حجاج حضرت جعفر طیار کی بیٹی سے نکاح کرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ایک ایسی صراحی سے پانی پی رہا ہوں جس کے دو سوراخ ہیں ایک میں سے

Marfat.com

میٹھا پانی اور دوسرے میں سے کڑوا پانی نکل رہا ہے۔آپ نے کہا خدا کا خوف کھا اپنی بہن کو چاہتا ہے۔ایک دفعہ ایک شخص نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ روغنِ زیتون کو زمین پر گرا رہا ہوں۔آپ نے فرمایا تم نے جو لونڈی رکھی ہوئی ہے وہ تمہاری ماں ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے کہا میں نے دیکھا ہے ایک بلی نے اپنا سر میرے شوہر کے پیٹ میں ڈال کر اس کے پیٹ کا خون پیا ہے۔آپ نے تعبیر کی کہ اس رات تمہارے شوہر کی دوکان میں ایک چور داخل ہوگا اور تین سے سولہ درہم ایک گھوڑے کی قیمت برابر چرا کر لے جائے گا۔

ایک عورت آپ کے پاس آئی اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسماں سے چاند تاروں سمیت اتر آیا ہے اور ندا کر رہا ہے کہ نکل جاؤ یہ سن کر ابنِ سیرین کا رنگ متغیر ہو گیا۔اس کی بہن نے پوچھا کیا ہوا ہے فرمایا میرا گمان ہے کہ میں سات روز تک فوت ہو جاؤں گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔

حفصہ بنت سیرین

یہ محمد بن سیرین کی بہن تھی جو زہد و تقویٰ میں بھائی کے برابر تھی۔صاحبِ آیات و کرامات عالی تھی۔

جابر بن عبداللہ بن حرام الانصاری

قبیلہ خزرج کے ان اچھے لوگوں میں سے ایک تھے جو مدینہ منورہ سے آئے، اور عقبی کے مقام پر جناب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور ایمان لائے۔جملہ کبار صحابہ میں سے تھے۔بقول امام جعفر صادقؑ آپ حضور اور آئمہ کرام کی پیروی میں کامل تھے۔چنانچہ امام محمد باقر کی تائید میں انہوں نے تمام زندگی گزاری۔

شیخ عمر کشی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جابر سیاہ عمامہ سر پر باندھے مدینہ کی مسجد

Marfat.com

مین دینی مسائل بیان کرنے کے لیے تشریف فرما تھے۔اس دوران انہوں نے اچانک بلند آواز سے کہا "یا باقر العلم"۔ مدینہ کے لوگوں نے آپ کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو کہا کہ یہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔اور دیوانگی کی باتیں کرنے لگے ہیں۔آپ نے یہ بات سنی تو فرمایا اللہ کی قسم میں دیوانگی کی باتیں نہیں کر رہا۔ پیغمبر علیہ السلام نے مجھے فرمایا تھا کہ میرے اہلِ بیت میں سے عنقریب تو ایک ایسے شخص کو دیکھے گا جس کا نام میرے نام پر ہو گا۔اس کی عادات و خصائل میرے جیسے ہوں گے اور قاریوں کی طرح علم کی قرأت کرے گا۔

ایک قول کے مطابق آپ کا سال وصال ۹۹ھ ہے۔

عمر بن عبدالعزیز بن مروان

آپ جب خلافت کی مسند پہ بیٹھے تو "المعصوم باللہ" لقب پایا۔ان کا نظریہ مروان جیسا نہیں تھا۔

کہتے ہیں: کہ آپ کے عہد میں قحط پڑا اور اعراب اکٹھے ہو کر ان کے پاس آئے اور کہا کہ بیت المال میں کافی مال موجود ہے۔ جو خدا کی ملکیت ہے۔اور اسے حاجت نہیں ہے۔ وہ ہم بندوں کو دیں اور خدا سے جزا پائیں۔آپ نے ایسا ہی کیا اور بہت روئے اور پھر کہا کہ خدا کے حضور بارش کی دعا کرو۔ان سب نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی کہ یا الٰہی ان سے وہی سلوک کر جو انہوں نے ہم سے کیا ہے۔اسی وقت بادل نمودار ہوئے اور سخت برش شروع ہو گئی۔ اسی بارش میں ژالہ باری بھی ہوئی۔اچانک ایک برف کا ٹکڑا عمر بن عبدالعزیز کے گھر میں گرا اور دو ٹکڑے ہو گیا۔اور اس میں سے ایک کاغذ کا ٹکڑا باہر آ گیا جس پر لکھا تھا۔ هذا برات من الله العزيز الجبار الى عمر بن عبدالعزيز من النار۔

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ غالب اور جبار کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے لیے دوزخ سے نجات کی سند۔

آپ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال نہ ہوتی ہم میں اتنی طاقت نہ تھی کہ ہم

Marfat.com

اپنے لب بھی ہلا سکیں۔ اس کے نام سے بڑا کوئی نہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو بظاہر شیطان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور باطن میں اس کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ کہتے ہیں آپ کے باپ عبدالعزیز بن مروان مصر کے گورنر تھے جو ۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام ام عاصم بنت عمر بن الخطاب ہے۔

مگر آپ نے ارادہ کیا کہ میں رسولِ کریم ﷺ کے اہلِ بیت میں سے کسی کو ولی عہد بناؤں گا۔ بنو امیہ نے یہ سنا تو اسی رات آپ کی ایک کنیز کے ہاتھوں آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت ماہ رجب ۱۰۱ھ میں ہوئی۔

آپ کی خلافت دو سال پانچ ماہ رہی۔ آپ کے بیٹے کا نام عبدالعزیز تھا۔ جن کا شمار اعلیٰ محدثین میں ہوتا ہے۔ ان کی وفات ۱۴۷ھ میں ہوئی۔

روض الریاحین میں مذکور ہے۔

ترجمہ:۔ بعض صالحین میں سے کسی نے بیان کیا ہے کہ میرا ایک بیٹا شہید ہو گیا میں نے اسے اس رات خواب میں دیکھا جس رات عمر بن عبدالعزیز شہید ہوئے۔ میں نے بیٹے سے کہا تُو تو مر نہیں گیا تھا۔ اس نے کہا میں تو شہید ہوا ہوں۔ اور زندہ ہوں اور اللہ کی طرف سے مجھے رزق مل رہا ہے۔ میں نے پوچھا تمہیں یہاں کون لایا۔ اس نے بتایا کہ آج آسمان سے آواز آئی کہ کوئی بھی باقی نہ رہے۔ سب نبی، صدیق، شہید جا کر عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ کی نماز پڑھے۔ میں بھی اس میں شامل ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کے آپ کو سلام کرنے چلا آیا۔

ابی عاصم بصری

عبدالواحد بن زید نے ابی عاصم سے پوچھا کہ جب حجاج نے آپ کو طلب کیا تو آپ سے کیا معاملہ ہوا۔ آپ نے بتایا جب مجھے حجاج نے طلب کیا تو میں اپنے گھر میں موجود تھا۔ صبح کی روشنی نمودار ہو رہی تھی۔ کہ کچھ لوگ میرے گھر میں داخل ہو گئے۔ اور مجھے قابو کر کے اپنے

Marfat.com

سناتھ مکہ کے جبلِ قبیس پر لے گئے۔

عبدالواحد نے پوچھا کہ آپ کو خوراک کہاں سے حاصل ہوتی تھی۔ صبح کے وقت سامنے والے گھر سے ایک بوڑھی عورت آ کے کھانا دے جاتی تھی۔ اور میں وہی کھاتا تھا۔

عبدالواحد نے کہا کہ اے ابا عاصم یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی چل رہی ہے۔

سعید بن ابی عروبتہ

کامل یقین والے اہلِ دین بزرگ ہیں۔ جو حجاج بن یوسف ثقفی کے عہد میں ہوئے۔

کہتے ہیں: حجاج مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔ اپنے دربان سے کہا کہ جاؤ کسی کو لاؤ جو میرے ساتھ دوپہر کا کھانا کھائے۔ اچانک پہاڑ سے ایک اعرابی آیا۔ حجاج نے کہا ادھر آؤ ہاتھ دھو کے اعرابی نے کہا میں اس بہتر دعوت پر ہوں اور اسے ہی دوست رکھتا ہوں۔ حجاج نے پوچھا وہ کون ہے؟ اعرابی بولا خدا تبارک و تعالیٰ نے مجھے روزے کی دعوت دی ہے۔ اور میں روزے سے ہوں۔ حجاج نے کہا اتنی شدید گرمی میں۔ اعرابی نے جواب دیا۔ میں اس سے شدید ترین دنوں میں روزے گزار چکا ہوں۔ حجاج نے کہا چلو آج افطار کر لو۔ کل روزہ رکھ لینا۔ اعرابی نے جواب دیا اگر تو کل تک میری زندگی کی بقا کی ضمانت دیتا ہے۔ تو میں ایسا کر لیتا ہوں۔ حجاج نے کہا یہ میں نہیں کر سکتا لیکن طعام پاکیزہ ہے۔ اس نے جواب دیا طعام اور برتن کے پاکیزہ ہونے سے عاقبت بہتر ہے۔ (شاید وہ اعرابی آپ تھے)۔

محمد بن ابی بکر بن قحافہ التیمی القریشی

آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ جو حضرت جعفر طیار کی زوجہ تھی۔ جب حضرت جعفر طیار شہید ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر نے ان سے نکاح کر لیا۔ جب حضرت ابوبکر فوت ہوئے خود حضرت علی علیہ السلام نے اسماء سے نکاح کر لیا۔ چنانچہ محمد بن ابوبکر کی تربیت اور پرورش حضرت امیر علیہ السلام نے کی۔ حضرت امیرؑ نے انہیں مصر کی حکومت عطا کی۔ آپ کو معاویہ کے

Marfat.com

لشکر نے شہید کیا۔

حضرت امیرؓ بہت روئے اور فرمایا یہ اللہ کا صالح بندہ تھا اور ہمارا صالح بیٹا تھا۔

قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ

آپ حضرت امام زین العابدین کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اور ساداتِ تابعین میں سے تھے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے ایک تھے۔ یحیٰ بن سعید کا قول ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جسے قاسم پر فضیلت ہو۔

مالک بن انسؓ کا قول ہے کہ قاسم امت کے فقہا میں ایک فقیہہ ہیں اور سالم بن عبداللہ پر فوقیت رکھتے ہیں۔

آپ امام زین العابدین کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ نے ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۲ سال تھی۔

امام محمد باقر آپ کے داماد ہیں اور امام جعفر صادق آپ کے نواسے ہیں۔

اصبغ بن نباتہ الحنظلی المجاشعی الکوفی

آپ حضرت امیر علیہ السلام کے خاص اصحاب اور مددگاروں میں سے ہیں۔ شرط الخمیس کی جماعت میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

اصبغ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت امیرؓ اور تیرے درمیان کیا معاہدہ طے ہوا ہے۔ کہا کہ میں نے ان سے طے کیا ہے کہ آپ کے ساتھ راہِ حق میں جہاد کرتا ہوا یا تو شہید ہو جاؤں گا یا فتح پاؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کے جہاد کی پاداش میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہیں بہشت میں پہنچایا جائے گا۔

خمیس اس لشکر کو کہتے ہیں جس میں پانچ گروہ ہوتے ہیں:

۱: مقدمہ، ۲: نساق، ۳: قلب، ۴: میمنہ، ۵: میسرہ

Marfat.com

حضرت قنبر

حضرت شبیر وشبر کے دروازے کے خاص غلام۔ جب آپ کو حجاج لعین کے پاس لایا گیا تو اس نے پوچھا کہ کیا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت پر تم معمور تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں انہیں وضو کرواتا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ وہ وضو کے بعد کیا پڑھتے تھے۔ قنبر نے جواب دیا یہ آیۂ کریمہ پڑھتے تھے۔

''فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ ترجمہ:۔

حجاج نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ وہ یہ آیت میرے حق میں تاویل کرتے تھے۔ اور مجھے ان ظالموں میں سے سمجھتے تھے۔ قنبر نے جواب دیا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ اگر تیری گردن اڑا دوں تو کیسا ہو؟ آپ نے جواب دیا تو اشقیاء میں سے ہو جائے گا۔ اور میں ان کے گروہ میں۔ پس اس نے آپ کو شہید کر دیا۔

Marfat.com

دوسرا معیار

دوسری صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

گذشتہ معیارِ اول میں چار پیرِ طریقت اور چودہ خانوادوں کا ذکر ہو چکا ہے۔اب دوسری صدی کے ان بزرگوں اور ان صاحبانِ طریقت کا ذکر ہے، جو اعمال و اذکار میں خاص مقام رکھتے تھے۔اور ظاہری و باطنی حسن سے مالا مال تھے۔ان کے احوال، مقام، عہد اور ایام کا ذکر اس میں کیا جائے گا۔تا کہ مطالعہ کرنے والے تحقیق کے طالب ان کے سلاسل، اذکار اور اعمال سے بہرہ مند ہو سکیں۔اور آئمہ اثنیٰ عشر میں چار کا ذکر معیارِ اوّل میں ہو چکا ہے۔تین کا ذکر اس معیار میں آئے گا۔اور ان کے گروہ اور احبابِ خاص کا ذکر بھی شامل ہو گا۔باقی پانچ آئمہ کا ذکر انشاءاللہ معیارِ سوم میں آئے گا۔

یاد رہے کہ خانوادوں کی تفصیل قدوۃ الواصلین سید سعد اللہ سورتی کے رسالہ سے لی ہے۔اور میرے خیال کے مطابق ان کا قول شافی و کافی ہے۔ان کی عبارت تبرکاً یہاں نقل کی جاتی ہے۔

ترجمہ:۔فقیر محمد سعد اللہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ہندوستان میں جو چودہ سلاسلِ طریقت ہیں، جن کی اجازت اور حکم سے قطبِ اکبر مقرر کیا جاتا ہے ان کی وضاحت تحریر کریں۔ جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔

بعض کا خیال ہے کہ ان کا توسل اور نسبت امام حسن و حسینؓ و حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور کمیل بن زیاد سے ہے۔اس کے بعد عشرہ مبشرہ سے ہے۔اکثر یہ مشہور ہے کہ سلسلہ عالیہ حضرت حسن بصری کے واسطے سے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے ملتا ہے۔اور ان کے ذریعے سے حضرت عبدالواحد بن زید پانچ چشت: ا۔زیدیہ ۲۔ایازیہ ۳۔ادہمیہ ۴۔ہبیریہ ۵۔چشتیہ۔اور حضرت حبیب عجمی سے قادریہ کی یہ نو ۹ شاخیں شروع ہوئیں:

Marfat.com

۱۔حبیبیہ،۲۔کرخیہ،۳۔سقطیہ،۴۔جنیدیہ،۵۔طوسیہ،۶۔سہروردیہ، ۷۔گاذرونیہ
۸۔طیفوریہ ۹۔فردوسیہ

پھر انہی چودہ سلاسل سے آگے کئی سلاسلِ تصوف جاری ہوئے۔اس معیار میں ان پانچ سلاسل کے بزرگوں کے احوال شامل ہیں۔ ۱۔چشتیان ۲۔زیدیان ۳۔کرخیان ۴۔ایازیان ۵۔ادہمیان

قطعہ

ترجمہ: ۱۔یہ نسخہ معیارِ طریقت، سالکانِ راہ کے لیے ہے۔
۲:۔سیاہ دل کو روشنی عطا کرتا ہے۔اور راہِ سلوک کے سالکوں کو آگاہی دیتا ہے۔
۳:۔عارفوں سے ربط کی آگہی دیتا ہے۔اور گدا کو صاحبِ جاہ بناتا ہے۔
۴:۔عمل کی توفیق سے راستہ طے ہوتا ہے۔میں کوئی طاقت نہیں رکھتا جتنی کہ ہونی چاہیے۔
۵:۔لطفِ الٰہی کے قطرے سے اللہ کا شکر کہ میں اس مقام پر پہنچا۔
۶:۔میں کچھ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا، لیکن حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہو: تعالیٰ شانہٗ اللہ اللہ۔

طاؤس یمانی

یہ مشاہیر اولیاء میں سے ہیں۔کتاب تاریخِ یافعی میں آپ کا نام طاؤس بن کتیمانی الیمانی لکھا ہے۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز مسندِ خلافت پر بیٹھے تو آپ نے انہیں لکھا کہ: اگر آپ اپنے عمل کی بھلائی چاہتے ہیں تو اہلِ خیر کو مقرر کریں۔عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے یہی نصیحت کافی ہے۔

حضرت ابنِ عباس اور ان جیسے دیگر لوگوں سے علم حاصل کیا۔اثنائے حج میں ایک روز پہلے وفات پائی۔ ہشام بن عبدالملک جو اس دور کا حاکمِ وقت تھا۔وہ بھی حج پہ آیا ہوا تھا۔ اور آپ کی نمازِ جنازہ میں شامل ہوا تھا۔

Marfat.com

نقل ہے کہ آپ کے جنازہ پہ اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ جنازہ باہر لے جانا مشکل ہو گیا تھا۔ امیرِ مکہ اپنے تمام ملازموں سمیت لوگوں کو راستے سے ہٹانے پر مامور ہوا۔ تا کہ ان کا جنازہ باہر لے جایا جا سکے۔ آپ کے جنازہ میں سادات اور شرفاء کی کثیر تعداد شامل ہوئی۔ جن میں عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب نے آپ کے جنازہ کو کندھا دیا۔ ہجوم کے باعث آپ کا عمامہ سر سے گر گیا۔ اور آپ کی چادر پیچھے سے پھٹ گئی۔

آپ کی وفات کی تاریخ ماہِ ذوالحجہ ۱۰۵ھ ہے۔

امام خامس محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام

آپ محمد باقر کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے۔ امام حسنؑ ناف سے سر تک حضور ﷺ کے مشابہ تھے۔ اور امام حسین ناف سے پاؤں کے ناخن تک حضور ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ یہ حسنی حسینی سر تا پا سارے کا سارا حضرت سرور ﷺ سے مشابہ تھے۔ اسی لیے آپ کا لقب بھی محمد ثانی تھا۔ آپ حضرت شیث نبی علیہ السلام کے قلب پر تھے۔ آپ کی والدہ امِ حسن بنت امام حسین تھیں آپ کی ولادت ۶۴ھ میں ہوئی۔

منقول ہے کہ: ایک روز آپ حضرت جابر انصاری سے ملنے گئے، صحابہ کرام میں سے وہی باقی رہ گئے تھے۔ اور ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے پوچھا کون؟ آپ نے فرمایا: میں محمد بن علی بن حسین بن علی ہوں۔ انہوں نے بے حد محبت سے کہا کہ آپ پہ قربان جاؤں سامنے آؤ۔ جب آپ ان کے قریب گئے تو انہوں نے آپ کی دست بوسی کی۔ اور ابھی پاؤں چومنا چاہتے تھے مگر امام دور ہو گئے۔ جابر نے عرض کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کو سلام کہتے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ سرکار ﷺ نے مجھے کیسے یاد فرمایا تھا؟ تو حضرت جابر نے کہا کہ مجھے ایک روز حضور ﷺ نے امر فرمایا: ترجمہ:۔ کہ اے جابر شاید تو اس وقت زندہ ہو جب میری اولاد میں سے ایک شخص آپ سے ملاقات کرے۔ اس کا نام محمد بن علی ہو گا۔ اور اس کے چہرے پہ نورِ حکمت کا نشان ہو گا۔ اسے میرا اسلام کہنا۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ جابر نے ان سے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے علم کے وارث ہیں۔ حضرتِ امام نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت جابر نے عرض کیا پھر چاہیے کہ آپ کی دعا سے مردہ زندہ ہو اور کوڑھی شفاء پائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے اپنے قریب بلایا اور ان کے دستِ مبارک کو اپنی آنکھوں پہ رکھا۔ اور کہا یا کافی۔ اسی وقت آپ کی بینائی بحال ہو گئی۔ مگر امام نے دوبارہ ہاتھ پھیرا تو وہ پھر نابینا ہو گئے۔ س وقت امام نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے بینا کر دوں تو تیرا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہے۔ اور اگر تو چاہے کہ نابینا رہے اور بغیر حساب کے بہشت پائے، تو نابینا ہی رہو۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے مصائب ہم پہ بہت زیادہ ہیں اگر بیان کروں تو وہ مانتے نہیں ہیں۔ اور اگر انہیں ترک کروں تو انہیں ہمارے سوا منزل پہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

آپ کی رحلت صحیح قول کے مطابق ۲۳ صفر ۱۱۴ھ ہے۔ آپ کو ابراہیم بن ولید نے اپنے باپ کے فرمان پر زہر دیا۔ آپ کی قبر مبارک امام حسن علیہ السلام کے ساتھ جنت البقیع میں ہے۔ شیعوں کا ایک گروہ باقریہ ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ آپ پر امام ختم ہو گئے۔ اور آخر الزماں وہی ہیں۔ جو دوبارہ دنیا میں ظہور فرمائیں گے۔

فرزدق

آپ کا نام ھمام، کنیت ابونواس ہے۔ آپ کے باپ کا نام غالب بن صعصعہ تمیمی ہے۔ صعصعہ ایامِ جاہلیت میں عظیم القدر تھا۔ اپنے قبیلے میں سب سے پہلے وہ ایمان لایا۔ ابنِ عبدالبرؒ نے اپنی کتاب استیعاب میں اسے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ فرزدق عالی ہمت اور صاحبِ احتشام تھا۔ لوگ اس سے بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ آپ کا قد بہت چھوٹا اور جسم بہت کمزور تھا۔ فرزدق کا مطلب ہی ریزہ ہے۔ اور وہ اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔

حبیب السیر میں مروی ہے؛ کہ ہشام بن عبدالملک اپنے دورِ حکومت میں اپنے باپ اور بھائی ولید کے ہمراہ حج کرنے آئے۔ لیکن لوگوں کے ہجوم کے باعث حجرِ اسود کو بوسہ نہ دے

Marfat.com

سکا۔اس موقع پر امام زین العابدینؒ تشریف لائے۔تو لوگوں نے دیکھتے ہی ان کے لیے راستہ خالی کر دیا۔ اور ادب بجا لائے۔ اہلِ شام میں سے کسی نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ہشام نے اس خوف سے کہ کہیں اہلِ شام امام کی طرف مائل نہ ہو جائیں جان بوجھ کر لا علمی کا اظہار کیا۔فرزدق بھی وہاں موجود تھا، اس نے امام کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا۔ہشام نے اسے شک کی بنا پر قید میں ڈال دیا۔ امام علیہ السلام نے اسے صلہ کے طور پر ہزار درہم بھیجا۔

فرزدق نے عرض کیا کہ میں نے امام علیہ السلام کی خاص محبت میں یہ اشعار کہے ہیں۔کسی صلہ کے لیے نہیں۔امامؑ نے فرمایا کہ تیرا صلہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ہم اہلِ بیت جو چیز دیتے ہیں۔وہ واپس نہیں لیتے۔

کتابِ کامل میں مروی ہے، کہ ایک دن حضرت حسن بصری اور فرزدق ایک میت کے جنازہ میں حاضر تھے۔فرزدق نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ لوگ آج کیا کہہ رہے ہیں۔کہ اس جنازہ میں لوگوں میں سے ایک بہترین اور ایک بدترین بندہ حاضر ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا؛ کہ میں بہترین آدمی ہوں اور تو بدترین ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس روز کے لیے کیا تیاری کی ہے۔فرزدق نے کہا کہ ساٹھ سال ہو گئے ہیں، کہ میں کلمہ طیبہ کا وِرد کرتا ہوں۔اس کے فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو اس نے بتایا کہ کلمۂ طیبہ کے وِرد کی برکت سے میرا خاتمہ بالخیر ہوا ہے۔

آپ سو سال کی عمر میں ۱۶۶ھ میں فوت ہوئے۔

امام ابو محمد و ابو عبداللہ جعفر صادقؒ

آپ چھٹے امام ہیں۔اور حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔آپکی والدہ ماجدہ کا نام امِ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ ہے۔آپ کی ولادت صحیح قول کے مطابق ۸۰ھ میں ہوئی۔آپ کی نسبتِ طریقت جدِ پدری اور جدِ مادری دونوں اطراف سے تھی۔بہت سے مشائخ کی نسبتِ طریقت آپ تک پہنچتی ہے۔امتِ محمدی میں علماء کی کثیر جماعت آپ کی شاگرد ہے۔

Marfat.com

روایت ہے: ترجمہ:۔آپ فرماتے ہیں جوشخص اپنی قسمت میں آئے ہوئے حصے پر قناعت کرلے وہ بے پرواہ ہو جاتا ہے۔اور جو دوسروں کے مال پہ نظر رکھتا ہے وہ فقیر ہو کے مرتا ہے۔اورفرمایا کہ وہ بدترین شخص ہے جو اپنی آخرت کے بدلے اس دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔اور وہ شخص اس سے بھی بدتر ہے جو کسی دوسرے کی دنیا سنوارنے کے لیے اپنی آخرت بیچ دیتا ہے۔آپ نے فرمایا عطا کا کمال تین چیزوں پر ہے۔تعجلیہ وتصغیرہ وتستیرہ۔یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں جلدی کرنا اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اس کو کم سمجھنا اور چھپا کے خرچ کرنا۔آپ نے فرمایا کفارہ ادا کرنا اور بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنا بہترین عمل ہے۔

فرمایا: تین دن کی صحبت سے اپنائیت ہو جاتی ہے۔

فرمایا: اگر تجھے کوئی برا کہے تو غم نہ کر کیوں کہ اگر وہ برائی تم میں ہے تو اس کا کفارہ ہو گیا۔اور اگر تجھ میں نہیں ہے تو بغیر کسی مشقت کے تمہیں نیکی مل گئی۔

کتاب جفر جامع جو کہ آئمہ علیہم السلام کے علوم واسرار پر مشتمل ہے وہ آپ نے لکھی ہے۔بعض کا خیال ہے کہ وہ حضرت علیؑ کی کتاب ہے۔

کہتے ہیں: ابو موسیٰ جابر بن حیان صوفی یوسفی جو آپ کے شاگردوں میں سے ہے ، نے ایک کتاب تالیف کی جو ہزار جز پر مشتمل ہے، وہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے رسائل سے ماخوذ ہے۔

کہتے ہیں: ایک دن خلیفہ منصور کے چہرے پر ایک مکھی بار بار بیٹھتی تھی۔کئی دفعہ اس نے اُڑائی مگر وہ پھر آ کر بیٹھ جاتی تھی۔اسی اثناء میں امامِ ناطق بحق امام جعفر صادق مجلس میں تشریف لے آئے۔منصور نے پوچھا کہ مکھی کو پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔آپ نے فرمایا تاکہ غرور اور تکبر والے لوگوں کو ذلیل کرے۔

آپ کی رحلت ماہِ شوال ۱۴۸ھ میں مدینہ میں ہوئی۔اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

شیعوں کا ایک گروہ جو جعفریہ کہلاتا ہے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امامت آپ پر ختم ہو

Marfat.com

گئی۔اور یہی امام آخرالزماں ہیں۔جو دوبارہ آئیں گے۔

اسمعیل بن امام جعفر صادقؑ

آپ امام جعفر صادق کے بیٹوں میں سے سب سے بڑے تھے۔سب کا گمان تھا، کہ وہ آپ کے جانشین ہوں گے۔اور کہتے ہیں کہ امام نے ختم کی بنیاد پر انہیں اپنا ولی عہد بنایا۔لیکن وہ اپنے باپ کی زندگی میں ہی ۱۳۸ھ میں فوت ہو گئے۔اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

ایک گروہ آپ کی امامت کا قائل ہے اور وہ اسماعیلیہ کہلاتا ہے۔اور وہ کہتے ہیں کہ نصِ اول معتبر ہے۔ان میں سے بعض لوگ مبارکیہ کے لقب سے معروف ہیں۔اور ان کا نظریہ ہے کہ اسماعیل زندہ ہیں۔اور وہ مہدی موعود ہیں۔

اور کہتے ہیں: کہ ان کے باپ نے دشمنوں کے خوف سے آپ کو مردہ مشہور کر دیا۔مگر جمہور اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اسماعیل فوت ہو گئے۔اور ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل چار سال کی عمر میں امام ہوئے۔اور ان سے آگے نسل در نسل عبیداللہ مہدی اسماعیلی تک امامت پہنچی جو اسماعیلیہ کے خلیفۂ اول ہیں۔

محمد بن امام جعفر صادقؑ

بناح لقب اور ابو جعفر کنیت ہے۔آپ کا فرمان ہے کہ امام کے لیے لازم ہے کہ وہ زیدیوں کی طرح تلوار سے خروج کرے۔آپ کا مزار جرجان میں سرخ قبر کے نام سے مشہور ہے۔جو کہ اربابِ حضور کے لیے زیارت گاہ ہے۔

عبداللہ اقطح

آپ امام جعفر صادق کے بیٹے تھے۔اقطح اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کا سر بڑا اور پیشانی کشادہ تھی۔آپ اسماعیل سے بڑے یا چھوٹے تھے۔باپ کے بعد امامت کا دعویٰ کیا۔بہت سے لوگ آپ کے گرویدہ تھے اور آپ کو امام تسلیم کیا۔اس گروہ کو اقطحیہ کہتے ہیں۔باپ کے

Marfat.com

بعد ستر دن سے زیادہ زندہ نہ رہے اور آپ کی اولاد نہ تھی۔ آپ کی رحلت ۴۹ھ میں ہوئی۔

اقطحیہ کہتے ہیں: کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا بیٹا یادگار چھوڑے۔ جو اس کے بعد اس کا جانشین ہو۔ چونکہ آپ نے اپنا کوئی بیٹا نہیں چھوڑا اس لیے مہدی موعود ہیں۔ اور ہر صورت دوبارہ آئیں گے۔

امام موسیٰ کاظم علیہم السلام

آپ ساتویں امام ہیں۔ بر قلبِ موسیٰ علیہ السلام۔ آپ کی کنیت ابو ابراہیم اور ابوالحسن ہے۔ آپ کی ولادت مکہ و مدینہ کے مابین ماہِ صفر ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ کو زین المجتہدین بھی کہتے ہیں۔ ایک دفعہ روضۂ منورۂ رسول ﷺ سر بسجود ہو کے عرض کیا "الذل عندی والعفو عندک" اور صبح تک اسی کا تکرار کرتے رہے۔

ہارون رشید نے آپ کو زہر دی اور آپ ۱۸۳ھ میں شہید ہوئے۔ اور آپ کا مزار مبارک بغداد میں ہے۔

شیعوں کا ایک گروہ موسویہ اور مفضلیہ آپ کو صاحب الزمان مانتے ہیں۔ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی ایک حدیث سے اس پر حجت قائم کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا "سابعکم قائمکم" اور وہ اسی پر قائم ہیں کہ امام جعفر صادق کے قول کا مصداق امام موسیٰ کاظم ہی امامِ ہفتم ہیں، اور امامِ قائم ہیں۔ لیکن امامیہ کے بقول محمد بن حسن عسکری ہیں۔

ابو عبداللہ المحض

ولد حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام۔ آپ کا لقب شیخ بنو ہاشم تھا۔ اور محض اس لیے کہ آپ محضِ سیادت تھے۔ یعنی آپ کی والدہ فاطمہ بنتِ حسین اور والد حسن بن حسن تھے۔

منصور کی قید میں ۱۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

ادریس

Marfat.com

بن عبداللہ محض۔ فخ کے واقعہ کے بعد ۱۰۹ھ میں مصر چلے گئے۔ اور سلطنتِ افریقہ کی مغربی زمین میں پہنچے۔ چند پشت تک۔ آپ کی اولاد میں بادشاہت رہی۔ جو آلِ ادریس کے نام سے معروف ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ۸۲۸ھ تک آپ کے خاندان میں سلطنت قائم رہی۔

محمد بن عبداللہ المحض

بنو ہاشم کے بزرگوں میں سے ہیں۔ لقب مہدی تھا۔ مگر جب احجار الزیت (مدینہ کا محلّہ) میں شہید ہوئے تو (نفسِ زکیہ) کے نام سے شہرت پائی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے: کہ میرے فرزندوں میں سے ایک نفسِ زکیہ احجار الزیت میں شہید ہوگا۔ کہتے ہیں امام مالک نے فتویٰ دیا کہ لوگ ان کے ساتھ خروج کریں۔ کیونکہ منصور کے لشکر نے مدینے کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اور آپ پر وقت تنگ کر دیا گیا۔ تو آپ نے شیعہ امرا کے مکتوبات جلا دیے۔ اور فرمایا کہ اب مرنا میرے لیے آسان ہے۔ کیونکہ مجھے خوف تھا کہ اگر یہ مکاتیب منصور کے ہاتھ لگ جاتے تو وہ انہیں ہلاک کر دیتا۔ چنانچہ تین سو افراد کے ساتھ آپ مدینہ سے باہر آئے اور ستر مخالفین قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ رمضان ۱۴۵ھ میں پیش آیا۔ آپ کا سر مبارک منصور کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے آپ کے والد عبداللہ محض کے پاس زندان میں بھیج دیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: ''یرحمک اللہ لقد قتلوک صواماً قواماً''۔ یعنی اللہ تم پر رحم کرے تمہیں ایسی حالت میں قتل کیا گیا کہ تو روزہ دار بھی تھا اور عبادت گزار بھی تھا۔

کہتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام کی تلوار ''ذوالفقار'' محمد بن عبداللہ کو ملی۔ جب آپ نے خروج کا ارادہ کیا تو ایک تاجر نے آپ سے چار سو دینار میں خریدنا چاہی۔ آپ نے اسے دے دی۔ اور فرمایا کہ آلِ عبدالمطلب میں سے جو بھی کوئی تمہیں اس کی قیمت ادا کرے اسے دے دینا۔ جب جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس مدینہ کے امیر بنے تو آپ نے اس تاجر کو قیمت ادا کر کے وہ تلوار خرید لی۔ اور مہدی کو بھیج دی اور ان سے رشید کو پہنچی۔ ذوالفقار اسے اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی پشت پر ہاتھی کی پشت کے اٹھارہ مہرے جڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

ابراہیم

یہ نفسِ زکیہ کے بھائی تھے۔ یکم رمضان کو بصرہ سے خروج کر کے فارس پہنچے۔ آپ کو ایسی قوت حاصل تھی کہ اگر دوڑتے اونٹ کی دُم پکڑ لیتے، یا تو وہ رک جاتا یا اس کی دُم ان کے ہاتھ میں رہ جاتی اور اونٹ بھاگ جاتا۔

بہت سارے علماء اور اکابرینِ زمان مثلاً احمش بن منصور اور امامِ اعظم ابوحنیفہ کوفی نے آپ کے خروج کا فتویٰ دیا۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ نے اپنے بیٹے حماد کو چار ہزار درہم دے کے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اور معذرت کی کہ اگر لوگوں کی امانتوں کی حفاظت کا بوجھ مانع نہ ہوتا تو میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ نفسِ زکیہ کی شہادت کے بعد منصور نے ان کو بھی زہر دے کے شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت ۱۴۵ھ میں ہوئی۔

یحییٰ

یہ بھی ابراہیم کے بھائی تھے۔ ہارون کے عہد میں دیلمان اور طبرستان کی طرف خروج کیا۔ ہارون نے فضل برمکی کے ذریعے مصالحت کی کوشش کی اور آپ کی تعظیم کی آمادگی ظاہر کی۔ مصعب زبیر کے پوتوں میں سے عبداللہ نے ہارون سے کہا کہ وہ خروج کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اور مجھے بھی کہا ہے۔ یحییٰ نے فتنہ رفع کرنے کے لیے عبداللہ سے مباہلہ کیا۔ عبداللہ اسی روز ہلاک ہو گیا۔ اور ہارون اس کے باوجود یحییٰ کے قتل سے باز نہ آئے۔ مگر بعض نے کہا کہ وہ طبعی موت فوت ہوئے۔

ابوعلی حسن بن حسن بن امام حسنؑ

المقلب بہ حسن مثلث اور شہیدِ فخ کے نام سے معروف ہیں۔ بنو ہاشم کے بزرگوں میں سے تھے۔ (ابوموسیٰ محمد ملقب بہ) ہادی کے عہد میں ۱۶۹ھ میں خروج کیا۔ اور مکہ کے قریب موضع فخ کے مقام پر بہت سے علویوں کے ساتھ شہید ہوئے۔

Marfat.com

حضرت امام محمد تقیؑ سے مروی ہے کہ اہلِ بیت پر واقعۂ کربلا کے بعد سخت ترین واقعہ فخ جیسا نہیں گزرا۔

زید بن حسن بن علیؑ

اپنے وقت میں علم و فضل اور عرفان میں شہرت یافتہ تھے۔آپ کے بیٹے امیر ابو محمد اپنے وقت کے بنو ہاشم کے سردار تھے۔منصور دوانیقی نے آپ کو مدینہ کی امارت پیش کی۔مگر آپ پر خروج کا بہتان باندھا گیا اور قید کر دیا۔آپ مہدی کے عہد تک گرفتار تھے۔مہدی نے آپ کو آزاد کر دیا۔

آپ کی بیٹی کا نام نفیسہ ہے۔جو بہت بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔امام شافعی نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔اسحاق بن امام جعفر صادق نے آپ کو چاہا اور مصر لے گئے۔ نفیسہ وہاں پہ ۲۰۸ھ میں فوت ہوگئیں۔اسماعیل نے چاہا کہ آپ کو مدینہ منتقل کیا جائے،لیکن اہلِ مصر نے التماس کی کہ یہیں رہنے دیا جائے۔مصر میں آپ کی قبر بہت مشہور ہے،اور دعا کی قبولیت کی جگہ ہے۔

موسیٰ بن عبداللہ محض

آپ اکابرین میں سے تھے۔شیعہ نے لوگوں کو آپ کی طرف دعوت دی۔مگر انہوں نے خود کو ظاہر نہیں کیا۔تآنکہ حجاز میں ان کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔منصور نے آپ کو پکڑ کر آزاد کر دیا۔اور آپ ہارون کے زمانے تک حیات تھے۔

۲۰۰ھ سے پہلے آپ وفات پا گئے۔

عبدالعظیم

آپ عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن امام حسنؑ کے فرزند تھے۔منصور کے عہد میں کچھ عرصہ آپ مدینہ کے امیر رہے۔پھر وہاں سے ''ری'' شہر میں آ گئے۔وہیں آپ کا وصال

Marfat.com

ہوا۔آپ کی مزار وہاں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا جس نے میرے بھای عبدالعظیم کو دیکھا اس نے گویا ہمارے جدِ اعلیٰ ابا عبداللہ الحسین کی زیارت کی۔

احمد بن خالد السرفی سے روایت ہے کہ آپ سلطانِ وقت سے گریزاں تھے۔اس لیے شہر ''ری'' میں آ گئے ۔اور کافی عرصہ کوچہ موالی میں زیرِ زمین عبادت میں مصروف رہے۔سارا دن اور ساری رات وہ عبادت میں گزارتے ۔کبھی کبھی مخفی طور پر ایک قبر کی زیارت کے لیے نکلتے۔جہاں پہ برابر میں اب آپ کا مزار بھی ہے۔

رفتہ رفتہ بعض شیعہ آپ کے حال سے واقف ہو گئے ۔اسی اثنا میں شیعوں میں سے ایک نے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شہر میں عبدالجبار بن وہاب کے باغ میں سیب کے ایک درخت کے نیچے کونے میں یہ مدفون ہوں گے ۔وہ آدمی صبح اس زمیندار کے پاس گیا تا کہ اس مقصد کے لیے زمین خریدے۔لیکن اس آدمی نے قسم کھا کر بتایا کہ مجھے بھی خواب میں آنحضرت ﷺ نے یہ حکم دیا ہے۔اور اس نے وہ زمین شیعوں کے نام وقف کر دی۔ پس تھوڑے عرصہ بعد امام زادہ بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے ۔جب غسل کے وقت ان کا لباس اتارا گیا تو آپ کے گریبان سے یہ رقعہ برآمد ہوا۔

انا ابو القاسم عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام۔اور دوسری قبر جو آپ کی قبر کے ساتھ ہے جس کی زیارت کے لیے اپنی زندگی میں جاتے تھے۔آپ کے اظہار کے مطابق وہ قبر حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے ایک بیٹے کی تھی۔

امیر عبیداللہ یا عبداللہ

یہ حسن بن حسین بن امام زین العابدین کے فرزند تھے۔آپ اپنے دادا جان کے بالکل ہم شکل تھے۔اسی لیے آپ کا لقب زین العابدین مشہور ہے۔آپ نے شوشتر میں وفات

Marfat.com

پائی۔شوشتر کے اشراف کی خانقاہ میں آپ کا مزار ہے۔بعض نے لکھا ہے کہ آپ بے اولاد تھے۔ اور بعضوں نے اجل نقیب تاج الملۃ والدین علی بن محمد بن رمضان مشہور بہ ابنِ الطفطفی کا نسب آپ سے ملایا ہے۔

زید بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

آپ کوفہ میں مقیم تھے۔جب ابوالسرایا نے امام علی رضا کے لیے خروج کیا تو زید کو بصرہ میں بھیج دیا۔زید نے وہاں عباسیوں اوران کے حامیوں کے مکانات جلا دیے۔جس کی وجہ سے آپ کا لقب زید النار پڑ گیا۔پس جب ابوالسرایا شکست کھا کر خوزستان چلے گئے تو زید النار گرفتار ہو گئے۔اور قید میں ہی ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔

اسحاق

بن امام موسیٰ کاظمؑ۔آپ سیدی اسحٰق کے نام سے معروف ہوئے۔آپ کا مزار فیض آثار ہرات میں موجود ہے۔

ابوالقاسم حمزہ

حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ لوگوں میں معروف تھا۔آپ کا بیٹا قاسم اور قاسم کا بیٹا محمد الاعرابی اوران کا بیٹا احمد۔سادات موسوی کا نسب احمد پر منتہی ہوتا ہے۔احمد کے چند بیٹے تھے۔ ان میں سے ابو محمد اسماعیل جو سلاطین صفویہ کے جدِ اعلیٰ تھے۔اور موسیٰ اور محمد المجدور جو مشہدِ مقدس کے رضوی سادات کے جدِ اعلیٰ تھے۔

ابراہیم

بن اسماعیل بن ابراہیم بن امام حسنؑ۔آپ لفظ قاف کا مخرج ادا نہیں کر سکتے تھے۔مگر ایک دن اپنے غلام سے قبا لانے کو کہا تو وہ نا سمجھی میں دراعہ (صوفیوں کے لباس کی ایک قسم) لے آیا۔آپ نے غضب سے کہا نہ طباطبا یعنی قبا قبا۔اور آپ اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔طباطبائی

Marfat.com

سادات آپ سے ہی منسوب ہیں۔

ابوعبداللہ محمد

آپ ابراہیم طباطبائی کے بیٹے تھے۔ ۱۹۸ھ میں جب ابوسرایا نے کوفہ سے خروج کیا تو انہوں نے لوگوں کو امام رضاؑ کی بیعت کی دعوت دی۔ آپ کو کوفہ میں حضرت کی نیابت کی وجہ سے مخصوص امارت دی گئی۔ آخر آپ ۲۰۰ھ میں ابوسرایا کے ساتھ شہید ہوئے۔

مالک دینار بصری

بعض کہتے ہیں آپ کے والد کا نام دینار تھا۔ اور بعض لکھتے ہیں کہ آپ کشتی میں سوار تھے۔ ملاحوں نے آپ سے کرایہ طلب کیا مگر آپ کے پاس نہیں تھا۔ انہوں نے آپ کو اس قدر مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ مگر جب ہوش آتا تو وہ پھر مارتے۔ اس تکلیف کے بعد تمام دریا مچھلیوں سے بھر گیا۔ اور ہر ایک کے منہ میں ایک دینار تھا۔ مالک نے ان میں سے ایک لے کر ملاحوں کو دیا اور کشتی سے پاؤں پانی پہ رکھا اور چل دیے۔ اور بالآخر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

صاحبِ گزیدہ نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ مروان حمار کے زمانے میں ۱۳۰ھ میں پیش آیا۔ آپ کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ اور آپ حضرت حسن بصری اور حبیب عجمی کے معاصر تھے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ آیۃ ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' پڑھتے تو زار و قطار روتے۔ اور کہتے تھے: اگر یہ اللہ کی کتاب نہ ہوتی تو ہرگز نہ پڑھتا۔

کہتے ہیں: کہ وہ قریب المرگ تھے تو عرض کی کہ اے باری تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میں نہر نکالنے کے لیے زندگی چاہتا ہوں۔ اور وہ، وہ وقت تھا کہ بصرہ میں نہریں کھودی جا رہی تھیں۔ پس کہا اگر تو مجھے زندہ چھوڑ دے تو میں تیرے لیے زندہ رہوں گا۔ اور اگر لے جانا چاہتا ہے تو تیرے لیے آتا ہوں۔ اور اسی وقت قرآنِ پاک کی یہ آیت پڑھی ''اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ

Marfat.com

وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَلَمِیْن ''ترجمہ:۔'' بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ رب العلمین کے لیے ہے''۔

ترجمہ:۔ مالک بن دینار سے روایت ہے: کہ آپ بیت اللہ شریف کے حج کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں ایک نوجوان ملا، وہ بھی حج کے سفر پر تھا۔ لیکن اس کے پاس زادِ راہ نہیں تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا جہاں آپ جا رہے ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ آپ کا سامانِ سفر کہاں ہے۔ اس نے کہا میں نے گھر سے نکلتے وقت پانچ حروف کا توشہ ساتھ لے لیا۔ اور وہ ہیں۔ '' کٓھٰیٰعٓصٓ '' آپ نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے۔ اس نے بتایا کہ کاف سے مراد الکافی اور ھا سے مراد ھادی اور یا سے مراد المومنی اور ع سے مراد عالم اور ص سے مراد صادق ہے۔

مالک نے جب یہ سنا تو اس کے حسن کلام سے متاثر ہو کر آپ نے اپنی قمیض اتار کر اس کو دی۔ مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ کسی امیر کی قمیض پہننے سے ننگے رہنا بہتر ہے۔ حلال کا حساب اور حرام پہ عذاب ہے۔

حضرت مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

جب رات ہو جائے تو تیری کوششیں آسمان کی جانب متوجہ ہونی چاہیں۔

اور فرمایا:

(دنیا میں) کوئی تیری اچھائیوں سے خوش نہیں اور نہ ہی تیرے گناہوں سے اسے کوئی نقصان ہے۔ (وہ ربِ جلیل تو ایسا ہے کہ) کبھی وہ مجھے ایسے امور کی بابت پکڑ لیتا ہے جس میں تیری کوئی شراکت نہیں ہوتی۔ اور کبھی وہ میرے ایسے گناہ بخش دیتا ہے جس میں تیرا کوئی نقصان نہیں۔

جب حج پہ لوگ لبیک کہتے تھے تو وہ نہیں کہتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ لبیک کیوں نہیں کہتے۔ آپ نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں لا لبیک نہ سننا پڑ جائے۔ پھر جب لوگوں

Marfat.com

کوقربانی کرتے دیکھا،تو فرمایا کہ:''اللھم انالناس ذبحوا و تقربوا الیک ولیس لی شی اتقرب به الیک سوی نفسی''۔۔۔۔۔ترجمہ:۔اے اللہ لوگ قربانیاں کر کے تیرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔مگر میرے پاس تیرا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کے سوا کوئی چیز نہیں جو تیری راہ میں قربان کروں۔اور آپ نے جان دے دی۔

کہنے والوں نے بتایا؛ کہ آپ فرماتے تھے: کہ یہ حبیب اللہ ہے یہ خلیل اللہ ہے۔اور یہ سیف اللہ سے قتل ہے۔اور دفن ہونے کے بعد کسی کو آپ نے بتایا کہ مجھے شہدائے بدر کا مقام عطا ہوا ہے۔

یافعی نے ابوالقاسم بن اندلسی کے حوالے سے نقل کیا ہے: کہ ایک دن حضرت مالک دینار کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ اے ابا یحیٰ ایک ضعیفہ کے حق میں دعا کریں جو چار سال سے حاملہ ہے،اور بچہ پیدا کرنے کی تکلیف میں ہے۔آپ نے یہ دعا فرمائی:''کہ اے اللہ اگر اس عورت کے پیٹ میں بیٹی ہے تو اسے بیٹا بنا دے۔بے شک تو جسے چاہے مٹا دے یا پیدا کر دے۔اور اصل کتاب تیری ہی ہے''۔تھوڑے عرصے بعد دعا کروانے والا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور اس کی گردن پہ چار سالہ بیٹا تھا۔

عتبہ ابن الغلام بصری

حضرت حسن بصری سے خرقۂ خلافت پایا۔ہر سال تھوڑے سے جَو خود اپنے ہاتھ سے کاٹ کر اس کے آٹے کو پانی میں تر کر کے دھوپ میں خشک کرتے۔اور پھر ہر ہفتہ تھوڑے سے اس میں سے کھا لیتے۔اور فرماتے کہ مجھے کراماً کاتبین سے شرم آتی ہے۔کہ ہفتہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ وضو کرنے جاؤں۔

رک: شریف التواریخ ۱:۲۵۰ آپ کا پورا نام عتبہ بن ایان بن صمعہ المعروف عتبہ بن الغلام ہے آپ کا سالِ وفات ۱۶۷ھ ہے۔

حبیب عجمی راعی بصری

Marfat.com

آپ حسن بصری کے مرید تھے۔عجمی اس لیے مشہور ہوئے کہ قرآن کی قرأت نہ جانتے تھے۔کہتے ہیں: کہ ایک روز مغرب کی نماز کے وقت حسن بصری آپ کی خانقاہ میں آئے اور چاہا کہ نمازِ مغرب میں ان کی اقتداء کریں۔مگر حضرت حبیب عجمی نے الحمد کو الہمد پڑھا یعنی حاء حطی کو ہاہوز کے مخرج سے پڑھا۔حضرت حسن بصری نماز توڑ کے الگ ہو گئے اور اکیلے نماز پڑھ لی۔اسی رات اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو اللہ سے پوچھا یا اللہ تیری رضا کس میں ہے۔ندا آئی کہ تو ہماری رضا جاننا چاہتا ہے۔اگر آج حبیب کی اقتداء کی نماز ادا کر لیتا تو تیری وہ نماز تمام عبادت سے بہتر ہوتی۔

ایک دفعہ حجاج کے سپاہی حسن بصری کی تلاش میں تھے،اور آپ حبیب عجمی کی خانقاہ میں چھپ گئے۔وہ تعاقب کرتے ہوئے آئے اور جب حبیب عجمی سے پوچھا: انہوں نے کہا اندر گئے ہیں پھر نہیں دیکھا۔چنانچہ حجاج کے کارندے اندر گئے مگر آپ کو نہ پایا۔حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ ستّر بار انہوں نے مجھ پر ہاتھ پھیرا لیکن انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ان کے جانے کے بعد حسن بصری نے حبیب عجمی سے فرمایا کہ آپ نے عجیب حقِ مریدی ادا کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ میری سچائی نے آپ کو رہائی دی۔وگرنہ دونوں گرفتار ہو جاتے۔حسن بصری نے فرمایا کہ آپ نے کیا کہا انہوں نے عرض کی کہ دس بار آیۃ الکرسی اور دس بار اٰمن الرسول اور دس بار سورۃ اخلاص پڑھ کر آپ کو خدا کے سپرد کیا۔

خانوادۂ حبیبیان آپ سے منسوب ہے۔حبیبیان دو بھائی تھے۔بہت صاحبِ علم اور لوگوں کی اصلاح کرتے تھے۔اپنے آبا و اجداد کی نسبت چھوڑ کر حضرتِ حبیب عجمی کی نسبت سے حبیبی کہلانے لگے۔دونوں کو خلافت عطا ہوئی اور امر ہوا کہ کوہِ خرمان میں جا کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں۔مخلوق سے میل نہ رکھیں،اور تجرد اور انفرادی زندگی گزاریں۔سات روز بعد دو کھجوروں سے افطار کریں اور اس سے زیادہ نہیں۔بارہ سال اس کوہِ مذکور میں رہے۔ان کی روش یہ تھی کہ وہ کسی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔اور نہ نذرانہ وصول کرتے تھے۔ہمیشہ اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ کپڑوں کو پیوند لگا لیتے تھے۔ اگر کوئی نیا لباس دیتا تو وہ فقراء کو دے دیتے۔ جنگلی ہرن ان کے پاس آتے، اور کہتے اے خدا کے دوستو! ہمیں کھالو مگر وہ ہرگز توجہ نہ کرتے ان کے مریدین بھی یہی روش اختیار کرتے۔

قدوۃ الواصلین سید سغد اللہ سورتی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے: کہ ''مخلوق سے الگ تھلگ رہنا، پہاڑوں اور غاروں میں جا کر چھپے رہنا، اور ہمیشہ روزہ رکھنا، سات یا چالیس روز بعد افطار کرنا، اور گودڑی پہننا، اور مخلوق سے قطع تعلق کرنا اور بات چیت نہ کرنا یہ سب کچھ شریعتِ محمدی سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا۔ مگر ان کا اکثر ذکر ہو اللہ ہے۔''

عزیزی مغربی

مشائخِ مغرب کے متقدمین میں سے ہیں۔ ذوالنون مصری آپ سے ملنے گئے۔ اور ان سے ایک مسئلہ کا حل پوچھا۔ آپ نے فرمایا: کہ اگر آپ اس لیے آئے ہیں کہ عالمِ اولین و آخرین کو پائیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اور اگر اس لیے آئے ہیں کہ اُسے پائیں تو وہ وہیں ہے جہاں سے آپ نے پہلا قدم اٹھایا ہے۔

اسرافیل مغربی

قدیم اولیاء سے ہیں اور ذوالنون مصری کے شیوخ میں سے ہیں۔ نفحات (الانس) میں شیخ الاسلام (عبداللہ انصاری ہروی) سے مروی ہے: کہ فتحِ شخرف مصر میں ہوئی۔ جو تین سو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ جب فرصت پائی تو اسرافیل سے ایک سوال پوچھا ''ھل تعذب الاشرار قبل الذلل'' ترجمہ: کیا آپ شریروں کو ذلیل کرنے سے پہلے عذاب دیتے ہیں۔ آپ نے کہا مجھے تین دن کا وقفہ دو۔ چوتھے روز تمہارا جواب دیں گے۔ اور چوتھے روز فرمایا: کہ اگر عمل سے پہلے ثواب روا ہے تو ذلت سے پہلے عذاب بھی ہوسکتا ہے۔

یہ جواب دینے کے بعد ایک آہ کھینچی اور بے خودی کی حالت طاری ہوگئی۔ گویا اسی

Marfat.com

حالت کے لیے آپ نے تین دن کی مہلت مانگی تھی۔

ابوالاسود مکی

ایک دن آپ ایک عزیز سے ملنے گئے، سلام کر کے بتایا: یا شیخ! میں آپ کا دوست ابو الاسود ہوں۔ وہ عزیز کھڑے ہوئے اور کہا کہ علیک السلام کیسے ہو۔ اور خود، بے خود ہو گئے۔ تین دن تک دیکھا کہ وہ دوست ہوش میں نہ تھے۔ پانی اور مٹی اور رسومِ انسانیت سے باہر تھے۔ ابو الاسود مکی نے ان کا دیدار غنیمت جانا اور واپس چلے آئے۔

سفیان توری

آپ ابو ہاشم صوفی کے معاصر ہیں۔ اور آپ کا کہنا ہے: کہ جب تک میں نے ابو ہاشم صوفی کو نہیں دیکھا تھا مجھے نہیں معلوم تھا کہ صوفی کون ہوتا ہے۔

ایک بار آپ مغرب کی نماز کی امامت کر رہے تھے۔ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا حال تھا، تو آپ نے فرمایا: مجھے خوف تھا کہ مجھے کہیں ایسا جواب نہ ملے کہ فرمایا جائے کہ اگر تو میری بندگی کرتا ہے اور مجھ سے مدد چاہتا ہے تو کیوں کسی طبیب سے دوائی طلب کرتا ہے، اور کیوں کسی بادشاہ سے دوستی چاہتا ہے۔ کیوں جھوٹ بولتا ہے۔

سفیان ثوری کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی۔ (رک: نفحات: ۳۱)

ابو ہاشم صوفی

یہ پہلے شخص ہیں جو صوفی کہلائے۔ اور صوفیہ کے لیے خانقاہ قائم کی۔ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک عیسائی راہنما شکار پر تھا کہ اس نے دیکھا دو آدمی ایک دوسرے کو آغوش میں لے کر بیٹھے تھے۔ اور جوان کے پاس تھا دونوں مل کر کھا رہے تھے۔ اسے یہ دیکھ کے بہت اچھا لگا۔ اس نے ایک سے پوچھا کہ وہ دوسرا کون ہے۔ اور تیرا کیا لگتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا مگر

Marfat.com

یہی طریقت ہے۔اس عیسائی نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ملاقات ہو سکے۔انہوں نے کہا نہیں۔پس اس عیسائی نے آپ کے لیے رملہ میں ایک خانقاہ بنائی۔شیخ شام میں رہتا تھا مگر اصل کوفی تھا۔

قول: فرمایا سوئی سے پہاڑ کاٹنا آسان ہے اور دلوں سے غرور و تکبر باہر نکالنا مشکل ہے۔

عبدالواحد بن زید

حضرت خواجہ مودود چشتی سے منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری جب بہت زیادہ ضعیف ہو گئے تو دو اشخاص کو خلافت دی۔ایک حبیب عجمی اور دوسرے عبدالواحد بن زید۔اور ان سے پھر تصوف کے چودہ خانوادے ظہور میں آئے۔اور آپ کو کمیل بن زیاد کی صحبت سے بھی فیضِ طریقت پہنچا۔خانوادہ زیدیان کی اصل آپ ہیں۔

زیدیان: سید سعداللہ سورتی نے زیدیان کے بارے میں اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

''ان کا طریقہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک حفظ کرتے ہیں۔ظاہر و باطن کا علم حاصل کرتے ہیں۔عبادات و ریاضات میں مشغول ہونے کے لیے صحراؤں میں چلے جاتے ہیں۔تین دن کے بعد کھجور سے افطار کرتے ہیں۔گودڑی نما لباس پہنتے ہیں۔اور جو کچھ میسر آئے وہ فقیروں میں بانٹ دیتے ہیں۔اور ترکِ ایذا کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں۔حتیٰ کہ سانپ، بچھو اور بھڑ وغیرہ کو بھی نہیں مارتے۔اور ہر ذی روح کی خدمت کرنا اور ان شرطوں کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی مرید نہیں ہو سکتا۔ان کا ذکر ''سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر'' ہے۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد سے پانچ افراد تھے جنہوں نے زید کی نسبت اختیار کی۔اپنے باپ دادا کا نام گم کر دیا۔اور ان کا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک نے قرآنِ پاک حفظ کیا اور علم درجۂ کمال تک حاصل کیا۔اور وہ اس بات پر مامور تھے کہ وہ ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ میں رہیں۔اور صائم الدہر رہیں۔تیسرے، چوتھے یا پانچویں روز کسی جنگلی پھل یا بیابان کے گھاس

Marfat.com

سے افطار کرتے۔اپنے لباس سے جوئیں نہیں نکالتے تھے۔سانپ اور بچھو کو نہیں مارتے تھے۔نہ اہلِ دنیا کے گرد گھومتے اور نہ در بدر جاتے۔اگر کوئی نذرانہ وصول ہوتا تو وہ فقراء میں تقسیم کر دیتے۔درختوں کے پتوں کی گودڑی بنا کر پہنتے۔جو کوئی انہیں فروخت کرتا وہ کراہت نہیں کرتے تھے۔ہمیشہ زیدیان کا یہی معمول رہا ہے۔

ابو یعقوب السوسی

آپ کا نام یوسف بن حمدان ہے۔عبدالواحد بن زید سے تربیت پائی۔قدیم مشائخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ابو یعقوب نہر جوری کے استاد تھے۔ریاضت، مجاہدہ اور خوارقِ عادات میں مشہور تھے۔بصرہ میں زندگی گزاری اور ''رابلّہ'' جو بصرہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر ہے، میں جنان الدنیا کا لقب پا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

اُمِّ حسّان

آپ کوفہ کی معروف عارفات میں سے ہیں۔حضرت سفیان ثوری نے آپ کو دیکھا اور معتقد ہوئے۔اور بہت سے سوال کر کے جواب پائے۔بعضے کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔

کہتے ہیں: کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری ان کے گھر آئے تو دیکھا کہ ایک پرانی چٹائی کے علاوہ گھر میں کچھ نہ تھا۔کہنے لگے اگر تو اپنے چچا کے بیٹوں کو لکھتی تو وہ تیرے حال پہ رعایت کرتے۔ام حسان نے جواب دیا: اے سفیان! تم اس سے پہلے میری نگاہ میں اور دل میں بزرگ تر تھے۔میں ہرگز دنیا سے سوال نہیں کرتی۔کیونکہ میرا مالک وہ ہے جو اس پہ قادر بھی ہے اور متصرف بھی۔میں کیوں اس سے سوال کروں جو اس پر قادر نہیں ہے۔اور فرمایا اے سفیان اللہ کی قسم ایسا وقت بھی گزرتا ہے کہ اس وقت خدا تبارک وتعالیٰ کی یاد کے سوا سب کچھ فراموش ہوتا ہے۔یہ سن کر سفیان رو پڑے۔

Marfat.com

احمد سبتی

آپ ہارون رشید کے بیٹے تھے۔ سبتی اس لیے کہلاتے تھے کہ ہفتہ کے روز مزدوری کرتے اور اس سے باقی چھ دن گزارا کرتے۔ اور عبادت میں مصروف رہتے۔ آپ فرماتے تھے: خدا تبارک وتعالیٰ نے ان دنوں مجھے دنیا کے کاموں سے فارغ کر دیا ہے۔ میں ایک دن کو اپنے لیے اور باقی دنوں کو خدا تبارک وتعالیٰ کے لیے گزارتا ہوں۔

اپنے والد کی حکومت سے پہلے پیدا ہوئے۔ قرآن اور دیگر علوم سیکھے۔ اور پھر جذبۂ الٰہی تک پہنچے۔ جب آپ کے والد تخت نشین ہوئے تو والد سے علیحدہ ہو گئے۔ آپ کی والدہ نے ایک قیمتی انگوٹھی انہیں دی۔ جو وہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جس دن فوت ہونے لگے تو قرآنِ پاک میں رکھی ہوئی وہ انگوٹھی کسی کو دی اور کہا: کہ میرے باپ کو پہنچا دینا، اور کہنا کہ یہ ایک غریب بچے کی ودیعت ہے جو دنیا سے چلا گیا۔ زنہار اس غفلت اور غرور میں نہ مرنا۔

شیخ محی الدین ابنِ عربی کا بیان ہے کہ میں نے احمد سبتی کی روح کو مجسد طواف کرتے دیکھا ہے۔ اور میں نے پوچھا کہ آپ کے وقت میں قطب کون تھا۔ آپ نے کہا مَیں۔

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

آپ کابلی الاصل تھے۔ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ چند صحابہ کرام اور بہت سے تابعین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں علوم کی تحصیل مکمل کی۔ آپ فضیل بن ایاز، ابراہیم ادھم، داؤد طائی اور بشر حافی کے استاد تھے۔ آپ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

بہلول بن عمرو العاقل

آپ کا نام وہب بن عمر ہے۔ مجنون عقل مندوں میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ہوئی۔ کتاب گزیدہ میں ہے کہ آپ ہارون رشید کے چچا کی اولاد میں سے تھے۔ امام

Marfat.com

بحق ناطق جعفر صادقؑ سے فیض یافتہ تھے۔

کہتے ہیں کہ جب ہارون رشید نے امام جعفر صادقؑ کے قتل کا فتویٰ لینا چاہا تو اس وقت آپ مفتی تھے۔آپ کو فتویٰ لکھنے کے لیے طلب کیا گیا۔لیکن آپ نے حضرت امامؑ کے اشارہ پر خود پر دیوانگی طاری کر لی۔

ایک دن آپ حضرت ابو حنیفہ کے مدرسہ کے پاس سے گزر رہے تھے، کہ آپ نے حضرت ابو حنیفہ کی ایک بات سنی جو وہ اپنے شاگردوں سے کہہ رہے تھے۔کہ میں امام جعفرؑ سے تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

ا۔وہ کہتے ہیں کہ خدا کو نہیں دیکھا جا سکتا، مگر جو موجود ہو اسے کیوں نہیں دیکھا جا سکتا۔

۲۔وہ کہتے ہیں شیطان کو آگ سے عذاب دیا جائے گا۔بھلا آگ کو آگ سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔

۳۔وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے فعل کا خود فاعل یعنی ذمہ دار ہے۔جب کہ نصوص اس کے خلاف ہیں۔

بہلول نے جب یہ سنا تو مٹی کا ایک ڈھیلا ابو حنیفہ کی پیشانی پہ مارا۔وہ ہارون کے پاس استغاثہ لے گئے۔مگر بہلول نے کہا کہ میں نے تو ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ مثلاً یہ کہتے ہیں: کہ موجود کو کیوں نہیں دیکھا جا سکتا۔اب یہ خود کہتے ہیں کہ میری پیشانی میں درد ہے۔درد کی صورت دکھا دیں۔اور دوسرا اعتراض یہ کہ آگ کو آگ کیسے عذاب دے سکتی ہے۔تو مٹی کا ڈھیلا مٹی کے انسان کو کیا تکلیف اور عذاب دے سکتا ہے۔نیز یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے فعل کا فاعل (ذمہ دار) نہیں ہے تو پھر مجھ پر کیوں استغاثہ لائے ہیں۔ابو حنیفہ لاجواب ہو کر چلے گئے۔

شیخ ابو تراب

آپ حاجی تراب کے نام سے معروف ہیں۔ان کی حقیقتِ حال سے پوری طرح

Marfat.com

آگاہی نہیں ہے۔مگر ثقہ راویوں کے مطابق آپ کی وفات ۱۷۱ھ میں ہوئی۔ یہ پہلے عرب بزرگ ہیں جو سندھ میں وارد ہوئے۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ عباسیوں کے نمائندہ تھے۔ٹھٹھہ کے قریب ساکرہ کی زمین میں مدفون ہیں۔آپ کافروں کے لشکر سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔اور چند اور لوگ بھی ان کے ساتھ شہید ہوئے۔جوان کے ساتھ ہی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

شیخ ابوعلی سندھی

آپ حضرت بایزید بسطامی کے استاد تھے۔بایزید کہتے ہیں کہ میں نے ابوعلی سے

Marfat.com

نے کہا: کہیے! ثالث ثلثہ، (یعنی خدا تین ہیں)۔ مگر معروف کرخی نے جواب میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" کہا۔ عیسائی استاد نے اگرچہ آپ کو بہت مارا، اور تکرار کی۔ مگر آپ کی زبان سے یہی جاری رہا۔ (قل هو الله احد) آخر حضرت معروف کرخی وہاں سے بھاگ نکلے۔ اور امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہو گئے۔ اور پھر حضرت داؤد طائی سے جا ملے۔ (ان کی بیعت کی) اور تھوڑے ہی عرصے میں مشہور ہو گئے۔

رشحات عین الحیات میں لکھا ہے: کہ راہِ طریقت میں آپ کی دو نسبتیں محقق ہیں۔ ایک امام علی موسیٰ الرضاؑ سے ان کو اپنے والدِ بزرگوار حضرت امام جعفر صادقؑ سے۔ اور دوسری حضرت داؤد طائی سے انہیں حبیب عجمی سے اور انہیں حسن بصریؒ سے اور انہیں حضرت علیؑ سے۔

کہتے ہیں: مردف بن علی، امام علی بن موسیٰ الرضا کے غلام اور دربان تھے۔ ایک دن حضرت کے دربار میں اس قدر ہجوم تھا کہ لوگوں کے دھکا لگنے سے گر گئے اور زائرین کے نیچے آ کے فوت ہو گئے۔ آپ سری سقطی کے استاد تھے۔ سری سقطی سے منقول ہے: کہ مردف بن علی نے مجھے کہا تجھے کوئی حاجت درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ سے حضرت معروف کرخی کے وسیلہ سے دعا کرنا۔ ان شاء اللہ فوراً قبول ہو گی۔ آپ کا وصال ۱۶۱ھ میں ہوا۔ آپ کی قبر مبارک بغداد میں ہے۔ جہاں پہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

خانوادۂ کرخیان:۔ خانوادۂ کرخیان حضرت شیخ معروف کرخی سے منسوب ہے۔ ان کا طریقہ تنہائی اختیار کرنا، تین دن بعد روزہ افطار کرنا، اور جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت قیام کرنا، تواضع، خشوع اور رضا، اور اللہ کے جلال کے خوف سے گریہ وزاری کرنا۔ ان کا اکثر ذکر "لا الہ الا اللہ" ہے۔ جس کی حقیقت قدوۃ الواصلین میر سعد اللہ سورتی نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے۔

فضیل بن عیاض

آپ کی کنیت ابو علی، کوفہ کے رہنے والے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ خراسان کے

Marfat.com

علاقہ مرو سے تھے۔اور کچھ کہتے ہیں کہ سمرقند میں پیدا ہوئے۔اور باورد میں بزرگ ہوئے۔ بعضوں نے بخاری الاصل لکھا ہے۔آپ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید کے مرید تھے۔اور ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

علی بن فضیل

آپ نے زہد وتقویٰ اپنے والد سے حاصل کیا۔اور خوفِ خدا اور عبادت میں ہمیشہ مستغرق رہتے تھے۔ایک دن مسجد الحرام میں زم زم کے نزدیک کسی نے یہ آیت پڑھی :''وَ تَرَی الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ o''ترجمہ:۔''اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں جکڑے ہوں گے'' آپ نے یہ آیت سنی تو آہ بھری اور جان دے دی۔

خانوادۂ عیاضیان :۔ سلسلۂ عیاضیان فضیل بن عیاض سے منسوب ہے۔ان کی روش یہ ہے کہ مجرد اور تنہا رہتے ہیں۔ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں۔نیا لباس نہیں پہنتے۔کپڑوں کو نماز میں استعمال کر کے سلواتے ہیں۔اور سوال نہیں کرتے۔اگر بغیر طلب کیے کوئی چیز مل جائے تو کھا لیتے ہیں ورنہ فاقہ کرتے ہیں۔تمام رات بیدار رہتے ہیں،اور دن بھر سفر کرتے ہیں۔ننگے پاؤں رہتے ہیں۔تین دن کے بعد مہمان کے ہمراہ روزہ افطار کرتے ہیں۔اور مخلوق سے نہیں ملتے۔ اگر کوئی ان کی صحبت اختیار کرنا چاہے تو بیوی بچوں کو خدا کے سپرد کر کے مخلوق سے ناطہ توڑ کے اور کُلِ ماسوا سے دل پاک کر کے ان کا مرید ہو جاتا ہے۔اور ان کی روش اختیار کر کے اہل اللہ میں ہو جاتا ہے۔

عارف باللہ،سید الجلیل میر سعد اللہ سورتی لکھتے ہیں:''ھی الطریقة التجرد من البیت و اھله و الصیام و القیام و بس المرقه و ترک السوال و التزام التواضع المشی صافیا و الافطار بعد ثلثه و اربعة و عدم اخذ الا بھذه الشروط و اکثر ذکرھم :حسبنا الله و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر''

Marfat.com

ابو یوسف اسباط

آپ قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ زہد وتقویٰ اور خوفِ الٰہی کا مجسمہ تھے۔ آپ کا قولِ مبارک ہے: اللہ کے دوست کو تین چیزیں دی جاتی ہیں۔ حلاوت، محبت اور مہابت۔ یعنی خوفِ الٰہی اور بزرگی۔ آپ ۱۹۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابو یعقوب ہاشمی

فرماتے ہیں: کہ مجھے ہرگز نہیں بھول سکتا جب میں عید کے دن (ذوالنون) کے ہمراہ آرہا تھا۔ لوگ عید سے واپس آرہے تھے اور بہت خوش تھے۔ ذوالنون نے کہا یہ لوگ خوشیاں منا رہے ہیں کہ اپنا فرض پورا کر آئے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ ان کے روزہ اور نماز قبول ہوئے ہیں یا نہیں۔ آؤ ہم واپس لوٹ چلیں اور ان پر روئیں۔

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم

یہ سلیمان بن منصور بلخی کے بیٹے تھے جو بلخ کے بادشاہ تھے۔ حضرت محمد بن علی بن باقر سے حقائق و معارف کا استفادہ کیا۔ خرقۂ خلافت حضرت فضیل بن عیاض سے حاصل کیا۔ اور سفیان ثوری اور ابو یوسف غسولی (معروف بہ طرطوسی م ۱۴۰ھ) کے صحبت یافتہ تھے۔

ایک دن آپ جبلِ ابوقبیس پر بیٹھے تھے۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ اگر کوئی ولی اللہ پہاڑ سے کہے کہ چل، تو وہ چل پڑے گا۔ ابھی اتنا کہا ہی تھا کہ اُس پہاڑ میں جنبش پیدا ہوئی۔ آپ نے اپنا پاؤں پہاڑ پر مارا اور فرمایا کہ ساکن رہو میں نے صرف ایک مثال دی ہے۔

کہتے ہیں: آپ جوانی میں شکار کو گئے۔ ہاتف سے آواز آئی کہ تمہیں اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ اسی وقت توبہ کی۔ طریقت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے ہوئے چودہ سال میں مکہ کے نزدیک پہنچے۔ پیرانِ حرم استقبال کے لیے آئے۔ ابراہیم قافلے سے الگ ہو گئے تاکہ کوئی پہچان نہ لے۔ پیرانِ حرم کے خدام ان کے پاس پہنچے اور

Marfat.com

پوچھا! کہ کیا آپ ابراہیم ہیں۔ کیونکہ پیرانِ حرم آپ کے استقبال کے لیے آرہے ہیں۔فرمایا: کیا چاہتے ہواس زندیق سے۔ خادموں نے آپ کو پکڑ لیا اور مارا پیٹا۔اور کہا کہ زندیق تو تم ہو۔آپ نے کہا کہ میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا جب تک اپنے اہل وعیال کو چوگان کی طرح نہ کر لے اور اولاد کو یتیموں کی طرح نہ کردے اور کتے کی طرح خاک پر نہ سوئے تب تک یہ مت سوچنا کہ تم مَردوں کی صف میں شامل ہو گئے۔

آپ سے کہا گیا گوشت مہنگا ہو گیا ہے۔آپ نے فرمایا میں سستا کر دوں گا۔آپ سے پوچھا گیا کیسے؟ آپ نے فرمایا نہ کھاؤں گا۔

آپ نے فرمایا لوگوں کی ہلاکت تین چیزوں میں ہے۔توبہ کی امید پر گناہ کرنا، زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا اور رحمت کی امید پر بغیر توبہ کیے زندگی گزار دینا۔

آپ نے فرمایا کہ میں ناکردہ گناہوں سے بھی اس لیے ڈرتا ہوں کہ جو گناہ کیے ہیں ان کے بارے میں بھی نہیں جانتا کہ کیا کیا ہے۔اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ کیا کروں گا۔

ایک دن ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کا طریقۂ معیشت کیا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ اگر مل جائے تو شکر کرتا ہوں اور نہ ملے تو صبر۔آپ نے کہا یہ عمل تو بلخ کے کتے بھی کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔تو آپ نے فرمایا: کہ مل جائے تو ایثار کر دیتے ہیں، اور اگر نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔

ملک شام میں ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

خانوادۂ ادھمیان :۔ یہ سلسلہ حضرت ابراھیم ادھم سے مخصوص ہے۔یہ خرقہ کو ادھمی کہتے ہیں۔اپنے آباواجداد کی نسبت کو محو کر کے ادھمی کہلاتے ہیں۔ان کی روش یہ ہے کہ مجرد رہتے ہیں۔گودڑی پہنتے ہیں۔سفر وحضر میں ذکر سے خالی نہیں ہوتے۔مگر کسی اور سے وظیفہ نہیں لیتے۔اور جو کچھ بغیر طلب کے مل جاتا ہے فقرا میں تقسیم کر دیتے ہیں۔دو تین لقمے کھا لیتے

Marfat.com

ہیں۔اہل دنیا سے میل جول نہیں رکھتے۔ جوکوئی ان کا مرید ہوتا ہے وہ یہی روش اختیار کر لیتا ہے۔اور دنیا سے دل پاک کر لیتا ہے۔

"ھی الطریقة التوجه الی الحق ما یقطع من الخلق و ترک الطمع واختیار العزلة واکثر ذکرھم انت الله الواحد الفردالصمد ھذا حرره سید سعد الله سورتی فی رساله"

ابوعلی شفیق

یہ ابراھیم بلخی کے بیٹے تھے۔صاحبِ جامع الانوار نے فرمایا: کہ آپ امام ہمام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے شاگردوں میں سے تھے۔آپ حاتم اصم کے استاد تھے۔اور ابرھیم ادھم کے مصاحب تھے۔ ماوراءالنہر کے علاقے میں آپ پر رفض کی تہمت لگا کے شہید کر دیا گیا۔

آپ ختلان میں دفن ہوئے، آپ کا سالِ وفات ۱۷۴ھ ہے۔

محمد بن مبارک البصری

آپ فرماتے ہیں: کہ بیت المقدس کے راستے میں ایک دن قیلولہ کہ وقت حضرت ابراھیم ادھم کے ساتھ ایک انار کے درخت کے نیچے دو نفل ادا کیے۔درخت کی جڑ سے آواز آئی کہ اے ابا اسحاق میری عزت افزائی کے لیے مجھ سے کچھ کھاؤ۔اور یہ آواز تین بار آئی۔ پھر میں نے سنا کہ اس نے کہا اے محمد! ابا اسحاق سے میری سفارش کر کہ مجھ سے کچھ کھائے۔آپ نے دو انار ترش توڑے ایک مجھے دیا اور ایک خود کھایا۔درخت کھڑا ہوا تھا لیکن جب میں نے دیکھا تو رکوع کی حالت میں تھا۔اور یہ ان بزرگوں کی برکت کی وجہ سے سال میں دو بار انار شیریں کا پھل دینے لگا۔اور اس کا نام زمانہ العارفین پڑ گیا۔اس کے سائے میں عابدین آرام کرتے ہیں۔

داؤد بن نصر طائی

Marfat.com

آپ بزرگ مشائخ اور رؤسائے اہل تصوف میں سے تھے۔اپنے زمانے میں بے نظیر تھے ۔امام ابو حنیفہ کوفی کے شاگرد تھے ۔اور فضیل اور آپ ، ابراھیم ادھم کے زمانہ میں تھے۔آپ طریقت میں حضرت حبیب عجمی راعی کے مرید تھے۔آپ حضرت خواجہ معروف کرخی کے مشائخ میں سے تھے۔اور امام ابوعبداللہ احمد بن محمد شیبانی کے استادوں میں تھے۔

آپ کی وفات ۱۶۵ھ میں ہوئی۔

داؤد بلخی

آپ خراسان کے قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ابراھیم ادھم کہتے ہیں: کہ کوفہ اور مکہ کے درمیان ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو نمازِ مغرب ادا کر کے دو رکعت نمازِ نفل پڑھ کے زیرِ لب کوئی بات کر رہا تھا۔اس کے دائیں طرف ثرید کا پیالہ اور پانی کا ایک کوزہ پڑا تھا۔اس نے خود بھی کھایا اور مجھے بھی دیا۔میں نے یہ واقعہ صاحبِ کرامت بزرگوں میں سے کسی ایک کو سنایا، تو انہوں نے فرمایا: کہ وہ میرا بھائی داؤد ہے۔جو بلخ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا ہے۔وہ گاؤں آپ کے وجودِ مسعود کے باعث دیگر دیہاتوں پر افتخار رکھتا ہے۔

ابراھیم بن سعد العلوی الحسنی

آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔آپ حسنی سید ہیں ۔بغداد کے قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ملکِ شام چلے گئے۔اور وہیں متوطن ہو گئے۔آپ ابوالحارث اولاسی کے استاد، اور ابراھیم ادھم کی مثل تھے۔

ابوالحارث کہتے ہیں: کہ میں اولاس سے مکہ کی زیارت کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں تین شخص ملے جنہوں نے کہا کہ اس سفر میں ہم بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔مگر دو افراد جدا ہو گئے اور میں اور ابراھیم سعد علوی باقی رہ گئے۔اس نے مجھے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں نے کہا شام۔انہوں نے کہا کہ میں کوہِ لگام کی طرف جا رہوں۔بعدازاں وہ جدا ہو گئے۔مگر

Marfat.com

ہمیشہ مجھ سے خط و کتابت جاری رکھی۔

ابوعبداللہ احمد بن محمد الشیبانی المرودی

آپ حضرت داؤد بن نصر طائی کے مرید تھے، اور بارادت شاگرد ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔ ہزاروں حدیثیں آپ کو یاد تھیں۔ بخاری اور مسلم نیشا پوری نے آپ سے احادیث نقل کی ہیں۔ اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) مرد اور ساٹھ ہزار (۶۰،۰۰۰) عورتیں آپ کے جنازے میں شریک ہوئے۔

شعوانہ

آپ بڑی عبادت گزار تھیں۔ اصل میں عجمی تھیں۔ ابلہ میں قیام کیا۔ آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔ وعظ میں دلکش نغمات اور اشعار کہتی تھیں۔ بہت سے زاہد، عابد اور صاحبانِ دل آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ پر اس قدر گریہ طاری تھا کہ کسی نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ اس قدر رونے سے آنکھوں کی بینائی نہ ضائع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا دنیا میں اندھا ہوجانا عذاب النار سے اندھا ہونے سے بہتر ہے۔

فضیل عیاض نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو شعوانہ نے کہا: کہ تیرے اور خدا کے درمیان ایسی چیز ہے کہ لوگ دعا کے لیے تجھے ہی اجابت کا سبب بنائیں۔ فضیل نے آہ کھینچی اور بے ہوش ہو گئے۔

ابوالحارث آلاسی

آپ کا نام فیض بن خضر تھا۔ آپ ابراھیم سعد علوی حسنی کے شاگرد ہیں۔ وہ کہتے ہیں: کہ ایک دن میں اُلاسی میں بیٹھا تھا۔ خیال آیا کہ باہر نکلوں۔ باہر دیکھا تو درختوں کے درمیان ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھ پر ہیبت طاری ہوئی۔ جب غور سے دیکھا تو وہ ابراھیم سعد

Marfat.com

تھے۔انہوں نے نماز مختصر کر کے مجھے سلام کہا۔اور دریا کے کنارے آ کے پانی کو ہلایا بہت سی مچھلیاں صف بہ صف آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔میرے دل میں خیال آیا کہ آج شکاری کہاں ہیں۔اس خیال کا آنا ہی تھا کہ سب مچھلیاں منتشر ہوگئیں۔

ابراھیم نے فرمایا کہ ابوالحارث آپ اس کام کے لیے نہیں ہیں۔آپ کو چاہیے کہ اس ریگستان میں لوگوں سے پنہاں ہو جاؤ اور دنیا سے بہت تھوڑا تعلق رکھو۔تا آنکہ تمہیں موت آ جائے۔بس یہ کہا اور غائب ہوگئے۔اس کے بعد نہیں دیکھا۔

ابراھیم ستنبہ ہروی

آپ کی کنیت ابواسحاق، حضرت ابراھیم ادھم کے صحبت یافتہ، اور بایزید بسطامی کے دور میں تھے۔آپ اصل میں کرمان کے رہنے والے تھے۔ہرات میں تعلیم پائی۔اور آپ کی قبر قزوین میں ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابراھیم ادھم کی صحبت میں پہنچا۔تو انہوں نے مجرد رہنے کی تلقین فرمائی۔بعد میں نصیحت کی کہ کوئی کام کیا کروں اور کمائی کر کے فقراء میں تقسیم کروں۔پھر کچھ عرصہ بعد کہا کہ کام چھوڑ دو اور خداوند کریم پر توکل درست کرو۔تا کہ صدق اور یقین حاصل ہو۔آپ نے جو کچھ فرمایا میں نے اس پر عمل کیا۔بعد میں انہوں نے فرمایا کہ جنگل کی طرف نکل جاؤ اور تجرد اختیار کرو۔چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔اور اس سے مجھے صدق، توکل اور خدا عزوجل پر اعتماد حاصل ہوا۔

ابراھیم رباطی

آپ ابراھیم ستنبہ کے مرید، اور انہی کا طریقہ توکل اپنایا۔آپ ہرات میں پیدا ہوئے اور آپ کی قبر رباط زنگی میں ہے۔

ابراھیم صیادالبغدادی

آپ کی کنیت ابو اسحٰق۔حضرت معروف کرخی سے صحبت رکھتے تھے۔اور آپ کا

Marfat.com

طریقہ خلق سے لاتعلق ہوکر مجرد رہنا تھا۔

ایک دن سری سقطی کے پاس آئے اور کھجور کے پتوں کی چٹائی کو اپنا لباس بنایا ہوا تھا۔حضرت سری سقطی نے اپنے دوستوں میں سے کسی کو دس درہم دیے کہ ان کے لیے کوئی چادر خرید لائے۔وہ چادر آپ کو دی، اور کہا! کہ یہ دس درہم میری ذاتی ملکیت تھے جس سے یہ خریدی ہے پہن لو۔مگر انہوں نے نہ پہنی اور کہا درویشوں کے ساتھ بیٹھے ہو اور دس درہم ذخیرہ کرتے ہو اور چلے گئے۔

ابرھیم آجری کبیر

جنید نے عبدون زجاج سے آپ کے اوصاف سنے۔

ابراھیم آجری صغیر

آپ کی کنیت اسحٰق۔ابومحمد جریری اور ابواحمد مغاربی کہتے ہیں: کہ آپ کے پاس ایک یہودی آیا اور آپ سے کسی چیز کا تقاضا کیا اور بعد میں دونوں کا آپس میں مکالمہ ہوا۔یہودی نے کہا کے مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیں جس سے مجھے میرے دین پر اسلام کا شرف اور فضیلت نظر آئے۔تا کہ میں ایمان لاؤں۔ابراھیم آجری صغیر نے اپنی چادر میں اس یہودی کی چادر لپیٹ دی اور آگ میں ڈال دی۔تھوڑی دیر کے بعد جب وہ چادر نکالی گئی تو یہودی کی چادر جل کر راکھ ہو چکی تھی۔اور آپ کی چادر سلامت تھی۔یہودی نے جب یہ دیکھا فوراً ایمان لے آیا۔

رابعہ عدویہ

آپ کا والد فقیر منش اور غریب شخص تھا۔رابعہ کی ولادت کی رات اتنا بھی روغن ان کے گھر میں نہیں تھا جسے بچی کی ناف پر لگا سکتے۔چونکہ ان کی پہلے تین بیٹیاں تھیں، اس لیے ان کا نام رابعہ رکھا۔رابعہ کی والدہ نے اپنے خاوند کو آواز دی کہ فلاں ہمسایہ کے گھر سے تھوڑا سا تیل لے آؤ تا کہ چراغ روشن کریں۔مگر وہ عہد کر چکے تھے کہ مخلوق سے کوئی چیز نہیں مانگیں گے وہ باہر

Marfat.com

آئے ،اور ہمسائے کے دروازے پر ہاتھ رکھا اور واپس آ گئے ،اور کہا کہ انہوں نے دروازہ نہیں کھولا ۔اسی غم میں وہ سو گئے ۔اور خواب میں پیغمبر ﷺ کو دیکھا ۔آپ ﷺ نے فرمایا غمگین نہ ہو آپ کی اس بیٹی کی شفاعت سے میرا ہزار امتی بخشا جائے گا ۔تم صبح بصرہ کے امیر کو ایک خط لکھو جس میں یہ نشانی بیان کرو کہ نبی کریم ﷺ پر ہر جمعرات کو چار سو بار درود شریف بھیجتے ہو ۔لیکن اس رات فراموش کر دیا ہے ۔اس کا کفارہ چار سو ہے ۔امیر نے وہ دیکھتے ہی چار سو دینار انہیں دیے ۔تھوڑے عرصے بعد رابعہ کے والدین فوت ہو گئے ۔اور یہ بہنیں بکھر گئیں ۔رابعہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ لگی جس نے آپ کو چھ درہم میں فروخت کر دیا ۔رابعہ ہر روز روزہ رکھتی ،اور شب تا صبح قیام کرتی ۔ایک رات اس کے آقا نے روزنِ دیوار سے دیکھا کہ وہ عبادت میں کھڑی ہیں، اور ایک چراغ اس کے سر پہ روشن ہے جس سے اس کا تمام گھر منور ہے ۔وہ یہ منظر دیکھ کر لرز گیا اور صبح ہوتے ہی اسے آزاد کر دیا ۔رابعہ حضرت خواجہ حسن بصری کی خدمت میں پہنچی اور توبہ کر کے گوشہ نشین ہو گئی ۔

ایک بار آپ مکہ گئیں راستے میں کعبہ کو دیکھا جو آپ کے استقبال کے لیے آیا ۔ادھر ابراھیم ادھم چودہ سال میں ہر قدم پر دوگانہ نفل پڑھتے ہوئے وہاں پہنچے ۔مگر خانہ کعبہ موجود نہ پایا ۔کہا آہ یہ کیا معاملہ ہے یا میری آنکھ میں خلل واقع ہوا ہے ۔ہاتف سے آواز آئی کہ کعبہ رابعہ کے استقبال کے لیے گیا ہے ۔حضرت ابراھیم ادھم نے رابعہ کو دیکھ کہ کہا یہ کیا شور دنیا میں مچا رکھا ہے ۔رابعہ نے فرمایا شور تو آپ نے دنیا میں مچا رکھا ہے ۔کہ یہ راہ چودہ سال میں طے کیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ آپ نے نماز میں طے کیا اور میں نے نیاز میں ۔

بیت (ترجمہ)

عشق کے راستے میں سواری کا فکر کیا کرنا
ادھر آ رابعہ کے پہلو میں بیٹھ ، اور جا

کہتے ہیں: کہ ایک رات حضرت خواجہ حسن بصری اپنے چند احباب کے ساتھ آپ

Marfat.com

کے گھر آئے اور فرمایا کہ بہار کا موسم ہے آپ باہر آئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی صنعت دیکھو۔ رابعہ نے فرمایا آپ اندر کیوں نہیں آجاتے تا کہ صانع کو دیکھیں۔

کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ کسی کو چار درہم دیے کہ میرے لیے کوئی کمبل خرید لاؤ۔ کیونکہ وہ برہنہ تھیں۔ وہ آدمی گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور پوچھا کہ کس رنگ کا خریدوں۔ رابعہ نے فرمایا: کہ اب چونکہ رنگ درمیان میں آ گیا ہے، لہٰذا وہ درہم واپس کرو۔ اور اس سے وہ درہم لے کے دریا میں پھینک دیے۔

مریم البصریہ

رابعہ بصری کی ہم عصر اور ان کی صحبت یافتہ تھیں۔ محبت الٰہی کی باتیں کرتی تھیں۔ ایک ایسی مجلس میں حاضر ہوئیں جہاں محبت الٰہی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، وہ سن کر ایسا اثر لیا کہ جان دے دی۔

فرمایا: جب سے میں نے یہ آیۂ کریمہ سنی ہے روزی کا نہ غم ہے اور نہ اس کے لیے رنج اٹھایا ہے۔ ''و فی السماء رز قکم و ماتوعدون'' (سورہ الذاریات:۲۲)

ترجمہ:۔ اور تمہارا رزق آسمان پر ہے جس کا تم سے وعدہ کیا ہے۔

معاذۃ العدویہ

رابعہ عدویہ کی ہم عصر اور ان کی صحبت یافتہ تھیں۔ انہوں نے چالیس سال اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا کر نہ دیکھا۔ اور دن میں کبھی کوئی شے نہ کھائی اور نہ رات کو سوئیں۔

عفیرۃ العابدہ

آپ معاذہ عدویہ سے صحبت یافتہ تھیں۔ آپ خوف خدا سے اس قدر روئیں کہ نابینا ہو گئیں۔

Marfat.com

میمونہ السوداء

عبدالواحد بن زید بیان کرتے ہیں: کہ میں تین رات اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا رہا کہ مجھے اپنا پیارا بندہ دکھا۔امر ہوا کہ وہ میمونہ السوداء ہے۔نیز بتایا کہ وہ کوفہ میں فلاں قبیلہ میں ہے۔میں ان کی زیارت کے لیے وہاں پہنچا اور معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ فلاں زمین میں بکریاں چرا رہی ہیں۔میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی ہیں۔اور بکریاں شہد کی مکھیوں سے کھیل رہی ہیں۔مجھے دیکھا تو نماز جلد ختم کر دی اور فرمایا: کہ اے ابن زید آگے آؤ۔میں نے پوچھا آپ میرا نام کیسے جانتی ہیں۔انہوں نے فرمایا: ترجمہ:۔سب ارواح ایک لشکر ہیں جو وہاں مل چکے ہیں وہی یہاں آکر ملتے ہیں۔

علی بن یگانہ

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔اور آپ اولین مشائخ میں سے ہیں۔ابراھیم ادھم کے صحبت یافتہ تھے۔مصیصہ میں رہتے تھے۔

ریحانہ والہ

آپ بصرہ کی عبادت گزار خواتین میں سے تھیں۔

عبداللہ مبارک

ان کو امیرِ قلم اور شمشیرِ جوہر دار اور امام الاسلام کہتے ہیں۔ایک روز ایک جگہ سے گذرے تو سفیان ثوری نے کہا: اے مشرق کے مرد ادھر آ، وہاں فضیل بن عیاض بھی موجود تھے۔انہوں نے کہا: اور مغرب اور اس کے درمیان جو کچھ ہے اس کا مرد۔

ایک دفعہ ایک منزل پہ اترے آپ کے پاس ایک قیمتی گھوڑا تھا۔جو کھیت میں چرنے گیا تو وہیں مر گیا۔آپ ایک سال حج کرتے اور ایک سال تجارت۔اور تجارت کا نفع دوستوں میں خرچ کر دیتے۔

Marfat.com

فرمایا:۔دل کی دوا ہے لوگوں سے دور رہنا۔

سہیل بن علی المروزی

آپ عبداللہ مبارک کے ہم عصر تھے۔

مالک بن انس

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔آپ نے ربیعہ سے علم حاصل کیا۔اور نافع سے قرأت سیکھی اور زہری سے کسبِ حدیث کیا۔جب بھی آپ حدیث روایت کرتے تو پہلے وضو کرتے اور پاکیزہ لباس پہنتے۔کبھی کسی کو راہ چلتے کھڑے ہو کر حدیث نہیں سنائی۔اور باوجود بڑھاپے کی کمزوری کے مدینہ مطہرہ میں ہمیشہ پیدل چلتے۔اور فرمایا کہ جس شہر میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا جسدِ اطہر ہے، وہاں سوار کیسے ہوں۔بعض نے انہیں امام شافعی کا استاد لکھا ہے۔تین سال آپ اپنی ماں کے شکم میں رہے۔اور ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔اور اسّی (۸۰) سال کی عمر میں ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔

کہتے ہیں: منصور دوانیقی نے آپ کے ننگے بدن پر ۷۰ کوڑے لگوائے۔آپ کا شانہ باہر نکل آیا۔اور اسی تکلیف میں آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شیبان المصاب

ذوالنون مصری کہتے ہیں: کہ میں نے لبنان کے پہاڑ پر غارِ کہف میں ایک شخص کو دیکھا، جس کا سر اور پیشانی سفید تھے۔اس سے دعا کے لیے عرض کیا۔آپ نے دعا کی ''انسک اللہ بقربہ'' ترجمہ: ''اللہ آپ کو اپنے قرب سے مانوس کرے''۔میں نے مزید دعا کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنی انس عطا کر کے اپنا قرب عطا کرتا ہے اس کو چار خصلتیں بھی عطا کرتا ہے۔۱:۔مخلوق میں عزت بغیر خاندان کے، ۲:۔علم بغیر طلب کے، ۳:۔اور غنی بغیر مال کے، اور ۴۔مخلوق کی مدد سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔یہ سن کہ ایسا اثر لیا کہ

Marfat.com

تین روز بے خودر ہے۔تین دن کے بعد جب افاقہ ہوا تو وضو کیا اور نماز ادا کی ۔اور فرمایا کہ میرے حبیب کے ذکر نے میرا شوق بڑھا دیا ہے۔اور میرے حبیب کے حبیب نے میری عقل زائل کر دی۔اور مجھے لوگوں سے ملاقات کرنے میں وحشت ہوتی ہے۔رب العالمین سے انس ہو گیا ہے۔جب میں سلام کہتا ہوں تو وہ مجھے کہتا ہے اللہ کی تم پر رحمت ہو۔جب میں تین دن سے زیادہ اس کے پاس رہنے کی امید کرتا ہوں تو کہتے ہیں: پیارے رُک اپنے مولا کی محبت میں، وہ تمہیں پیار کرتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیوانہ ہو جائے اور جسے مخلوق سے بیزاری ہو اسے تقوی کا علم حاصل ہوتا ہے۔اور وہی اللہ کے قریب اس کے پیارے اور اس کے دوست ہوتے ہیں۔بس آپ کی آہ نکلی اور دنیا سے چل بسے۔اچانک گھنگرو کی آواز سنائی دی تو دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ سے اللہ کے بندوں کی ایک جماعت اتری۔تو انہوں نے ان کے جسم کو مٹی میں دفن کیا۔میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں تو انہوں نے بتایا شیبان مصاب ہیں۔

غلام عبدالواحد بن زید

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں: کہ میں نے اپنی خدمت کے لیے ایک غلام خریدا۔ایک رات میں نے اسے کسی خدمت کے لیے بلایا مگر وہ گھر موجود نہیں تھا۔اور دروازہ بند تھا۔مجھے حیرت ہوئی صبح وہ آیا اور ایک درہم میرے ہاتھ پہ رکھا اور کہا یہ اس رات کا حقِ خدمت ہے۔اور آپ میری خدمت معاف فرمائیں۔میں آپ کو ہر رات ایک درہم پیش کروں گا۔کچھ عرصہ گزرا تو میرے پڑوسی میرے پاس آئے، اور کہا کہ یہ غلام بیچ دو کیونکہ یہ کفن چور ہے۔میں نے ایک رات اس کا پیچھا کیا۔اور میں جس دروازے پہ گیا اسے کھلا پایا۔اور وہ نکل کر ایک صحرا میں جھاڑیوں والی زمین میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہے۔صبح ہوتے ہی اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تو ایک درہم اس کے ہاتھ میں آپڑا۔اور وہ جیب میں ڈال کر غیب ہو گیا۔میں نے اسے آزاد کرنے کی نیت کر لی۔اور اسے بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا۔معلوم نہیں وہ کون سی جگہ تھی۔ایک دم ایک گھڑ سوار ظاہر ہوا۔اس نے پوچھا یہاں کیوں بیٹھے ہو۔میں نے اسے ساری

Marfat.com

تفصیل بتائی۔اس نے کہا یہاں سے تمہاری جگہ بہت دور ہے۔شام کو وہ غلام پھر ظاہر ہوا۔اور ایک دم دروازے پہ پہنچا اور کہا: کہ آپ کے دل میں مجھے آزاد کرنے کا جو خیال آیا تھا وہ پورا کرو۔اسی دوران اس نے ایک پتھر اٹھا کر مجھے دیا اور چلا گیا۔جب میں نے دیکھا تو وہ سونا تھا۔مجھے حد سے زیادہ افسوس ہوا۔ پھر میں نے ہمسائیوں کو سارا ماجرا سنایا۔انہیں بھی بہت افسوس ہوا مگر کوئی چارہ نہیں تھا۔

غلام نے آخر ابراہیم سے کہا کہ میں نے بصرہ کے بازار میں دیکھا کہ ایک غلام بک رہا ہے۔اور بیچنے والا کہہ رہا ہے کہ کون ہے جو اس غلام کو عیبوں سمیت خرید لے۔اس میں یہ تین خصلتیں ہیں۔یہ رات کو سوتا نہیں ہے،اور دن میں کچھ کھاتا نہیں ہے،اور سخت مجبوری کے بغیر بولتا نہیں ہے۔میں نے غلام سے کہا آپ تو کوئی عارفوں میں سے معلوم ہوتے ہو۔اس نے کہا اے ابراہیم اگر میں عارفوں میں سے ہوتا تو پھر میں غلام بن کے کیوں بکتا۔میں نے کہا یہ کوئی پاگل ہے۔پھر میں نے اس کے لیے رقم ادا کر دی۔اور دل میں کہا: یا رب العالمین میں اسے تیری رضا کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔اس نے کہا اے ابراہیم! تو نے مجھے دنیا کا رزق دے کر آزاد کرایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آخرت میں تجھے دوزخ کے عذاب سے آزاد کر دیا ہے۔اور پھر غائب ہو گیا۔

صالح مُرّی بصری

خوش الحانی میں آپ معروف ہیں۔مالک دینار کے ہم عصر تھے۔

محمد بن واسع بصری

اپنے دور میں اہل بصرہ میں سب سے افضل تھے اور مالک دینار کے معاصر تھے۔

ثابت البنانی

یہ اپنے وقت کہ بزرگ ترین شخص تھے۔کثرتِ صلوۃ کی وجہ سے اہلِ بصرہ میں

Marfat.com

معروف تھے۔ حضرت حبیب عجمی کے معاصر تھے۔ اوراس دور کے مشائخ میں سے تھے۔

شیخ ابا جہیز الضریر البصری

صالح مری کہتے ہیں: کہ میں ابا جہیز ضریر کی زیارت کے لیے آیا۔ آپ کی جگہ شہر کے باہر تھی۔ جہاں وہ عبادت کے لیے قیام پذیر تھے۔ راستے میں محمد بن واسع، مالک دینار، حبیب عجمی اور ثابت بنانی بھی اسی ارادے سے رفیقِ سفر ہوگئے۔ اور نمازِ ظہر ان کے ساتھ ادا کی۔ چنانچہ پہلے محمد بن واسع آگے ہوئے۔ تو انہوں نے پوچھا کون ہے۔ تو انہوں نے بتایا آپ کا بھائی محمد بن واسع ہوں۔ انہوں نے کہا: تو وہی ہے جن کو اہلِ بصرہ افضل سمجھتے ہیں۔ وہ خاموش ہوگئے۔ پھر ثابت بنانی سے پوچھا، انہوں نے بتایا کہ میں ثابت بنانی ہوں۔ آپ نے فرمایا آپ وہ ہیں جسے اکثر اہلِ بصرہ کثرۃ الصلوۃ کہتے ہیں۔ وہ بھی ساکن ہوگئے۔ پھر حبیب عجمی اٹھے انہوں نے پوچھا کون ہے۔ آپ نے بتایا میں حبیب ہوں۔ آپ نے فرمایا آپ وہ ہیں جنہیں اہلِ بصرہ مستجاب الدعوات اور بہترین شخصیت کہتے ہیں۔ بعد میں مالک دینار آگے ہوئے تو ان سے پوچھا کہ کون ہو انہوں نے اپنا نام بتایا۔ تو انہوں نے فرمایا واہ واہ۔ آپ وہ ہیں جنہیں اہلِ بصرہ زاہد ترین شخص سمجھتے ہیں۔ پھر اسی طرح صالح مُرّی آگے بڑھے تو پوچھا کون ہے۔ تو آپ کا نام سن کے فرمایا: کہ اچھا تو آپ وہ ہیں جن کو اہلِ بصرہ سب سے زیادہ خوش الحان سمجھتے ہیں۔ اور کہا کہ میں تمہاری آواز سننے کا مشتاق ہوں۔ مجھے قرآن پاک کی پانچ آیات پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے پڑھا: ''یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ ○ الی قولہ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ ''(۲۵:۲۲۔۲۳) یہ سنتے ہی آپ پر ایسا وجد طاری ہوا کہ اسی لمحے بے ہوش ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو انہیں دوبارہ قرآن پڑھنے کی درخواست کی۔ اور پھر آہ کھینچی اور جان جانِ آفرین کے حوالے کردی۔ ان کی بیوی باہر آئی تو پوچھا! کہ کیا ابو جہیز فوت ہوگئے ہیں۔ بتایا کہ ہاں۔ اس نے کہا آپ اکثر یہ دعا کرتے تھے: ''اللھم اجہر موتی اولئک فعلمت انکم لم تجتمعوا الالموتہ

Marfat.com

فعلناہ و کفیناہ وحللیناہ حلیہ و دفناہ "۔

ابوحمزہ الثمانی الازوی

آپ کا نام ثابت بن دینار ہے۔اور کنیت ابوصفدر ہے۔

امام علی رضاؑ سے روایت ہے: کہ ابوحمزہ اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی طرح ہے۔کیوں کہ اس نے ہمارے خاندان کی چار شخصیتوں کی خدمت کی ہے۔علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر۔ ۱۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

یحی بن ام الطّویل

فضل بن شاذان کہتے ہیں: کہ علی بن الحسین کے زمانے میں پانچ آدمیوں کے علاوہ کوئی شیعہ نہیں تھا۔جن میں ایک یحی بن ام الطّویل ہیں۔

امام زین العابدین سے روایت ہے: کہ میرے والد کی شہادت کے بعد کوئی شیعہ باقی نہ رہا۔سوائے ان پانچ افراد کے۔ابوخالد کابلی، یحی بن ام الطّویل، جبیر ابن مطعم، جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت امام حسینؑ کے حرمِ محترم شبکہ۔بعدازاں لوگ اطراف سے آکر ساتھ شامل ہوئے اور پھر شیعوں کی تعداد کافی ہوگئی۔

لیث بن البختری الاسدی یا المرادی

آپ کی کنیت ابومحمد اور ابوبصیر ہے۔حضرت امام محمد باقر نے ان کی شان میں بشارت دی ہے، کہ وہ لوگ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو خشوع وخضوع سے یاد کرتے ہیں۔وہ جنت میں داخل ہوں گے۔اوران میں ایک یہ لیث بھی ہوں گے۔

برید بن معویہ العجلی

حضرت امام ناطق بحق جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: کہ اوتادِ ارض اور اعلامِ

Marfat.com

دین چارلوگ ہیں۔محمد بن مسلم، برید بن معویہ،لیث بن البختری اورزرارہ بن اعین۔

آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن مسلم بن رباح الطایفی الثقفی الکوفی

آپ حضرت امام محمد باقرؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔روایت ہے کہ کسی نے عبداللہ بن یعفور سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں ہروقت آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا۔اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میرے دوستوں میں سے کئی آکے مجھ سے دینی مسائل پوچھتا ہے۔تو میرے پاس ہر مسئلے کا جواب نہیں ہوتا۔حضرت نے فرمایا کہ آپ محمد بن مسلم سے پوچھ لیا کرو۔انہوں نے دینی مسائل میرے باپ سے سنے۔

آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

زرارہ بن اعین الشیبانی الکوفی

آپ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب میں سے تھے۔حضرت امام جعفر صادقؑ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر زرارہ نہ ہوتے تو میں کہتا ہوں بے شک میرے باپ کی حدیثیں ختم ہوجاتیں۔ان کے دو بیٹے تھے،جن کے نام حسن اور حسین تھے۔

حمزہ طیار

آپ کی کنیت ابوعمارہ تھی۔امام محمد باقر ان کے وجودِ مسعود پر فخر اور ناز کرتے تھے۔

عبدالملک بن اعین شیبانی کوفی

امام جعفر صادقؑ اپنے اصحاب سمیت عبدالملک کی قبر کی زیارت کے لیے گئے۔جو کہ مدینہ میں واقع ہے۔اور جب آپ نے ان کے فوت ہونے کی خبر سنی تو ان کے لیے بے شمار رحمت کی دعا کی۔اور فرمایا کہ عبدالملک جیسا شخص آج تک پیدا نہیں ہوا۔ان کا ایک بیٹا تھا۔

Marfat.com

جس کا نام خریس تھا۔لہٰذا اس کی نسبت سے ان کی کنیت ابوخریس مشہور ہوئی۔

بکر بن اعین شیبانی

آپ کی کنیت ابوجہیم تھی۔آپ کے چھ بیٹے تھے جو بہت لائق تھے۔ان کے نام یہ ہیں۔ابوعبداللہ، جہیم، عبدالحمید، عبدالاعلیٰ، عمر اور یزید۔امام ہمامین محمد باقر اور جعفر صادقؑ کے اصحاب اور راویوں میں سے ہیں۔حضرت امام جعفرؑ نے آپ کی وفات پر فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیؑ کے مابین رکھے۔

حمران بن اعین شیبانی کوفی

وہ زرارہ اور اپنے دیگر بھائیوں کی طرح مستقیم تھے۔اوران کے دو لائق بیٹے تھے حمزہ اور محمد۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: کہ وہ اہلِ جنت ہیں۔دوسری روایت میں فرمایا کہ حمران مومن ہے۔خدا کی قسم وہ اپنے ایمان سے ہرگز نہیں پھرے گا۔آپ نے حضرت امام جعفر صادق کے زمانے میں وفات پائی۔

ہشام بن الحکم الکندی شیبانی کوفی

قبیلہ کندہ میں سے تھے۔آپ کی ولادت کوفہ کے محلّہ شیبان میں ہوئی۔آپ کا گھر کوفہ میں تھا۔اور بغیر کسی واسطے نشوونما پائی۔ان کی تجارت بغداد میں تھی۔اور آخر عمر بغداد میں منتقل ہو گئے۔ہمیشہ ان کے دل میں اہلِ بیت کی محبت موجزن رہتی تھی۔امامیں ہمامین امام جعفر صادق اور موسیٰ کاظمؑ کے راویوں سے منسلک تھے۔آنحضرت نے آپ کی شان میں بہت تعریف بیان فرمائی ہے۔جب آپ ہارون رشید کے زمانے میں ۱۷۹ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے تو امام رضاؑ نے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کی۔اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے۔ وہ ہمارے مخالفین کے شبہات کو دفع کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔

علی بن خنیس الکوفی

Marfat.com

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے۔آنحضرت نے فرمایا: کہ وہ اہلِ بہشت سے ہیں۔جب محمد بن عبداللہ معروف بہ نفسِ زکیہ نے عباس پر خرچ کا ارادہ کیا تو یہ لوگوں کو ان کا ساتھ دینے کی ترغیب دیتے تھے۔داؤد بن علی عباسی نے انہیں اسی کینہ کی وجہ سے گرفتار کر کے شہید کر دیا۔آپ نے اپنی شہادت سے پہلے لوگوں کو گواہ بنا کر کہا: کہ میرے ترکہ کے مالک امام جعفر صادقؑ ہیں۔آپ کے قتل کی خبر نے امام کو بہت غمگین کیا۔آپ نے داؤد کو کہا کہ تم نے میرے غلام کو کیوں قتل کیا۔وہ تو میرے مال وعیال میں میرا وکیل تھا۔اللہ کی قسم تم نے حق تعالیٰ کی طرف سے اپنی بخشش کا کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔

معاویہ بن عمار الدہنی

دہن قبیلہ، حیلہ کا ایک گروہ ہے۔حضرت امام جعفر صادق اور موسیٰ کاظم کے صحبت یافتہ ہیں۔اوران سے روایات کی ہیں۔آپ کی وفات ۱۷۵ھ میں ہوئی۔

علی بن یقطین الاسدی کوفی

آپ عراق کے عرب بزرگ زادوں میں سے ہیں۔آپ کے والد یقطین کو تشیع کی وجہ سے مروان حمار نے گرفتار کرنا چاہا۔مگر آپ بھاگ کر کوفہ آگئے۔علی وہیں پہ پیدا ہوئے۔حضرت امام موسیٰ کاظم کے دور میں امامیہ گروہ کے بزرگوار تھے۔اور حضرت امام علیہ السلام کی زندگی میں ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

جابر بن یزید جعفی کوفی

آپ نے فرمایا کہ میں جوانی میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔آپ نے پوچھا: کہ تم کس قبیلے سے ہو، کہاں سے آئے ہو اور کس ارادے سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: میرا تعلق قبیلہ جعفی سے ہے۔اور میں کوفہ سے علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں۔امام صاحب نے فرمایا کہ کس سے علم حاصل کرو گے۔میں نے عرض کیا آپ سے۔آپ نے فرمایا پھر خود کو

Marfat.com

کوفی نہ کہلانا۔ بلکہ اگر کوئی پوچھے کہ کہاں سے تعلق ہے تو کہنا کہ مدینہ سے۔ میں نے عرض کیا: کیا جھوٹ بولنا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص جہاں موجود ہے وہ وہیں کا رہائشی ہے، جب تک وہاں سے چلا نہ جائے۔ پھر مجھے ایک کتاب دی اور فرمایا کہ بنی امیہ کے زمانے میں اگر اس میں سے کسی پر تو نے کچھ ظاہر کیا تو لعنت ہو تم پر میری طرف سے اور میرے اباؤ اجداد کی طرف سے۔ اور اگر ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد کوئی بات چھپائی تو پھر بھی میری اور میرے آباء کی تم پر لعنت ہوگی۔ پھر وہ کتاب مجھے دی اور فرمایا کہ اسے سمجھ اور اس کا مضمون کسی سے مت کہنا۔ اگر تم نے خلاف ورزی کی تو میری اور میرے آباء کی تم پہ لعنت ہوگی۔ اور کہا کہ حضرت امام محمد باقر سے مجھے ستر ہزار حدیث یاد ہے۔ جو ہرگز کسی سے روایت نہیں کروں گا۔

مذکور ہے کہ ایک دن جابر نے آنحضرت سے عرض کیا کہ احادیث کے اسرار کا عظیم بوجھ خود پر محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی پر اظہار نہ کروں۔ لیکن مجھے کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے کہ وہ اسرار میرے سینے میں جوش مار رہے ہیں۔ اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میری حالت پاگلوں جیسی نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جب کبھی ایسا محسوس کرو تو صحرا میں چلے جایا کرو، اور وہاں اپنا دل خالی کر آیا کرو۔

کہتے ہیں: کہ جب ہشام بن عبدالملک مسند پر بیٹھا تو جابر نے خود پر دیوانگی طاری کر لی۔ چند دن کے بعد ہشام کا حکم پہنچا کہ جابر کو میرے دربار میں پیش کیا جائے۔ حاکمِ کوفہ نے جابر کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ تو پاگل ہو چکا ہے۔ ہشام کو یہ صورتِ حال بتائی گئی تو جابر نے خلاصی پائی۔ آپ ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابان بن تغلب بن رباح بن سعید البکری الجریری

آپ کی نسبت بکر بن وائل پہ منتہی ہوتی ہے۔ آپ قاری عالم تھے۔ قرأت میں ان کا اپنا انداز شہرت رکھتا تھا۔ آپ نے امام جعفرؑ سے تیس ہزار احادیث یاد کیں۔ آپ نے امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام کی زیارت کی۔ اور ان کی التفاتِ خاطر

Marfat.com

سے مشرف ہوئے۔

امام محمد باقرؑ نے آپ کو فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ اور لوگوں کو فتویٰ دیں۔ اور ان کے دینی مسائل حل کریں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی زندگی میں ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن شریک العامری

آپ علی بن حسین اور محمد باقر بن علی علیہم السلام کے راویوں میں سے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دن ان کے بارے میں فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں عنقریب عبداللہ بن شریک عامری سر پہ سیاہ عمامہ باندھے کمر باندھ کر ہم اہلِ بیت کی خدمت میں چار ہزار جری مردوں کو ساتھ لے کر میدانِ کارزار میں ہمارے ساتھ ہمارے مخالفین سے جنگ کر رہا ہوگا۔ اس کلام میں دو اشارے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ائمہ اہلِ بیت و شیعہ امامیہ کے اصولِ عقائد پر کاربند ہو گا۔ اور دوسرا یہ کہ عبداللہ اہلِ بیت سے محبت کرنے والوں میں سے ہوگا۔

عبداللہ بن ابی یعفور

آپ کوفہ کی مسجد میں قرآن کی تلاوت اور تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ امام جعفرؑ آپ کو بہت عزیز اور مکرم سمجھتے تھے۔ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن یعفور امام محمد باقر اور جعفر علیہم السلام کے حواری ہیں۔ امام جعفرؑ سے نقل ہے: کہ میری وصیت کو قبول کرنے والا اور میرے حکم کی فرماں برداری کرنے والا عبداللہ بن یعفور جیسا کوئی نہیں۔ آپ کی وفات پر امامؑ نے آپ کے لیے رحمت کی دعائیں کی۔

فضل بن یسار الہندی

خلاصہ میں مذکور ہے: کہ آپ عربی اور خالص بصری ہیں۔ جلیل القدر ثقہ راوی ہیں۔ آپ امام محمد باقر اور جعفر علیہم السلام کے راویوں میں سے ہیں۔ آپ نے امام جعفر صادقؑ کے

Marfat.com

زمانے میں وفات پائی۔ آپ جب کبھی انہیں دیکھتے تو فرماتے واہ واہ کیا عاجزی کرنے والا جنتی انسان ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ فضل میرے والدِ محترم کے اصحاب میں سے ہے۔ اور میں اسے دوست رکھتا ہوں جو میرے والد کے اصحاب سے پیار کرے۔ جس شخص نے آپ کو غسل دیا اس سے روایت ہے کہ دورانِ غسل فضل نے اپنی شرم گاہ سے ہاتھ نہ ہٹایا۔ امام جعفرؑ نے سنا تو فرمایا اللہ اس پر رحم کرے۔ وہ ہمارے اہلِ بیت سے ہے۔

لیث بن البختری اسدی یا مرادی

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ عاجزی کرنے والے شخص جنتی ہیں۔ برید بن معویہ عجلی اور ابوبصیر لیث ابن البختر المرادی، محمد بن مسلم اور زرارہ، یہ چاروں نجباء ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کی پہچان دی۔ اور یہ فیضِ نبوت کا واسطہ ہیں۔

حضرت امام آپ کی بہشت کے ضامن ہوئے۔ اور پھر اپنے آباء اور حضرت نبوتؐ اور جنابِ احدیت کو بھی ضامن بنایا۔

بیت (ترجمہ)

کیا دولت کیا عزت اور کیا دوستی ہے
جو آلِ اطہار کی محبت سے حاصل ہوئی

نوٹ: (ان کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے لیکن یہاں پہلے سے زیادہ تفصیل سے آیا ہے)۔

برید بن معویہ عجلی

آپ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے حواری تھے۔ امام جعفرؑ کی زندگی میں فوت ہوئے۔ امام جعفرؑ نے فرمایا یہ چار لوگ اوتادِ ارض اور اعلامِ دین ہیں۔ محمد بن مسلم، برید بن معویہ، لیث بن البختری مرادی اور زرارہ بن اعین۔ اور نیز آنحضرت سے مروی ہے: کہ آپ نے فرمایا: کہ بے شک میرے باپ کے اصحاب غالب اور مددگار ہیں، حیات وممات اور دکھ سکھ

Marfat.com

میں ۔اور وہ ہیں رزارہ ،محمد بن مسلم ،لیث المرادی اور بریدالعجلی ۔ یہ وہ لوگ ہیں جوانصاف اور صدق پہ قائم ہیں ۔ان کا شمار السابقون میں ہوتا ہے ۔اور یہ ہمارے مقرب ہیں ۔

بریدکی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ۔

شیخ العارف السیار محمد السوار

حضرت معروف کرخی کے شاگرد اور شوشتر میں پیدا ہوئے ۔ وہیں پہ پلے بڑھے اور وہیں آپ کا مدفن ہے ۔

غوث المتاخرین سید محمد نوربخش نے آپ کا نام محمد بن سوار لکھا ہے ۔ سوار آپ کے باپ کے شیخ کا نام ہے ۔ سوار بروزنِ حداد عورتوں کے دستی آئینہ کو کہتے ہیں ۔ چنانچہ آپ نے باپ کے شیخ کی نسبت اختیار کی ۔اور کہتے ہیں آپ اسی صنعت میں مشغول رہتے تھے ۔

واللہ اعلم ۔

بہرحال آپ اکابر اولیاء اور جید علماء سے ہیں ۔سہل بن عبداللہ تستری کے معاصر تھے ۔

Marfat.com

تیسرا معیار

تیسری صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

امام ابوالحسن علی رضا

آپ برقلبِ یوسف نبی علیہم السلام تھے۔آپ امام ہشتم ہیں۔آپ کا لقب رضا و مرتضٰی ہے آپ کی ولادت مدینہ میں بروز پیر دہم ذیقعد ۱۵۳ھ میں ہوئی۔

جب مامون الرشید کے عہد میں بہت سے علوی خروج کر رہے تھے،تو فضل بن سہل ذوالریاستین نے مامون کو مشورہ دیا کہ علویوں کے کسی معتبر شخص کو اپنا ولی عہد بناؤ، تا کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے۔مامون نے دو ہزار ایک ہجری میں امام صاحب کو خراسان میں بلایا اور اپنا ولی عہد بنایا ۔اور آپ کے نام کا سکہ رائج کیا۔(درہم اور دینار پر آپ کا نام کندہ کیا) اور عباسیوں کا علَم جو سیاہ رنگ کا تھا اسے سبز رنگ میں تبدیل کیا۔اور حکم دیا کہ سب لوگ آ کے آنحضرت کی بیعت کریں۔پھر ایک عہد نامہ لکھا،اور آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تا کہ آپ اس پر دستخط کریں۔ مگر آپ نے اس پر لکھا: بے شک تو نے ہمارے حق کو پہچانا مگر تمہارے بڑوں نے اس کو نہ پہچانا۔البتہ قتل و غارت کا سلسلہ بند کیا جائے، ورنہ یہ فتنہ ختم نہ ہوگا۔

آخر ماہِ رمضان ۲۰۲ھ یا ۲۰۳ھ میں آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔آپ کا مزارِ اقدس سنا باد طوس میں ہے جواب مشہد مقدس کے نام سے معروف ہے۔

ابوالحسن علی عریضی

آپ امام جعفرؑ کے بیٹے تھے۔آپ عریض میں رہتے تھے۔اسی لیے آپ کی نسبتِ مکانی عریضی ہے۔عریضیان انہی سے منسوب ہیں۔امام محمد تقیؑ سے آپ بہت ارادت رکھتے تھے۔اکثر عقیدت سے آپ ان کے جوتے ان کے سامنے رکھتے تھے۔کچھ لوگوں نے آپ سے

Marfat.com

کہا کہ امام محمد تقیؑ آپ کے بھائی کے بیٹے ہیں اور انہیں امام مانا جاتا ہے۔ آپ دعویٰ امامت کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا وہ جو کرتے ہیں وہ صحیح ہے۔ آپ کی وفات ۲۱۰ھ میں ہوئی۔

حسین بن علی موسیٰ رضا علیہ السلام

آپ شہزادہ حسین کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا مزارِ اقدس شہر قزوین کے اندر ہے۔

ابو جعفر محمد تقی

آپ امامِ نہم ہیں، اور صالحؑ کے قلب پر ہیں۔ آپ کا لقب تقی، جواد اور مرتضیٰ ہے۔ آپ کو ابو جعفر ثانی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے دو نام اور کنیت حضرت امام جعفر صادقؑ کے مطابق ہیں۔

آپ کی ولادت ماہِ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے فرمایا جو حاکم ظلم کا مددگار اور اس پر راضی رہنے والا ہو وہ بھی ظلم میں شریک ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ مصیبت کا نتیجہ مصیبت ہے۔

فرمایا: اگر تم سے کوئی پوچھے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہو یا نہیں تو خاموش رہیے کیونکہ اگر کہے کہ نہیں ڈرتا تو جھوٹ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مال ان چار خصلتوں کے بغیر جمع نہیں ہوتا۔ شدید بخل، لمبی امید، حرصِ غالب اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا۔

آپ کا وصال بروز اتوار ۲۵ ذوالحجہ ۲۱۵ھ میں ہوا۔

حسن بن زید

(آپ کا شجرہ اس طرح امام حسنؑ سے ملتا ہے) حسن بن زید محمد اسمٰعیل جالب الحجارت بن حسن بن زید بن امام حسن مجتبیٰؑ۔ ۲۵ رمضان المبارک ۲۰۵ھ میں اہلِ طبرستان کو آپ نے بیعت کیا۔ اور داعی الخلق الی الحق کے لقب سے معروف ہوئے۔ آپ نے انیس سال آٹھ ماہ حکومت کی اور ۲۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

حسین بن احمد

Marfat.com

حسین بن احمد بن اسمٰعیل الارقط بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام۔

آپ نے ۲۰۱ھ میں خروج کیا۔اور قزوین کو عباسی اہل کاروں سے آزاد کروایا۔آپ کا لقب داعی الی الحق ہے۔آخر ۲۵۳ھ میں وفات پائی۔

امام علی نقی علیہ السلام

آپ دسویں امام ہیں۔اور حضرت ادریسؑ کے قلب پر تھے۔آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔آپ کے القاب نقی، ہادی، زکی، عسکری تھے۔آپ چونکہ ایک عرصہ تک عسکر یعنی سامرہ میں مقیم رہے، اس لیے عسکری مشہور ہوئے۔ایک قول کے مطابق آپ کی والدہ مامون کی نواسی تھی۔آپ کی ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی۔

آپ کی رحلت ۲۵ جمادی الآخر ۲۵۴ھ میں ہوئی۔

آپ کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔منتخب التوریخ میں لکھا ہے کہ جعفر کے ایک سو بیس فرزند تھے۔مگر دوسروں نے ایک سو نو (۱۰۹) لکھے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام

آپ ابراہیمؑ کے قلب پر تھے۔آپ گیارہویں امام ہیں۔آپ کا لقب زکی، خالص اور عسکری تھا۔آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔آپ کی ولادت بروز جمعرات ۲۳۱ھ میں ہوئی۔اور آپ کی رحلت ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں سامرہ میں ہوئی۔آپ اپنے والد کے نزدیک دفن ہیں۔محمد مہدی کے علاوہ آپ کی کوئی اولاد نہیں۔

ابوالقاسم محمد مہدی

آپ شیث علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔امامیہ کہتے ہیں وہ حجۃ ہیں۔اور صاحب الزمان والمنتظر ہیں۔آپ کی ولادت سامرہ میں نصف شعبان ۲۵۵ھ میں ہوئی۔بچپن میں ہی آپ نے علم وحکمت پر حضرت عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کی طرح دسترس حاصل کر لی تھی۔اپنے والد کی وفات

Marfat.com

کے وقت آپ پانچ سال کے تھے۔اور یہ ۲۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ آن جناب کی دو غیوبت ہیں۔ایک صغریٰ اور دوسری کبریٰ۔غیوبتِ صغریٰ میں سفیران حاجاتِ شیعہ کی غرض سے آتے جاتے رہے اور وہ علی بن محمد پر ختم ہوئی۔ان میں سے پہلے ابوجعفر عثمان بن سعید العمری الاسدی، ان کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح بن ابی شجر بو یحیٰ، اور پھر ابوالحسن علی بن محمد التمر ی آئے (جن کا ذکر چوتھے معیار میں آئے گا)۔غیابتِ صغریٰ کی مدت تہتر (۷۳) سال ہے۔غیابتِ صغریٰ اور غیابتِ کبریٰ میں فرق یہ ہے کہ غیبتِ صغریٰ میں سفیر مقرر تھے، جن کی آمد ورفت جاری رہی، مگر غیبتِ کبریٰ میں وہ منقطع ہو گئے، مگر ان کے احبّاء اور سعادت مندان کے دیدار سے مستفید ہوئے۔

علی بن محمد نے اپنی وفات سے چھ روز قبل ایک توقیع ظاہر کی، اور کہا یہ امام مہدی نے لکھی ہے۔اس توقیع کے جملہ کلمات یہ ہیں: ''یا علی بن محمد، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے بھائی اجر کو عظیم کیا ہے۔تمہارے اور موت کے مابین صرف چھ روز باقی ہیں۔لہٰذا اپنے کام کو سنبھال، اور اپنے مقام سے ایک دن کے لیے بھی تعرض نہ کر''

لہٰذا آپ چھ (۶) دن کے بعد ۲۶۵ھ میں وفات پا گئے۔پھر اس کے بعد آن جناب کے بارے میں کوئی خبر نہیں۔

حضرت جابر انصاری سے مروی ہے: کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: کہ خلق امام مہدی کے غیوب کے دنوں میں اس طرح نفع پائے گی جیسے سورج سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔پُر لطف بات یہ ہے کہ آپ کے وجود کے نور کی برکت اور فیوض وکمالات جو خلقِ خدا کو پہنچتے ہیں، اور مومنوں کے دلوں پہ جو معارف کھلتے ہیں، اور بلائیں رد ہوتی ہیں، وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے سورج اگر بادلوں کے پیچھے موجود ہو تو باوجود اس سے نفع حاصل ہونے کے لوگ اس کے حجاب ہٹنے کے منتظر رہتے ہیں۔اور وہ لوگ جو باوجود آپ کے انوار سے فیض یاب ہونے کے آنجناب کے منکر ہیں وہ بلاشبہ وجودِ آفتاب کے منکر ہیں، جو بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہے۔اور جو لوگ بادلوں کے

Marfat.com

پیچھے چھپے سورج سے نفع پاتے ہیں، اور جن کی نگاہ آفتاب کو بے حجاب دیکھنے کے لیے بے چین رہتی ہے، اور وہ جو روزِ ابر آفتاب کو خوشی سے دیکھتے ہیں، ممکن ہے بعض مومنین اس کے دیدار سے مشرف ہو جائیں۔ اور سیاہ باطن اس سے بے بہرہ رہیں۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے:

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○

ترجمہ:۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور وہ گم کردہ راہ ہے۔

علاؤالدولہ سمنانی کہتے ہیں: کہ امام محمد جب دنیا سے پوشیدہ ہوئے تو وہ ابدال تھے۔ جیسے علی بن حسین بغدادی قطبِ زمان جب فوت ہوئے تو وہ قطب تھے۔ اور ۱۹ سال ان کی عمر تھی۔ اس کے بعد عثمان بن یعقوب جوسی اس کے بعد احمد خوردک اور پھر عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد اس منصب پہ پہنچی۔

روایت ہے کہ یہ امام جب پیدا ہوئے تو ان کا ختنہ ہوا ہوا تھا۔ اور ناف بریدہ تھے۔ اور آپ کے جسم پر یہ آیت لکھی تھی:

"قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

ترجمہ:۔ آپ فرما دیجیے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ اور بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

مذکور ہے: کہ طریقہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو امام حسنؑ سے وراثت میں آپ کے لیے خاص تھا آپ سے سید ابراہیم قطب کلی تک پہنچا۔ اس طریقہ کا عمل یہ ہے کہ اپنے آپ کو اخلاق اللہ سے متصف کرنا اور محافظت کرنا۔ اور جو کچھ نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور حال سے ثابت ہے وہ اختیار کرنا۔

محمد بن زید

آپ حسن بن زید کے بھائی تھے۔ آپ کو طبرستان کی حکومت ملی۔ مگر آپ ۲۸۷ھ میں شہید ہو گئے۔

Marfat.com

یحییٰ بن حسین

آپ کی کنیت ابوعبداللہ بن قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا۔آپ نے معتضد باللہ کے عہد میں ۲۸۰ھ میں یمن میں خروج کیا۔ہادی کے لقب سے معروف ہوئے۔آخر ۲۸۵ھ میں وفات پائی۔تقریباً سات سال مکہ معظّمہ میں ان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

ابوسلیمان دارانی

آپ کا نام عبدالرحمٰن بن عطیہ العنسی ہے۔بعض انہیں عبدالرحمٰن بن عطیہ بھی کہتے ہیں۔آپ ملک شام کے قدیم مشائخ میں سے ہے۔اور داران دمشق کا ایک گاؤں ہے آپ کا مزار اسی گاؤں میں ہے۔

استاد احمد بن ابی الحواری ریحانہ الشام فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک آواز ہے اور آپ شیعہ کے نورِ قلب کی صدا ہیں۔آپ ۲۱۵ھ میں فوت ہوئے۔

داؤد بن احمد دارانی

آپ ابوسلیمان دارانی کے بھائی ہیں۔اوران کے صحبت یافتہ ہیں۔

فاطمہ نیشاپوریہ

بایزید بسطامی نے ان کی تعریف کی ہے۔ذوالنون مصری نے ان سے بہت سوال پوچھے (اور مطمئن ہوئے)۔آپ مکہ اور بیت المقدس میں تھیں۔آپ کی وفات ۲۴۳ھ میں ہوئی۔

ابوالولید احمد

آپ ابی رجا کے بیٹے تھے۔اور ہرات کے متصل ایک قریہ آزادان کے رہنے والے تھے۔آپ احمد بن حنبل کے شاگردوں میں سے ہیں۔۲۳۲ھ میں وفات پائی۔

احمد بن ابی الحواری

Marfat.com

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔آپ اہلِ دمشق میں سے ہیں۔ابوسلیمان دارانی اورابو عبداللہ بناجی کے صحبت یافتہ ہیں۔ابوسلیمان دارانی کے مرید ہیں۔

آپ کے ایک بھائی محمد بن ابی الحواری تھے۔جو زہد وتقویٰ میں ان کے برابر تھے۔ اوران کے بیٹے عبداللہ بن احمد بن ابی الحواری زاہدوں میں سے تھے،اورصاحبِ کرامت تھے۔

احمد بن الحواری کے باپ کا نام میمون تھا۔جو پرہیزگار اور عارف تھے۔آپ کا خاندان زہد وتقویٰ میں مشہور ہے۔حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا: کہ احمد بن ابی الحواری ملک شام کی خوشبو تھے۔

آپ کا قولِ زریں ہے: کہ دنیا گندگی کا ڈھیر ہے،اوراس پر جمع ہونے والے کتے ہیں۔بلکہ اُن سے بھی کم تر۔کیونکہ کتا جب اپنی حاجت پوری کرلیتا ہے،تو وہ اس سے دور ہوجاتا ہے۔مگر دنیا سے پیار کرنے والے کبھی بھی اس سے دور نہیں ہوتے۔

کہتے ہیں: کہ احمد بن ابی الحواری نے اپنے مرشد ابوسلیمان دارانی سے عہد کیا کہ کبھی آپ کے فرمان کی مخالفت نہیں کروں گا۔یعنی نافرمانی نہیں کروں گا۔ایک روز ابوسلیمان ایک مجلس میں گفتگوفرمارہے تھے،کہ احمد بن ابی الحواری آئے اورعرض کیا تنورتپ گیا ہے۔مگرآپ نے جواب نہ دیا۔احمد نے تین بار یہ بات دہرائی کہ تنورتپ گیا ہے۔ابوسلیمان نے تنگ آکے فرمایا جاؤاس میں بیٹھ جاؤ۔یہ کہہ کے ابوسلیمان مشغول ہوگئے۔تھوڑی دیر بعدانہیں اچانک یاد آیاتو فرمایا کہ دیکھواحمد کدھر ہے۔جب انہیں تلاش کیا تو انہیں تنور میں پایا گیا۔جب انہیں باہر نکالا گیا تو دیکھا کہ آپ کا ایک بال بھی نہیں جلا۔

آپ ۲۳۰ھ میں فوت ہوگئے۔

رابعہ شامیہ

آپ احمد بن ابی الحواری کی زوجہ ہیں۔احمد بن الحواری کہتے ہیں: کہ ان کے احوال مختلف تھے۔کبھی ان پر عشق ومحبتِ الٰہی کا غلبہ ہوتا،کبھی اُنس اورکبھی خوف اورامید کی حالت میں

Marfat.com

ہوتی تھیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ان کے سامنے ایک تھالی رکھی تھی۔انہوں نے کہا کہ یہ تھالی اُٹھالیں۔کہ میں اس پہ لکھا ہوا دیکھ رہی ہوں کہ امیر المومنین ہارون رشید فوت ہو گئے ہیں۔جب تحقیق کی گئی تو تب پتا چلا اُسی روز ہارون رشید فوت ہو گئے۔

احمد خضرویہ بلخی

آپ کی کنیت ابو حامد ہے۔آپ خراسان کے بزرگ مشائخ میں سے ہیں۔آپ بلخ سے تعلق رکھتے تھے۔اور آپ ابوتراب نخشبی اور حاتم اصم کے صحبت یافتہ تھے۔آپ نے ابراہیم ادھم کو بھی دیکھا۔بایزید بسطامی اور ابوحفص حداد کی مثل تھے۔آپ ۲۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

حاتم بن عنوان الاصم

آپ خراسان کے قدیم مشائخ میں سے ہیں۔اور بلخ کے رہنے والے ہیں۔اور شفیق بلخی سے صحبت رکھتے تھے۔احمد خضرویہ کے استاد تھے۔۲۳۷ھ میں بلخ کے قریب فوت ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ آپ بہرے نہیں تھے۔مگر ایک دن ضعیف عورت آپ سے گفتگو کر رہی تھی کہ اس کی ہوا خارج ہوئی۔آپ نے اس عورت کو شرمندگی سے بچانے کے لیے خود کو بہرہ ظاہر کیا۔اور اس کی دھیمی آواز والی بات کا جواب نہیں دیتے تھے۔

شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ وہ عورت پندرہ سال زندہ رہی۔آپ نے تب تک اپنے آپ کو بہرہ ظاہر کیے رکھا۔اور اس کے مرنے کے بعد پھر آپ نے اپنی اصل ظاہر کی۔

نکتہ:۔جو کوئی یہ طریقہ اپنائے اسے چاہیے کہ چار اموات خود پر طاری کرے۔

۱۔سفید موت، بھوک

۲۔سیاہ موت، لوگوں کی تکلیف پر صبر کرنا

Marfat.com

۳۔سرخ موت، نفس کی مخالفت

۴۔سبز موت، گودڑی کا لباس پہننا

نکتہ:۔ ہر صبح شیطان کہتا ہے کہ کیا کھانا چاہتا ہے۔ میں کہتا ہوں موت۔ وہ پوچھتا ہے کیا پہننا چاہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کفن۔ پھر وہ پوچھتا ہے کہاں جانا چاہتا ہے۔ میں کہتا ہوں قبر میں۔

نکتہ:۔ایک شخص نے حاتم سے پوچھا کہ آپ کی آرزو کیا ہے۔ جواب دیا عافیت۔ اس شخص نے کہا یہ عافیت نہیں ہے، جو ہر روز روزہ سے ہوتے ہو۔آپ نے فرمایا میری عافیت کا وہ دن ہے جس دن میں خدا تبارک وتعالیٰ کے حضور گناہ گار نہ رہوں۔

نکتہ:۔ایک شخص نے آپ کو کوئی چیز (ہدیہ) بھیجی۔آپ نے قبول کر لی۔کسی نے کہا کیوں قبول کی ہے۔فرمایا کہ یہ چیز لینے میں مَیں نے اپنے دل کی ذلت اور اِس چیز کی عزت کو دیکھا ہے۔نہ لینے میں اپنی عزت اور اِس چیز کی ذلت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اس چیز کی عزت کو اپنی عزت پر فوقیت دی۔

فتح موصلی

آپ موصل کے قدیم بزرگ مشائخ میں سے ہیں۔ بشر حافی ان کے دوستوں میں سے تھے۔

کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے روز آپ پہاڑوں میں سے گزر رہے تھے، کہ دیکھا لوگ قربانی کر رہے ہیں۔عرض کیا الٰہی جل شانہٗ میرے پاس کوئی چیز نہیں جو قربان کروں۔ میرے پاس یہی ہے اور بس۔بس اپنی شہادت کی انگلی اپنے گلے پر پھیری اور گر گئے۔لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی جان جا چکی تھی۔اور ایک سبز لکیر آپ کے گلے پہ نمایاں تھی۔

آپ بشر حافی سے سات سال پہلے ۲۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

سالم العداد

حکایت ہے: یہ سالم العداد ابدال تھے۔ اور اپنی قوم کو چھوڑ کر موصل کی فتح کے لیے آئے۔ ایک دفعہ اذان سنی تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا، اور آپ مضطرب ہو گئے۔ اور فوت ہو گئے۔

بشر حافی

آپ کا نام بشر بن الحارث بن عبدالرحمٰن بن الحافی ہے۔ آپ کی کنیت ابونصر ہے۔ اصل میں مرو کے رہنے والے تھے۔ مگر آپ کی ولادت بغداد میں ہوئی۔ آپ گانے والوں کے خاندان سے تھے۔ ایک دن موسیٰ کاظمؑ ان کے گھر کے سامنے سے گزرے تو موسیقی کی آواز سنی۔ اور ایک لونڈی جوان کے گھر سے نکلی اس سے پوچھا کہ صاحبِ خانہ غلام ہے یا آزاد؟ اس نے عرض کیا آزاد۔ آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ وہ موسیقی کا مرتکب ہے۔ اگر غلام ہوتا تو خدائے عزوجل کی بندگی میں تقصیر نہ کرتا۔ وہ کنیز واپس گھر گئی تو اس نے یہ ماجرا سنایا۔ بشر حافی اسی وقت ننگے پاؤں دوڑے اور امام علیہ السلام کی خدمت میں جا کر توبہ کی۔ اور پھر ننگے پاؤں آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ ننگے پاؤں رہنے کی وجہ سے آپ کا لقب حافی پڑ گیا۔ اور پھر آپ جس مقام پہ پہنچے وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

آپ بغداد میں مقیم ہوئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کا سال وفات ۲۲۷ھ ہے۔ حضرت احمد بن حنبل سے کئی سال پہلے بشر حافی کو ان سے بڑا بزرگ مانتے تھے۔

حارث بن اسد المحاسبی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ اور قدیم علماء اور مشائخ سے تھے۔ اہلِ بغداد کے استاد تھے۔ اصل بصرہ کے رہنے والے تھے۔ مگر بغداد میں انتقال کیا۔ چالیس سال تک شب و روز دیوار سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھے۔ اور ہمیشہ دوزانو بیٹھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ خود کو کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ حضرتِ مشاہدہ میں کیوں نہ ادب اور تعظیم سے بیٹھوں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا: جنہوں نے اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہر کو مجاہدہ اور اتباع سنت سے زینت دی۔

آپ ۲۴۳ھ میں احمد بن حنبل کی وفات کے دو سال بعد فوت ہوئے۔

ذوالنون مصری

آپ کا نام ثوبان بن ابراہیم اور کنیت ابوالفیض ہے۔ بعضوں نے اس کے علاوہ بھی آپ کا نام اور کنیت بتایا ہے۔ مگر صحیح ترین یہی ہے۔ آپ اخمیم مصر سے تھے۔ جہاں امام شافعی کی قبر ہے۔ آپ کے والد قریش کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جو (نوبیٰ) کے رہنے والے تھے۔ نوبیٰ ایک شہر ہے، جو مصر اور حبشہ کے درمیان ہے۔ وہاں آپ کے بھائی تھے۔ ان میں ایک ذوالکفل اور بعض نے کہا ان کا نام میمون ذوالکفل ہے۔ آپ کا لقب ذوالنون مصری ہے۔ آپ مالک انس کے شاگرد ہیں۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جو اشارہ کو عبارت میں لائے۔ اور حضرت جنید بغدادیؒ نے اس علم کو ترتیب دیا اور شرح کی۔ اور کتابوں میں نقل کیا۔ اور شبلی اسے منبر پر لے گئے اور آشکار کیا۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس علم کو تہہ خانوں میں اور گھروں میں پوشیدہ رکھا۔ شبلی آئے اور اسے منبر پر جا کر بیان کیا۔

ذوالنون کہتے ہیں: کہ میں نے تین سفر کیے ہیں۔ پہلے سفر میں وہ علم حاصل کیا جسے خاص و عام نے قبول کیا۔ دوسرے سفر میں وہ علم لایا جسے خاص لوگوں نے تو قبول کیا مگر عام لوگوں نے قبول نہ کیا۔ تیسرے سفر میں وہ علم لایا جسے نہ خاص لوگوں نے قبول کیا اور نہ عام لوگوں نے۔ فبقیت سریداً، طریداً، وحیداً۔ چنانچہ باقی لفظ دکھاوا اور بے سود طریقہ رہ گیا۔ اس علم کو انکار کر کے چھوڑ دینے کے باعث وہ علم ہی دنیا سے ختم ہو گیا۔

جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو سبز پرندوں نے اپنے پروں سے اس جنازے کو ڈھانپ لیا۔ بلکہ یہاں تک کہ جنازے میں شامل تمام لوگوں پر اپنا سایہ کر دیا۔ اس سے پہلے کسی

Marfat.com

شخص نے ایسے پرندوں کو نہیں دیکھا تھا۔ آپ کے بعد حضرت امام شافعی کے شاگرد ماذنی (اسمٰعیل بن یحییٰ مصری مذنی) کے جنازہ پر دیکھے گئے۔ اس وقت لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری کو قبول کیا۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار آپ کشتی میں سفر کر رہے تھے کہ کشتی میں سوار ایک تاجر کا موتی گم ہو گیا۔ کشتی میں سوار سب مسافروں نے متفقہ طور پر کہا کہ یہ موتی ذوالنون نے چوری کیا ہے۔ ان سب نے آپ کو سخت تکلیف دی۔ اور ذلیل کرنے لگے۔ آخر یوں ہوا کہ دریا سے مچھلیوں نے سر باہر نکالے اور ہر ایک کے منہ میں ایک موتی تھا۔ ذوالنون نے ان میں سے ایک لے کر اس تاجر کو دے دیا۔ اہلِ کشتی نے جب یہ منظر دیکھا تو سب آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور معافی چاہی۔ آپ کا لقب ذوالنون اسی وجہ سے ہے۔

آپ کے اقوالِ زریں ہیں:

فرمایا: میں نے ایک عورت کو دیکھا اور اس سے سوال کیا کہ محبت کی انتہا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ محبت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ محبوب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

فرمایا: دوستی اس سے کرو جو تمہارے بدل جانے پر بھی نہ بدلے۔

فرمایا: آگ کا خوف خوفِ قرآن کے سامنے قطرے کی مانند ہے جو دریا میں جا گرے۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ عارف کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا ایک مرد جو انسانوں سے ہوتا ہے مگر انسانوں سے جدا۔

فرمایا: عبودیت یہ ہے کہ ہر حال میں اس کا بندہ بنے۔ کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے۔

فرمایا: عوام کی توبہ گناہ سے ہے اور خواص کی غفلت سے۔

فرمایا: توکل، ترکِ تدبیر کا نام ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ کس پہ افسوس کرنا چاہیے؟ فرمایا: جو زیادہ بدخو آدمی ہو۔

Marfat.com

آپ سے دریافت کیا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ چیز جو تجھے خدا تبارک وتعالیٰ سے غافل کردے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ مجھے کوئی وصیت کریں۔ فرمایا: کہ اپنی ہمت کو پس وپیش نہ کرو۔ اس نے عرض کیا اس کی شرح کریں۔ فرمایا کہ ماضی اور مستقبل کی فکر یا اندیشہ نہ کر بلکہ حال کو غنیمت جان۔

جس رات آپ نے رحلت فرمائی تو ستر آدمیوں نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: کہ اس رات ذوالنون آئے گا۔ ہم اس کے استقبال کے لیے آئے ہیں۔ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو مؤذن نے راستے میں اذان کہی، کلمۂ شہادت کے سنتے ہی آپ نے شہادت کی انگلی بلند کی۔ لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید آپ زندہ ہیں۔ جنازہ زمین پر رکھا گیا اور دیکھا کہ انگشتِ شہادت اٹھی ہوئی ہے۔ بہت کوشش کی گئی کہ اس انگلی کو نیچے کیا جائے مگر نہ ہوئی۔ آپ کی پیشانی پر سبز رنگ سے یہ لکھا ہوا پایا گیا "هذا حبيب الله مات بسيف الله في حبيب الله" اگلے روز آپ کی قبر مبارک پر جو تحریر لکھی ہوئی دیکھی گئی وہ کسی آدمی کے خط میں نہ تھی۔ لکھا تھا "ذو النون حبيب الله من الشوق قتيل الله" جب بھی اس تحریر کو تراشا گیا تو وہاں دوبارہ یہی لکھا ہوا پایا گیا۔

آپ کی وفات ۲۴۵ھ میں ہوئی۔

نکتہ: ذوالنون سے پوچھا گیا کہ مرید کیا ہے، اور مراد کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ مرید طلب کرنے والا اور مراد پالینے والا۔ شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ مرید وہ ہے جو صد ہزار آداب و نیاز سے اس سے طلب کرتا ہے۔ اور مراد وہ ہے جو صد ہزار ناز سے گریز کرتا ہے۔

نکتہ: آپ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات میں تفکر کرنا جہالت ہے۔ اور اس کی طرف اشارہ کرنا شرک ہے۔ اور اس کی معرفت کی حقیقت جاننا حیرت ہے۔

Marfat.com

نکتہ: ذوالنون کہتے ہیں کہ پہلے جدا ہونا اور پیوست ہونا اور آخر میں نہ جدا ہونا اور نہ پیوست ہونا۔ ظاہراً نفی واثبات کی طرف اشارہ ہے جدا ہونا اور پیوست ہونا آغازِ کار ہے۔

شیخ ابوتراب النخشبی

آپ کا نام عسکر بن الحسین ہے۔ خراسان کے بڑے مشائخ میں سے عسکر بن محمد بن الحصین ہیں۔ آپ نے علم فتوت وزہد اور توکل ابوحاتم عطاء بصری سے حاصل کیا۔ آپ حاتم اصم بلخی کے صحبت یافتہ تھے۔ ابوعبداللہ جلا اور ابوعبید بصری کے استاد تھے۔

فرمایا: عارف وہ ہے جسے کوئی چیز تاریک نہ کر سکے۔ بلکہ اس سے تمام چیزیں روشن ہو جائیں۔

فرمایا: کوئی چیز عبادت سے زیادہ نفع بخش نہیں۔ اصلاحِ قلوب کے علاوہ۔

فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتا ہے آخر عمر میں اس کی زبان اولیاء حق تعالیٰ کے بارے میں دراز ہو جاتی ہے۔ اور طعن وتشنیع پر اتر آتا ہے۔

آخر عمر صحرا میں نماز پڑھ رہے تھے کہ بادِ سموم نے آپ کو جلا دیا۔ ایک سال تک آپ اپنے پاؤں پہ کھڑے رہے اور ۲۴۵ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن حاضر

یوسف بن الحسین کے ماموں تھے۔ قدیم مشائخ میں سے تھے۔ حضرت ذوالنون مصری کے دور میں تھے۔ اور ان سے بہتر۔

ابوعبداللہ النباجی

آپ کا نام سعید بن یزید ہے، قدیم مشائخ سے ہیں۔ ذوالنون مصری کے ہم عصر تھے۔ اور احمد بن الحواری کے استادوں میں سے ہیں۔

محمد بن حسن الجوہری

آپ کی کنیت ابوبکر ہے، ذوالنون مصری کے شاگرد تھے۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔

Marfat.com

طاہر مقدسی

شام کے بزرگ مشائخ سے، قدیم تھے۔انہوں نے ذوالنون مصری کو دیکھا اور یحییٰ جلاء کی صحبت پائی۔شبلی یا ذوالنون نے آپ کوشام کا شیخ کہا ہے۔

ابوحاتم عطاء

ابوتراب نخشبی کے ہم عصر اور ابوسعید خراز وجنید بغدادی کے استاد تھے۔

ابویعقوب زیات

جنید بغدادی نے آپ کوارادت سے دیکھا۔

محمد بن منصور طوسی

آپ عثمان بن سعید الدارمی، ابوالعباس مردق، ابوجعفر، حداد مہین، ابوسعید خراز اور جنید بغدادی کے استاد ہیں۔

ابومحرز

آپ شیراز کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔اور ذوالنون مصری کے اصحاب سے ہیں۔آپ فرماتے ہیں: کہ جب نسا شیراز سے چلے تو قائد سلطان کی اتباع میں مَیں بھی ہمراہ تھا۔ان کے اقوال اور افعال مجھے پسند نہ آئے۔میں نے اپنے باطن میں ان کا انکار کیا مگر ظاہری طور پر خاموش رہا۔اچانک آواز آئی کہ قائد کا کمر بند گم ہوگیا ہے۔ہر ایک کے سامان کی تلاشی لی گئی۔تو وہ کمر بند میرے سامان سے نکل آیا۔میں نے کہا کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔قائد نے کہا کہ یہ خطا چوری سے بھی بڑی ہے۔پس سزا کے طور پر مجھے راستے میں بٹھا دیا گیا کہ جو کوئی وہاں سے گزرے وہ ملامت اور سرزنش کرتے ہوئے گزرے۔میں وہاں رہ گیا اور اپنے باطن کے انکار کی سزا چشمِ ظاہر سے دیکھتا رہ گیا۔

Marfat.com

ابوعبداللہ بن جلاء

آپ کا نام احمد بن یحیٰ جلاء ہے۔آپ بغدادی الاصل تھے۔مگر براملا اور دمشق میں آ بسے۔آپ ابوتراب نخشبی کے شاگرد تھے۔اوران کے صحبت یافتہ تھے۔

ابراہیم بن عیسیٰ

آپ حضرت معروف کرخی سے صحبت رکھتے تھے۔۲۴۳ھ میں اصفہان میں فوت ہوئے۔

سری بن مغلس السقطی

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔آپ حضرت جنید بغدادی کے ماموں اوراستاد ہیں۔اور تمام اہلِ بغداد کے بھی استاد ہیں۔حارث محاسبی اور بشر حافی کے ہم عصر تھے۔اور حضرت شیخ معروف کرخی کے شاگرداور مرید تھے۔اور وہ لوگ جن کا تعلق طبقۂ ثانیہ سے ہے وہ آپ سے نسبت درست کرتے ہیں۔

آپ کا وصال ۲۵۳ھ/ ۸۶۷ء میں ہوا۔

نکتہ: اپنے وصال کے وقت حضرت جنید سے فرمایا: کہ آپ پر لازم ہے کہ بُرے لوگوں کی صحبت سے بچیں، اوراللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت اختیار کریں۔

یہ بھی ان کا فرمان ہے، نکتہ: معرفت کی ابتداء حق تعالیٰ کی وحدانیت کے لیے اپنے نفس کو ماردینا ہے۔

نکتہ: جن لوگوں نے اس چیز کا اظہار کیا جو مجھ میں نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ساقط ہے۔

طریقۂ سقطویہ آپ سے منسوب ہے۔ان کا طریقہ ہے تنہائی، توکل، دنیاوی چیزوں کو قبول نہ کرنا، روزہ رکھنا، رات کو قیام کرنا، تین دن بعد افطار کرنا، کسرِ نفسی کے طور پر لوگوں سے دوررہنا اوراکثر ان کا ذکر " ھو الغنی " ہے۔

ابوحفص زکریا یحیٰ ہروی

Marfat.com

احمد حنبل نے آپ کا شمار ابدالوں میں کیا ہے۔ابوسعید زاہد کہتے ہیں: کہ میں نے زکریا کو دیکھا وہ صدیقوں میں سے تھے۔

آپ کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی۔

یحیٰ بن معاذ الرازی

آپ کی کنیت ابوزکریا اور لقب واعظ تھا۔

یوسف بن الحسین رازی کہتے ہیں: کہ میں نے ایک سو بیس شہروں میں علماء اور صوفیا اور مشائخ کی زیارت کی ہے، مگر کوئی بھی یحیٰ بن معاذ رازی جیسا نہیں دیکھا، جوان جیسا سخن پر قادر ہو۔

فرمایا: کسی گناہ گار کی انکساری فرمانبرداروں کے فخر سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا: زاہد دنیا کے غریب ہیں۔اور عارف آخرت کے غرباء۔

یحیٰ بن معاذ سے کسی نے کہا کہ ایک قوم ہے جو کہتی ہے کہ ہم اس مقام پہ پہنچ چکے ہیں جہاں نماز کی ضرورت نہیں۔آپ نے فرمایا: انہیں کہو کہ وہ پہنچ چکے ہیں مگر دوزخ میں۔

نکتہ: آپ نے فرمایا کہ محبت کی سچائی محبوب کی اطاعت کے عمل میں ہے۔

نکتہ: آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جس قوم کو دوست رکھتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کا دل اسی کی طرف مائل رہے۔

نکتہ: آپ نے فرمایا کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی نیکی پہ خوش نہ ہو، اور اس کی جفا پہ غمگین نہ ہو۔

نکتہ: آپ نے فرمایا جس نے دوست کو بغیر دوست کے دیکھا اس نے دوست نہ دیکھا۔

آپ کی وفات ۲۵۸ھ میں نیشاپور میں ہوئی۔

خلف بن علی

Marfat.com

آپ شیخ العارفین یحییٰ معاذ واعظ سے صحبت رکھتے تھے۔

آپ نے فرمایا: ایک دفعہ میں یحییٰ کی مجلس میں حاضر تھا کہ ایک شخص کو وجد ہو گیا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ تو حضرت یحییٰ نے فرمایا: کہ اس نے خدا عزوجل کی بات سن لی ہے، اور اس کے دل پر سرِّ وحدانیت واضح ہو گیا ہے، اور صفتِ انسانیت محو ہو گئی ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی

آپ نے تیرہ سال کی عمر میں حرم میں اعلان کیا "سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ"۔ یعنی آپ جو مسئلہ چاہتے ہیں مجھ سے پوچھیں۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے فتویٰ لکھا۔

احمد بن حنبل سے تین سو ہزار حدیث یاد کی، اور ان کی شاگردی اختیار کی۔ امام ہمام حضرت موسیٰ کاظم سے فیض پایا اور سندِ طریقت حاصل کی۔

حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں: کہ اگر شافعی کے عقل کا وزن کیا جائے تو دنیا کے نصف عقل سے زیادہ ہو گا۔

ہارون رشید نے سنا کہ وہ حافظِ قرآن نہیں ہیں۔ تو اس نے امتحان کے طور پر آپ کو رمضان میں امامت سونپ دی۔ آپ ہر روز قرآنِ کریم کے ایک پارے کا مطالعہ کرتے اور تراویح میں سنا دیتے۔ اور اس طرح ایک ماہ میں پورے حافظ ہو گئے۔

احمد بن حنبل کا مذہب ہے: کہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہے۔ مگر مذہبِ شافعی میں ایسا نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہے لیکن اسے عذاب ہو گا۔ شافعی نے احمد بن حنبل سے کہا جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے تو پھر وہ کافر مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ تو احمد بن حنبل نے کہا کہ نماز پڑھے۔ امام شافعی نے کہا کہ کافر کی نماز کیسے درست ہو گی۔ احمد بن حنبل خاموش ہو گئے۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی والدہ بڑی پاک باز عورت تھیں۔ لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھتے تھے۔ ایک دفعہ دو آدمی آئے انہوں نے کپڑوں کا صندوق امانت کے طور پر

Marfat.com

رکھا۔ کچھ دن کے بعد ایک آیا اور صندوق لے گیا۔ کچھ دن بعد دوسرا آیا اور اس نے صندوق طلب کیا۔ امام شافعی کی والدہ نے بتایا کہ تمہارا ساتھی صندوق لے گیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہماری شرط یہ تھی کہ ہم دونوں آئیں تو صندوق دینا۔ آپ نے اسے کیوں دیا۔ اس وقت امام شافعی چھ سال کے تھے۔ اور مکتب سے گھر پہنچ کے یہ ماجرا سنا تو فرمایا: کہ امانت محفوظ ہے آپ جو کہتے ہو کہ شرط یہ تھی کہ دونوں اکٹھے آئیں تو امانت واپس کرنا جاؤ دوسرے کو لے آؤ اور اپنی امانت واپس لے لو۔ وہ مدعی لاجواب اور شرمندہ ہو کے چلا گیا۔

جس روز حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی اس روز امام شافعی پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

ابوابراہیم اسمٰعیل بن یحییٰ مازنی

مصر میں مجتہد تھے۔ امام شافعی کے شاگرد ہیں۔ اور شافعی مذہب پر ان کی کئی تصانیف ہیں۔ امام شافعی نے ان کے بارے میں فرمایا: کہ وہ میرے مذہب کا مددگار ہے۔ ان کی جملہ تصانیف میں مختصر مازنی مشہور ہے۔

ابوالعباس شریح کہتے ہیں: کہ مختصر مازنی دنیا کی عجیب چیز ہے کہ اس کے مصنف اس میں جب کوئی مسئلہ لکھتے تو پہلے دو رکعت نفل ادا کرتے۔

آپ کی باطنی سربلندی کا اندازہ ان کی رحلت کے وقت ہوا۔ جب ان کے جنازے پر عجیب وغریب پرندوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا۔ اور جنازے میں شامل تمام افراد اس سائے میں چلتے رہے۔ یہ صورتِ حال صرف آپ کے جنازے پہ اور ذوالنون مصری کے جنازے سے پہلے کسی نے نہیں دیکھی۔

علی بن عبدالحمید الغضائری

قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ احوال بدیعہ اور اعمال رفیعہ کے مالک تھے۔ آپ کا شمار

Marfat.com

ابدالوں میں ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک بار میں سرّی کے گھر میں بے تابی کی حالت میں تھا کہ آپ نے کہا: اے اللہ جو مجھے تم سے غافل کردے انہیں تو مجھ سے غافل کردے۔ ان کی اس دعا کی برکت سے مجھے چالیس حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو میں نے حلب سے پیدل چل کر کیے۔

ابو یزید بسطامی

آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ بن سروشان ہے۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے۔ پھر مسلمان ہوگئے۔ آپ احمد خضرویہ، ابوحفص حداد اور یحییٰ معاذ کے معاصر تھے۔ آپ نے شفیق بلخی کو دیکھا۔ آپ کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی۔

کتاب جامع الانوار میں حیدر بن علی الآملی سے مذکور ہے: کہ وہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے۔ ان کا پانی بھرتے اور ان کے محرمِ راز تھے۔ حضرت امامؑ نے اپنے صلبی بیٹے محمد بن جعفر کو پوشیدہ طور پر بسطام بھیجا۔ کہ وہ ان کو لے آئیں۔ مگر ابی شیخ حیات تھے وہ فوت ہوگئے۔

ابوالفتوح محدث بیان کرتے ہیں: کہ امام علیہ السلام ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے، اور بایزید ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ بایزید کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ نہ تھی۔ پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ بایزید امام علی بن موسیٰ بن جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہنچے ہوں گے۔

میر سید شریف نے توجیہہ کی ہے کہ شیخ کی ملاقات حضرت سے عالمِ روحانیت میں ہوئی ہوگی۔

صاحبِ معجم، بسطام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابو یزید طیفور بن عیسیٰ سروشان کی قبر بسطام میں بازار کے کنارے دیکھی جوان کا شہر ہے۔

ابو یزید طیفور

Marfat.com

آپ کا نام ابو یزید طیفور بن آدم بن عیسیٰ بن علی الزاہد بسطامی الاصغر ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو یزید بسطامی ملقب بہ طیفور زاہد نام کے دو آدمی تھے، اکبر و اصغر۔ایک حضرت امامؑ کا معاصر اور ان کا سقا دار۔وہ اکبر تھا۔اور جس کی تاریخ اور زمانہ بعد کا ہے وہ ابو یزید اصغر ہے۔

محمد بن جعفر صادقؑ جن کا ذکر گزر چکا ہے وہ ایک سو سات ہجری کے اوائل میں بادشاہِ اسلام ابنی بیتو خان جو کہ شیخ رضی الدین اولادِ بایزید کے مرید تھے۔اس نے امام زادہ کی تربت پر گنبد کی بنیا درکھی۔اور سلطان العارفین بایزید کے قریب ایک خانقاہ بنوائی۔شیخ رضی الدین کے بیٹے شیخ شرف الدین قرنداش کو حاکم بنایا۔

کہتے ہیں: ان کا استاد ایک کُرد تھا۔اس نے عارفات کو وصیت فرمائی کہ میری قبر ادب کی وجہ سے نیچی رکھنا۔ان کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں پوچھا کہ آپ کا حال کیسا ہے؟ تو بتایا: کہ مجھے پوچھا گیا اے بزرگ کیا لے کے آئے ہو۔میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی بادشاہت ایک درویش کی درگاہ پہ نثار کر دی۔اسے نہیں پوچھا کہ کیا لائے ہو بلکہ پوچھا کہ کیا چاہتے ہو۔

اسی طرح یہ بیان عراقیہ نیشاپوری کا بھی ہے۔جو عارفاتِ زمانہ سے تھیں۔اور مختلف دروازوں پہ سوال کرتی تھیں۔جب فوت ہو گئیں تو انہیں کسی نے خواب میں دیکھا۔پوچھا گیا کہ کیا حال ہے۔اس نے بتایا کہ مجھے پوچھا گیا کہ کیا لائی ہو۔میں نے عرض کیا کہ آہ! میں نے ساری عمر اس امید پہ گزاری کہ جب اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤں گی تو سب کچھ وہ عطا کرے گا۔اور اب میں آئی ہوں تو مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا لائی ہو۔امر ہوا کہ سچ کہتی ہے اس سے دور ہو جاؤ۔

کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کا عصا دست بدست امام جعفرؑ تک پہنچا۔آپ نے بایزید کو وصیت فرمائی کہ دو سو سال بعد دہستان سے ایک درویش پیدا ہو گا یہ عصا اسے دے دینا۔جب شیخ کا ظہور ہوا تو یہ عصا انہیں مل گیا۔شیخ نے وصیت کی کہ میرے فوت ہونے کے بعد میری

Marfat.com

قبر کے سامنے اسے زمین میں گاڑ دینا۔ چنانچہ وہ درخت بنا اور کئی شاخیں نکالیں ۔ مغلیہ دورِ حکومت میں کسی نے اس کی شاخ کاٹ لی اُسی دن وہ ہلاک ہوگیا۔

آپ امام بحق ناطق جعفر صادقؑ سے فیض یافتہ تھے ۔ شیخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں لکھا ہے: کہ آپ کی ولادت امام جعفر صادقؑ کے وصال کے بعد ہوئی۔

نوٹ: (بایزید بسطامی نام کے دو افراد ہیں ۔ مؤرخین سے دونوں میں ناموں کے اشتراک کے باعث شدید سہو ہوا ہے ۔ اور دونوں کے حالات خلط ملط ہوئے ہیں ۔ میر علی شیر قانع بھی اسی اشتباہ سے دوچار ہوئے ۔ تاہم متن میں اول الذکر بایزید بسطامی کے ذیل میں جو احوال ہیں وہ ثانی الذکر بایزید سے متعلق ہیں ۔ اور ثانی الذکر کے ذیل میں جو حالات بالتفصیل درج ہیں وہ اول الذکر کے بارے میں ہیں ۔ دونوں کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے)۔ رک: دھخدا: (۳:۹۳۸)[مترجم]

ابو حفص حداد

آپ کا نام عمر بن سلمہ ہے ۔ نیشاپور کے قریب ایک دیہات کے رہنے والے تھے۔ دنیا سے بیگانہ ملامتیہ کے شیخ اور ابو عثمان حیری کے پیر تھے۔

شاہ شجاع کرمانی نے ان سے اپنی نسبت درست کی ۔ احمد خضرویہ اور بایزید کے دوست تھے ۔ عبداللہ باوردی آپ کے شاگرد اور صحبت یافتہ تھے۔

آپ کی وفات ۲۶۴ھ یا ۲۶۵ھ کے درمیان ہوئی۔

فرمایا: ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسنِ ادب کا عنوان ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لو خشع قلبہ لخشع جوارحہ" یعنی جس کے قلب میں عاجزی ہو اس کے سب اعضاء عاجزی کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ حج کو جا رہے تھے ۔ جب بغداد پہنچے تو حضرت جنید نے آپ کا استقبال کیا ۔ ابو حفص اپنے مریدین سمیت دست بستہ کھڑے تھے، اور بہت آداب سے پیش آئے ۔ جنید نے کہا کہ آپ نے اپنے مریدوں کو بادشاہوں والے آداب سکھائے ہیں ۔ آپ نے فرمایا اللہ کے دوستوں سے ظاہری ادب کو ملحوظ رکھنا باطن کے ادب کا عنوان ہے۔

Marfat.com

نکتہ: آپ نے فرمایا جوکوئی ہر وقت اپنے افعال، اقوال اور احوال کو کتاب وسنت کی میزان میں نہیں تولتا اور خود اپنا احتساب نہیں کرتا اس کا شمار مَردوں کے گروہ میں نہیں ہوتا۔

نکتہ: آپ نے فرمایا جواں مردی یہ ہے کہ خود تو انصاف کرے مگر اپنے لیے انصاف طلب نہ کرے۔

فرمایا: جب خوف کا چراغ روشن ہوتا ہے تو اس کی روشنی میں خیر وشر بخوبی نظر آتا ہے۔

فرمایا: تب تک فقر درست نہیں جب تک چیز لینے کے بجائے دینے کو ترجیح نہ دے۔

فرمایا: معصیت سے کفر جنم لیتا ہے جیسے بخار سے موت۔

فرمایا: گناہ کا نتیجہ کفر ہے جیسا کہ زہر کا نتیجہ موت۔

شاہ شجاع کرمانی

اصل میں آپ شاہی خاندان سے تھے۔ابو حفص حداد کے رفقاء میں سے تھے۔ابو تراب نخشبی، ابوعبداللہ، زراع بصری اور ابوعبداللہ بسری سے صحبت رکھتے تھے۔

آپ ابوعثمان حیری کے استاد ہیں۔آپ کی وفات ۲۷۰ھ یا ۳۰۰ھ سے پہلے ہوئی۔

کہتے ہیں: کہ چالیس سال تک آپ نہ سوئے۔ایک دفعہ خواب میں حق تبارک و تعالیٰ کا دیدار ہوا۔اس کے بعد ہمیشہ سوتے رہتے۔آپ کو یا سوتے ہوئے دیکھا گیا یا نیند کی طلب کرتے ہوئے۔(تاکہ پھر خواب میں دیدارِ الٰہی نصیب ہو)

احمد بن وہب

آپ کی کنیت ابوجعفر ہے۔بصرہ کے رہنے والے تھے۔ابو حاتم عطار سے صحبت رکھتے تھے۔ابو یعقوب زیات کے استاد اور پیر تھے۔اور آپ مسجدِ شونیزیہ میں بیٹھتے تھے۔

آپ کا وصال ۲۷۱ھ میں ہوا۔

حمدون قصار

Marfat.com

آپ کی کنیت ابو صالح ہے۔آپ اہلِ ملامت کے امام تھے۔نیشا پور میں طریقہ ملامتی کو انہوں نے پہلی بار شروع کیا۔سہل تستری اور جنید کے معاصر تھے۔مذہبِ ثوری کے پیروکار تھے۔

آپ عبداللہ منازل کے استاد تھے۔اسلم بن الحسین باروسی اور ابوتراب نخشبی کے صحبت یافتہ تھے۔

۲۷۱ھ میں وصال فرمایا۔

فتح اللہ بن شخرف مروزی

آپ کی کنیت ابونصر تھی۔خراسان کے قدیم مشائخ میں سے تھے۔فوجیوں کی طرح لباس پہنتے تھے۔عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: کہ جب تک خراسان کی زمین، فتح نہ ہوئی آپ بغداد میں رہے۔لیکن بغداد میں کچھ کھاتے نہیں تھے۔انطاکیہ سے آپ کے لیے کچھ ستّو لاتے تھے۔ نزع کی حالت میں خود کلامی کر رہے تھے۔جب کسی نے کان لگا کر سنا تو کہہ رہے تھے اے میرے اللہ! میں تیرے پاس آنے کے لیے بے تاب ہوں، مجھے جلدی اپنی طرف بلا۔جب آپ کو غسل دینے لگے تو آپ کے بازو پر سبز روشنائی سے لکھا دیکھا" الفتح الله"۔آپ کی نمازِ جنازہ ۳۳ بار پڑھی گئی۔جس میں تین ہزار لوگوں نے شرکت کی۔

آپ کا وصال ۲۷۳ھ میں ہوا۔

ابوعبداللہ مختار

اپنے زمانے کے عظیم بزرگ تھے۔آپ نے فرمایا کہ طعام ایسے کھاؤ کہ تم اسے کھاؤ نہ کہ وہ تمہیں کھائے۔اگر آپ اسے کھائیں گے تو نور ہو جاؤ گے اور اگر وہ آپ کو کھائے گا تو سب سے دور ہو جاؤ گے۔

آپ کا سالِ وصال آپ کی لوحِ مزار پر ۲۷۷ھ تحریر ہے۔

Marfat.com

آپ کے مریدین بہت تھے اور وہ سب صاحبِ ولایت تھے۔ جیسا کہ

۱۔ ابو یعلیٰ المختار علوی الحسینی:۔ آپ سے بہت سی کرامات اور خوارقِ عادات مشہور اور مذکور ہیں۔ آپ سید امام کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی قبر آپ کے مرشد ابو عبداللہ مختار کے قدموں میں ہے۔

۲۔ فقیہ ابو عثمان مرغزی:۔ عشقِ الٰہی میں اس انتہا تک تھے کہ آپ کو شوق سوختہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

کہتے ہیں: کہ جس روز آپ کے پیر بھائی سید امام فوت ہوئے تو یہ مرو الرود (شہرِ مرو کے قریب دریائے مرغاب کا نام ہے) کے قریب تھے۔ اور آپ کے باطن میں عظیم اضطراب اور ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور آپ اسی اضطرابی کیفیت میں ہرات پہنچے۔ آپ کی اس اضطرابی کیفیت کے آغاز کی تاریخ وہی تھی جس تاریخ کو سید امام فوت ہوئے۔ جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو خایجہ باد کے گورستان میں عبدالواحد بن مسلم کے قدموں میں دفن کیا گیا۔

ابو عبداللہ الخاقان

بغداد کے اکابر صوفیاء میں سے ہیں۔ شیخ جعفر جذاء کا بیان ہے کہ آپ صاحبِ کرامات تھے۔ اور ابنِ قصاب رازی نقل کرتے ہیں: کہ آپ نے فرمایا: میرے باپ کی بازار میں دکان تھی۔ میں اس دکان میں بیٹھا تھا، کہ ایک شخص گزرا مجھے گمان ہوا کہ یہ بغداد کے فقراء میں سے ہے۔ میں ابھی سنِ بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ لیکن مجھے ان کی طرف کشش ہوئی۔ میں اٹھا اور انہیں سلام کیا۔ اور ایک دینار میرے پاس تھا۔ جو میں نے انہیں نذر کیا۔ وہ دینار لے کر چلے گئے اور مجھ پہ کوئی خاص التفات نہ کیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ تم نے دینار ضائع کر دیا۔ اور میں ان کے پیچھے چل پڑا کہ وہ مسجد شونیز یہ پہنچے۔ میں نے وہاں دیکھا تین فقیر وہاں بیٹھے تھے۔ اس درویش نے وہ دینار انہیں دیا۔ اور خود نماز میں کھڑا ہو گیا۔ وہ آدمی جس نے دینار پکڑا تھا وہ باہر چلا تو میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے طعام خریدا اور واپس اپنے

Marfat.com

دوستوں کے پاس آیا۔ وہ کھانا انہوں نے مل کے کھایا۔ مگر وہ شخص جس کو میں نے دینار دیا تھا وہ نماز میں ہی مشغول رہا۔ جب یہ درویش طعام سے فارغ ہوئے تو اس نے منہ ان کی طرف کر کے فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ کھانے میں کیوں نہیں شامل ہوا۔ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ اس نے فرمایا کہ جس نے یہ دینار مجھے دیا تھا میں اس کی آزادی کے لیے دعا میں مشغول تھا۔ اور اب وہ آزاد ہوا ہے۔ یہ شیخ خاقان صوفی تھے۔

آپ کی وفات ۲۷۹ھ میں ہوئی۔

سہل بن عبداللہ تستری

آپ کی کنیت ابومحمد، قوم کے اکابرین اور اس گروہ کے علماء سے تھے۔ ذوالنون کے شاگرد تھے۔ اپنے ماموں محمد بن سوار کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت جنید بغدادی کے معاصر تھے۔ اور جنید سے پہلے فوت ہو گئے۔

سہل سے کسی نے پوچھا کہ بدبختی کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ ہے جسے علم گو عطا ہو، مگر عمل کی توفیق عطا نہ ہو، اور عمل کی توفیق ہو مگر اس میں اخلاص نہ ہو، اور صحبت و دیدار تو عطا ہو مگر اسے شرفِ قبولیت عطا نہ ہو۔

نکتہ: آپ نے فرمایا: مبارک ہے وہ چیز جسے دوست تلاش کرتے ہیں۔ اگر پا لیتے ہیں تو وہ نور ہے۔ اور اگر اس کی طلب میں مر جائیں تو شفاعت پاتے ہیں۔

نکتہ: آپ نے فرمایا کہ پہلا علم امر ہے اگر نہیں جان سکے تو آخر میں عمل نہ کر سکے گا۔

فرمایا: اگر تم فقر سے خوف کھاتے ہو تو منافق ہو۔

فرمایا: جو کوئی صبح اٹھتے ہی اپنی پوری ہمت اس پہ لگا دے کہ کیا کھائے گا۔ اس سے بچ جاؤ۔

آپ نے فرمایا جو بھوکا سوتا ہے شیطان اس سے دور بھاگتا ہے۔ یعنی شیطان فاقہ کش کے قریب نہیں آتا۔

Marfat.com

آپ کے مریدوں میں ایک مرد جوان تھا۔اس نے آپ سے عطیہ کی درخواست کی۔ آپ نے کہا کہ ہاتھ نیچے کر۔ جو کچھ چاہتا ہے تجھے مل جائے گا۔ جوان نے ہاتھ نیچے کیے تو عطیات اس کے ہاتھوں میں آ گئے۔

آپ نے اسّی (۸۰) سال کی عمر میں ۲۸۳ھ میں وفات پائی۔

ابوسعید خراز

آپ کا نام احمد بن عیسیٰ ہے۔روزانہ اپنے جوتے کو پھاڑ کر دوبارہ سیتے تھے۔کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔آپ نے فرمایا: اپنے نفس کو مشغول رکھتا ہوں۔اس سے پہلے کہ وہ مجھے مشغول کرے۔اس طرح آپ کا لقب خراز پڑ گیا۔آپ بغدادی الاصل ہیں۔

صوفیہ کی محبت میں مصر چلے گئے۔اور مکہ میں مجاور رہے۔آپ بڑے مشائخ اور آئمہ میں سے ہیں۔محمد بن منصور طوسی کے یگانہ اور بے نظیر شاگرد تھے۔ذوالنون مصری، ابوعبید بسری، سری سقطی اور بشر حافی کے صحبت یافتہ تھے۔

کہتے ہیں: کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فنا و بقا کے علم پر گفتگو کی۔

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ وہ خود کو جنید کے شاگردوں میں شمار کرتے تھے۔ اور اس پر فخر کرتے تھے۔آپ حضرت جنید سے پہلے ہی ۲۸۶ھ میں دنیا سے چلے گئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بچپن میں مَیں بہت خوبصورت تھا۔ایک شخص مجھ پہ عاشق ہو گیا۔میں اس سے تنگ آ کر صحرا کو چل پڑا۔دیکھا کہ وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔جب وہ میرے نزدیک ہوا تو میں نے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔خدا تبارک وتعالیٰ نے میری وہاں حفاظت فرمائی۔وہ شخص کنویں کے کنارے پہ بیٹھ کے مجھے دیکھتا اور روتا رہا۔میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے قادرِ مطلق مجھے اس کنویں سے باہر نکال اور اس شخص کے شر سے بھی بچا۔میں نے دیکھا کہ اچانک مجھے کسی چیز نے پکڑ کر کنویں سے باہر اچھال دیا۔وہ شخص آیا اور میرے ہاتھ پاؤں چوم کر معافی مانگی، اور کہا کہ مجھے اپنی خدمت کے لیے قبول کرو۔اور وہ میری ارادت میں اس

Marfat.com

طرح خدمت گزار ہو کہ مجھے اس سے حسد ہونے لگا۔ پھر میں نے اس میں بہت صدق واخلاص دیکھا۔ وہ پوری زندگی میرا مصاحب رہا۔ تآنکہ فوت ہو گیا۔

عباس بن حمزہ نیشاپوری

آپ کی کنیت ابوفضل تھی۔ قدیم بزرگوں میں سے تھے۔ ذوالنون اور بایزید وغیرہ سے صحبت رکھتے تھے۔ آپ ابوبکر حفید کے دادا تھے۔ جنید سے پہلے ۲۸۸ھ میں فوت ہو گئے۔

ابوحمزہ خراسانی

آپ اصل نیشاپور کے تھے۔ حضرت جنید بغدادی، سری سقطی اور بشر حافی کے معاصر تھے۔ ابوتراب نخشبی کی صحبت میں رہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہے: کہ ایک دن جنید بغدادی نے ابلیس کو دیکھا کہ لوگوں کی گردن پہ چڑھا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے ملعون تمہیں ان مردوں سے شرم نہیں آتی۔ اس نے کہا کہ مرد کون ہیں۔ مرد وہ ہیں جو شونیزیہ میں مقیم ہیں اور میرا جگر جلاتے ہیں۔ حضرت جنید شونیزیہ چلے آئے۔ اور ابوحمزہ کو آواز دی کہ وہ ملعون جھوٹا ہے۔ وہ لوگ خدائے عزوجل سے زیادہ نزدیک ہیں، ان لوگوں سے جن کے حال سے ابلیس واقف ہو۔

ابوحمزہ خراسانی ابوسعید خراز کے دوست تھے۔ اور جواں مرد مشائخ سے تھے۔ وجد اور صحت حال میں ان کی کوئی مثال نہ تھی۔ جب بھی کوئی آواز سنتے وجد میں آجاتے۔

ایک دفعہ حارث محاسبی کے گھر بکری کی آواز سنی تو وجد میں آ گئے۔ اور کہا کہ عز اللہ جل جلالہٗ۔ حارث نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے۔ اگر مجھے بتا دیں تو ٹھیک ہے ورنہ تمہیں قتل کردوں گا۔ آپ نے فرمایا: اے بیچارے! جا مٹی اور بھوسی ملا کے چند سال کھا۔ پھر تم پر یہ مسئلہ واضح ہوگا۔

آپ کی وفات ۲۸۹ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

ابوحمزہ بغدادی

آپ کا نام محمد بن ابراہیم ہے۔عیسیٰ بن ابان کے فرزندوں سے ہیں۔سری سقطی کے معاصر ہیں۔ان کے علاوہ بشر حافی سے بھی صحبت رکھتے تھے۔ابوتراب نخشبی کے ساتھ ہم سفر رہے۔ابوبکر کتانی اور خیر نساج وغیرہ نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ نے فرمایا: فقراء کی محبت شدید ہے۔صدیق کے علاوہ کوئی اس پہ صبر نہیں کرسکتا۔حضرت جنید اور ابوحمزہ خراسانی سے پہلے اور ابوسعید خراز کے بعد ۲۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی

سری سقطی کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے۔آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔آپ کے القاب قواریری زجاج اور خراز تھے۔قواریری اور زجاج اس لیے کہ آپ کے والد شیشہ فروش تھے۔اور آپ کفش دوزی کا کام کرتے تھے۔آپ اصل نہاوند کے تھے۔اور مولد ومنشاء بغداد تھا۔مذہبِ ابوثور پر تھے۔آپ امام شافعی کے عمدہ شاگرد تھے۔اور کچھ لوگوں کا خیال ہے، کہ آپ سفیان ثوری کے مذہب پر تھے۔سری سقطی، حارث محاسبی اور محمد قصاب کے صحبت یافتہ اور شاگرد تھے۔آپ اس گروہ کے امام اور سردار ہیں۔تمام لوگ آپ سے اپنی نسبت درست کرتے ہیں۔جیسے خراز، نوری اور شبلی وغیرہم۔

ابوالعباس عطا کہتے ہیں: کہ اس علم میں ہمارے امام اور مرجع اور مقتداء جنید ہیں۔

کہتے ہیں: خلیفۂ بغداد نے رویم سے کہا کہ اے بے ادب! رویم نے کہا کہ میں بے ادب نہیں ہوں۔جو کوئی نصف دن حضرت جنید کی صحبت میں رہا ہو وہ بے ادب نہیں ہوسکتا۔اور جو اس سے زیادہ بیٹھا ہو وہ کیسے۔؟ ادب ہوسکتا ہے۔

شیخ ابوجعفر حداد کہتے ہیں: کہ اگر عقل مرد کی شکل میں ہوتی تو وہ جنید کی صورت میں ہوتی کہتے ہیں کہ اس طبقہ سے تین افراد ہوئے ہیں کہ ان جیسا چوتھا کوئی نہیں۔

Marfat.com

۱۔ بغداد میں حضرت جنید، ۲۔ شام میں ابوعبداللہ جلاء اور نیشاپور میں ابوعثمان حیری۔

کہتے ہیں: کہ حضرت جنید اپنے بچپن کے زمانے میں ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سری سقطی نے کہا: ما تقول فی الشکر یا غلام ۔ یعنی اے لڑکے شکر کی تعریف بیان کر۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ شکر کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانیوں میں استعمال نہ کر۔

سری سقطی نے فرمایا کہ میری شدید خواہش ہے کہ آپ کے فیض کا حصہ آپ کی زبان سے ملے۔ جنید نے فرمایا میں ہمیشہ آپ کی اس بات سے خوف زدہ تھا۔ تآنکہ ایک روز میں ان کے پاس آیا۔ اور جو کچھ وہ چاہتے تھے۔ میں اپنے ہمراہ لایا۔ انہوں نے فرمایا: کہ آپ کو بشارت ہو کہ میں نے حضرت حق سبحانہٗ سے درخواست کی تھی۔ کہ اسے کامیاب اور بہرہ مند فرما۔

پھر فرمایا: کہ مجلس آراستہ کر اور لوگوں کو ہدایت کی باتیں بتایا کرو۔ یعنی وعظ و تلقین کیا کرو۔ مگر میں اپنے آپ میں یہ استحقاق نہیں پاتا تھا۔ مگر ایک روز جمعرات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں۔ تکلم علی الناس یعنی لوگوں سے باتیں کرو۔ جب بیدار ہوا تو صبح سے پہلے ہی سری سقطی کے گھر جا پہنچا، اور دروازے پہ دستک دی۔ آپ نے باہر نکلتے ہی فرمایا: کہ مجھے آپ نے راست گو نہ سمجھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے خود فرمایا۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی مجلس قائم کی اور واعظ کا آغاز کر دیا۔ یہ خبر پھیل گئی۔ ایک جوان عیسائیوں کے لباس میں مجلس کے کنارے پر کھڑا تھا اور اس نے پوچھا کہ رسولِ کریم ﷺ کے اس قولِ مبارک کا کیا مطلب ہے: کہ مومن کی فراست سے ڈرو، کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ جنید نے ایک لمحے کے لیے سر جھکایا اور فرمایا کہ تم اسلام قبول کر لو۔ کیونکہ یہ وقت اسلام کا ہے۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

آپ کا وصال ۲۹۸ھ میں ہوا۔

<u>خانوادۂ جنیدیاں</u>:۔ یہ مشہور و معروف خانوادہ ہے۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ روزے رکھتے ہیں۔

Marfat.com

سات دن بعد افطار کرتے ہیں۔ سخت ریاضت کرتے ہیں۔ فتوح قبول کرتے ہیں۔ مگر اسے فقراء پر صرف کر دیتے ہیں۔ اور اکثر ذکر ان کا الکریم الوھاب ذوالطول ہے۔

ابراہیم بن خواص

آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ جعفر خلدی اور سیروانی مہین کے استاد ہیں۔

آپ بغدادی تھے۔ مگر آپ کے والد آمل کے رہنے والے تھے۔ حضرت جنید اور نوری کے معاصر تھے۔ آپ نے فرمایا: علم صرف دو کلموں میں ہے۔ جو رزق تمہاری قسمت میں ہے۔ اس میں تکلف نہ کر۔ اور جو کافی ہے اسے ضائع نہ کر۔ یعنی طلب میں رنج نہ اُٹھا۔ جو تیری قسمت میں ازل سے لکھ دیا گیا ہے۔ وہ رزق ہے اسے ضائع نہ کر۔ مگر تم سے طلب کیا گیا ہے۔ وہ احکامِ الٰہی اور اوامر و نواہی ہے۔

آپ کی وفات ۲۹۱ ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا مزار اقدس حصارِ طبرک میں ہے۔ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی فرماتے ہیں کہ اس ہیبت اور شکوہ کی قبر میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ ایسے لگتا ہے جیسے کوئی شیر سویا ہوا ہے۔

زکریا بن دوایہ

آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ نیشاپور رہنے والے تھے۔ احمد بن احمد حرب کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور جملہ زاہدوں اور متوکلین میں سے ایک تھے۔ آپ حلال لقمہ کے لیے احتیاط کرتے تھے۔ اور خود کام کر کے کماتے تھے۔

ابوعثمان حیری فرماتے ہیں: کہ ابو یحی زید کی طرح انہیں موت کا اندیشہ اور مرنے کے بعد کا خوف نہیں تھا۔ آپ کی وفات ۲۹۴ ھ میں ہوئی۔

ابوالحسن نوری

آپ کا نام احمد بن محمد تھا۔ بعضوں نے آپ کا نام محمد بن محمد لکھا ہے۔ لیکن احمد درست

Marfat.com

ترہے۔آپ ابن البغشوری کے نام سے معروف ہوئے۔کیونکہ آپ کے والد شہر بغشور کے رہنے والے تھے۔جو ہرات اور مرو کے درمیان ہے۔مگر آپ کی ولادت اور پرورش بغداد میں ہوئی۔حضرت سری سقطی محمد بن علی قصار اور احمد ابی الحواری کے صحبت یافتہ تھے۔اور ذالنون مصری کو بھی دیکھا۔حضرت جنید کے معاصر تھے۔مگر ان سے عمر میں بڑے تھے۔حضرت جنید سے پہلے آپ ۲۹۵ھ میں فوت ہوئے۔بعضوں نے آپ کا سالِ وصال ۲۸۶ھ بتایا ہے۔

جب حضرت نوری کا وصال ہوا،تو حضرت جنید نے کہا نوری کی وفات کے باعث علمِ تصوف کا نصف چلا گیا۔

ابوعثمان حیری

آپ کا نام سعید بن اسماعیل الحیر ی تھا۔آپ اصل نیشا پور کے رہنے والے تھے۔شاہ شجاع کے مرید تھے۔اور ابوحفص حداد اور یحیٰ معاذ رازی کے صحبت یافتہ تھے۔آپ اپنے وقت کے بے مثال امام تھے۔نیشا پوریوں کے استاد اور مرشد تھے۔آپ شجاع کے ہمراہ مرو سے نیشا پور آئے۔ابوحفص نے آپ سے کہا کہ شاہ شجاع کی وہاں عیال داری ہے۔اور آپ کا کوئی نہیں تو جب شاہ واپس جائے تو آپ ادھر ہی رہ جانا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔آپ ابوحفص کے پاس رہ گئے۔اور ابوحفص نے ان کے لیے مجلس قائم کی۔آپ ۲۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نیشا پور میں ہے۔

آپ سے پوچھا گیا جوان مرد کون ہے آپ نے فرمایا جو خود کو نہ دیکھے۔

ابواحمد قلانسی

آپ کا نام مصعب بن البغدادی ہے۔آپ قدیم مشائخ سے ہیں۔اصل مرو کے رہنے والے تھے۔حضرت جنید بغدادی اور رویم کے معاصر تھے۔

آپ نے فرمایا: ایک روز میں ایسی قوم میں تھا۔میں نے کہا کہ میرا آزار، میری بات

Marfat.com

درمیان سے ٹوک کر کہا! کہ یہ آپ کہتے ہیں کہ ''مَیں''

شیخ سیراونی کہتے ہیں کہ جب کوئی صوفی کہے کہ میرا جوتا اور میرا آزار تو جان لو کہ وہ ان کی ملکیت نہیں ہے۔

حج کے موقع کے پر جب لوگ مکہ سے واپس جارہے تھے تو تھوڑے عرصے بعد آپ ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

مذکور ہے کہ جب قلانسی بیمار ہوئے اور مکہ میں رہائش پذیر تھے۔تو دعا کی، کہ اے خداوند کریم اگر تیرے نزدیک میری تھوڑی سی بھی قدر ہے تو میری موت دو منزلوں کے مابین ہو۔ایک خاص ضرورت کے تحت آپ کو پالکی میں بٹھا کر دوسری جگہ لے جارہے تھے، کہ آپ راستے میں ہی فوت ہو گئے۔

عمر بن عثمان مکی الصوفی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔اور آپ حسین منصور حلاج کے استاد ہیں۔آپ کی نسبت حضرت جنید بغدادی سے ہے۔اور خراز کے صحبت یافتہ اور ان کے معاصر ہیں۔آپ نے ابوعبداللہ نباجی کو بھی دیکھا۔

آپ نے بیان کیا: کہ مجھے سب سے زیادہ نفع ابی عبداللہ النباجی کی صحبت اور دیدار سے ہوا۔آپ علومِ حقائق کے عالم تھے۔اور اصل میں یمن کے رہنے والے تھے۔آپ کی باتیں بہت باریک اور لطیف ہوتی تھیں۔اس وجہ سے آپ سے منسوب کلام کو چھوڑ دیا گیا۔آپ مکہ سے جدہ آئے اور وہاں قاضی مکہ ہوئے۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب صفوۃ الصفوۃ میں لکھا ہے کہ آپ ۲۹۷ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں: عمر بن عثمان نے ایک منظوم کتاب تصنیف کی۔آپ کے شاگرد حلاج نے خفیہ طور پر وہ کتاب لے لی۔اور آشکار کر دی۔سخن باریک اور لطیف تھے۔جس کا لوگوں نے

Marfat.com

انکار کیا اور اسے قبول نہ کیا۔آپ نے حلاج کی اس حرکت پر غضب کا اظہار کیا۔اور جو کہا اس پہ وارد ہوا۔

کہتے ہیں: ایک روز منصور کو دیکھا کہ کچھ لکھ رہے ہیں۔آپ نے پوچھا کہ کیا لکھ رہے ہو۔منصور نے کہا کہ میں ایک ایسی چیز لکھ رہا ہوں جو اپنے معاصرین کے بارے میں مقابلے میں پیش کروں۔آپ نے اسے بد دعا دی اور خود سے دور کر دیا۔پھر منصور کو جو کچھ ہوا وہ آپ کی بد دعا کا اثر تھا۔واللہ اعلم۔

سمنون بن حمزہ محبّ الکذاب

آپ کی کنیت ابو القاسم اور ابو الحسین ہے۔آپ نے خود کو کذاب کا لقب دیا۔اگر کوئی اس لقب سے نہ بلاتا تو آپ توجہ نہ فرماتے۔آپ علم میں یگانہ اور محبت کے امام تھے۔ ساری زندگی اسی طرح کہا۔سری سقطی اور محمد بن علی قصاب اور ابو احمد قلانسی کے صحبت یافتہ تھے۔ اور جنید بغدادی اور نوری کے ہم عصر تھے۔حضرت جنید بغدادی سے پہلے فوت ہو گئے۔اور بعضوں نے کہا کہ ان کے بعد فوت ہوئے۔

فرمایا: محبت بندہ کو صاف نہیں کرتی جب تک تمام دنیا کو ترک نہ کرے۔

ابو احمد قلانسی کہتے ہیں: کہ سمنون کا ورد دن رات میں پانچ سو رکعت نماز ادا کرنا تھا۔ ایک دفعہ بغداد میں ایک آدمی نے چالیس ہزار درہم فقراء پر خرچ کیے۔سمنون نے کہا اے ابا احمد قلانسی! مجھ میں اتنا خرچ کی استطاعت نہیں ہے۔اُٹھ کھڑے ہوں تا کہ کسی گوشے میں جا کر ہر درہم کے عوض ایک رکعت نفل ادا کریں۔پس ہم مدائن آئے اور چالیس ہزار رکعت نفل ادا کیے۔

غلام الخلیل نام کا ایک شخص تھا۔جس نے خود کو خلیفہ کے سامنے صوفی گری میں مشہور کیا ہوا تھا۔اور ہمیشہ مشائخ اور درویشوں کے بارے میں غلط باتیں خلیفہ کو بتاتا۔تا کہ وہ ان سے دور رہے، اور اس کا اعتبار کرے۔ایک دن ایک عورت نے سمنون کو دیکھا تو اس نے خود کو آپ کے آگے پیش کیا۔مگر سمنون نے توجہ نہ کی۔اس عورت نے حضرت جنید کی خدمت میں

Marfat.com

سفارش کرنے کو کہا۔آپ نے اسے ڈانٹ دیا۔ پھر وہ عورت غلام خلیل کے پاس گئی۔اور زانیہ عورتوں کی طرح سمنون پر تہمت لگائی۔غلام خلیل انہیں لے کے خلیفہ کے پاس گیا۔بات سن کر خلیفہ کا رنگ بدل گیا۔اور حکم دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔جب جلاد کو بلایا گیا اور خلیفہ قتل کا فرمان جاری کرنے لگا تو خلیفہ کی زبان بند ہوگئی۔اور آپ کے قتل میں تاخیر کر دی گئی۔اس رات خلیفہ کو خواب میں بتایا گیا کہ تمہاری بادشاہت کا زوال سمنون کے زوالِ حیات کے باعث ہوگا۔ دوسرے ہی دن خلیفہ نے سمنون کو بلایا اور معذرت کی۔

زہرون المغربی

آپ طرابلس کے رہنے والے تھے۔اور مظفر کرمان شاہی کے معاصر تھے۔اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مکہ گئے۔زہرون آگے تھے اور پیچھے مظفر اور پیچھے مظفر کی بیوی تھی۔اور یہ سب رملہ سے گزرے۔

ابوعبداللہ مغربی کہتے ہیں: کہ میں نے جوان مردوں میں زہرون جیسا کوئی جوان مرد نہیں دیکھا۔

عرون بن الوثابہ

آپ کی کنیت ابوالاصبع تھی۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ میں نے احمد ابی الحواری کی کتاب میں دیکھا ہے کہ آپ مکہ کے بزرگ تھے۔اور ملک شام میں وفات پائی۔آپ کی وفات کے بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا معاملہ ہوا۔آپ نے بتایا کہ مجھے پکڑ میں آنے والوں میں شمار کیا گیا۔پھر امن میں لایا گیا اور پھر ایک دم چھوڑ دیا۔

رویم بن احمد

آپ کا نام رویم بن احمد بن یزید رویم تھا۔اور آپ کی کنیت ابومحمد یا ابوبکر یا ابوالحسین

Marfat.com

یا ابوشیبان تھی۔آپ رویم بزرگ کے پوتے تھے۔جس نے نافع کی قرأت روایت کی ہے۔آپ بغداد کے اجلہ مشائخ میں سے تھے۔فقیہہ تھے۔اور داؤد اصفہانی کے مذہب کے عالم اور اسی کے مسلک پر قائم تھے۔خود کو حضرت جنید کا شاگرد بتاتے تھے۔آپ ان کے دوستوں میں سے ہیں۔ لیکن ان سے بہتر۔

ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ میری آنکھوں نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو رویم کی طرح توحید کے بارے میں گفتگو کرتا ہو۔

آپ نے آخر عمر میں اپنے آپ کو دنیا داروں کے درمیان پنہاں کر دیا۔مگر اس طرح آپ اپنے آپ کو چھپا نہ سکے۔سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی نے کہا: کہ ہم فارغ مشغول ہیں۔اور وہ مشغول فارغ۔

ابوجعفر السماک

آپ بغداد کے رہنے والے اور سرّی سقطی کے مشائخ سے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی کہتے ہیں: کہ میں نے سرّی سقطی سے سنا کہ ایک روز ابوجعفر السماک ان کے پاس آئے۔سری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک کچھ لوگ بیٹھے تھے۔آپ کھڑے رہے بیٹھے نہیں۔پھر میری طرف دیکھا اور کہا اے سرّی! باطل پرستوں کے مرکز میں بیٹھے ہیں۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔گویا آپ نے اس جماعت کا میرے گرد بیٹھنا پسند نہیں کیا۔

محمد بن منصور طوسی

آپ عثمان بن سعید الدارمی، ابوالعباس مسروق، ابوجعفر حداد مہین، ابوسعید خراز اور حضرت جنید بغدادی کے استاد ہیں۔

ابوبکر کسائی دینوری

عراق کے قہستان سے تھے۔حضرت جنید کے قدیم اصحاب سے تھے۔حضرت جنید

Marfat.com

نے فرمایا: کہ اگر ابوبکر کسائی نہ ہوتے تو میں عراق میں نہ ہوتا۔ آپ حضرت جنید سے پہلے دنیا سے کوچ کر گئے۔

زیادالکبیر ہمدانی

حضرت جنید کی صحبت میں رہے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ کہمش ہمدانی نے انہیں تکریم سے دیکھا۔

ثابت النجاز

حضرت جنید بغدادی اور رویم سے صحبت رکھتے تھے۔

ابویعقوب عسقلانی

آپ نے ابوالحسن نوری کو دیکھا اور ان سے بہت فیض پایا۔ اپنے وقت میں بہت معروف ہوئے۔

حسن بن علی

آپ کی کنیت ابوعلی ہے۔ اور حضرت جنید بغدادی اور ابوحمزہ کے استادوں میں سے ہیں۔ اور ان کے معاصر ہیں۔ اور حضرت سری سقطی کے کبار اصحاب میں سے ہیں۔

کہتے ہیں: محمد بن عبداللہ گاذر آپ کو ایک جگہ تنہا بٹھا کے چلے گئے۔ مگر جا کے ایک ہفتہ تک بھول گئے۔ پھر آپ نے اس فراموشی کی معذرت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ رنج نہ کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوستوں سے تنہائی کی وحشت دور کر دیتا ہے۔

محمد واحمد

یہ ابی الورد کی اولاد سے تھے۔ اور عراق کے بزرگ مشائخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت جنید کے معاصر اور حضرت سری سقطی، ابوالفتح حمال، حارث محاسبی اور بشر حافی

Marfat.com

کے صحبت یافتہ تھے۔

ابو جعفر بن الکربنی

حضرت جنید کے معاصر تھے۔ بغداد کے جملہ مشائخ کے استاد تھے۔

احمد بن ابراہیم مسوحی

آپ کی کنیت ابوعلی تھی۔ آپ حضرت سری سقطی اور بشر حافی اور حسن مسوحی کے صحبت یافتہ بھی ہیں اور ان سے روایت بھی کی ہے۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ حج کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کے پاس ایک پیراہن اور ایک چادر، ایک جوتا اور ایک کوزہ تھا۔ اور اس کے علاوہ ہر روز شام کو ایک سیب کوزے میں رکھتے اور اس کی بُو سونگھتے اور اسی طرح آپ بغداد سے مکہ پہنچ گئے۔

ابو یعقوب مزابلی

آپ بغداد کے رہنے والے اور حضرت جنید کے معاصر ہیں۔

آپ سے پوچھا گیا تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جس شخص میں بشری خصوصیات ختم ہو جائیں وہ صوفی ہے۔

ابو یعقوب بن زیزی

ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ ایک بار ابنِ زیزی کے ساتھ میں ایک محفلِ سماع میں شامل ہوا۔ قوال نے ایک شعر پڑھا تو ابنِ زیزی نے اپنے دونوں ہاتھ پُشت کے پیچھے زمین پر رکھے اور اپنے سینے کو بلند کر کے اپنی آنکھیں آسمان پر گاڑ دیں، اور کہا کہ اللہ کی قسم میرے سوا کوئی نہیں سن رہا۔ اچانک ان کی گردن کی رگوں سے خون جاری ہو گیا جیسے فصد کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کو اُٹھا کے آپ کا خون صاف کیا گیا۔ ابراہیم خواص نے آپ کو دیکھا ہے۔

Marfat.com

ابو جعفر الحفار بغدادی

آپ حضرت جنید بغدادی کے اصحاب میں سے ہیں۔آپ کے ہم عمر اور معاصرین میں سے ہیں۔

ابو جعفر صیدلانی

آپ ابوالحسن صالیغ دینوری کے استاد تھے۔حضرت جنید اور ابوالعباس عطا کے ہم عصر تھے۔مکہ میں مجاور تھے۔اور مصر میں فوت ہوئے۔آپ کی قبر زقاق مصری کے پہلو میں ہے۔آپ ابوسعید خراز کی صحبت میں رہے۔

ابوصالیغ دینوری کہتے ہیں: کہ میرے مرشد اور استاد ابوجعفر صیدلانی نے مجھے بتایا کہ ارادات کے شروع میں مصطفیٰ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔تمام مشائخ آپ کے گرداگرد جمع تھے۔آسمان سے ایک فرشتہ اترا جس کے ہاتھ میں ایک طشت اور ایک صراحی تھی۔اور وہ سب کے ایک ایک کر کے ہاتھ دھلا رہا تھا۔مگر میرے سامنے سے وہ طشت اٹھالیا اور کہا کہ یہ ان میں سے نہیں۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ان میں سے نہیں ہوں تو ان کو دوست تو رکھتا ہوں۔آپ نے فرمایا دوبارہ طشت لایا جائے۔آن سرور ﷺ نے مجھے دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا: ہمیں دوست رکھتے ہو یا ہمارے ہو۔ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس وقت میری اس قوم سے صحبت نہیں تھی۔

تمثیل:۔حضرت ابراہیم ادہم کہتے ہیں: کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ایک ورق ہاتھ میں لے کر کچھ لکھ رہا ہے۔میں نے پوچھا کہ کیا لکھ رہے ہو۔اس نے بتایا کہ اللہ کے دوستوں کے نام لکھ رہا ہوں۔میں نے پوچھا کہ میرا نام بھی لکھا ہے۔اس نے کہا نہیں۔میں نے پوچھا کہ میں ان میں سے نہیں اور نہ ان کے دوستوں میں سے۔البتہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔اور ان کا دوست ہوں۔اسی وقت ایک اور فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ کاغذ

Marfat.com

پکڑو اور اس کا نام لکھو کہ یہ میرے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔

ابوالعباس عطا کہتے ہیں: کہ اگر تیرا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کے دوستوں کو پکڑ لے۔ اگر تو ان کے درجے تک نہ پہنچ سکا پھر بھی وہ تیرے شفیع ہوں گے۔

ابوبکر خباز

آپ حریری کے استادوں میں سے ہیں۔

ابوبکر بن ابی سعدان

آپ کا نام احمد بن محمد بن ابی سعدان بغدادی ہے۔ آپ حضرت جنید بغدادی کے اصحاب سے ہیں۔ اور ابوسعید خراز سے صحبت رکھتے ہیں۔

ابوعبداللہ اکبری بصری

آپ کا نام محمد بن حسان ہے اور ابوتراب نخشبی کے صحبت یافتہ ہیں۔

ابوجعفر خراز اصطخری

آپ حسن بن حمویہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ اور ابوعبداللہ خفیف کے معاصر ہیں۔

ہشام بن ابدان

آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔ ابوعبداللہ خفیف نے آپ کو دیکھا اور بہت تعریف کی۔

ابومحمد الخفاف

آپ ابوعبداللہ خفیف کے مرید ہیں۔

عبداللہ القصار

خفیف اور سہل تستری کے معاصر ہیں۔

Marfat.com

ابوعبداللہ سالمی

آپ کا نام احمد بن سالم اور تستری کے خلفاء سے ہیں۔

شیخ عبداللہ باکویہ

علی بن محمد بن عبداللہ المعروف بہ باکویہ۔ جوانی میں شیخ ابوعبداللہ خفیف کو دیکھا۔

ابوالعباس احمد بن یحیٰ شیرازی

آپ شیخ ابوعبداللہ خفیف کے استاد تھے۔ جب صحرا میں گئے تو شیر سے لڑائی کی۔ سہل، تستری کی زیارت کی۔

ابوبکر اشنانی

ایک جوان ان سے پنہان قوالی کر رہا تھا۔ اور ابوبکر اشنانی اپنے گھر کے منڈیر پر تھے۔ ں قوال کا شعر سن کر وجد میں آئے اور بے خودی میں نیچے گر گئے۔ شیخ ابوعبداللہ خفیف کو بتایا گیا ..وہ بام سے گر پڑے ہیں۔ جب تک شیخ ابوعبداللہ خفیف پہنچے آپ فوت ہو چکے تھے۔ اور آپ کو ں کر دیا گیا۔ ابوعبداللہ خفیف نے قوال سے وہ شعر سنا اور چار روز بے خود رہے۔

عبدالرحیم اصطخری

آپ کی کنیت ابوعمر تھی۔ رویم کے صحبت یافتہ اور سہل بن عبداللہ تستری کی بھی رت کی۔

آپ کا طریقہ، ستر اور اظہارِ شتارہ تھا۔ آپ نے جعفر حداد کو بھی دیکھا۔

کسی شخص نے آپ سے نصیحت چاہی تو آپ نے فرمایا: ہمت، ہمت، ہمت۔ کیونکہ م اشیاء کا مدار ہمت پر ہے۔

ابوعبداللہ عبادانی

Marfat.com

آپ عبداللہ بن سہل تستری کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ اور شبلی کی بھی زیارت کی۔

ابوجعفر معاذ مصری

آپ ابوالحسین سیروانی کہین کے مرشد ہیں۔ ابوجعفر حداد مصری اور ابن البرقی کو بھی دیکھا تھا۔

ابوعبداللہ سجزی

آپ ابوحفص کے صحبت یافتہ تھے۔

موسیٰ بن عثمان جیرفتی

آپ شیخ عبداللہ طاقی کے پیر، اور ابوعبداللہ خفیف کے معاصر ہیں۔

شیخ ابوالحسن بشری سجزی

آپ ابوعبداللہ خفیف کے مرید ہیں۔ اور نوری کی بھی زیارت کی۔

احمد بن عاصم انطاکی

آپ کی کنیت ابوعلی یا ابوعبداللہ ہے۔ اتباع تابعین کو پایا۔ بشر حافی، سری سقطی اور حارث محاسبی کے معاصر تھے۔ فضیل عیاض کی بھی زیارت کی۔ احمد ابی الحواری کے استادوں میں سے تھے۔ آپ نے لمبی عمر پائی۔

نکتہ:۔ آپ نے فرمایا کہ ہر عمل علم ہے۔ اور ہر علم کا امام عنایت ہے۔

نکتہ:۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ جب تو عملِ صالح نہ کرے تو یہ طلب نہ رکھ کہ تجھے یاد کیا جائے گا۔ اور اس لیے عمل صالح نہ کرے کہ تجھے بزرگ سمجھا جائے، اور اپنے عمل کا ثواب غیر حق سے طلب نہ کرے، یہ اخلاص ہے۔

Marfat.com

ابو حامد الاسود

آپ زنجی کے نام سے معروف تھے ۔ اور ابو علی رودباری کے استادوں میں سے ہیں ۔ تیس سال مسجد الحرام میں کعبہ کے برابر بیٹھے ۔ ماسوائے طہارت کے کبھی باہر نہ نکلے ۔ کسی نے آپ کو کوئی چیز کھاتے یا پیتے نہیں دیکھا ۔ جب کبھی وجد میں آتے تو سفید ہو جاتے ۔ اور پھر دوبارہ بدستور سیاہ ہو جاتے ۔

ابو جعفر بن بکر حداد

آپ ابنِ عطا کے شاگرد ہیں ۔ ابو جعفر حداد دو ہیں ۔ ایک کبیر اور ایک صغیر ۔ کبیر بغدادی ہیں اور حضرت جنید اور رویم کے معاصر ہیں ۔

ابو جعفر ابنِ بکر حداد صغیر

آپ مصری ہیں ۔ ابو جعفر کبیر کے اصحاب سے تھے ۔ ابنِ عطا کے پاس بیٹھے اور ان کی شاگردی اختیار کی ۔ نیز ابو تراب نخشبی کی بھی زیارت کی اور ان کی صحبت سے بھی فیض پایا ۔ ابو

عبداللہ الحصری البصری

آپ فتح موصلی کے مرید تھے ۔ اور بغداد کے قدیم مشائخ سے تھے ۔

ابو عبداللہ رودباری

آپ کا نام احمد بن عطا تھا ۔ اور ملک شام کے شیخ تھے ۔ شہر صور کے رہنے والے تھے ۔ ابو علی رودباری کے بھانجے تھے ۔

ابو الحسن بن شعرہ

آپ صوفیوں کے مشائخ سے ہیں ۔ ابو احمد اسود کے معاصر تھے ۔ جامع مصر میں آپ

Marfat.com

کو دیکھا گیا۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی قبر سے زائرین کو قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

عبداللہ بن خبیق انطا کی

آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ اصل کوفہ سے تھے۔ مگر انطا کیہ میں مقیم ہو گئے۔ تصوف میں آپ کا طریقہ سفیان ثوری کا تھا۔ کیونکہ حضرت سفیان ثوری کے اصحاب سے صحبت رکھتے تھے۔

فتح بن شخرف نے آپ کو دیکھا۔ وہ کہتے ہیں: کہ میں نے انہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا: کہ اے خراسانی! چار چیزیں ہیں ان کے علاوہ کچھ نہیں۔ یعنی چشم، زبان، دل اور ہوا۔ اپنی آنکھ کی حفاظت کرو کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ نہ دیکھے۔ اور زبان کی حفاظت کرو، کہ وہ بات نہ کرے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے، کہ وہ آپ کے دل کے خلاف ہے۔ اور اپنے دل کی حفاظت کرو اس میں کسی مسلمان کے بارے میں بغض کینہ اور حسد نہ ہو۔ اور اپنی ہوا یعنی خواہش کی حفاظت کرو کہ وہ کسی ناشائستہ چیز کی طرف مائل نہ ہو۔ اگر یہ خصلتیں تم میں نہ ہوں تو اگر تو بد بخت ہو جائے تو میرے سر پر خاک ڈال دینا۔

ابوالحسین المالکی

آپ کا نام احمد بن سعید المالکی ہے۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے، اور فصیح اللسان تھے۔ حضرت جنید بغدادی اور نوری اور اس طبقہ کے لوگوں سے صحبت رکھتے تھے۔ آپ طرطوس چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔

شیخ محمد بن علی الحکیم الترمذی

آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ ابو تراب نخشبی اور احمد خضرویہ اور ابن جلاء سے صحبت رکھتے تھے۔

ابو بکر وراق آپ کے مرید تھے۔ کہتے ہیں: ہفتہ کی رات حضرت خضر علیہ السلام آپ

Marfat.com

کے پاس آئے اور ایک دوسرے سے حال احوال پوچھتے رہے۔

محمد بن خالد الترمذی

آپ کی کنیت ابو بکر تھی۔اور آپ نے احمد خضرویہ کی زیارت کی۔

آپ نے فرمایا: آپ کا سرمایہ آپ کا دل ہے۔اگر آپ اپنے دل کو ظن اور گمان میں مشغول کرو گے تو جو تمہاری خاطر میں آئے ضائع کرو گے۔اور اپنے وقت کو ایسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

اور نیز فرمایا: الانسان فی خلقه احسن ما فی جدید غیرهٖ۔

ابو نصر محمد بن حامد

آپ خراسان کے نوجوانوں سے ہیں۔

قاسم عربی

بشر حافی آپ کی زیارت کو جاتے تھے۔ایک روز آپ بیمار ہو گئے۔آپ عیادت کو گئے، دیکھا کہ آپ نے ایک اینٹ سر کے نیچے رکھی ہے، اور پرانے بوریا کا ایک ٹکڑا پہلو میں پڑا ہے۔جب آپ باہر آئے تو قاسم عربی کے پڑوسیوں نے بتایا کہ آپ تیس سال سے ہمارے ہمسائے ہیں مگر ہم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی۔

ابو بکر شقاق

آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔اور آپ ابو سعید خراز کے اصحاب میں سے ہیں۔

ابو الحسین بنان

آپ ابو سعید خراز کی صحبت میں رہتے تھے۔اور پھر انہیں کے مرید ہوئے۔تیہ کے صحرا میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

ابونصر خباز وابوالحسن سوہان آژن

آپ حصری کے معاصر ہیں۔گاذرگاہ کے مشائخ سے ہیں۔یہ قدیم ترین دو بزرگ ہیں، جوگاذرگاہ میں آسودۂ خاک ہیں۔ابونصر حصری کے مرید ہیں۔اورابوالحسن سوہان آژن جامع مسجد میں بیٹھتے تھے۔

آپ کے مرید شیخ الاسلام انصاری بیان کرتے ہیں: کہ میرے پیر ماہِ رمضان کی راتوں میں سجدہ کی حالت میں صبح تک روتے تھے۔اورفرماتے میں نے آج تک جوحج، روزہ اورنماز ادا کیے ہیں اورقرآن پڑھا ہے وہ قبول فرما۔

باب فرغانی

آپ کا نام عمر، اورفرغانہ کے رہنے والے تھے۔اس علاقے کے لوگ بزرگ مشائخ کو باب کہتے ہیں۔شیخ عمو نے آپ کی زیارت کی تھی۔صاحبِ کشف المحجوب کہتے ہیں: کہ آپ اوتادالارض ہیں۔

ابونصر سراج

آپ کالقب طاؤس الفقراء ہے۔ابومحمد مرتعش، سری سقطی اورسہل تستری کی زیارت کی تھی۔آپ کا مسکن اورمدفن طوس ہے۔

ابومحمد حداد

آپ ابوحفص حداد نیشاپوری کے مرید تھے۔نیشاپور کے ایک قصبے میں رہتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد ابوحفص نے آپ کوفرمایا: کہ لوہار کا کام کیا کرواورکمائی کر کے درویشوں پر خرچ کرو۔اس میں خود کچھ نہ کھاؤ اوراپنے لیے لوگوں سے مانگ کرکھاؤ۔کچھ عرصہ آپ نے ایسا ہی کیا۔لوگوں نے کہا کہ یہ بہت ہوشیار ہے۔مگر جب مزید غورکیا تو پھرانہیں یقین ہوگیا کہ آپ صاحبِ حال ہیں۔لوگ آپ پراحسان کرنے لگے۔توابوحفص نے فرمایا: کہ اب تیرا کسی سے

Marfat.com

مانگنا حرام ہے۔ بلکہ جو کمائی کرتا ہے اسی میں سے کھا۔

کہتے ہیں: ایک دفعہ ایک مرید آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے فرمایا اگر یہ طریقہ اپنانا چاہتے ہو تو حجام بن جاؤ۔ تا کہ لوگ تمہیں حجام سمجھیں۔ اور لوگ تجھے عارف کی حیثیت سے نہ پہچانیں۔ اس کے بعد چاہے حجامت کرو یا نہ کرو۔ طریقِ ملامت میں اپنے نفس کے خلاف کرنا ہمارا مذہب ہے۔

ابوبکر صیدلانی

آپ فارس کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور میں وفات پائی۔ شبلی نے آپ کو بزرگ تصور کیا ہے۔

ابراہیم فازویہ

آپ کی کنیت ابو اسحاق اور والد کا نام محمد بن سعید تھا۔ آپ فارس کے مشائخ سے ہیں۔ نیشاپور میں فوت ہوئے۔ آپ نے ابو حفص کو دیکھا اور ابو عثمان حیری سے صحبت رہی۔ سخاوت میں آپ عظیم الشان مقام رکھتے تھے۔ اپنی خوبصورت آواز اور خوش الحانی کے باعث آپ کا لقب فازویہ پڑ گیا۔ (مختلف کتابوں میں یہ لفظ مختلف لکھا ہوا ہے۔ فازویہ بھی ہے اور خازویہ بھی۔ واللہ اعلم)

آپ سے پوچھا گیا کہ فقیر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ جسے کوئی حاجت نہ ہو۔ شیخ الاسلام نے فرمایا: حاجت اس کو اس لیے نہیں ہوتی کہ سب کچھ اسی کا ہوتا ہے۔ اور آپ نے نیز یہ بھی فرمایا:۔ کہ چاہیے کہ تیری نظر دنیا پر برائے اعتبار ہو۔ اور اس میں تیری کوشش حدِ اضطرار تک ہو۔ اور اسے ترک کرنا بر سبیلِ اختصار ہو۔

ابوحمزہ

حضرت جنید نے آپ کو شونیزیہ میں دیکھا۔ ابوحمزہ اور جنید ابوعلی مسوحی کے شاگرد تھے۔

Marfat.com

حسین بن محمد موسیٰ اسلمی

آپ شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے باپ تھے۔عبداللہ منازل اور ابوعلی ثقفی سے صحبت رکھتے تھے۔آپ نے شبلی کی بھی زیارت کی۔

عبداللہ بن محمد بن منازل

آپ کی کنیت ابومحمد اور حمدون قصار سے سلسلۂ طریقت وابستہ کیا۔آپ نیشاپور کے بزرگ مشائخ میں سے ہیں۔

ابوالعباس نہاوندی

آپ کا نام احمد بن محمد بن فضل تھا۔جعفر خلدی آپ کے شاگرد تھے۔اور آپ شیخ عمو کے پیر ہیں۔

محمد یوسف بن معدان البناء

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔اور حضرت جنید بغدادی آپ کی فضیلت کے قائل تھے۔

محمد بن فاذہ

آپ کی کنیت ابوجعفر ہے اور آپ ابو یوسف بنا کے شاگردوں سے ہیں۔

علی بن حمزہ الاصفہانی الحلاج

محمد یوسف بنا کے شاگرد تھے۔

ابوغریب الاصفہانی

آپ محققین میں سے تھے۔عشق میں عین جمع تک پہنچے۔آپ کو حلولی کہتے تھے۔ ابو عبداللہ خفیف آپ کو دوست رکھتے تھے۔

Marfat.com

شیخ علی سہیل بن ازہر اصفہانی

آپ کی کنیت ابوالحسن ، یوسف بنا کے شاگرد تھے ۔ اور حضرت جنید بغدادی کے معاصر تھے۔

ابوعبداللہ بن بانیک

آپ کا نام احمد بن ابراہیم تھا۔ ارغان فارس کے رہنے والے تھے۔ بندار ارغانی کے مرید تھے۔ شبلی کو بھی دیکھا تھا۔ آپ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

کہمش بن حسین ہمدانی

آپ نے بہت سے مشائخ کی زیارت کی اور صحبت پائی۔ حضرت جنید آپ سے ملنے گئے تھے۔

ابوثابت رازی

آپ نے یوسف بن حسین رازی سے طریقت کا فیض حاصل کیا۔

ابوبکر رازی

آپ نے مکہ معظّمہ میں ابوعمر اورز جاجی کو دیکھا۔

شیخ ابوالقاسم جعفر

والد کا نام احمد بن محمد تھا۔ نیشاپور میں رہتے تھے۔ ابنِ عطاء، محمد بن الحواری اور ابوعلی رودباری سے صحبت رکھتے تھے۔

عبداللہ بن محمد

آپ کے دادا کا نام عبدالرحمٰن الرازی شیرانی ہے۔ کنیت ابومحمد، آپ ابوعثمان حیری

Marfat.com

کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔

ابو جعفر فرغانی

آپ کا نام محمد بن عبداللہ تھا۔ ابو عثمان حیری کے خادم اور حضرت جنید کے اصحاب میں سے تھے۔ اور بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

ابو علی جورجانی

آپ کا نام حسن بن علی ہے۔ محمد بن علی ترمذی اور محمد فضل بلخی سے صحبت رکھتے تھے۔ اور ان کے ہم عمر تھے۔ آپ طریقت کے جوانمرد تھے۔

آپ نے فرمایا بخل کے تین حرف ہیں۔ با سے بلا (مصیبت)، خا سے خسران (نقصان)، لام سے لوم (ملامت)۔ چنانچہ بخل بلا ہے اپنے نفس کے لیے اور خسارہ ہے راہِ حق میں خرچ کرنے کے لیے اور ملامت ہے اپنے بخل پر۔

غیلان الموسوس

آپ کو غیلان المجنون بھی کہتے ہیں۔ محمد بن السمین کا بیان ہے کہ انہیں کوفہ کے ویرانوں میں دیکھا۔ وہ نہ کسی سے میل جول رکھتے تھے اور نہ کسی سے کوئی چیز قبول کرتے تھے۔ کسی نے نہیں دیکھا کہ وہ کیا کھاتے تھے۔

ابو یعقوب اقطع

آپ حضرت جنید کے کاتب تھے۔ اور مکہ چلے گئے۔

ابو موسیٰ دیلمی

آپ بایزید کے معاصر تھے۔

عباس بن احمد الشاعر الازدی

Marfat.com

آپ ابوالظفر کرمان شاہی کے مرید تھے۔ابوالقاسم بوسلمٰی باوردی نے بھی آپ کو دیکھا تھا۔آپ کا گھر ملک شام کے شہر رملہ میں تھا۔آپ کے انتقال کے وقت آپ کے سرہانے شیخ ابوسعید مالینی حافظ موجود تھے۔وہ کہتے ہیں: کہ میں نے پوچھا کہ آپ کا حال کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: کہ متردد ہوں۔سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں۔اگر جانا چاہوں تو یہ میری دلیری ہے اور گستاخی ہے۔اور اگر یہاں رہنا چاہوں تو ڈر ہے کہ آرزو رکھنے اور دیدار سے کراہت کا قصوروار نہ بن جاؤں۔میں منتظر ہوں کہ دیکھوں وہ خود کیا کرتے ہیں۔شیخ ابوسعید کہتے ہیں: کہ میں جب تک وہاں رہا انہیں دیکھتا رہا۔جب باہر آیا تو وہ فوت ہو گئے۔

ابوشعیب المقنع

آپ کا نام صالح تھا۔ابوسعید خراز کے معاصر تھے۔اور مصر میں سکونت پذیر تھے۔

ابوبکر زقاق کبیر

آپ کا نام احمد تھا۔آپ مصر کے رہنے والے تھے۔ابوبکر زقاق صغیر اور ابوبکر دقی کے استاد تھے۔

ابوبکر زقاق صغیر

آپ بغدادی تھے۔ابوبکر کنیت تھی۔اور زقاق کبیر کے شاگرد تھے۔

شیخ ابوالقاسم ابوسلمہ باوردی

آپ نے بہت سے مشائخ کو دیکھا۔ابوعبداللہ باوردی اور یعقوب نہرجوری سے صحبت رکھی۔

ابوجعفر محمد بن علی النسوی

المعروف بہ محمد علیان۔آپ ابوعثمان حیری کے اجلہ اصحاب میں سے تھے۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا: نکتہ: جوکوئی اپنے اختیار اور خواہش سے اپنی کرامت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ مدعی ہے۔ اور جس سے بغیر چاہے کرامت صادر ہو وہ ولی ہے۔

نکتہ: آپ نے فرمایا: جوکوئی غیر اللہ سے آرام طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فراموش کر دیتے ہیں۔ اور جوکوئی اللہ تبارک وتعالیٰ سے آرام چاہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دیگر طریقوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

ابوالحسین باروسی

آپ کا نام سلم بن حسین تھا۔ آپ کی کنیت ابوعمران تھی۔ حمدون قصار کے استادوں سے تھے۔ نیشاپور کے قدیم مشائخ سے ہیں۔

ابوعبداللہ کرام

آپ ابوالحسین باروسی کے معاصر ہیں۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ میرے اصحاب کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ رغبت جوان کے باطن میں ہے وہ ان کا ظاہر ہو جائے۔ اور وہ زہد جوان کا ظاہر میں ہے ان کا باطن ہو جائے تو وہ مرد ہو جائیں۔ وہ بہت نماز پڑھتے ہیں اور بہت روزے رکھتے ہیں مگر نورِ ایمان سے منور نہیں ہیں۔

فرمایا: کہ اگر باطن تاریک ہے تو ظاہر بھی تاریک ہوتا ہے۔

مؤلف کی وضاحت:۔ واضح رہے کہ یہ تمام مشائخ بزرگوار جن کا سالِ وفات تحریر نہیں ہوا انہیں ان کے معاصرین پہ قیاس کیا گیا ہے۔ اور یقیناً ان کا تعلق اسی صدی سے تھا۔ اگر ان کی عمر میں دس بیس سال کا فرق بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، وہ تھے تو اسی صدی میں۔

ابوالعباس بن مسروق

آپ کا نام احمد بن محمد بن مسروق تھا۔ آپ طوس کے رہنے والے تھے۔ اور پھر بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ اقطاب سے تھے۔ اور قطب مدار سے صحبت رکھتے تھے۔ ابوعلی

Marfat.com

رودباری کے استادوں میں سے تھے۔حارث محاسبی کے شاگرد تھے۔سری سقطی ،محمد بن منصور، محمد بن حسین ابرجلانی آپ سے صحبت رکھتے تھے۔طوس سے بغداد میں آکر مقیم ہو گئے تھے،اور وہیں پہ فوت ہوئے۔

فرمایا: جس نے تدبیر کو ترک کیا وہی راحت میں ہے۔

فرمایا: میں بصرہ میں تھا، وہاں میں نے مچھلی کے ایک شکاری کو دیکھا جو ساحل پر مچھلی کے شکار کے لیے بیٹھا تھا۔اس نے ایک مچھلی شکار کی تو اس کی بیٹی پاس کھڑی تھی ،اس نے پوچھا اے ابا جان! آپ نے یہ مچھلی کیسے پکڑی ہے؟ تو اس نے بتایا۔ بیٹی نے کہا کہ اے ابا جان! کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نہیں پڑھی ''کہ مچھلی تب پھنستی ہے جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتی ہے''۔وہ شخص بہت رویا اور جال پھینک دیا۔

ابوعبداللہ مغربی

آپ کا نام محمد بن اسماعیل تھا۔آپ ابراہیم خواص اور ابراہیم بن شیبان کرمان شاہی اور ابوبکر بیکندی کے استاد تھے۔اور ابوعلی الحسین علی رزین ہروی کے شاگرد تھے۔

کہتے ہیں: ابوعبداللہ کی عمر ایک سو بائیس سال تھی۔آپ کے استاد ابوالحسین تھے۔ اور ابوالحسین ،عبدالواحد زید بصری کے شاگرد تھے۔اور عبدالواحد زید حسن بصری کے شاگرد تھے۔ابوعبداللہ کی قبر کوہِ طورِ سینا پر ان کے استاد ابوالحسین رزین کے پہلو میں درخت خرنوب کے نیچے ہے۔

آپ ۲۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ الاسلام انصاری کا بیان ہے: کہ ابوعبداللہ مغربی نے کبھی تاریکی نہیں دیکھی۔ جہاں دوسروں کے لیے اندھیرا ہوتا تھا وہاں بھی ان کے لیے روشنی ہوتی تھی۔

ممشاد الدینوری

Marfat.com

عراق کے بزرگ مشائخ میں سے تھے۔ یحیٰ جلاء اور ان جیسے بزرگوں سے صحبت رکھتے تھے۔ جنید بغدادی، رویم اور نوری کے معاصر تھے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عارف کے سر میں ایک ایسا آئینہ رکھا ہے کہ وہ جب کبھی اس میں دیکھے تو اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نظر آتا ہے۔

ایک روز آپ اپنے گھر سے باہر آئے تو کتا بھونکا۔ ممشاد نے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" وہ کتا اسی جگہ مر گیا۔

آپ کے ایک شاگرد تھے، جن کا نام ابو عامر تھا، بیان کرتے ہیں: کہ ایک دن میں ممشاد کی مجلس میں بیٹھا تھا، کہ ایک نوجوان ان کے گھر سے باہر آیا اور میزبانی کی اجازت چاہی۔ مگر شیخ نے اجازت نہ دی۔ جب وہ چلا گیا تو مریدین نے کہا یا شیخ! ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ ان جوانوں سے ہے جن کے ہاتھ میں دنیا کا مال آتا ہے، اور وہ اس نیت سے تھوڑا بہت خرچ کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں مزید سرمایا حاصل ہو۔ جب تک اپنے دل سے دنیا کے مال کی محبت نہیں نکال لیتے تب تک مقصد نہیں پا سکتے۔

خانوادۂ چشتیاں:۔ انہیں سے شروع ہوا۔ آپ پیرانِ چشت شیخ ابو اسحٰق چشتی کے مرشد ہیں۔

کہتے ہیں: کہ ممشاد نے آپ کا نام پوچھا تو انہوں نے بتایا: کہ آپ چشتیوں کے خواجہ ہیں۔ اور چشتیوں کا اسلام آپ سے شروع ہوتا ہے۔ پس آپ نے انہیں خرقۂ خلافت دیا اور چشت میں بھیج دیا۔ چشت میں پانچ بزرگ پیدا ہوئے۔

۱۔ ابو اسحٰق چشتی

۲۔ خواجہ احمد چشتی

۳۔ خواجہ محمد چشتی

۴۔ خواجہ ناصر الدین چشتی

۵۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی

Marfat.com

جوان کے ساتھ منسلک ہوا وہ چشتی کہلاتا ہے۔ان تمام بزرگوں کا تفصیلی ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔

چشت ایک گاؤں کا نام ہے جو ہرات کے قریب ہے۔

طیفور بایزید

آپ کا نام بایزید اور حبیب عجمی کے خلیفہ تھے۔آپ کی عمر ۱۵۲ سال تھی۔حسن بصری اور امام جعفر صادق کو بھی دیکھا، اور ان کی خدمت کی۔ چار افراد آپ کے مرید ہوئے جو خود کو طیفوری کہلاتے تھے اور خرقہ بایزید کا پہنتے تھے۔

خانوادۂ طیفوریاں:۔ یہ دو گروہ ہیں۔ایک طیفوریہ بسطامیہ، اور دوسرا طیفوریہ شطاریہ۔

طیفوریہ بسطامیہ: ابی یزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی سے منسوب ہے۔ان کا طریقہ ہے: اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو جاننا اور اپنانا اور اس کی ذات میں مستغرق رہنا۔اور اس کی طلب رکھنا۔جیسے کوئی پیاسا پانی کے لیے تڑپتا ہے۔اور ظاہری طور پر زبان سے کہنا کہ مزید چاہیے۔ مجاہدہ کرنا اللہ کی محبت میں تشنگی محسوس کر کے مضطرب رہنا۔اور ان کا اکثر ذکر ہے:"انت الاول و الآخر و الظاھر و الباطن" اور پھر دوسرا ذکر "الفوز الباسط الظاھر" اور اپنی جماعت میں ھو اللہ اور پھر اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔اور پھر اپنے سر کو گھٹنوں پہ رکھ کر مراقبہ کرتے ہیں۔

طیفوریہ شطاریہ: یہ سلسلہ شیخ عبداللہ شطاری سے منسوب ہے۔جواب الشیخ بلالقیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ان کا طریقہ نفی اثبات اور ذکرِ جہر ہے۔اللہ کے سوا سب کچھ غیر موجود سمجھتے ہیں۔اسی لیے شطار کہلاتے ہیں۔اور ان سے منسوب لوگ ان کی اتباع میں شطاریہ کہلاتے ہیں۔ان کے طریقے میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی اتباع کرنا ہے۔اور ان کا اکثر ذکر "جلیل و جمیل واللہ حاضری واللہ ناظری واللہ شاہدی واللہ معنی" ہے۔اور ان کے اشغال اور طریقہ جواہر الخمسہ میں مذکور ہے۔

Marfat.com

الشیخ محمد غوث کا خرقہ چار طرح کا ہے۔

۱۔خرقہ شکر پارہ برنگِ مختلف، ۲۔خرقہ ہزار میخی، ۳۔خرقہ چہار گوشی مربع، ۴۔خرقہ زندہ نماز پڑھ کر پرانے کپڑوں کو سی کر یہ خرقے بنائے جاتے ہیں۔

جن بزرگوں نے ان چاروں خرقوں میں سے ایک ایک پہنا ان کے نام یہ ہیں:

۱۔شیخ مسعود، ۲۔شیخ محمود، ۳۔شیخ ابراہیم، ۴۔شیخ احمد

شیخ مسعود نے خرقۂ شکر پارہ پہنا، شیخ محمود نے خرقۂ ہزار میخی، شیخ ابراہیم نے چہار گوشی خرقہ پہنا اور شیخ احمد نے خرقۂ زندہ پہنا۔

جو بھی اس خانوادہ میں آیا اس نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ وہ دو یا تین لقمے کھانا کھاتے ہیں۔ مگر ان کی نگاہ فیض سے پُر ہوتی ہے۔ جسے بھی دیکھتے ہیں خدا تک پہنچا دیتے ہیں۔

کہتے ہیں: شیخ علاؤ الدین طرطوسی اور شیخ نجم الدین کبریٰ فردوسی جن کے درمیان بھائی چارہ قائم تھا۔ وہ ضیاء الدین کبریٰ کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا کہ ہماری عمر آخر پہ پہنچ چکی ہے مگر ہم مجاہدہ کے ذریعے مقصد نہیں پا سکے۔ کیا حیلہ کریں؟ شیخ نے فرمایا: کہ میں بھی اس مسئلے سے دوچار ہوں۔ جب تک کسی کے مرید نہ ہوں ہم اپنے مقصد کو نہیں پا سکتے۔ دونوں بزرگوں نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ جہاں فرمائیں ہم مرید ہو جائیں گے۔ چنانچہ تینوں بزرگ حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص بن عمیر کی خدمت میں پہنچے اور مرید ہوئے۔ انہوں نے شیخ ضیاء الدین سہروردی اور شیخ علاء الدین طرطوسی کو خلافت عطا کی۔ اور فرمایا: کہ واپس اپنے شہر چلے جاؤ اور بندگانِ خدا کی رہبری کرو۔

خانوادۂ طرطوسی:۔ اس خانوادہ کے اصل بانی شیخ یوسف ابو الفرح طرطوسی ہیں مگر ظاہراً شیخ وجیہہ الدین ابو حفص ابن عمیر کی نسبت ان سے تھی۔ خانوادۂ طرطوسیاں انہی سے منسوب ہے۔ اس طریقہ میں تسلیم، تفویض، رضا، قضا، سخا اور کافر اور مسلم اور امیر اور فقیر سے ایک جیسا سلوک کرنا۔ سماع، قیام اور وجد شامل ہیں۔ اور ان کا اکثر ذکر "یا رب العٰلمین" ہین۔

Marfat.com

خانوادۂ سہروردی:۔اس کی بنیاد دو بزرگوں کے نام سے ہے:

۱۔ضیاءالدین کبریٰ ۲۔شیخ نجم الدین کبریٰ

شیخ ضیاءالدین کبریٰ نے شیخ نجم الدین کبریٰ کوفرمایا: کہ آپ کا نام اس سلسلے میں تازہ اور روشن ہوگا۔شیخ ضیاءالدین نے سات ماہ بعد شیخ نجم الدین کبریٰ کوخلافت عطا کی۔اورفرمایا: آپ مشائخ فردوسیہ میں سے ایک ہیں۔اس دن سے جوبھی فردوسی سلسلے کا مرید ہوتا ہے وہ آپ سے نسبت قائم کرتا ہے،اور سند لیتا ہے۔یعنی کبرویان فردوسیان سب۔ممشاد دینوری بھی انہیں میں سے ایک ہیں۔ چنانچہ سہروردی حضرت جنید بغدادی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔روشِ فردوسیان یہ ہے، کہ وہ سازوں کے ساتھ سماع سنتے ہیں اور ذکر جلی کرتے ہیں۔اور خیروشر میں جو چیز پہنچے اسے نعمت سمجھتے ہیں اور وہ چون و چرا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ نے جو کچھ بنایا وہ ٹھیک ہے۔مومنوں اور کافروں کی باتوں کو برابر سمجھتے ہیں۔

شیخ ہبیرہ بصری

آپ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی کے مرید تھے۔وہ مرید حضرت خواجہ ابراہیم ادہم کے اور وہ مرید حضرت فضیل عیاض کے۔

خانوادۂ ہبیریان: آپ سے منسوب ہے۔ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آبادی اور گاؤں میں نہیں رہتے۔اور بیابان میں تنہا زندگی گزارتے ہیں۔جنگل کے پھل اور گھاس وغیرہ کھاتے ہیں۔دن رات باوضو رہتے ہیں۔ دنیا اور اہلِ دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتے۔کسی سے نذرانہ وصول نہیں کرتے۔تین چار دن کے بعد جنگل کے میوہ اور بے نمک سبزی سے افطار کرتے ہیں۔جو بھی ان کا مرید ہوتا ہے وہ انہیں کی روش اختیار کرتا ہے۔

اوران کا اکثر ذکر ہے:"لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"۔

ابوعبداللہ برقی قدس سرہٗ

Marfat.com

آپ شام کے بزرگ مشائخ سے ہیں۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ ابوعلی کاتب نے ابوعثمان مغربی کو بتایا کہ ایک بار ابن البرقی بیمار تھے۔ ان کے لیے مٹھائی لائے، انہوں نے کھا کر کہا کہ مملکت میں کوئی حادثہ ہے۔ اور بعدازاں تیرہ روز کوئی چیز نہ کھائی۔ آخر پتہ چلا کہ قرامطہ نے حرم پر حملہ کر کے قتل و غارت کی ہے اور حجرِ اسود کو بھی توڑ دیا ہے۔

ابوعثمان مغربی نے ابوعلی کاتب سے کہا کہ یہ کام اتنا ہی نہیں ہوا۔ ابوعلی نے کہا کہ اگر یہ کوئی کام نہیں تو بتایئے کہ مکہ میں کیا واقع ہوا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آج مکہ میں بادل ہیں اور آج طلحیان اور بکریان کے درمیان جنگ ہے۔ طلحیان کا سربراہ ایک کالے گھوڑے پر سرخ دستار باندھے بیٹھا ہے۔ آخر ایسے ہی ہوا۔ قرامطہ کا واقعہ ۳۱۷ھ میں پیش آیا۔

نکتہ: شریف حمزہ عقیلی نے بلخ میں کہا: کہ وہ عارف نہیں جسے مملکت میں کسی چیز کے جنبش کرنے یا پیدا ہونے کی خبر نہ ہو۔

شیخ الاسلام انصاری نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ عبودیت یہ نہیں کہ کسی مخفی چیز کو آشکار کرے۔ کوئی بھی غیب کا اظہار نہیں کر سکتا۔ غیب کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ ادریس۔

ابوالحسن بن ہند قریشی

آپ کا نام علی بن ہند ہے۔ فارس کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ جعفر حداد اور ان سے بڑے بزرگ عمر بن عثمان اور جنید بغدادی اور اسی طبقہ کے لوگوں سے صحبت رکھتے تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ جس کسی کو اللہ جل شانہٗ اپنا قرب عطا کرتا ہے اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور اپنی خوشنودی عطا کرتا ہے۔ اور جو کچھ اس پہ گذرے وہ اس پہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے قرب میں رضا اور خوشنودی ہی حاصل ہوتی ہے۔

ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ شیخ ابوالحسن بن ہند اپنی کثیر جماعت کے ساتھ شیراز میں ایک دعوت میں تھے۔ اور میں سفر میں تھا۔ ابوالحسن بن ہند نے میزبان سے کہا کہ ابوعبداللہ کا

Marfat.com

حصہ بھی دو۔ جماعت میں شامل لوگوں نے معذرت کی۔ اور کہا وہ باہر سفر میں ہے۔ مگر شیخ نے دوبارہ کہا کہ اس کا حصہ ضرور دیں۔ اسی اثنا میں مَیں وہاں پہنچا اور سلام کیا۔ ابوالحسن اُٹھے اور اپنا لباس بغل میں دبا کر چل رہے تھے۔ اور کہتے تھے ''قلوب المومنین لایکذب'' کہ مومن کا دل جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر میں نے کہا کہ میں بھوکا ہوں اگر کوئی کھانے کی چیز ہے تو دیجیے۔ آپ نے جو میرا حصہ رکھا تھا وہ لے آئے۔

تحفہ رحمہما اللہ

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں: کہ ایک رات مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اور میں سخت بے چینی میں مبتلا تھا۔ یہاں تک کہ تہجد سے بھی محروم رہا۔ اور مجھے بہت تعجب ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد میں باہر نکلا کہ شاید طبیعت کو کچھ سکون حاصل ہو۔ اور جہاں میرا گمان تھا کہ میری بے چینی دور ہو جائے گی، وہاں پہنچا مگر اضطراب رفع نہ ہو سکا۔ پھر میں ایک اسپتال میں چلا گیا تا کہ بیماروں کو دیکھوں تو شاید میری حالت ٹھیک ہو جائے۔ وہاں مجھے کچھ سکون حاصل ہوا۔ اچانک میری نظر ایک کنیز پر پڑی، جو کہ خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھی، مگر اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور اس نے چند شعر پڑے۔ میں نے شفا خانے کے مالک سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ایک لونڈی ہے، جو پاگل ہو چکی ہے۔ اور اس کا مالک اسے باندھ کر یہاں چھوڑ گیا ہے۔ شفا خانے کے مالک کی یہ باتیں سن کر وہ رونے لگی۔ اور اس کے گلے میں گرہ پڑ گئی۔ اس نے چند شعر پڑے۔ جنہیں سن کر مجھے رونا آ گیا۔ مجھے روتا دیکھ کر کہنے لگی: کہ اے سرّی تیرا رونا اس کی صفت پر ہے۔ اگر تو اسے پہچانتا ہے تو یہ حقِ معرفت ہے۔ اور ایک لمحے کے لیے وہ بے خود ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو مَیں نے کہا لونڈی۔ تو اس نے کہا اے سری۔ میں نے پوچھا تو نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے کہا میں جاہل نہیں۔ اس زمانے سے تمہیں جانتی ہوں جب میں نے اسے (خدا کو) پہچانا۔ میں نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ محبت کو یاد کرتی ہیں۔ تمہارا دوست کون ہے؟ اس نے کہا میرا دوست

Marfat.com

وہ ہے جس نے مجھے اپنی نعمتوں سے شناسا کیا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کو یہاں کس نے قید کیا ہے؟ اس نے کہا اے سری! حاسدوں نے باہم اتفاق کرلیا ہے۔ اور ایک لمبی آہ بھری۔ مجھے گمان ہوا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ مگر کچھ لمحوں بعد ہوش میں آئی۔ اور چند اشعار اپنے حال کے مناسب پڑھے۔ میں نے شفا خانے کے مالک سے کہا اسے رہا کردو۔ جب وہ رہا ہوئی تو میں نے کہا جہاں چاہو چلی جاؤ۔ اس نے کہا کہاں جاؤں، میرے حبیب نے مجھے اپنے بعض غلاموں کا غلام بنا دیا ہے۔ جب تک مالک راضی نہ ہو میں صبر کروں گی۔ اچانک اس کا مالک شفا خانہ میں آ پہنچا مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں نے اسے کہا کہ آپ کو مجھ سے زیادہ اس کنیز کی تعظیم کرنی چاہیے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے اسے کیوں قید کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی عقل چلی گئی ہے نہ کچھ کھاتی ہے اور نہ سوتی ہے۔ میں نے اپنی تمام ہمت سے بیس ہزار درہم دے کر اسے خریدا ہے۔ میری نظر اس کے ہنر پر تھی کہ میں اس سے بہت کماؤں گا۔ مگر یہ تو پاگل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہنر رکھتی ہے؟ اس نے کہا یہ بہت اچھا گانے والی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کب اس طرح ہوئی ہے۔ اس نے کہا ایک سال ہوگیا ہے۔ ایک روز یہ ایک ساز بجا رہی تھی، کہ اچانک وہ ساز توڑ کر رونے لگی۔ میں نے سوچا کہ یہ کسی کی محبت میں مبتلا ہوگئی ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ سرّی فرماتے ہیں: کہ میں نے اس کنیز کے مالک سے کہا کہ قیمت میرے ذمہ ہے، بلکہ اس سے زیادہ ہی دوں گا۔ وہ خوش ہوا، مگر کہنے لگا اے درویش! تمہارے پاس کیا ہے۔ اور تم کہاں سے لاؤ گے۔ میں نے کہا عجلت نہ کر یہیں رہو میں اس کی قیمت لے آؤں۔ میں روتا ہوا اپنے گھر آیا خدا کی قسم میرے پاس ایک درہم بھی نہیں تھا۔ ساری رات حیرت میں لیٹا رہا، مگر سو نہ سکا۔ اور پروردگار سے عرض کیا کہ یا اللہ میں نے تیرے فضل پر اعتماد کیا ہے مجھے رسوا مت کرنا۔ اچانک احمد بن مثنیٰ سونے کے پانچ سکے لے کر میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ مجھے ہاتف سے آواز آئی ہے، کہ یہ سونا لے کر آپ کے پاس آؤں۔ تا کہ آپ تحفہ خرید سکیں۔ میں سجدہ شکر بجا

Marfat.com

لایا، اور اسے ہاتھ میں لے کر اس شفا خانہ آیا۔ شفا خانے کا مالک دائیں بائیں دیکھ رہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے مرحبا کہا۔ اور کہنے لگا یہ بات تحقیق سے ثابت ہوگئی ہے کہ تحفہ کو خدا کا قرب اور اعتبار حاصل ہے۔ صبح مجھے ہاتف نے اس پر مطلع کیا ہے۔ تحفہ نے مجھے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور اللہ کی مناجات اور شکر ادا کرنے لگی۔ اور مجھے کہا کہ آپ نے مجھے لوگوں میں مشہور کر دیا ہے۔ اچانک تحفہ کا مالک بھی آ گیا اور رونے لگا۔ میں نے کہا رو نہیں۔ آپ نے جو کچھ کہا تھا وہ میں لے کے آیا ہوں بلکہ اس سے پانچ ہزار زیادہ۔ اس نے کہا لا وَاللہ۔ میں نے کہا دس ہزار زیادہ لے لو۔ اس نے کہا لا وَاللہ۔ میں نے کہا قیمت کے برابر یعنی بیس ہزار منافع لے لو۔ اس نے کہا اگر مجھے آپ ساری دنیا بھی دیں تو میں قبول نہ کروں گا۔ وہ آزاد ہے خالص اللہ سبحانہٗ کے لیے کیونکہ آج صبح مجھے ڈانٹ پڑی ہے۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں میں اپنا سارا مال چھوڑ کے باہر آ گیا ہوں، اور اب مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کافی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ابنِ مثنیٰ رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں جو خدا تبارک وتعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے لایا تھا وہ قبول نہیں ہوا۔ شاید وہ مجھ سے راضی نہیں ہے۔ میں آپ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں اپنا تمام مال خالص اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا تحفہ کی یہ کتنی بڑی برکت ہے۔ بعد ازاں تحفہ وہاں سے اٹھی لباسِ فاخرہ پہنا اور اونی چادر اوڑھ کر روتی ہوئی باہر چلی گئی۔ ہم بھی اسی اثر میں باہر نکلے اور اسے ڈھونڈا لیکن وہ نہ ملی۔ ہم نے وہیں سے کعبہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ ابنِ مثنیٰ تو راستے میں فوت ہو گیا، اور میں تحفہ کے مالک کے ہمراہ مکہ پہنچا۔ دورانِ طواف میں نے ایک زخمی کی آواز سنی، جب میں اس کے سامنے گیا تو مجھے دیکھ کے اس نے کہا کہ اے سرّی میں نے کہا لبیک۔ خدا سبحانہٗ وتعالیٰ آپ پر رحمت کرے۔ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ پہچاننے کے بعد اب پہچان نہیں سکتے ہو۔ میں تحفہ ہوں۔ مگر وہ اب ایک خیال کی طرح تھی۔ میں نے پوچھا اے تحفہ آپ نے کیا فائدہ دیکھا کہ اس کے بعد تنہائی اختیار کر لی۔ اس نے کہا خدا تبارک وتعالیٰ نے مجھے اپنے قرب کی محبت بخشی۔ اور اپنے

Marfat.com

غیر کے لیے وحشت عطا کی ہے۔ میں نے بتایا کہ ابنِ مثنیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا اللہ اس پہ رحمت کرے۔ خدا سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسے اتنی تکریم بخشی ہے کہ کسی کی آنکھ نے ایسی نہیں دیکھی ہو گی۔ وہ بہشت میں میرا ہمسایہ ہے۔ پھر میں نے کہا تیرا وہ مالک جس نے تجھے آزاد کیا تھا، وہ میرے ساتھ ہے۔ اس نے چھپ کے دعا کی اور کعبے کے پاس گر پڑی اور فوت ہو گئی۔ جب اس کے مالک نے دیکھا کہ فوت ہو چکی ہے تو وہ اس پر گر پڑا۔ میں آگے گیا، دیکھوں کہ کیا ہوا، جب میں نے اسے ہلایا تو وہ بھی فوت ہو چکا تھا۔ چنانچہ ان کی تجہیز و تکفین کی اور سپردِ خاک کیا۔

جاریہ سوداء

ذوالنون کہتے ہیں: کہ میں نے ایک سیاہ کنیز دیکھی، جسے بچے پتھر مار رہے تھے۔ اور وہ کہہ رہی تھی میں اللہ کو دیکھ رہی ہوں، جب میں اس کے سامنے گیا تو اس نے مجھے آواز دی۔ میں نے پوچھا مجھے کیسے پہچانا، اس نے کہا اللہ کے دوستوں کے لباس ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ میں نے پوچھا بچے آپ کو کیوں مار رہے ہیں؟ اس نے کہا ٹھیک کر رہے ہیں، تا کہ میں اسے پہچانوں۔ میں بھی اس سے چھپی ہوئی نہیں ہوں۔

امرأۃ مجہولہ

یہ بھی ذوالنون مصری سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: میں طواف میں تھا کہ آسمان سے ایک نور چمکا۔ میں نے طواف مکمل کیا اور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر حیرت میں کھڑا ہو گیا۔ ایک پُر درد آواز میرے کانوں میں پہنچی۔ میں اس آواز کے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک عورت کعبے کے غلاف کو پکڑ کر سوز و گداز سے مناجات کر رہی ہے۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو اس نے جواب دیا۔ جب میں نے اسے بغور دیکھا تو وہ غائب ہو گئی۔

جاریہ مجہولہ

ذوالنون مصری فرماتے ہیں: کہ میں نے سنا ایک عبادت گزار کنیز عیسائیوں کے

Marfat.com

علاقے میں مقیم ہے۔ میں جب وہاں آیا تو دیکھا اس خاتون پر بے خوابی کے اثرات تھے۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے کہا اے جاریہ عیسائیوں کے مسکن میں کیوں ٹھہری ہے۔ اس نے کہا سر اٹھا کے دیکھو۔ دونوں جہان میں خدا تبارک وتعالیٰ کا کوئی غیر ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تمہیں تنہائی سے خوف نہیں آتا۔ اس نے کہا دور ہو جائیں۔ اس نے میرا دل اپنے لطائفِ حکمت اور اپنی صحبت سے پُر کیا ہے۔ اور اپنے دیدار کا شوق میرے اندر ڈالا ہے۔ اور اب میرے دل میں کسی غیر کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

میں نے کہا مجھے تم دانا لگتی ہو۔ مجھے بھی اس تنگی سے باہر نکال اور راہِ راست مجھ پر واضح کر۔ اس نے کہا تقویٰ کو زادِ راہ بنا۔ اور زہد کا رستہ اختیار کر اور ورع کا بوجھ اٹھا اور خائف لوگوں کا طریقہ اپنا کر راہِ سلوک طے کر۔ تب تُو اس در پہ پہنچے گا جہاں نہ حجاب ہے نہ دروازہ۔ اور وہ اپنے خازنوں سے فرمائے گا کہ کسی کام میں تیری نافرمانی نہ کریں۔

محمد خیر

اپنے زمانے کے مشائخ سے تھے۔ کہتے ہیں: کہ جب شبلی کو اس طریقے کی ارادت پیدا ہوئی، تو محمد خیر کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور محمد خیر نے آپ کو حضرت جنید کے پاس بھیجا۔ صاحبِ کشف المحجوب کہتے ہیں: کہ حضرت جنید کے پاس بھیجنا عجز کے باعث نہیں تھا۔ بلکہ از روئے ادب تھا۔ کیونکہ شبلی، جنید کے عزیزوں میں سے تھے۔

ابو بکر محمد بن اسمٰعیل قفال شاشی

کتاب ہفت اقلیم میں آپ کا نام حسین بن علی بن اسمٰعیل لکھا ہے۔ آپ فقیہ، محدث، شاعر اور امامِ عصر تھے۔ علومِ باطنی میں سند تھے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فقہ میں کتابیں تصنیف کیں۔ اور امام شافعی کی فقہ کو ماوراء النہر اور شاش کے علاقوں میں پھیلایا۔

شیخ ابو اسحٰق شیرازی نے اپنی کتاب ''طبقاتِ فقہا'' میں آپ کی بہت تعریف اور

Marfat.com

توصیف کی ہے۔

آپ کی ولادت ۲۹۱ھ میں ہوئی۔اور ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔آپ نے اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ایک سال حج پہ جاتے۔ایک سال روم کی جانب جا کر جہاد کرتے۔ اور ایک سال اپنے علاقے میں رہتے۔

خواجہ محمد نامی

آپ حضرت خواجہ نصیر الدین عبید اللہ احرار کے والد کے جدِ اعلیٰ تھے۔ بغداد میں رہتے تھے۔ جب قفال حج کے لیے جاتا، تو خواجہ جو بغداد کے امراء میں سے تھے، آپ کی ارادت کو آتے۔اور اپنے اہل واعیال سمیت شاش میں منتقل ہو جاتے۔

محمد بن صباح

صوفیاء کے گروہ کے اکابرین میں سے ایک ہیں۔آپ طلحہ بن محمد صباح السلمی (جن کا ذکر آگے آئے گا) کے والد ہیں۔

سعدون مجنون

آپ سالک، مجذوب اور محبوب تھے۔محمد بن صباح نیلی ایک دفعہ بصرہ کے صحرا میں پیاس سے نڈھال تھے۔کہ آپ اچانک وہاں وارد ہوئے۔اوران سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا پانی۔آپ نے فرمایا آسمان کے سینے سے یا ریگستان کے سینے سے چاہتا ہے۔اس نے جواب میں عرض کیا آسمان سے۔آپ نے اسی وقت آسمان کی طرف نظر کی تو آسمان پر بجلی چمکی اور بادل آئے اور برسنے لگے۔

مالک دینار اور ذوالنون مصری نے آپ کو دیکھا۔اور آپ کی کرامات کا بھی مشاہدہ کیا۔آپ بڑے کمال کے محقق تھے۔اور مجنون الحال عاقل تھے۔

اور اپنے بارے میں خود فرمایا: کہ میں ظاہری حالت میں مجنون ہوں میرا قلب مجنون

Marfat.com

نہیں ہے۔

ابوعبید الخواص

بشر حافی کہتے ہیں: کہ آپ نے ستر سال تک آسمان کی طرف منہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے محسن کی طرف یہ بدکار منہ کیسے اٹھاؤں۔ یہ عجیب شخص ہے۔ جو اللہ کا فرمان بردار اور احسان شناس ہونے کے باوجود اللہ سے حیا کرتا ہے۔ اور عجیب ہے وہ شخص جو نافرمان ہونے کے باوجود بھی اللہ سے حیا نہیں کرتا۔

بلال خواص

آپ فرماتے ہیں: کہ بنی اسرائیل کے صحرا میں ایک عجیب شخص دیکھا مجھے الہام سے معلوم ہوا کہ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا شافعی کیا تھے؟ انہوں نے بتایا اوتاد۔ پھر احمد حنبل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ مردِ صدیق تھے۔

پھر میں نے پوچھا کہ بشر بن حارث کیا تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اپنی مثال آپ تھے۔ پھر پوچھا آپ کو کہاں سے پائیں۔ تو کہا تم جاؤ اور اپنی ماں کی خدمت کرو۔ آپ کے لیے یہی سب سے بہتر نیکی ہے۔

عبداللہ بن صالح

آپ سہل بن عبداللہ تستری کے معاصر تھے۔ اور اپنے وقت کے معروف صاحبِ کمال تھے۔ چنانچہ مذکور ہے: کہ آپ نے مالک بن قاسم الجبلی کو دیکھا۔

مالک بن قاسم الجبلی

عبداللہ بن صالح کہتے ہیں: کہ ہمیشہ میں گاؤں گاؤں گھومتا رہا اور پھر مکہ پہنچ کر مقیم ہو گیا۔ کیوں کہ وہ برکت والا شہر ہے۔ اور جمعہ کی رات کو دنیا کے تمام کونوں سے لوگ وہاں حاضر

Marfat.com

ہوتے ہیں۔وہاں میں نے شیخ کو دیکھا۔آپ کا مکان نوسوفرسخ کے فاصلے پر تھا۔

حماد بن عیسیٰ الجہنی الکوفی البصری

آپ سے منقول ہے: کہ آپ نے حضرت امام موسیٰ کاظم سے دعا کی درخواست کی کہ حق تعالیٰ مجھے گھر، بیوی، خادم اور بیٹے عطا فرمائے۔اور ہر سال حج کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔اور دعا کی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد وارزقہ دار ازواجۃ و خادما وَ وَلدا و حج خمسین سن۔آپ کی دعا کی برکت سے مجھے سب کچھ حاصل ہوا۔ پچاس حج کرنے کے بعد جب اگلے سال حج کو گئے تو وادیٔ قفات میں احرام کے لیے غسل کرنے لگے تو سیلاب کے پانی میں ڈوب گئے۔آپ کی عمر بہتّر سال سے زیادہ تھی۔۲۰۹ھ میں فوت ہوئے۔

یونس بن یعقوب بن قیس البجلی الدہنی

آپ امام ہمامین جعفر صادق وموسیٰ کاظم علیہما السلام کے خاص خادم تھے۔اور امام رضاؑ کے زمانے میں مدینہ میں فوت ہوئے۔امامؑ نے آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین کا انتظام کیا۔

اپنے غلام اور اپنے باپ دادا کے غلاموں کو بھیجا اسے جنت البقیع میں دفن کریں۔کوفہ کے ایک فاضل شیعہ کو بھیجا کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھے۔اور فرمایا کہ اس کے بارے میں لطفِ الٰہی یا اللہ کی مہربانیوں کا مشاہدہ کرو کہ عراق سے اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب جا پہنچا۔

عبدالرحمٰن بن حجاج البجلی الکوفی

آپ امام جعفر صادقؑ کے وکیل تھے۔ پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے خادم رہے۔اور ان کے بعد امام رضاؑ کی خدمت میں پہنچے۔جن دنوں میں مامون رشید نے حضرت امام رضاؑ کو اپنا ولی عہد بنایا، ان ایام میں آپ فوت ہوئے۔امام موسیٰ کاظمؑ کا فرمان ہے: کہ آپ اہلِ بہشت سے ہیں۔

Marfat.com

حسن بن علی بن فضال کوفی البجلی

آپ امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں رہے۔ اور امام رضاؑ کے راویوں سے ہیں۔ آپ بہت بڑے عابد تھے۔ باہر صحرا میں آ کر سجدے میں پڑ جاتے۔ صحرا کے پرندے آپ کے گرد جمع ہو جاتے مگر آپ اس قدر زمین پر سجدے میں محو ہوتے کہ یوں گمان ہوتا کہ یہ کوئی لباس یا گودڑی زمین پر پڑی ہے۔ صحرا کے وحشی جانور آپ کے اردگرد چرتے رہتے۔ اور ذرا بھی بدکتے نہیں تھے۔ اس بنا پر کہ انہیں آپ سے اُنس ہو چکا تھا۔

عبدالجبار بن مبارک النہاوندی

ایک دن آپ امام محمد بن علی جواد علیہ السلام کی خدمت میں گئے۔ اور عرض کیا: کہ آپ کے والدِ محترم سے مجھے روایت پہنچی ہے، کہ کافروں کے مقابلے میں جو فتح حاصل ہو اس میں جتنا مالِ غنیمت آئے وہ امامِ زمان کا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ مجھے گمراہوں سے بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور اس سے جو مالِ غنیمت حاصل ہوا وہ آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا کہ میری یہ خدمت قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا قبول کیا۔ اور مجھے واپس اپنے گھر جانے کا حکم دیا۔

۲۱۳ھ میں اپنے علاقے سے پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اپنی غلامی کی انہیں یاد دلائی، آپ نے فرمایا: آپ اللہ کی راہ میں آزاد ہیں۔ پس مجھے آزادی نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور مہر مبارک لگا کر عطا کیا۔

ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری

امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو ایک پروانہ لکھ کر دیا۔ اور نیشاپور اور اس کے گرد و نواح کے شیعوں میں اپنا وکیل مقرر کیا۔

عبداللہ بن حمدویہ البہیقی

Marfat.com

امام حسن عسکریؑ نے ایک پروانہ لکھ کر دیا، جس پر اپنے دستخط اور مہرِ خاص مزین فرمائی۔ اس میں لکھا کہ نیشاپور اور اس کے قرب و جوار کے شیعہ ابراہیم بن عبدہ کی وکالت کی اتباع کریں۔

اسحٰق بن اسمعیل نیشاپوری

امام حسن عسکری نے ایک پروانہ لکھا کہ نیشاپور اور اس کے قرب و جوار کے شیعہ ابراہیم بن عبدہٗ کی اتباع کریں اور اس پر اپنے دستخط اور مہرِ خاص ثبت کی۔ اور ان کی طرف بھیجا۔

عبداللہ بن خاقان

آپ خالص اعتقاد والے مومنین سے تھے۔ متوکل عباسی نے آپ پر تشیع کی تہمت لگا کر قید کر لیا۔ جب ایک مدت کے بعد آزادی سے مایوس ہو گئے، تو آپ نے امام علی نقیؑ کو ایک رقعہ لکھا جس میں عرض کیا: کہ اللہ تعالیٰ سے میری آزادی طلب کریں۔ حضرت امامؑ کی دعا سے صبح متوکل کو بخار ہو گیا، اور وہ ٹھیک نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس نے قیدیوں کی رہائی کا حکم جاری کیا بالخصوص عبداللہ کی آزادی کا۔

خیران الخادم القراطبی

آپ ابوالحسن ثالث علی بن محمد کے اصحاب سے تھے۔ دوسرے قول کے مطابق آپ آنحضرت کے وکیل تھے۔

یونس بن عبدالرحمٰن القیقطینی

حضرت امام رضاؑ کے وکیل تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے درمیان اس حدیث کا مصداق تھے کہ "علمائے امتی کانبیای بنی اسرائیل" حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ ابوحمزہ ثمالی اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے۔ اور یونس بھی اپنے زمانے میں سلمان کی طرح تھے۔ حضرت امام حسن عسکری کے سامنے آپ کی کتاب یوم ولیلہ پیش کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا

Marfat.com

: کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے بدلے میں نور عطا فرمائے گا۔آپ کے چالیس بھائی تھے۔ ہر روز انہیں سلام کرنے جاتے تھے۔بیس سال روزے رکھے اور بیس سال لوگوں کے سوالوں کے جواب دیے۔آپ نے پینتالیس حج اور چوّن عمرے ادا کیے۔۲۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

صفوان بن یحییٰ البجلی الکوفی

آپ حضرت امام رضا اور امام محمد جواد علیہما السلام کے راوی اور ان کے وکیل تھے۔ آپ کے والد کا، امام جعفرؑ کی بارگاہ میں بڑا مقام تھا۔عبداللہ بن جندب اور علی بن نعمان جو کہ دونوں بڑے پاکیزہ مومن تھے، ان کے ساتھ مالِ تجارت میں شریک تھے۔ان میں سے ہر ایک روزانہ اکاون رکعت نماز پڑھتے تھے۔اور بیت الحرام میں ایک دوسرے سے عہد کیا کہ ہم میں سے جو بھی پیچھے رہ جائے وہ دوسروں کی نمازیں پوری کرے۔اور زکوٰۃ دے۔اور روزے بھی رکھے۔ چنانچہ ان میں سے صفوان باقی رہ گئے۔ وہ روزانہ ایک سو ترپن رکعت نماز اور ہر سال تین ماہ کے روزے رکھتے۔اور تین بار خود پر زکوٰۃ واجب سمجھتے۔اور جو نیکی اور خیرات اپنے لیے کرتے وہ ان دونوں کے لیے بھی اس کے برابر کرتے۔اور اس کا ثواب ان کی روح کو بھیجتے۔ اور آپ کا تقویٰ اس قدر تھا کہ ایک بار آپ نے سفر میں اونٹ کرایہ پر لیا۔آپ کو ایک شخص نے دو دینار دیے۔کہ کوفہ میں اس کے مالک کو دے دینا۔آپ نے جب تک اونٹ کے مالک سے اجازت نہ لے لی وہ دینار اپنے سامان میں نہ رکھے۔

حسن بن محبوب البجلی الکوفی الزراد

آپ کے جدِ اعلیٰ کا نام وہب تھا۔آپ جریر بن عبداللہ بجلی صحابی کے ایک غلام تھے۔ اور زرادی کا کام جانتے تھے۔آپ حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التماس کی کہ مجھے جریر سے خرید لیں۔انہوں نے جب سنا تو خود ہی اسے آزاد کر دیا۔اور آپ نے امیر المومنینؑ کی خدمت اختیار کر لی۔

Marfat.com

محمد بن ابی نصر کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت امام رضاؑ سے کہا کہ حسن بن محبوب زراد نے آپ کی ایک تحریر مجھے پہنچائی ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ اسے زراد سے تعبیر نہ کرو۔ بلکہ اس کی تعبیر یوں کر جیسے خدا تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں داؤدؑ کی تعبیر کی ہے۔ اگر چہ زراد اور سراد کا معنی ایک ہی ہے کہ وہ زرہ گر تھے۔

آپ کی عمر پچھتر سال تھی۔ اور ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن جندب البصری

آپ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور امام رضاؑ کے راویوں میں سے تھے۔ امام رضاؑ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے: کہ میں تم سے راضی ہوں اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی۔

عبداللہ بن مغیرہ ابو محمد البجلی العقیلی الکوفی

آپ کا تعلق واقفی مذہب سے تھا۔ آپ فرماتے ہیں: جب میں نے حج کیا تو مقام ملتزم کی جانب کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کی۔ میرے دل میں تمنا پیدا ہوئی، کہ حضرت امام رضاؑ کی خدمت کروں۔ چنانچہ میں آپ کے درِ دولت پہ حاضر ہوا۔ اچانک اندر سے امامؑ کی آواز آئی اے عبداللہ بن مغیرہ اندر آ جاؤ۔ جب میں اندر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کہ خدا تبارک وتعالیٰ نے تیری دعا قبول کی ہے۔ اور آپ کو دین کی ہدایت فرمائی ہے۔

زکریا بن آدم بن عبداللہ بن سعد الاشعری القمی

آپ حضرت امام رضاؑ کی بارگاہ میں بڑے مکرم تھے۔ ایک دن عرض کیا: کہ میں چاہتا ہوں اپنے رشتہ داروں سے دور چلا جاؤں۔ کہ وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ خدا تبارک وتعالیٰ تم سے رشتہ داروں کی بدسلوکی دور کر دے گا۔ چنانچہ اہلِ بغداد نے ایک شخص کے ذریعے حضرت امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے معذور ہیں۔

Marfat.com

فرمایئے ہم دین کا علم کس سے سیکھیں؟ آپ نے فرمایا: زکریا بن آدم قمی سے۔ کہ اس پر دین و دنیا کے علوم روشن ہیں۔ اور ان کی خوش نصیبی میں ایک عظیم سعادت یہ ہے کہ وہ ایک سال امامؑ کے ساتھ سفرِ حج میں مدینہ تا مکہ اکٹھے رہے ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن الجعفر بن الحسین

محمد بن عبداللہ بن جعفر بن حسین بن جامع بن مالک الحمیر ی القمی۔ آپ کی کنیت ابو جعفر تھی۔ اور صاحب الامر کے کاتب تھے۔ آپ نے آنحضرت سے شریعت کے بارے میں متعدد سوال پوچھے اور ان کے جواب پائے۔ اور دقیق مسائل آنحضرت سے حل کروائے۔ آپ کے تین بھائی تھے۔ جعفر، حسین اور احمد بربک۔ سب کی حضرت امام علیہ السلام سے خط و کتابت تھی۔

محمد بن احمد بن جنید ابو علی کاتب الاسکافی

شیخ نجاشی کہتے ہیں: کہ میں نے بعض مشائخ سے خود سنا ہے، کہ آپ کے پاس صاحب الامر کا مال اور تلوار تھی۔ اور آپ نے اس کے متعلق اپنی کنیز کو وصیت کی تھی۔ آخر وہ مال اور تلوار ضائع ہوگئی۔

محمد بن احمد بن عبداللہ بن قضاعہ بن صفوان بن مہران الجمال الاسدی

امامیہ گروہ کے بزرگ تھے۔ موصل کے قاضی سے مباہلہ کر کے سلاطینِ آلِ حمدان کے ایک والیٔ موصل کی بارگاہ میں بڑا مقام پایا۔

کہتے ہیں: کہ عناد کے باعث مناظرہ نے لڑائی کی صورت پیدا کر دی۔ محمد احمد نے مباہلہ کیا، اور اس کے بعد اس نے کہا محمد بن احمد میرے ساتھ ہاتھ ملائے۔ جب ہاتھ ملایا تو قاضی کا ہاتھ اُسی لمحے سُوج کر سیاہ ہوگیا۔ اور اسے سخت بخار ہوگیا۔ اور دوسرے روز مر گیا۔

عثمان بن سعید العمری الاسدی

آپ عمر بن حریث صیرفی کوفی کی اولاد سے تھے۔ امام ہمام ابی جعفر محمد بن علی ہادیؑ

Marfat.com

کے اصحاب سے تھے۔آپ گیارہ سال کے تھے، کہ آنحضرت کی خدمت میں آئے۔اور نشو ونما پائی۔آپ حضرت امام حسن عسکریؑ کی وکالت کے شرف پر فائز ہوئے۔ پہلا سفر ہے جو حسن عسکری کی طرف سے صاحب الامر کی وکالت کے لیے آپ نے کیا۔اور صاحب الامر کی وکالت کے بعد یہ منصب ان کے بیٹے ابو جعفر کو ملا۔

ابوسری منصور بن عمار پوشنجی

کتاب گزیدہ میں لکھا ہے: کہ شروع زمانے میں انہیں کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا، مگر انہیں جب وہ کاغذ کہیں رکھنے کی جگہ نہ ملی تو انہوں نے وہ کھا لیا۔اس کی برکت سے آپ پر علم کے دروازے کھل گئے۔

آپ کے فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں پوچھا کہ نجات کیسے ہوئی؟ فرمایا: کہ نماز اور حبِ علی بن ابی طالب کی وجہ سے۔نفحات الانس میں انہیں طبقۂ اولیٰ میں شامل کیا گیا ہے۔اور لکھا ہے کہ آپ اہلِ مرو سے تھے۔مگر کچھ کہتے ہیں کہ آپ اہلِ باورد تھے۔اور بعض کا خیال ہے کہ [پوشنگ] سے تعلق تھا۔مگر آپ بصرہ میں رہے اور حکمائے مشائخ سے ہیں۔

Marfat.com

چوتھا معیار

چوتھی صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

شیخ ابوعلی حسین بن محمد الاکار

آپ شیخ ابوعبداللہ خفیف کے اصحاب سے ہیں۔ اور شیخ ابو اسحٰق گاذرونی کے پیر ہیں۔ کہتے ہیں: کہ شیخ حسین اکار، گاذرون آئے۔ وہاں کے مشائخ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ ایک لڑکا بھی آپ کی خدمت میں آیا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ لڑکا قرآن بہت اچھا پڑھتا ہے۔ آپ نے اسے فرمایا: کہ قرآن سناؤ۔ جب اس نے قرآن پڑھا تو شیخ کو وجد ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو شیخ نے انہیں کہا کہ اس لڑکے کو شیراز پہنچاؤ۔ وہ آپ کی صحبت میں پہنچا۔ اور بڑا مقام پایا۔

آپ ۳۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ اور آپ کا مزار شیخ ابوعبداللہ خفیف کے روضہ کے دروازے پر ہے۔

طلحہ بن محمد الصباح النبلی

یہ ابوعثمان حیری کے اکابر اصحاب سے ہیں۔ ۳۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

یوسف بن حسین رازی

آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ اپنے وقت میں ری اور جبال کے شیخ تھے۔ ذوالنون مصری کے شاگرد اور ابوتراب نخشبی، یحییٰ معاذ رازی اور اس طرح کے بزرگوں سے صحبت رکھتے تھے۔ ابوسعید خراز کے دوست تھے۔ حضرت جنید بغدادی سے بہت عمدہ خط و کتابت تھی۔ اور اس گروہ کے امام تھے۔ مگر شکوۂ تلبیس کے باعث ملامتی طریقہ رکھتے تھے۔ جب قریب المرگ تھے تو اللہ سے عرض کی؛ الٰہی میں نے خلق کو پوری جدوجہد سے اور جتنا ہو سکا تیری طرف بلایا اور جتنا ہو سکا خود بھی عمل کیا۔ اب میری کوتاہیوں کو معاف فرما، اور انہیں بھی بخش۔

Marfat.com

اور پھر ۳۰۳ھ یا ۳۰۴ھ میں فوت ہو گئے۔

آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا؟ آپ نے بتایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھے فرمایا: کہ وہی الفاظ دوبارہ کہو، میں نے دوبارہ کہے، تو فرمایا کہ تمہیں بخش دیا۔

ابوالعباس سرتج

آپ کا نام احمد بن عمران بن سرتج ہے۔ اور آپ کی بزرگی کے باعث آپ کو میر شافعی کہین بھی کہتے ہیں۔ آپ عراق کے فقیہ تھے۔ بغداد میں حضرت جنید بغدادی سے بھی ملے۔ اور ان کی صحبت میں رہے۔ آپ جب بات کرتے تو لوگ مسکراتے۔ آپ فرماتے تھے: کہ میری اس گفتگو میں جو برکت ہے، وہ حضرت جنید بغدادی کی مجالست کی وجہ سے ہے۔

شیخ عبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ ابن سرتج کے شیراز آنے سے پہلے اصحابِ علم صوفیوں کو جہال تصور کرتے تھے۔ جب آپ شیراز آئے اور صوفیوں کا مقام و مرتبہ بیان کیا، اور ان کی زبان میں باتیں کیں، تو پھر اس دور کے علما نے صوفیہ کو پہچانا۔ آپ کی وفات ۳۰۵ھ میں ہوئی۔

ابوبکر بن عیسیٰ المطوعی

مہنہ میں اس دور کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ شیخ ابوسعید کہتے ہیں: کہ میرے والد ابوالخیر مجھے جمعہ کی نماز کے لیے لے جا رہے تھے، میں بچہ تھا، راستہ میں پیر ابوالقاسم ملے۔ آپ نے میرے باپ سے پوچھا یہ بچہ کون ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ میں جب اس دنیا سے جاؤں تو میری جگہ خالی ہو جائے گی۔ کیونکہ تیرے فرزند کو دیکھ کر مجھے سکون ہوا ہے۔ کہ یہ میرا قائم مقام ہوگا۔ اور فرمایا: کہ نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو آپ بلند چبوترے پہ بیٹھے تھے۔ آپ نے میرے باپ سے کہا: کہ ابوسعید کو اپنے کندھوں پر اُٹھاؤ تا کہ اوپر ایک روٹی رکھی ہوئی ہے، وہ اُتارے۔ چنانچہ میں نے اُتاری تو وہ ایک جَو کی روٹی تھی۔ جو

Marfat.com

میرے ہاتھوں کو گرم محسوس ہوئی ۔آپ نے اس روٹی کے دو حصے کیے۔آدھا خود کھایا اور آدھا مجھے کھانے کے لیے دیا۔میرے باپ نے کہا کہ کیا اس تبرک میں میرا حصہ نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابوالقاسم تیس سال ہوئے یہ روٹی اس طاق پہ رکھی تھی۔اور میرے ساتھ وعدہ کیا گیا، کہ جس ہاتھ میں یہ روٹی گرم محسوس ہو، یہ دنیا وہ زندہ کرے گا۔اب بشارت پوری ہوگئی ہے۔

۳۰۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

حسین بن منصور الحلاج

آپ کی کنیت ابوالمغیث تھی ۔عمر بن عثمان المکی الصوفی کے شاگرد اور حضرت جنید بغدادی کی صحبت سے فیض یاب تھے۔اکثر مشائخ نے آپ کی بزرگی کا انکار کیا۔مگر چند لوگوں نے آپ کے قتل پر رضا مندی ظاہر نہ کی۔ان میں ابنِ عطاء، عبداللہ خفیف، شیخ شبلی اور ابوالقاسم نصیر آبادی اور ابوالعباس سرتج خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔شیخ ابوالقاسم کزہ کانی ، شیخ ابوعلی فارمدی ، امام یوسف ہمدانی ، ابوا قاسم بشریٰ نے اس کام میں توقف کیا۔بعض اصحاب کا خیال ہے کہ آپ حلول کے قائل تھے۔مگر کچھ کہتے ہیں کہ آپ کا نظریہ دوسرا تھا۔

کہتے ہیں: عمر بن عثمان نے ایک کتاب تصنیف کی تھی ، حلاج نے وہ اُٹھالی ۔اور اسے لوگوں پر ظاہر کر دیا۔چونکہ وہ باریک سخن تھا۔لوگ اس کے قائل نہ ہوئے بلکہ انکار کیا۔اس وجہ سے عمر بن عثمان نے حلاج سے نفرت کی۔اوران کے بارے میں جو کہا وہ پورا ہوا۔

آپ کی شہادت بغداد کے باب الطاق میں بروز منگل ۲۴ ذیقعد ۳۰۹ھ کو ہوئی ۔

آپ کے ایک شاگرد کو بھی ان کے ساتھ ہی قتل کیا گیا۔اور ایک دوسرا شاگرد تھا، جس کا نام ابوالحسین تھا اُسے بھی قتل کر دیا گیا۔

عبدالملک اسکاف

آپ حلاج کے شاگرد تھے۔۱۲۰ سال عمر پائی۔شریف حمزہ عقیلی کے ساتھ بلخ میں

Marfat.com

رہتے تھے۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ میرا باپ اور پیر فارسی، ابوالحسین طبری، ابوالقاسم حنانہ اور عبدالملک اسکاف سب شریف حمزہ عقیلی کے مصاحب تھے۔ عبدالملک اسکاف کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ میں نے حلاج سے پوچھا کہ یا شیخ عارف کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ ہے، جسے منگل کے روز جس میں ابھی چھ دن باقی ہیں، اور ماہِ ذیقعد ۳۰۹ھ میں باب الطاق میں لے جا کر ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ آنکھیں نکال دی جائیں گی۔ اور اس کو نگوں سار کر کے سولی پہ چڑھائیں گے۔ اور پھر جلا کر اس کی راکھ کو ہوا میں اُڑا دیں گے۔

فارس بن عیسی البغدادی

آپ حلاج کے مصاحب تھے۔ اور انہیں سے خلافت پائی۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ آپ خراسان آئے اور وہاں سے ثمرقند چلے گئے۔ اور پوری زندگی وہیں قیام کیا، اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ شیخ ابوالقاسم حکیم سمرقندی، شیخ علم الہدیٰ اور ابومنصور ماتریدی کے معاصر تھے۔ جب ابومنصور ۳۳۵ھ میں فوت ہوا تو یہ تینوں بھی ساتھ تھے۔ مگر ان کی موت ان سے جدا ہوئی۔ فارس ان سے سے زیادہ مقبول تھے۔ اور ان کے ملفوظات کو اپنی تصنیفات میں شامل کرتے تھے۔ فارس کہتے ہیں: کہ میں نے حلاج سے پوچھا کہ مرید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مرید وہ ہے جو اپنے ارادے کا پہلا نشانہ اللہ تعالیٰ کو بنائے۔ جب تک اس تک نہ پہنچے کسی چیز سے اُسے آرام نہ آئے۔ اور نہ کسی اور طرف متوجہ ہو۔

ابراہیم بن فاتک

آپ کو احمد بن فاتک بھی کہتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالفاتک ہے۔ حضرت جنید بغدادی اور نوری کے مصاحب تھے۔ اور حلاج کے شاگرد تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ جس رات حلاج کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ میں نے خدا سبحانہٗ وتعالیٰ

Marfat.com

کوخواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا اے خداوند! یہ کیا ہوا، جوآپ نے حسین کے ساتھ کیا۔ جواب آیا: کہ میں نے اپنا راز اس پر آشکار کیا، تو اس نے لوگوں کو بتا دیا۔ میں نے اسے عطا کیا، اوراس نے خلق میں خود آرائی کی۔

احمد بن حسین بن منصور حلاج

اپنے والد کے مرید تھے۔عبداللہ باکویہ آپ کے معاصر تھے۔

ابوالخیر حمصی

وقت کے نامور مشائخ میں سے تھے۔کئی بار آپ نے صحراؤں میں پیدل چل کر توکل سے سفر طے کیا۔اور کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

۳۱۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

ابوبکر بن شفیق

آپ نے طرطوس کے بعض مشائخ سے کہا: کہ میں نے ابوالخیر سے ایک حکایت سنی، جو میرا دل قبول نہیں کرتا۔انہوں نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ آپ نے بتایا: کہ میں نے عیسی بن مریم کو دیکھا ہے۔ان میں ایک شیخ نے کہا کہ میری طرح۔

ابوالخیر کا قول محمد بن حامد سے سنا ہے: کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے اپنی امت کا خوف کیوں ہو، جس کا پہلا شخص میں ہوں، اور آخر میں عیسیٰؑ۔ابنِ حامد نے کہا، عیسیٰ تین بار دنیا میں تشریف لائیں گے۔پہلی دفعہ اولیاء کرام پر ظاہر ہوں گے۔دوسری دفعہ صالحین پر اور تیسری دفعہ بیت المقدس پر، پھر عام خلق بھی انہیں پہچان لے گی۔

حسن الاطروش

آپ کا نام حسن الاطروش بن علی بن حسن بن علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام۔آپ نے ۳۰۱ھ میں دیلمان میں خروج کیا، اور طبرستان کا علاقہ اپنے تصرف میں

Marfat.com

لائے۔آپ نے زیدیہ فقہ پر کتابیں لکھیں۔اور گیلان کے تمام لوگوں کو زیدیہ بنادیا۔

آپ کی وفات آمل میں ۳۱۱ھ میں ہوئی۔

علی مرعش

علی مرعش بن عبداللہ بن محمد الملقب بالسلیق بن الحسن بن الحسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام۔

آپ کی اولاد سے چار گروہ بنے۔

۱۔ سادات ماژندران:۔انہوں نے سلطنت حاصل کی۔

۲۔ سادات شوشتر:۔ان کے متاخرین میں میر شمس الدین اسد اللہ معروف بہ شاہ میر اور میر سید شریف تھے۔

۳۔ مرعشیۂ اصفہان:۔ان میں افاضل متاخرین میں سے خلیفہ اسد اللہ ہوئے ہیں، جو صفویہ کے دور میں مشہد کے متولی تھے۔

۴۔ مرعشیۂ قزوین:۔صفوی عہد میں ان کی اولاد میں سے، آستانہ شہزادہ حسین کے متولی ہوئے۔ اور بعض قزوین میں احتساب رکھتے تھے۔اور ان میں میر علاء الملک مرعشی مشہور ہیں۔

ابو جعفر بن احمد

ابو جعفر بن احمد بن حمدان بن علی بن سنان ۔ ابو عثمان سے صحبت حاصل کی ۔ اور ابو حفص کو بھی دیکھا۔آپ ۳۱۱ھ میں فوت ہوئے۔

نکتہ: آپ نے فرمایا: کہ فرمانبرداروں کا اپنی اطاعت پہ تکبر کرنا، گناہ گاروں کے شر سے زیادہ خطرناک ہے۔

نکتہ: اور آپ نے فرمایا: لوگوں کی خوبصورتی ان کے حسنِ کلام اور اس کا کمال عمل کی سچائی میں ہے۔

ابو العباس بن عطا

Marfat.com

ابوالعباس بن عطا بن محمد بن سہل ، بن عطاء الادمی ۔آپ حضرت جنید بغدادی کے مرید تھے ۔اور ابراہیم مارستانی کے شاگرد تھے ۔ابوسعید خراز آپ کو بزرگ اور دوست سمجھتے تھے ۔ حلاج کے تعلق کے باعث قتل ہوئے ۔

ابنِ عطاء سے پوچھا گیا کہ افضل اطاعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر وقت حق کو ملاحظہ کرنا ۔اور آپ نے فرمایا: ادب تمام بھلائیوں کے قائم رہنے میں ہے ۔آپ سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے ۔آپ نے جواب دیا، کہ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ادب والا معاملہ کرنا ۔تا کہ تمہیں باادب شخص لکھا جائے ۔ جب تک آپ عجمی ہیں ۔

آپ کی وفات ۳۰۹ھ میں ہوئی ۔

ابومحمد جریری

آپ کا نام ابومحمد جریری بن احمد بن محمد بن حصین یا حسین بن محمد یا عبداللہ بن یحیٰ ہے ۔آپ حضرت جنید بغدادی کے اکابر اصحاب میں سے تھے ۔حضرت جنید بغدادی کے وصال کے بعد آپ ان کی جگہ پر بیٹھے ۔جنگِ قرامطہ میں ۳۱۷ھ میں پیاس کی شدت سے وصال ہوا ۔

ایک درویش کہتے ہیں: کہ میں نے ابومحمد جریری کو خستہ حال لوگوں میں دیکھا کہ آپ کی حالت کافی خراب تھی ۔ میں نے کہا یا شیخ ! دعا نہیں کرتے کہ یہ مصیبت آپ سے دور ہو جائے ۔فرمایا میں نے دعا کی تھی ۔مگر جواب ملا تھا کہ جو میں چاہتا ہوں وہ کروں گا ۔ درویش کہتا ہے کہ آپ پھر دعا کرتے ۔تو آپ نے فرمایا: اے برادر یہ دعا کا وقت نہیں ہے ۔ یہ تسلیم و رضا کا وقت ہے ۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعا کرنی چاہیے ۔ جب بلا آجائے تو پھر اس کی رضا پہ راضی رہنا چاہیے ۔

حسن بن قاسم

آپ کا نام حسن بن قاسم بن حسن بن عبدالرحمٰن شجری بن قاسم بن حسن بن زید بن

Marfat.com

امام حسنؒ ہے۔

آپ ۳۰۴ھ میں گیلان اور ماژندران کے فرماں روا ہوئے۔اور داعی الی الحق صغیر کا لقب پایا۔۳۱۶ھ میں وفات پائی۔

محمد بن فضل البلخی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ کے متعصبین نے آپ کو آپ کے مذہب کی وجہ سے بے گناہ بلخ سے نکال دیا۔آپ شہر فرا کی طرف چلے گئے۔اور ان سے نفرت کی۔

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ ان کے بعد بلخ میں کوئی صوفی نہ رہا۔آپ سمرقند پہنچے وہاں انہیں قاضی بنایا گیا۔وہاں سے آپ حج کے ارادے سے چلے اور نیشاپور پہنچے۔وہاں کے لوگوں نے آپ سے وعظ کی درخواست کی۔آپ کرسی پر بیٹھے اور فرمایا: اللہ اکبر ولذکر اللہ اکبر ورضوان من اللہ اکبر ۔یہ کہہ کر آپ کرسی سے اُتر آئے۔اور واپس سمرقند لوٹ گئے۔اور وہاں جا کر فوت ہو گئے۔

کہتے ہیں: کہ ابوعثمان حیری نے آپ کو لکھا کہ بدبختی کی علامت کیا ہے۔آپ نے فرمایا تین چیزیں: پہلی جسے علم عطا ہوا اور عمل کی توفیق نہ ہو۔دوسری جسے عمل کی توفیق ہے مگر اسے اخلاص سے محروم رکھے۔اور تیسرا جسے اللہ کے دوستوں کی صحبت نصیب ہو۔مگر وہ ان کا ادب و احترام نہ کرے۔

ابوعثمان نے کہا: کہ محمد بن الفضل مردوں کا نقاد ہے۔

اور نیز انہوں نے فرمایا: مجھے عجیب لگا کہ آدمی بیابان اور صحرا کو عبور کرتا ہوا جب اپنے گھر پہنچے، اور گھر میں انبیاء کے آثار دیکھے، لیکن خود سے حرص و ہوا اور غرور و تکبر کی وادی کو عبور نہیں کرتا، تا کہ اپنے دل تک پہنچے، اور اپنے پروردگار کے آثار دیکھے۔

بیت

۱۔حریمِ دوست کو چھوڑ کر لوگ کعبہ طلب کرتے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ دیارِ اسلام کا عجیب دستور ہے۔

آپ کی وفات ۳۱۹ھ میں ہوئی۔

محفوظ بن محمود نیشاپوری

ابوعثمان حیری کے صحبت یافتہ تھے۔ابوحفص کے اصحاب سے تھے۔اوران کے پہلو میں دفن ہوئے ہیں۔آپ کی وفات ۳۱۴ھ میں ہوئی۔

بکیر الدراج

آپ ابوالحسن دراج کے بھائی ہیں۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔آپ اپنے بھائی ابوالحسین سے فاضل تر، زاہد تر اور بزرگ تر تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ میں جب سے اس راستہ پر آیا ہوں تب سے مجھے فاسد خیالات نہیں آتے۔

ابوعمرد مشقی

ابوعبداللہ جلاء اور اصحابِ ذوالنون سے صحبت یافتہ تھے۔۳۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

ولید بن عبداللہ السقاء

آپ کی کنیت ابواسحاق اور اصحابِ ذوالنون سے صحبت یافتہ تھے۔

آپ ۳۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر واسطی

آپ کا نام محمد بن موسیٰ تھا۔مگر آپ ابنِ فرغانی کے نام سے مشہور تھے۔نوری اور جنید بغدادی کے اولین دوستوں میں سے تھے۔قوم کے علماء اور مشائخ میں سے تھے۔اصولِ تصوف کے بارے میں کسی نے ایسی گفتگو نہیں کی۔اصول اور علمِ ظاہر کے عالم تھے۔آپ کا ایک استاد

Marfat.com

اورایک شاگرد تھا۔استاد جنید بغدادی اور شاگرد ابوالعباس سیاری۔

آپ مرو میں ۳۳۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔اور آپ کی تربت وہیں ہے۔

ابوالحسین الدراج

آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ابراہیم خواص کے شاگرد تھے۔ابوعمران مزین اور شیخ ابوعمرو دمشقی کے صحبت یافتہ تھے۔

آپ ۳۲۰ھ میں سماع کے دوران فوت ہوئے۔

ابوالحسین وراق

آپ کا نام محمد بن سعد تھا۔نیشاپور کے قدیم مشائخ میں سے تھے۔عثمان حیری کے اصحاب سے تھے۔آپ کی وفات ۳۲۰ھ سے قبل ہوئی۔

عبداللہ بن محمد خراز

آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔کئی سال مکہ میں مجاور رہے۔شیخ ابوعمران کبیر سے صحبت رکھتے تھے۔اورابوحفص کو بھی دیکھا۔بایزید کے اصحاب آپ کو بزرگ سمجھتے تھے۔

فرمایا: زاہدین کا طعام بھوک ہے۔اور عارفوں کا طعام ذکر ہے۔

یوسف بن حسین کہتے ہیں: میں نے عبداللہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔اوراس نے بھی اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا ہوگا۔

آپ ۳۲۰ھ سے قبل فوت ہوئے۔

ایک بزرگ نے فتوت سے نقل کیا ہے: کہ ایک دفعہ شہر ری سے بیس لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے۔جب وہ ایک ایسے مقام پہ پہنچے جہاں سے مکہ صرف اٹھارہ منزل دور تھا۔تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا: کہ اب میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔انہوں نے پوچھا کہ اے استاد کہاں جارہے ہو۔اب تو آپ کے اور مکہ کے مابین تھوڑا فاصلہ رہ گیا ہے۔آپ نے کہا:

Marfat.com

میں ری سے یہاں تک آپ کے ساتھ آیا ہوں، اور میرا دل آپ کی ہمراہی میں بہت خوش تھا۔ (مگر میں نے حج کی نیت نہیں کی تھی) اب میں واپس ری جاؤں گا۔ اور وہاں سے حج کی نیت کر کے چلوں گا۔ اور آپ سے آملوں گا۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔ اس وقت موسمِ حج میں ابھی پانچ ماہ باقی تھے۔

ابوعلی رودباری

آپ کا نام احمد بن محمد بن ابوالقاسم بن منصور تھا۔ آپ وزراء کی اولاد سے تھے۔ آپ کا نسب کسری تک پہنچتا تھا۔ آپ حافظِ حدیث، عالم، فقیہہ، امام اور قوم کے سردار تھے۔ ابوعبداللہ رودباری کے ماموں تھے۔ ابوعلی کاتب آپ کو سیدنا کہتے تھے۔ اور فرماتے تھے: وہ شریعت سے طریقت کی طرف گئے ہیں۔ اور ہم حقیقت سے شریعت کی طرف آئے۔ آپ بغداد میں حضرت جنید بغدادی، نوری، ابوحمزہ اور حسن مسوحی سے صحبت رکھتے تھے۔ اور شام میں ابوعبداللہ جلاء کے صحبت یافتہ تھے۔ اصل بغداد کے رہنے والے تھے۔ لیکن مصر میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ اہلِ مصر کے شیخ تھے۔ اور وہاں کے صوفی انہیں پیر ابوعلی مشتولی کہتے تھے۔

آپ ۳۲۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر کتانی

آپ کا نام محمد بن علی بن جعفر البغدادی تھا۔ آپ کو چراغِ حرم کہتے تھے آپ حضرت جنید کے اصحاب میں سے تھے۔ اور ۳۲۲ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ محمد بن اسمٰعیل خیر النساج

آپ اصل سامرہ کے رہنے والے تھے۔ اور بغداد میں مقیم ہوئے۔ آپ سری سقطی کے مرید اور حضرت جنید کے معاصر تھے۔ نوری، ابن عطا، اور جریری کے استاد تھے۔ ابراہیم خواص اور شبلی دونوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی۔ آپ نے شبلی کو احتراماً حضرت

Marfat.com

جنید کے پاس بھیج دیا۔

ایک سوبیس سال کی عمر میں ۳۲۲ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت جعفر خلدی سے منقول ہے: کہ میں نے خیر نساج سے ان کے نام کی وجہ تسمیہ پوچھی، آپ نے فرمایا: میں نے خدا سے عہد کیا تھا۔ کہ میں کھجور نہیں کھاؤں گا۔ لیکن ایک دن میں نے کھجور کھالی، تو اچانک ایک ایسے شخص نے جس کا 'خیر' نام کا غلام بھاگ گیا تھا۔ مجھے دیکھ کے آواز دی اے بھگوڑے خیر! میں نے کہا میں وہ نہیں جسے تو ڈھونڈتا ہے۔ مگر میری صورت اس غلام کی طرح ہو چکی تھی۔ اور جو لوگ ہمارے گرد جمع ہوئے وہ بھی کہنے لگے کہ تو اسی کا خیر نام والا غلام ہے۔ میں حیران ہوا، اور مجھے خیال آیا کہ شاید یہ میری خیانت کی سزا ہے۔ میں نے جو خدا سے عہد کیا تھا وہ مجھ سے ٹوٹ گیا۔ ان کے دوسرے غلام جولاہوں کا کام کرتے تھے۔ اور خیر کی جگہ مجھے بٹھا دیا۔ میں نے کھڈی میں پاؤں لٹکا کے کپڑا بُننا شروع کر دیا۔ گویا کہ جیسے مجھے یہ کام آتا تھا۔ چار ماہ بعد میں نے وضو کر کے سجدے میں گر کر توبہ کی۔ تو اگلے ہی روز میں اصلی صورت میں آ گیا۔ اور وہاں سے رہائی پائی۔ مگر میرا نام خیر نساج پڑ گیا۔

ابوالحسین مالکی کہتے ہیں: کہ خیر النساج جب حالتِ نزع میں تھے تو میں بھی وہاں حاضر تھا۔ مغرب کی نماز کا وقت آ گیا، اور آپ اگرچہ غشی کی حالت میں تھے، مگر آپ کو ہوش آ گیا۔ اور آنکھ کھول کے اپنے گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: قف! عافاک اللہ، یعنی ٹھہر اللہ تمہیں معاف کرے۔ تو بھی اللہ کی طرف سے اپنے کام پہ مامور ہے۔ اور میں بھی اپنے کام پر مامور ہوں۔ میں تمہارے قبضے میں ہوں لیکن نماز اس وقت مجھ پر فرض ہے۔ تو ذرا ٹھہر تا کہ ادا کر لوں۔ پھر پانی مانگا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

بنان بن محمد الحمال

آپ واسطی الاصل تھے۔ مصر میں مقیم رہے۔ حضرت جنید بغدادی کے صحبت یافتہ

Marfat.com

تھے۔اورابوالحسن نوری کے استادوں میں تھے۔

ابومحمد مرتعش

آپ کا نام عبداللہ بن محمد تھا۔آپ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔اور بغداد کے محلّہ حیرہ سے تعلق تھا۔ابوحفص کے اصحاب سے تھے۔اورحضرت جنید بغدادی کو بھی دیکھا تھا۔آپ کے بعد آپ کا سلسلۂ طریقت اس طرح ہے: آپ کے مرید سلطان ابواسحٰق گازرونی اوران کے مرید شیخ ابوبکر خطیب ان کے مرید محمد عبداللہ بن محمد نیشاپوری ان کے مرید شیخ ابوالقاسم خطیب اور ان سے شیخ ادین خلیفہ بغدادی نے فیض پایا۔

ابومحمد مرتعش مسجد شونیزیہ میں ۳۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعلی ثقفی

آپ کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا۔ابوحفص حداد اور حمدون قصار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔نیشاپور میں امام اور مقتدا تھے۔تمام شرعی علوم کونظر انداز کر کے صوفیوں کے علم میں مشغول ہو گئے۔ابوعثمان حیری آپ کو بزرگ سمجھتے تھے۔

آپ کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔

ابویعقوب نہرجوری

آپ کا نام اسحٰق بن محمد تھا۔مشائخ کے علما میں سے تھے۔حضرت جنید بغدادی اور عمر بن عثمان مکی کے صحبت یافتہ تھے۔ابویعقوب سوسی کے مرید تھے۔کئی سال مکہ میں مجاور رہے۔ وہیں ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔

آپ نے فرمایا: دنیا ایک بحر ہے اور آخرت اس کا ساحل ہے۔اس میں تقویٰ ایک کشتی ہے جس میں انسان سفر کرتا ہے۔

ابوبکر عبداللہ

Marfat.com

آپ کے باپ کا نام طاہر بن حارث الطائی الابہری تھا۔آپ جبل کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔حضرت شبلی کے معاصر اور ابوایوب بن حسین کے صحبت یافتہ تھے۔مظفر کرمان شاہی کے دوست تھے۔

آپ کی وفات ۳۳۰ھ میں ہوئی۔

ابوالحسن صایغ دینوری

آپ کا نام علی بن محمد بن سہل تھا۔دینور کے اکابر مشائخ سے تھے۔مصر میں زندگی گذاری۔اور وہیں پر فوت ہوئے۔آپ شیخ ابوالحسن قرافی دقی اور عثمان مغربی کے استاد تھے۔

آپ ۳۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ خفیف شیرازی

آپ کا نام محمد بن خفیف بن اسکفشاذ الضبی تھا۔شیراز کے رہنے والے تھے۔آپ کی والدہ نیشاپور کی تھیں۔آپ کو شیخ الاسلام کہا جاتا تھا۔آپ شیخ ابوطالب خزرج بغدادی کے شاگرد تھے۔رویم سے بھی ملے۔اور کتانی، یوسف بن حسین المالکی، ابوالحسین المزین، ابوالحسین الدراج، طاہر مقدسی اور ابوعمرو دمشقی جیسے بزرگوں سے صحبت رکھتے تھے۔آپ شافعی فقہ کے پیروکار تھے۔ابتدا میں ہر رکعت میں دس ہزار سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔اور فجر سے عصر تک ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔آپ نے بیس سال اونی لباس پہنا۔اور ہر رات کو سات دانہ منقّہ سے افطار کرتے تھے۔اسی لیے آپ کا لقب خفیف مشہور ہوا۔جس سال آپ نے دنیا سے رحلت کی اس سال پے در پے چالیس چلّے کیے۔چار سو عورتوں سے نکاح کیے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ بادشاہوں کے خاندان سے تھے۔لیکن جب آپ کو میدانِ تصوف میں کمال حاصل ہوا تو لوگ اپنی بیٹیوں کو تبرک حاصل کرنے کے لیے آپ کے نکاح میں پیش کرتے۔اور آپ اس سے ہم صحبت ہونے سے پہلے طلاق دے دیتے۔چالیس عورتیں آپ کے گھر صفائی پر معمور تھیں۔ان

Marfat.com

میں سے ایک جو چالیس سال آپ کے نکاح میں رہی، اس سے پوچھا گیا کہ شیخ خلوت میں کیسے ہوتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: کہ میں نہیں جانتی۔ تمام عورتوں سے یہ سوال کیا گیا، تو سب نے کہا کہ ہمیں تو معلوم نہیں، لیکن شاید وزیر کی بیٹی کو کچھ خبر ہو۔ جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا: کہ جب آتے تو ایک لمحے کے لیے مجھے دیکھتے پھر جوان کے لیے کھانا تیار کیا گیا ہوتا اسے دیکھتے، پھر اپنی آستین اُٹھا کر میرا ہاتھ اپنے شکم پر پھیرتے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے سینے سے ناف تک پیٹ میں پندرہ گرہیں پڑ چکی تھیں۔ یہ سب، بزرگوں کی اتباع میں بھوکا رہنے کی وجہ سے ہے۔ اس لیے مجھے آپ کی حسین صورت اور لذیذ طعام کی ضرورت نہیں۔ اور بغیر کچھ کھائے پیے چلے جاتے تھے۔ آپ کی وفات ۳۳۱ھ میں ہوئی۔

خفیفان: یہ وہ جماعت ہے جو آپ کی اتباع کرتی ہے۔

ام محمد

آپ شیخ ابوعبداللہ خفیف کی والدہ ہیں۔ اصل نیشاپور کی رہنے والی تھیں۔

کہتے ہیں: شیخ ابوعبداللہ خفیف ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں شب بیداری کر رہے تھے۔ تاکہ شبِ قدر کا نظارہ کر سکیں۔ آپ گھر کی چھت پہ نماز ادا کر رہے تھے۔ اور آپ کی والدہ امِ محمد گھر کے اندر اللہ سے لَو لگائے بیٹھی تھی۔ اچانک ان پہ شب قدر کے انوار ظاہر ہوئے۔ بیٹے کو آواز دی کہ آپ جو چیز تلاش کر رہے ہیں۔ وہ یہاں پہ ہے۔ شیخ نیچے آئے اور شب قدر کے انوار دیکھ کر والدہ کے قدموں میں گر پڑے۔ اس وقت آپ نے کہا: کہ مجھے اپنی والدہ کے مقام کا آج پتہ چلا ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے کے ہمراہ بحری سفر کر کے حج کیا تھا۔

شیخ ابوبکر شبلی

آپ کا نام جعفر بن یونس یا دلف جعفر یا دلف بن حجدر تھا۔ مگر آپ کی قبر پر جعفر بن یونس تحریر ہے۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ بغداد تشریف لے آئے۔ اور حضرت خیر نساج کی مجلس

Marfat.com

میں توبہ کی۔ حضرت جنید بغدادی کے مرید ہوئے۔ آپ عالم، فقیہ اور ذکر کرنے والے تھے۔ آپ فقہ مالکی کے پیروکار تھے۔ آپ کے والد خلیفہ کے دربان الحجاب تھے۔ صاحبِ رشحات نے لکھا ہے؛ کہ آپ کے والد شہرِ واسط کے حاکم تھے۔ آپ پہلے توبہ اور انابت کے لیے محمد خیر کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو اس وقت کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ چونکہ آپ حضرت جنید کے عزیزوں میں سے تھے، اس لیے حضرت محمد خیر نے حضرت جنید کے ادب کی رعایت سے انہیں حضرت جنید کے پاس بھیج دیا۔

طبقات السلمی میں مذکور ہے؛ کہ آپ اصل میں خراسانی تھے۔ بغداد میں پیدا ہوئے، اور وہیں پرورش ہوئی اور کچھ نے لکھا ہے؛ کہ آپ اسروشنہ فرغانہ کے رہنے والے تھے۔ اور کچھ نے کہا کہ آپ کا تعلق سامرہ سے تھا۔

حضرت جنید نے فرمایا: میری آنکھ نے ابوبکر جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہیں۔

حضرت جنید نے مزید فرمایا: کہ قوم کا ایک تاج ہوتا ہے، اور اس قوم کا تاج شبلی ہیں۔ آپ ستاسی سال کی عمر میں ماہِ ذوالحجہ ۳۳۴ھ میں فوت ہوئے۔

بکیر دینوری کہتے ہیں: کہ جب آپ قریب المرگ تھے تو نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا وضو کرواؤ۔ میں نے آپ کا وضو کرایا، لیکن داڑھی میں خلال کرنے کا اشارہ کیا۔ مگر اس دوران آپ کی روح پرواز کر گئی۔

بزرگوں میں سے کسی نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا: کہ اس کے بارے میں کہو کہ جس نے آخر عمر میں عین حالتِ نزع میں بھی آدابِ شرع کو ملحوظ رکھا۔

نیز بکیر کہتے ہیں: کہ حضرت شبلی جب مرضِ موت میں تھے تو فرمایا: کہ میں جامع مسجد جا رہا ہوں۔ تکیہ میرے ہاتھ پہ رکھا اور چلے گئے۔ راستے میں ایک آدمی پاس سے گذرا تو شبلی نے فرمایا: کہ کل مجھے اس آدمی سے کام ہے۔ نماز کے بعد شبلی واپس آئے، تو فوت ہو گئے۔ تو

Marfat.com

لوگوں نے بتایا فلاں گاؤں میں ایک نیک آدمی ہے۔ جو مُردوں کو غسل دیتے ہیں۔ صبح میں وہاں گیا اور اس کا دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ اندر سے وہ آدمی بولا؛ کہ کیا شبلی فوت ہو گئے۔ اور وہ باہر آئے۔ میں نے دیکھا کہ یہ وہی شخص تھا۔ میں نے اُسے پوچھا کہ آپ کو کیسے خبر ہوئی۔ کہ شبلی فوت ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا: اے نادان! کل آپ نے نہیں سنا تھا کہ شبلی نے کہا تھا کہ مجھے صبح اس آدمی سے کام ہے

کہتے ہیں: کہ شبلی سے کسی نے پوچھا کہ دوسو درہم پر کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے۔ آپ نے فرمایا: آپ اس پہ پانچ درہم دیں۔ اور مجھ پہ دوسو پانچ واجب ہے۔ اس شخص نے کہا کہ پانچ درم تو معلوم ہیں۔ مگر دوسو پانچ کیسے؟ آپ نے بیان فرمایا کہ دوسو ایثار کرنا اور پانچ زکوٰۃ دینا۔ اس آدمی نے پوچھا یہ کس کا مذہب ہے۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا۔

ابراہیم بن شیبان کرمانشاہی

آپ کی کنیت ابواسحٰق تھی۔ جبل کے شیخ تھے۔ ابوعبداللہ مغربی اور ابراہیم خواص کے اصحاب سے تھے۔ ۳۳۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابوسعید الاعرابی

آپ کا نام احمد بن محمد تھا۔ اصل بصرہ کے تھے۔ مکہ میں سکونت رکھی، اور شیخِ حرم تھے۔ حضرت جنید بغدادی، عمر بن عثمان، نوری، مسوحی، ابوجعفر حفاد اور ابوالفتح حمال کے صحبت یافتہ تھے۔

آپ ۳۴۰ھ یا ۳۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوستوں کے بعض اخلاق دشمنوں کو دیتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے دوستوں سے حسنِ سلوک کریں۔ اور اس کے دوستوں کو سکونِ خاطر ہو۔

شیخ ابوبکر طمستانی

Marfat.com

فارس کے رہنے والے تھے۔ حضرت شبلی اور ابراہیم دباغ سے تربیت پائی۔ شبلی آپ کو بزرگ سمجھتے تھے۔ فارس میں آپ کی گفتگو سمجھنے کی کسی میں قوت نہیں تھی مشائخ وقت نے بہتر یہی سمجھا کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ آپ نیشاپور آ گئے۔ اور وہاں ۳۴۰ھ میں فوت ہو گئے۔

فرمایا: یہ دنیا حکمت کا ایک کارخانہ ہے۔ یہاں سے ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق حصہ مل جاتا ہے۔

فرمایا: وصل بغیر فصل کے ہے۔ جب وصل ہوتا ہے تو جدائی نہیں رہتی۔

فرمایا: عاقل وہ ہے جو ضرورت کے مطابق بات کرے، اور اضافی بات نہ کرے۔

فرمایا: زندگی موت میں ہے۔ نفس کی موت دل کی حیات ہے۔

ابوالخیر التیناتی الاقطع

آپ کا نام حماد تھا۔ ولایت مغرب میں مصر یا مصیصہ سے دس فرسنگ کے فاصلے پر ایک گاؤں تینات کے رہنے والے تھے۔ اور آپ غلام تھے۔ زنبیل بُنتے تھے، لیکن کوئی نہ جان سکا کہ وہ کیسے بُنتے تھے، کیوں کہ آپ دونوں ہاتھوں سے معذور تھے۔ شیر سے دوستی تھی۔ ابوعبداللہ جلا اور حضرت جنید بغدادی سے صحبت رکھتے تھے۔

۳۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ جنگلی جانور آپ سے کیسے اُنس کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں کتے بھی ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔

اپنے وقت میں زمین پر عہد و پیمان کے پکے اور احوالِ خلق سے آگاہ تھے۔ آپ نے فرمایا: کہ اپنے عمل کو خود ظاہر کرنا ریا کاری ہے۔ اور اپنے حال کو ظاہر کرنا تکبر ہے۔

کہتے ہیں: کہ آپ نے عہد کیا تھا کہ جو کچھ زمین سے اُگتا ہے اُسے اپنے ہاتھ سے نہیں توڑیں گے۔ (یعنی تکلیف نہیں دیں گے) اور نہ ہی توڑ کر کچھ کھائیں گے۔ ایک دفعہ آپ کو اپنا عہد بھول گیا۔ اور ایک میوہ دار درخت پر ہاتھ ڈالا اور وہاں سے کچھ توڑ کر اپنے منہ میں

Marfat.com

ڈال لیا، اچانک اپنا عہد یاد آیا۔ ہاتھ اور منہ میں جو کچھ تھا۔ وہ پھینک دیا۔ اچانک ایک سوار آیا اور آپ کو پکڑ کر اپنے امیر کے پاس ۔۔لے گیا۔ امیر نے تمام چوروں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی انہیں بھی ہاتھ آگے کرنے کا حکم دیا۔ اور ہاتھ کاٹ دے۔ اور پاؤں بھی کاٹ دیے۔ آپ نے اللہ کے حضور عرض کی کہ یا الٰہی ہاتھوں نے تو خطا کی تھی پاؤں نے تو نہیں کی۔ امیر نے اچانک آپ کو دیکھا تو پہچان لیا۔ اور وہ اپنے گھوڑے سے اُتر کر آپ کے پاؤں میں گر پڑا اور عرض کیا کہ میں نے غلط کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: آپ نے غلطی نہیں کی۔ یہ میرے ہاتھوں کی خطا تھی۔ اور سزا کے طور پر پاؤں کاٹے گئے۔

ابوعلی مشتولی

آپ کا نام حسن بن موسیٰ تھا۔ ابوعلی کاتب اور ابو یعقوب سوسی کے شاگرد تھے۔ مصر سے دس فرسنگ کے فاصلے پر مشتولی نام کا ایک گاؤں ہے۔

آپ کی وفات ۳۴۰ھ میں ہوئی۔

شیخ ابوالعباس دینوری

آپ کا نام احمد بن محمد ہے۔ یوسف بن الحسین کے صحبت یافتہ تھے۔ عبداللہ خراز، جریری، ابن عطا اور رویم سے ملے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے خدا تبارک وتعالیٰ کو کیسے پہچانا۔ آپ نے فرمایا: نہیں پہچانا اپنے عجز کا معترف ہوں۔

آپ نے سمرقند میں ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔

جعفر الحذاء

حضرت جنید سے صحبت یافتہ تھے۔ شبلی آپ کی فضیلت کے قائل تھے۔ بندار بن الحسین آپ کو شبلی پر فوقیت دیتے تھے۔

۳۴۱ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ابوالقاسم حکیم

آپ کا نام اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل تھا۔ابوبکر وراق کے معتقد تھے۔

۳۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالعباس سیاری

آپ کا نام قاسم بن قاسم بن الہدی تھا۔احمد بن سیار کے نواسے تھے۔مرو کے رہنے والے تھے۔ابوبکر واسطی کے مرید تھے۔اوران کی صحبت سے اس مقام پہ پہنچے کہ صوفیاء میں سیاریہ گروہ کے امام کہلائے۔

آپ ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے اورآپ کا مزار مرو میں ہے۔

ابوالقاسم طباطبا

آپ کے والد کا نام محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم طباطبا تھا۔جو مصر کے بڑے رئیسوں میں سے تھے۔

اس علاقے کے طالبانِ حقیقت وعرفان کے سربراہ تھے۔انہوں نے جہاد اور زہد و تقویٰ میں ساری عمر گذاری۔

آپ ۳۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

آپ کے بیٹے ابومحمد عبداللہ سردار اور عالم و فاضل تھے۔کافی جائیداد اور زمین کے مالک تھے۔اورآپ کے بے شمار خادم تھے۔مصر میں رہتے تھے۔ایک بزرگ کوخواب میں بارگاہِ نبویؐ سے امر ہوا: کہ اگر تمہیں میری زیارت نہ ہو سکے تو جا کے ابی عبداللہ بن احمد طبا طبا کی زیارت کر لینا۔

ابوبکر مصری

آپ کا نام محمد بن ابراہیم تھا۔ابوبکر دقی اور قرانی کے مرشد تھے۔اور زقاق کبیر کے

Marfat.com

مرید تھے۔حضرت جنیداورنوری کے صحبت یافتہ تھے

ابوبکرعطوفی اورآپ ۳۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکرعطوفی

آپ کا نام محمد بن علی بن حسین بن وہب العلوفی ہے۔حضرت کے مرید ہیں۔آپ رملہ میں ۳۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن زاہد

اس عظیم گروہ کے ایک بزرگ تھے۔۳۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالمز احم شیرازی

آپ شبلی اورحضرت جنید بغدادی سے فیض یاب تھے۔۳۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

آپ جب معرفت پہ گفتگوکرتے تو معاصر مشائخ آپ سے خائف رہتے۔

کہتے ہیں: ایک بارآپ ابوحفص کی زیارت کوآئے۔ابوحفص اورآپ کے اصحاب کو چند درہم نذرانہ وصول ہوا تھا۔اورانہوں نے کہا ہم اس سے اپنے لباس دھولیں۔

ابوحفص نے فرمایا: یہ تو ہم کر چکے ہیں۔اب ہمیں خودکو پاک کرنا چاہیے۔اور جو نذرانہ وصول ہوا ہے وہ درویشوں کے کام آنا چاہیے۔اس کام مشغول تھے، کہ ایک شخص آیا اس نے کہا کہ خودکو پاک کرکے لباس پہن لیں۔کیوں کہ فارس سے ابوالمز احم آپہنچے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اگر وہ ابوالمز احم ہیں، کہ جسے میں پہچانتا ہوں اورشاید وہ بھی مجھے اسی طرح پہچانتے ہیں۔اُسی وقت ابوالمز احم آپہنچے۔آپ نے جب اسے دیکھا تو اسی حال میں سلام کیا۔اورلباس سر پہ رکھ کراپنے کام لگ گئے۔

نکتہ: ابوالحسین قوشنجی کا قول ہے: جس نے اپنے نفس کو مات کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے درجے کو بلند کیا۔اورجس نے اپنے نفس میں غرور پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں

Marfat.com

کی نظر میں ذلیل کیا۔

حسین بن محمد بن موسیٰ السلمی

آپ شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے والد ہیں۔اکابر مشائخ سے ہیں۔ابوعبداللہ منازل اور ابوعلی ثقفی سے صحبت رکھتے تھے۔اور حضرت شبلی کی بھی زیارت کی تھی۔

کہتے ہیں: جب عبدالرحمٰن پیدا ہوئے تو آپ کے والد کے پاس جو کچھ تھا وہ بیچ کے صدقہ کر دیا۔ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا ہے آپ نے اس کے لیے کچھ نہیں رکھا۔آپ نے فرمایا: اگر صالح ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا خود مددگار ہے۔اور اگر یہ مفسد ہوگا تو میں اس فساد کے لیے امداد کے طور پر کچھ نہیں چھوڑنا چاہتا۔

آپ ۳۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن یوسف بن محمد الزجاجی

آپ کی کنیت ابواسحٰق تھی۔آپ ابوعمر زجاجی کے والد ہیں۔ابوحفص کے اکابر اصحاب سے تھے۔آپ کا طریقہ ملامتی، اور آپ کا مذہب نفس کی مخالفت تھا۔

ابوعمر زجاجی

آپ کا نام محمد بن ابراہیم تھا۔بعض نے آپ کا نام ابراہیم بتایا ہے۔اصل نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ابوعثمان حیری، حضرت جنید بغدادی، رویم اور خواص سے صحبت رکھتے تھے۔آپ نے تقریباً ساٹھ حج کیے۔ابوعمر نے حضرت جنید کو بتایا: کہ جب میں مکہ میں تھا تو وہاں کتانی اور ابوالحسین اور مزین کبیر وصغیر جیسے مشائخِ وقت جب حلقہ بنا کے بیٹھتے تھے، تو ابوعمر زجاجی ان میں صدر نشین ہوتے تھے۔

آپ ۳۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ موسمِ حج میں آپ کے پاس ایک عجمی آیا، اور اس نے کہا: کہ میں نے

Marfat.com

حج کرلیا ہے۔ مجھے عذاب سے چھٹکارا دلا دو۔ آپ کے دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ چھٹکارا دلا سکتے ہیں۔ آپ سمجھ گئے، کہ انہوں نے اس کے ساتھ مزاح کیا ہے۔ میں اس کی سادگی دیکھ کر زم زم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں جاؤ اور وہاں جا کر دعا کرو: یارب اعطنی البرأت۔ کہ یارب مجھے نجات عطا فرما۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ عجمی ہاتھ میں ایک کاغذ لیے واپس آیا، اور اس پر سبز حروف میں لکھا ہوا تھا کہ یہ فلاں بن فلاں کی آگ سے نجات کا پروانہ ہے۔

ابوالحسن صوفی علی بن حسن بن سہل القوشنجی

ابوعثمان حیری نے آپ کو عالمِ مثال میں دیکھا ہے۔

آپ کی وفات ۳۴۸ھ میں ہوئی۔

آپ نے عہد کیا تھا: کہ جب کبھی مجھے احتلام ہوا تو میں کوئی چیز درویشوں کو دوں گا۔ کیونکہ یہ یا تو غذا میں خلل کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا دوزخ کی آگ کے اندیشے سے۔ مگر ایک بار صحرا میں مجھے احتلام ہو گیا اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر کیکر کے درخت پر لٹکا دی تا کہ کسی درویش کے کام آئے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ حرام سے اپنے ہاتھ کو روکنا تا کہ کراماً کاتبین سے تم مروت کرو۔

فرمایا: کہ توبہ یہ ہے گناہ کے ذکر سے تمہیں لذت نہ ملے۔

جب میں شیخ کے فوت ہونے پہ ہرات آیا تو پھر وہیں رہ گیا۔ ایک دن میں قبرستان سے گذر رہا تھا تو دیکھا ایک قبر پر ایک عورت بیٹھی تھی۔ اور کہہ رہی تھی جانِ مادر یگانہ نادر۔ یعنی ماں کا لختِ جگر بے مثل ہوتا ہے۔ یہ سن کے مجھے وجد ہو گیا۔

آپ کے فوت ہونے کے بعد آپ کے دوستوں نے آپ کے مزار پر خانقاہ قائم کی۔ اور اس کی چھت پر چاروں طرف دروازے رکھے۔ جن میں سے ایک ایک جا کر ان کے پہلو

Marfat.com

میں دفن ہوتے گئے۔

ابو محمد جعفر

آپ کے والد محمد بن نصیر خلدی تھے۔ خلد بغداد کا ایک محلّہ ہے۔ آپ کھجور کے پتوں کی چٹائیاں بناتے تھے۔ جنید بغدادی کے مرید تھے۔ ابراہیم خواص، رویم، نوری، سمنون اور جریری سے صحبت رکھتے تھے۔ شیخ ابو العباس نہاوندی کے پیر تھے۔ آپ کا مزار شونیزیہ میں حضرت سری سقطی اور جنید بغدادی کے قریب ہے۔

آپ ۳۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

آپ نے فرمایا: فتوت اپنے نفس کو حقیر سمجھنا اور مسلمانوں کی حرمت و تعظیم کرنا ہے۔

جعفر بن نصیر الخلدی الخواص کہتے ہیں: کہ میں بیت المقدس میں تھا، دیکھا کہ ایک آدمی سارا دن اپنی عباء پہنے رکھتا تھا۔ اور اچانک ایک دن آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا، تو کیا چاہتا ہے مجھے لسی اور فالودہ دینا، یا یہ کہ تیرے گھر کے سارے چراغ توڑ دوں۔ اور یہ کہہ کر سو گیا۔ اُدھر سے اچانک ایک آدمی تھیلے میں لسی اور فالودہ لے کر آ گیا۔ اور اسے کھانے کے لیے دیا۔ جب وہ سیر ہو گیا تو باقی لسی اور فالودہ دے کے کہا یہ اپنے بچوں جا کر کھلاؤ۔ اور وہ خود جب باہر آیا تو اس سے کسی نے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم، میں تو یہ بوجھ اُٹھا کر لانے والا ہوں۔ میرے بچے چند روز سے لسی اور فالودہ مانگ رہے تھے، مگر آج جب یہ مجھے میسر ہوئے تو اچانک غیب سے آواز آئی کہ یہ فلاں کو جا کے کھلاؤ، اور باقی اُس کے بچوں کو دو۔ یہ اس کے لیے تمہیں دیا گیا ہے۔

ابو بکر بن داؤد دینوری

ملک شام میں رہے اور ابن جلا سے صحبت رکھتے تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ معدہ طعام کی جگہ ہے۔ اگر اس میں حلال ڈالو گے تو بندگی کا نور

Marfat.com

پیدا ہوگا۔اوراگرشبہ والا ڈالو گےتو حق پوشیدہ ہوگا۔اوراگرحرام ڈالو گےتو گناہ پیدا ہوگا۔

آپ نے سوسال زندگی گذاری اور پھر دینور میں ۳۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

بندار بن الحسین

آپ کے والد کا نام محمد بن مہلب شیرازی تھا۔آپ کی کنیت ابوالحسین تھی۔آپ شیراز کے محلّہ باز جان کے رہنے والے تھے۔اورآپ کی قبر بھی وہاں ہی ہے۔شبلی کے شاگرداور جعفر حداد کے صحبت یافتہ تھے۔اورآپ ابوعبداللہ خفیف کے استاد تھے۔

آپ کی وفات ۳۵۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن داؤد القصار الرقی

آپ کی کنیت ابواسحٰق تھی۔جنید بغدادی اور ابوعبداللہ جلا کے معاصر تھے۔لمبی عمر پائی۔آپ کی وفات ۳۲۶ھ میں ہوئی۔

آپ قبلۂ اتقیا اور کعبۂ اصفیا تھے۔

منقول ہے: کہ ایک درویش ایک وادی میں گیا، وہاں شیر سے سامنا ہوگیا شیر کی نگاہ جب آپ کے خرقہ پر پڑی تو اس نے اپنا سر زمین پہ رکھ دیا۔درویش نے جب اپنے لباس پر غور کیا تو اس میں ایک ٹکڑا ابراہیم کے خرقہ کا لگا ہوا تھا۔درویش سمجھ گیا کہ یہ اسی کی برکت ہے۔

فرمایا: جو کچھ تمہیں ملتا ہے وہ کافی ہے۔اور جو اس سے زیادہ طلب کرتا ہے، اس وجہ سے وہ پریشان ہوتا ہے۔

فرمایا: راضی وہ ہے جو سوال نہ کرے۔

فرمایا: جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے اس پہ یقین رکھنا توکل ہے۔

ابوعبداللہ الترغبدی

آپ کا نام محمد بن محمد الحسین تھا۔طوس کے اجلہ مشائخ میں سے تھے۔ابوعثمان حیری

Marfat.com

کے صحبت یافتہ تھے۔

آپ ۳۵۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

فرمایا: ان کو مبارک ہو جن کا مالک کے سوا کوئی وسیلہ نہ ہو۔

فرمایا: جس نے دنیا کے لیے دنیا کو ترک کیا اس نے گویا دنیا جمع کر لی۔

آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو اپنی معرفت سے ایسی چیز عطا کرتا ہے، کہ اگر اتنی مقدار کی بلا نازل ہو تو وہ اس معرفت کی قوت سے اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

فرمایا: خدمت کے معاملے میں امتیاز نہ برتو۔ کیوں کہ جنہیں آپ خدمت میں ممتاز سمجھتے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں۔ پس سب کی خدمت کریں تا کہ مراد حاصل ہو اور مقصد فوت نہ ہو جائے۔

شیخ ابو اسحٰق شامی

اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ ملک شام کے شہر عکہ میں آپ کا مزار ہے۔ آپ شیخ علو ممشاد دینوری کے اصحاب سے تھے۔ اور وہ شیخ ہبیرہ بصری کے اصحاب سے تھے۔ اور وہ حضرت حذیفہ مرعشی کے اصحاب میں سے تھے۔ اور وہ حضرت ابراہیم ادہم کے اصحاب میں سے تھے۔

ابو اسحٰق شامی قصبہ چشت میں پہنچے، وہاں مشائخ چشت کے مقدم خواجہ ابو احمد ابدال کی صحبت میں رہے اور تربیت پائی۔

خانوادۂ چشتیاں: کا آغاز آپ سے ہی ہوتا ہے۔ ہرات میں چشت نام کا ایک گاؤں ہے، چشتیوں کی روش یہ ہے کہ وہ شہروں میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔ اور خلقِ خدا کو حق کی دعوت دیتے ہیں۔ اور دنیا اور اہلِ دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتے ہمیشہ ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ مسکینوں سے صحبت رکھتے ہیں۔ فقراء کو امیروں سے اوپر جگہ دیتے ہیں۔ فقراء کے ہاتھ خود دھلاتے ہیں۔ اور ان کے آگے کھانا اپنے ہاتھ سے رکھتے ہیں۔

ان کا طریقہ دنیا اور اسباب کو ترک کرنا، اور ریاضت میں اجتہاد کرنا اور نفی اثبات کا

Marfat.com

ذکر بالجہر کرنا۔اور ظاہر پرستی کے بجائے اخفا سے کام لینا،اور سماع سننا بغیر لہو ولعب کے۔

خواجہ ابواحمد ابدال چشتی

آپ سلطان فرسنافہ کے بیٹے تھے۔حسنی سادات سے تعلق رکھتے تھے۔اس علاقے کے حاکم تھے۔آپ کی ایک بہن تھی بہت صالحہ۔شیخ ابواسحٰق شامی آپ کے گھر آئے اور کھانا کھایا۔ایک دن ان سے فرمایا: کہ تیرے بھائی کے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔جس کی شان عظیم ہوگی۔ آپ کو چاہیے بھائی کی بیوی کی حفاظت کریں تا کہ ایامِ حمل کے دوران کوئی حرام یا شبہ والی چیز نہ کھائیں۔وہ بوڑھی نیک عورت شیخ کے فرمان کے مطابق خود رسی بانٹتی اور اس سے بھائی کی بیوی کے لیے خوراک مہیا کرتی۔چنانچہ ۲۶۰ھ میں خواجہ ابواحمد پیدا ہوئے۔اور اسی صالحہ خاتون نے اپنے گھر میں ان کی حلال روزی سے تربیت کی۔کبھی کبھی شیخ ابواسحاق آتے اور خواجہ ابواحمد ابدال کو ان کے بچپن میں دیکھنے آتے۔اور فرماتے: کہ مجھے اس بچے سے خوشبو آتی ہے۔کہ اس سے ایک بہت بڑا خاندان ظاہر ہوگا۔جب یہ خواجہ بیس سال کے ہوئے تو اپنے والد کے ہمراہ شکار کے لیے پہاڑ کی طرف گئے۔دورانِ شکار اپنے باپ اور ساتھیوں سے جدا ہوگئے۔اور پہاڑوں کے درمیان ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں رجال اللہ میں سے چالیس لوگ ایک پہاڑ پر کھڑے تھے۔ ان میں شیخ ابواسحٰق شامی بھی تھے۔آپ پر حال طاری ہوا،اور گھوڑے سے اُتر آئے۔اور شیخ کے قدموں میں گرِ پڑے۔پس اپنا گھوڑا اور ساز وسامان جو کچھ بھی پاس تھا وہیں چھوڑا،اور اونی لباس پہن کر ان کے ساتھ روانہ ہوگئے۔آپ کے والد اور اس کے ساتھیوں نے بہت ڈھونڈا مگر کہیں نہ پایا۔چند روز بعد خبر آئی کہ آپ شیخ ابواسحٰق شامی کے ساتھ فلاں جگہ پر ہیں۔آپ کے باپ نے کسی کو بھیجا تا کہ آپ کو لے آئے۔آپ کو بہت نصیحتیں کیں اور بہت کوشش کی مگر آپ اپنی کیفیت سے باہر نہ آسکے۔آخر آپ کے باپ نے آپ کی کرامات دیکھیں تو آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

آپ کی وفات ۳۵۵ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

علی بن بندار

آپ کے والد کا نام حسین الصوفی الصیر فی النیشاپوری تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ نیشاپور میں عثمان حیری اور محفوظ سے صحبت حاصل کی۔ اور سمرقند میں محمد فضل بلخی اور بلخ میں محمد حامد اور جرجان میں علی جرجانی اور ری میں یوسف بن الحسین سے صحبت کی۔ اور بغداد میں حضرت جنید بغدادی، رویم، سمنون، ابنِ عطا اور جریری سے صحبت کی۔ اور شام میں طاہر مقدسی، ابن جلاء، ابوعمرو دمشقی اور مصر میں ابوبکر مصری اور ابوبکر دقاق اور ابوعلی رودباری سے صحبت کی۔ اور دنیا کے مشائخ کی زیارت کی۔

آپ ۳۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر الدقی

آپ کا نام محمد بن داؤد ہے۔ دمشق کے رہنے والے تھے۔ کہتے ہیں: کہ اصل دینوری تھے، اور ملک شام میں مقیم رہے۔ ابوعلی رودباری کے معاصر تھے۔ زقاق کبیر کے شاگرد تھے۔ حضرت جنید بغدادی کو بھی دیکھا۔ ابوبکر مصری کے ساتھ صحبت کی۔

ایک سو بیس سال کی عمر میں ۳۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر شبہی

آپ کا نام محمد بن جعفر الشبہی ہے۔ اپنے عہد کے جواں مرد مشائخ میں سے تھے۔ نیشاپور میں شیخ ابوعثمان حیری سے صحبت یافتہ تھے۔

۳۶۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔

ابوبکر مفید

آپ کا نام محمد بن احمد بن ابراہیم ہے۔ شہر جرجرآباد کے بزرگ امام تھے۔ حضرت جنید بغدادی اور یوسف بن الحسین کی زیارت کی۔ اور ابوعثمان حیری کے صحبت یافتہ تھے۔

Marfat.com

لمبی عمر گذار کے ۳۶۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعمر واسماعیل بن نجید

آپ کے والد کا نام احمد السلمی تھا۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن السلمی آپ کے جدِ مادری ہیں۔ ابوعثمان حیری کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ حضرت جنید بغدادی کی زیارت کی۔

۳۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ المقری

آپ کا نام محمد بن احمد ہے۔ یوسفِ بن الحسین، عبداللہ خراز رازی، مظفر کرمانشاہی اور ابن عطا جریری کے صحبت یافتہ تھے۔

آپ ۳۶۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابومحمد الراسبی

آپ کا نام عبداللہ بن محمد الراسبی ہے۔ حضرت جنید بغدادی کی زیارت کی، اور ان کے مرید ابن عطاء اور جریری کے صحبت یافتہ تھے۔

۳۶۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر قطیعی

بغداد کے حافظ اور امام تھے۔ اور حدیث میں عبداللہ بن احمد بن حنبل کے شاگرد تھے۔ حضرت جنید بغدادی کی زیارت کی۔

آپ کی وفات ۳۶۸ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن ثابت

آپ کی کنیت ابواسحٰق تھی۔ حضرت جنید بغدادی کے صحبت یافتہ تھے۔ آپ سے شیخ ابو

Marfat.com

محمد جعفر بن محمد نصیر الخلدی اوران سے شیخ ابوالحسن اوران سے بنان بن محمد الحمال سے فیض پایا۔اور ابوالحسن کے استاد تھے۔

آپ کی وفات ۳۶۹ھ میں ہوئی۔

شیخ عبداللہ رودباری

آپ کا نام احمد بن عطا ہے۔شام کے شیخ تھے۔صور شہر میں رہائش اختیار کی۔یہ شہر دریائے شام کے کنارے پر ہے۔آپ کی قبر بھی وہیں تھیں۔مگر اب دریا میں ہے۔

آپ ۳۶۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوسہل صعلوکی

آپ کا نام محمد بن سلیمان الصعلوکی فقیر تھا۔آپ علومِ شریعت میں امامِ وقت تھے۔ اور یگانۂ روزگار تھے۔شبلی، مرتعش اور ابوعلی ثقفی کی صحبت میں رہے۔

شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں: کہ آپ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اہلِ حق کے لیے مستحب ہے۔اہلِ علم کے لیے مباح ہے۔اور فاسق وفاجر کے لیے ناجائز ہے۔

۳۶۹ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئے۔

حسن بن حمزہ بن علی المعروف مرعشی

آپ کا نام حسن بن حمزہ بن علی بن عبداللہ بن محمد بن الحسن الملقب بالسلیق بن حسین الاصغر ہے۔آپ طبرستان میں رہتے تھے۔اور مرعشی مشہور تھے۔اپنے عہد کے بزرگ فقہا میں سے تھے۔آپ بغداد آئے اور وہاں ۳۵۸ھ میں فوت ہو گئے۔

ابوبکر فالیز بان

آپ بخارا کے بزرگوں سے ہیں۔حضرت جنید بغدادی کی زیارت کی۔لمبی عمر پائی۔

Marfat.com

شیخ عمو نے آپ کو (۳۷۰ھ) میں دیکھا۔ سالِ وفات معلوم نہیں۔

ابوالحسن الحصری

آپ کا نام علی بن ابراہیم بن علی بصری تھا۔ آپ بغداد میں رہتے تھے۔ حضرت شبلی کے مرید تھے۔

۳۷۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالقاسم نصر آبادی

آپ کا نام ابراہیم بن محمد بن محمویہ تھا۔ نیشاپوری تھے۔ ابراہیم شیبان کے مرید تھے۔ شبلی اور واسطی کی زیارت کی۔ ابوعلی رودباری، مرتعش اور ابوبکر طاہرابہری سے صحبت رکھتے تھے۔

آپ ۳۷۲ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ اسماعیل نصر آبادی

آپ شیخ ابوالقاسم نصر آبادی کے بڑے فرزند تھے۔

ابوعثمان مغربی

آپ کا نام سعید بن سلام المغربی ہے۔ ابوالحسن صایغ دینوری کے شاگرد ہیں۔ قیروان مغرب کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔

آپ نے فرمایا: اس راستے پر آنے کی ابتداء یوں ہوئی، کہ میرے پاس ایک گھڑا اور ایک کتا تھا۔ اور ایک جزیرے میں ہمیشہ شکار کرتا تھا۔ اور لکڑی کا پیالہ میرے پاس ہوتا تھا۔ جس میں دودھ پیتا تھا۔ ایک روز میں نے چاہا کہ اس پیالے میں دودھ پیوں۔ ایک کتا بہت بھونکا اور مجھ پہ حملہ کر دیا۔ جب تیسری بار پینے لگا تو اس نے پیالے میں سر ڈالا اور دودھ پی گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد مَر گیا۔ اس نے کسی سانپ کو دیکھا تھا۔ جس نے اس پیالے میں منہ ڈالا تھا۔ چنانچہ اس نے خود کو مجھ پہ قربان کر دیا۔ اس کا یہ عمل دیکھ کر میں نے توبہ کی۔ اور راہِ فقر پر چل نکلا۔

Marfat.com

ابوالحسین کوشانی کہتے ہیں: کہ مجھے ابوعثمان نے بتایا تھا کہ جس روز میں فوت ہوں گا فرشتے خاک اُڑائیں گے۔ چنانچہ ان کی وفات پر اتنا گردوغبار تھا، کہ جنازے میں شامل لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آپ کئی سال تک مکہ کے مجاور رہے۔ آپ کو سید الوقت کہا گیا۔ مشائخ میں منفرد زندگی گذاری۔ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں نیشاپور آ گئے۔ اور وہیں ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کی قبر نیشاپور میں ابوعثمان حیری کے پہلو میں ہے۔

ابوبکر الطرطوسی الحرمی

آپ کا نام علی بن احمد بن محمد تھا۔ آپ کا لقب طاؤس الحرمین تھا۔ ابوالحسین مالکی کے شاگرد تھے۔ ابراہیم شیبان کرمانشاہی سے صحبت اور نسبت رکھتے تھے۔

۳۷۴ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالواحد بن علی سیاری

ابوالعباس سیاری کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ مروشہر میں اپنی سرائے کو صوفیوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔

۳۵۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالقاسم المقری

آپ کا نام جعفر بن احمد بن محمد امقری تھا۔ ابوعبداللہ مقری کے بھائی تھے۔ ابن عطا، جریری، ابوبکر ابن ابی سعدان، ابوبکر ممشاد اور ابوعلی رودباری سے صحبت سے رکھتے تھے۔

۳۷۸ھ میں وفات پائی۔

ابوالقاسم رازی

آپ کا نام جعفر بن احمد بن محمد تھا۔ نیشاپور میں رہائش تھی۔ ابن عطا، محمد بن ابی الحواری اور ابوعلی رودباری سے صحبت رکھتے تھے۔

Marfat.com

۳۷۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

جعفر بن امام عاشر علی النقی

آپ کا لقب جعفر ثانی تھا۔آپ کی ولادت ۲۵۱ھ میں ہوئی۔اور ایک سو بیس سال نو ماہ کی عمر میں ۳۷۴ھ میں فوت ہوئے۔آپ کے ایک سو نو فرزند تھے۔اور ایک دوسری روایت میں ہے، ایک سو بیس فرزند تھے۔ان میں سے دو مندرجہ ذیل ہی۔

۱۔سید عبداللہ:۔الملقب بہ علی اصغر۔ بخارا کے سادات ان کی نسل سے ہیں۔سید جلال بخاری ساکن اوچ ان کی اولاد سے ہیں۔اور ٹھٹھہ (سندھ) کے محلّہ مغل وارہ میں مشہدی سادات کے جدِ اعلیٰ سید احمد ولد عابد اور ٹھٹھہ کے انجوی سادات، سید محمد انجوی کی اولاد آپ سے منسوب ہیں۔

۲۔سید اسماعیل ولد سید جعفر ثانی:۔بہکر (نزد سکھر) کے سادات میں اولاد سید محمد مکی اسی نسل ہیں۔

متنبّی

یہ معروف شعراء میں سے تھے۔اور سریع الاجابت تھے۔ایک راستے سے گذرے تو وہاں ایک بیمار کتا سویا ہوا تھا۔سعبویہ کا بھائی نفطویہ جنہوں نے چالیس سال علمِ نحو حاصل کرنے میں بڑی محنت کی وہ کہنے لگا: کہ اگر متنبّی یہ ہے تو اس سے یہ کتا بہتر ہے۔آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے تو اس نے بتایا نفطویہ۔آپ نے کہا احرق اللہ۔اللہ تمہیں جلائے۔اتفاقاً اس دن شبِ برات تھی۔اور نوجوان آپس میں آتش بازی کر رہے تھے۔نفطویہ اس راہ سے گذرے تو آگ نے پکڑ لیا۔اور جل کر راکھ ہو گئے۔

ابن رشیق اپنی کتاب عمدہ میں لکھتے ہیں: کہ آپ چوروں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے اپنے بیٹے اور غلام مفلح کے ساتھ ۳۴۵ھ میں قتل ہوئے۔

ابوالخیر حبشی

آپ کا نام اقبال تھا۔آپ کا لقب طاؤس الحرم تھا۔خواجگانِ جرجان کے غلام تھے۔

Marfat.com

مگر آپ کے مالک نے آپ کو آزاد کر دیا تھا۔ ساٹھ سال مکہ اور مدینہ کی مجاورت کی۔ شیخ عمو و شیخ عباس آپ کے دیدار پر فخر کرتے تھے۔

آپ ۳۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابو بکر بن محمد بن عبداللہ

وہ اپنے وقت کے زاہد ترین شخص تھے۔ امام شافعی کی فقہ کے مطابق زندگی گذاری۔ بخارا کے ایک محلّہ کلاباد میں ۳۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم آجری کبیر

حضرت جنید فرماتے ہیں: کہ میں نے عبدون زجاج سے سنا کہ ابراہیم آجری نے مجھے کہا، کہ ایک گھڑی اللہ کی طرف رجوع کرنا ان سب چیزوں سے بہتر ہے، جنہیں سورج روشن کرتا ہے۔

ابو بکر سوسی

آپ کا نام محمد بن ابراہیم تھا۔ شام کے صوفی تھے۔ شہر رملہ میں شیخ عمو اور احمد کوفی نے آپ کو دیکھا تھا۔

۳۸۶ھ میں دمشق میں فوت ہوئے۔

ابو بکر بن محمد ابوالحسن بن محمد مزین

آپ کا نام علی بن محمد تھا۔ اہلِ بغداد میں سے تھے۔ حضرت جنید بغدادی اور آپ کی طرح کے دیگر مشائخ کی صحبت میں رہے۔

آپ کا وصال ۳۸۸ھ میں ہوا۔

ابو طالب محمد بن علی بن عطیۃ الحارثی المکی

Marfat.com

آپ کی تصنیف قوت القلوب معروف ہے۔ جو تصوف کے دقیق علوم پر لکھی گئی ہے۔
تصوف میں آپ کی نسبت شیخ عارف ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ احمد بن سالم بصری سے ہے۔ اور شیخ ابوالحسن کی نسبت اپنے باپ ابوعبداللہ احمد بن سالم سے ہے۔ اوران کی نسبت اپنے باپ سہل بن عبداللہ تستری سے ہے۔ قدس اللہ ارواحہم۔

آپ مکہ میں ۳۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسین محمد

آپ کے والد کا نام احمد بن اسمعیل بن سمنون ہے۔ آپ کا لقب ناطق الحکمۃ تھا۔
آپ بغداد کے مشائخ سے تھے۔

آپ کا سالِ وفات ۳۸۷ھ ہے۔

ابویعقوب میدانی

آپ نصیبین کے مشائخ سے تھے۔ شبلی بغداد سے مصر آئے۔ میدانی ابھی نئے نئے اس راستے میں آئے تھے۔ شبلی کا استقبال کیا۔ شبلی نے آپ کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اور کہا کہ اللہ تمہیں اپنے لیے پسند کرے۔ آپ کے ہر مُو کی زبان سے آمین نکلا۔

ابوصالح المزین

ابن عطاء سے صحبت رکھتے تھے۔ سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں: کہ میں نے آپ کو حرم میں دیکھا، اور آپ کی صحبت میں بیٹھنا چاہا۔ آپ نے فرمایا: اے سہل اگر ابوصالح کل مر جائے تو پھر کس کے پاس بیٹھے گا۔ میں نے کہا معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر ابھی یہی سمجھ (کہ میں نہیں ہوں) اور نظر سے غائب ہو گئے۔

ابراہیم آجری صغیر

آپ کی کنیت ابواسحٰق تھی۔ ابومحمد جریری اور ابواحمد مغازلی نے آپ کو دیکھا۔ کہتے

Marfat.com

ہیں: کہ ایک یہودی آپ کے پاس آیا، اور تقاضا کیا کہ کوئی ایسی چیز دکھاؤ کہ میں ایمان لے آؤں۔ آپ نے اس کی چادر پکڑی اور اپنی چادر میں لپیٹ کر آگ میں پھینک دی۔ اور خود پیچھے ہٹ کے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اپنی چادر صحیح سلامت نکال لی۔ یہودی کی چادر جل کر راکھ ہو گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر یہودی ایمان لے آیا۔

محمد بن خالد آجری

آپ بزرگ مشائخ میں سے تھے۔ جعفر خلدی نے آپ سے بہت حکایات بیان کی ہیں۔

ابو جعفر المجذوم

ابوالعباس عطا کے ہم عصر تھے۔ آپ اپنے دور کے غوث تھے۔ مگر اپنے آپ کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ ابوالحسین دراج نے آپ کو قادسیہ کی مسجد میں دیکھا۔

ابو بکر ارموی

آپ کا نام حسین بن علی بن یزدان یار ہے۔ تصوف میں آپ کا طریقہ ایسا تھا جو آپ ہی سے مخصوص ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ حضرت شبلی جیسے بعض مشائخ نے آپ کا انکار کیا ہے۔

ابو جعفر معاذ مصری

آپ ابوالحسن سیروانی کہیں، کے استاد ہیں۔ وہ کہتے ہیں: کہ ابو جعفر حداد مصری اور ابن برقی دونوں مصر میں تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تصوف کیا ہے؟ دونوں نے بتایا کہ اسی کا اثر ہے جو زمین پہ کبھی آشکار ہوتا ہے، اور کبھی پنہاں۔

ابو طالب خمیمی

ابوعثمان مغربی کہتے ہیں: کہ میں نے ابوطالب کو دیکھا آپ پرندوں سے باتیں کرتے تھے۔ نیز وہ کہتے ہیں: کہ میں ابوطالب کے ساتھ سفر میں تھا کہ راستے میں درندوں سے

Marfat.com

بڑا خوف پیدا ہوا۔اور درندے بہت زیادہ تھے۔میں نے کہا ہمیں تیزی سے یہاں سے گذر جانا چاہیے،مگر آپ نے وہاں قیام کرلیا۔اور سو گئے۔مگر مجھے خوف سے نیند نہیں آئی۔مجھے آپ نے پوچھا کہ آپ کیوں نہیں سوئے۔تو میں نے کہا جنگلی درندوں کے خوف سے نیند نہیں آئی۔آپ نے فرمایا جسے اللہ کا خوف ہو وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔

ابوبکر موازینی

آپ مصر میں تھے۔شیخ سیروانی کے مرشد تھے۔وہ کہتے ہیں: کہ میں نے ابن خباز سے سنا کہ میں عیدالاضحیٰ کے روز حمیرہ کے نزدیک تھا۔میں نے ایک درویش کو دیکھا جو ہاتھ میں کوزہ لیے کھڑا تھا۔اور کہہ رہا تھا: اے میرے مالک لوگ قربانی کر کے آپ کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔لیکن میرے پاس میری جان کے سوا کچھ نہیں ہے۔پھر ایک گہری آہ بھری اور فوت ہو گئے۔

ابوبکر مغازلی

آپ مصر میں سیروانی کے پیرومرشد تھے۔وہ کہتے ہیں: میں نے چاہا کہ ابوالحسن مزین کو آزماؤں۔میں ان کی سرائے کے دروازے پہ گیا۔اور کہا اے گھر والو! مجھے خیرات دو۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا اسے کوئی چیز دیں۔اگر یہ اللہ کو پہچانتا ہوتا تو میری آزمائش کرنے نہ آتا۔چنانچہ جب میں نے یہ الفاظ سنے تو ان کو چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

ابوالحسین السیروانی کبیر

آپ کا نام علی بن محمد تھا۔ابوالحسین سیروانی صغیر کے استاد تھے۔سیروان مغرب کے رہنے والے تھے۔مگر دمیاط میں آ کر آباد ہو گئے۔خواص سے آپ نے وصیت طلب کی۔انہوں نے فرمایا: فقراء کی صحبت اختیار کرو کیونکہ اسی میں بھلائی ہے۔

ابوالحسین سیروانی صغیر

Marfat.com

آپ کا نام علی بن جعفر بن داؤد تھا۔ سیروان مغرب کے رہنے والے تھے، سیروانی کبیر کے شاگرد تھے۔ خواص کے صحبت یافتہ تھے۔ مصر میں رہے۔ مکہ میں مجاورت کی اور وہیں فوت ہوئے۔

ابوبکر موازینی، حضرت جنید بغدادی، شبلی، ابوالخیر تینانی، کتانی، ابوعلی کاتب اور ابوبکر مصری وغیرہ سے ملاقاتیں کیں۔ آپ کی عمر ایک سو چوبیس سال تھی۔ آخر عمر میں کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر جب مؤذن اقامت کہتا تو ایک بار پاؤں پہ کھڑے ہوتے۔ اور نماز کے بعد پھر بیٹھ جاتے۔ سماع کے وقت بھی ایسا ہی کرتے۔

ابوالحسن سیوطی

سہل تستری کے مصاحب ہارون نے آپ کو دیکھا تھا۔ ابوعلی رودباری کہتے ہیں: کہ ابوالحسن سیوطی کی طرح دوستوں پہ لطف و مہربانی کرنے والا کوئی نہ تھا۔ ایک بار بیابان میں سفر کرتے ہوئے جب بھوک لگی، تو کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اور نہ ہی کہیں کسی طرف آبادی کا کوئی نام و نشان تھا۔ ان حالات میں آپ نے بھیڑیئے کی آواز نکالی، دوسری طرف سے کہیں کتے کی آواز آئی۔ آپ اسی آواز کی طرف گئے اور اپنے دوستوں کے لیے کھانے کی کچھ چیزیں لے کے آ گئے۔

ابوعلی کاتب

آپ مصر کے کبار مشائخ سے تھے۔ ابوبکر مصری اور ابوعلی رودباری سے صحبت رکھتے تھے۔ اور ابوعلی مشتولی کے پیر ہیں۔ ابوعثمان مغربی نے آپ کو بزرگ کہا ہے۔ اور رودباری آپ کی بزرگی اور تمام علوم پر دسترس ہونے کے باعث آپ کے معترف تھے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو مجھے خواب میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی۔ میں آپ سے اس کا حل پوچھتا۔

Marfat.com

حمزہ بن عبداللہ العلوی الحسنی

آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ آپ ابوالخیر تیناتی کے شاگرد تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ صوفی کو سفر و حضر میں ایک ہی حال میں ایک جیسا ہی ہونا چاہیے۔ یعنی ہر حال میں اپنے اوصاف کو قائم رکھے، یعنی اگر پورا سال بیابان میں گھومے تو اگلے سال زمین پہ اپنی پُشت نہ رکھے۔

خود ساختہ علوی کہلانے والے علویوں میں سے ایک شخص شیخ الاسلام انصاری کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میرا باپ مجھے پانچ سال تک ہر روز اپنے پیر ابوزید کے پاس بھیجتا رہا۔ جو مرو کے صوفیوں میں سے تھے۔ اس سے مجھے ایک فائدہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تک اپنے آپ کو علوی بنانے اور تفاخرِ نسبی سے پوری طرح باز نہیں آؤ گے تصوف کی بو بھی نہیں سونگھ سکتے۔

ابوالعباس باوردی

آپ بزرگ تھے۔ شبلی کو دیکھا۔ نیشاپور میں رہتے تھے۔ شیخ ابوبکر طمستانی بھی نیشاپور میں رہنے والے تھے۔ دونوں نے شبلی کو دیکھا۔ اور کہتے تھے کہ، شبلی صاحبِ حال تھے۔ توحید کا ذرہ نہیں رکھتے تھے۔

شیخ الاسلام انصاری نے کہا کہ ایسا ہی ہے۔ جیسا انہوں نے کہا۔ شبلی توحید میں مدعیانہ بات کرتے تھے نہ کہ متمکنانہ۔

ابوالعباس بردعی

آپ کا نام احمد بن محمد بن ہارون بردعی صوفی تھا۔ کہتے ہیں: کہ مرتعش نے کہا کہ جس کا دیدار تمہیں نفع نہ دے اس کی باتیں بھی نفع نہیں دیں گی۔ اور نیز آپ نے فرمایا: کہ ابو طاہر ابہری نے کہا اس کا کلام اصلاح نہیں کر سکتا جس کی خاموشی خوف کا باعث نہ ہو۔

ابوعلی خیران

Marfat.com

آپ کا نام حسن بن صالح بن خیران ہے۔ شافعی مسلک کے فقیہ تھے۔ مگر فقہ اور تقویٰ کے جامع تھے۔ آپ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا۔ مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ مقتدر باللہ عباسی جو شہر کا حاکم تھا، اس نے اپنے وزیر علی بن عیسیٰ سے کہا کہ شیخ ابوعلی خیران کو لاؤ کہ وہ قاضی کا عہدہ قبول کریں۔ مگر آپ نے ہرگز قبول نہ کیا۔

ابوعبداللہ حضرمی

مرتعش کہتے ہیں: کہ میں نے آپ سے تصوف۔ کے بارے میں سوال کیا، مگر بیس سال ہوگئے انہوں نے بات چیت بند کر رکھی تھی۔ انہوں نے قرآن سے جواب دیا:

۱۔ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُو اللّٰهَ عَلَيْهِ (سورۃ الاحزاب: ۲۳)

ترجمہ:۔ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔

میں نے پوچھا کہ ان کی صفت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا

۲۔ طَرْفُهُمْ وَ اَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ (سورہ ابراہیم: ۴۳)

ترجمہ:۔ اور ان کے دل دہشت سے اُڑے جا رہے ہوں گے۔

میں نے پوچھا ان کی جگہ کون سی ہے۔ آپ نے فرمایا

۳۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ (سورۃ القمر: ۵۵)

ترجمہ:۔ بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے۔

میں نے عرض کیا مزید بتایئے۔ آپ نے فرمایا

۴۔ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل: ۳۶)

ترجمہ:۔ ان سب کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔

ابوبکر رازی بجلی

آپ کا نام محمد بن عبداللہ تھا۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ عبدالرحمٰن سلمی کے استاد

Marfat.com

تھے۔اورابوبکر بے کندی کے شاگرد تھے۔

آپ نہایت متقی مجتہد مرد تھے۔ کہتے ہیں: کہ مشائخ میں آپ سے زیادہ گریہ و زاری کرنے والا کوئی نہ تھا۔ جو مرید اور مبتدی آپ کو دیکھتا، وہ آپ کا ہی ہو کے رہ جاتا۔ ابتدائے کار میں آپ نے مکہ کا سفر کیا، اور مشائخ صوفیاء سے ملے۔ وہاں ایک سال مجاورت کی۔آپ نے فرمایا کہ مکہ میں وقت مجھ پر بہت تنگ ہو گیا تو میں یمن چلا گیا۔وہاں کسی نے مجھے ایک دینار ہدیہ کیا۔میرا لباس پھٹ چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ نیا لباس خریدوں اور واپس مکہ چلا جاؤں۔مگر میں نے دینار کو دو پتھروں کے درمیان دفن کر کے اوپر ایک علامت لگا دی۔اور مکہ چلا آیا۔طواف کے بعد میں نے ابوعمرز جاجی کو دیکھا تو ان سے مسئلہ پوچھا۔انہوں نے کہا، کہ جاؤ جو دینار دفن کر کے آئے ہو وہ نکالو اور اپنے آپ پر خرچ کرو۔اور پھر اس سے جواب سنو۔چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور جواب سنا۔

ابوبکر شکیر

نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ وقت کے بڑے اور صاف دل تھے۔آپ خواجہ سہل صعلوکی کے عزیزوں میں سے تھے۔ایک روز خواجہ سہل نے آپ کو دیکھا، اور کہا اے میرے عزیز میرے پاس کیوں نہیں آیا۔آپ نے کہا کہ میں آیا تو تھا مگر آپ نے مجھے دیکھا ہی نہیں۔ گویا تکبر کیا۔ میں درویش ہوں مگر میں اپنی ذلت نہیں دیکھ سکتا۔آپ نے کہا اب آؤ میں تمہیں ملوں گا۔ جب ایک دفعہ دوبار خواجہ سہل کے پاس گئے۔تو انہوں نے استقبال کیا۔مگر جب واپس آنے لگے تو وہ پھر نہ اُٹھے۔لہٰذا پھر وہ دوبارہ ان کے پاس کبھی نہ گئے۔

ابوبکر قصری

آپ قصر ہبیرہ کے رہنے والے تھے۔لیکن شیراز میں مقیم ہو گئے۔آپ محقق بزرگ تھے۔اہلِ غیب کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

Marfat.com

شیخ عبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ ایک دن قصری نے مجھے کہا کہ اُٹھو صحرا میں چلتے ہیں۔ جب ہم جارہے تھے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جو بازار کی چھت پہ نرد بازی کر رہے تھے۔ شیخ ابوبکر ان کے ساتھ بیٹھ گئے، اور ان کی کھیل میں شامل ہو گئے۔ مجھے شرمندگی ہوئی کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ جب وہاں سے چلے تو دیکھا کہ کچھ لوگ شطرنج کھیل رہے ہیں، ان کی طرف گئے، اور ان کے کھیل والی اشیاء کو درہم برہم کر دیا۔ ان میں سے دو لوگ اُٹھے اور انہوں نے خنجر نکال لیے۔ قصری نے مجھے بھی خنجر دیا، کہ میں اپنا تحفظ کروں۔ انہوں نے شکوہ کیا کہ ہمارا کھیل کیوں خراب کیا۔ مگر ہم وہاں سے چلے آئے۔ میں نے اُسے پوچھا کہ پہلے کھیلنے والوں سے اس طرح فراخ قلبی اور ان لوگوں سے اتنا بُرا سلوک اس کی وجہ کیا ہے۔

فرمایا: کہ اس وقت میں لدنی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اور کوئی فرق نہ دیکھا۔ مگر یہاں میں نے علمی نظر سے دیکھا ہے۔ اور دیکھا کہ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

ابوبکر بن ابی سعدان

آپ کا نام احمد بن محمد بن ابی سعدان تھا۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ حضرت جنید بغدادی کے اصحاب میں سے تھے۔ اور رودباری کے معاصر تھے۔ اپنے وقت کے مشائخ سے اس گروہ کے علوم سے عالم تر تھے۔

ابوالحسن صدیق اور ابوالعباس فرغانی کہتے ہیں: کہ اس زمانے میں اس گروہ میں ان دو لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ۱۔ مصر میں ابوعلی رودباری ۲۔ اور عراق میں ابوبکر بن ابی سعدان۔ مگر ابوعلی سے زیادہ ابوبکر علم والے تھے۔ رویم اور عبداللہ خفیف سے بھی ملے۔

ابوالعباس ارزیزی

ابوالحسین عبادانی کہتے ہیں: کہ میں اور بصرہ سے ایک درویش کشتی میں بیٹھے تھے۔ میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ ایک کونے میں سر جھکائے بیٹھا ہے۔ وقت پر نماز ادا کرتا، اور

Marfat.com

پھر ویسے ہی بیٹھ جاتا۔ میں نے اس سے کہا ہم آپ کے دوستوں سے ہیں۔ اگر کوئی کام ہے تو ہمیں بتاؤ۔ اُس نے کہا کہ میں کل ظہر کے وقت دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میرے لباس سے کوئی چیز ملاح کو دیر، تا کہ وہ کشتی کنارے پر لے چلے۔ وہاں فلاں درخت کے نیچے تجہیز و تکفین کا سارا سامان موجود ہے۔ وہاں مجھے دفن کر دینا۔ اور کہا حُلہ شہر کے ایک جوان کو میرا مرقع دے دینا اور اس جوان کی نشانی بھی بتائی۔ چنانچہ اس نے جیسا کہا تھا ہم نے ویسا ہی دیکھا۔ اور ویسا ہی کیا۔ پھر ہم حُلہ کی طرف چل پڑے۔ وہاں ہمیں وہ نوجوان ملا جس کی نشانی درویش نے بتائی تھی ۔ہم نے اس کی امانت مرقع اسے دی۔ اور اس سے پوچھا خدا کے لیے یہ بتاؤ کہ وہ درویش کون تھا ،تو کون ہے، یہ قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا وہ ایک درویش تھا۔ اس کے پاس یہ ایک میراث تھی۔ اس نے اس کا وارث طلب کیا۔ اُسے وارث کے طور پر مجھے دکھایا گیا۔ یہ کہہ کر اس نے مرقع پہنا اور اپنا ساماں ہمیں دے کر کہا کہ آپ ٹھہریں اور وہ نظر سے غائب ہو گیا۔ ہم حلہ کی مسجد میں ٹھہر گئے۔ چونکہ ہمیں کوئی ھدیہ یا نذرانہ نہ ملا اس لیے ہم دو روز کوئی چیز نہ کھا سکے۔ اس جوان کے لباس میں سے ایک چادر ہم نے بازار بھیجی تا کہ بیچ کر کھانا کھائیں۔ اس شہر کے حاکم کے لوگوں نے وہ چادر دیکھ کر اسے حلہ کے حاکم کے پاس لے گئے۔ لباس دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ تو میرے بیٹے کا لباس ہے۔ اور وہ تین روز سے غائب ہے، اس کا پتہ نشانی بتاؤ۔ ہم نے اسے سارا واقعہ سنایا، اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور کہا الحمد للہ میرے صلب میں بھی کوئی اس جیسا پیدا ہوا ہے۔

ابوالفضل جعفر الجعدی

شیخ ابوعبداللہ خفیف فرماتے ہیں: کہ کسی نے جعفر جعدی کو بتایا کہ ابوعمرو اصطخری نے بتایا کہ وہ غسل کر رہے تھے کہ ان کا تہبند کھل گیا، دیکھا کہ پیچھے سے دو ہاتھ نمودار ہوئے اور انہوں نے ازار بند محکم کر کے باندھ دیا۔ جعفر جعدی اُٹھے اور اصطخر چلے گئے۔ اور ابوعمرو کے گھر پہنچے اور ان کے پاؤں پکڑ لیے۔ ابوعمر کے اصحاب پکڑنے کے لیے اُٹھے، تو انہوں نے فرمایا: انہیں چھوڑ دیں، ان کا غصہ اللہ کے لیے ہے، یہ بارہ فرسنگ پیدل سفر کر کے آئے ہیں۔ اور ابوعمرو معذرت پہ

Marfat.com

اتر آئے ،اور معذرت خواہانہ انداز میں اپنے بیان کی تاویل کرنے لگے کہ میں نے یوں نہیں کہا، یوں کہا ہے،اور اپنے اصحاب سے کہا کہ ان کی بہترین خدمت کریں۔

عبدالعزیز بحرانی

سردیوں کے موسم میں سخت سردی میں آپ شیراز آئے۔ جو فتوح (نذرانہ/تحفہ) آپ کے پاس آتا، وہ ایثار کر دیتے۔ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ مجھے عبدالعزیز بحرانی نے کہا، مجھے اس شہر سے باہر چھوڑ آؤ۔ میں نے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ کہا کہ ناحیۂ بحر کی طرف جاؤں گا۔ میں ان کے پیچھے چل پڑا۔ابوالخیر مالکی اپنے خچر پہ سوار، اس دروازے پہ آ ملے، جہاں سے راستہ بحران کی جانب جاتا تھا۔ان کے پاس کھانے کا سامان تھا۔ وہ کھڑے ہوئے اور ہمیں کہا کہ مہربانی کر کے اس میں سے کچھ کھائیں، جب ہم کھا چکے تو بحرانی اٹھے اور اپنا مصلیٰ کندھے پر رکھ کر چل پڑے۔ابوالخیر مالکی نے کہا، کاش اس کھانے میں سے کچھ آپ ساتھ رکھ لیں۔آپ نے فرمایا میرا باورچی خانہ آگے پہنچ چکا ہے۔ابوالخیر نے عرض کیا کہ میں اس طعام کا کیا کروں، آپ نے فرمایا کتوں کے آگے ڈال دو۔

ابوالحسین حکیمی

آپ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت جنید بغدادی سے سنا، کہ ایک روز میں سری سقطی کی مجلس میں آیا، وہاں کافی لوگ تھے، میں سب سے چھوٹا تھا۔مجلس میں یہ موضوع چھڑ گیا کہ نیند کیسے کم ہو سکتی ہے۔ایک بولے کہ کم کھانے سے دوسرے نہ کہا کہ بھوک سے۔

میں نے عرض کیا کہ اپنے دل کو اللہ کی طرف ایسے راغب کرو کہ نفس پر غالب آ جائے۔ حضرت سری سقطی نے فرمایا بیٹے تم نے درست کہا ہے۔اور مجھے اپنے نزدیک بٹھا لیا۔ اس روز سے جہاں بھی ملتے ہیں، مجھے مقدم رکھتے ہیں۔

موسیٰ بن عمران جیرفتی

Marfat.com

جیرفت میں رہنے والے بزرگ تھے، شیخ عبداللہ انطاقی کے پیر تھے۔ شیخ عبداللہ خفیف آپ سے کچھ ناراض تھے۔ آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ شیراز میں میرے ایک ہزار مرید ہیں۔ اگر ان سے ہر ایک سے ایک ہزار دینار مانگوں تو ایک رات میں کوئی حاجت مند نہ رہے۔ موسیٰ بن عمران نے جواب دیا کہ جیرفت شہر میں میرا ایک ہزار دشمن ہے۔ اگر ان میں ہر ایک مجھ پہ ہاتھ اٹھائے تو ایک رات میں مجھے کوئی فرصت نہ رہے۔

ابوعبداللہ مانک

ارغان فارس کے رہنے والے تھے۔ آپ کا نام احمد بن ابراہیم مانک ہے۔ آپ بندار ارغانی کے شاگرد تھے۔ شبلی کی زیارت کی۔ آپ کی عمر ایک سو نو سال تھی۔ جب آپ بات کرتے تو دو آدمی آپ کا منہ صاف کرتے تھے، کیونکہ آپ کے منہ میں دانت نہیں تھے۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ میرے پیر شیخ ابونصر قبانی نے ابوعبداللہ مانک کو دیکھا تھا۔ شیخ شبلی نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ ''حق''۔ جنید بھی تھے، اور اب عبداللہ مانک بھی موجود تھے۔ فرمایا کہ غیبت حرام ہے۔

ابوعبداللہ دونی

دون میں رہتے تھے۔ طبیعت میں ہیجانی کیفیت تھی۔

شیخ الاسلام نے خرقانی سے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں: کہ میں نے دونی کے ایک شاگرد سے سنا، اس نے کہا کہ ہمارے شیخ مست تھے۔ اور مست ہی فوت ہوئے۔ ابوعبداللہ دونی سے کسی نے پوچھا فقر کیا ہے۔ فرمایا کہ وہی اسم واقع ہے۔ جب پورا ہو جاتا ہے، تو وہی اللہ ہی ہوتا ہے۔ آپ قرآن بہت زیادہ پڑھتے تھے۔ اور سماع سے بھی بہت رغبت تھی۔ جب آپ زکوۃ یا صدقہ کی آیت پر پہنچتے تو بہت خوش ہوتے۔ گھر سے کوئی چیز نکالتے اور کسی کو کہتے کہ دروازے سے باہر کھول کر رکھ دو، جو چاہے لے جائے۔ ابوالحسین طرزی کے معاصر اور ہم مشرب تھے۔

Marfat.com

ابوالحسین طرزی

طرز، فارس کی ایک جگہ کا نام ہے۔آپ بزرگ تھے اور درویشوں کو بزرگ سمجھتے تھے۔آپ کے مریدین بے حد مؤدب اور خدمت گذار تھے۔شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ مجھے ابونصر حاجی نے بتایا کہ ابوالحسین طرزی کو دیکھا کہ درویشوں کے پاؤں اپنے سر پہ رکھتے اور منہ پر لگاتے تھے۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر شیخ عبداللہ طاقی کے پاس دعا کروانے گئے۔انہوں نے پوچھا کہ یہ لوگ شادی شدہ ہیں۔میں نے کہا کہ ہاں! پھر پوچھا کہ کوئی کاروبار بھی کرتے ہیں۔میں نے ہاں میں جواب دیا۔آپ نے فرمایا: کہ بس اسی طرح کاروبار کرتے رہو۔اپنے اہل وعیال کو خوش رکھو، اور پریشان حال لوگوں کی خبر گیری کرتے رہا کرو۔اور خوش ہو کر دعا دی۔

شیخ عمو نے جب یہ سنا تو بتایا کہ عبداللہ دونی اور ابوالحسین طرزی کے مریدین ایسا ہی کرتے ہیں۔

ابوعبداللہ دینوری

آپ کا نام محمد بن عبدالخالق دینوری تھا۔اپنے وقت کے بزرگ ترین مشائخ اور اکابرین میں سے تھے۔طبقاتِ سلمی میں اور شیخ الاسلام انصاری کا بیان ہے: کہ آپ آخری عمر میں وادیٔ القری کی مسجد میں آئے۔وہاں کے لوگوں نے ان کی مہمان نوازی نہ کی، اور بھوک سے فوت ہو گئے۔دوسرے روز لوگ آئے کفن دیا اور دفن کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ کفن محراب میں پڑا ہے۔اور اس میں ایک کاغذ لکھا ہوا ملا جس کی تحریر کسی آدم زاد کی نہیں معلوم ہوتی تھی۔اس میں لکھا تھا کہ میرے دوستوں میں ایک دوست ہمارے پاس آیا تم نے اس کی خدمت تواضع نہیں کی۔اور وہ بھوک سے مر گیا۔اب تمہارے کفن

Marfat.com

کی اُسے کیا ضرورت۔

ابوالحسین سرکی

شیخ سیروانی، ابوالعباس سہروردی، شیخ ابوا۔سامہ، ابوالخیر حبشی، ابوسعید شیرازی اور شیخ محمد ساخری جو آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ سرکی کی تعظیم کرتے تھے۔

شیخ ابوالحسین سرکی ریشم کا کپڑا بُنتے تھے۔ایک روز اپنے دوستوں کے ہمراہ صحرا میں تھے۔وہاں بڑی گرم ہوا چلی سارے دوست بہت پریشان ہوئے۔آپ نے کہا آپ نہ گھبرائیں یہ کام میرے لیے شروع ہوا ہے۔ میں جارہا ہوں اور اپ سب ٹھہریں اور سیراب ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ فوت ہو گئے۔ اور بارش آئی سب سیراب ہوئے اور سیلاب کا ریلا آیا وہ ابوالحسین سرکی کو بہا کے لے گیا۔

شیخ محمد ساخری

آپ مشہور بزرگ ہیں۔ایک بار مدینہ شریف حاضر ہوئے، اور حرمِ نبویؐ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں مجھے کھانا کھلائیں۔ ورنہ میں یہ سارے چراغ توڑ دوں گا۔اچانک ایک آدمی آیا اور وہ انہیں گھر لے گیا۔اور خوب کھانا کھلایا۔اور بتایا کہ مجھے جنابِ نبویؐ سے خواب میں حکم ہوا ہے کہ میرا بے باک مہمان آیا ہے۔اسے جا کر کھانا کھلاؤ اور اسے کہنا کہ یہ آرزو کی جگہ نہیں ہے۔

شیخ احمد جوالگر

آپ محمد ساخری کے دوستوں میں سے تھے۔اور ایک دوسرے کے ساتھ صحبت رکھتے تھے۔آپ اصل فرغانہ کے رہنے والے تھے۔اور حرم پاک میں مجاور تھے۔

شیخ عمو کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا۔صوفیہ کے گروہ نے شادیاں کیں۔اور ولیمے کیے اور پھر کچھ رزق میں کشادگی ہوئی، اور حال بہتر ہوا۔شیخ جوالگر نے بھی شادی کی۔رات

Marfat.com

گذری تو اگلے دن اپنے حلقہ کے صوفیوں میں آئے ،اور فرمایا میری جانب کوئی بخل نہ کرے مجھے یہ کام راس نہیں آیا۔ کیونکہ میری بیوی نے چند لمحے بھی میرے ساتھ باتیں نہیں کیں۔

ابوالحسین حداد ہروی

آپ درویش بزرگ تھے۔خوش طبع صوفیوں میں سے تھے۔مکہ میں مجاور تھے۔ایک دن مشائخ کے ہمراہ شیخ ابوالعباس قصاب کے پاس آئے ، اور پوچھا کہ جوانمردی کیا ہے۔تو آپ نے فرمایا: کہ گرم ہریسہ کو ٹھنڈا نہ کریں۔پس منظر اس کا یہ تھا کہ انہوں نے اپنے دوستوں سے کہہ رکھا تھا کہ میں آپ ۔کے لیے ہریسہ ٹھنڈا کر رہا ہوں۔

احمد کوفانی سے شیخ الاسلام نقل فرماتے ہیں: کہ ابوالحسین عمر۔ کے آخری ایام میں استرآباد میں تھے۔کسی نے آپ سے کہا جس روز آپ کے ہاں کوئی مہمان نہ ہو تو آپ میرے گھر تشریف لے آئیں۔آپ نے فرمایا ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا ہے۔لیکن وہ وقت مجھے اپنے لیے چاہیے۔

آخر عمر میں آپ صوفیوں سے ملول ہو گئے۔اور عرض کیا خدایا مجھے اپنے پاس لے چل۔بس اس دعا کے بعد صرف تین روز زندہ رہے۔

ابوالمظفر ترمذی

آپ کا نام جبال بن احمد تھا۔حنبلی مذہب کے امام تھے۔ترمذ میں تعلیم دیتے رہے۔ اپنے وقت کے شیخ تھے۔خضر علیہ السلام آپ کی مجلس میں آتے تھے۔اور بات چیت کرتے تھے۔ آپ محمد حامد واسنگردی کے شاگرد تھے۔ابوظفر وراق اور شیخ الاسلام کے پیر کے شاگرد تھے۔

امیر چہ سفال فروش

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہ امیر چہ سفال فروش نے اپنی دکان سے ایک بچھو پکڑا اور اسے بارہ میں لے جا کر چھوڑ دیا۔اور فرمایا کہ خود

Marfat.com

میرے باپ بھی اسی طرح، کسی جاندار کو نہیں مارتے تھے۔ یہ ابدالوں کا مذہب ہے۔ اور امیر چہ سفال فروش ابدال تھے۔

ابوالحسین مروالرودی

آپ نے شبلی کو دیکھا۔ اور فرماتے تھے، کہ میں نے شبلی سے پوچھا کہ اکرم الاکرمین کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ اگر کسی کے گناہ معاف کردے تو اس گناہ کی وجہ سے کسی اور کو بھی سزا نہ دے۔ نہ یہ کہے کہ میں نے فلاں گناہ فلاں دوست یا بندہ کو معاف کیا۔

شیخ لقمان سرخسی

عاقل مجذوبوں میں سے تھے۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر اکثر کہتے کہ شیخ لقمان کو اللہ نے امر ونہی سے آزاد کردیا۔ شیخ ابوسعید نے کہا کہ ہم سرخس میں ابوالفضل کے پاس تھے۔ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ لقمان بیمار ہے۔ اسے فلاں شفاخانے میں لائے ہیں۔ تین روز سے کچھ نہیں بولے۔ آج مجھے کہا کہ پیر ابوالفضل کو بتائیں کہ لقمان جارہا ہے۔ ابوالفضل اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پہنچے، لقمان آپ کو دیکھ کر مسکرائے اور تھوڑی دیر بعد فوت ہوگئے۔ آپ کی نظر میں کوئی تغیر نہ آیا۔ لوگوں نے اختلاف کیا اور کہا کہ یہ فوت نہیں ہوئے۔ ابوالفضل نے کہا کہ فوت ہوچکے ہیں۔ مگر جب تک ہم یہاں ہیں یہ اپنی آنکھیں بند نہیں کریں گے۔ جب وہ وہاں سے اُٹھے، تو انہوں نے اپنی بند کرلیں اور فوت ہوگئے۔

شیخ محمد قصاب آملی

دامغان کے رہنے والے تھے۔ ابوالعباس قصاب کے شاگرد تھے۔ ان کے لیے شیخ ابوالعباس نے انہیں مجلس برپا کرنے سے روک دیا تھا۔ کیوں کہ آپ اونچی آواز میں بات کرتے تھے۔ شیخ الاسلام انصاری نے آپ کو جرجانی سے بزرگ گردانا ہے۔

ابوالخیر مالکی

Marfat.com

آپ کا نام بندار بن یعقوب المالکی تھا۔شیخ عبداللہ خفیف نے بھی آپ کو دیکھا۔

ابوبکر شعرانی

عبداللہ خفیف کے معاصر تھے۔اور خفیف نے آپ کو اصطخر میں دیکھا۔

ابومحمد العتایدی

عبداللہ خفیف کے استادوں میں سے ایک تھے۔

ہشام بن عبدان

آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔شیخ عبداللہ خفیف سے پوچھا گیا کہ ہشام نماز کیوں نہیں پڑھتے۔تو آپ نے بتایا کہ وہ ہمیشہ علومِ غیب کا مطالعہ رکھتے ہیں اس لیے ان پر امورِ غیبی کا غلبہ رہتا ہے۔اور وہ مقامِ حیرت پر ہیں اس لیے اعمالِ ظاہری کے پابند نہیں ہیں۔

مؤمل الجصاص

شیراز کے اکابر مشائخ سے تھے۔ابوالحسن مزین کو دیکھا۔اور انہوں نے آپ کی بہت زیادہ تعظیم کی۔عبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ میں نے بچپن میں حج کا ارادہ کیا تو مؤمل جصاص نے مجھے وصیت کی کہ جب موقف میں پہنچو تو وہاں سے عرفات کا ارادہ کرنا۔وہاں پہ اولیاء اللہ کو دیکھنا کہ ان کی جگہ وہی ہے۔جب میں نیچے گیا تو دیکھا کہ وہاں دس لوگ کھڑے ہیں۔ان میں شیخ بزرگ اور میرے شیخ ابومحمد عتایدی بھی ہیں۔مجھے انہوں نے اپنی طرف بلایا میرے شیخ نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا۔دوسروں نے کہا کہ اس بچے کی حفاظت کرو۔جب میں مزدلفہ پہنچا تو میرے شیخ نے کہا کہ ان اصحاب کو آواز دو۔میں نے آواز دی جواب نہ آیا۔اور وہ نظر سے غائب ہو گئے۔

علی بن شلویہ

Marfat.com

مؤمل جصاص کے معاصر تھے۔شیخ عبداللہ خفیف نے بھی انہیں دیکھا۔

ابوبکر الاسکاف

شیخ ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ ابوبکر اسکاف نے تیس سال روزے رکھے۔ جب حالتِ نزع میں تھے تو روٹی کا ٹکڑا پانی میں تر کر کے منہ کے قریب کیا گیا تو انہوں نے قبول نہیں کیا اور حالتِ روزہ میں دنیا سے چلے گئے۔

ابوالضحاک

شیخ ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ ابوالضحاک نے کہا کہ ایک دن میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا تھا کہ شیطان کو دیکھا جو گلی میں سے گذر رہا تھا۔ میں نے کہا اے ملعون یہاں کیا کر رہا ہے۔اس نے زمین سے پاؤں اُٹھائے اور چھت پہ آ گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر نیچے گرایا اور اوپر سے اس پر پانی پھینکا۔کئی سال بعد جب میں حج کے ارادے سے چلا تو راستے میں ایک بڑی نہر کے کنارے حیران کھڑا تھا۔کہ کیسے گذروں۔دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی اس میں جا رہا ہے میں بھی اس کے پیچھے پانی میں چل دیا۔قریب تھا کہ میں ڈوب جاتا مگر اپنی تمام قوت صرف کر کے مشقت سے کنارے پر پہنچا۔اس بوڑھے کو دیکھا کہ وہ یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کے کہا اے ابوالضحاک! توبہ کر کہ آئندہ کبھی مجھ پر پانی نہیں پھینکے گا۔اور غیب ہو گیا۔

ابومحمد خفاف

شیخ ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ ابوالحسن مزین نے مجھے لکھا کہ آپ کا ایک مرید دریا میں ہے، اگر وہ وہاں سے نجات پائے تو آپ کے لیے جواہر لائے گا۔ان کا اشارہ ابومحمد خفاف کی طرف تھا۔

ابوجعفر خراز الاصطخری

حسن بن حمویہ کے صحبت یافتہ تھے۔ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ آپ اصطخر سے

Marfat.com

میرے پاس آئے۔ابن زیدان نے التماس کی کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔تو میں نے انہیں آپ سے ملا دیا۔

عبداللہ القصار

ابوعبداللہ خفیف کے معاصر تھے۔سہل بن عبداللہ تستری ان کی فضیلت کے قائل تھے۔

ابراہیم المتوکل

شیخ ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: کہ اس گروہ کے ایک شخص نے بتایا کہ میں نے صحرا میں دیکھا کہ ابراہیم متوکل نے اپنے کپڑے دھو کر دھوپ میں ڈالے ہیں۔میں نے انہیں کہا آئیں میرے ساتھ چلیں کہ کوئی چیز کھائیں۔آپ نے اسی طرح گیلے کپڑے پہن لیے اور میرے ساتھ چل پڑے۔جب تھوڑی دور گئے تو دیکھا کہ راستے میں مکو کے چند دانے پڑے ہوئے تھے۔آپ نے اُٹھا کر وہ کھا لیے اور مجھے کہا کہ تم جاؤ مجھے یہ کافی ہیں۔میں نے بہت کوشش کی لیکن وہ نہ آئے۔

ابوطالب خزرج بن علی

حضرت جنید بغدادی کے اصحاب سے تھے۔اور آپ شیراز آئے آپ کا پیٹ خراب تھا۔ابوعبداللہ خفیف نے کہا کہ میں آپ کی خدمت کروں۔ہر رات سولہ سترہ بار اُٹھتے ایک رات مجھے آواز دی مگر میں سویا ہوا تھا۔آپ کی آواز نہ سن سکا۔آپ نے دوبارہ آواز دی۔تو میں ایک طشت آپ کے پاس لے گیا۔آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند جب تم مخلوق کی خدمت صحیح طرح سے نہیں کر سکتے تو خالق کی خدمت کیسے بجالاؤ گے۔

ابوعلی وارچی

ابوعبداللہ خفیف کہتے ہیں: آپ شیراز آئے۔اس وقت کی حکومت نے حکم کیا تھا کہ فقراء کے لیے وسیع دسترخوان قائم کیا جائے۔یہ مغرب کی نماز کے بعد آئے اور ہمارے ساتھ

Marfat.com

بیٹھ گئے ۔ایک دوسرے سے ہم کلام ہوئے ۔ایک رات اس کی ارادت کے ایام کا ذکر درمیان میں آ گیا۔آپ نے اپنی قمیض اُٹھا کر گردن دکھائی ۔جہاں پہ ایک طوق کے برابر نشان تھا۔ہم نے پوچھا یہ کیا ہے۔تو بتایا کہ میں کوہِ لگام میں تھا۔ٹاٹ کا لباس تھا۔جس نے میری گردن پہ اتنا زخم کر دیا۔جب میں وہاں سے واپس آیا تو وہ زخم تو ٹھیک ہو گیا مگر اس کا نشان باقی رہ گیا۔میں نے پوچھا کہ یہاں آنے کا کیا سبب ہے ۔تو بتایا کہ میری والدہ ضعیف ہے اور مجھ پہ کافی قرض ہے ۔اس ضرورت کے تحت یہاں آیا ہوں کہ شاید کوئی نذر کرے۔

ابوسلیمان نیلی

آپ ابوالحسن قرافی کے معاصر تھے ۔ایک دن قرافی سے ملنے گئے ۔انہوں نے فرمایا: کہ اے ابا سلیمان میں تجھے عام خلق کے لباس میں دیکھتا ہوں ۔لیکن تمہارے دو ابروؤں کے درمیان حکومت دیکھ رہا ہوں ۔آخر میں آپ واقعی مغرب کے حاکم بنے ۔اسی طرح ابوبکر دقی بھی قرافی سے ملنے آئے ۔تو انہوں نے اسے فرمایا: کہ ابھی تو آپ مجرد ہیں مگر میں آپ کو دو گھواروں میں دیکھ رہا ہوں ۔آخر دقی نے شادی کی اور دو فرزند پیدا ہوئے ۔جس وقت وہ دو فرزندوں کے گھوارے میں بیٹھتے تو حضرت قرافی کی بات یاد کرتے ۔

ابوسلیمان خواص مغربی

ایک دفعہ آپ گدھے پر بیٹھ کر قبرستان میں سے گذر رہے تھے ۔اچانک گدھے کو کسی مکھی نے کاٹا۔گدھے نے چھلانگ لگائی تو اس کا پاؤں گز کے درنست میں پھنس گیا۔اور وہ گر پڑا۔آپ نے گدھے کو چھڑی ماری تو گدھے نے ان کی طرف منہ کر کے فصیح زبان سے کہا کہ واہ اپنے دماغ پر مار رہا ہے ۔آپ ابوالخیر کے معاصر تھے ۔دمشق میں فوت ہوئے ۔

شیخ احمد حرانی

آپ تیس دن اور رات مسلسل مکہ کے مجاور رہے ۔اور صبح ایک وقت کھاتے اور جب

Marfat.com

وہاں سے نکلے اس وقت بھی خالی پیٹ تھے۔حصری اور جہم کو دیکھا۔

جہم رقی

ایک دن ایک شخص آپ کے سامنے رقص کر رہا تھا۔آپ اُٹھے اور اس کے دونوں پاؤں میں سر دے کر اُسے اُٹھا لیا۔اور ایک دیوار سے دوسری دیوار پہ اُسے مارنے لگے۔یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔

ابوالحسن ارموی

آپ حصری، ابوعبداللہ رودباری، اور ابنِ خفیف کے زمانے میں تھے آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

ابوبکر وراق ترمذی

محمد بن عمر الحکیم نام تھا۔ابوعیسیٰ ترمذی کے ماموں تھے۔تمام آسمانی کتابیں، تورات، انجیل اور زبور کے عالم تھے۔آپ کی قبر ترمذ میں ہے۔

بکر سغدی

سغد سمرقند کے رہنے والے تھے۔ابوبکر وراق کے شاگرد تھے۔اپنی وفات کے دن تک ان کے ساتھ تھے۔

صالح بن مکتوم

آپ بلخ کے رہنے والے تھے۔اور ابوبکر وراق کے مریدوں سے تھے۔

ابوزید یا ابویزید مرغزی

آپ خراسانی تھے۔ابراہیم شیبانی کرمانشاہی کی صحبت میں پہنچے۔جس دن فوت ہوئے بہت بارش تھی۔آپ کو امانت کے طور پر آپ کے گھر میں دفن کر دیا گیا۔جب ان کے

Marfat.com

لیے دوسری قبر کا انتظام کیا گیا اوزان کی پہلی کھودی گئی تو وہ اس میں موجود ہی نہیں تھے۔

ابراہیم مرغینانی

آپ کی کنیت ابواسحاق تھی۔آپ نے فرمایا: کہ جو کان سے سن کے حاصل ہو وہ علم ہے۔اور جو فہم کے ذریعے حاصل ہو وہ حکمت ہے۔اور جو اس سے سن کے حاصل کرے وہ زندگی ہے۔

سید اجل الشریف حسین

آپ کے والد کا نام محمد ابراہیم بن امام ہمام موسیٰ کاظمؑ ہے۔عراق کے عالی درجات سادات آپ کی اولاد سے ہیں۔

آپ ۴۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالعباس نہاوندی

آپ کا نام احمد بن محمد بن الفضل ہے۔جعفر خلدی کے شاگرد ہیں۔شیخ عمو کے پیر تھے۔آپ نے فرمایا: کہ ابتداء میں جب اس کام کا درد مجھے اُٹھا تو میں نے بارہ سال گریبان میں سر جھکائے رکھا۔پھر جا کے دل کا ایک گوشہ مجھے عطا ہوا۔آپ کہتے ہیں کہ ساری دنیا اس آرزو میں ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ ایک ساعت انہیں عطا کرے۔اور میری آرزو یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ مجھے ساعت عطا فرمائے، کہ میں سوچوں کہ میں کیا چیز ہوں۔اور کہاں سے آیا ہوں۔

نکتہ: شیخ ابوسعید ابوالخیر سے مذکور ہے کہ اس بات کی اصل وہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اے اللہ مجھے ایک لمحے کے لیے یا اس سے بھی کم وقت کے لیے میرے نفس کو حوالے نہ کرنا۔

ابوالعباس نسائی

آپ کا نام محمد بن زکریا ہے۔اصل نساء کے رہنے والے تھے۔اور مصر میں آ کے مقیم

Marfat.com

ہو گئے۔ شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ شیخ عباس فقیر ہروی نے آپ کو مصر میں دیکھا اور شیخ عمو نے مکہ میں۔ اور فرماتے ہیں: کہ عباس نے مجھے بتایا کہ میں نے آپ کے دروازے پر گھوڑوں اور خچروں کو دیکھا۔ جن پر لوگ آپ کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ جاؤ دروازے پر خچروں کا خیال رکھو۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اچھا کام ملا ہے۔ کیا میں خراسان سے مصر اس کام کے لیے آیا تھا۔ اسی لمحے ایک آدمی اندر سے آیا۔ اور اس نے کہا کہ شیخ فرماتے ہیں کہ تو ابھی قبر میں نہیں گیا۔ جلد ہی ایسا وقت آجاتا کہ تو ایک اونچے مقام پہ ہوتا اور نیرے دروازے پہ بھی ایسے جانور کھڑے ہوتے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ اس کے گھر کے دروازے پہ خچر اور گھوڑے باندھے ہوتے تھے۔ اور سلاطینِ وقت اس کی زیارت کے لیے آتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ ایک آتش پرست نے سنا کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ صاحبِ فراست ہیں۔ وہ شیخ ابوالعباس قصاب کی خانقاہ میں آیا شیخ نے فرمایا: بیگانہ، آشنا کے کوچے میں کیا کرنے آیا ہے۔ تو اس نے کہا ایک تو معلوم ہو گیا ہے اور چلا گیا۔ وہاں سے پھر شیخ عباس نہاوندی کی خانقاہ میں آیا۔ شیخ نے اسے کچھ نہ کہا۔ وہ چار ماہ آپ کا وضو کرواتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ چار ماہ بعد اس نے جانے کا ارادہ کر لیا، اور چل پڑا۔ شیخ نے فرمایا: کہ تو جوان مرد نہیں ہے۔ اور ہمارے کھانے اور نمک کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ بے گانہ آیا اور بے گانہ ہی چل دیا۔ وہ آتش پرست مسلمان ہو گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ اور شیخ کے بعد اس کی جگہ پہ قائم مقام ہوا۔

ابوصالح ہارون حدثانی

یہ مشہور بزرگوں سے ہیں۔ کہتے ہیں: کہ ایک بار میں ابوالخیر تیناتی کے گھر ان کی زیارت کے لیے گیا۔ آپ نے پوچھا کہاں جا رہا ہے۔ میں نے کہا طرطوس۔ آپ نے پوچھا اس سال کہاں کی نیت کی ہے۔ میں نے عرض کیا مکہ کی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی چیز عطا کرے گا جس کا تو حق نہیں جانتا۔ اور نہ تو اسے اچھا سمجھتا ہے۔ آپ کے لیے دریا اور صحرا وسیع بنائے۔ ابوصالح کہتے ہیں: کہ میں نے پوچھا یا شیخ آپ نے حج کا کہا ہے یا جنگ کا۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایاہاں ہاں کیوں نہ اپنے وقت کوغنیمت جانواور پھر میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

مثال: شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: ؒ ابوالقاسم خلال مروزی کے پاس ایک آدمی آیاتواس نے سفر پہ جانے کی اجازت چاہی۔ پیر نے پوچھا کیوں جارہے ہو۔اس نے عرض کیا کہ جو پانی ٹھہر جائے خراب ہو جاتا ہے۔تو پیر نے کہاتم دریا کیوں نہیں ہو جاتے جو نہ بھی بہے تو خراب نہیں ہوتا۔

زہیر بن بکیر

آپ صاحبِ تصنیف عالم تھے۔آپ کہتے ہیں: کچھ دن مجھے میرا غلام نظر نہ آیا۔مگر اسے کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا۔سوائے ان کے جواصل عرب کے تھے۔ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ گروہ جوق در جوق حلقہ بحلقہ آسمان تک نظر آئے۔اور مجھے کہہ رہے تھے۔اے بکیر کے بیٹے یہ جوسب آپ دیکھ رہے ؛ وہ یہ سب وہ غلام ہیں جن کا تعلق عجم سے ہے۔ان میں صرف ایک تن عرب سے ہے۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: میں اس گروہ کے تیرہ ابوالخیر کو پہچانتا ہوں۔جوسب غلام تھے،مگر وہ دنیا کے سردار تھے۔جن میں چند نام یہ ہیں۔ابوالخیر تیناتی،ابوالخیر مالکی،ابو ٗیر حبشی،ابوالخیر عقلانی،ابوالخیر حمصی۔

ابومسلم مغربی

ابراہیم رقی کہتے ہیں: ؒ میں نے جب یہ راستہ اختیار کیا تو سب سے پہلے مسلم مغربی کی زیارت کا ارادہ کیا۔جب میں ان کی مسجد میں آیا۔تو وہ امامت کررہے تھے۔انہوں نے الحمد کو چند جگہوں پہ غلط پڑھا۔میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں نے جو تکلیف اُٹھائی وہ ضائع گئی۔ میں نے رات وہاں گذاری۔اگلے روز طہارت کے لیے دریائے فرات کی طرف روانہ ہوا۔ دیکھا کہ راستے میں ایک شیر سویا ہوا ہے۔میں واپس لوٹ آیا۔دوسرے شیر نے مجھ پہ حملہ کردیا۔

Marfat.com

اور میں خوف سے گر پڑا۔ اور آواز دی تو مسلم اپنی خانقاہ سے باہر آئے۔ جب شیروں نے انہیں دیکھا تو تواضع کرنے لگے۔ پھر ابو مسلم مغربی نے ہر ایک کا کان پکڑ کر مروڑا اور کہا اے خدائے عزوجل کے کتو تمہیں کہا نہیں تھا کہ مہمانوں کو تنگ نہ کرنا۔ اس وقت میری طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے ابواسحاق! تم خلق کے ڈر سے ظاہر کو درست کرنے میں مشغول ہو جب کہ ہم باطن کو درست کرر ہے ہیں تا کہ خلق ہم سے ڈرے۔

ابراہیم دہستانی

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ دامغان میں مجھے شیخ محمد قصاب نے کہا کہ جب اس علاقے میں اہلِ کلام پیدا ہو گئے تو میں وہاں سے بھاگ نکلا۔ اور شیخ ابراہیم دہستانی کے پاس جا پہنچا۔ تا کہ ان سے پوچھوں ان کا مذہب وکلام کیا ہے۔ جب ان کے پاس پہنچا تو انہوں میری بات سنے بغیر کہا اے محمد واپس لوٹ جا۔ اللہ کو اللہ کے بغیر کوئی نہیں پہچان سکتا۔ ذوالنون کا قول ہے اللہ کی ذات کو علم سے جاننا جہالت ہے۔

شیخ الاسلام نے فرمایا: اسے کوئی نہیں پہچان سکتا بغیر اس کے یا اس کے کلام کے بغیر۔ جب اسے قرآن وسنت کی روشنی میں پہنچانتے ہو تو گویا اسی سے ہی پہچانتے ہو۔ یعنی شناخت تصدیق وتسلیمی۔ محض عقل اسے نہیں پہچان سکتی۔ عقل مخلوق ہے۔ اور اپنی خودی پہ دلالت کرتی ہے۔ جو کوئی اس کے بارے میں تم سے کلام کرے وہ مان لو۔ کہ وہ خود کہہ رہا ہے۔ اپنے عقل و قیاس کی نہ مانو۔ کیونکہ ایمان سمعی ہے نہ کہ عقلی۔

ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید العمری الاسدی

تقریباً پچاس سال ناحیہ مقدسہ میں آنحضرت کی خدمت میں امرِ وکالت کے پیش کار رہے۔ لوگوں کے سوالات اور عرضداشت وغیرہ حضرت کی خدمت میں عرض کرتے۔ اور ان کے جوابِ باصواب ان لوگوں کو پہنچاتے۔ جب جمادی الاول ۳۰۵ھ میں بیمار ہوئے اور بیماری

Marfat.com

نے شدت اختیار کی، تو شیعوں کے گروہ نے ابوجعفر سے پوچھا کہ اگر آپ کا وصال ہو جائے تو آپ کا جانشین کون ہوگا۔ آپ نے ابوالقاسم حسین بن روح کی طرف اشارہ کیا۔

ابوالقاسم حسین بن روح بن ابی بحر نوبختی

آپ نے اکیس سال حضرت صاحب الامر کی سفارت کی۔ اور شعبان ۳۲۶ھ میں فوت ہو گئے۔

ابوالحسن علی بن محمد السمری

ابوالقاسم حسین بن روح کے بعد حضرت قائم الزمان کی سفارت کے منصب پر متمکن ہوئے۔ آپ نے ۳۲۸ھ میں حضرت صاحب الزمان کا دستخط شدہ ایک خط ظاہر کیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ چھ دن بعد آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اور آپ پر سفارت ختم ہو جائے گی۔ اور ذکر حضرت صاحب الامر کا جاری رہے گا۔

ابوالحسن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المشہور بہ ابن بابویہ۔ علی بن بابویہ اہلِ قم کے شیخ تھے۔ اپنے دور میں عراق آئے۔ اور ابوالقاسم حسین بن روح کی صحبت میں رہے۔ جو ناحیہ مقدسہ میں مہدویہ کے وکیل تھے۔ ان سے بعض دینی مسائل پوچھے۔ اور ان سے بچھڑ جانے کے بعد ایک خط لکھا جو علی بن جعفر بن اسود کے ہاتھ انہیں بھیجا۔ اس میں ایک بیٹے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ جب وہ رقعہ انہوں نے صاحب الامر کو پہنچایا تو انہوں نے جواب میں لکھا بے شک، میں نے تمہارے لیے دعا کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پیارے سے دو بیٹے عطا فرمائے۔ حضرت کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دو بیٹے عطا کیے۔ ابوجعفر اور ابوعبداللہ۔

ابوجعفر سے منقول ہے: کہ میں صاحب الامر کی دعا سے پیدا ہوا ہوں مجھے اس پر فخر ہے۔ علی بن بابویہ نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔ ایک دن بہت سے لوگ ابوالحسین علی بن محمد

Marfat.com

سمری کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ جو کہ صاحب الامر کے نزدیک ترین وکیل تھے۔ ان کی زبان سے اچانک نکلا رحم اللہ علی بن الحسین ابن بابویہ۔ حاضرین نے کہا وہ تو زندہ ہے۔ انہوں کہا آج اسی وقت وہ فوت ہوئے ہیں۔ لوگوں نے وہ تاریخ نوٹ کر لی۔ آخر معلوم ہوا کہ وہی دن تھا جب وہ فوت ہوئے۔

محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

آپ کی کنیت ابو جعفر تھی۔ آپ اور آپ کے بھائی ابو عبداللہ حضرت صاحب الزمان کی دعا سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ وہ اسے باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔ اور کہتے ہیں: کہ آپ نے تین سو کتاب تصنیف کی۔

آپ نے ۳۳۱ھ میں شہر ری میں وفات پائی۔

Marfat.com

پانچواں معیار

پانچویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

خواجہ یحییٰ بن عمار شیبانی

شیخ عبداللہ خفیف کو شیراز میں دیکھا۔ شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ رسومِ علم ہرات میں خواجہ یحییٰ لائے۔ قاضی ابوعمر بسطامی نے ہرات میں آپ کی مجلس دیکھ کر فرمایا: کہ میں بحر و بر میں گھوما ہوں لیکن دین تر و تازہ ہرات میں دیکھا ہے۔ قاضی ابوعمر بزرگ اور اپنے وقت کے یگانۂ روزگار تھے۔ ایک دفعہ خواجہ یحییٰ بیمار ہوئے۔ مگر جب صحت یاب ہوئے تو ایک مجلس برپا کی۔ قاضی عمر دو لڑکوں کو ہاتھ میں لیے منبر کے قریب لے گئے۔ اور کہا اے یحییٰ عمار، اپنی تمام عزت اسی لکڑی کے سر پہ یعنی منبر و کرسی پہ رکھو گے۔ بہتر ہے کہ ان لڑکوں کے سپرد کر دو۔ لیکن آپ ابھی نہیں کرو گے۔ پھر کہا کہ میں نے سنا ہے یحییٰ عمار نے پاؤں کھینچ لیے۔ یعنی ان کا قصہ تمام ہو گیا۔ یعنی دنیا سے چلے گئے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کی جگہ پہ ابوبکر بیٹھے۔ اور جب ابوبکر دنیا سے گئے تو حضرت عمرؓ ان کی جگہ پر بیٹھے۔ اور جب حضرت عمرؓ نے پاؤں سمیٹے تو حضرت عثمان ان کی جگہ پر بیٹھے۔ اسی طرح جب حضرت عثمان دنیا سے چلے گئے تو حضرت علیؓ ان کی مسند پر بیٹھے۔ جب میں چلا جاؤں گا۔ تو عبداللہ میری جگہ پر آ جائے گا۔ اور میری جگہ پر بیٹھ کے ملحدوں اور بدعتیوں کے دماغ درست کرے گا۔

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ میں ان دنوں ان کی کرسی کے پاس ان کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ خواجہ نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ عبداللہ ہے۔ ان کے بعد شیخ عمو نے مجھے کہا کہ وہ عبداللہ آپ ہیں۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ بزرگوں کا دیدار ایک اعلیٰ نسبت ہے۔ جو کہتے ہیں کہ میں نے فلاں پیر کو دیکھا اور فلاں بزرگ سے صحبت کی۔

Marfat.com

امام یافعی کی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام الواعظ یحی بن عمار شیبانی بجستانی نزیل ہرات ۴۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالطیب سہل

آپ کے والد کا نام محمد بن سلیمانی صعلوکی تھا۔آپ مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ ۴۰۴ھ میں وفات پائی۔

ابوعلی دقاق

آپ کا نام حسن بن محمد دقاق تھا۔نصر آبادی کے مرید تھے۔اور نیشاپور میں رہتے تھے۔آپ کی وفات ۴۰۵ھ میں ہوئی۔

سید شریف الرضی

آپ میر مرتضٰی علَم الہدیٰ کے بھائی ،علویوں، کے نقیب اور بغداد کے اشراف میں سے تھے۔

آپ ۴۰۶ھ میں فوت ہوئے۔

قاضی ابوعمر بسطامی

بزرگ تھے۔امام اور یگانۂ جہاں تھے۔آپ نے خواجہ یحی بن عمار شیبانی کو دیکھا۔ سال وفات ۴۰۸ھ ہے۔

خواجہ محمد

آپ کے والد کا نام ابی احمد چشتی تھا۔سلطان محمود بن سبکتگین غزوۂ سومنات میں اپنے ہمراہ لے گیا۔

آپ کی وفات ۴۱۱ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

محمد کاکو آسیابان

چشت کے رہنے والے، اور خواجہ محمد بن علی احمد چشتی کے مرید تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن السلمی

آپ کا نام محمد بن حسین بن محمد موسیٰ سلمی تھا۔ آپ شیخ ابوالقاسم نصرآبادی کے مرید تھے۔ وہ حضرت شیخ شبلی کے مرید تھے۔ حضرت شیخ ابوسعید اپنے پیر ابوالفضل کے وصال کے بعد آپ کی صحبت میں پہنچے اور خرقہ پہنا۔ آپ کا وصال ۴۱۲ھ میں ہوا۔ شیخ ابوسعید کہتے ہیں: کہ پہلی بار جب میں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے ایک تذکرہ اپنے خط میں لکھا تھا۔ میں نے اپنے دادا ابوعمر بن نجید سلمی سے سنا وہ فرماتے تھے: کہ میں نے ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی سے سنا انہوں نے فرمایا کہ تصوف کا مطلب خُلق ہے۔ جن کے خُلق میں اضافہ ہوگا ان کے تصوف میں بھی اضافہ ہوگا۔ اور خلق کی تفسیر شیخ امام سہل صعلوکی نے کی ہے کہ خُلق کا مطلب ہے اعتراض سے اعراض کرنا۔

شیخ عبدالرحمٰن نے کہا بے شک صوفی وہ ہے جس میں دو چیزیں ہوں۔ اس کے جمیع احوال میں صدق ہو اور معاملات میں ادب۔

ابوالحسن بن جہضم

آپ کا نام علی بن عبداللہ بن حسن بن جہضم ہمدانی ہے۔ آپ کو بکی اور جعفر خلدی کے شاگرد ہیں۔

آپ کا ایک بیٹا تھا، وہ بہت نافرمان تھا۔ آپ اُس سے ناراض تھے۔ ان کا بیٹا ایک دن مسجد حرام میں سے گذرا تو کسی نے سیروانی سے کہا کہ یہ شیخ ابوالحسن کا بیٹا ہے۔ اتنا رنج اور ملامت اس بیٹے سے اس کے باپ کو پہنچا۔ شیخ سیروانی نے کہا یہ بیٹے کی وجہ سے نہیں باپ کی وجہ سے ہے۔ اگر باپ بزرگ نہ ہوتا تو بیٹے کو کون جانتا تھا۔ باپ کی بزرگی کی وجہ سے بیٹا زبانِ خلق

Marfat.com

کا نشانہ بنا۔

آپ کا وصال ۴۱۴ھ میں ہوا۔

ابوالحسن محمد

آپ کا نام ابوالحسن محمد بن علی بن حمزہ بن محمد بن الحسن بن محمد بن علی بن محمد بن یحی بن امام رابع زین العابدین علیہ السلام ہے۔ آپ کی جائے پیدائش اور پرورش کوفہ ہے۔ خلیفۂ بغداد کے مددگار رہے۔ عراق کے سادات کے نقیب تھے۔ حج کی امارت میں شریف مرتضٰی کے نائب تھے۔

۴۱۵ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ ابوزرعہ

آپ کا نام عبدالوہاب بن محمد بن ایوب اردبیلی تھا۔ آپ نے شیخ ابوعبداللہ خفیف کے ہمراہ حجاز سے مدینہ تک سفر کیا۔

آپ کی وفات ۴۱۵ھ میں ہوئی۔

شیخ عبداللہ طاقی

آپ کا نام محمد بن الفضل بن محمد طاقی سجستانی ہروی تھا۔ موسیٰ بن عمران جیرفتی کے مرید تھے۔ اور ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ حنبلی مذہب کے حوالے سے آپ میرے پیر اور استاد تھے۔ میں نے کسی کو ان سے زیادہ پُر رعب نہیں دیکھا۔ آپ نابینا ہو گئے تھے۔ مشائخ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

آپ ۴۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ ابوعبداللہ دہستانی

Marfat.com

آپ کا نام محمد بن علی تھا۔آپ کا لقب شیخ المشائخ تھا۔شیخ ابوالحسن کے معاصر تھے۔ آپ کی نسبتِ ارادت تین واسطوں سے شیخ عمو بسطامی سے ملتی تھی ۔آپ سلطان العارفین با یزید بسطامی کے بھتیجے اور مرید تھے۔

آپ کی وفات ۴۱۷ھ میں ہوئی ۔اور آپ کی مزار بسطام میں ہے۔جو بسطام کے عجائب میں سے ہے۔آپ کی قبر پر ایک خشک درخت تھا۔جو دراصل رسولِ اکرم ﷺ کا وہ عصا تھا، جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت بایزید کو دیا تھا۔اور فرمایا تھا: کہ دوسو سال بعد دہستان میں ایک درویش پیدا ہوگا یہ اُسے پہنچانا ہے۔آپ نے اسے زمین میں گاڑ دیا اور وہ درخت بن گیا۔ جب شیخ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے اسے دیکھا تو وصیت کے مطابق اسے آپ کے حوالے کر دیا۔

شیخ ابوالحسن خرقانی

آپ کا نام علی بن جعفر ہے۔اپنے عہد کے بے مثل بزرگ، اور غوث اور قبلہ تھے۔ تصوف میں آپ کی نسبت سلطان العارفین ابو یزید بسطامی سے ہے۔اور راہِ سلوک میں آپ کی تربیت ابو یزید کی روحانیت سے ہوئی ۔شیخ ابوالحسن کی ولادت حضرت ابو یزید بسطامی کی وفات سکے بہت بعد میں ہوئی۔

آپ کی وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

فرمایا: کہ اگر کوئی موسیقی یا نغمات سے حق کو تلاش کرتا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ قرآن پڑھ کر حق کو تلاش کرے۔

فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا وارث وہ ہے جو اپنے فعل سے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے۔نہ وہ جو کاغذ کالے کرتا رہے۔

فرمایا: روشن ترین دل وہ ہیں جن میں دنیا کی ہوس نہ ہو۔اور بہترین عمل وہ ہے جس میں مخلوق کو دکھانے کا اندیشہ نہ ہو۔اور حلال ترین نعمت وہ ہے جو تو اپنی جدوجہد سے حاصل

Marfat.com

کرنے۔اور تیرے بہترین دوست وہ ہیں جن کی زندگی کا مقصد حق تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔

شیخ ابواسحاق گازرونی

آپ کے والد کا نام شہریار کازرونی تھا۔آپ فارس کے رہنے والے تھے۔آپ کا باپ مسلمان ہوا۔آپ کی ولادت اور پرورش شہر کازرون کے محلّہ نورد میں ہوئی۔آپ شیخ ابوعلی حسین بن محمد الفیر وزآبادالاکار کے مرید تھے۔

کہتے ہیں: کہ اُس دور کے وزراء میں سے ایک وزیر آپ کا ارادت مند تھا۔اس نے بہت چاہا کہ اُس کی طرف سے کوئی ہدیہ یا تحفہ قبول کریں۔مگر آپ نے قبول نہ کیا۔تو اس نے چند غلام آزاد کر کے اُس کا ثواب آپ کے نام کر دیا۔جب آپ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: میرا مذہب بندوں کو آزاد کرنا نہیں بلکہ آزاد بندوں کو اپنی شفقت مہربانی اور احسان میں قید کرنا ہے۔

آپ ۴۳۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالقاسم الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ

آپ کے والد کا نام حسین بن محمد بن ابراہیم بن امام ہمام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھا۔ عراق کے عالی درجات سادات کی نقابت سید حسین پہ منتہی ہوتی ہے۔

آپ ۴۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

سید ابوالقاسم مرتضیٰ نے جناب حضرت شاہِ اولیاء کی بارگاہ سے علم الہدیٰ کا لقب پایا۔ آپ کی عمر اور ترکہ کی ہر چیز تعداد میں اسّی اسّی تھی۔اس لیے آپ کا لقب ثمانین مشہور ہوا۔

آپ کی وفات ۴۳۶ھ میں ہوئی۔

ابومنصور محمد الانصاری

آپ مت انصاری ہروی کے بیٹے تھے۔شیخ حمزہ عقیلی کے مرید تھے۔ابوالمظفر ترمذی کی خدمت کی۔بلخ میں فوت ہوئے۔اور آپ کی قبر حمزہ عقیلی کی قبر کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

آپ کا سالِ وصال شعبان ۴۳۰ھ ہے۔

شیخ الاسلام کہتے ہیں: کہ میں نے ستر سال سے زائد عرصہ علم سیکھنے اور لکھنے میں تکلیفیں اُٹھائیں۔ اعتقاد کی تمام باتیں اپنے والد سے سیکھیں۔

ابواسماعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: میرے والد بلخ میں شریف حمزہ عقیلی کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے شریف سے کہا کہ ابو منصور سے کہو میرے ساتھ شادی کر لے۔ مگر میرے باپ نہ مانے۔ مگر شریف حمزہ عقیلی نے فرمایا آخر آپ شادی تو کریں گے اور اللہ آپ کو بیٹا دے گا۔ اور وہ کیا بیٹا ہوگا۔ چنانچہ جب میرے والد ہرات آئے تو وہاں انہوں نے شادی کی۔ تو میری ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی۔

نفحات میں آپ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے چھ ہزار شعر اور ایک لاکھ بیت عربی شاعری کے یاد ہیں۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھے ایسا حافظہ دیا ہے، کہ جو علم میں لکھتا ہوں مجھے حفظ ہو جاتا ہے۔ تین لاکھ حدیثیں مجھے یاد ہیں۔ اور تین سو بار ہزار ہزار اسناد کے ساتھ۔ طلبِ حدیث میں جو محنت میں نے کی ہے وہ کسی نے نہ کی ہوگی۔

مجالس العشاق میں آیا ہے، کہ خواجہ عبداللہ، شیخ ابوالحسن خرقانی کے مرید تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ عبداللہ صحرا اور بیابان کے مَرد تھے۔ زندگی کی تازگی کے لیے اچانک آیا اور ابوالحسن خرقانی سے زندگی کی تازگی کے لیے رشتہ جوڑا۔ یہاں تک کہ اب نہ عبداللہ باقی ہے نہ خرقانی۔

خود خواجہ عبداللہ سے منقول ہے: کہ جب میں اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچا تو صبح سے ظہر تک میں ان مشکاتِ جمعیت سے نور حاصل کرتا تھا۔ اور اگر یہ صحبت رات تک جاری رہتی تو یہ سلسلہ منعکس ہو جاتا۔ اور وہ مجھ سے فیض پاتے۔

آپ نے فرمایا: کہ میں تذکرہ اور تفسیر میں خواجہ یحیٰ عمار کا شاگرد ہوں۔ چودہ سال کا تھا، جب آپ کو دیکھا۔ آپ اپنے دوسرے شاگردوں کو فرماتے تھے کہ مجھے عبداللہ پہ ناز ہے۔

Marfat.com

مجھے اس میں امام ہونے کی خوشبو آتی ہے۔

شیخ ابوسعید

آپ کا نام فضل اللہ بن ابوالخیر تھا۔ پیر ابوالفضل کے مرید تھے۔ اور ان کے فرمان پر شیخ عبدالرحمٰن سلمی سے خرقۂ خلافت پایا۔ آپ کی عمر ہزار ماہ تھی۔ اپنے پیر کی وفات کے بعد ایک سال شیخ ابوالعباس کے پاس رہے۔

آپ کی وفات ۴۴۰ھ میں ہوئی۔

کہتے ہیں: کہ ایک رات ابوالعباس نے اپنا لباس انہیں پہنا دیا اور ان کا لباس خود پہن لیا۔ اس وقت تمام مشائخ آپ کے مسخر تھے۔

شیخ سے کسی نے پوچھا: کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ایک لمحے کا تفکر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک ساعت اپنی نیستی کا فکر کرنا اپنی ہستی کے ایک سال کے فکر سے بہتر ہے۔

بِسنہ

ترجمہ: ا:۔ اے شمع طراز جب میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں تو نہ کوئی کام کرتا ہوں اور نہ روزہ و نماز یاد رہتا ہے۔

۲:۔ جب میں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو میرا سارا مجاز نماز ہی ہوتا ہے۔ اور تیرے بغیر میری نماز بھی جملہ مجاز ہی ہے۔

شیخ عمو

آپ کی کنیت ابواسماعیل تھی۔ آپ کا نام احمد بن محمد بن حمزہ صوفی تھا۔ شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: آپ میرے پیر ارشاد ہیں۔ یعنی صوفیوں کے آداب و رسوم میں نے ان سے سیکھے۔ اور عمو میرے مرید تھے۔ جب وہ کہیں جاتے تو میں ان کی جگہ بیٹھتا۔ اور وہ میرے

Marfat.com

نام خط بھیجتے تھے۔

شیخ ابوالعباس نہاوندی نے آپ کا لقب عمور کھا۔ شیخ ابوبکر فرار نے آپ کو نیشاپور میں دیکھا۔ اور آپ نے پہلا سفرِ حج شیخ احمد نصر طالقانی کے ساتھ کیا۔ شیخ ابوبکر فالیز بان کو بخارا میں دیکھا۔ پھر جنید بغدادی اور شیخ مفید سے بھی ملے۔ اور شیخ سیروانی سے صحبت رکھی۔ ابوالحسن جہضم ہمدانی، شیخ ابوالخیر حبشی، شیخ محمد ساخری، شیخ جوالگر، شیخ ابواسامہ، شیخ ابوالحسن سرکی اور ابوالعباس نسائی جیسے مشائخ وقت کو پایا۔ سب نے انہیں سراہا۔ آپ نے شیخ ابوالفرح طرطوسی کو بھی دیکھا۔

بانوے سال کی عمر میں ۴۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ باکو

آپ کا نام علی بن محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن باکو ہے۔ جوانی میں شیخ عبداللہ خفیف کو دیکھا۔ پھر شیراز سے نیشاپور آ گئے۔ وہاں استاد امام قشیری اور شیخ ابوسعید سے ملاقات کی۔ ایک مدت تک شیخ ابوالعباس نہاوندی کے مصاحب رہے۔ وہ آپ کی فضیلت کے قائل تھے۔ دوبارہ پھر شیراز آئے۔ اور وہاں شیراز کے نزدیک ایک پہاڑ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ آپ کے تمام معاصر صوفیاء، علما اور فقرا، آپ کی خدمت اور صحبت میں پہنچتے رہے۔

آپ کی وفات ۴۴۲ھ میں ہوئی۔

خواجہ یوسف

آپ کے والد کا نام محمد بن سمعان تھا۔ آپ خواجہ محمد بن ابی احمد چشتی کی بہن کے بیٹے تھے۔ انہیں کے مرید اور تربیت یافتہ تھے۔ اور اپنے ماموں کے ہی جانشین بنے۔

آپ کی وفات ۴۵۹ھ میں ہوئی۔

اخی فرج زنجانی

آپ شیخ ابوالعباس نہاوندی کے مرید تھے۔

Marfat.com

آپ کی وفات ۴۵۷ھ میں ہوئی۔آپ کی قبر زنجان میں ہے۔کہتے ہیں: کہ آپ کے پاس ایک بلی تھی۔ جب کبھی آپ کی خانقاہ میں مہمان آتے تو ان کے آنے سے پہلے مہمانوں کی تعداد کے برابر وہ آواز نکالتی۔ خانقاہ کے خادم اس کی آواز کی تعداد کے مطابق مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرتے۔ایک روز اس کی آواز کی تعداد سے ایک مہمان زائد آ گیا۔ خادموں نے تعجب کیا بلی مجلس میں آئی اور ایک ایک مہمان کو سونگھتی گئی۔مگر ایک آدمی پر اس اس نے پیشاب کر دیا۔جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ غیر آدمی تھا۔

ایک دن باورچی نے دیگ میں کچھ دودھ ڈالا اور اصحاب کے لیے کھیر پکانے لگا۔ بلی نے دیکھا کہ ایک سانپ دھویں سے گذر کر دودھ میں جا گرا۔بلی نے دیگ کے گرد گھومنا اور بولنا شروع کر دیا۔اور بے چین ہو کر باورچی کے دامن کو پکڑتی تھی۔تا کہ وہ دودھ میں دیکھے۔ لیکن وہ خادم متنبع نہ ہوا،تو وہ خود دیگ میں جا گری اور مر گئی۔چنانچہ جب وہ دودھ میں چاول ڈالنے لگے تو دیکھا کہ اس میں ایک سیاہ سانپ مرا ہوا ہے۔شیخ نے فرمایا: کہ بلی نے خود کو درویشوں پر قربان کر دیا ہے۔چنانچہ اس پر قبر بنا کر زیارت گاہ بنایا۔صاحبِ ہفت اقلیم نے لکھا ہے کہ ابھی بھی لوگ اس قبر پر زیارت کے لیے آتے ہیں۔

ابوالحسن سالبہ بن ابراہیم

آپ عباس ہروی کے پیر اور شیخ ابو مسلم نسوی کے اصحاب سے ہیں۔

آپ کی وفات ۴۷۳ھ میں ہوئی۔آپ کو خانقاہ میں دفن کیا گیا۔جب آپ قریب المرگ تھے،تو اپنے خادم شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو بھیجا،کہ بازار سے کفن لے آؤ۔وہ بازار سے دو کفن لے آیا۔مگر اس کے آنے تک شیخ فوت ہو چکے تھے۔

اس نے شیخ کو کندھے پہ اُٹھا کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور خود بھی جان دیدی۔اسے بھی شیخ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

Marfat.com

امام الدین ابوالقاسم قشیری

آپ کا نام عبدالکریم بن ہوازن قشیری تھا۔آپ ابوعلی دقاق فارمدی کے مرید ہیں۔
آپ ۴۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

صاحبِ کشف المحجوب فرماتے ہیں: کہ آپ نے فرمایا ابتدائے حال میں مجھے ایک پتھر کی ضرورت پڑی۔میں اپنے گھر کے جس سوراخ سے پتھر اُٹھاتا وہ قیمتی گوہر ہوتا۔میں اسے پھینک دیتا۔اور یہ اس لیے تھا کہ میرے لیے پتھر اور گوہر یکساں ہی تھے۔بلکہ میرے نزدیک پتھر سے گوہر کم تر تھا۔

شیخ ابوالحسن نجار ہروی

آپ شہر قہندز میں لکڑی کا کام کرتے تھے۔آپ پُر رعب بزرگ تھے۔مگر آپ کو کسی نے نہیں پہچانا۔ایک دفعہ آپ کو مکہ میں دیکھا پچاس مرید آپ کے ہمراہ تھے۔
آپ کی وفات ۴۸۷ھ میں ہوئی۔

شیخ احمد کوفانی

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ وہ شیخ عمو کے خادم تھے۔بہت سے بزرگوں کی زیارت کی۔نیکی کے لیے کئی سفر کیے۔آپ نے مجھے کہا کہ: مجھے آپ سے معلوم ہوا ہے کہ ہم نے کہتے سنا ہے۔یعنی درحقیقت آپ نے انہیں پہچانا ہے۔
آپ کی وفات ۴۸۱ھ میں ہوئی۔

ابونصر بن ابی جعفر بن ابی اسحاق ہروی خانچہ بادی

نیز کہتے ہیں: کہ آپ کا نام ابونصر محمد بن احمد بن ابی جعفر تھا۔اصل کرمان کے رہنے والے تھے۔آپ کی توبہ کا واقعہ یوں ہے: کہ ایک دن ایک شخص اس مسئلے کا فتویٰ پوچھنے آیا کہ کیا فرماتے ہیں آئمہ دین اس مسئلہ کے بارے میں: کہ ایک شخص نے جوانی میں غصے میں آکر ایک

Marfat.com

گدھے کو چند ڈنڈے مارے۔اس نے منہ پیچھے کر کے کہا: کہ اے میرے مالک! تو اس غصے سے جو مجھے مار رہا ہے کل روزِ قیامت اس غصے کی ذمہ داری سے کیسے بری ہوگا۔بیس سال ہو گئے ہیں، وہ شخص رو رہا ہے۔اب اس کی آنکھوں سے پانی کے بجائے خون آنا شروع ہو گیا ہے۔اس کی طہارت اور نماز کے بارے میں کیا حکم ہے۔

آپ نے یہ سنا تو وارفتہ ہو گئے۔اور اس آدمی کے گھر جانے کا ارادہ کر لیا۔جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرے والا جس کے بال سفید اور اس کی آنکھوں سے خون جاری تھا، ابھی ابھی فوت ہوا، مگر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔ابونصر نے ان کی تجہیز و تکفین کی۔اور روتے ہوئے باہر آئے۔راستے میں ایک پیر نے آپ کو دیکھا اور فرمایا: کہ اے جوان کیوں روتا ہے۔اللہ کی کتاب کی ایک آیت آپ کو پہنچی ہے، کہ ایسا کام نہیں کرنا۔آپ کا یہ رونا دامن سوختگان کے لیے ہے۔سوختہ دل والوں کے لیے نہیں۔پیر تو یہ کہہ کے چلے گئے۔مگر ابونصر کے درد میں اور اضافہ ہو گیا۔چنانچہ جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ اللہ کی راہ میں دے دیا۔اور تین سو بزرگوں کی زیارت کی اور خدمت کی۔خضر علیہ السلام سے بھی ملے۔ایک سو بیس سال کی عمر میں ۵۰۰ھ میں شہر ہرات میں فوت ہوئے۔اور آپ کی قبر خوانچہ باد ہرات میں ہے۔

خواجہ مظفر

آپ کے والد کا نام احمد بن حمدان تھا۔آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔شیخ ابوسعید آپ کو بزرگ سمجھتے تھے۔اور فرماتے تھے: کہ ہمیں درگاہ سے راہِ بندگی میں لائے۔اور خواجہ مظفر کو از راہِ خداوندی، یعنی ہم نے مجاہدہ سے مشاہدہ کیا۔اور انہوں نے مشاہدہ سے مجاہدہ۔

ایک دن خواجہ مظفر نے نوتان میں فرمایا: کہ ہمارا کام شیخ ابوسعید کے مقابلے میں ایسا ہے جیسا ارزن کے پیمانہ میں شیخ ابوسعید ایک دانہ ہے، اور باقی میں۔شیخ ابوسعید کے مریدوں میں سے کسی نے سنا تو غصے سے اُٹھا اور اپنے شیخ سے جا کے بیان کیا۔شیخ ابوسعید نے فرمایا: کہ خواجہ مظفر سے کہو کہ وہ ایک دانہ بھی آپ ہی ہیں، ہم تو کوئی چیز ہی نہیں۔

Marfat.com

شیخ ابوالفضل بن حسن سرخسی

آپ کا نام محمد بن حسن تھا۔آپ شیخ ابوسعید ابوالخیر کے پیر ہیں۔اور ابونصر سراج کے مرید ہیں۔شیخ ابوسعید کہتے ہیں: کہ جب پیر ابوالفضل فوت ہونے لگے،تو انہیں پوچھا گیا کہ یا شیخ! آپ کو کہاں دفن کریں،آپ خاموش رہے۔پھر آپ سے کہا کہ فلاں قبرستان میں آپ کو لے جائیں۔آپ نے کہا اللہ اللہ مجھے وہاں نہ لے جانا وہاں تو خواجگان ہیں۔اور اماموں اور بزرگوں کی جگہ ہے۔میں کون ہوں مجھے کسی ایسے ٹیلے پہ دفن کرنا جہاں پہ گنہگاروں،خراباتیوں اور کھلاڑیوں کے مزارات ہوں۔دوستوں نے انہیں کسی غیر کی گودڑی پہنا دی۔دوسرے دن آپ نے وہ گودڑی اُتار پھینکی اور مسجد کا دروازہ کھول کر چل پڑے،اور کہا کہ ہم غیروں کی گودڑی نہیں چاہتے۔

شیخ حمزہ عقیلی ہروی

آپ بلخ میں مقیم ہوئے۔خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔اور ان کے دوستوں میں سے تھے۔شیخ الاسلام انصاری کے پیر تھے۔صاحبِ کرامات دوست رکھتے تھے۔جیسا کہ پیر فارسی، عبدالملک اسکاف،ابوالقاسم ختانہ،حسن طبری،عارف یار اور ابومنصور محمد الانصاری وغیرہم۔

فرمایا: جو کوئی تیرے ساتھ نیکی کرے تو سمجھ کہ تمہیں باندھ دیا گیا ہے۔اور اگر کوئی تیرے ساتھ جفا کرے تو سمجھ کہ تیرا رستہ کھل گیا ہے۔اور رستہ بہتر ہے بند ہونے سے۔

فرمایا: اگر کوئی چیز تجھے دیتا ہے تو وہ اپنا حق مانگتا ہے۔اور اگر تجھے کوئی چیز نہیں دیتا تو تُو اسے بھیج دے۔

ابوبکر جوزقی

آپ کی قبر نیشاپور میں ہے۔

ابوسعید ابوالخیر کہتے ہیں: کہ ایک دن میں ابوبکر جوزقی کی سرائے میں گیا تو دیکھا کہ

Marfat.com

وہاں ایک پُر شکوہ بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ کوئی حدیث بیان کریں۔ آپ نے فرمایا؛ کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: کہ خدائے عزوجل کے دو لشکر ہیں، آسمان پر فرشتے ہیں، اور زمین پر صوفیائے کرام۔

خواجہ ایوب انصاری

خواجہ عبداللہ انصاری کے بھائی تھے۔ اور قندہار کے مشائخ سے تھے۔

شیخ جمال الدین ابو یعقوب یوسف کوراتی

آپ روشن دل بزرگ تھے۔ آپ کے ہاتھ میں عصا ہوتا تھا۔ اور ایک رومال اپنے پاس رکھتے تھے۔ شیخ الاسلام انصاری نے آپ کو دیکھا تھا۔

شیخ نورالدین عبدالرحمٰن

آپ شیخ جمال الدین ابو یعقوب کوراتی کے مرید تھے۔

ابوعبداللہ مولیٰ

آپ ہرات میں رہتے تھے۔ پیر ابوسعید کے معاصر تھے۔

عارف عیار

آپ بلخ کے رہنے والے تھے۔ اور شیخ شریف حمزہ عقیلی کے اصحاب سے تھے۔ آپ کا نام منصور تھا۔

ایک دن کہنے لگے: کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے درِ خیبر اُکھاڑ پھینکا تھا۔ اللہ تعالیٰ اگر میری مدد فرمائے، اور مصطفیٰ ﷺ میرے سامنے ہوں اور ذوالفقار مجھے عطا ہو، تو اگر میں کوہ قاف نہ اُکھاڑ پھینکوں تو مجھ سے تاوان لے لینا۔

شیخ الاسلام انصاری نے کہا: کہ یہ بے ادبی نہیں ہے۔ بلکہ علیؓ پر گواہی ہے کہ انہیں یہ

Marfat.com

تینوں چیزیں حاصل تھیں۔

شیخ ابوعمران ثلثی

ثلث مصر کے نزدیک ایک گاؤں ہے۔ شیخ الاسلام انصاری نے شیخ عباس فقیر کی زبانی بتایا؛ کہ میں شیراز میں شیخ ابوالحسین سالبہ کے پاس تھا، کہ ابوعمران ثلثی وہاں آئے۔ شیخ نے ان کا استقبال کیا اور بغل گیر ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی عادت تھی کہ بغیر مہمان کے کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ اگر مہمان نہ ہوتا تو آپ روزہ رکھ لیتے۔ ایک دن کوئی نہ آیا تو آپ نے روزہ رکھ لیا۔ شام کے قریب ایک مہمان آ گیا۔ آپ نے اسے حدیث سنائی تا آنکہ شام ہوگئی۔ اور آپ نے اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: اے عمران! تو ایک اچھی عادت رکھتا ہے۔ اور ہم تجھے ایک اچھی سنت عطا کرتے ہیں۔ تو نے عادت بدل لی ہم نے بھی اپنی سنت کو بدل دیا۔ جب بیدار ہوئے تو فکر مند ہو گئے۔ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ والیٔ مصر نے آپ کے گاؤں ثلث میں اپنا نمائندہ بھیجا کہ آپ کو زبردستی پکڑ کر لے آئے۔

شیخ ابوالعباس قصاب آملی

آپ کا نام احمد بن محمد بن عبدالکریم ہے۔ آمل اور طبرستان کے شیخ تھے۔ محمد بن عبداللہ کے مرید تھے۔ اور وہ ابومحمد جریری کے مرید تھے۔ آپ قبلہ وغوثِ زمان تھے۔ شیخ الاسلام انصاری کے معاصر تھے۔

کہتے ہیں: ایک ملحد شخص شیخ کو آزمانے کے لیے مصر سے آمل آیا۔ طہارت خانے میں گیا تو تمام کوزے توڑ دیے۔ اور کہا میرے استنجا کے لیے کوزہ لائیں۔ شیخ نے بازار سے اور کوزے منگوائے اس نے وہ بھی توڑ دیے۔ اور کہا کہ شیخ کو چاہیے کہ وہ اپنی ریش لائے تا کہ میں اس سے استنجا کروں۔ شیخ اپنی جگہ سے اٹھے آپ کی داڑھی لمبی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس

Marfat.com

کے پاس لے گئے ۔اور فرمایا کہ قصاب کے بیٹے کا کام بن گیا کہ اس کی ریش استنجا کے کام آ گئی ۔وہ شخص آپ کے پاؤں پہ آ گرا۔توبہ کی اور مسلمان ہو کر مرید ہو گیا۔

ایک شخص نے آپ سے کرامت طلب کی ، آپ نے فرمایا: تم نہیں دیکھتے کہ ایک قصاب کے بیٹے نے اپنے باپ سے قصابی سیکھی ۔پھر بغداد جا پہنچا۔حضرت شیخ شبلی سے ملا۔پھر بغداد سے مکہ گیا۔اور مکہ سے مدینہ۔پھر مدینہ سے بیت المقدس ۔وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور خضر علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ مجھے قبول کر لیں ۔وہاں سے پھر واپس آیا۔تو ایک دنیا کو میرے پاس بھیجا۔جنہوں نے توبہ کی ۔اور اپنی نعمتوں کو فدا کرتے ہیں۔اور کئی سوختگان اطراف سے آتے ہیں ۔اور مجھ سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں ۔اس سے زیادہ کرامات کیا ہوں۔

خالوی نیشاپوری

آپ کا نام احمد ہے ۔سرخس میں رہتے تھے ۔پھر وہاں سے چلے گئے ۔آپ کا ایک مرید تھا۔جس کا نام محمد حسن تھا۔اس نے اپنی پوری دنیا شیخ پر نچھاور کر دی تھی ۔جب دنیا سے جانے لگے تو لوگوں نے ان کے کفن کا اہتمام کیا۔آپ نے فرمایا: کہ مجھے آپ کا کفن نہیں چاہیے ۔اس نے مجھے اپنی عنایت کے پہلو میں لے لیا ہے ۔اور جان دے دی۔

ابوعلی رازی

شیخ الاسلام انصاری نے آپ سے اس گروہ کی روایات بیان کی ہیں۔

سید علی بن عباس موسوی

آپ چوتھی صدی ہجری کے بعد سندھ میں وارد ہوئے ۔دلورای ولد آمر شہر الور اور بھانبرا کا حکم تھا۔جس کی وجہ شہرت اس کا ظلم تھا۔اور اس کے شامتِ اعمال کی وجہ سے وہ دونوں شہر غرق ہوئے ۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی اور اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دی۔

Marfat.com

اس کی اولاد ہوئی اور وہ انہیں چھوڑ کر خود عرب چلے گئے ۔لکعلوی نام کی جگہ ان کی اولاد کا مسکن ہے۔آپ کی اولاد سے کافی بزرگ اور اولیاء پیدا ہوئے ۔قریۂ آمر، دلورای کے والد کے نام سے موسوم ہے۔سید کی اولاد سے چار قبیلے بن گئے ۔

چھوتہ ولد آمر، دلورای کا بھائی تھا ۔ جو چھوٹی عمر میں راہِ ہدایت کی طلب میں حجاز مقدس چلا گیا۔وہاں سے ایک خوبصورت قاریہ سے نکاح کر کے واپس سندھ آ گیا۔اس کا بھائی دلورای جو ابھی بہت ظالم تھا، اس نے اپنے بھائی کی بیوی پہ طمع کی نگاہ ڈالی اور چاہا کہ بھائی کی بیوی حاصل کر لے ۔چھوتہ اور اس کی پاک بیوی رنجیدہ خاطر ہوئے تو اس کا شہری غرق ہو گیا۔ چھوتہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر سیوستان چلا گیا۔اور پھر وہیں فوت ہوا۔

ابوسلیمان خواص مغربی

شیخ ابوسعید ابوالخیر کے معاصرین سے ہیں ۔دمشق میں فوت ہوئے ۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی

آپ کا نام علی تھا۔آپ کی نسبت تین واسطوں سے سید الطائفہ جنید بغدادی سے جا ملتی ہے۔وہ تین واسطے یہ ہیں شیخ ابوعثمان مغربی، شیخ ابوعلی کاتب اور شیخ ابوعلی رودباری ۔رشحات (عین الحیات) میں آپ کی باطنی نسبت کا انتساب دو جانب لکھا ہے، ایک بہ روحانیت شیخ ابوالحسن خرقانی اور دوسری شیخ ابوعثمان مغربی سے ۔

صاحبِ کشف المحجوب فرماتے ہیں: ایک بار مجھے ایک واقعہ پیش آیا جس کا حل سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی کے پاس چلتا ہوں ۔ جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ آپ مسجد میں مسجد کے ستون سے اس سوال کا جواب دے رہے تھے ۔ میں نے عرض کیا یا شیخ یہ واقعہ تو میرا ہے۔آپ نے فرمایا: اے بیٹے خدا تعالیٰ نے اس وقت اس ستون کو میرے لیے زبان عطا کر دی ہے۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ نیشاپور کے پہاڑوں میں ایک چشمہ ہے۔ شیخ ابوالقاسم ایک روز اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر اس چشمہ پر گئے، اور وہاں گھوڑی کو باندھ کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس چشمہ سے ایک گھوڑا برآمد ہوا، تو اس نے اس گھوڑی سے جفتی کی۔ مقررہ مدت کے بعد ایک بینظیر اور خوبصورت بچہ اس گھوڑی نے جنا۔ شیخ اس لالچ کے تحت پھر ایک بار اپنی گھوڑی کو اس چشمہ پہ لے گئے۔ اچانک اس چشمے سے ایک گھوڑا برآمد ہوا، اور اس گھوڑی کے بچے کو اپنے ساتھ لے کر چشمہ میں چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ شیخ نے گھوڑی کے بچے کو بہت آوازیں دیں۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اسی وجہ سے شیخ کا لقب کرہ کانی پڑ گیا۔

ایک دفعہ شیخ ابوسعید اور شیخ ابوالقاسم شہر طوس میں ایک تخت پر اکٹھے بیٹھے تھے۔ اور درویشوں کی ایک جماعت ان کے سامنے کھڑی تھی۔ ایک درویش کے دل میں آیا کہ ان دونوں بزرگوں کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ شیخ ابوسعید نے اس درویش کی طرف منہ کر کے فرمایا: جو کوئی چاہتا ہے کہ دو بادشاہوں کو ایک ہی وقت میں ایک تخت پر بیٹھا دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے۔ اس درویش نے ان دونوں بزرگوں کو دیکھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں سے حجاب اُٹھا دیے۔ اور شیخ کی بات کی سچائی اس کے دل پر ظاہر ہوئی۔ پس اس درویش کے دل میں یہ آیا کہ کوئی بندہ ان دونوں مشائخ سے زیادہ بزرگ تر نہیں ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں: کہ مختصر ملک تھا، کہ جس میں ہر روز ہمارے جیسے ستر ہزار نہ پہنچ سکتے ہیں، اور نہ جا سکتے ہیں۔

شیخ ابوالقاسم فرماتے ہیں: کہ تمام گناہوں کا ارتکاب اپنی عقل اور ہوش سے ہے۔ سوائے نشۂ شراب کے کہ جب وہ پی جاتی ہے، تو وہ عقل کے سلیمان کو معزول کر کے تخت سے گرا دیتی ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے سلیمان معزول ہوئے۔ اور بے ہوشی کی حالت میں اپنے ملک پر دست درازی کر کے اُسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اور کوئی حرج مرج میں پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح عقل بدن میں سلیمان کی جگہ ہے۔ جو شراب پینے کی وجہ سے زائل ہو جاتی ہے۔ اور دماغ کے تخت سے گر جاتی ہے۔ اور غضب اور شہوت کے قوای جوش خروش میں آ جاتے ہیں۔ اور

Marfat.com

اس کی تمام مملکت کو خراب کر دیتے ہیں۔

خواجہ علی بن حسن کرمانی

آپ کرمان کے شیخ تھے۔اور شیخ عمو کے مرید ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔اپنے مرشد کی زندگی میں کبھی مسند پہ نہیں بیٹھے۔

خلیل خازن

اپنے وقت کے معروف صوفیوں میں سے تھے۔ان کے اور خواجہ علی حسن کے مابین رنجیدگی تھی۔لیکن کبھی ظاہر نہیں کی۔

شیخ ابوعلی فارمدی

آپ کا نام فضل بن محمد تھا۔خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔واعظ وتذکیر میں ابوالقاسم قشیری کے شاگرد تھے۔تصوف میں آپ کی نسبت دو طرف تھی۔ایک شیخ ابوالقاسم کرہ کانی (گرگانی) طوسی سے اور دوسری شیخ ابوالحسن خرقانی سے۔

آپ نے فرمایا: کہ جوانی کی ابتداء میں جن دنوں میں نیشاپور میں علم حاصل کرنے میں مشغول تھا۔وہاں ابوسعید کو دیکھا، محفل سماع میں انہوں نے اپنا لباس پھاڑ دیا۔اور اس کے ٹکڑے حاضرین میں تقسیم کر دیے۔ایک آستین تریز سمیت جدا کر کے آواز دی کہ اے ابوعلی طوسی! کہاں ہو۔میں ایک کونے میں ان کی نظروں سے اوجھل بیٹھا تھا۔میں نے ان کی آواز کا جواب نہ دیا، کہ شاید میرے نام کا کوئی اور ہو۔تیسری بار جب مجھے لوگوں نے کہا کہ شیخ تمہیں بلا رہے ہیں۔جب میں ان کے نزدیک گیا تو انہوں نے وہ آستین تریز سمیت مجھے دی۔اور فرمایا: تو مجھے ایسا ہے جیسے یہ آستین اور تریز۔میں نے احترام سے وہ لے کر ایک اچھی جگہ پہ بحفاظت رکھ دی۔اس سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔لیکن میں ابھی طالب علم تھا۔ایک بار میرا قلم، دوات سے سفید برآمد ہوا۔میں نے اپنے استاد کو بتایا۔انہوں کہا تجھے اس علم سے باز رہنے کا اشارہ ہوا

Marfat.com

ہے۔چنانچہ میں نے اپنا سامان باندھا اور خانقاہ میں چلا آیا۔

ایک روز میرے استاد حمام میں تھے۔میں نے چند بالٹی پانی کی حمام میں ڈالیں۔ استاد حمام سے باہر آئے اور پوچھا کہ یہ بالٹیاں کس نے ڈالی ہیں۔میں اس خوف سے خاموش رہا کہ یہ خطا میرے ہاتھوں ہوئی۔انہوں نے تین بار پوچھا تو میں نے کہا کہ میں تھا۔آپ نے فرمایا: ابوالقاسم نے جو کچھ ستر سالوں میں حاصل کیا تو نے ایک بالٹی سے پالیا۔پس کچھ عرصہ اس امام کے پاس رہا۔ایک روز مجھے وجد ہوا۔اور میں اس میں گم ہو گیا۔وہ واقعہ میں نے استاد سے بیان کیا۔انہوں نے کہا اے ابوعلی! میری روش اس سے بڑھ کے نہیں ہے۔اس سے آگے جو منزل ہے، میں اس کا راستہ نہیں جانتا۔مجھے اندیشہ لاحق ہوا۔میں نے شیخ ابوالقاسم کرہ کانی (گرگانی) کا نام سنا ہوا تھا۔میں ان کے پاس جا پہنچا۔اور ان سے سارا حال بیان کیا۔آپ نے فرمایا: ابتداء تمہیں مبارک ہو۔مگر ابھی تم اس درجے پہ نہیں پہنچے، اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے درجے پہ جا پہنچو گے۔میں نے ان کی خدمت میں بہت ریاضتیں کیں۔اور پھر میں اپنی منزل پہ جا پہنچا۔کچھ ہی مدت کے بعد ایک مجلس منعقد فرمائی۔جس میں آپ نے اپنے بیٹے کو میرے حوالے کیا۔اس مجلس سے پہلے شیخ ابوسعید مہنہ سے طوس آئے۔ابوعلی ان کی خدمت میں گئے، تو انہوں نے فرمایا: کہ اے ابوعلی جلد ہی تو طوطے کی طرح بولنے لگے گا۔بس پھر کیا ہوا مجھ پر ابوابِ سخن کھل گئے۔اور وہ واپس چلے گئے۔

شیخ ابوبکر بن عبداللہ طوسی نساج

آپ ابوالقاسم کرہ کانی (گرگانی) کے اصحاب سے تھے۔ابوبکر دینوری سے بھی صحبت رکھتے تھے۔آپ سے پوچھا گیا کہ مطلوب کا دیدار کیسے ہو سکتا ہے۔آپ نے فرمایا: دیدۂ صدق سے آئینہ طلب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا: پانی کا تصور پیاس نہیں بجھا سکتا، اور آگ کی فکر گرمی سے نہیں پہنچا سکتی۔اور طلب کا دعویٰ مطلوب تک نہیں پہنچا سکتا۔فرمایا: کہ جب تک ہستی موہوم کو جلا نہ دیا

Marfat.com

جائے۔اور دیدۂ دل کو غیرت کی سوئی سے سی کر غیر اللہ کو دیکھنے سے باز نہ کرلیا جائے زمین میں کچھ نہیں بویا جاسکتا۔

کہتے ہیں: کہ آپ نے ابتدائے طلب میں بہت مجاہدے کیے۔لیکن کوئی مجاہدہ آپ کو مشاہدہ تک نہ پہنچا سکا۔خداوندِ عزوجل کی درگاہ میں بہت روئے،تو ندا آئی کہ اے نساج تو اپنی طلب کے ورد پر قناعت کر تجھے پالینے سے کیا کام۔

آپ نے کہا الٰہی میری پیدائش میں کیا حکمت ہے۔جواب آیا تمہاری تخلیق میں یہ حکمت ہے، کہ میں تمہاری روح کے آئینے میں خود کو دیکھوں اور تیرے قلب میں اپنی محبت کو دیکھوں۔آپ شیخ احمد غزالی کے مرشد ہیں۔

شیخ ابونصر قبانی

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: کہ آپ نے بہت اچھے سفر کیے۔اور بہت مشائخ کو دیکھا۔ شیخ ابوعمرا کاف کواردن میں دیکھا۔اوران کی بہت خدمت کی۔ابوعمر نجید، شیخ ابونصر، اور عبداللہ مانک کو بھی دیکھا تھا۔ارغان میں شبلی کے شاگرد ہوئے۔

شیخ ابومنصور گاذر

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: کہ وہ پُر رعب درویش تھے۔انہوں نے بہت سے مشائخ کو دیکھا۔عمو سے بڑے تھے۔شیخ احمد نجار استرآبادی کو دیکھا۔اور کتاب لمعہ کے مصنف ابونصر سراج سے بھی ملے۔

اسماعیل دباس جیرفتی

شیخ الاسلام نے انہیں اپنے پیرانِ عظام میں شمار کیا ہے۔اور کہا کہ وہ پیر روشن ضمیر تھے۔شیخ مومن شیرازی کو دیکھا تھا۔

شیخ ابوالحسن البشری سجزی

Marfat.com

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ آپ میرے پیروں میں سے تھے۔ایسے مشائخ جنہیں میں نے دیکھا تھاوہ تین تھے۔خرقانی اورطاقی یہ دونوں جاسوس القلوب تھے۔اورابوالحسن بشری صوفیاء کی روایات کے ثقہ راوی تھے۔آپ نے بہت سے مشائخ کودیکھا،جن میں سیروانی شیخ ابوالحسن جہضم ،ابوبکرطوسی ،ابوعمرنجید،نوری ،ابوذرعہ طبری اورمصری تھے۔آپ ابوعبداللہ خفیف کے شاگرد تھے۔

کاکاابوالقصر بستی

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ وہ ایک بزرگ شخص تھے۔جب میں چھوٹا تھا تو میرے باپ مجھے ان کے پاس لے جاتے تھے۔وہ مجھے جمعہ کے روز دو بزرگوں کے یاس لے جاتے تھے۔تاکہ وہ میرے سر پہ شفقت کا ہاتھ رکھیں اوردعادیں۔لیکن ان کے پاس نہیں لے جاتے تھے۔کہ یہ ملامتی درویش تھے۔شیخ ابوالحسن تیشہ سازاوران کے بھائی ابواحمد،کاکاابوالقصر کے مریداورخادم تھے۔

کاکااحمد سنبل اوران کے بھائی محمد خواجہ

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ کاکا احمد سنبل اپنے بھائی سے باطن میں بڑے درجے پر تھے۔اوران کے بھائی ظاہر میں زیادہ پرہیزگار تھے۔اور بہت صاحبِ کرامت تھے۔

ابوالحسن مثنیٰ

آپ کانام علی بن مثنیٰ ہے۔

شیخ ابوسعیدابوالخیرفرماتے ہیں: کہ میں جوان تھا،جب استرآباد میں شیخ ابوالحسن کے پاس آیا۔اورآپ صاحبِ فضل اور بڑے شان وشوکت والے بزرگ تھے۔شیخ شبلی کے صحبت یافتہ تھے۔

شیخ مومن شیرازی

Marfat.com

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: شیخ اسماعیل دباس نے بتایا، کہ میں حج کی نیت سے شیراز پہنچا۔ایک مسجد میں قیام کیا، وہاں میں نے شیخ مومن کو دیکھا وہ درزی کا کام کرتے تھے۔ میں انہیں سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گیا۔انہوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔میں نے بتایا حج پہ جارہا ہوں۔انہوں نے پوچھا تمہاری والدہ حیات ہے میں نے کہا جی ہاں۔انہوں نے کہا میں نے ننگے سر اور ننگے پاؤں بغیر زادِ راہ کے اور بغیر کسی ہمراہی کے پچاس حج کیے ہیں۔میں ان کا ثواب آپ کو دیتا ہوں تم جا کر اپنی ماں کا دل خوش کرو اس کا ثواب مجھے دے دینا۔

ابوسعید معلم

شیخ الاسلام نے فرمایا: کہ آپ روشن ضمیر تھے۔شیخ ابراہیم گیلی کو آپ نے دیکھا۔

شیخ محمد ابوحفص

شیخ الاسلام نے آپ کو اپنے پیروں میں شمار کیا ہے۔

شیخ ابواللیث فونشنجی

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: لیث فونشنجی خدا رسیدہ بزرگ اور عارف تھے۔

محمد بن عبداللہ گاذرہروی

آپ ہرات میں اپنی قوم کے ایک بڑے بزرگ تھے۔آپ کا ذکر تا میں یوں آتا ہے کہ آپ محمد بن عبداللہ قصاری ہروی ہرات کے نوجوان مشائخ میں سے ہیں۔

خواجہ عبداللہ بوذہل (رئیسِ شہرِ ہرات) آپ سے بڑی ارادت رکھتا تھا۔ایک دن آپ نے اس سے کہا کہ آخر ایک دن تو مجھے اس شہر سے نکال دے گا۔اور قسم کھائی۔اتفاقاً جب آپ ترک دنیا کے بارے میں گفتگو کرتے، تو لوگ دنیا چھوڑنے لگے، اور اپنی املاک سے باہر آنا شروع ہو گئے۔خواجہ عبداللہ نے آپ سے معذرت کی، اور کہا کہ آپ شہر سے باہر چلے جائیں۔کیونکہ آپ کی باتیں لوگوں کو نقصان دیتی ہیں۔یعنی جب لوگ دنیا چھوڑ دیتے ہیں، تو

Marfat.com

بادشاہ کی دولت بھی کم ہو جاتی ہے۔

قرنبخ

شیخ الاسلام کہتے ہیں: کہ آپ درویش پیر تھے۔ اور آپ ولایت کے ساتھ ساتھ صاحبِ فراست بھی تھے۔ آپ گاذرگاہ میں مدفون ہیں۔

خواجہ خیر چہ

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ آپ غلام تھے۔ مگر صاحبِ کرامات۔ آپ کے مالک نے آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ نے گاذرگاہ میں خانقاہ بنائی۔ اور وہیں قیام کیا۔

ابوعبداللہ احمد

آپ کے والد کا نام عبدالرحمٰن بن نصر المالینی تھا۔ ہرات کے بزرگ مشائخ میں سے تھے۔ شیخ عمو کے معاصر تھے۔ اور ان کے ساتھ حج کیا۔ حرم کے مشائخ کو دیکھا اور ان سے صحبت کی۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک عبداللہ بن محمد بن ابراہیم تھے۔ آپ نے فرمایا: میرے شیخ نے ایک دن مجھے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس جاؤ اور میرا پیغام اس طرح دے کر آ جاؤ۔ جب میں ان کے امر سے چند قدم چلا تو خود کو مکہ معظّمہ میں پایا۔ آپ کا پیغام پہنچانے کے بعد چاہا کہ حج کر لوں۔ اس شخص نے کہا کہ اپنے شیخ کے حکم کے خلاف نہ کر۔ چلا جاو گرنہ تین ماہ تک راستے میں رہے گا۔ آخر وہ واپس آئے۔ اور نمازِ ظہر ہمارے ساتھ گزاری۔

آپ کی قبر مالین میں ہے۔

شیخ ابوذر بوزجانی

شیخ الاسلام نے کہا: کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اسے دیکھا۔

ایک دن سلطان محمود غزنوی کے والد سبکتگین (م ۳۸۷ھ) آپ سے ملنے آیا۔ آپ نے اسے بہت سخت نصیحتیں کیں۔ سلطان محمود ابھی چھوٹا تھا۔ اسے شیخ کے پاس لائے۔

Marfat.com

آپ نے اس سے بڑا پیار کیا اور پہلو میں بٹھایا۔

شیخ احمد نصر

آپ اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت حصری کو دیکھا۔ شیخ ابوالعباس قصاب کے معاصر ہیں۔ آپ نے بیس حج کیے، اور زیادہ تر خراسان سے احرام باندھ کر کیے۔ ایک بار حرم میں اسرار سے متعلق ایسی گفتگو کی، کہ وہاں پر موجود دو سو اسّی (۲۸۰) صوفیا نے آپ کو حرم سے باہر نکال دیا۔ حصری اسی لمحے اپنے گھر سے باہر آئے، اور اپنے خادم سے کہا کہ وہ جوان جو خراسان سے ہر سال آتا ہے اگر وہ آیا تو اسے اندر نہ آنے دینا۔ جب احمد نصر وہاں پہنچے اور (حصری کا پیغام) خادم سے سنا تو بے ہوش ہو گئے۔ چند روز کے بعد حصری باہر آئے تو فرمایا: آپ نے جو ترکِ ادب کیا ہے اس کی سزا کے طور پر آپ کو باہر رکھا ہے۔ طرطوس میں کافروں نے مسلمانوں کو گرفتار کیا ہے اور ان کے گھر بار کو ویران کر دیا ہے۔ آپ دن میں خوکبانی کرو اور رات کو صبح تک نماز پڑھو اور سونا ترک کر دو شاید ان پیروں کا دل تم سے راضی ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا؛ اور بالآخر حصری نے آپ کو ان الفاظ میں خطاب کیا:

''اے میرے بیٹے! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک'' اور پھر جب آپ حرم شریف میں آئے تو پیرانِ حرم نے آپ کا استقبال کیا اور تعظیم کی۔

ابوعلی الشنبوی المروزی

آپ کا نام محمد بن محمد بن عمر بن شنبویہ ہے۔ آپ ابوالعباس سیاری کے اصحاب میں سے ہیں۔

مشائخِ صوفیہ کی تاریخ میں قاسم بن قاسم ابوالعباس آپ امام احمد بن سیار مروزی کی بیٹی کی اولاد ہیں۔ آپ ابوعلی دقاق اور شیخ ابوسعید ابوالخیر کے معاصر ہیں۔

معشوق طوسی

Marfat.com

آپ کا نام محمد تھا۔آپ مجنون عاقلوں میں سے تھے۔مگر بہت بڑے بزرگ۔آپ شہر طوس کے رہنے والے تھے۔آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر نے آپ کو دیکھا۔عین القضات ہمدانی نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ محمد معشوق نماز نہیں پڑھتے تھے۔خواجہ محمود حمویہ اور خواجہ امام احمد غزالی فرماتے ہیں کہ روزِ قیامت صدیقین کو یہ تمنا ہوگی کہ کاش ہم خاک ہوتے اور محمد معشوق اس پر قدم رکھتے۔

شیخ ابوالعباس شقیانی

شیخ ابوالخیر آپ کے ہم عصر تھے۔آپ کا نام احمد بن محمد تھا۔بہت سے مشائخ کو آپ نے دیکھا آپ اہلِ تصوف کے اکابرین سے ہیں۔

امیر علی عبور

عین القضات نے اپنے بعض مکتوبات میں بیان فرمایا ہے: کہ حضور وغیب کبھی یکساں نہیں ہوسکتے۔بلکہ دل باوجود قرب القلوب کے قرب الابدان کا تقاضا بھی کرتا ہے۔آپ کہتے ہیں: کہ امیر علی عبور بزرگ پیر تھے۔آپ کا ایک مرید محمد شہر آبادی نام کا تھا۔آپ نے ایک روز اسے فرمایا کہ جاؤ بازار سے یہ چیز لے کر آؤ۔اس کے پاس وہ چیز خریدنے کے لیے رقم نہ تھی۔ اس نے اپنے آپ کو فروخت کیا اور جو چیز اس کے پیر نے چاہی تھی وہ خرید کر ان کی خدمت میں بھیج دی۔جس شخص نے اس مرید کو خریدا تھا چند دن کے بعد اس واقعہ سے آگاہ ہوا۔اس نے چاہا کہ اسے اس پیر کے پاس لے جائے۔جب وہ پیر کے پاس حاضر ہوئے تو امیر علی نے فرمایا: اے جواں مرد کئی ہزار سال سے میری جان غیب میں تیرے عشق میں جلتی رہی۔لیکن بات اسی پر ختم نہیں ہوئی بلکہ مجھے تمہارے ظاہری فراق نے بھی جلایا۔وہ اور محمد معشوق ہم عصر دوست تھے

ابوالفضل بن محمد بن الحسن الختلی

Marfat.com

صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں: کہ طریقت میں میری اقتداء ان سے ہے۔آپ حصری کے مرید اور صاحبِ راز ہیں۔ وہ ابوعمر قزوینی اور سالبہ کے معاصر تھے۔ ساٹھ سال بحکمِ خلوت، گوشہ نشینی اور گم نامی کے لیے لوگوں سے دور رہے۔اور زیادہ وقت جبلِ لگام میں گذارا۔

صاحبِ کشف المحجوب فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ صحرا میں اولیاء اللہ کا اجتماع تھا۔ حصری مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں میں نے ایک گروہ دیکھا جس کا ہر فرد ایک تخت پر آرہا تھا۔حصری نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک جوان آرہے ہیں۔جن کی نعلین پرانی ہے۔اور ٹوٹا ہوا عصا تھا۔ پاؤں بے کار اور جسم پر لباس نہیں تھا۔اور بے حد کمزور تھے۔حصری نے انہیں دیکھتے ہی جا کر انہیں پکڑا اور ایک بلند جگہ پر ان کو بٹھایا۔ میں متعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں۔حصری نے بتایا کہ یہ ایسے اولیائے حق تبارک وتعالیٰ سے ہیں جو ولایت کے تابع نہیں ہیں۔ بلکہ ولایت ان کے تابع ہے۔اور وہ ابوالفضل تھے۔

دمشق کے نزدیک برسرِ عقبہ ایک گاؤں ہے جس کا نام بیت الجن ہے۔وہاں آپ کی وفات ہوئی۔

ابومنصور سوختہ

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ منصور سوختہ کے ساتھ قہندز میں ایک پیر تھے۔ جب انہوں نے خود کو جلانا چاہا تو یہ ان کے لیے جل گئے۔اس لیے ان کا نام سوختہ پڑ گیا۔آپ بڑے شدید صادق آدمی تھے۔

ابوحفص غاوردانی

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: کہ اگر ابوحفص غاوردان زندہ ہوتے تو آپ اپنی چادر سے اپنا منہ چھپا لیتے۔ اور اس میں سے انہیں دیکھتے۔ میں نے انہیں دیکھا وہ بزرگ سید تھے۔ صاحبِ کرامت اور عظیم فراست کے مالک تھے۔ان کے دوستوں سے دوستی تھی۔ان کے

Marfat.com

دوست ان کے علاوہ کسی کو دوست نہیں رکھتے تھے۔ جب تک ان کے دوستوں سے دوستی نہ ہو۔ ان کے دوستوں کو نہیں پہچانا جا سکتا۔

بو بشر کواشانی، احمد مرجانہ اور احمد کاہ دستانی تینوں ان کے ہم عصر اور ہم سماع تھے۔

شیخ احمد حاجی

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ یہ شیخ احمد جامی میرے پیروں سے ہیں۔ آپ نے شیخ حصری اور ابوالحسن طرزی کو دیکھا۔

شیخ ابوسلمہ باوردی

شیخ الاسلام ہروی انصاری کہتے ہیں: کہ آپ میرے پیروں میں سے ہیں۔ آپ بیک وقت خطیب، صوفی، سیاح اور میرے بزرگ تھے۔ آپ نے بہت سے مشائخ کو دیکھا، جن میں ابوعبداللہ رودباری، عباس شاعر، ابوعمر نجید اور ابو یعقوب نہر جوری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

ابوعلی کیال

شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے بچپن میں شیخ ابوعلی کیال کو دیکھا آپ سیستان کے شیخ تھے۔ ملامتی طریقہ رکھتے تھے۔ آپ کرامت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ کرامت سے بلند تر تھے۔ شیخ احمد نصر، شیخ ابوسعید مالینی آپ کے ساتھ سرائے صوفیہ کے صفہ پر تھے۔ اور میں بھی وہاں حاضر تھا۔

ابوعلی زرگر

شیخ الاسلام کہتے ہیں: کہ آپ میرے پیروں میں سے ہیں۔ اور پیروں میں سے بزرگ صوفی تھے۔ آپ ابوالعباس قصاب آملی کے شاگرد ہیں۔

Marfat.com

علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔آپ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کے مرید ہیں۔ بہت سے مشائخ کے ساتھ آپ کی صحبت رہی۔آپ کی تصنیف کشف المحجوب بہت معروف ہے۔جس میں بہت سے لطائف اور حقائق درج ہیں۔ جوفنِ تصوف کی معتبر کتاب ہے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی سے پوچھا کہ درویش کے لیے کونسی کمترین چیز چاہیے جس سے وہ اسمِ فقر کا سزاوار ہو۔آپ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں:

ا۔پہلی چیز پارہ صحیح بنانا جانتا ہو۔۲۔بات سچی کرتا اور سنتا ہو۔۳۔زمین پر سچائی سے قدم رکھتا ہو۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک گروہ میرے ساتھ تھا۔اور اس گروہ میں شامل ہر ایک نے اس موضوع پر بات کی۔ میں نے کہا کہ پارہ صحیح بنانے سے مراد یہ ہے کہ فقر کے لیے ہو نہ کہ زیب وزینت کے لیے اگر فقر کے لیے بنائے تو اس کی وہ محنت صحیح ہے۔اور بات کی سچائی کا مفہوم یہ ہے کہ حال کے مطابق ہو خواہش کے لیے نہ ہو۔اور وجد کے لیے اس میں تصرف نہ کرے، نہ لہو ولعب کے لیے۔اسے زندگی کے لیے فہم میں لائے نہ کہ اپنی عقل کے ذریعے۔اور زمین پر سچائی سے پاؤں رکھنے سے مراد یہ کہ وجد میں زمین پر پاؤں رکھے نہ کہ لہو ولعب اور غرور سے۔میری یہ بات بعینہٖ جب اس بزرگ کے سامنے بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا: درست ہے اللہ اسے جزا دے۔

خواجہ احمد حماد سرخسی

صاحبِ کشف المحجوب فرماتے ہیں: کہ وہ اپنے عہد کے جنگجو آدمی تھے۔کافی عرصہ میرے ساتھ ان کی رفاقت رہی۔آپ نے اپنی توبہ کے بارے میں بیان فرمایا: کہ میں جنگل میں اونٹ چَرایا کرتا تھا۔ایک دن جنگل کا شیر آیا اور ایک اونٹ لے گیا۔اپنے کچھار میں لے جا کر اس کے سر پہ کھڑے ہو کے شیر نے آواز دی، جنگل کے تمام درندے اکٹھے ہو گئے، اور سب

Marfat.com

اسے چیر پھاڑ کے کھانا شروع ہو گئے۔اور خود شیر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔گیدڑ، بھیڑیے، لومڑی، اور اس طرح کے سب جانوروں نے خوب کھایا اور پیٹ بھر کر واپس چلے گئے۔ایک ٹکڑا بچا تھا شیر نے چاہا کہ اسے کھالے، مگر دور سے ایک لومڑی آتی دکھائی دی۔شیر پیچھے ہٹ گیا اور وہ ٹکڑا اس لومڑی کے لیے چھوڑ دیا۔جب وہ بھی پیٹ بھر کے چلی گئی تو جو کچھ بچا کھچا تھا اس سے تھوڑا بہت شیر نے کھایا میں دور کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔شیر جب وہاں سے جانے لگا تو اس نے زبانِ فصیح سے کہا: ''اے احمد لقمہ قربان کرنا کتوں کا کام ہے مردانِ دین کا کام تو جان قربان کرنا ہے۔ ''جب میں نے یہ منظر دیکھا اور اس کی بات سنی تو اپنے تمام مشاغل چھوڑ دیے۔بس یہ میری توبہ کی ابتداء تھی۔

ادیب کمندی

صاحبِ کشف المحجوب کے معاصرین سے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ بیس سال پاؤں پہ کھڑے رہے۔بغیر تشہد نماز کے کبھی نہ بیٹھے۔ان سے پوچھا گیا کہ آپ بیٹھتے کیوں نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میرا درجہ ابھی وہ نہیں کہ مشاہدۂ حق کے سامنے بیٹھ جاؤں۔

شیخ ابوعبداللہ الصومعی

گیلان کے بزرگ مشائخ میں سے اور وہاں کے رئیس زاہدوں میں سے تھے۔ صاحبِ کرامات عالیہ تھے۔آپ اللہ سے جو بھی دعا کرتے قبول ہوتی۔

کہتے ہیں: ان کے دوستوں کی ایک جماعت تجارت کے لیے سمرقند گئی ہوئی تھی۔ جب وہ لوگ سمرقند کے نزدیک پہنچے تو وہاں انہیں ڈاکوؤں نے آگھیرا۔آپ کی جماعت کے لوگوں نے اپنے شیخ (یعنی ابوعبداللہ صومعی) کو پکارا۔تو کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ ان کے درمیان کھڑے ہیں۔اور فرما رہے ہیں۔''سبوحٌ، قدوس ربنا اللہ'' اے لٹیرو دور ہو جاؤ۔تو وہ

Marfat.com

لٹیرے بکھر گئے۔اوران میں سے کوئی فرداتنی ہمت بھی نہ کرسکا کہ اپنے گھوڑے کوسنبھالے۔اور پھراسی وقت شیخ ان کی نظروں سے غائب ہوگئے۔جب وہ لوگ واپس گیلان آئے تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ شیخ ہرگز کہیں نہیں گئے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی اسی بزرگ کے نواسے ہیں۔

قاضی ابراہیم باخرزی

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: کہ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کو دیکھا میں نے عرض کیا اے خداوندِ جل شانہٗ بندہ کس طرح خدا تک پہنچ سکتا ہے ۔جواب ملا جب میری طرف آنے میں کوئی چیز حائل نہ ہوتو بندہ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔

پیر محمد کشو

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: کہ وہ سچے تائب تھے۔انہوں نے وصال کے لیے کئی ریاضتیں کیں۔یعنی روزۂ وصال رکھا۔

ایک وقت جب وہ وصال میں تھےتو میں ان کے پاس تھا۔کہنے لگے مجھے چالیس دن کہے ہیں مگر میں اسے اسی دن میں مکمل کروں گا۔مگر پھر کہا کہ(۱۰۰)دن۔واللہ اعلم۔

مجھے فرماتے تھے کہ اگرتم (دنیا سے) باہر آجاؤ تو شرق وغرب میں تمہارے جیسا کوئی نہ ہوگا۔

شیخ عبداللہ زاہد ہروی

آپ نے تیس سال روزۂ وصال رکھا۔آپ اپنے وقت کے مشہور ومعروف اور صاحبِ کمال بزرگ تھے۔ان کے خواجگان میں سے کسی نے ازراہِ ارادت اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی تھی۔آپ بارہ سال ان کے گھر میں رہے۔لیکن بیوی کے نزدیک نہ گئے۔

جب شیخ الاسلام جامی ہرات پہنچے، شیخ عبداللہ زاہد ہروی نے اپنی بیوی سے کہا میرا

Marfat.com

لباس لاؤ تا کہ میں شیخ احمد کی خدمت میں جاؤں۔سنا ہے کہ وہ مردِ بزرگ ہیں۔میں دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے۔آپ کی بیوی نے کہا!اگر آپ ازراہِ امتحان جارہے ہیں تو نہ جاؤ۔اور اگر ان کا فرمان بجالانے کا ارادہ ہے تو ضرور جاؤ۔آپ شیخ الاسلام کے پاس آئے اور سلام کیا۔انہوں نے فرمایا:''آپ کی بیوی کیا کہتی تھی''عرض کیا وہ کہتی تھی کہ ان کا فرمان ماننا۔آپ نے فرمایا:'' پھر واپس جاؤ اور کوچۂ سنگین سے گزرنا۔محمد قصاب مروزی کردرانی کی دکان پر گوشت پکا ہوا ہے۔ وہاں سے وہ لے کر اور کچھ روغن اور شیرۂ انگور اور سبزیاں لے کر اپنے گھر جاؤ۔یہ سامان اٹھا کر غرور و تکبر چھوڑ دینا اور بیوی سے کہنا کہ سالن پکائے۔اور وہ گھی اور دوشاب کا حلوہ بنا کر اپنی بیوی کے ساتھ مل کر افطار کرنا۔اور اس کے بارہ سالہ حقوق جو آپ پہ واجب ہیں۔اور آپ نے پورے نہیں کیے وہ پورے کرو اور پھر حمام پہ جا کے غسل کرو۔پھر اس وقت جو چیز ان بارہ سالوں میں آپ طلب کرتے رہے ہو اگر وہ نہ ملے تو آ کے میرا دامن پکڑ لینا۔شیخ چونکہ اس کام کی قوت نہیں رکھتے تھے۔وہ فکر مند ہوئے۔شیخ جام ان کی سوچ کو جان گئے۔اور فرمایا آپ ڈریں نہیں اگر ضرورت ہوئی تو مجھے یاد کر لینا چنانچہ جب آپ گھر آئے اور کھانا تیار ہوا کھانا کھاتے ہوئے انہیں قوتِ مردی کا احساس ہوا۔آپ نے اپنی بیوی سے اس کا اظہار کیا۔اس نے کہا کہ آپ پہلے کھانا کھائیں پھر جو چاہتے ہو کریں گے۔کھانے کے بعد جب آپ اپنی بیوی سے ہم آغوش ہوئے تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ اس کام کے قادر نہیں ہیں۔چنانچہ انہوں نے شیخ کو یاد کیا۔شیخ ایک مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے۔وہ مسکرائے،اور فرمایا:اے زاہد خوف نہ کھاؤ اپنا کام کرو۔چنانچہ زاہد نے اپنا کام مکمل کیا۔اور پھر حسبِ ہدایت حمام پہ جا کے غسل کیا۔تو اسی لمحے ان پر شہر کی چار دیواری کے اندر جو کچھ تھا وہ ظاہر ہو گیا۔

جب شیخ الاسلام کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: کہ میرا کیا جرم ہے آپ کی ہمت ہی شہر کی چار دیواری سے زیادہ نہ تھی۔اگر ہمت ہوتی تو شہر کی چار دیواری تو کیا دنیا کی چار دیواری کے اندر جو کچھ تھا وہ آپ پہ ظاہر ہو جاتا۔

Marfat.com

بیبک مرویہ

شیخ ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہیں: کہ شہرِ مرو میں آپ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک ظلم بیان کرنے آیا ہوں۔ ہم نے پوچھا کیا؟ انہوں نے کہا لوگ دعا کرتے ہیں کہ ایک لمحہ بھی خود سے دور نہ کرنا۔ اور میں تیس سال سے دعا گو ہوں کہ آنکھ جھپکنے جتنی مہلت مل جائے کہ وہ مجھے الگ کرے اور میں سوچوں کہ میں کون ہوں یا میں ہوں بھی کہ نہیں۔ مگر ابھی تک مہلت نہیں ملی۔

باب ارسلان

آپ ترک کے قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ خواجہ احمد یسوی کہ جن کا ذکر آگے آئے گا۔ پہلے ان کی نظر سے تربیت پائی پھر خواجہ یسو ہمدانی کے پاس حاضر ہو کر کمال کو پہنچے۔ اور ان کے خلیفۂ سوم بنے۔

منصور اتا آپ کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے پہلے آپ سے تربیت پائی۔ پھر اپنے والد کے حکم پر خواجہ احمد یسوی کے پاس جا کر کمال حاصل کیا۔ اور ان کے خلیفۂ اول بنے۔

منصور اتا کے بیٹے عبدالملک خواجہ، ان کے بیٹے تاج خواجہ، ان کے بیٹے زنگی اتا جو حکیم اتا کے پہلے خلیفہ ہیں۔ ان سب کا ذکر اگلی صدی کے بزرگوں میں آئے گا۔

Marfat.com

چھٹا معیار

چھٹی صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی الطّوسی

آپ کی کنیت ابو حامد، لقب زین العابدین اور تصوف میں آپ کی نسبت شیخ ابوعلی فارمدی سے ہے۔

شروع میں آپ نے طوس اور نیشاپور میں علم حاصل کیا۔ اور پھر ان کی تکمیل کی۔ نظام الملک سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کی بڑی قدر کی۔ ۴۸۴ھ میں آپ بغداد گئے۔ وہاں آپ نے زہد وتقویٰ کی تربیت حاصل کی۔ اور ۴۸۸ھ میں حج کیا۔ پھر شام آ گئے۔ اور ایک مدت وہاں گذاری۔ پھر آپ نے بیت المقدس، مصر اور اسکندریہ کی سیر کی اور واپس اپنے وطن لوٹ آئے۔ واپس آ کر آپ نے خلوت گزینی اختیار کی۔ اور بہت مفید کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً احیاء العلوم الدین، جواہر القرآن، تفسیر یاقوت التاویل چالیس، مشکوٰۃ الانوار وغیرہم۔

پھر دوبارہ آپ نیشاپور آئے۔ اور وہاں پر درسِ نظامیہ شروع کیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اسے چھوڑ کر وطن واپس آ گئے۔ اور صوفیہ کے لیے ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی، اور طلباء کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اور خود کو کارِ خیر میں مصروف کر لیا۔ ختمِ قرآن، ارباب قلوب کی صحبت اور تدریسِ علوم میں تادمِ آخر مشغول رہے۔

آپ کا وصال ۵۰۵ھ میں ہوا۔

(نوٹ: مشہورِ زمانہ کتاب کیمیائے سعادت بھی آپ کی تصنیف ہے: مترجم)

شیخ احمد غزالی

Marfat.com

آپ شیخ ابوبکر نساج کے اصحاب میں سے ہیں۔آپ معتبر کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں ایک سوانح (العشاق) ہے۔جس کی احادیث پر شیخ فخرالدین عراقی نے اپنی مشہور کتاب لمعات تصنیف کی۔

کہتے ہیں: ایک روز کسی نے ان سے ان کے بھائی حجۃ الاسلام کا حال پوچھا اور دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں۔انہوں نے بتایا کہ خون میں ہیں۔سائل انہیں ڈھونڈتا ہوا مسجد میں ان سے جاملا۔اور شیخ کے قول پر تعجب کرتے ہوئے ان سے قصہ بیان کیا۔آپ نے کہا کہ انہوں نے صحیح فرمایا ہے۔میں مسائلِ حیض پر غور وفکر کررہا تھا۔

قزوین کے صوفیوں میں سے ایک صوفی طوس پہنچا اور حجۃ الاسلام کے پاس آیا۔آپ سے آپ کے بھائی احمد کا حال پوچھا۔جوانہیں معلوم تھا انہیں بتایا۔انہوں نے پوچھا کہ آپ سے ان کی بات چیت ہے؟ انہوں نے کہاہاں۔تھوڑی دیر میں احمد آگئے۔انہوں نے فرمایا سبحان اللہ ہم نے طلب کیا تو احمد پالیا۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ قریب المرگ تھے تو ان کے مال مویشی کھل گئے اور آپ کے آگے پیچھے ہونے لگے۔آپ نے اپنی فہم وفراست سے کہا کہ جب ہم نیچے آگئے ہیں تو ہر کوئی چاہتا ہے کہ ہم اس پر سواری کریں۔

آپ کی وفات ۵۱۷ھ میں ہوئی۔آپ کی مزار قزوین میں ہے۔

خواجہ ابونجیب سہروردی نے آپ سے تربیت پائی۔

خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی

آپ کی کنیت ابویعقوب ہے۔طریقت میں آپ کی نسبت ابوعلی فارمدی سے ہے۔ شیخ عبداللہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی کے صحبت یافتہ ہیں۔اور بہت سے اولیاء آپ سے وابستہ ہوئے۔

آپ کی وفات ۵۴۵ھ میں ہوئی۔اور آپ مروند میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

خواجہ محمد پارسا نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں شرف الدین عقیل انصاری بخاری کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ آپ جب ہرات سے چل پڑے تو راستے میں آپ کی وفات ہوئی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ مگر آپ کے ایک مرید ابن النجار نے نقل کیا ہے کہ آپ کا مزار شہر مرو میں ہے۔

کہتے ہیں: کہ خواجہ یوسف نے چار خلفاء چھوڑے۔ ان میں سے ہر ایک آپ کے بعد دعوت وارشاد کے حوالے سے آپ کا قائم مقام ہوا۔

خلیفہ اول: خواجہ عبداللہ برقی: منسوب بہ برق، جو لفظِ برہ کا معرّب ہے۔ کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد برہ فروش تھے۔ آپ کی قبر بخارا میں شورستان کے ٹیلے پر شیخ ابوبکر اسحٰق کلابادی کے مزار کے قریب ہے۔

خلیفۂ دوم: خواجہ حسن انداقی: آپ کی کنیت ابومحمد اور والد کا نام حسین ہے۔ انداق، اندق کا معرّب ہے۔ جو ایک گاؤں کا نام ہے جو بخارا سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ آپ کی ولادت ۴۷۲ھ میں ہوئی۔ سالِ وفات ۵۹۲ھ ہے۔ اور آپ کی مزار بخارا کے دروازہ کلاباد کے باہر شیخ ابوبکر اسحٰق کلابادی کے مزار کے پاس مشرق کی جانب ہے۔

خلیفۂ سوم: خواجہ احمد یسوی: آپ کو اتا یسوی کہا جاتا ہے۔ ترکی میں اتا باپ کو کہتے ہیں۔ اور اس کا اطلاق بغیر بزرگ مشائخ پر بھی کیا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت یسی شہر میں ہوئی جو ترکستان کا شہر ہے۔ ترکی کے قدیم مشائخ میں سے باب ارسلان سے پہلے تربیت پائی، پھر خواجہ یوسف کے پاس درجۂ کمال کو پہنچے، اور حسبِ تقرر خواجہ یوسف، آپ خواجہ عبداللہ برقی اور خواجہ حسن انداقی کے بعد دعوتِ خلق کے لیے اپنے مرشد کے قائم مقام ہوئے۔ جب آپ کو اشارۂ غیبی کے تحت ترکستان جانا پڑا تو اپنے تمام مریدوں کو وصیت کی کہ وہ سب خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی خدمت میں رہیں۔ چہارم خلیفہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی ہیں ان کا ذکر آگے آئے گا۔

خواجہ احمد یسوی ترک کے مشائخ کے سربراہ تھے۔ اکثر مشائخ کی نسبت آپ سے

Marfat.com

ہے۔آپ کے بھی چار خلیفہ تھے۔

خلیفۂ اول: منصوراتا: آپ باب ارسلان کے فرزندِ رشید تھے۔آپ نے باپ سے تربیت پائی۔باپ کے فوت ہونے کے بعدان کی وصیت کے مطابق خواجہ احمد یسوی سے فیض پایا اور درجۂ کمال کو پہنچے اوران کے خلیفۂ اول قرار پائے۔

عبدالملک اتا: آپ منصوراتا کے بڑے بیٹے ہیں۔اوراپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔

تاج خواجہ: آپ عبدالملک اتا کے فرزند ہیں اورزنگی اتا کے والد ہیں۔آپ کواتا خواجہ بھی کہا جاتا ہے۔

خلیفۂ ثانی: سعیداتا ہیں۔

تیسرے خلیفہ: سلیمان اتا ہیں۔آپ ترک کے بڑے مشائخ سے ہیں۔درویشوں کے مقامات کے حوالے سے آپ کی پرحکمت باتیں ترکی زبان میں ہیں۔اورشافعی کی کتاب میں ان کا ترجمہ شامل ہے۔ان میں سے چندنکات درج ذیل ہیں۔

نکتہ: ہرشخص کوخضر سمجھ اور ہررات کوشبِ قدر جان۔

نکتہ: سب نیک ہیں میں بد۔

نکتہ: سب گندم ہیں میں جَو۔

چوتھے خلیفہ: حکیم اتا ہیں جوخوارزم کے علاقے میں ہوئے ہیں۔آپ کی مزار موضع آق قورغان میں مشہور ہے۔

زنگی اتا

آپ کوزنگی بابا بھی کہتے ہیں۔حکیم اتا کے پہلے اور بڑے خلیفہ ہیں۔آپ کا مسکن شاش میں تھااور وہیں آپ کا مزار بنا۔

خواجہ عبداللہ سے منقول ہے: کہ جب کبھی میں آپ کی زیارت کے لیے جاتا ہوں تو

Marfat.com

آپ کی قبر سے اللہ اللہ کی آواز سنتا ہوں۔

آپ باب ارسلان کی اولاد سے ہیں، تاج خواجہ کے بیٹے ہیں۔کئی سال اپنے والد سے تربیت پائی۔ان کے فوت ہونے کے بعد غیبی اشارے سے حکیم اتا کی خدمت میں آ گئے۔ حکیم اتا کی زوجہ محترمہ کا نام عنبر اتا تھا۔جب حکیم اتا فوت ہو گئے تو ان کی بیوی جو براق خان کی بیٹی تھی نام ان کا عنبر اتا تھا، ان سے زنگی اتا نے نکاح کر لیا۔عنبر اتا سے بہت اعلیٰ اولاد پیدا ہوئی۔ آپ کی اولاد کا ہر فرد عالم، فاضل اور کامل تھا۔اور اپنے زمانے کے سالکین کے مقتدا تھے۔

کہتے ہیں: کہ حکیم اتا سیاہ رنگ کے تھے۔ایک دن عنبر اتا کے دل میں یہ بات آئی کاش کہ حکیم اتا سیاہ رنگ کے نہ ہوتے۔حکیم اتا ان کے دل میں اُٹھنے والے خیال کو جان گئے۔ اور فرمایا کہ بہت جلدی آپ مجھ سے زیادہ سیاہ رنگ کے آدمی کی بیوی بنو گی۔ان کے بعد آپ کی شادی زنگی اتا سے ہوئی۔

بعض کہتے ہیں: کہ زنگی اتا ظاہری زندگی میں حکیم اتا سے نہیں ملے۔صرف حکیم اتا کی روحانیت سے تربیت پائی ہے۔حکیم اتا نے خوارزم میں وفات پائی۔اور زنگی اتا تاشقند میں رہتے تھے۔جب حکیم اتا کی وفات کی خبر سنی تو زنگی اتا ان کی زیارت کے لیے پہنچے۔جب عنبر اتا کی عدت کے دن پورے ہو گئے۔تو آپ نے ان کے کسی محرم کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیجا۔عنبر اتا نے معذرت کر کے منہ پھیر لیا اور گردن ٹیڑھی کر لی۔لیکن اتفاق یہ ہوا کہ آپ کا منہ اسی طرف ٹیڑھا ہو کے رہ گیا۔

آپ بہت مضطرب ہوئیں اتا زنگی نے جب ان کا جواب سنا تو کہا کہ عنبر اتا کو وہ وقت یاد نہیں رہا جب ان کے دل میں خیال آیا تھا کہ کاش! حکیم اتا سیاہ رنگ کے نہ ہوتے، اور حکیم اتا نے ان کے خیال سے آگاہ ہو کر فرمایا تھا کہ جلد ہی آپ مجھ سے زیادہ سیاہ رنگ کے شخص کی بیوی بنو گی۔تو وہ اشارہ میری طرف تھا۔عنبر اتا نے جب یہ سنا تو بہت روئیں اور بالآخر نکاح کے لیے راضی ہو گئیں۔اسی وقت ان کی ٹیڑھی گردن صحیح ہو گئی۔

Marfat.com

زنگی کے بھی چار خلیفہ تھے۔ ۱: اوزون حسن اتا، ۲: سیدا تا، ۳: صدرا تا، ۴: بدرا تا

چاروں خلفاء ابتدائے احوال میں بخارا کے ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک رات ان چاروں کے دل میں حصولِ طریقت کا شوق پیدا ہوا۔ علی الصبح انہوں نے اپنا گھر بار چھوڑا اور صحرا کی طرف نکل گئے۔ بالآخر ترکستان پہنچے اور زنگی اتا کی صحبت اختیار کی۔ اور پھر درجۂ کمال کو پہنچے۔

اوزون حسن اتا

آپ زنگی اتا کے پہلے خلیفہ ہیں۔

کہتے ہیں: زنگی اتا کو ان چار طالب علموں نے تاشقند کے صحرا میں دیکھا جو اپنے سرِ حال کے لیے گائے بھینسوں کو چراتے تھے۔ اور اس کی اجرت سے اپنی خوراک کا انتظام کرتے تھے۔ جب یہ نماز سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہوتے تو گائیں بھینسیں بھی چرنا چھوڑ دیتیں۔ اور ان کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتیں۔ یہ منظر دیکھ کر چاروں آپ کے پاس آئے اور سلام کیا۔ زنگی اتا نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ اور کیا چاہتے ہیں۔ چاروں نے بیک زبان کہا کہ ہم طالب ہیں اور ہمیں مرشد کی تلاش ہے۔ آپ نے فرمایا میں آپ کو اس کی نشانی دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے چاروں طرف نظر کی اور فرمایا کہ میں نے چاروں جہات کی ہوا سونگھی ہے مجھے کہیں بھی آپ کی رہنمائی کرنے والے مرشد کی خوشبو نہیں آئی سوائے اپنے۔ سیدا تا اور بدرا تا نے یہ بات سن کر سوچا کہ ہم تو سید اور عالم ہیں۔ کس طرح اس سیاہ رنگ کے چرواہے کے تابع ہو جائیں۔

اوزون حسن اتا اور صدرا تا نے انکار نہ کیا۔ زنگی اتا نے ان کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ایسی توجہ کی کہ چاروں کے دل جذب کر کے اپنی طرف کھینچ لیے۔ اور تکمیل کے بعد حسن اتا کو اپنا خلیفہ بنایا۔

Marfat.com

سیدا تا

آپ کا نام احمد تھا۔ اگر چہ آپ نے بہت ریاضتیں کیں لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر عنبر اتا سے سفارش کرائی۔ زنگی اتا نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ کی سیادت اور علم آپ کا سدِ راہ بنا۔ آپ نے پہلی بار جب مجھے دیکھا تو انکار کیا تھا۔ پس صدر اتا کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مقصد کو پہنچے۔

صدر اتا

آپ کا نام صدر الدین تھا۔ آپ زنگی اتا کے خلیفۂ سوم تھے۔

بدر اتا

آپ کا نام بدر الدین تھا۔ آپ زنگی اتا کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ صدر اتا و بدر اتا دونوں بخارا میں ہمیشہ ایک ہی حجرہ میں رہتے تھے۔ اکٹھے کھانا کھاتے تھے۔ اور ہم سبق تھے۔ ایک ہی چارپائی پہ اکٹھے سوتے تھے۔ زنگی اتا صدر اتا کے حال سے آگاہ تھے کہ انہوں نے انکار نہیں کیا تھا، مگر بدر اتا اپنے انکار کی وجہ سے فیض یاب نہیں ہو رہے تھے۔ آپ پھر عنبر اتا کی سفارش سے کامیاب ہوئے۔

شیخ حماد باس

آپ کے والد کا نام مسلم تھا۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ رحمۃ کے جملہ مشائخ میں سے تھے۔ کان احیاً و فتح علیه باب المعارف والاسرار وصار قدوة المشائخ الکبار شیخ ۔یعنی آپ امی تھے۔ لیکن معرفت کے اسرار و رموز آپ پر منکشف تھے۔ آپ اکابر مشائخ کے شیخ تھے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ جوانی میں ایک دن شیخ حماد باس کی صحبت میں انتہائی ادب و احترام سے بیٹھے تھے۔ اور جب وہاں سے اٹھے تو شیخ حماد باس نے فرمایا: کہ اس عجمی کا قدم

Marfat.com

وقت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ پھر سب نے سنا کہ آپ نے فرمایا: قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله "۔یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کے کندھوں پر ہے۔

شیخ حماد باس کی وفات ۵۲۹ھ میں ہوئی۔

حکایت: شام کے علماء میں سے ایک عبداللہ نام کے عالم تھے۔ جو کہتے ہیں کہ میں اور ابنِ سقا بغداد میں تھے۔ ان دنوں بغداد میں ایک بزرگ تھے جن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ غوث ہیں، کبھی ظاہر ہو جاتے ہیں اور پنہاں۔ میں اور ابنِ سقا اور شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ جو ابھی جوان تھے۔ ان کی زیارت کے لیے گئے۔ ابنِ سقا نے کہا کہ میں آج ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا کہ وہ جواب نہ دے پائیں۔ میں نے کہا کہ میں ان سے مسئلہ پوچھوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو ان کے پاس اس لیے جا رہا ہوں کہ ان کی برکات سے فیض حاصل کروں۔ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ غائب تھے۔ تھوڑی دیر بعد ظاہر ہوئے تو ابن سقا کی طرف غصے سے دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم ایسا مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو جس کا جواب میرے پاس نہ ہو۔ آپ کا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تیرے اندر آتشِ کفر کے شعلے اُٹھ رہے ہیں۔ اور مجھے کہا اے عبداللہ آپ مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو۔ اور دیکھنا چاہتے ہو کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے اور جواب اس کا یہ ہے۔ کہ دنیا تجھے تیرے مقام سے گرا دے گی۔ پھر شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کو مخاطب کیا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر بہت عزت کی، اور فرمایا کہ اے عبدالقادر! آپ نے ادب ملحوظ رکھ کر خدا اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کر دیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ منبر پر بیٹھ کر کہیں گے میرا قدم تمام اولیاء اللہ کے کندھوں پر ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام اولیائے وقت آپ کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں گے، یہ کہا اور غائب ہو گئے۔ اس کے بعد انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ ابنِ سقا بہت بڑے عالم تھے۔ آپ روم چلے گئے۔ روم کے بادشاہ نے آپ کی بہت قدر دانی کی اور اپنے پاس رکھ لیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ابنِ سقاء اسی بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہو گئے۔ اور بادشاہ سے رشتہ طلب کیا۔ اس نے کہا اگر آپ عیسائی ہو جائیں تو میں اپنی بیٹی

Marfat.com

آپ کے نکاح میں دے دوں گا۔ابنِ سقاء نے یہ شرط قبول کر لی۔آخر اُس غوث کی فرمائی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی۔اور عبداللہ نے دمشق میں اوقاف کی ملازمت اختیار کر لی۔اور صحیح دنیادار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ عبدالقادر نے اپنی خانقاہ میں مجلس منعقد کی۔جس میں عام مشائخ پچاس کے قریب حاضر تھے۔ان کے علاوہ شیخ علی ہیتی، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ ابونجیب سہروردی، شیخ جاگر، قضب البان موصلی اور شیخ ابوالسعود جیسے بزرگ مشائخ موجود تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے دورانِ گفتگو فرمایا قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی الله ۔شیخ علی ہیتی منبر پہ آئے اور آپ کا قدم مبارک پکڑ کا اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اور شیخ کے زیرِ دامن آ گئے۔پھر سارے مشائخ نے اپنی گردنیں جھکا کے خود کو شیخ کے سامنے پیش کیا ۔شیخ ابوسعید قیلوی کہتے ہیں: کہ جب شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے یہ بات کی اس وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کے دل پہ تجلی کی۔اور رسول کریم ﷺ ملائکہ مقربین کے گروہ کے ہاتھوں پر بیٹھ کر تشریف لائے۔اور اولیائے متقدمین ومتأخرین جو وہاں حاضر تھے ان میں زندہ لوگ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو فوت ہو چکے تھے اپنی ارواح کے ساتھ وہاں حاضر تھے۔جن کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنائی گئی۔ملائکہ اور رجالِ غیب نے اس مجلس کو درمیان سے پکڑ رکھا تھا۔اور سب ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ رہا۔جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔اور بعض کہتے ہیں کہ عجم کے ایک شخص نے انکساری نہ کی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا۔

حکیم سنائی غزنوی

آپ کا نام اور کنیت ابوامجد مجدود بن آدم ہے۔شیخ رضی الدین علی لالا کے والد کے چچا زاد تھے۔طبقۂ صوفیہ کے بڑے شاعروں سے تھے۔ان کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ ایک بار سردیوں میں سلطان محمود سبکتگین کافروں کی سرکوبی کے لیے غزنی سے نکلا، تو آپ نے اس کی مدح میں

Marfat.com

قصیدہ کہا، ایک مجذوب شراب کے نشے میں مخمور جو کہ ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا، آگ کی انگیٹھی کے قریب بیٹھا، اپنے ساقی سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ: سبکتگین کو بھی شراب کا ایک جام پلا دے۔ ساقی نے کہا کہ: وہ مردِ مسلمان نمازی ہے۔ مجذوب نے کہا کہ وہ مردِ ناخوشنود ہے۔ جو ملک اس کے زیرنگین ہے، اسے چھوڑ کر جا رہا ہے تا کہ کسی اور ملک پر قبضہ کرے۔ اور پھر کہا کہ ایک جام اس شاعر سنائی کو بھی دے، ساقی نے کہا: سنائی فاضل مرد ہے اور اس کی طبع لطیف ہے، مجذوب نے کہا کہ اگر اس کی طبع لطیف ہوتی تو وہ کسی ایسے کام میں مشغول ہوتا جو اس کے لیے کارآمد ہوتا۔ اس نے چند فضول باتیں کاغذ پر لکھی ہیں۔ جو کسی کام کی نہیں، اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کس کام لیے پیدا ہوا تھا۔ سنائی نے یہ بات سنی تو ان کے اندر انقلاب برپا ہوا، دنیا ہی بدل گئی۔ اور وہ راہِ عرفان و سلوک پر گامزن ہو گئے۔

مولانا جلال الدین رومی بیان فرماتے ہیں: کہ جب سنائی قریب المرگ تھے تو منہ سے کچھ کہہ رہے تھے۔ حاضرین نے کان لگا کر سنا تو وہ یہ شعر کہہ رہے تھے:

بیت

ترجمہ:۔ میں نے آج تک جو کچھ کہا اس سے توبہ کرتا ہوں

کیونکہ اس کلام میں کوئی معنی نہیں، اور، معنی میں کوئی کلام ہی نہیں۔

ایک دوست نے ان کا یہ جواب سن کر کہا! کہ کیا عجیب حال ہے: کہ شعر و سخن سے توبہ بھی شعر میں ہی کی جا رہی ہے۔ آپ کا وصال ۵۲۵ھ میں ہوا۔

خواجہ قطب الدین مودود

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم قرأت کے ساتھ حفظ کیا۔ اور پھر تحصیلِ علوم میں مشغول ہو گئے۔ آپ ابھی بیس سال کے تھے کہ آپ کے والد محترم خواجہ یوسف کا وصال ہو گیا، اور یوں آپ ان کے سجادہ نشین ہو گئے۔ انہی دنوں شیخ السلام شیخ احمد النامقی جامی علاقہ جام سے ہرات تشریف لائے۔ خواجہ قطب الدین مودود کے اکثر خدام ان کی خدمت میں

Marfat.com

جانے لگے، تو ان کے عقید تمندوں کو ناگواری محسوس ہوئی۔ شیخ الاسلام نے اس معاملہ کو کمال محبت سے حل کرنے کی کوشش کی اور انہیں اپنی محبت کی کشش سے اپنے پاس بلایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ تین دن خواجہ، شیخ الاسلام کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کیے۔ اور شیخ الاسلام کی نوازشات سے مشرف ہوئے۔ اور پھر بلخ و بخارا کی جانب تشریف لے گئے۔ چار سال بعد پھر چشت واپس آئے۔ شاہ سنجان رکن الدین محمود آپ کی تربیت سے ہی فائز المرام ہوئے۔ اور شاہی لقب سے مفتخر ہوئے۔ اس سے پہلے آپ صرف خواجہ سنجان تھے۔ گاؤں سنجان کے شاہ سنجان ہمیشہ اس لقب پر فخر کرتے تھے۔

خواجہ مودود ۵۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ ابوبکر شادان

آپ قطبِ وقت تھے۔ آپ نے ۵۳۱ھ میں وصال فرمایا۔

عین القضات ھمدانی

آپ کا نام ابوالفضایل عبداللہ بن محمد المیانجی عین القضات ہے۔ آپ شیخ محمد بن حمویہ کے صحبت یافتہ تھے۔ آپ سے بہت سی خوارقِ عادات (کرامات) ظہور پذیر ہوئیں۔ بالخصوص زندہ کرنا اور موت دینا وغیرھم۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ میرے والد اور میں ائمہ کی ایک جماعت کے ساتھ ایک صوفی کے گھر میں رقص کر رہے تھے۔ اور ابوسعید ترمذی شعر پڑھ رہے تھے۔ میرے والد گریہ وزاری کر رہے تھے۔ اور فرمایا کہ خواجہ احمد غزالی کو میں نے دیکھا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ رقص کر رہے تھے، اور ان کے لباس کی نشانی بھی بتائی۔ ابوسعید نے کہا کہ مجھے مرنے کی آرزو ہے میں نے کہا کہ مر جاؤ، وہ اسی وقت گرے اور فوت ہو گئے۔ مفتیِ وقت موجود تھے، انہوں نے کہا کہ زندہ کو مردہ تو کر دیا ہے، کیا مردہ کو زندہ بھی کر سکتے ہو، میں نے پوچھا مردہ کون ہے۔

Marfat.com

مفتی صاحب نے کہا کہ سعید، میں نے کہا خداوندا سعید کو زندہ فرما۔ وہ اسی وقت زندہ ہو گئے۔

حبیب السیر میں مسطور ہے کہ سلطان سنجر کے ایک وزیر قوام الدین ابوالقاسم در کزینی، عین القضات کے قتل کے ارادے پر چڑھ دوڑا۔ الزام یہ دیا کہ آپ وعظوں کے ذریعے فسادِ اعتقاد پھیلا رہے ہیں۔ تمام فقہا نے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے، ان کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ وہی مدرسہ جس میں آپ درس دیتے تھے، اس کے دروازے پر آپ کے حلق میں پھندا ڈال کر لٹکایا گیا۔ بعدازاں آپ کے جسدِ خاکی کو جلا کر، اس راکھ کو اڑا دیا گیا۔ یہ واقعہ ۵۳۳ھ میں پیش آیا۔

کہتے ہیں: کہ عین القضات نے اپنی شہادت سے قبل ایک کاغذ سر بمہر کر کے اپنے اصحاب کے سپرد کیا، اور فرمایا کہ فلاں تاریخ کو نمازِ جمعہ کے بعد اسے کھول کے پڑھنا۔ اتفاقاً اسی روز آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جب کاغذ کھول کے پڑھا، تو اس پہ یہ رباعی درج تھی۔

رباعی

ترجمہ:۔ ہم نے دعا میں شہادت کی موت مانگی ہے
اور تین چیزیں بہت ہی کم قیمت کی مانگی ہیں
اگر دوست ایسا ہی کریں جیسا کہ ہم نے چاہا ہے
تو ہم نے آگ، لفظ، اور بوریا مانگے ہیں۔

فرمایا: جو چیز تیرے دل کو پسند ہے گویا وہی تمہارا خداوند ہے، اور ہوائے نفسانی ہی تمہار خدا ہے۔

فرمایا: صرف کہنا اور جاننا کہ اللہ ایک ہے، بے فائدہ ہے، کیونکہ آپ ہزار رب کے آگے سجدہ کرتے ہو۔

فرمایا: ہمت کی نشانی یہ ہے کہ نفع ونقصان پر نظر نہ رکھے، بلکہ مقصود پر نگاہ رکھے، اس کے علاوہ نہ رکھے۔

Marfat.com

فرمایا: انس اور آسائش، قناعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

فرمایا: صاحب ہمت کو درد ہونا چاہیے۔ چنانچہ ابوالحسن خرقانی فرماتے ہیں کہ نیک آدمی کے لیے ایسا درد ہے کہ خدا اُسے جہاں بھی لے جائے درد وہاں بھی اُس کے ساتھ ہوگا۔ جوان مرد کو ابدالاباد کے لیے ایسی استعداد پیدا کرنی چاہیے کہ وہ سردی کے موسم کو خریف میں بدل سکتا ہو۔ تاکہ اس کی غریبی اللہ کی طرف رجوع کرنے میں حائل نہ ہو۔

کہ ان کا بلانا بھی اُسے دور کرنے کے لیے ہو۔

ابوالعباس بن عریف صنہاجی اندلسی

آپ کا نام احمد بن محمد ہے۔ بہت سے طالب آپ کے گرد جمع ہوتے تھے۔ بادشاہ نے اپنے زوال کے خوف سے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا۔ آپ راستے میں ہی فوت ہوگئے ۔بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں پہنچنے سے پہلے اور بعض کہتے ہیں پہنچنے کے بعد فوت ہوئے۔

صاحبِ فتوحات اپنے شیخ ابوعبداللہ شعرانی سے نقل کرتے ہیں؛ وہ فرماتے ہیں: ایک روز میں اپنے شیخ ابنِ عریف کے ساتھ صحرا میں سیر کے لیے باہر آیا تو درخت اور جڑی بوٹیاں مجھ پر اپنے خواص بیان کرنے لگے۔ واپس آکر میں نے اپنے شیخ سے یہ واقعہ عرض کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے آپ کی تربیت اس لیے نہیں کی، خدا نے تیرا امتحان لیا ہے۔ میں نے آپ کو خداتعالیٰ کی طرف راہنمائی کی ہے نہ کہ اس کے غیر کی طرف، توبہ کر، اور توبہ کی صداقت کی علامت یہ ہے کہ آپ دوبارہ وہاں جائیں تو درخت اور جڑی بوٹیاں آپ سے کوئی بات نہ کریں۔ ابوعبداللہ شعرانی دوبارہ اُسی جگہ گئے اور کسی درخت یا جڑی بوٹی سے کوئی بات نہ سنی۔ تو سجدۂ شکر بجالائے اور اپنے شیخ کے پاس لوٹ آئے۔

شیخ ابن عریف کی وفات ۵۳۶ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی

آپ کی کنیت ابونصر۔آپ کے والد کا نام حسن ہے۔ جو جریر بن عبداللہ البجلی کے فرزندوں میں سے ہیں۔ شیخ کے بیالیس فرزند تھے۔جن میں انتالیس لڑکے تھے۔آپ کی وفات کے بعد چودہ بیٹے باقی بچے۔اور وہ سب عالمِ باعمل، پیشوائے کامل، صاحبِ کرامات و تصنیف اور مقتدائی خلق تھے۔خود شیخ اُمی تھے۔ بائیس سال کی عمر میں آپ کو توبہ کی توفیق ہوئی۔اور آپ پہاڑوں میں نکل گئے۔اٹھارہ سال کی سخت ریاضت کے بعد چالیس سال کی عمر میں رشد و ہدایت پر مامور ہوئے۔علمِ لدنی کے ابواب آپ پر کشادہ ہوئے۔اور آپ نے تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی جس میں علمِ توحید، معرفت، اسرار و حکمت، روشِ طریقت اور اسرارِ حقیقت بیان کیے۔اس کتاب پر کوئی عالم اور دانا اعتراض نہ کر سکا۔

آپ کے بیٹے شیخ ظہیر الدین عیسیٰ نے اپنی کتاب رموز الحقائق میں لکھا ہے کہ میرے والدِ محترم کے ہاتھ پر چھ لاکھ افراد نے توبہ کی۔اور گناہوں کا راستہ چھوڑ کر طاعت و عبادت کے راستے پر گامزن ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر کو وراثت کے طور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایک خرقہ پہنچا۔انہیں حکم ہوا کہ یہ خرقہ شیخ احمد کو دینا۔اور شیخ احمد نے اپنے بیٹے ابوطاہر کو وصیت کی کہ میری وفات کے چند سال بعد ایک نوجوان دراز قامت، خوبصورت آنکھوں والا جس کا نام احمد ہوگا وہ آپ کے پاس آئے گا۔اسے یہ میرا خرقہ دے دینا۔خرقۂ مذکور اس سے پہلے بائیس مشائخ نے پہنا۔پھر وہ شیخ الاسلام احمد کو عطا ہوا۔

اخی علی عابدی سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام جس وقت نامق کے پہاڑوں میں تھے تو آپ کے والد بیمار ہو گئے۔آپ کو خبر ملی تو آپ آئے مگر آپ کے آنے سے پہلے وہ فوت ہو چکے تھے۔شیخ الاسلام نے فوراً وضو تازہ کیا اور نمازِ ظہر ادا کی۔اور اپنے والد کے سرہانے بیٹھ گئے۔ آپ کی حالت متغیر ہو گئی۔اور آپ مناجات کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔اور عرض کیا کہ یا

Marfat.com

خداوندِ کریم مجھے تیری درگاہ سے یہ توقع نہ تھی۔ کہ میرا والد میری غیر موجودگی میں چلا جائے گا۔ اور اس کا حال مجھ پر ظاہر نہ ہوگا۔ نمازِ عصر تک آپ دعا کرتے رہے۔ اور پھر اپنے دستِ مبارک سے اپنے والد کی ٹھوڑی کو پکڑ کر گفتگو کرنے لگے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس جہاں کا حال بھی دیکھ لیا۔ اور اپنے بیٹے کا بھی۔ اور بیٹے سے فرمایا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا پہلے توبہ کیجیے پھر کلمۂ شہادت کہیے۔ خواجہ نے ایسے ہی کیا۔ اور پھر چھ دن تک زندہ رہے۔ پھر فوت ہوئے۔

شیخ احمد کی وفات ۵۳۹ھ میں ہوئی۔

سہلا سرخسی

عاقل مجذوب تھے۔ صاحبِ کرامات تھے۔ شیخ الاسلام جامی کے صحبت یافتہ تھے۔

حکیم عثمان بن محمد المختاری

حکیم سنائی غزنوی کے معاصر اور معتقد تھے۔ آپ ۵۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

جاریہ حبشیہ

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں: کہ جب ہم پہلی بار بغداد سے حج کے لیے روانہ ہوئے میں جوان تھا اور شیخ عدی میرے رفیقِ سفر تھے۔ ایک روز صحرا میں جاریہ حبشیہ برقع پوش ظاہر ہوئی۔ اور تیز تیز میرے چہرے کو دیکھنے لگی۔ اور پوچھا کہ اے جوان تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا عجم کا۔ اس نے کہا مجھے آج بہت رنج پہنچا۔ میں نے پوچھا کیا؟ اس نے کہا: اسی وقت میں نے علاقہ حبش میں دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ عزوجل نے آپ کے دل پر تجلی فرمائی ہے، اور ایک ایسی چیز عطا کی ہے جس کی مثل کسی اور کو عطا نہیں ہوئی۔ آپ کے علاوہ میں سب کو جانتی ہوں اور میں چاہتی تھی کہ میں آپ سے ملوں اور آپ کو دیکھوں اسی لیے یہاں پہنچی ہوں۔ اور پھر کہا کہ میں آج آپ کی صحبت میں ہی رہوں گی۔ اور آج رات آپ کے ساتھ افطار

Marfat.com

کروں گی ۔ یہ کہہ کر وہ اس وادی کی ایک طرف چلی گئی ۔ اور ہم دوسری طرف روانہ ہو گئے ۔ جب رات ہوئی تو ہوا سے ایک طبق اُترا ۔ جس میں چھ روٹیاں تھیں ۔ اس کے بعد تین پیالے پانی سے لبریز آ گئے ۔ ہم نے روٹی کھائی اور پانی پیا ۔ مگر نہ آج تک ایسا کھانا کھایا اور نہ کبھی ایسا پانی پیا ۔ پھر اس رات وہ ہم سے جدا ہو گئی ۔ اور پورا راستہ کہیں بھی ہم نے اسے نہ دیکھا ۔ جب مکہ پہنچے تو شیخ عدی پر طواف کے دوران تجلی واقع ہوئی ۔ اور وہ گر پڑے ۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ فوت ہو گئے ہیں ۔ اچانک دیکھا کہ وہی جاریہ ان کے سر پہ کھڑی کہہ رہی تھی ۔ کہ تمہیں وہ زندہ کرے جس نے تجھے موت دی ہے ۔ اور شیخ عدی فی الفور اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ بعد ازاں طواف کے دوران مجھے بھی تجلی واقع ہوئی تو میں نے باطن سے ایک خطاب سنا ۔ جس میں مجھے کہا گیا کہ تجریدِ ظاہر کو چھوڑ دو ، اور توحید و تفرید کو لازم رکھو ۔ اور لوگوں کے نفع کے لیے بیٹھ جاؤ ۔ کہ میرے کچھ خاص بندے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں آپ کے ہاتھ پر شرفِ قرب عطا کروں ۔ اچانک اس جاریہ کو دیکھا جو کہہ رہی تھی اے نوجوان میں نہیں جانتی کہ آج یہ کیا نشان ہے کہ آپ کے سر پر نور کا خیمہ دیکھ رہی ہوں ۔ کہ عنانِ آسمان والے ملائک آپ کے گرد جمع ہیں ۔ اور تمام اولیاء کی آنکھیں آپ کا یہ مقام دیکھ کر خیرہ ہو گئی ہیں ۔ اور سب اس چیز کے امیدوار ہیں ، جو آپ کے پاس دیکھ رہے ہیں ۔ بعد ازاں وہ جاریہ چلی گئی اور پھر کبھی نہیں دیکھی ۔

عدی بن مسافر شامی ثم الہنکاری

عقیل منجی اور شیخ حماد دباس کے صحبت یافتہ تھے ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پہلے سفرِ حج میں ان کے ساتھ تھے ۔ جیسا کہ جاریہ حبشیہ کے ذکر میں آیا ہے ۔

آپ کی وفات ۵۵۴ھ میں ہوئی ۔

شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ونور مرقدہٗ

آپ کی کنیت ابو محمد تھی ۔ اور آپ کا شجرۂ نسب اس طرح سے ہے : آپ کے والد کا

Marfat.com

نام شیخ موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحی زاہد، بن داؤد بن محمد بن موسی الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن حسن المجتبیٰ علیہ السلام۔

آپ کے نانا کا نام ابوعبداللہ صومعی تھا۔ والدہ کا نام ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت ابی عبداللہ الصومعی تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے: کہ جب میرا بیٹا عبدالقادر پیدا ہوا تو ماہِ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا تھا۔ ایک بار آسمان پر بادلوں کی وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہ آسکا تو آپ کی والدہ محترمہ سے لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا آج عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ آج روزہ ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ اسی روز یکم رمضان تھی

آپ کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ مادۂ تاریخ ''عاشق'' ہے۔

آپ سے منقول ہے: کہ چھوٹی عمر میں ایک دفعہ عرفہ کے روز میں جنگل میں مویشی چرانے گیا۔ ایک گائے نے منہ پھیر کے کہا کہ اے عبدالقادر آپ اس کام کے لیے پیدا نہیں ہوئے اور نہ آپ اس پہ مامور ہیں۔ میں خوف کھا کر واپس لوٹا تو اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر دیکھا کہ حجاجِ کرام عرفات میں کھڑے تھے۔ میں اپنی والدہ کے پاس آیا اور عرض کیا! مجھے خدا تبارک وتعالیٰ کے کام میں مشغول ہونے کی اجازت دو۔ تاکہ میں بغداد جا کر علم حاصل کروں۔ اور صالح لوگوں کی زیارت کروں۔ انہوں نے مجھ سے اس معاملہ کی وضاحت چاہی جب میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو وہ رونے لگیں۔ اور جا کے اسّی دینار اندر سے لے آئیں۔ اور فرمایا کہ یہ میرے باپ کی میراث ہے۔ اس میں سے چالیس دینار میرے چھوٹے بھائی کے لیے رکھ لیے اور چالیس دینار میرے لباس میں زیرِ بغل سی دیے۔ اور مجھ سے ہر حال میں سچ بولنے کا عہد لے کر مجھے باہر آ کر الوداع کیا۔ اور فرمایا: کہ اے فرزند جا میں نے تجھے خداوند تبارک وتعالیٰ کے لیے خود سے جدا کیا ہے۔ اس لیے روز قیامت بھی تجھے نہیں دیکھوں گی۔ ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ میں بغداد جانے کے لیے روانہ ہوا۔ جب ہمارا قافلہ ہمدان سے گزرا تو ساٹھ

Marfat.com

سوار آئے اور ہمارے قافلے کو لوٹنے لگے۔ لیکن مجھے نظر انداز کر دیا۔ ان میں سے ایک ڈاکو اچانک میرے پاس آیا اور پوچھا اے فقیر تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس نے سمجھا میں تمسخر کر رہا ہوں۔ پھر دوسرے نے پوچھا تو میں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسرے نے پوچھا تو میں نے یہی جواب دیا۔ تینوں نے جا کر اپنے سرغنہ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے مجھے بلایا اور پوچھا تو میں نے وہی جواب دیا۔ وہ ایک ٹیلے پر بیٹھا مال تقسیم کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کہاں ہیں تمہارے دینار۔ میں نے کہا کہ میرے لباس میں بغل کے نیچے سیئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے میرا جامہ اتار کر بغل کو کھولا تو انہیں چالیس دینار مل گئے۔ اس سرغنہ نے مجھے پوچھا کہ آپ کو یہ کس نے کہا کہ ایسا سچ بولنا۔ میں نے بتایا کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عہد کیا تھا، کہ میں ہر حال میں سچ بولوں گا۔ اس لیے اس عہد میں خیانت نہیں کی۔ لٹیروں کا وہ سربراہ بہت رویا اور کہنے لگا کہ کئی سال ہو گئے ہیں کہ پروردگار سے کیے ہوئے عہد میں خیانت کر رہا ہوں۔ اور پھر اس نے میرے ہاتھ پہ توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے کہ کہا ڈاکہ زنی اور راہ گیری میں تُو ہمارا سردار تھا۔ توبہ میں بھی تو ہمارا سردار بن جا۔ اور پھر سب نے میرے ہاتھ پہ توبہ کی۔ اور ہمارے قافلے کا لٹا ہوا مال واپس کیا۔ سب سے پہلے جن لوگوں نے میرے ہاتھ پہ توبہ کی وہ یہی تھے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ جمعہ کے روز میں سیر و سیاحت کے بعد بغداد آیا تو ایک بیمار آدمی سے ملاقات ہوئی جو ننگے پاؤں تھا۔ اور اس کا رنگ دگرگوں ہو چکا تھا۔ اس نے مجھے کہا السلام علیکم یا سید عبدالقادر۔ میں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا کہ میرے نزدیک آ کے میرے جسم پہ ہاتھ لگائیں جب میں نے اسے چھوا اس کا جسم تندرست ہو گیا۔ اس نے مجھے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں دینِ اسلام ہوں اور میں اسی طرح بیمار ہو چکا ہوں جیسا آپ نے دیکھا۔ خدائے عزوجل نے آپ کے ہاتھوں مجھے دوبارہ زندہ کیا ہے۔ ''انت محی الدین''۔ میں جب جامع مسجد میں آیا تو وہ میرے سامنے آیا، اور

Marfat.com

میرے نعلین میرے پاؤں کے آگے رکھ دیے اور کہا! شیخ محی الدین۔ جب میں نماز ادا کر چکا تو ہر طرف سے لوگ مجھ پہ ٹوٹ پڑے اور میرے ہاتھ پاؤں چومتے ہوئے اسی لقب سے پکارنے لگے۔اس دن سے میرا یہ لقب مشہور ہو گیا۔

آپ ۴۸۸ھ میں بغداد پہنچے اور بڑی جدو جہد سے علم حاصل کیا۔۵۲۱ھ میں وعظ کی مجلس کا آغاز کیا۔

آپ فرماتے ہیں: کہ میں گیارہ سال ایک برج پہ بیٹھا اور خدا سے عہد کیا میں کوئی چیز نہیں کھاؤں گا۔ جب تک کہ میرے منہ میں کوئی خود لقمہ نہ ڈالے اور نہ ہی کچھ پیوں گا۔ جب تک کوئی خود نہ پلائے۔ایک دفعہ چالیس روز تک میں نے کچھ نہ کھایا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور وہ کچھ طعام میرے قریب رکھ گیا۔ نزدیک تھا کہ میرا نفس بھوک کے باعث اس طعام پر گر پڑتا۔ میں نے کہا واللہ میں عہد نہیں توڑوں گا۔ میں نے سنا میرے باطن میں سے کوئی فریاد کر رہا ہے۔اور بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔الجوع الجوع (یعنی بھوک بھوک) اچانک حضرت شیخ ابوسعید مخزومی وہاں سے گزرے اور وہ یہ آواز سن کر بولے اے عبدالقادر! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ نفس کا قلق و اضطراب ہے۔ لیکن میری روح اپنے خداوندِ کریم کے مشاہدہ میں برقرار ہے۔انہوں نے فرمایا کہ میرے گھر آجاؤ۔اور وہ یہ کہہ کر چلے گئے۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا۔اچانک ابوالعباس خضر علیہ السلام آپہنچے، اور فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اور ابوسعید کے پاس جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ حضرت ابوسعید اپنے گھر کے دروازے پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا اے عبدالقادر! میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر کو بھی کہنا پڑا۔اور مجھے اپنے گھر لے گئے۔اور جو کھانا پکایا ہوا تھا۔ وہ لقمہ لقمہ کر کے میرے منہ میں ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ بعد ازاں انہوں نے مجھے اپنا خرقہ عطا کیا اور میں نے اپنے اوپر ان کی صحبت لازم کر لی۔

سندِ خرقہ:

Marfat.com

شیخ ابومحمد عبدالقادر بن ابی صالح بن عبداللہ جیلی نے خرقہ پہنا الشیخ ابی سعید المبارک بن علی المخزومی کے ہاتھوں سے۔ انہوں نے پہنا ابی الحسن علی بن محمد بن یوسف القرشی الہکاری کے دست مبارک سے۔ اورانہوں نے شیخ ابی الفرح طرطوسی کے ہاتھوں سے پہنا۔ انہوں نے شیخ ابی الفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی سے پہنا۔ اورانہوں نے حضرت ابی بکر شبلی کے دستِ مبارک سے پہنا۔ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک بار میں سفر میں تھا۔ کہ ایک شخص مجھے ملا، جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے کہا کہ کیا میرے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا مگر شرط یہ ہے کہ مخالفت نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ نہیں کروں گا۔ اس نے کہا کہ یہاں بیٹھ جا اور جب تک میں واپس نہ آؤں، یہیں رہنا۔ وہ ایک سال بعد واپس آیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر اُٹھا اور کہا کہ یہاں سے کہیں جانا نہیں جب تک میں دوبارہ نہ آؤں۔ وہ پھر ایک سال بعد دوبارہ آیا۔ اور ایک ساعت بیٹھ کر پہلے کی طرح چلا گیا، پھر ایک سال کے بعد آیا اور اپنے ساتھ دودھ اور روٹی بھی لے کے آیا۔ اور بتایا کہ میں ''خضر'' ہوں۔ مجھے فرمایا کہ آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں۔ جو ہم نے باہم مل کے کھایا، پھر مجھے کہا کہ اٹھو اور بغداد چلو، ہم باھم بغداد آ گئے۔

آپ کی عمر مبارک ۹۱ سال تھی جس کے عدد ''کامل'' کے برابر اور آپ کا سالِ وصال ۵۶۱ھ ہے، جس کا مادۂ تاریخ ''معشوقِ الٰہی'' ہے۔

سلسلۂ قادریہ آپ سے منسوب ہے۔ آپ کا طریقہ آپ کی تصنیفات سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا خاص ذکر ماھوحی ہے۔

میر سعد اللہ سورتی نے اپنے رسالہ میں آپ کی سند حضرت جنید بغدادی سے اس طرح ملائی ہے۔

آپ کی نسبت قطب الاوان ابی سعید مبارک سے، ان کی نسبت قطب شیخ ابی الحسن علی القرشی سے، ان کی نسبت شیخ طرطوسی سے، ان کی نسبت شیخ عبدالعزیز تمیمی سے، ان کی نسبت شیخ

Marfat.com

احمد سے، ان کی نسبت شیخ ابی بکر شبلی سے، اور ان کی نسبت سید الطائفہ جنید بغدادی سے۔

حضرت میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے دس بیٹے تھے۔

۱۔ شیخ سیف الدین عبدالوھاب، آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔

۲۔ شرف الدین عیسیٰ۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

۳۔ شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق۔ ان کا ذکر بھی آگے آئے گا۔

۴۔ شیخ سراج الدین عبدالجبار۔ آپ کی کنیت ابوالفرح ہے۔ آپ نے اپنے والدِ گرامی سے کسبِ کمال حاصل کیا۔ عراق کے مفتی تھے۔ آپ کا وصال بغداد میں ہوا۔ اور وہیں آپ مدفون ہیں۔

۵۔ شیخ عبدالحق ابراہیم۔ اپنے والدِ گرامی سے صوری و معنوی کمالات حاصل کیے۔ آپ کا مزار شہر واسط میں ہے۔

۶۔ شیخ ابوالفضل۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔

۷۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ۔ اپنے والدِ محترم سے فقہ اور حدیث کا علم حاصل کیا۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔

۸۔ شیخ ابوذکریا یحییٰ۔ آپ فاضل و کامل تھے۔ آپ کا مزار آپ کے سب سے بڑے بھائی سید عبدالوہاب کے برابر بغداد میں ہے۔

۹۔ ابونصر موسیٰ۔ علم حاصل کر کے جب کمال حاصل کیا تو آپ اپنے والدِ گرامی کی زندگی میں ہی دمشق چلے گئے تھے۔ آپ کا مدفن بھی وہیں ہے۔

نوٹ:۔ [دسویں بیٹے کے حالات کے لیے ملاحظہ کریں: شریف الواریخ، ۱:۱۶۷۔ مترجم]

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ

آپ کا شجرۂ نسب بارہ واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ طریقت میں آپ کی نسبت شیخ احمد غزالی سے ہے۔ ظاہر و باطن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کی

Marfat.com

تصنیفات اور مؤلفات بہت ہیں۔

آپ کا وصال ۵۶۳ھ میں ہوا۔

شیخ شرف الدین عیسیٰ

حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کے آپ دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والدِ محترم سے علم حاصل کیا۔ اور ان کے وصال کے بعد حدیث اور فقہ کا درس آپ دیتے تھے۔ حضرت غوثِ اعظمؒ نے اپنی معروف کتاب ''فتوح الغیب'' انہی کے لیے تصنیف کی تھی۔

آپ کی تالیفات میں سے کتاب ''جواہر الاسرار'' معروف ہے۔ آپ کی عمر ۸۴ سال تھی۔ ۵۷۳ھ میں وصال ہوا۔ اور مزارِ اقدس مصر میں ہے۔

خواجہ احمد بن مودود بن یوسف چشتی

آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے آپ کو فرمایا: کہ اگر تو ہمارا مشتاق نہیں تو ہم تیرے مشتاق ہیں۔

صبح ہوتے ہی تین دوستوں کے ہمراہ راہِ حجاز پہ چل پڑے۔ اور حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ جا پہنچے۔ چھ ماہ تک حرمِ نبویؐ کی مجاورت کرتے رہے۔ ان کا مسلسل قیام اور مجاورت حرم شریف کے خدام کو گراں گزری اور انہوں نے چاہا کہ انہیں وہاں سے نکال دیں۔ تو انہیں روضۂ اقدس سے آواز آئی جسے سب حاضرین نے سنا کہ ''اسے نہ نکالیں وہ ہمارے مشتاقوں میں سے ہے''۔

بعد میں آپ واپس بغداد آئے تو شیخ شہاب الدین سہروردی نے آپ کا بہت احترام سے استقبال کیا، اور اپنی خانقاہ میں لے آئے۔ خلیفۂ وقت نے آپ کے خواب کا ذکر سنا تو آپ کو طلب کیا، بے حد تعظیم کی اور تحائف دیے۔ آپ کو جو کچھ ملا وہ فقراء میں تقسیم کر دیا۔

Marfat.com

آپ کی ولادت ۵۰۷ھ/۱۱۱۳ء میں ہوئی اور وصال ۵۷۷ھ میں ہوا۔

حیات بن قیس حرانی

آپ ان چار حضرات میں سے ایک ہیں، جن کے بارے میں شیخ ابوالحسن قریشی نے فرمایا کہ مشائخ میں سے میں چار حضرات کو جانتا ہوں جو اپنی قبروں میں بھی تصرف کرتے ہیں۔

۱۔معروف کرخی، ۲۔شیخ عبدالقادر جیلی، ۳۔شیخ عقیل منجی، ۴۔شیخ حیات حرانی

آپ کا وصال ۵۸۱ھ میں ہوا۔

شہاب الدین مقتول سہروردی

آپ کا نام یحی بن حبش تھا۔حکمتِ مشائیان اور اشراقیان کے متبحر عالم تھے۔اوران میں سے ہر ایک موضوع پر آپ کی تصنیفات ہیں۔بعض حضرات نے ''سیمیا'' بھی آپ سے منسوب کیا ہے۔

ایک دفعہ آپ ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے، کہ بیابان میں سب کو بھوک ستانے لگی۔آپ نے چاہا کہ کوئی بھیڑ، بکری خرید لیتے ہیں۔لیکن گلہ بان نے انکار کر دیا۔آپ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آپ بھیڑ لے کر چلیں، میں اسے راضی کرتا ہوں۔جب وہ بھیڑ لے کر دور نکل گئے، تو انہوں نے بھی بھاگنے کا ارادہ کر لیا۔لیکن گڈریا نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا۔آپ کا ہاتھ جسم سے جدا ہو کر اس گڈریا کے ہاتھ میں رہ گیا۔اور آپ بازو سے بہتے خون سمیت دوڑ کر ساتھیوں سے آملے۔

حلب میں علماء نے آپ پر قتل کا فرمان جاری کیا، آپ کی عمر ۳۶ سال کی تھی کہ آپ کو قتل کر دیا گیا۔یہ ۵۸۷ھ کا واقعہ ہے۔

بعض نے آپ کو ملحد و زندیق قرار دیا، مگر بعض آپ کے اعلیٰ مقامات اور کرامات کے قائل ہیں۔آپ کے قتل کے بعد آپ کی کرامات کے بہت شواہد ظاہر ہوئے۔

Marfat.com

شیخ شمس الدین تبریزی نے فرمایا: حاشا کہ وہ کافر تھا۔اس کا علم اس کے عقل پر غالب تھا۔چاہیے کہ علم، عقل کے مغلوب رہے۔(عقل، علم پر غالب رہے)

افضل الدین حقایقی بدیل خاقانی

آپ کا لقب سلطان الشعراء اور حسان العجم تھا۔فلکی کے شاگرد تھے۔شعر وسخن کی بدولت بہت شہرت پائی۔مگر شعر سے برتر آپ کے اور کئی پہلو تھے۔جن کے سامنے آپ کی شاعری کم تر تھی۔جو قصیدہ بھی بادشاہ کی خدمت میں بھیجتے، انعام کے طور پر ایک ہزار دینار اور کئی دیگر تحائف اور ہدایا صلہ پاتے۔آپ کا طرزِ کلام نرالا اور اچھوتا تھا۔بادشاہ خاقان کبیر منوچہر سے قوی نسبت رکھتے تھے اور ان کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔اسی عزت و تفاخر سے کافی عرصہ گزارنے کے بعد، ان میں ذوقِ فقر پیدا ہو گیا۔تو شروان شاہ سے اجازت لیے بغیر آپ نے بیلقان جانے کا ارادہ کرلیا۔بادشاہ کے گماشتوں نے راہ میں انہیں گرفتار کرلیا۔بادشاہ نے قلعہ شابران میں انہیں سات ماہ کے لیے قید کر دیا۔آخر خاقان کبیر کی سفارش سے رہا ہوئے، اور عازمِ مکہ ہو گئے۔سفرِ حجاز کے دوران انہیں فتوحاتِ کلی حاصل ہوئیں۔حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت اور صحبت نصیب ہوئی۔علاوہ ازیں بہت سے مشائخِ دین سے استفادہ کیا۔اس سفر کی تمام تفصیلات انہوں نے اپنی تصنیف 'تحفۃ العراقین' میں بیان کی ہیں۔

سفرِ حج کے بعد آپ واپس تبریز آ گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔اور تمام توجہ اخروی زندگی کی بہتری کے لیے مرکوز کر دی۔

آپ کا وصال ۵۹۵ھ میں ہوا۔سرخاب میں مدفون ہیں۔

شیخ ابو مدین مغربی

آپ کا نام شعیب بن الحسین والحسن تھا۔اس گروہ کے اکابرین سے تھے۔بہت سے مشائخ نے آپ کی صحبت سے تربیت پائی، جن میں ایک شیخ محی الدین عربی بھی تھے۔

Marfat.com

امام یافعی فرماتے ہیں: کہ یمن کے اکثر شیوخ کی نسبت تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے ہے مگر بعض ہیں جن کی نسبت ابو مدین سے ہے۔ گویا ابو مدین شیخ مغربی ہیں۔ اور شیخ عبدالقادر شیخِ مشرق۔

آپ کا وصال ۵۹۰ھ میں ہوا۔

سلسلۂ مدینہ انہی سے منسوب ہے جو شیخِ مغرب ہیں۔

شیخ جایگیر قدس سرہٗ

شیخ ابوالوفا نے آپ کی تعریف کی ہے۔ اور اپنی کلاہ شیخ ہیتی کے ہاتھوں آپ کو بھیجی، مگر خود آپ کی خدمت میں نہ آسکے۔ اور کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ شیخ جایگیر کو میرے مریدوں میں شمار فرما۔ چنانچہ خدا تبارک وتعالیٰ نے مجھے عطا کر دیا۔

آپ اصل کرمان کے رہنے والے تھے۔ ایک روز صحرائے عراق میں سامرہ کے مقام پر تھے کہ وہیں وصال ہو گیا۔ سالِ وفات ۵۹۰ھ ہے۔

شیخ نظامی گنجوی

آپ قم میں پیدا ہوئے۔ علومِ ظاہری اور رسمی مصطلحات کی تکمیل کی۔ مگر پھر سب کچھ بھلا کر اپنے ربِ کریم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ قناعت اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

آپ نے پانچ مثنویاں (خمسۂ نظامی) جو پنج گنج کے نام سے معروف ہیں اکثر بادشاہوں کی فرمائش پر لکھیں۔ جن میں آپ نے بصورتِ افسانہ، حقیقت بیان کی ہے۔ آپ کا وصال ۵۹۴ھ میں ہوا۔

شاہ سنجان

آپ کا نام رکن الدین۔ سنجان خواف کے رہنے والے تھے۔ خواجہ مودود چشتی کے صحبت یافتہ تھے۔ کچھ عرصہ چشت میں امامت کی۔ آپ کو خواجہ سنجان بھی کہتے ہیں۔ خواجہ مودود

Marfat.com

نے آپ کو شاہِ سنجان کہا اور شاہ کے لقب سے مشرف فرمایا۔

آپ کا وصال ۵۹۷ھ میں ہوا۔

ابو محمد الحسن بن علی بن حمزہ بن محمد بن الحسن الحسینی المعروف بہ ابن الاقساسی

آپ کی ولادت اور پرورش کوفہ میں ہوئی۔ خلیفۂ بغداد کے معاون و ناصر تھے۔ عالی درجات سادات کی نقابت آپ کو تفویض ہوئی۔

آپ کی عمر ۸۰ سال سے تجاوز تھی۔ ۵۹۳ھ میں وفات پائی۔

شیخ سیدی احمد بن ابی الحسن رفاعی

آپ حضرت موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے ہیں۔ نسبتِ خرقہ پانچ واسطوں سے حضرت شیخ شبلی سے ملتی ہے۔ اور وہ یوں کہ: آپ کو خرقۂ خلافت شیخ علی واسطی المغاوی سے ملا، انہیں شیخ ابوالفضل بن کارخ سے ملا، انہیں شیخ علی بن علام سے ملا، انہیں شیخ علی بن بازیاری سے اور انہیں شیخ مملی العجمی سے اور انہیں حضرت شیخ ابی بکر شبلی سے ملا۔

سلسلۂ رفاعیہ آنجناب سے ہی منسوب ہے۔ آپ کا طریقہ زہد و مجاہدہ، مخلوق کے عیوب کی ستر پوشی اور ان پر شفقت کرنا، دنیا کے پیچھے نہ دوڑنا، اور ہمیشہ ذکرِ جلی میں مشغول رہنا۔ ان کا اکثر ذکر "ھو حی القیوم و اللہ لا الہ ھو الحی القیوم الفا لیلاً و نہاراً" ہے۔

آپ سے منسوب سید علی رفاعی، ان کے مرید سید عبدالرحیم رفاعی اور ان سے قطب الاقطاب شاہ مسعود اسفراینی ساکن ام عبیدہ از بطائح نے فیض پایا۔

ابوالحسن علی جو کہ آپ کے بھانجے ہیں فرماتے ہیں کہ: ایک روز میں ان کی خلوت گاہ کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ مجھے ان کے سامنے ایک ایسے شخص کی آواز سنائی دی جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ روزنِ دیوار سے آنکھوں سے خیرہ کر دینے والی بجلی کی طرح ہوا میں چلا گیا۔ میں نے شیخ سے پوچھا کہ یہ کون تھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم نے اسے دیکھا ہے۔ عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے بتایا کہ وہ، وہ شخص تھا جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بحرِ محیط کا حاکم

Marfat.com

بنایا ہے۔ یہ ان کے چار رجال میں سے ایک ہے۔ تین روز سے اسے مہجور کر دیا گیا ہے۔ مگر اسے کوئی خبر نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا سیدی! اس کی مہجوری کا سبب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک بحرِ محیط میں مقیم ہے۔ وہاں تین راتوں سے مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ اس کے دل میں آیا کہ یہ بارش آبادیوں میں کیوں نہیں برستی۔ اس اعتراض کی وجہ سے مہجور ہے۔ اور استغفار کر رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا سیدی! اس کی مہجوری کو آپ نے حل کر دیا ہے؟ فرمایا نہ۔ مجھے شرم آتی ہے۔ میں نے عرض کیا اگر آپ کا فرمان ہو تو میں اس کی مہجوری کا حل نکالوں؟ آپ نے فرمایا کہ کیا آپ کر سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اپنا سر اپنے گریبان میں چھپاؤ۔ میں نے سر اپنے گریبان میں جھکا لیا۔ اچانک آواز آئی: علی سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا تو خود کو بحرِ محیط کے ایک جزیرے میں پایا۔ میں تو حیران رہ گیا۔ جب تھوڑی دور تک چلا تو ایک آدمی کو دیکھا جسے میں نے سلام کیا۔ اور وہ سارا قصہ سنایا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ جو تجھے کہوں وہ آپ نے کرنا ہے۔ میں نے کہا ضرور۔ اس نے کہا کہ میرا خرقہ میری گردن میں ڈال کر مجھے زمین پر گھسیٹ اور منادی کر کہ یہ اس کی سزا ہے جو خدائے عزوجل پر اعتراض کرے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ ہاتف سے آواز آئی: اے علی اسے چھوڑ دے۔ آسمان سے ملائکہ آئے اور آہ وزاری کرنے لگے۔ وہ روتے رہے، مگر اللہ تعالیٰ خوشنود ہو گیا۔ جب میں نے ان کی آواز سنی، تو بے خود ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو خود کو اپنے شیخ کے حضور حاضر پایا۔

سیدی احمد کا وصال ۵۷۸ھ میں ہوا۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم قریشی ہاشمی

آپ امام العارفین اور دلیل السالکین ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک روز منیٰ میں تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ کہیں پانی نہ ملا۔ تھوڑی ڈھونڈ بھال کی تو ایک کنواں نظر آیا۔ وہاں کچھ عجمی جمع تھے اور پانی نکال رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کو میں نے کہا کہ تھوڑا پانی میرے پیالے میں بھی ڈال دو۔ انہوں نے مجھے زدوکوب کیا

Marfat.com

اور میرا پیالہ میرے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا۔ میں نے دل شکستہ ہو کر پیالہ اٹھایا تو دیکھا وہ میٹھے پانی پر گرا ہوا ہے۔ میں نے خود بھی پیا اور پھر وہیں سے پیالہ بھر کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ اور انہیں سارا واقعہ سنایا۔ جب وہ انہیں دیکھنے آئے تو وہاں کوئی نہ تھا۔

آپ کی وفات ۵۹۹ھ میں ہوئی۔

السید الاجل الاشرف شرف الدین حسن بن ناصر العلوی

دولت شاہ (سمرقندی) نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے: کہ جب آپ نے مجلسِ ذکر کا اہتمام کیا تو تقریباً ستر ہزار افراد اس مجلس میں جمع تھے۔ بہرام شاہ نے سنا تو دو ننگی تلواریں ایک غلاف میں ان کے پاس بھیج دیں۔ سید نے بادشاہ کا ارادہ سمجھ لیا۔ اور وہاں سے چل نکلے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر روضہ مبارک نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو کر ایک ترجیع بند پڑھا۔

حمداللہ مستوفی نے تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سید جب اس شعر پر پہنچے

لاف فرزندی نیارم نزد این حضرت ولی
بدحتی آوردہ ام اینک خلعتی بیرون فرست

(یعنی آپ کی بارگاہ میں آپ کی اولاد ہونے کا دعویٰ لے کر حاضر نہیں ہوا، بلکہ آپ کی مدح سرائی کرنے آیا ہوں۔ مجھے اپنی بارگاہ سے خلعت عطا فرمائیں)

آپ کا یہ عرض کرنا تھا کہ روضۂ اقدس سے ایک خلعت باہر آ پڑی، لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو آپ کے گرد جمع ہو گئے اور معتقد ہو گئے۔ وہاں سے جب آپ بغداد آئے، تو سلطان مسعود بن محمد ملک شاہ سلجوقی ۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء میں المسترشد باللہ عباسی کو قتل کر کے بغداد پر قبضہ کر چکا تھا، اس نے آپ کے لیے ایک قیمتی پالکی بنوائی اور بڑی عزت و احترام سے آپ خراسان کی جانب روانہ ہوئے۔ جب آپ قصبہ جوین میں آزادوار داخل ہوئے، تو آپ کا مرغِ روح، قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔

آپ کا سالِ وصال ۵۳۹ھ ہے۔

Marfat.com

جمال الدین محمد بن ناصر العلوی

آپ سید حسن کے بڑے بھائی ہیں۔ حسنِ کلام میں آپ منفرد و یکتا تھے۔ بہرام شاہ نے آپ کو عالی محل پیش کیا تھا۔

شیخ ابو طاہر کرد

آپ خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے، آپ کے پیر صحبت شیخ احمد جام تھے۔ شیخ احمد جام کو آپ سے بے حد محبت تھی۔

ابی عبداللہ احمد نقیب قم بن محمد الاعرج

آپ احمد بن موسیٰ المرقع بن امام محمد تقی علیہ السلام کی اولاد تھے۔ مشہد مقدس کے رضوی سادات کا نسب آپ سے ملتا ہے۔ سید نقیب میر شمس الدین محمد کا نسب تیرہ واسطوں سے آپ تک منتہی ہوتا ہے۔

مرزا شاہ رخ (م ۸۵۰ھ) کی سلطنت کے ایام میں آپ قم سے مشہد آئے۔ مشہور مرزا ابو طالب آپ کی اولاد سے ہے۔ آپ کے بھائی، بیٹے اور بھتیجے مشہد میں بے حد شوکت و حشمت کے مالک تھے۔ اور ان میں سے بہت سے افراد ہند اور سند میں آ کر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

شیخ صدقہ بغدادی

ایک روز شیخ صدقہ بغدادی گفتگو فرما رہے تھے کہ ظاہری شرع کے مطابق آپ پر فتویٰ لگ گیا۔ اور انہیں خلیفہ کے دربار میں طلب کیا گیا جہاں ان پر تعزیر لگا دی گئی۔ اور آپ کا سر ننگا کر کے ضرب لگانے کا حکم دیا گیا۔ جب آپ کا سر ننگا کیا گیا تو آپ کے خادم نے واویلا شروع کر دیا اور کہا ہائے شیخا! اتنے میں ضرب لگانے والے کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور اس پر ہیبت طاری ہو گی۔ یہ منظر دیکھ کر خلیفہ پر بھی ہیبت طاری ہو گئی۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ انہیں رہا کیا

Marfat.com

جائے۔ شیخ صدقہ رہا ہو کر وہاں سے رباط آئے۔ دیکھا کہ مشائخ اور تمام لوگ ان کے منتظر تھے کہ وہ باہر آئیں تو آ کر اپنی بات سنائیں۔ آپ باہر آئے اور آ کر مشائخ کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مگر کچھ نہ بولے اور نہ قاری سے قرآنِ حکیم کی تلاوت کا کہا۔ لیکن لوگوں پر عظیم وجد طاری ہو گیا، اور قوی حالتِ وجد ظاہر ہو گئی۔ شیخ صدقہ نے خود سے کہا کہ میں نے تو کوئی بات نہیں کی اور نہ قاری نے کچھ پڑھا ہے تو وجد کیسے شروع ہو گیا۔ حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ: ''میرے مریدوں سے ایک مرید بیت المقدس سے یہاں ایک گام میں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے، آج یہ سب حاضرین اس کے مہمان ہیں۔ شیخ صدقہ نے خود سے کہا کہ جو ایک قدم میں بیت المقدس سے یہاں پہنچ سکتا ہے، اسے توبہ کرنے کی کیا ضرورت ہے، اور اسے شیخ کی کیا حاجت ہے۔ شیخ عبد القادر نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا: کہ اس نے اس بات کی توبہ کی ہے کہ اب وہ دوبارہ کبھی ہوا میں سفر نہیں کرے گا۔ اور میری (مرشد) کی ضرورت اسے اس لیے ہے کہ اسے حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کا راستہ دکھاؤں۔

شیخ بقا ابن بطو

آپ فرماتے ہیں: ایک روز میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مجلس میں حاضر ہوا۔ دورانِ وعظ آپ ایک پایہ نیچے اترتے گئے، کچھ دیر خاموش رہے اور پھر زمین پر اتر آئے۔ بعد ازاں منبر پر تشریف فرما ہوئے مگر دوسرے پایہ پر بیٹھے۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ پایۂ اول تا حدِ نگاہ کشادہ ہو گیا اور اس پر سبز ریشمی قالین بچھ گیا۔ اس پر رسولِ کریم ﷺ اپنے اصحاب سمیت تشریف فرما ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت شیخ عبد القادر کے دل پر تجلی فرمائی۔ مجھے محسوس ہوا کہ آپ گرنے لگے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں تھام لیا۔ اور اپنی حفاظت میں لے لیا۔ بعد ازاں دیکھا کہ آپ کبھی چڑیا کی مانند لاغر اور کمزور ہو جاتے اور کبھی ہاتھی کی مانند موٹے تازے ہو جاتے، اور پھر وہ سب کچھ میری نظروں سے

Marfat.com

اوجھل ہوگیا۔ حاضرین نے شیخ بقا سے رسولِ کریم ﷺ اوران کے اصحاب کی کیفیت پوچھی تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ کریم جل شانہٗ نے ان کے ذریعے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تائید فرمائی ہے۔ کہ ان کی ارواحِ مطہرہ جسم وصورت میں متشکل ہو جاتی ہیں، اوران کی صفات واعیان وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں جنہیں ارواح کو جسد کی صورت میں دیکھنے کی قوت عطا کی گئی ہو۔ پھر پوچھا کہ حضرت غوثِ اعظم کا چھوٹا اور بڑا ہونا یہ کیا سبب تھا۔ آپ نے کہا کہ پہلی تجلی ایسی صفت تھی جسے برداشت کرنے کی قوت بشر میں نہیں ہوتی، مگر تائیدِ نبوی ﷺ سے ممکن تھی۔ اوراگر رسولِ کریم ﷺ آپ کو نہ سنبھالتے تو شاید آپ گر پڑتے۔ تجلیِ ثانی صفتِ جلال سے تھی جس کی وجہ سے شیخ بالکل چھوٹے لگنے لگے۔ اور تیسری تجلی صفتِ جمال کی تھی جس کی وجہ سے آپ بہت موٹے محسوس ہوئے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم (المائدہ:۵۴)

شیخ ابا عثمان صریفینی

آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید تھے۔

آپ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں صریفین میں تھا اور آسمان کی طرف منہ کر کے پشت کے بل لیٹا ہوا تھا۔ دیکھا کہ ہوا میں پانچ کبوتر اڑتے ہوئے گزرے۔ ان میں سے ایک بولا: تعریف اس ذات کی جس نے زمین میں ہر ایک کے لیے خزانے نازل فرمائے۔ ایک معلوم اندازے کے مطابق۔

دوسرا کبوتر بولا: تعریف اس ذات کے لیے جس نے ہر شے کو خلقت عطا کی اور ہدایت دی۔

تیسرے کبوتر نے کہا: تعریف اس ذات کی جس نے حجت کے طور پر انبیاء مبعوث فرمائے اوران میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی۔

چوتھے کبوتر نے کہا: اللہ اوراس کے رسول کے علاوہ جو کچھ دنیا میں ہے، باطل ہے۔

Marfat.com

پانچویں کبوتر نے کہا: اے اپنے مولا سے غافل لوگو اٹھو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ رب، کریم ہے وہ آپ کو بہت عطا کرے گا، اور وہ گناہ بخشنے والا عظیم رب ہے۔

میں یہ دیکھ اور سن کر بے خود ہو گیا۔ جب ہوش آیا، تو دنیا کی محبت اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے میرا دل بے نیاز ہو گیا۔ صبح سویرے میں نے خدائے عزوجل سے عہد کیا کہ میں کوئی مرشد تلاش کرتا ہوں جو مجھے خدا تک پہنچائے۔ چنانچہ میں چل نکلا، مگر میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ اچانک ایک پیر مجھے آ ملا۔ سلام علیکم کہہ کر میرا نام لے کر پکارا۔ میں نے جواب دے کے انہیں قسم دی کہ بتائیں آپ کون ہیں جو میرا نام بھی جانتے ہیں۔ فرمایا: میں خضر علیہ السلام ہوں۔ میں شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے پاس تھا، انہوں نے فرمایا اے ابوالعباس کل ایک آدمی کو صریفین میں جذبہ پیدا ہوا جو قبول ہو چکا ہے۔ ساتویں آسمان کے اوپر سے ندا آئی ہے کہ مرحبا ایک بندے نے خدا سے عہد کیا ہے کہ وہ کوئی مرشد تلاش کرنے جا رہا ہے۔ آپ اس کے پاس جائیں اور اسے میرے پاس لے آئیں۔ پھر کہا اے ابا عثمان: عبدالقادر اس دور کے عارفین کے سردار ہیں اور موحدین کے قبلہ ہیں۔ ان کی خدمت میں رہنا اور ان کی عزت و احترام کرنا آپ پر لازم کیا گیا ہے۔ میں خود تو حاضر نہ ہو سکتا تھا مگر خود کو بغداد میں دیکھا اور خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔

شیخ نے فرمایا: مرحبا آپ کو پرندوں کی زبان سے رہنمائی ملی، اور اس میں خیرِ کثیر عطا ہوئی۔ نیز فرمایا: اے ابا عثمان جلد ہی اللہ تعالیٰ آپ کو ایک مرید عطا کرے گا جس کا نام عبدالغنی بن نقطہ ہو گا۔ اس کا مرتبہ بلند تر ہو گا اور ان بہت سے اولیاء میں سے ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے زیادہ فخر کرتا ہے۔

محمد الاوانی معروف بہ ابن قاید

شیخ محی الدین سید عبدالقادر قدس سرھما کے اصحاب میں سے ہیں۔

فتوحاتِ مکیہ میں ہے کہ شیخ عبدالقادر انہیں ''مفرد الحضرت'' کہتے تھے، اور فرماتے

Marfat.com

تھے کہ محمد بن القاید مفردین میں سے تھے۔

صاحبِ فتوحات کہتے ہیں: کہ مفردون وہ جماعت ہے جو دائرۂ قطب سے خارج ہیں ،خضر علیہ السلام انہی میں سے ہیں ۔اور انہی میں سے ہمارے رسولِ کریم ﷺ بعثت سے پہلے تھے۔

ابن القاید کہتے ہیں: کہ میں نے ہر چیز کو پسِ پشت ڈال دیا، اور اپنا رخ حضرت کی طرف کرلیا۔اچانک اپنے سامنے قدموں کے نشان دیکھے، مجھے غیرت آئی کہ یہ کس کے قدموں کے نشان ہیں، کیونکہ میرا خیال یہ تھا کہ میرے آگے کوئی نہیں، فرمایا کہ یہ آپ کے نبی کریم ﷺ کے قدم کے نشان مبارک ہیں۔یہ سن کر مجھے تسکینِ خاطر ہوئی۔

ابوالسعود بن شبلی قدس سرّہٗ

آپ بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے اصحاب میں سے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک روز میں بغداد میں دجلہ کے کنارے کھڑا تھا، مجھے خیال آیا کہ کیا حضرتِ حق کے ایسے بھی بندے ہوں گے جو پانی میں اس کی عبادت کرتے ہوں گے۔ اچانک دیکھا کہ پانی میں شگاف پڑ گیا اور ایک مرد اس میں سے ظاہر ہوا، اور وہ مجھ سے مخاطب ہوکر بولا اے ابوالسعود خدا تعالیٰ جل شانہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو پانی میں اس کی عبادت کرتے ہیں، میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔اور بتایا کہ تکریت میں ایک آدمی کو فلاں روز پندرہ دن کے بعد اس طرح کا حادثہ پیش آئے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصوص الحکم میں منقول ہے: کہ شیخ ابوالسعود نے اپنے مریدوں سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مملکت میں تصرف عطا کیا ہے۔مگر میں تصرف نہیں کرتا۔ابنِ قاید نے ایک روز ان سے پوچھا کہ پھر آپ تصرف کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: کہ میں نے تصرف کو حضرتِ حق سبحانہ پر چھوڑ دیا ہے۔وہ جیسے چاہے تصرف کرے۔

آپ کا طریقہ بڑا عجیب تھا۔حق تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ملتا اسے رد نہیں کرتے تھے۔مگر

Marfat.com

کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے، لباس پُر تکلف پہنتے تھے اور کھانا بھی پُر تکلف کھاتے تھے۔

ایک دن ایک درویش نے آپ کے سر پر دستار دیکھی جو دوسو دینار سے بھی مہنگی تھی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اس سے تو دوسو درویشوں کے لباس بنائے جا سکتے ہیں، صرف ایک درویش ہی کیوں اتنی مہنگی دستار پہنے۔ آپ نے کشف سے اس کا خیال جان لیا، اور فرمایا: کہ یہ میں نے خود خرید کر نہیں باندھی، اگر تُو چاہتا ہے تو لے جا اور فروخت کر کے درویشوں کے لباس خرید لا۔ اور دستار اسے دے دی۔ اور وہ لے گیا اور بازار میں بیچ کر درویشوں کے لیے اچھے کھانے کا انتظام کر دیا۔ مگر نمازِ عصر کے بعد پھر وہی دستار آپ کے سر پر تھی۔ اس نے دیکھا تو متعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا: کیوں حیران ہوتے ہو، فلاں شخص سے پوچھو کہ وہ یہ دستار کہاں سے لایا ہے۔ جب اس نے اس شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ پچھلے سال میں کشتی میں تھا کہ بادِ مخالف سے کشتی ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا۔ میں نے نذر مانی کہ اگر بخیر و عافیت کنارے پہ پہنچ جاؤں تو ایک اچھی دستار شیخ کو ہدیہ کروں گا۔ چھ ماہ ہو گئے بغداد میں ایسی دستار تلاش کر رہا تھا مگر مل نہیں رہی تھی۔ اور مجھے شرم محسوس ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے شیخ کی خدمت میں نہیں آ رہا تھا۔ آج فلاں دکان سے مل گئی اور میں خرید کر شیخ کی خدمت میں لے آیا۔

ابوالربیع الکفیف المالیقی

آپ ابوالعباس کے مریدین میں سے ہیں۔

آپ کا بیان ہے کہ میں نے ستر ہزار بار کلمۂ طیبہ لا الہ اللہ پڑھا تھا، مگر ابھی اس کا ثواب کسی کے نام نہیں کیا تھا۔ ایک روز اپنے احباب کے ہمراہ ایک دعوت پر گیا، جہاں پُر تکلف کھانے کا اہتمام تھا۔ وہاں ایک لڑکا صاحبِ کشف تھا۔ اس وقت اس لڑکے نے چاہا کہ میں جلدی کھانا کھاؤں، مگر وہ اچانک رونے لگا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں ابھی دوزخ کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھ رہا ہوں۔ ابوالربیع کہتے ہیں کہ میں نے دل میں دعا کی کہ ایک ربِ کریم تو جانتا ہے میں نے ستر ہزار بار

Marfat.com

کلمہ شریف پڑھا ہے۔ میں اس کا ثواب اس لڑکے کی والدہ کے لیے معیّن کرتا ہوں۔ ابھی میں نے دل میں یہ نیت ہی کی تھی کہ دیکھا وہ لڑکا خوش ہو کے ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میری والدہ کو نجات مل گئی۔ پھر وہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

شیخ فرماتے ہیں: حدیثِ نبوی ﷺ کی صحت وسچائی ظاہر ہو گئی، فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو کوئی اپنے لیے یا اپنے کسی عزیز کے لیے ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھے گا، تو وہ آتشِ دوزخ سے نجات پائے گا۔ نیز اس لڑکے کے کشف کی سچائی بھی معلوم ہو گئی۔

سلطان مجد الدین طالبہ

آپ اہلِ عسکر سے تھے۔ تجرید وتوکل میں یگانہ تھے۔

ایک بار سیلاب آیا اور ہرات کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ آپ کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا میرا خرقہ لے جاؤ اور سیلاب کے آگے رکھ دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو سیلاب وہیں سے پلٹ گیا۔

امام فخر الدین رازی آپ کے معاصر تھے اور آپ کی صحبت، تقرب اور تبرک حاصل کرتے تھے۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کو فیروز آباد میں درب خشک کے اندر دفن کیا گیا۔

شیخ محمود اشنوی

رسالہ ''غاية الامكان فی معرفة الزمان والمكان'' آپ کی تصنیف ہے۔ آپ مولانا شمس الدین محمد بن عبد الملک دیلمی کے شاگردوں میں سے تھے۔ اکابر مشائخ اور محققین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حقیقتِ زمان کے بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس سے زیادہ کسی نے ایسا بیان نہیں کیا۔

آپ کا مدفن سلطان مجد الدین طالبہ کے ساتھ ہے۔

شیخ احمد چشتی

شیخ احمد چشتی بن مودود کے علاوہ آپ دوسری شخصیت ہیں، آپ نے شیخ نجار کو دیکھا تھا۔

Marfat.com

خواجہ اسمٰعیل چشتی

آپ شیخ احمد کے بھائی ہیں، شیخ الاسلام انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے احمد کے بھائی جیسا فہم وفراست والا کوئی نہیں دیکھا۔

درویش محمد چرگر

آپ ایک ابدال تھے۔ جامع ہرات میں زندگی گزاری۔ ایک روز مسجد میں سوئے ہوئے تھے کہ آپ کا پانی والا کوزہ گر گیا۔ مسجد کے خادم نے سمجھا کہ آپ نے پیشاب کر دیا ہے، اس نے آپ کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپ مجروح ہو گئے۔ آپ نے آہ کی اور چلے گئے۔ بعد میں مسجد میں آگ لگ گئی۔ مسجد لکڑی کی بنی ہوئی تھی وہ ساری جل گئی۔ بلکہ آگ نے بازار کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سلطان مجد الدین طالبہ کو اطلاع کی گئی۔ تو آپ آئے، اور (واقعہ کی تفصیل سن کر) فرمایا اے چرگر مسلمانوں کو تو نہ جلاؤ۔ چرگر نے اپنی آنکھ کا پانی آگ پر گرایا تو آگ بجھ گئی۔

اور یہ رباعی پڑھی: (ترجمہ) یہ آگ جو بھڑک رہی ہے، اس نے میرے دل سے جلانا سیکھا ہے۔ اگر میں اپنی دونوں آنکھوں کا پانی نہ دیتا تو پورا بازار جل جاتا۔

شیخ عمار یاسر

آپ حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ کو ناقصوں کی تکمیل، مریدوں کی تربیت اور ان کے واقعات وکشف کے حوالے سے کمال حاصل تھا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ اپنی کتاب ''فواتح الجمال'' میں لکھتے ہیں: کہ میں جب شیخ عمار یاسر کی خدمت میں پہنچا تو ان کی اجازت سے خلوت اختیار کی۔ اور میرے دل میں خیال آیا کہ چونکہ میں نے ظاہری علوم حاصل کیے ہیں، چنانچہ مجھے فتوحاتِ غیبی سے جو کچھ عطا ہوا، وہ برسرِ منبر طالبانِ حق کو پہنچاؤں گا۔ یہ نیت کر کے میں خلوت میں بیٹھ گیا۔ مگر اسے مکمل نہ کر سکا اور باہر آ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ پہلے اپنی نیت کی تصحیح کرو، پھر خلوت میں بیٹھنا۔ ان کے نورِ باطن کا پرتو

Marfat.com

میرے دل پر چمکا۔ میں نے کتابیں وقف کیں اور اپنے کپڑے فقراء میں تقسیم کیے، صرف ایک جبہ جو میں نے پہنا ہوا تھا، وہ میرے پاس رہا، اور میں نے کہا کہ یہ خلوت خانہ میری قبر ہے اور یہ جبہ میرا کفن ہے۔ اور اب باہر آنے کا امکان نہیں۔ اور میں نے عزم کیا کہ اگر مجھے باہر آنے کا خیال غالب آیا تو میں اپنا جبہ پھاڑ دوں گا، تا کہ ننگا ہونے کے باعث مجھے باہر آنے سے شرم آئے، اور میں باہر نہ آسکوں۔ شیخ نے فرمایا کہ اب اندر جاؤ، آپ نے نیت صحیح کر لی ہے۔ چنانچہ میں خلوت میں آیا اور اس کی تکمیل کی۔ اور اپنے شیخ کی دعا و برکت سے ابوابِ فتوحات مجھ پر کھل گئے۔

شیخ عبدالجمیل

روم میں آپ لوگوں کے امام و مقتدا تھے۔ خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔ انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی۔ آخر کار غجدوان میں امام کی غبر حاضری میں اقامت کرتے تھے۔ وہیں وصال ہوا۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی

آپ کے والد کا نام شیخ عبدالجمیل تھا۔ آپ کا یہ نام حضرت خضر علیہ السلام کے حکم سے رکھا گیا۔ جوانی میں ذکرِ قلبی کا سبق حضرت خضر علیہ السلام سے سیکھا۔ آپ فرماتے ہیں: کہ آپ (خضر علیہ السلام) نے فرمایا: کہ پانی کے حوض میں آ کر غوطہ لگاؤ اور دل سے کہو:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب خواجہ یوسف ہمدانی تشریف لائے تو آپ نے ان کی صحبت خود پر لازم کر لی۔ اور آپ خواجہ یوسف کے خلیفۂ چہارم مقرر ہوئے۔ پہلے تینوں خلفاء کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ آپ سے منسوب ہے۔ اس طریقہ کے اعمال مشہور ہیں۔ اکثر ان کا

Marfat.com

ذکرِ خفی بالجلالۃ کا معمول ہے۔

آپ کے بھی چار خلفاء ہیں۔

ا۔خواجہ احمد صدیق: یہ آپ (خواجہ عبدالخالق غجدوانی) کے بعد صدر نشین ہوئے۔ان کا مزار قریہ فغیان میں ہے۔جو بخارا سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔

۲۔خواجہ اولیائے کلاں: آپ کو خواجہ کبیر بھی کہا جاتا ہے۔ بخارا کے رہنے والے تھے۔مگر آپ کا مزار خاک ریز حصار کے نزدیک برج عیار میں ہے۔آپ کے وصال کا وقت قریب آیا،تو آپ نے مریدین میں سے چار افراد کو اپنی خلافت واجازت سے مشرف فرمایا۔ان کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

[خلفائے اولیائے کبیر]

ا۔خواجہ دہقان قلتی: آپ خواجہ اولیائے کبیر کے خلیفۂ اول ہیں۔اپنے مرشد کے وصال کے بعد ان کی مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ بخارا سے شمال کی طرف دو فرسنگ کے فاصلے پر قلت نام کا ایک گاؤں ہے۔وہاں آپ کا مزار ہے۔

۲۔خواجہ زکی خدابادی: خواجہ دہقان کے بعد دوسرے خلیفہ ہیں جو خواجہ اولیائے کبیر کے مقامِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ باقی خلفاء اور مریدین آپ کی خدمت میں تھے۔آپ کا مزار خدابادنامی گاؤں میں ہے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔

۳۔خواجہ سوکمان: خواجہ اولیائے کبیر کے خلیفۂ سوم ہیں۔خواجہ زکی کے بعد دعوت و ارشادِ خلق میں مشغول ہوئے۔تمام پیر بھائیوں نے آپ کی اتباع کی۔آپ کی قبر بھی خواجہ اولیاء کے قریب ہے۔

۴۔خواجہ غریب: خواجہ اولیائے کلاں کے آپ صلبی فرزند ہیں اور آپ کے خلیفۂ چہارم ہیں۔خواجہ سوکمان کے بعد امرِ ارشاد کی ذمہ داری سنبھالی۔شیخ نجم الدین کبریٰ کے اکابر اصحاب میں سے شیخ سیف الدین باخرزی کے صحبت یافتہ تھے۔فتح آباد، بخارا میں جہاں شیخ

Marfat.com

سیف الدین کا مدفن ہے وہاں آپ کی بہت صحبتیں رہیں۔جس زمانے میں شیخ مجذوب محبوب القلوب شیخ حسن بلغاری، ارسن اور بلغار سے بخارا میں آئے، تو خواجہ غریب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔خواجہ غریب اس وقت نوّے (۹۰) سال کے تھے۔مگر وہ آپ سے مل کر بے حد معتقد ہوئے۔

(خلفائے خواجہ غریب)

۱۔خواجہ اولیاء پارسا: خواجہ غریب کے چار خلفاء میں سے پہلے خلیفہ ہیں۔آپ کا مسکن و مدفن خرمن تہی نامی ایک گاؤں میں ہے جو بخارا کے علاقہ میں ہے۔جو کہنہ اور قدیم ہونے کے باعث اب معدوم ہے۔

۲۔خواجہ حسن ساوری: خواجہ غریب کے دوسرے خلیفہ ہیں۔بخارا کے ایک قریہ ساور میں آپ کا مزار ہے۔

۳۔خواجہ اوکتمان: خواجہ غریب کے تیسرے خلیفہ ہیں۔آپ کا مزار بخارا کے قریب شہر سے قبلہ کی طرف حوض مقدم کے قریب پشتۂ خواجہ چہار شنبہ کے اوپر واقع ہے۔

۴۔خواجہ اولیاء غریب: یہ خواجہ غریب کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

خواجہ سلیمان کرمینی

آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے تیسرے خلیفہ ہیں۔کچھ لوگ کہتے ہیں: کہ آپ خواجہ اولیاء کے خلیفہ ہیں۔ممکن ہے کہ آپ پہلے خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی خدمت میں رہے ہوں اور بعد میں خواجہ اولیاء سے اکتسابِ فیض کیا ہو۔

آپ سے کسی نے پوچھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ''والمخلصون علی خطر عظیم'' وہ خطرِ عظیم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر یہ خطر، خوف ہے تو چاہیے کہ لفظ فی مصدر ہو، لیکن اگر مصدر حرف علی ہے، تو اس بات کی دلیل ہے کہ خطرِ عظیم سے مراد مقامِ عالی ہے

Marfat.com

جومخلصان کوعطا ہوگا۔اوراس مقام پہ خوف لازم ہے۔اوروہ جوخوف ان پرغالب ہے وہ بلندیِ مقام کے باعث ہے۔کیونکہ جوکوئی آفتاب کے نزدیک تر ہوگا اس کی گرمی اس پرزیادہ اثر پذیر ہوگی۔

خواجہ سلیمان کا مزار علاقہ کرمینہ میں ہے۔وہ بہت سے دیہاتوں پر مشتمل ایک قصبہ ہے بخارا کے نزدیک۔آپ کے بھی چار خلفاء تھے۔

(خلفائے خواجہ سلیمان کرمینی)

۱۔خواجہ محمود شاہ بخاری: خلیفہ اول

۲۔شیخ سعدی عجدوانی: خلیفۂ دوم۔دونوں خلفاء اپنے دور میں صاحبِ ارشاد تھے۔ اورمسند پر طالبانِ حق کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

۳۔شیخ ابوسعید بخاری: خواجہ سلیمان کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔شیخ محمد بخاری کے پیرومرشد تھے۔شیخ محمد بخاری نے اپنی کتاب ''مسلک العارفین'' میں لکھا ہے کہ خواجہ سلیمان کے بعد شیخ ابوسعیدان کی جگہ پر مریدین کے مقتداء ہوئے۔

شیخ ابوسعید سے کسی نے پوچھا کہ دل میں جوخیالات آتے ہیں اور پھر محو ہو جاتے ہیں ،یعنی اسے اگر دل سے نکال دیں تو وہ نکل جائیں۔ہمیں کیسے معلوم ہو کہ وہ نفسانی ہیں یا شیطانی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اسی لباس میں دوبارہ وہی خیال آئے تو سمجھو کہ نفسانی ہے۔کیونکہ الجھن میں ڈالنا اور تنگ کرنا اس کا خاصہ ہے۔وہ ایک آرزو کو بار بار طلب کرتا ہے۔تآنکہ مقصد پورا ہو جائے۔ لیکن اگر کسی دوسرے رنگ یا دوسرے لباس میں دوبارہ آئے تو وہ خیال شیطانی ہے۔کیونکہ شیطان کا مقصد ہی گمراہ اور غافل کرنا ہے۔شیطان اگر ایک لباس (ایک طریقہ) سے سالک کا راستہ نہیں روک سکتا تو پھر وہ کوئی دوسرا لباس (طریقہ) اختیار کرتا ہے۔

خواجہ عارف ریوکروی

Marfat.com

آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ ریوکرو ایک گاؤں ہے جو بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ وہاں سے غجدوان ایک فرسنگ شرعی کے فاصلہ پر ہے۔ خواجہ بہاءالدین نقشبند کی نسبتِ ارادت آپ کے ذریعے خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ملتی ہے۔

خواجہ محمود فغنوی

خواجہ عارف کے افضل اصحاب میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت انجیر فغنوی میں ہوئی۔ جو ولایت بخارا کے مضافات میں ایک بڑا گاؤں ہے۔ جو چند چھوٹے دیہاتوں پر مشتمل ہے۔ زرعی علاقہ ہے۔ تین فرسنگ شہر سے دور ہے۔ آپ وابکنی میں مقیم رہے۔ آپ کا مدفن بھی وہیں ہے۔ گل کاری کا کام کرتے تھے۔

خواجہ عارف کے وصال کے بعد خواجہ محمود وابکنی کے دروازہ پر اعلانیہ ذکر میں مشغول ہو گئے۔ خواجہ حافظ الدین جو کہ اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے، اور خواجہ محمد پارسا کے جدِ اعلیٰ تھے، انہوں نے استاد شمس الدین حلوائی کے اشارے پر بخارا میں علماء کے ایک اجتماع میں خواجہ محمود سے ایک سوال کیا کہ آپ یہ اعلانیہ ذکر کس نیت سے کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا تا کہ سوئے ہوئے بیدار ہو جائیں اور جو غافل ہیں وہ آگاہ ہو جائیں۔ اور راہِ راست پر آ جائیں۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ آپ کی نیت صحیح ہے اور آپ کا یہ عمل جائز ہے۔ پھر کسی نے خواجہ محمود سے التماس کی کہ ذکرِ اعلانیہ کی کوئی حد بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: کہ یہ اس کو جائز ہے جس کی زبان پاک ہو جھوٹ اور غیبت سے، اور اس کا حلق حرام اور مشتبہ چیز کھانے سے پاک ہو۔ دل ریا سے پاک ہو، سماعت اور ستر پاک ہو اور توجہ حضرت ربوبیت کے غیر سے پاک ہو۔

امیر خرد وابکنوی

آپ کا نام امیر حسین تھا۔ خواجہ محمود کے خلیفہ اول تھے۔ آپ کے بھائی امیر حسن المعروف میر کلاں بھی خواجہ محمود کے مرید تھے۔ مگر خلافت امیر خرد کو پہنچی۔

Marfat.com

امیر خرد کا مزار وابکنی گاؤں میں ہے۔

خواجہ علی ارغندانی

آپ امیر خرد کے خلیفہ ہیں۔آپ کا مزار قصبہ زندنی کے ارغند گاؤں میں ہے۔جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔

شیخ بدرالدین میدانی

آپ حسن بلغار کے کبار اصحاب میں سے ہیں۔آپ ان کی صحبت میں رہے۔ان سے آپ نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے" ذکر اللہ ذکراً کثیراً" یہ ذکرِ زبان ہے یا ذکرِ دل۔آپ نے فرمایا مبتدی کے لیے ذکرِ زبان اور منتہی کے لیے ذکرِ دل۔ مبتدی ہمیشہ تکلف کرتا ہے اور جان سے کرتا ہے۔مگر منتہی کا ذکر جب دل پر اثر کرتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء اس کے عمل کے محافظ ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے لگتے ہیں۔اس وقت سالک، ذکرِ کثیر کا محقق ہو جاتا ہے۔اس وقت اس کا ایک دن کا کام دوسروں کے سال بھر کے کام کے برابر ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا آیۂ کریمہ" توبو الی اللہ "اس بات کا اشارہ ہے کہ توبہ کرنا بشارت ہے اس کی قبولیت کا۔اگر قبول نہ کرنا ہوتا تو امر نہ فرمایا جاتا۔

شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی

بغداد کے نواح میں ایک شہر طفسونج میں آپ نے ایک روز منبر پر بیٹھ کر فرمایا: کہ میں اولیاء اللہ میں ایسے ہوں جیسے پرندوں میں عنقا۔

شیخ ابو علی الحسن بن احمد، حضرت شیخ عبدالقادر کے مریدوں میں سے تھے۔اور قریبی گاؤں جنت کے رہنے والے تھے۔اور شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ایک دم اٹھے اور اپنی (گودڑی) چادر سر سے اتار پھینکی۔اور شیخ عبدالرحمٰن سے کہا کہ تیار ہو جاؤ میں

Marfat.com

آپ سے کشتی کروں گا۔اوراپنے اصحاب سے کہا کہ میں ان کی بات میں بھی اللہ تعالیٰ کی عنایت دیکھ رہا ہوں۔یعنی ان کی بات مصلحت سے خالی نہیں ہے۔اوران سے فرمایا: کہ اپنے کپڑے پہن لو۔ابوعلی نے کہا کہ میں جس چیز سے باہر آ جاؤں اس میں دوبارہ نہیں جاتا۔اور پھر اپنے گاؤں جنت کی طرف منہ کر کے اپنی زوجہ کو آواز دی اور کہا اے فاطمہ میرا لباس لے کے آؤ ۔آپ کی زوجہ نے اپنے گاؤں میں ان کی آواز سنی اوران کا لباس لے کر چل پڑی۔ابوعلی سے راستہ میں آملی۔شیخ عبدالرحمٰن نے ابوعلی سے پوچھا کہ آپ کا پیرومرشد کون ہے؟ انہوں نے بتایا شیخ عبدالقادر۔آپ نے فرمایا میں نے ذکر تو سنا ہے شیخ عبدالقادر کا مگر چالیس سال ہوئے میں نے بابِ قدرت کے پاس مقامِ درکات پر انہیں ہرگز کبھی نہیں دیکھا۔اپنے مریدوں سے کہا کہ آپ چند لوگ بغداد جائیں اور شیخ عبدالقادر سے میرا سلام کہیں۔اور انہیں کہنا کہ چالیس سال ہو گئے ہیں میں مقامِ درکات پر بابِ قدرت کے قریب ہوتا ہوں لیکن آپ کو وہاں کبھی آتے جاتے نہیں دیکھا۔ادھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اسی وقت اپنے چند مریدوں سے کہا کہ آپ لوگ طفسونج جاؤ راستہ میں آپ کو شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے مریدین ملیں گے جنہیں انہوں نے اپنا پیغام دے کر میری طرف بھیجا ہے۔انہیں اپنے ساتھ واپس لے جانا اور جب شیخ عبد الرحمٰن کے پاس پہنچو تو انہیں میرا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا:

''آپ کا مقام ''درکات'' میں سے ہے۔اور جو ''درکات'' کے مقام سے تعلق رکھتا ہے تو اسے ''حضرات'' کے مقام والے دکھائی نہیں دیتے۔اور جو (بلند شان مردِ حق) مقام ''حضرات'' سے تعلق رکھتا ہے تو اسے ''مخدع'' کے مقام والے دکھائی نہیں دیتے۔

میرا تعلق مقام مخدع سے ہے۔اور میں رضا کے دروازے سے اس شان سے نکلتا اور داخل ہوتا ہوں کہ کوئی میری شان وشوکت کا نظارہ و مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اگر میں تمہارے لیے فلاں وقت میں فلاں خلعت کو اپنے ہاتھوں ظاہر کرنا چاہوں تو میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔اور وہ ''خلعتِ رضا'' ہے۔اور اگر میں تمہارے لیے بزرگی کی فلاں

Marfat.com

نشانی کوفلاں رات میں اپنے ہاتھوں پر ظاہر کرنا چاہوں تو میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔
اور وہ ''فتح کی نشانی'' ہے۔اور اگر میں مقام درکات کی بزرگ نشانیوں میں سے تم پر بارہ ہزار اولیاء اللہ کی موجودگی میں ''خلعتِ ولایت'' جو کہ سبز رنگ کی پوشاک میں سورۂ اخلاص کی شکل میں ہے۔اپنے ہاتھوں پر ظاہر کرنا چاہوں تو میں ایسا کرنے پر قادر ہوں''

راستہ کے درمیان انہیں شیخ عبدالرحمٰن کے اصحاب ملے۔وہ انہیں ساتھ لے کر ان کے شیخ، شیخ عبدالرحمٰن کے پاس پہنچے تو شیخ عبدالرحمٰن نے کہا شیخ عبدالقادر سچے ہیں اور وہ وقت کے بادشاہ ہیں اور وہ صاحبِ تصرف ہیں۔

شیخ اسمٰعیل قصری

آپ شیخ ابو نجیب سہروردی کے مرید ہیں۔شیخ نجم الدین کبریٰ آپ کی صحبت میں رہے۔اور دراصل خرقہ آپ کے ہاتھوں ہی پہنا۔انہوں نے خرقہ محمد بن مانکیل کے ہاتھوں حاصل کیا۔انہوں نے محمد بن داؤد المعروف خادم الفقراء سے پہنا۔انہوں نے ابو العباس ادریس سے، انہوں نے ابوعبداللہ بن عثمان سے، انہوں نے ابو یعقوب نہر جوری سے، انہوں نے ابو یعقوب سوسی سے، انہوں نے عبدالواحد بن زید سے، اور انہوں نے حضرت کمیل بن زیاد سے خرقہ حاصل کیا۔

شیخ روزبہان کبیر مصری

آپ اصل گاذرون کے رہنے والے تھے۔مگر مصر میں مقیم ہو گئے۔ابو نجیب سہروردی کے مرید تھے۔زیادہ تر مقامِ استغراق میں رہتے تھے۔شیخ نجم الدین آپ کی صحبت میں پہنچے اور وہاں ریاضتیں کیں۔اوراد و وظائف میں مشغول رہے۔اور خلوت گزین بھی رہے۔شیخ روزبہان نے انہیں اپنا داماد بنالیا اور ان سے دو بیٹے ہوئے۔

کتاب ''تحفة البرزہ'' میں ہے کہ میں نے اپنے شیخ ابوالجناب سے سنا، انہوں

Marfat.com

نے کہا میں نے مصر میں روزبہان سے سنا انہوں نے کہا کہ مجھے کئی بار کہا گیا کہ نماز چھوڑ دے کیونکہ تجھے اس کی ضرورت نہیں ۔ میں نے عرض کیا یا رب بے شک مجھے اس کی طاقت نہیں ہے۔میری کفالت کسی اور شے سے فرما۔

قضیب البان موصلی

آپ کی کنیت عبداللہ تھی۔

شیخ محی الدین ابنِ عربی کہتے ہیں کہ میں نے بعض بزرگوں کو دیکھا ہے جن کی روحانیت متجسد ہو جاتی ہے ۔ان کے جسم کی صورت اختیار کر لیتی ہے ۔ان میں ایک قضیب البان ہیں۔

موصل کے فقہاء میں سے ایک قاضی کو آپ سے سخت اختلاف تھا اور آپ سے کینہ اور حسد رکھتا تھا۔ایک روز دیکھا کہ موصل کی گلی میں وہ سامنے سے آرہے ہیں ۔قاضی نے دل میں سوچا کہ آج تو انہیں پکڑ کر حاکم کے پاس لے جاتا ہوں ۔اور تا کہ وہ انہیں سخت سزا دے۔ اچانک قاضی نے دیکھا کہ شیخ قضیب کی بجائے کوئی کُرد آرہا ہے۔تھوڑا اور نزدیک ہوا تو اسے ایک اعرابی نظر آیا۔اور جب بالکل قریب ہوا تو آپ ایک فقیہہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔اور قاضی سے کہا کہ اے قاضی: کون سے قضیب البان کو حاکم کے پاس لے جانا چاہتے ہو اور سزا دلوانا چاہتے ہو۔قاضی نے توبہ کی اور مرید ہو گیا۔

شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ سے کسی نے کہا کہ قضیب البان نماز نہیں پڑھتے ۔آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو ان کا سر تو خانہ کعبہ میں ہمیشہ سجدے میں ہوتا ہے۔

ابوالحسن علی بن احمد

آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مریدوں میں سے ہیں، اور بغداد کے قریب جنت نامی گاؤں میں رہتے تھے۔

Marfat.com

شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی نے اپنے اصحاب سے ان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ بال برابر بھی میں نے انہیں اللہ کی عنایت سے خالی نہیں دیکھا۔

شیخ ابوالحسن بستی

آپ خواجہ یوسف ہمدانی کی طرح شیخ ابوعلی فارمدی کے مریدوں سے ہیں۔آپ کی یہ ایک رباعی مشہور ہے جو عین القضات ہمدانی کے رسائل میں شامل ہے۔

رباعی (ترجمہ)

ہم نے پوشیدہ دنیا کو دیکھا کہ دو جہان میں
واصل ہے۔علّت و عار سے آسان گزر گئے۔
اس نورِ سیہ کو بغیر نقطہ کے برتر جان، ہم اس سے
بھی گزر گئے ، نہ یہ رہا ، نہ وہ رہا۔

شیخ حسن سکاک سمنانی

آپ شیخ ابوالحسن بستی کے اصحاب میں سے ہیں۔خانقاہ سکاکیہ سمنان میں ہے۔اور شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی اوایل میں وہاں رہے۔اور کئی چلّے کیے، اور اپنی بعض املاک اس خانقاہ کے نام وقف کی۔یہ خانقاہ شیخ حسن سکاک کے نام سے منسوب ہے۔

محمد بن حمویہ الجوینی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ شیخ ابوالحسن بستی کے مرید ہیں۔آپ علومِ ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے۔آپ نے ایک کتاب "صلوۃ الطالبین" کے نام سے لکھی جس میں سلوک وعرفان کے حقائق ودقائق درج ہیں۔

شیخ علی ہیتی

آپ بطائح کے مشائخ میں سے ہیں۔صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔حضرت شیخ

Marfat.com

عبدالقادر جیلانی کے مریدوں میں سے تھے۔

مذکور ہے: کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقدر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے اور حضرت علی ہیتی بھی آپ کے قریب مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں انہیں نیند آ گئی اور آپ بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر نے اہلِ مجلس کو کہا کہ خاموش رہیں اور خود منبر سے اتر آئے اور شیخ علی ہیتی کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے، اور انہیں دیکھنے لگے۔ شیخ بیدار ہوئے تو حضرت شیخ عبدالقادر نے پوچھا! کہ آپ نے خواب میں حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہاں! حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میں اسی لیے باادب کھڑا ہوں۔ اور پھر پوچھا کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا وصیت فرمائی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی خدمت میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔

شیخ علی نے کہا کہ میں نے جو خواب میں دیکھا ہے، میرے شیخ نے بیداری میں وہ دیکھ لیا۔

سید کبیر الدین

آپ علویہ کے اجل عالم اور سلسلۂ مصطفویہ کے افضل اولیاء میں سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت اسمٰعیل بن امام ناطق بحق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے۔ طائفہ صدیقیہ سید کبیر الدین کی تصدیق کے باعث اس نام سے معروف ہے۔ یا پھر آپ نے تقیہ کر کے ایسا کہا ہوگا۔ آپ کا ایمان تھا کہ اثنیٰ عشریٰ پاک ہیں۔

اس گروہ کے ہزاروں لوگ ملتان، سندھ، گجرات (ہند) اور لاہور میں رہتے ہیں، جو اپنے مال کا پانچواں حصہ (خمس) سید کبیر کی اولاد کو دیتے ہیں۔

شیخ ابوعبداللہ قرباقی

فتوحات میں ابنِ عربی لکھتے ہیں: کہ شیخ ابوالعباس حریری نے ۶۰۳ھ میں مصر میں

Marfat.com

مجھے بتایا کہ میں شیخ ابوعبداللہ قرباقی کے ہمراہ بازار میں جارہا تھا کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے ''قصریہ'' خریدا۔ قصریہ شیشے کے ایسے برتن کو کہتے ہیں کہ جس میں پیشاب کرتے ہیں۔ وہاں کچھ صالح لوگ بھی ہمارے ساتھ مل گئے۔ ہم سب ایک جگہ بیٹھ گئے کہ کچھ کھالیں۔ طے یہ ہوا کہ کھانا کھانے کے لیے کچھ شکر کا شیرہ لایا جائے، مگر ہمارے پاس کوئی ایسا برتن نہیں تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ فی الحال یہ قصریہ ناپاکی کے لیے استعمال نہیں ہوا، اسی میں لے آتے ہیں۔ لہٰذا اسی قصریہ میں شیرہ لایا گیا۔ اور اسی میں سے سب نے کھایا۔ جب سب لوگ چلے گئے، میں ابوعبداللہ کے ساتھ جارہا تھا۔ وہ قصریہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ اللہ کی قسم میں نے اور ابوعبداللہ قرباقی دونوں نے سنا کہ قصریہ سے یہ آواز آئی کہ خدا تبارک وتعالیٰ کے اولیاء نے مجھ میں چیز ڈال کے کھائی ہے اب میں ناپاکی اور پیشاب کے لیے نہیں رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے چھوٹا اور گر کر ٹوٹ گیا۔ اس صورتِ حال نے مجھ پر عجیب اثر کیا۔

شیخ ابوعبداللہ قرباقی نے فرمایا: یا شیخ ابوالعباس آپ اس قصریہ کے واقعہ سے غلط نتیجہ اخذ کررہے ہیں۔ دراصل اس نے جو کہا، اس کا مقصد وہ نہیں جو آپ نے سمجھا ہے۔ بے شمار ایسے برتن ہیں، جن میں آپ سے زیادہ بہتر لوگ کھاتے ہیں، مگر بعد میں ان میں ناپاکی بھی ڈالی جاتی ہے۔ اس سے مقصود دراصل آپ کو یہ تنبیہ ہے کہ: جب تمہارے دل میں خدا تبارک وتعالیٰ کی معرفت آجائے تو پھر اس میں اغیار کو جگہ نہ دیں۔ اور وہ چیزیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، انہیں دل میں نہ آنے دیں۔ اور قصریہ کے ٹوٹنے سے یہ اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سامنے ایسے ہی گر کر ٹوٹ جانا چاہیے۔

شیخ ابوعبداللہ تونسی

خلق اللہ سے منقطع ہوکر تلمسان کے باہر ایک جگہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

تلمسان کا بادشاہ ''یحییٰ'' ایک روز بڑے جاہ وجلال اور خیل وحشم کے ساتھ جارہا تھا کہ آپ کو دیکھ کر گھوڑے کو واپس موڑ کر آکے سلام کیا۔ بادشاہ نے بے حد قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔

Marfat.com

اس نے شیخ ابوعبداللہ تونسی سے پوچھا کہ یا شیخ یہ لباس جو میں نے پہنا ہوا ہے، اس سے نماز جائز ہے؟ شیخ مسکرائے۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ تمہاری نادانی اور بے شعوری پر ہنس رہا ہوں۔ تمہارا حال اس کتے جیسا ہے جو مردار پہ ٹوٹ پڑتا ہے، پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور سرتاپا نجاست آلودہ ہوتا ہے۔ مگر جب اسے پیشاب آئے تو ٹانگ اٹھا لیتا ہے کہ پیشاب کے چھینٹے اس پر نہ پڑیں۔ تمہارا پیٹ حرام سے پُر ہے اور تیری گردن پر مخلوقِ خدا پر ڈھائے گئے مظالم کا بوجھ ہے اور پھر بھی تُو پوچھتا ہے کہ اس لباس میں نماز روا ہے یا نہیں۔

یحییٰ یہ سن کر رونے لگا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور شیخ کے قدموں پہ گر کر توبہ کی اور بادشاہت ترک کر دی۔

یحییٰ بن یعان

یحییٰ تلمسانی جن کی توبہ کا ذکر اوپر گزرا ہے، اپنی بادشاہت چھوڑ کر شیخ ابوعبداللہ تونسی کی خدمت میں رہنے لگے، تین دن گزرنے کے بعد شیخ نے فرمایا، اب آپ کی مہمانی ختم ہوگئی ہے، اور رسی دے کر فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہوں اور جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لاؤ اور بازار میں فروخت کرو۔ چنانچہ وہ جنگل جاتے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے، جب آپ صحرا سے بازار آتے تو لوگ بادشاہ کو ایسی حالت میں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے۔ آپ کو لکڑیاں بیچ کر جو رقم ملتی اس میں سے اپنی ضرورت کی مقدار رکھ کر باقی صدقہ کر دیتے۔ اور پوری عمر آپ اپنے اسی شہر میں ہی رہے۔

کہتے ہیں: کہ جب کوئی شخص عبداللہ تونسی سے دعا کی درخواست کرتا، تو آپ فرماتے کہ یحییٰ سے دعا کرائیں۔ کیونکہ وہ بادشاہی چھوڑ کر زہد کی طرف آئے ہیں اگر میں بادشاہ ہوتا تو شاید ایسا نہ کر سکتا۔

شیخ حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد عطار

Marfat.com

آپ طبقۂ صوفیہ کے برگزیدہ افراد میں سے تھے۔خاقانی نے ''تحفۃ العارفین'' میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

تنکور شیخ

آپ ترکستان کے عمدہ مشائخ میں سے ہیں۔اور اتالیسوی کے خاندان کے بزرگوں میں سے ہیں۔

خواجہ عبیداللہ احرار اپنے چچا خواجہ محمد سے نقل فرماتے ہیں: کہ خاوند ترکستان گئے اور تنکور شیخ سے بہت فوائد حاصل کیے۔

شیخ ابی زید القرطبی

آپ اپنے وقت کے اجل مشائخ صاحبِ کرامات طبقہ سے ہیں۔

شیخ ابوالعباس الجوری

اشبیلیہ اندلس کے علاقے میں جو ایک قریہ ہے، شیخ ابی العباس وہاں کے رہنے والے تھے۔اپنے وقت کے صاحبِ کمال بزرگ تھے، اہلِ کمال میں سے بھی منتخب صاحبِ حال تھے۔

شیخ ابی اسحاق بن ظریف

آپ اپنے وقت کے نامی مشائخ میں سے ہیں۔مکاشفاتِ رفیعہ اور مقاماتِ عجیبہ کے حامل تھے۔

شیخ ابوالعباس قسطلانی نے چھ سو مشائخ کو دیکھا، اور ان میں چار مشائخ کی متابعت کی۔ان چاروں میں یہ منتخب ترین ہیں۔اس میں چوتھے شیخ ابی الربیع المالقی ہیں۔

شیخ ابوبکر بن ہوار البطائحی

شیخ تاج العارفین ابوالوفا نے احمد شنبکی کے حوالے سے بیان کیا ہے: کہ شیخ ابوبکر

Marfat.com

شروع میں بطائح میں ڈاکہ زنی کرتے تھے۔مگر جب چوری ڈاکے سے رجوع کیا،تو عراق کی زمین میں انہیں اہلِ طریقت میں کوئی مرشد نہ مل سکا۔تو انہوں نے بارگاہِ احدیت میں سوال کیا۔ تو ایک رات انہوں نے خواب میں جناب حضرت رسالت مآب ﷺ کو دیکھا،کہ حضرت ابا بکرؓ بھی آپ ﷺ کے سامنے تھے۔آپ نے آنحضرت ﷺ سے خرقہ پہننے کی التماس کی۔آپ ﷺ نے حضرت صدیقِ اکبرؓ کو امر فرمایا: کہ اسے خرقہ اور طاقیہ پہناؤ۔اور پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ آپ سے سننِ طریقت کا احیاء ہوگا۔اور عراق میں تا قیامت باقی رہے گا۔

آپ شیخ ابو محمد شنبکی کے شاگرد ہیں۔جنگلی جانور،درندے اور شیر آپ کے مطیع تھے۔

تاج العارفین شیخ ابوالوفا

آپ اپنے وقت میں عراق کے مشائخ کے سربراہ تھے۔آپ کے چالیس خدام تھے۔ جو ارباب کمال تھے۔مثلاً شیخ علی ہیتی،شیخ بقا بن بطو،شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی،شیخ مطر الباذرانی، شیخ ماجد الکردی اور شیخ احمد البقلی الیمانی۔

کہتے ہیں کہ: جب ان سب حضرات کو کوئی مشکل پیش آتی تو اس کے حل کے لیے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔شیخ کو دیکھتے کہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔مگر ان کے تمام اعضاء سے تسبیح وتہلیل کی آواز سنتے۔پھر انتظار میں بیٹھ جاتے کہ آپ خواب سے بیدار ہوں تو مشکل کا حل بتائیں۔ایک بار سب کو ان کی مشکل کا جواب اعضاء سے سنائی دیا۔تو تشفّی پا کر لوٹ گئے۔

آپ وہ پہلے بزرگ ہیں جن کو تاج العارفین کا لقب ملا۔آپ کے کلام میں ہے کہ شیخ شجاصی کو معلوم نہ تھا کہ کاف سے کاف تک کیا ہے۔پھر کسی نے بتایا کہ کاف سے کاف تک جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے فرمان کے ماتحت ہے۔اور ساری مخلوق جو ابتدا سے لے کر روزِ قیامت تک ہوگی اس سے پوچھا جائے گا۔پھر یہ آیت پڑھی ''انہیں روکو ان سے سوال پوچھا جائے گا''۔آپ نے فرمایا: ذکر،درحقیقت مشاہدہ ہے،اور خلافت کا بوجھ۔

Marfat.com

شیخ منصور بطائحی

یہ بزرگ مشائخ میں سے صاحبِ کراماتِ عالیہ تھے۔

شیخ علی ہیتی کہتے ہیں: ایک دن جنگل میں شیر نے ایک جوان کا بازو توڑ دیا۔ شیخ آئے اور شیر سے فرمایا: میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میرے ہمسایوں کو تکلیف نہ دینا۔ اور شیر کو سر کے بالوں سے پکڑ کر فرمایا مَر جا۔ وہ اسی وقت خدا تبارک وتعالیٰ کے حکم سے مر گیا۔ آپ نے شیر کا بازو جدا کر کے اس جوان کے ٹوٹے ہوئے بازو کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور کہا یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام۔ اسی وقت جوان کا بازو ویسا ہو گیا جیسا پہلے تھا۔

الشیخ الکبیر عارف باللہ عقیل المنبجی المعروف طیار

جب آپ نے اپنے گاؤں سے منتقل ہو کر بلادِ شرق میں مقیم ہونے کا ارادہ کیا تو ایک منارے پر چڑھ کر ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ اور لوگ انہیں دیکھتے رہے۔ اور پھر انہیں منبج میں پایا۔ آپ ان چار ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں شیخ ابوالحسن قرشی نے فرمایا: کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا جو اپنی قبروں میں اُسی طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے۔ ان میں ۱۔ شیخ معروف کرخی ۲۔ شیخ عبدالقادر جیلانی ۳۔ شیخ عقیل منبجی ۴۔ شیخ حیات بن قیس حرانی

کہتے ہیں کہ: ایک دن چند صاحبِ کمال حضرات مریدوں سمیت دریائے فرات کے کنارے پہ پہنچے۔ ہر ایک نے پانی پہ مصلیٰ بچھایا اور اس پر بیٹھ کر دریا عبور کیا۔ لیکن شیخ نے مصلیٰ پر بیٹھ کر غوطہ لگا دیا۔ اور دوسرے کنارے پر خشک جا نکلے۔

شیخ ابی یعزا

شیخ ابی مدین فرماتے ہیں: قحط سالی میں مَیں شیخ یعزا کے پاس گیا۔ آپ صحرا میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرداگرد جنگل کے وحشی جانور اور پرندے بیٹھے تھے۔ پرندے اور

Marfat.com

جانور ایک ایک کر کے آتے اور آپ ان کی زبان میں انہیں کچھ کہتے ۔اور وہ سنتے اور چلے جاتے ۔میں نے پوچھا کہ یہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ہر ایک قحط سالی کی وجہ سے اپنی بھوک سے نالاں تھا ۔مگر ان کا رزق مغرب زمین میں تھا۔حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے ان کے رزق کے بارے میں آگاہی بخشی ،اور میں نے ہر ایک کو اس کے بارے میں بتایا۔

شیخ ابی الحسن ابنِ شیخ ابوالبرکات اسمٰعیل بن ابی سعید نیشاپوری بغدادی

اس راستے کے ایک عظیم بزرگ ،صاحبِ حال اور صاحبِ وقت تھے۔

شیخ عزاز بطائحی

آپ عراق کے اکابر مشائخ اور بزرگ عارفوں میں سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ: جب آپ کو کسی درخت کے پھل کی خواہش ہوتی تو درخت پھلوں سے بھری ہوئی شاخیں زمین پہ پہنچا دیتا۔آپ کو جتنی ضرورت ہوتی پھل توڑ لیتے ۔اور پھر شاخیں خود بخود اپنی جگہ پہ چلی جاتیں۔

آپ کے کلمات سے ہے کہ: ارادہ اپنے دل کو اشیاء کی خواہش اور ضرورت سے دور رکھنے کا نام ہے۔اور تصوف مشکلات میں اللہ سے لو لگانے کو کہتے ہیں ۔گوشہ نشینی خبر داری سے رہنے کو کہتے ہیں ۔اور تجرید اپنی ہستی کو فنا کرنے کو کہتے ہیں ۔جس میں سالک اپنی عادتیں اور خصلتیں مٹا دیتا ہے۔اور وجد ایک نور ہے جو عشق کی آگ میں پیدا ہوتا ہے اور سالک کی باقی ہر چیز کو جلا دیتا ہے۔اور محبتِ الٰہی وہ جام ہے جس کو اسرارِ الٰہی کی روشنی میں پیا جاتا ہے۔

شیخ ابو مظفر

آپ کا نام عبدالسمیع بن عبداللہ بن عبدالسمیع الواسطی ہے۔شیخ عزاز بطائحی کو دیکھا۔ اور ان کے مقامات کے راوی ہیں۔

شیخ جلیل ابی العمر اسمٰعیل

Marfat.com

آپ کے والد کا نام ابی البرکات واسطی ہے۔شیخ عزاز بطائحی کے خادم ہیں۔اپنے وقت کے صاحبِ کمال معروف بزرگ ہیں۔

الولی الکبیر سید محمد بن یعقوب

آپ کی کنیت ابا حربہ تھی۔ کیونکہ آپ نے اصبعہ کے اشارے پر سلطانِ وقت کے علاقے میں بعض ظالموں سے جنگ کی اس لیے آپ کی کنیت ابا حربہ پڑ گئی۔ یافعی نے آپ کو آپ کی زندگی میں بھی دیکھا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی زیارت کو پہنچے۔

شیخ الکبیر عارف باللہ علی بن وہب سنجاری

جس طرح ابوبکر بن ہوار بطائحی نے خواب میں حضرت صدیقِ اکبرؓ کے ہاتھوں خرقہ پہنا، اسی طرح انہوں نے بھی حضرت صدیقِ اکبرؓ کے ہاتھوں خواب میں خرقہ پہنا۔لیکن جب بیدار ہوئے تو بعینہٖ وہی خرقہ پہنا ہوا تھا۔

اگرچہ آپ ساتویں صدی ہجری کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں لیکن آپ اس زمانے کے مشائخ کے معاصر بھی ہیں۔

شیخ صالح ابی یعقوب اسرائیل

آپ کے والد کا نام عبدالمقتدر حمید سائح ہے۔آپ ہکار اور لبنان کے پہاڑوں پر اور پھر عراق عجم کے پہاڑوں پر سیر و سیاحت کرتے رہے۔اور تجرد کی زندگی بسر کرتے رہے۔شیخ بن مسافر اور ان کے معاصرین کے ساتھ نشستیں رہیں۔آپ صاحبِ کراماتِ جلیہ ہیں۔

شیخ عبداللہ المتوفی

آپ صاحبِ کرامات معروف بزرگ ہیں۔آپ کا لقب مفتی العارفین ہے۔

آپ کا ارشاد ہے: تصوف کا اول ''علم'' ہے۔درمیان ''عمل'' ہے۔اور آخر ''بخشش'' ہے۔علم، عمل کا انکشاف کرتا ہے اور عمل، بخشش کی آرزو کی انتہا ہے۔اور مرید طالب کے اصل

Marfat.com

یہی تین طبقات ہیں ۔ابتداء، متوسط اور آخر۔اور اصل مرید صاحبِ وقت اور متوسط صاحبِ حال اور منتہی صاحبِ یقین ہوتا ہے۔

شیخ ابی الحسن بن احمد الطفسونجی

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی سے ان کے وصال کے وقت وصیت چاہی ۔آپ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے پاس جا اور ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لے۔آپ اپنے شیخ کے وصال کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں پہنچے اور ان سے خرقہ پہنا۔نیز ان سے نسبتِ دامادی قائم کی ۔گویا آپ کے شیخ کا یہ کہنا کہ شیخ عبدالقادر کی خدمت میں رہو اس میں اشارہ نسبتِ دامادی کا تھا۔

شیخ ابی البرکات اسمٰعیل بن ابی سعید نیشاپوری

آپ بغداد کے رہنے والے تھے ،اور اپنے دور کے نامدار لوگوں میں سے تھے ۔ معروف بزرگ شیخ عزاز آپ کے فرزند ہیں۔

شیخِ کبیر ابی الحسن

اپنے وقت کے معروف بزرگ تھے۔

شیخِ جلیل ابی عباس احمد

آپ کے والد کا نام علی صرصری ہے ۔آپ شیخ حماد دباس کی صحبت کے فیض یافتہ ہیں۔آپ کے بیٹے شیخ اصیل ابو طاہر بھی اپنے وقت کے معروف بزرگ تھے۔

شیخ ابوسعید قلوری

آپ بڑے مشائخ میں سے ہیں ۔اور مستجاب الدعوات ۔آپ نے کسی چیز پر توجہ نہ دی اور نہ اس کی خواہش کی ۔آپ کے معاصرین میں سے شیخ حماد دباس جیسے اجلۂ وقت لوگ

Marfat.com

موجود تھے۔

شیخ ابوسعید

آپ اکابر عارفین اور معتبر فقہاء میں سے ایک تھے۔

شیخ ابومحمد مدنی فرماتے ہیں: میں نے شیخ سے دمشق کی سیر کے لیے رخصت مانگی۔ آپ نے مجھے دو سیب دیے اور فرمایا کہ ایک اس دن کھالینا جس دن جاؤ گے اور دوسرا واپسی کے وقت کھالینا۔ کسی اور چیز کی خواہش نہ کرنا۔ عراق سے دمشق تک ایک سیب کھانا شروع کیا جو ختم نہیں ہوتا تھا۔ مگر بھوک ختم کر دیتا تھا۔ اور پھر جب میں واپس لوٹا تو دوسرا سیب زادِ راہ تھا۔ سفر ختم ہو گیا لیکن بھوک نہیں لگی۔

شیخ امام ابی عمرو عثمان

آپ کے والد کا نام مرزوق القریشی تھا۔ آپ کے دوست معاصر شیخ عقیل منجی تھے۔ آپ کے بیٹے شیخ اصیل ابی الخیر بھی عارفین میں سے تھے۔

شیخ ابی محمد المبارک بن محمد الفرازی

شیخ عقیل منجی کے دوستوں میں سے تھے۔ آپ کا شمار اجلہ مشائخ میں ہوتا ہے۔

شیخ فقیہ ناسک ابی محمد بن عبداللہ بن محمد الافریقی

آپ ابو یعزا کے اصحاب میں سے ہیں اور آپ کی تعریف میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔

شیخ ابی مدین المشکور

شیخ ابی یعزا کے اصحاب میں سے ہیں اور ان کے مقامات کی حکایات بیان کرنے والے ہیں۔

شیخ صالح ابوعبداللہ بن محمد

Marfat.com

آپ کے والد کا نام کامل الحسینی ہے۔ شیخ سید عبد القادر جیلانی کے زمانے کے معارف بیان کرنے والے ہیں۔

شیخ ابو محمد الشیبی محلی

شیخ سید عبد القادر جیلانی کے معاصر ہیں۔ آپ کا شمار اس دور کے اجلہ مشائخ میں ہوتا ہے۔

شیخ قیس بن یونس شامی

آپ شیخ سید عبد القادر جیلانی کے معاصر اور ان کے دوستوں میں سے ہیں۔

شیخ علی بن ادریس یعقوبی

آپ شیخ بقا کے مخلص دوستوں اور مریدوں میں سے ہیں۔

شیخ عبد الرحمٰن بن احمد الاسیلی

آپ شیخ علی بن وہب کے معاصر ہیں اور چھٹی صدی کے عظیم بزرگوں سے ہیں۔

شیخ موسیٰ بن ماہین الزولی

بعض عارفین سے مروی ہے کہ ایک عورت اپنے چار ماہ کے بچے کو لے کر شیخ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یہ بیٹا فلاں بن فلاں کا ہے۔ اتنی اس کی عمر ہے۔ اور آپ اس کے لیے دعا فرمائیں۔ شیخ نے اپنا رخ اس بچے کی طرف کر کے فرمایا پڑھو "قل هو الله احد" اس بچے نے سورۂ اخلاص فصیح زبان سے پڑھی اور اسی وقت بات چیت کرنے لگا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے تیس سال بعد اسے دیکھا تو وہ اپنے کلام میں وہی فصاحت رکھتا تھا جو اس نے چار ماہ کی عمر میں شیخ کے تصرف سے پائی اور بات چیت کرنے لگا تھا۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

شیخ ابی محمد عبد اللہ بن مسعود المعروف بالرومی

Marfat.com

آپ شیخ ابی نجیب سہروردی کے مرید اور خادم ہیں۔

شیخ امام عارف تقی الدین علی

آپ کے والد کا نام مبارک واسطی ہے۔آپ سید احمد رفاعی کے دوستوں میں سے ہیں اوران کے ساتھ ایک عرصہ زندگی گزاری۔

شیخِ جلیل ابی الحسن علی

آپ سید احمد رفاعی کی بہن کے بیٹے ہیں۔صاحبِ مقاماتِ جلیلہ ہیں۔اور سید احمد رفاعی کی صحبت سے فیض یافتہ تھے۔

شیخ علی بن مریس یعقوبی

آپ شیخ علی ہیتی کے اصحاب میں سے تھے۔اپنے دور کے عظیم بزرگوں کی مجلس میں بیٹھے اور خود بھی اپنے دور کے عظیم مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔

شیخ ابوالحسن الجوسفی

آپ شیخ علی ہیتی کے دوستوں سے ہیں اوران کے مقامات کے راوی ہیں۔

شیخ ابی نصر صالح

آپ کے والد کا نام ابی المعالی تھا۔شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی اوراس دور کے دیگر مشائخ کو دیکھا تھا۔

شیخ ابوالفتح

آپ شیخ یحیٰ بن محمد بن مرتعش کے خادم تھے۔

فرمایا: میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ آپ کے ارتعاش کی وجہ کیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں شیخ بقا کے قریہ سے ہوا میں اڑتا ہوا جارہا تھا کہ ایک شخص کو گندگی کے ڈھیر پر بیٹھا

Marfat.com

دیکھا۔ میں نے کہا اے گندگی کے ڈھیر پر بیٹھنے والے اٹھ کھڑا ہو۔ اس نے میری طرف نگاہ کی تو میں نے دیکھا کہ وہ شیخ بقا ہیں۔ ان کی نگاہ کی ہیبت نے مجھ پر لرزہ طاری کر دیا جو ابھی تک ہے۔

شیخ مطر باذرانی

آپ عارفوں کے سردار اور محقق بزرگ مشائخ میں سے تھے۔

شیخ عوض

آپ کے والد کا نام سلامتہ البغدادی تھا۔ اور آپ شیخ مطر کے دوستوں سے ہیں۔

شیخ ابی طاہر

والد کا نام احمد صرصری ہے۔ دونوں باپ بیٹا شیخ مطر باذرانی کی خدمت اور ارادت سے فیض یاب تھے۔ اور اپنے شیخ کے مقامات کو بیان کیا کرتے تھے۔

شیخ ابی محمد ماجد الکردی

آپ صاحبِ کراماتِ عالیہ اور عمدہ مقامات کے حامل تھے۔

آپ کے بیٹے شیخ سلیمان کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے والد کے پاس ان کی خلوت میں تھا۔ ہمارے پاس کھانے اور پینے کی کوئی چیز نہ تھی۔ میرے والد خلوت سے باہر آئے اور دروازے پر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا کہ اچانک بیس لوگ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اندر حجرے میں جاؤ اور ان دوستوں کے کھانے کے لیے کوئی چیز لاؤ۔ میں حیران ہوا کہ اندر تو کوئی چیز ہی نہیں ہے تو کہاں سے لاؤں۔ مگر ادب کے باعث امر بجا لایا اور اندر گیا تو دیکھا کہ دو خادم طعام سے بھرے ہوئے برتن لیے کھڑے تھے۔ ہم وہ باہر ان کی خدمت میں لے آئے۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور باقی کچھ نہ بچا۔ اسی وقت پندرہ افراد اور آ گئے اور میں اسی طرح طعام سے بھرے ہوئے برتن اندر سے لایا جو سب نے کھایا۔ پھر اس کے بعد دیگر چند لوگ پھر آ گئے۔ انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔

Marfat.com

شیخ ابوالحسن سنجاری

ارباب عرفان بزرگوں میں سے تھے۔

شیخ العالم ابی طالب عبدالرحمٰن

آپ کے والد کا نام ابی الفتح ہاشمی واسطی المغربی تھا۔آپ اسی طائفہ کے اکابرین میں سے تھے۔

شیخ القدوۃ جمال العارفین ابا محمد

آپ کے والد کا نام عبداللہ بصری تھا۔ابی العباس خضر علیہ السلام سے صحبت رکھتے تھے۔آپ نے بہت سے مشائخِ کرام کی زیارت کی اور خود بھی اس طائفہ کے عظیم بزرگ تھے۔

شیخ القدوہ اباعمر بن عثمان بن مرزوق القرشی

شیخ احمد بن برکات السعد بن صائغ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس مصر سے دو آدمی حاضر ہوئے۔ایک عربی اور دوسرا عجمی تھا۔دونوں ایک دوسرے کی زبان سے آشنا ہونا چاہتے تھے۔ اور آپ سے دعا کی درخواست کی کہ عرب عجمی زبان سے واقف ہو جائے اور عجمی عربی زبان سے ۔اگلے دن میں نے دونوں کو دیکھا کہ عجمی عربی زبان میں فصاحت سے گفتگو کر رہا تھا اور عرب عجمی زبان میں کمال بلاغت سے بول چال رہا تھا۔عرب نے کہا کہ مجھے رات خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی زیارت ہوئی جنہوں نے مجھے عجمی زبان سکھائی۔اور عجمی بولا کہ مجھے بھی خواب میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے عربی زبان تلقین فرمائی۔یہی وجہ تھی کہ دونوں کو یہ نعمت نصیب ہوئی۔

ابی العباس احمد

آپ کے والد کا نام برکات سعدی مقری تھا۔اس گروہ کے جلیل القدر بزرگ تھے۔

Marfat.com

اپنے پیرومرشد قدوۃ ابا عمر بن عثمان کی عظمتِ شان بیان کرتے تھے۔

شیخ فرح عارف ابی عبداللہ محمد

آپ کے والد کا نام ابوالحسن مخزمی تھا۔ شیخ قدوۃ ابا عمر بن عثمان کے دوستوں سے تھے۔ اور شیخ ابی عبداللہ محمد کے پیر بھائی تھے۔

شیخ جلیل الاصیل ابی الخیر سعد

آپ کے والدِ گرامی شیخ القدوۃ العارف باللہ ابی عمر بن عثمان بن مرزوق قریشی تھے۔ آپ اپنے والدِ محترم کی خدمت سے فیض یاب تھے۔

شیخ فرح بن عبداللہ حبشی

آپ صاحبِ حالاتِ جلیہ اور شیخ سوید سنجاری کے مریدوں سے ہیں۔

شیخ المعارف ابی المحاسن یوسف

آپ کے والد کا نام شیخ القدوۃ ابی الحسن زنجانی تھا۔ آپ نے شیخ فرح اور شیخ سنجار کی زیارت کی اور اپنے شیخ سنجار کے مقاماتِ عالیہ کو بہت بیان کیا۔

چنانچہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے شیخ سوید سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس سے بہت زیادہ مجاہدہ کیا۔ کافی مدت پانی نہ پیا۔ پھر پانی کے بڑے تالاب میں سیر کرنا شروع کیا۔ پھر میرے نفس نے مجھے پانی پینے پہ آمادہ کیا۔ میں نے تھوڑا پانی پیا کہ دیکھا کہ سیاہ رنگ کی کسی چیز نے پانی میں چھلانگ لگائی ہے۔ وہ میرے نفس کی مثالی صورت تھی۔ جس نے میرے آگے آ کے کہا خدا کے لیے میرا بوجھ کچھ ہلکا کرو۔ میں نے کہا کہ میں ہلکا ہونے کے لیے ہی مجاہدے کر رہا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ سے جن باتوں کا عہد کیا ہے وہ نہیں توڑ سکتا۔ میں نے اپنے نفس کو عاجز کر کے مات کیا ہے۔

Marfat.com

شیخِ جلیل ابی الفضایل سوید سنجاری

آپ کے بیٹے شیخِ اصیل اسمٰعیل فرماتے ہیں: کہ آپ کو سنجاری کے بادشاہ نے طلب کیا۔ آپ کے مریدین خوفزدہ ہوئے (کہ نجانے کیا ہو)۔ مگر شیخ نے فرمایا کوئی بات نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بادشاہ کے دروازے پہ پہنچے تو بادشاہ کو قولنج کا درد اٹھا۔ جب اس کی دہلیز پر پہنچے تو درد نے شدت اختیار کر لی۔ اور بادشاہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ بادشاہ کے اہلِ خانہ اور مصاحبین کو یقین ہوگیا کہ شیخ کو یہاں طلب کرنے کی وجہ سے بادشاہ کو یہ تکلیف پہنچی ہے۔ چنانچہ وہ روتے ہوئے شیخ کے قدموں میں آگرے اور شیخ کی دعا سے اسی وقت بادشاہ صحت یاب ہوگیا۔

آپ اپنے دور کے عارفِ کامل اور اکابر محققین اور مشائخ علماء کے گروہ کے عظیم شخصیت تھے۔ آپ نے فرمایا عارفوں کے مقام کے چھ اصول ہیں۔

۱۔ خاموشی سے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا ارادہ کرے۔

۲۔ تمام کاموں میں اللہ کی رضا مطلوب ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ادب سے بیٹھنا۔

۴۔ پوشیدہ اور ظاہری طور پر لوگوں کو نصیحت کرنا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار کو پوشیدہ رکھنا اور حال پر صبر اور علم سے قائم رہنا۔

۶۔ اور لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کا ذکر کرنا۔

فرمایا: علم تین ہیں۔

۱۔ اللہ کے احکام کا علم۔ یعنی اس کے اوامر و نواہی اور حدود کے احکام کا علم۔

۲۔ علم مع اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف، امید، محبت اور شوق کا علم

۳۔ علم با اللہ۔ اور یہ ہے اس کی نعمتوں اور صفتوں کا علم۔

علمِ ظاہر طریقت کا علم ہے اور علمِ باطن منزل کا علم ہے۔ یعنی علمِ حقیقت اور مقامات اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے وصل کا علم ہونا۔ شرعی احکام کا علم اور جو ظاہر اور باطن کو قائم نہ کرے وہ باطل ہے۔ عقل کی بنیاد خاموشی اور باطن سے مراد اسرار کو پوشیدہ رکھنا اور ظاہری اعتبار سے سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ شہوت کا غلبہ عقل کو ختم کر دیتا ہے۔ جو شخص بلند مرتبے پہ پہنچتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی مگر اسے کسی چیز میں عیب نظر نہیں آتا۔

شیخ رسلان

آپ شام کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ اور اپنے دور کے بلند مرتبہ عارفین سے تھے۔ کافی مشائخ نے آپ کی صحبت اختیار کی۔ آپ اور آپ کے مناقب اور کرامات بیان کیے بالخصوص ابی الفرح عبد الرحمٰن بن شیخ ابی العلاء الخزرجی اور شیخِ عارف ابی محمد ابراہیم بن محمود البعلبکی قابلِ ذکر ہیں۔

ابو محمد صالح اکاکی

آپ ابو مدین مغربی کے اصحاب سے تھے۔

فقیہ ابی العباس احمد بن قریش تلمسانی سے مذکور ہے کہ ایک دفعہ مغرب میں مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان شیخ ابی مدین کے زمانے میں جنگ چھڑ گئی اور فرنگی مسلمانوں پر غالب آرہے تھے۔ پس شیخ اپنے چند مریدوں کے ساتھ صحرا میں چلے گئے اور ریت کے ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ صحرا کے بہت سے خنزیر وہاں جمع ہو گئے۔ شیخ نے اپنی تلوار نکالی سب کو مار ڈالا۔ میں نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب مسلمان فرنگیوں پہ غالب ہوں گے۔ میں نے وہ تاریخ یاد رکھی تو پتہ چلا کہ اس واقعہ والی تاریخ کو فرنگیوں کو شکست ہوئی۔ اور وہاں جنگ میں دیکھا گیا کہ شیخ نے تلوار سے قتال کیا ہے۔ حالانکہ میدانِ جنگ اور شیخ کے درمیان ایک ماہ کا راستہ تھا۔

دیگر بہت سے مشائخ جو آپ سے فیض یاب ہوئے:۔

Marfat.com

شیخ کبیر عارف باالله ،عبدالرزاق المغربی ، شیخ صالح ابی عبدالله محمد حجاج المغربی ، شیخ صالح الفاضل ابی العباس احمد بن محمد انصاری اور آپ کے بیٹے شیخ جلیل المعارف ابی اسحاق ابراھیم۔ان میں سے ہرایک شیخ ابومدین مغربی کے فیض یاب تھے۔

شیخ عبدالرحیم وشخص عبدالرزاق

شیخ جلیل ابی الحجاج الاقصری سے منقول ہے کہ مصر میں دونوں شیخ اکٹھے ہوئے ۔ عبدالرازق نے کہا کہ میں نے لوحِ محفوظ پہ دیکھا ہے کہ ابھی ابھی بیت المقدس میں ایک ابدال فوت ہوا ہے ۔اور مجھے اس کی تجہیز وتکفین کا امر ہوا ہے ۔پس اسی لمحے آپ بیت المقدس گئے اورابدال کی تجہیز تکفین کر کے مصر آ گئے ۔شیخ عبدالراحیم نے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ اس ابدال کا بدل ایک شخص دریائے نیل میں کشتی میں گھوم رہا ہے ۔چنانچہ وہ دریائے نیل پر گئے اوراس کشتی کو ڈھونڈا اس میں مذکور شخص کو دیکھا۔شیخ عبدالراحیم نے اپنا عصاء زمین میں نصب کیا تو وہ کشتی رک گئی اورآپ پانی پر چلتے ہوئے کشتی تک پہنچے ۔اس شخص کو دیکھا اوران کے ہاتھ چومے اور انہیں پکڑ کر باہر کنارے پہ لے آئے ۔اپنا عصاء زمین سے نکالا تو وہ کشتی چل پڑی اورآپ نے مغرب کی نماز اسی روز اس ابدال کے مقام پر جا کر گذاری

شیخ کی قبر جنانہ میں ہے ۔اورآپ کی نسبت حسینی ہے۔

شیخ جلیل ابی الحجاج الاقصری

اس طریقہ کے مشہورلوگوں میں سے ہیں۔

امام ابوالفرح عبدالرحمٰن

آپ کے والد کا نام شیخ ابی العلاء خزرجی تھا ۔شیخ رسلان کے صحبت یافتہ تھے۔ اوراپنے زمانے کے معروف بزرگ تھے۔

شیخ ابی محمد ابراہیم

Marfat.com

محمود بعلبکی کے بیٹے تھے۔اپنے وقت کے عظیم مشائخ میں سے تھے۔

شیخ ابی العباس احمد

آپ قریش تلمسانی کے بیٹے تھے۔سلسلۂ شیخ ابومدین مغربی سے نسبت رکھتے تھے۔

امام مجدالدین ابی الحسن علی

آپ کے والد کا نام وہب القریشی تھا۔حجاج اقصری کے ہم عصر اور مصاحب تھے۔

شیخ امام تقی الدین

آپ امام مجدالدین موصوف کے باوصف بیٹے تھے۔

شیخ الجلیل العالم ابی اسحاق

آپ کے والد کا نام ابی طاہر انصاری تھا۔آپ نے شیخ عبدالراحیم کو دیکھا۔اور اپنے دور کے بزرگوں سے فیض یافتہ تھے۔

شیخ عبداللہ قریشی

آپ صاحبِ برکت بزرگ عارفوں میں سے ہیں۔مستجاب الدعوات ہیں۔شیخ عبدالراحیم کو دیکھا۔اوران کی شان میں کہا: کہ آپ اپنے وقت کے تمام اہلِ علاقہ اور شہر والے سب اصحاب احوال پر غالب تھے۔

شیخ ابوعثمان بن مرورۃ

آپ سات سال آسمان کی طرف منہ کر کے کھڑے رہے۔اس دوران آپ نے نہ کوئی چیز کھائی اور پہنی۔بعدازاں احکامِ بشریت کی طرف آئے۔تو اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ ہماری قسمت میں اس وقت ایک صالح اولاد ہے۔عورت نے کہا بہتر تھا کہ آپ یہ کام رات کو کرتے پہلے لوگوں کو اپنے واپس آنے کی اطلاع کرتے۔چنانچہ آپ نے اپنے

Marfat.com

گاؤں کے لوگوں کو آواز دی۔ قدرتِ الٰہی سے آپ کی آواز ہر چھوٹے بڑے مرد وزن کے کانوں تک پہنچ گئی۔ پھر اپنی بیوی کے پاس آئے صحبت کی اور پھر چلے گئے۔ اور اسی طرح سات سال پھر گذارے۔ آپ کا ستر آپ کے بالوں سے ڈھکا ہوا تھا اور آپ کے گرد پودوں نے جھونپڑی بنادی تھی۔ جنگل کے جانور اس میں آکر ٹھہرتے اور پرندوں نے اوپر آشیانے بنالیے۔ پھر سات سال کے بعد آپ کو افاقہ ہوا اور احکامِ بشری اور تکالیفِ شرعی کے پابند ہوئے۔ چودہ سال نماز کی قضا پوری کی۔ آپ کے سامنے کتے شیروں سے لڑ جاتے تھے۔

شیخ عارف ابی حفص عمر

آپ مصدق واسطی کے بیٹے تھے۔ شیخ عثمان بن مرورہ کی صحبت ونسبت سے فیض یاب تھے۔

شیخ عارف ابی الفتح بن ابی المغانم واسطی

آپ شیخ ابی حفص عمر کے یارِ طریقت (یعنی پیر بھائی) تھے۔ اور عثمان بن مرورہ کی صحبت سے فیض یاب تھے۔

شیخ مکارم النہر خایضی

آپ اپنے نام کی طرح صاحبِ مکارم اور عظیم کرامات کے مالک تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ بندے پر اللہ کا پہلا حق نفس سے جدائی ہے۔ بندہ نفس سے تعلق کی وجہ سے حق تعالیٰ کے قرب سے محروم رہتا تھا۔ نفس کے شواہد مٹانا اور حق کے شواہد کو مضبوط کرنا قربِ حق کا پہلا قدم ہے۔ جنہوں نے نفس (انا) کے لیے دلائل طلب کیے وہ اللہ عزوجل کی طلب اور اسے پانے کے لیے پہلے مقام پہ ہی گر جاتے ہیں۔

شیخ ابی محمد علی

آپ ادریس کے بیٹے تھے۔ شیخ ابی الکرام کی کرامات بیان کرتے تھے۔ شیخ ابی الحسن

Marfat.com

جو سیقی شیخ علی کے مصاحب تھے۔

شیخ خلیفہ

آپ کے والد کا نام موسیٰ عراقی تھا عظیم محققین میں سے تھے واضح نشانیوں اور اعلیٰ کرامات کے مالک تھے۔

آپ نے فرمایا قلب کی اصلاح چار خصلتوں سے ہوتی ہے۔

۱۔اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی اختیار کرنا

۲۔اللہ تعالیٰ کا ہی محتاج ہونا

۳۔اللہ کا خوف رکھنا

۴۔اللہ کی رحمت کی امید رکھنا۔

شیخ کبیر عارف باللہ ابی عبداللہ محمد

آپ کے والد کا نام احمد القرشی تھا۔صاحب کمال اور بڑی شان والے تھے۔

شیخ ابی محمد عبدالخالق

والد کا نام ابی البقا ہے، مشائخ طریقت میں سے ہیں۔

شیخ ابی العباس احمد

آپ کساء البلسینی کے بیٹے تھے۔

شیخ فضائل

والد کا نام علی المجر دمی ہے۔اجل بزرگوں سے ہیں۔

ابوالعباس قسطلانی

قطب الدین کے. بیٹے تھے عبداللہ قریشی کے شاگرد تھے۔آپ نے فرمایا:

Marfat.com

۱۔جب فقیر اپنے فقر کو صحیح کر لیتا ہے،تو وہی اس کا اسمِ اعظم بن جاتا ہے۔

۲۔فقراء کو حقیر سمجھنا رذیل ہونے کا سبب بنتا ہے۔

آپ نے فرمایا جنہیں ادب سے فقراء کی صحبت نصیب ہوئی وہ ان کے لیے باعثِ برکت ہے۔جو شروع میں اولیاء کرام کی باتوں اور احوال سننے میں دلچسپی رکھتا ہو۔اور انہیں حق جانتا ہو اور انکار نہ کرتا ہو اور نہ ان کے مقام کو کم کرتا ہو بلکہ اولیاء اللہ کے احوال حاصل کرنے کا اشتیاق رکھتا ہو اور اس میں دلچسپی بڑھاتا ہو وہ انہی مقامات پہ پہنچنے کی تمنا رکھتا ہو۔

آپ نے فرمایا ولی وہ ہے جو لوگوں کو اپنے احوال اور اعمال سے فائدہ دے کر برکت حاصل کرے۔

آپ نے فرمایا مرید وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے آگے جھکایا اور اس کی حفاظت کی۔بہتر خُلق اسی کا ہے جو ہر معاملے میں اچھا خلق رکھتا ہو۔اور محبت کرتا ہو۔اس میں وحشت نہ ہو بلکہ علماء کی باتیں حُسنِ ادب سے سُنے۔اور اہلِ معرفت سے پُرسکون ہو کر ان کے کرم کا انتظار کرے۔اور اہلِ مقامات سے عجز وانکساری سے پیش آتا ہو۔

آپ نے فرمایا: میں نے تقریباً سات سو مشائخ سے ملاقاتیں کی ہیں۔مگر صرچار مشائخ کی پیروی کی ہے۔شیخ ابی زید قرطبی،شیخ ابی ربیع المالقی،شیخ ابی العباس جوری اور شیخ ابی اسحاق بن ظریف۔

شیخ ابوالبرکات

آپ کے والد کا نام صحرا ہوی تھا۔مشرق کے اجلہ مشائخ سے تھے۔ظاہرہ کرامات کے مالک،احوالاتِ فاخرہ اور بلند مقامات کے مالک تھے۔اپنے چچا شیخ ابی الفضائل المشہور عدی بن مسافر قدس سرہ سے صحبت رکھتے تھے۔ان کے وصال کے بعد جبلِ ہکار کی طرف ہجرت کر گئے۔تصوف کے حقائق کے بارے میں آپ کا کلام کافی ہے۔

Marfat.com

شیخ ابی حفص عمر بن محمد المعدنی

شیخ ابوالبرکات کے اصحاب سے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک دن میں ابوالبرکات کی خدمت میں حاضر تھا میرا دل چاہا کہ بھنے ہوئے گوشت کے ساتھ گرم روٹی کھاؤں۔ اُسی وقت ایک شیر اپنے منہ میں آٹے کا پکا ہوا دھرم پیڑا جس کے اندر گوشت تھا لے کر حاضر ہوا۔ شیخ فرماتے ہیں جب اس نے میرے سامنے رکھا مجھے قرار نہ آیا۔ اچانک ایک آدمی ہوا سے ظاہر ہوا تو میری بھوک ختم ہوگئی۔ اس آدمی نے وہ روٹی اور گوشت کھایا تھوڑی دیر شیخ کے سامنے بیٹھا اور پھر ہوا میں اُڑ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ آپ کی نہ تھی۔ بلکہ اُس آدمی کی تھی۔ جو کھا کے چلا گیا۔ اور وہ ابدال ہے۔ یعنی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے نازنین جس چیز کی خواہش کرتے ہیں۔ فوراً پا لیتے ہیں۔ اب اس ابدال کی جگہ چین کے دور دراز شہر میں ہے۔

شیخ المقری ابوالفتح نصر

آپ رضوان کے بیٹے تھے۔ شیخ ابوالبرکات کے اصحاب سے ہیں۔

کہتے ہیں: فصلِ خریف کے دنوں میں اپنے شیخ کے ہمراہ صحرا کی طرف آیا۔ فقراء کی جماعت بھی ساتھ تھی۔ مجھے شیریں اور ترش انار کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ صرف خواہش کا پیدا ہونا ہی تھا کہ وادی اور پہاڑ کے تمام درخت اناروں سے بھر گئے۔ فرمایا: یہ انار، سیب، آلوچہ اور آلو بخارا وغیرہ کے درختوں پر لگے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے شیریں اور ترش انار اتارے اور پیٹ بھر کر کھائے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس جگہ سے نکلے تو ہمارے شیخ ہمراہ نہ تھے تو دیکھا کہ کسی درخت پر ایک بھی انار نہیں تھا۔

شیخ المعارف ابی الفرح عبدالرحمٰن

آپ کے والد کا نام ناسک ابی الفتح نصر اللہ بن علی الحمیدی شیبانی تھا۔ آپ شیخ ابو

Marfat.com

البرکات کے مریدوں میں سے ہیں۔آپ کے فرزند شیخ اصیل ابی محمد عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں پہاڑ پر تھا کہ سخت طوفان آیا۔طوفان کی تند وتیز ہوا نے مجھے نیچے گرا دیا۔میرے شیخ بھی پہاڑ پر میرے سامنے تشریف فرما تھے۔انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں ہوا میں معلق ہو گیا۔تھوڑی دیر وہاں رکا رہا۔پھر شیخ نے ہوا کو حکم دیا کہ اسے آہستہ آہستہ پہاڑ پر پہنچا دو چنانچہ اس نے کمال آسانی سے مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔

شیخ جلیل ابی البرکات

آپ معدن العراقی کے بیٹے ہیں۔شیخ ابی البرکات بن صخر سے صحبت کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مصر سے باہر نکلا تا کہ کشتی کی سیر کروں۔میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی کہ جس میں ایک آدمی سوار تھا اور وہ صوفیا کے گروہ سے معلوم ہوتا تھا۔میں اس کے ساتھ سوار ہو گیا۔کشتی چل پڑی لیکن وہ آدمی میرے ساتھ ہم کلام نہ ہوا۔سیر کے بعد ایک جگہ کشتی سے اتر آئے۔وہ ایک غیر معروف جزیرہ تھا۔میں اپنے ہمراہی کے ساتھ اس جزیرے کے اوپر پہنچا۔وہ بحرِ محیط کا ایک دور دراز جزیرہ تھا جو مشروبات سے پُر تھا۔چلتے ہوئے ایک مسجد میں پہنچے۔اس مسجد میں سات افراد صاحبِ ولایت موجود تھے۔ان میں ایک بزرگ تھا۔سب نے میرے ساتھی سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہے۔اس نے کہا کہ اس کی تقدیر اسے یہاں لے آئی ہے۔نماز کے وقت سب اس بزرگ کی اقتداء کرتے تھے اور نماز کے بعد اپنے اپنے زاویہ میں چلے جاتے تھے۔جب نمازِ مغرب پڑھی گئی تو ایک اپنے خلوت خانہ میں جا کر کھانا لے آیا اور جماعت کے سامنے چُن دیا۔سات دن ان کے ساتھ گزرے مگر کوئی کسی کے ساتھ کلام نہیں کرتا تھا۔مگر ہر رات کو اپنے خلوت خانہ سے کھانا لے آتے تھے۔ساتویں شب کہنے لگے کہ آج آپ کی باری ہے۔میں اپنے خلوت خانہ میں آیا مگر وہاں کوئی چیز نہ پا کر سخت ملول ہوا اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ مجھے شرمندگی سے بچا لے۔اچانک اللہ تعالیٰ کے کرم سے ایک طبق آسمان سے اتر آیا۔میں نے شکر کیا اور ان کے سامنے لے گیا۔سب نے کہا الحمد

Marfat.com

للہ الذی رزقنا اخا صالحا۔یعنی اللہ کی تعریف جس نے ہمیں صالح بھائی کے ذریعے رزق دیا۔میں وہیں تھا کہ ایک رات ہوا کا شدید طوفان آیا۔دریا کی موجوں کا بڑا شور سنا تو میں نیند سے بیدار ہوا تو بے اختیار میرے منہ سے کلمۂ طیبہ جاری ہو گیا۔اس جماعت کے بزرگ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ فرنگیوں کی کشتیاں مسلمانوں سے جنگ کے لیے آ رہی تھیں اور یہ طوفانی ہوا ان کو غرق کرنے کے لیے تھی۔لیکن تیرے کلمہ پڑھنے سے وہ ہوا رک گئی اور ان کی کشتیاں سلامتی سے کنارے پہ پہنچ گئیں۔پس صبح ہوتے ہی ان میں سے ایک صاحب آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ساحل پر لے گئے۔میں نے وہاں وہی کشتی اور وہی آدمی دیکھا اور اس پہ سوار ہو گیا اور تھوڑی دیر میں کنارے پہ پہنچ گیا۔پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ آدمی اور وہ کشتی نظروں سے غائب ہو گئے تھے۔دو سال بعد جبلِ ہکار پر اپنے شیخ ابوالبرکات بن صخر کے پاس بیٹھا تھا کہ دیکھا قوم کا وہ بزرگ ہمارے شیخ کے سامنے باادب بیٹھ کر باتیں کر رہا تھا۔میں نے اٹھ کر ان کے ہاتھ پہ بوسہ دیا اور دعا کی درخواست کی۔وہ رو پڑے اور چلے گئے۔

شیخ نے مجھے فرمایا اے ابوالبرکات یہ رجالِ تجرد کے مقدم اوتاد یا فرمایا کہ ابدال ہے۔ اب یہ جزائرِ بحرِ محیط میں ہوتے ہیں۔

شیخ ابی المفاخر عدی

آپ کے والد کا نام شیخ ابی البرکات بن صخر ہے۔اپنے والد سے بلند رتبہ پایا اور مشائخ کی کثیر جماعت آپ کی معتقد تھی۔

شیخ ابی اسحٰق ابراہیم الاعرف

شیخ ابی المجد بن سعدان واسطی فرماتے ہیں کہ: میں شیخ ابراہیم کی مجلس میں تھا۔آپ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے کہ مجھے حق عزوجل نے ایسا تصرف عطا کیا ہے کہ جو بھی میری مجلس میں آئے جب تک میں نہ چاہوں وہ اٹھ نہیں سکتا۔وہ کہتے ہیں کہ میرے نفس نے ان کے

Marfat.com

اس دعویٰ کا انکار کیا۔ وہ میری طرف منہ کر کے بولے کہ اگر طاقت رکھتے ہو تو اٹھ جاؤ مگر ایک دم میں قیدیوں کی طرح بے حرکت ہو گیا۔ مجھے کندھوں پر اٹھا کر میرے گھر پہنچایا گیا۔ اور میں پورا مہینہ اسی حال میں پڑا رہا۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے کندھوں پہ اٹھا کہ شیخ ابراہیم الاعرف کے پاس لے چلو۔ شیخ کے پاس پہنچے تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر دم کیا اور میں اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ جب شیخ ابراہیم اغرب فوت ہوئے تو سورج کو گرہن لگ گیا۔ شام کے بعد مشائخ نے کہا کہ زمین کا سورج آسمان کے سورج پہ غالب آ گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ زمین کا سورج کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ شیخ ابراہیم۔

آپ اپنے ماموں شیخ جلیل سعدی احمد بن ابی الحسن الرفاعی کی صحبت میں رہے۔ اور طریقہ بھی ان کا اپنایا۔

شیخ العالم العارف ابی عبدالرحیم عسکر

آپ کے والد کا نام عبدالرحیم نصیبی ہے۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید تھے۔ اور ابراہیم اغرب کے شیخ تھے۔

شیخ محی الدین عمر الکیمانی

آپ اور شیخ عمر بزاز دونوں شیخ عبدالقادر جیلانی کے صحبت یافتہ تھے۔

شیخ جلیل ابی محمد صالح المغربی الاکاکی

آپ شیخ ابو مدین کے مرید ہیں۔ اور ان کے ساتھ شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت بھی کی۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ شیخ عبدالقادر کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے انہیں ایک سو بیس روز کے لیے خلوت میں بٹھا دیا۔ اس کے بعد انہیں فرمایا: کہ قبلہ کی طرف دیکھو۔ جب

Marfat.com

انہوں نے دیکھا تو انہیں کعبہ نظر آیا۔ پھر فرمایا کہ اب مغرب کی طرف دیکھو۔ جب انہوں نے اس طرف نگاہ کی تو انہیں اپنے شیخ، شیخ ابو مدین مغربی نظر آئے۔ اس وقت شیخ عبدالقادر نے فرمایا اب جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ انہوں نے اپنے شیخ ابو مدین کی طرف جانا پسند کیا۔ آپ نے فرمایا اب تُو خواہ ایک قدم چل کے پہنچو یا جیسے آئے تھے۔ آپ نے وہی طریقہ پسند کیا جس طریقہ سے آئے تھے۔ چنانچہ آپ چل پڑے اور شیخ ابو مدین کے پاس پہنچے۔

شیخ ابوالبقا محمد

آپ کے والد کا نام الا بہرہ صرفینی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک عرصے سے رجال الغیب میں سے کسی مرد کو دیکھنے کی آرزو تھی۔ اور میں شیخ محی الدین عبدالقادر کی خدمت میں تھا۔ کہ رات کو خواب میں احمد بن حنبل کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو دیکھا کہ ان کے مزار پر ایک شخص بیٹھا ہے۔ میں نے تصور کیا کہ یہ کوئی رجال الغیب میں سے ہے۔ جب بیدار ہوا تو میں نے خود سے کہا کتنا اچھا ہو اگر اسے بیداری میں دیکھیں۔ چنانچہ میں امام کے مزار کی زیارت کے لیے پہنچا۔ تو دیکھا کہ اسی صورت کا ایک شخص وہاں بیٹھا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ رجال الغیب سے ہے۔ میں نے سوچا شاید وہ انتظار نہ کریں۔ اس لیے میں نے جلدی سے زیارت کی اور ان کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ پھر وہ چل پڑے اور دریائے دجلہ عبور کرنا چاہ رہے تھے کہ میں نے نزدیک جا کر انہیں قسم دے کر کہا تھوڑا رک جائیں جب وہ رکے تو میں نے پوچھا آپ کا مذہب کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا ''حنیفاً مسلماً وَمَا انا مِنَ الْمُشْرِکِیْن'' میں نے سمجھا کہ انہوں نے مذہبِ حنفی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ میں شیخ عبدالقادر کے مدرسہ کی طرف لوٹ آیا۔ ابھی میں مدرسہ کے دروازے پر ہی تھا کہ وہ اندر سے باہر آئے اور فرمایا اے محمد اس وقت زمین پر مشرق سے مغرب تک جتنے ولی اللہ ہیں سب حنفی ہیں۔

Marfat.com

شیخ خضر

آپ عبداللہ الحسینی الموصل کے بیٹے ہیں۔

آپ کے بیٹے شیخ ابی عبداللہ محمد سے منقول ہے کہ میرے باپ تیرہ سال تک شیخ عبدالقادر کی خدمت میں رہے۔اوران کی بہت سی کرامات دیکھیں اور بیان کیں۔

شیخ عباد و شیخ ابوبکر الحامی

دونوں اپنے وقت کے شیخ تھے۔جلیل القدر احوال کے مالک تھے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی نے ایک بار ان کے احوال سلب کر لیے۔اور ایک مدت کے بعد آئمہ طریقت کی سفارش پر ان کے احوال بحال کیے اور پہلے سے بہتر مقام عطا کیا۔

ابوالحسن علی بن یحی ابی القاسم الارجی

ابوالحسن علی بن عبداللہ الابہری

ابومحمد رجب الداری

ابی علی بن نجیم الخوارانی

ابی محمد سالم بن علی الامباطی

ان میں ہر ایک اجلۂ طریقت اور صدوق معرفت تھا۔اور شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت سے فیض یاب تھے۔اوران کے مقاماتِ عالیہ کے راوی ہیں۔

شیخ القدوہ ابی السعود احمد

آپ کے والد کا نام ابی بکر الحریمی تھا۔سید عبدالقادر جیلانی کے مریدوں سے تھے۔

شیخ امام احمد

آپ صالح بن شافعی الجیلی کے بیٹے ہیں۔شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے اصحاب سے ہیں۔

Marfat.com

شیخ عبداللہ

آپ کے والد کا نام ابی الحسن بن الحیاتی تھا۔ سید عبدالقادر کے اصحاب سے ہیں۔

شیخ ابی سعید عبداللہ

آپ کے والد کا نام سلمان ہاشمی الجیلی، اور آپ کی بیوی اُمِ احمد دونوں اہل طریقت ہیں۔ اور بلند مقام رکھتے ہیں۔

شیخ ابونصر بغدادی

المعروف بہ صحراوی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مریدوں سے ہیں۔

شیخ ابی حفص

والد کا نام عمر بن حسین بن خلیل الطبسی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں۔

شیخ امام حافظ ابی ذرعہ طاہر

والد کا نام محمد المقدسی رازی ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی کے اصحاب سے ہیں۔

شیخ جلیل ابی الخیر

آپ کے والد کا نام شیخ القدوہ ابی محمد مطر الباذرانی ہے۔ اور بیٹے کے نام شیخ الجلیل ابی الخیر منجح ہے۔

ابی الخیر فرماتے ہیں کہ جب میرے والد قریب المرگ تھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ توبہ کی اقتداء کس سے کروں۔ آپ نے فرمایا شیخ سید عبدالقادر سے۔ میرا گمان تھا کہ شاید آپ نے غشی کی حالت میں کہا۔ میں نے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے وہی جواب دیا۔ میں نے تیسری بار تکرار کیا۔ تو آپ نے وہی جواب دیا۔ پس ان کے وصال کے بعد میں شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے باپ کی وصیت پہلی بار ہی

Marfat.com

کیوں نہ قبول کر لی۔ یہ سن کر مجھ پر بری ہیبت طاری ہوئی۔

شیخ ابی محمد مفرح

آپ کے والد کا نام نبہان الشیبان النیسانی تھا۔ اور آپ شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے مریدوں سے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ جب شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی شہرت ہوئی تو قرب و جوار کے ایک سو فقیہ اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے کہ سید عبدالقادر سے ہر ایک جدا جدا علمی مسئلہ پوچھے۔ دیکھتے ہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ ان سب میں ایک میں بھی تھا۔

جب ہم سب شیخ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوئے تو آپ کے سینۂ اقدس سے ایک تجلی رونما ہوئی۔ اور ہم سب پہ آ گری۔ جو علم ہم سب کے پاس تھا۔ وہ فراموش ہو گیا۔ اور ایک عظیم اضطراب میں مبتلا ہو گئے۔ پھر سب ایک ایک کر کے ننگے سر شیخ کے پابوس ہوئے۔ آپ نے ایک ایک کو سینے سے لگایا اور پھر ہم اصل حال میں واپس آئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آپ کے سوالات یہ تھے اور ان کے جوابات یہ ہیں۔

شیخ العارف ابی القاسم محمد

آپ کے والد کا نام احمد الحسینی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مریدوں سے تھے۔

شیخ ابی عبداللہ محمد

آپ کے والد کا نام محمد الازہری الحسینی تھا۔ شیخ عبدالقادر کے اصحاب سے تھے۔

سید الکبیر العارف المعروف شیخ بقا

آپ شیخ عبدالقادر کے کامل مریدوں سے ہیں۔

شیخ ابی الحسن علی

Marfat.com

آپ کے والد کا نام محمد بن احمد بغدادی المعروف بہ ابن الحمامی ہے۔

آپ ۵۵۳ھ میں جب کہ ابھی چھوٹی عمر میں تھے تو خواب میں محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی کتاب وسنت پر چلائیں۔ آپؐ نے فرمایا میری سنت کی رہنمائی کے لیے تمہارا پیر ومرشد شیخ عبدالقادر ہے۔ یہ سوال جواب تین بار ہوئے۔ صبح اٹھتے ہی انہوں نے یہ خواب اپنے والد کو سنایا۔ اور وہ انہیں نمازِ فجر کے بعد شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے مجلسِ وعظ میں لے آئے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے آگے جانا مشکل تھا۔ مگر حضرتِ شیخ نے انہیں خود اپنے نزدیک بلایا۔ اور باپ کو اپنی قمیض عطا کی اور بیٹے کو اپنی دستار عطا فرمائی۔ اور مجلس کے اختتام پر انہیں سندِ خرقہ بھی عطا کی۔

شیخ صالح ابی محمد داؤد

آپ کے والد کا نام علی بغدادی المعروف بعلبک تھا۔

آپ شیخ عبدالقادر جیلانی کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ۵۴۸ھ میں، میں نے شیخ معروف کرخی کو خواب میں دیکھا لوگ آپ کے گرد بیٹے ہیں اور آپ حضرت حق سبحانہ میں دعا کر رہے تھے۔ اور فرمایا اے داؤد آ کے اپنا قصہ بیان کرو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنے شیخ کا قصہ بیان کروں گا یعنی شیخ محی الدین کا۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم انہیں لوگوں نے پہچانا ہی نہیں۔ اور نہ پہچان سکتے ہیں۔ پس جب میں بیدار ہوا تو صبح شیخ عبدالقادر کے مدرسہ کے دروازے پر جا بیٹھا۔ اندر سے آواز آئی۔ اے داؤد آ کے اپنا قصہ بیان کرو۔ جو اللہ تعالیٰ سے بیان فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم انہیں لوگوں نے پہچانا ہی نہیں اور نہ پہچانیں گے۔

شیخ عمر ابی منصور

آپ کے والد کا نام مبارک واسطی واعظ المعروف بہ جرادہ ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی

Marfat.com

کے خاص مریدوں سے ہیں۔

شیخ عیسیٰ

آپ کے والد کا نام عبداللہ بن فیماز رومی ہے۔شیخ عبدالقادر کے مریدوں سے ہیں۔

شیخ ابی طلحہ بن مظفر

شیخ ابی سعید بن محمد

شیخ ابی محمد عبداللہ البطائحی

یہ سب سید عبدالقادر جیلانی کے مریدوں میں سے ہیں۔

شیخ ابی محمد بطائحی کہتے ہیں: کہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس یہ چار بزرگ بیٹھے ہوئے دیکھے کہ ان کی مثل کبھی نہیں دیکھے تھے۔جب وہ اٹھ کے چلے گئے تو میں نے پوچھا یہ کون تھے تو آپ نے فرمایا: ان سے ملاقات کر کے پوچھ لو۔آپ مدرسے کے صحن میں ایک سے جاملے اور دعا کی درخواست کی۔انہوں نے فرمایا آپ خوش نصیب ہیں کہ ایک برکت والے شخص کے خادم ہو۔جنہیں اللہ تعالیٰ نے تصرف دیا ہے۔پہاڑوں پہ، خشکی پہ، سمندر پہ، میدانوں پہ اور رحم والا خلیفہ بنایا ہے۔نیک و بد اور تمام اولیاء اس کے قدموں کے نیچے ہیں۔اور اس کے دائرہ امر سے ہیں پس وہ مدرسے سے باہر نکلے اور نظروں سے غائب ہو گئے۔شیخ نے فرمایا کہ وہ جبل قاف کے اولیاء کے رؤسا تھے۔

شیخ ابی القاسم احمد

آپ کے والد کا نام محمد البغدادی الحریمی ہے۔آپ شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے مریدوں سے ہیں۔

شیخ حافظ ابی محمد عبدالغنی:۔بن عبدالواحد المقدسی

حافظ ابی محمد عبدالعزیز:۔بن نصر بغدادی المعروف بہ بن الآخر

Marfat.com

شیخ ابی محمد عبداللطیف بن:۔ابی طاہرہ بغدادی صوفی

شیخ ابی عبداللہ ابومحمد:۔

ابوالغنایم الازہر:۔ابنِ ابی المغاضر الحسینی البغدادی

یہ تمام حضرات شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں۔

شیخ صالح ابی المظفر اسمٰعیل

آپ علی الحیری کے بیٹے تھے۔شیخ علی ہیتی اور شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے اصحاب سے ہیں۔

شیخ القدوہ ابی محمد علی

آپ کے والد کا نام ابی بکر یعقوبی ہے۔

کہتے ہیں کہ شیخ علی ہیتی میرا ہاتھ پکڑ کر شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ میرا غلام ہے۔شیخ عبدالقادر نے اپنا کُرتہ اُتار کر انہیں پہنایا اور فرمایا کہ یہ خلعتِ عافیت ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ پینسٹھ سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے مجھے کوئی بیماری یا غم نہیں پہنچا۔کہ جس کا شکوہ کروں۔ایک مرتبہ پھر شیخ مجھے آنحضرت کی خدمت میں لے گئے اور خلعتِ باطن کی درخواست کی آنحضرت کی توجہ سے مجھ پر عالمِ ملک وملکوت منکشف ہو گئے۔

شیخ ابی عبداللہ الحسنبلی اقروی

شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن عبداللہ الطمری

شیخ القدوہ ابی الحسن علی القرشی فقیہ

ابی القاسم بن عبادۃ الانصاری

شیخ عارف باللہ خلیفہ موسیٰ العراقی الشہیر ملکی

Marfat.com

یہ سب شیخ عبدالقادر جیلانی کے صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

شیخ ابی الرضی محمد بن احمد البغدادی المعروف بالمفید

شیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن وہب المقری البغدادی

یہ دونوں شیخ ابی سعید قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی کے معاصر تھے۔اور شیخ عبدالقادر کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

شیخ ابی سلمان داؤد

آپ کے والد کا نام یوسف السنجی عالم تھا۔آپ عارفِ اجل اور وقت کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔

شیخ حسن بلغاری

آپ محبوب القلوب مجذوب تھے۔جب آپ ولایتِ بخارا پہنچے تو خواجہ غریب کی عمر نوّے سال ہو چکی تھی۔شیخ حسن نے انہیں عقیدت کی نگاہ سے دیکھا۔

شیخ ابوالقاسم محمد

آپ کے والد کا نام مسعود بخاری تھا۔خواجہ محمد پارسا کے بڑے اصحاب سے تھے۔

شیخ محمد بخاری

آپ کتاب مسلک العارفین کے مصنف اور شیخ ابوسعید بخاری کے مرید ہیں۔جو کہ خواجہ سلیمان کرمتینی کے اکابر اصحاب سے تھے۔

Marfat.com

ساتواں معیار

ساتویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

شیخ سیف الدین عبدالوہاب قدس سرہٗ

آپ شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے بڑے بیٹے تھے۔ظاہری و باطنی علوم اپنے والدِ بزرگوار سے حاصل کیے۔اپنے والدِ گرامی کے بعد مدرسہ میں وعظ فرماتے تھے۔اور طلباء پر ہدایت کے دروازے کھولتے تھے۔

فرمایا: ایک لمحے کو شگاف دینے کا نام شجاعت ہے۔آپ کی ولادت پانچ سو بارہ ہجری ماہِ شعبان میں ہوئی۔اور وصال ۲۵ شوال ۶۰۲ھ میں ہوا۔آپ کا مزار بغداد میں ہے۔

شیخ سعدالدین حموی

آپ کا نام محمد بن المؤید بن ابی بکر بن ابی الحسن بن محمد بن حمویہ ہے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ کے مریدین سے ہیں۔شیخ صدرالدین قونیوی آپ کی خدمت میں آئے۔کہتے ہیں: کہ میں نے آپ سے سنا کہ میثاق سات روز ہے۔اور میثاق: ''الست بربکم'' پر منحصر نہیں ہے۔یہ بات میں نے اپنے شیخ محی الدین کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: کہ انہوں نے کلیات میں سے بتایا ہے وگرنہ جزئیات اس سے بھی زیادہ ہیں۔

آپ نے فرمایا: کہ ایک دفعہ میری روح کو عروج حاصل ہوا تو وہ میرے وجود سے جدا ہوگئی۔اور تیرہ روز کے بعد دوبارہ قالب میں آئی۔جب روح قالب میں آئی تو میں اُٹھ کھڑا ہوا۔مجھے خبر نہ ہوئی۔کہ اتنے دن میرا جسم کہاں پڑا رہا۔دوسروں نے بتایا کہ تیرہ روز تک یوں ہی پڑا رہا۔

آپ کا وصال ۶۰۵ھ میں ہوا۔

Marfat.com

شیخ روزبہان بقلی

آپ کی کنیت ابومحمد بن ابوالنصر البقلی النسوی ثم الشیرازی تھی۔

آپ عشاق کے پیشوا تھے۔ پہلے حال میں عراق، حجاز، اور شام کا سفر کیا۔ شیخ ابونجیب سہروردی کے ساتھ ثغر اسکندریہ میں صحیح بخاری کی سماعت میں شریک تھے۔ شیخ سراج الدین محمود بن خلیفہ بن عبدالسلام بن احمد بن سالبہ سے خرقہ خلافت پہنا۔

آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔ مثلاً عرایس، شرح شطحیات عربی و فارسی، کتاب الانوار فی کشف الاسرار۔

آپ پچاس سال شیراز کی جامع عتیق میں درس دیتے رہے۔ آپ صاحبِ سماع تھے۔ لیکن آخر عمر میں سماع سننا ترک کر دیا۔

شیخ ابوبکر طاہر آپ کے اصحاب سے تھے۔ وہ کہتے ہیں: کہ ہر صبح میں شیخ کے ساتھ قرآن پڑھتا تھا۔ دس پارے وہ پڑھتے اور پھر دس پارے میں پڑھتا جب آپ کا وصال ہو گیا تو میں نے ان کی تربت پر بیٹھ کے قرآن پڑھنا شروع کیا، اور شیخ کی قرأت کو یاد کر کے غمگین ہو گیا۔ مگر جب میں نے دس پارے ختم کیے۔ تو قبر سے قرأت کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ اور اگلے دس پارے انہوں نے پڑھے۔ مگر جب دیگر اصحاب وہاں جمع ہوتے تو آواز منقطع ہو جاتی۔ ایک مدت تک اسی طرح رہا۔ مگر جب میں نے اس کا اظہار کر دیا تو یہ معاملہ مفقود ہو گیا۔

آپ کا وصال ۶۰۶ھ میں ہوا۔

شیخ ابوالحسن کردویہ

آپ ساٹھ سال شیراز میں اپنے گھر میں گوشہ نشین رہے۔ حضرت خضرؑ سے صحبت رکھی۔

آپ کی وفات کا سبب یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا کہ یہاں ایک مرد ہے جو کہتا ہے کہ میرا نفس، نفسِ عیسیٰؑ کی طرح ہے۔ وہ مردہ طبیعت کو زندہ کرتے

Marfat.com

تھے۔اور میں مردۂ غفلت کو زندہ کرتا ہوں۔

شیخ نے ایک آہ کھینچی اور کہا یارب تو نے مجھے عمرِ دراز اس لیے دی کہ میں یہ زمانہ دیکھوں جس میں ایسی باتیں سنوں۔ مجھے اب زیادہ عمر نہیں چاہیے۔اُسی وقت آپ کے پیٹ میں درد اُٹھا۔اور اسی مرض میں آخر محرم میں ۶۰۶ھ میں فوت ہو گئے۔

جب شیخ روز بہان بیمار ہوئے تو شیخ ابوالحسن کردویہ اور شیخ علی سراج جو بڑے بزرگ اور عارف تھے، اور شیخ روز بہان کی اولاد کے ماموں تھے، آپ کی عیادت کو آئے۔شیخ روز بہان نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا آؤ اس ظلمانی پنجرے سے آزادی حاصل کریں۔انہوں نے قبول کیا۔پھر فرمایا: کہ میں آپ سے پہلے جا رہا ہوں۔اور اے ابوالحسن تو پندرہ روز بعد مجھے آ ملے گا۔اور اے علی تو ایک ماہ بعد۔پس شیخ ابوالحسن آخر محرم اور شیخ علی پندرہ صفر ۶۰۶ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شیخ پھتہ دیولی

آپ کی کنیت ابوالخیر، لقب شاہ عالم اور نام حسین بن راجبال بن کاہہ بن لاکھہ بن سخیرہ تھا۔آپ قوم اپلان سے تعلق رکھتے تھے۔

قاضی محمود علامہ عباسی نے لکھا ہے: کہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اپنے دوستوں یعنی شیخ فرید شکر گنج، سید جلال سرخ بخاری اور مخدوم عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر ابتدائے سیاحت میں اس پہاڑ سے گذرے۔تو انہوں نے اپنے نورِ ضمیر سے معلوم کر لیا کہ اس جگہ غار میں لعل کی طرح ایک بزرگ گوشہ نشین ہیں۔شیخ پھتہ دیولی اکثر اس غار میں تنہا ماسوا اللہ سے نا آشنا ہو کر یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔یہ بزرگ آئے تو انہوں نے آپ کو ظاہر کیا۔مگر ظہور ہونے کے بعد وہ جلد ہی ۶۶۶ھ میں وصال فرما گئے۔

آپ کا مدفن عجیب جائے باصفا، گذرگاہِ اولیاء اور زیارتِ اہل اللہ ہے۔

آپ کے متولی عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بارہ ربیع الاول کو آپ کا عرس مناتے

Marfat.com

ہیں۔تین روز فقراء بڑی شان وشوکت سے وہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔

شیخ کی دستار تا حال شیخ کے بستہ میں بطورِ تبرک موجود ہے۔جسے عرس کے روز سر پہ رکھ کر خانقاہ سے ایک مقررہ جگہ تک لے جاتے ہیں۔جسے دیکھ کر عجب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔وہ اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔جو کیفیت ہوتی ہے۔اور عوام الناس کے لیے تماشائے ظاہر۔

ابوالحسن علی بن حمید الصعیدی

آپ ابنِ صباغ کے نام سے معروف تھے۔آپ کے والد رنگ ساز تھے۔مگر یہ صوفیہ میں چلے گئے۔اوران کے رنگ میں رنگے گئے۔انہیں کا طریقہ اپنالیا۔ان کے والد سخت ناراض ہوتے تھے۔ایک روز آپ کے والد نے دیکھا کہ لوگوں کے بہت سے کپڑے جمع ہو گئے ہیں۔لیکن انہوں نے ایک کپڑا بھی رنگ نہیں کیا ہے۔والد کو غصہ آیا تو بیٹے نے باپ کا غضب دیکھ کر سب کپڑوں کو ایک ہی رنگ میں رنگ دیا۔جب کہ ہر ایک کپڑے کو علیٰحدہ رنگ میں رنگنا مقصود تھا۔والد نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا کیا۔رنگ تو مختلف مطلوب تھے۔تو نے ایک ہی رنگ میں رنگ دیا۔آپ نے فی الفور رنگ کرنے والے برتن میں ہاتھ ڈالا اور ہر کپڑے کو جو رنگ مطلوب تھا اسی رنگ میں باہر نکالتے گئے۔باپ نے یہ کرامت دیکھی تو انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دیا۔اوران سے ذمہ داری ہٹا دی۔

آپ کا وصال ۶۱۲ھ میں ہوا۔

شیخ مجدالدین

آپ کا نام مجدالدین شرف بن المؤید بن ابن الفتح بغدادی ہے۔آپ کی کنیت ابو سعید ہے۔اصل بغداد کے رہنے والے تھے۔بغداد میں قیام سے پہلے آپ خوارزم کے گاؤں میں پندرہ سال شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت کرتے رہے۔اور خوارزم کے شیخ الشیوخ بنے۔

ایک دن حالتِ سکر میں فرمایا: کہ ہم دریا کے کنارے پہ بلخ کے انڈے تھے۔اور

Marfat.com

ہمارے شیخ مزغی تھے۔انہوں نے تربیت کے پر ہمارے اوپر پھیلائے اور ہم انڈے سے باہر آئے۔اور دریا میں چلے گئے۔شیخ کنارے پہ رہ گئے۔شیخ نے اپنی کرامت سے یہ بات سن لی۔ اور فرمایا کہ تم دریا میں ہی جاؤ گے۔جب مجدالدین ہوش میں آئے تو انہوں نے بھی شیخ کی بات سن لی۔تو بہت پشیمان ہوئے۔شیخ سعدالدین حموی سے کہا کہ جب شیخ خوش وقت ہوں تو مجھے اطلاع کرنا۔اور خود بہت روئے۔پھر ایک طشت میں آگ لے کر سر پہ رکھا اور ننگے پاؤں وہاں آ کر کھڑے ہو گئے۔جہاں شیخ جوتے اُتارتے تھے۔شیخ نے فرمایا: چونکہ آپ نے درویشانہ طریقے سے معذرت کی ہے اس لیے آپ کا دین ایمان سلامت رہے گا۔مگر آپ کا سر جائے گا ۔اور دریا میں بہے گا۔اور ہم خود بھی اور ملکِ خوارزم کے سرداروں کے سر بھی ساتھ ہوں گے۔ اور یہ ملک خوارزم درہم برہم ہو جائے گا۔

کہتے ہیں: کہ اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد کسی نے خوارزم کے بادشاہ کو کہا کہ تمہاری والدہ وعظ سننے کے بہانے شیخ مجدالدین کے پاس جاتی ہے۔اور حضرت ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی فقہ کے مطابق شیخ سے نکاح کر لیا ہے۔بادشاہ نے کہا: کہ شیخ کو دجلہ میں پھینک دیں۔یہ خبر شیخ نجم الدین کو پہنچی تو ان کی طبیعت متغیر ہوئی۔اور انہوں نے سجدے میں سر رکھ دیا۔پھر سر اٹھا کر فرمایا: کہ میرے بیٹے مجدالدین کا خون بہا یہ ہے کہ بادشاہ سے مُلک واپس لے لیا جائے ۔بادشاہ نے یہ بات سنی تو پیدل چل کر شیخ کی خدمت میں آیا اور ایک طشت سونے سے بھرا ہوا ساتھ لایا۔اور ساتھ ہی تلوار اور کفن بھی لے کر ننگے سر شیخ کے قدموں میں آ کھڑا ہوا۔اور عرض کیا کہ دیت کے لیے یہ زر ہے۔اور اگر قصاص چاہیے تو شمشیر و سر حاضر ہے۔شیخ نے فرمایا ''کان ذالک فی الکتاب المسطورا'' اس کی دیت پورا ملک ہے۔اور تمہارا سر تو جائے گا۔مگر بہت سی مخلوق کے سر اور میرا سر بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔بس پھر چنگیز خان نے خروج کیا اور جو چاہا اس نے کیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ مجدالدین کی مجلس میں قوال نے یہ شعر پڑھا:

Marfat.com

بیت

ترجمہ:۔ ازل میں عشق کا لباس خوب بُنا گیا۔

کاش اس کے کنارے پر ایک سبز رنگ کی پٹی ہوتی۔

پھر آپ نے اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور ہاتھ سے تلوار اپنے گلے پہ رکھ کر فرمایا: کیا تھا اگر ایک سبز پٹی اس کے کنارے پر ہوتی۔

یہ اشارہ ان کا اپنی شہادت کی طرف تھا۔ اور پھر یہ رباعی کہی:

رباعی

ترجمہ:۔ بحرِ محیط میں غوطہ لگانا چاہتا ہوں

یا تو ڈوب جاؤں گا یا کوئی نکال لاؤں گا۔

جو تو چاہتا ہے وہ کرنا

میں تیرا چہرہ سرخ کروں گا یا گردن۔

آپ کی شہادت ۶۱۶ھ یا ۶۱۷ھ میں ہوئی۔

آپ کی کتاب ''تحفۃ البررۃ'' میں لکھا ہے؛ کہ خرقہ کی نسبت پیغمبر ﷺ سے متصل ہے۔ اور حدیثِ درست متصل معنعن ہے۔ اور فرمایا: کہ مصطفیٰ ﷺ نے حضرت علیؓ کو خرقہ پہنایا، ان سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ان سے کمیل بن زیاد، ان سے عبدالواحد بن زید، ان سے ابو یعقوب نہر جوری، ان سے عمر بن عثمان مکی، ان سے ابو یعقوب طبری، ان سے ابوالقاسم رمضان، ان سے ابوالعباس بن ادریس، ان سے داؤد خادم، ان سے محمد بن ماتکیل، ان سے شیخ اسماعیل قصری، ان سے شیخ نجم الدین کبریٰ اور ان سے اس فقیر مجدالدین بغدادی نے خرقہ پہنا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ

آپ کا نام احمد بن عمر بن محمد بن عبداللہ خوارزمی الخیوقی تھا۔ مگر آپ نجم الدین کبریٰ فردوسی کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالجناب تھی۔

Marfat.com

احمد بن عمر الخیوقی کبریٰ اپنے طالب علمی کے دور میں جس کسی سے مناظرہ کرتے غالب آتے ۔آپ کو ولی تراش بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ جب آپ وجد کے غلبے میں کسی پر نظر کرتے تو وہ ولی ہو جاتا۔

ایک روز اصحاب کہف کا ذکر چھڑ گیا۔ شیخ سعدالدین حموی نے دل میں سوچا کہ کیا اس امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے جس کی صحبت کتے پر اثر کرے۔ شیخ نے نورِ فراست سے ان کے دل کی بات جان لی، اور اُٹھ کر خانقاہ کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے ۔اچانک ایک کتا وہاں آیا۔اور کھڑا ہو گیا۔ اور پھر شیخ کے پیچھے چل پڑا۔ شیخ نے اس پر توجہ کی تو وہ اسی وقت بے خود ہو گیا۔اور شہر سے منہ پھیر کے قبرستان کی طرف چل دیا۔اور اپنا سر زمین پہ رگڑتا تھا۔اور جہاں آتا جاتا پچاس ساٹھ کتے اس کے گرد حلقہ کر کے اپنے ہاتھ اس کے آگے رکھ دیتے ۔ نہ آواز نکالتے اور نہ کچھ کھاتے ۔آخر کار وہ کتا مر گیا تو اسے دفن کیا گیا۔اور اس کی قبر پر عمارت بنائی گئی

۔

جن دنوں آپ ابھی ظاہری علوم کی تحصیل میں مشغول تھے ۔تو حدیث کی اجازت کے لیے سکندریہ گئے ۔ایک رات خواب میں جنابِ نبوی ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے التماس کی کہ میری کنیت فرمائیے ۔آپ نے فرمایا ابوالجناب ۔جس کا مطلب ہے کہ دنیا سے اجتناب کرنا چاہیے۔ پس آپ کو مرشد کی طلب ہوئی ۔تو آپ شیخ اسماعیل قصری کے پاس پہنچے۔ انہوں نے آپ کی تربیت کی ۔مگر جب آپ میں رگِ دانشمندی متحرک دیکھی تو آپ کو حضرت عمار کے پاس بھیج دیا۔انہوں نے مزید آگے شیخ روزبہان بقلی کے پاس بھیجا۔تا کہ ہستی کے تمام پردے وا ہو جائیں۔ وہاں سے آپ دوبارہ حضرت عمار کے پاس آئے ۔اور پھر ہوا جو ہوا۔آپ سے ایک خاص سلسلہ جاری ہوا۔ جسے کبرویہ کہتے ہیں ۔اور طریقہ فردوسیہ بھی کہا جاتا ہے۔

حیدر

آپ حاجی الحرمین ہیں ۔آپ کا نسب شریف امام زادہ عبداللہ بن امام ہمام موسیٰ

Marfat.com

کاظم سے ملتا ہے۔ جسے آپ نے نظم کیا ہے۔آپ کی نسبتِ طریقت سید تخفی سے ہے اور وہ نسبت چند واسطوں سے سید ابراہیم خوارزمی پہ منتہی ہوتی ہے۔ جو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے شاگردوں میں سے تھے۔

مشہور ہے: کہ جب سید حیدر حضرت امیر المومنینؑ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے گئے۔تو وہاں روضہ اقدس کے برابر جو پتھر نسب تھا اس کا تکیہ بنا کے کھڑے ہو گئے۔اور آٹھ روز تک کوئی حرکت نہ کی۔ اور نہ کچھ کھایا پیا۔آٹھویں رات بہول کی آواز سنائی دی۔ جیسے یوم النشور کا صور پھونکا گیا ہو۔اور آواز آئی کہ میرے بیٹے حیدر کو ڈھونڈو۔ جب تلاش کیا گیا تو آپ کو کھڑے پایا۔اور آپ کو لا کر حضرت علیؑ کی ضریح کی زیارت تک پہنچایا گیا۔

اسی طرح یہ قول ہے کہ اسمٰعیلیہ تھے۔اور الحاد سے انصاف کرتے تھے۔مگر انہوں نے اثناءعشری مومن بنایا اور اہلِ تبریز زیادہ تر آپ کے پیروکار ہیں۔

آپ کی قبر تبریز میں ہے۔

شیخ قطب الدین حیدر تونی

آپ قطبِ وقت تھے۔حیدریان آپ سے منسوب ہیں۔اور انہیں شاہِ ابدالاں کہتے ہیں۔آپ نے چنگیز خان کے حملہ آور ہونے کی اطلاع دی اور خود غائب ہو گئے۔ یہ سال ۶۱۸ھ تھا۔

شیخ تاج الدین عبدالرزاق

آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔آپ حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر قدس سرھما کے پانچویں فرزند تھے۔اور کامل اولیاء سے تھے۔ظاہری و باطنی علوم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کیے۔آپ کی اولاد بہت زیادہ تھی۔

آپ اپنے والد کے خلیفہ اور صاحبِ سجادہ ہیں۔اکثر متاخرین کی نسبت آپ سے ملتی

Marfat.com

ہے۔اور آج تک سجادہ نشینی آپ کی اولاد میں چلی آتی ہے۔

آپ کی ولادت ۵۲۸ھ میں ہوئی اور وصال ۶ شوال ۶۲۳ھ میں بغداد میں ہوا۔

شیخ فریدالدین عطار

آپ شیخ مجدالدین بغدادی کے مرید ہیں۔

کتاب تذکرۃ الاولیاء جو آپ سے منسوب ہے اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں: کہ ایک روز میں مجدالدین بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: اس امت محمدی میں انبیاء علیہم السلام کی مثل کیا خوب سپہ سالار ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔پس میں اس لیے رو رہا ہوں کہ صبح میں نے عرض کیا: کہ اے خداوندِ کریم تیرا کام کسی علت کا محتاج نہیں ہے۔ مجھے اس گروہ میں شامل کر یا اس کے دیکھنے والوں میں شمار کر۔ کیونکہ میں اور کسی میں شامل ہونے کی خواہش نہیں رکھتا۔ میں رو رہا تھا کہ دعا قبول ہوگئی۔بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ہروی اویسی تھے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی نے لکھا ہے: کہ منصورِ حلاج کے نور نے ایک سو پچاس سال بعد فریدالدین عطار کے روح پر تجلی کی۔اور اس کا مربی ہوا۔ کہتے ہیں: کہ آپ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ ایک روز اپنی عطاری کی دکان پر کاروبار میں مشغول تھے۔ کہ ایک درویش نے چند بار اللہ کے نام پر کچھ مانگا۔مگر انہوں نے درویش کی بات پہ کوئی توجہ نہ کی۔ درویش نے کہا کہ اے خواجہ (عطار)! کب تک اس حالت میں مرے گا۔ عطار نے کہا جیسے تم مرو گے۔ درویش نے اپنا لکڑی کا کاسہ سر کے نیچے رکھا اور منہ سے اللہ کہا اور جان دے دی۔ عطار نے یہ منظر دیکھا تو حال متغیر ہوگیا اور سب کچھ چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں: کہ مولانا جلال الدین رومی بلخ جاتے ہوئے نیشاپور پہنچے۔تو عطار سے بھی ملے۔وہ بوڑھے تھے۔انہوں نے اپنا رسالہ ''اسرارنامہ'' انہیں دیا۔ چنانچہ کہتے ہیں:

بیت

Marfat.com

ترجمہ:۔ مولانا، عطار کے گرد گھومتے رہے۔
لیکن شربت حضرت شمس کے ہاتھوں پیا۔

ایک اور مقام پہ فرمایا:

بیت

ترجمہ:۔ عطار روح ہے اور سنائی اس کی دونوں آنکھیں ہیں۔
اور ہم سنائی اور عطار کے لیے آئے ہیں۔

آپ کی شہادت ۶۲۷ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار نیشاپور میں ہے۔

شیخ بہاء الدین وُلد قدس سرہٗ

بعض کہتے ہیں: کہ آپ شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں پہنچے۔ اور ان کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا نام محمد بن حسین بن احمد خطیب بکری ہے۔ جو حضرتِ ابوبکرؓ کی اولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ خراسان کے بادشاہ علاؤالدین محمد بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھی۔ جو حضرت نبی کریم ﷺ کے اشارہ سے حسین خطیبی کے نکاح میں آئیں۔ آپ نے جناب سید المرسلین ﷺ سے سلطان العلماء کا لقب پایا۔

جب شیخ کے گرد اللہ کی مخلوق زیادہ جمع ہونے لگی تو بعض علماء جن میں امام فخر الدین رازی جیسے لوگ بھی شامل تھے۔ حسد کے باعث سلطانِ وقت کے پاس گئے۔ اور اسے شیخ پر خروج کرنے پہ اُکسایا۔ اس نے معذرت کی مگر شیخ کو بلخ سے نکال دیا۔ مولانا روم اس وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ آپ بغداد کے راستے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بغداد میں لوگوں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، کہاں جا رہے ہیں، اور کہاں سے آ رہے ہیں؟ شیخ نے فرمایا: کہ اللہ کی طرف۔ شہاب الدین سہروردی نے سنا، تو کہا یہ بہاؤالدین بلخی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے استقبال کے لیے گئے۔ آپ اپنی سواری سے اُتر آئے۔ تو انہوں نے آپ کے زانو چومے اور خانقاہ میں قیام کرنے کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا: کہ ہمارے لیے مدرسہ مناسب تر ہے۔ اور

Marfat.com

جامعہ مستنصریہ میں نزول فرمایا۔

شمس الدین افلاکی نے اپنی کتاب 'مناقب العارفین' میں لکھا ہے: کہ بغداد کے علماء نے شیخ سے تقریر کرنے کی گذارش کی۔ وہاں لوگ اس قدر جمع ہو گئے۔ کہ مسجد میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ تو پھر منبر کو مصلا پہ لے گئے۔ شیخ شہاب الدین اور بہت سارے بزرگانِ دین اس مجلس میں حاضر تھے۔ وعظ کے آخر میں آپ نے گورستان کی طرف اشارہ کیا تو چند مردے اپنی قبروں سے زندہ ہو کر کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دوبارہ زمین میں چلے گئے۔

بغداد میں تین دن قیام کے بعد آپ مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں سے واپسی پر آپ روم کی جانب متوجہ ہوئے۔ چار سال زنجان اور سات سال لارندہ میں رہے۔ مولانا روم کی اٹھارہ سال میں شادی ہوئی۔ اور ۶۲۳ ھ میں سلطان وُلد پیدا ہوئے۔ سلطان وُلد بڑے ہوئے تو انہیں کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ باپ بیٹے کے بجائے انہیں لوگ بھائی بھائی سمجھتے تھے۔ بعد میں سلطان وُلد نے مولانا روم کو لارندہ سے قونیہ چلنے کی استدعا کی۔ مولانا بہاءالدین وہیں جوارِ رحمتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں پہنچے۔

سالِ وفات ۶۲۸ ھ ہے۔

شیخ ابن الفارض

آپ کی کنیت ابو حفص اور نام عمر ہے۔ آپ حلیمہ سعدیہ کے قبیلۂ بنو سعد سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ مصر میں پیدا ہوئے۔ اور اصل میں حموی تھے۔ آپ کے والد حسن بن علی بن رشید حموی اندلس مغرب کے رہنے والے تھے۔

جب آپ علمِ فرائض سے فارغ التحصیل ہوئے تو شیخ ابن الفارض کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ اکابر علما سے ہیں۔ اور مصر میں نشو ونما پائی۔

آپ کے بیٹے سید کمال الدین محمد کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: کہ شروع شروع میں مَیں نے اپنے والد سے سیر و سیاحت کی اجازت چاہی تو مصر کے نزدیک پہاڑوں اور

Marfat.com

وادیوں میں گھومتا رہا۔ اور شب و روز کے بعد اپنے والد کی خدمت میں آ گیا۔ اور والد کی وفات کے بعد کلی طور پر سیاحت کرنے لگے۔ مگر کوئی فتح حاصل نہ ہوئی۔ ایک دن مصر کے ایک مدرسے میں گیا۔ مدرسے کے دروازے پر ایک بوڑھے میوہ فروش کو بے ترتیب وضو کرتے دیکھا۔ میں اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ اس نے کہا اے عمر! مصر میں تمہیں کوئی فتح نہیں ہو گی۔ مگر مکہ میں ہو گی۔ میں نے کہا مکہ دور ہے اور نہ سفر کا موسم نہ زادِ راہ نہ سواری اور نہ ہی کوئی رفیقِ سفر ہے۔ تو کیسے جاؤں۔ اس نے کہا یہ مکہ ہے۔ میں نے کہا تو مجھے مکہ نظر آیا اور وہ میری نظر میں ہی تھا کہ میں وہاں پہنچ بھی گیا۔ وہاں مجھ پر فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ مکہ کے پہاڑوں اور وادیوں کی سیاحت کی۔ دس دن رات کے فاصلے پر قیام کیا۔ اور پانچوں نمازیں حرم شریف میں جا کر باجماعت ادا کرتا رہا۔ پندرہ سال وہاں گذارے اچانک ایک دن اُسی بزرگ میوہ فروش کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ: اے عمر قاہرہ میں حاضر ہو کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں بہت جلدی سے وہاں پہنچا، دیکھا تو آپ قریب المرگ ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب دیا۔ اور چند دینار مجھے دیے کہ ان سے میری تجہیز و تکفین کرنا۔ اور میرا تابوت اُٹھانے والے کو دینا۔ اور فلاں گاؤں میں مجھے لے جا کے دفن کرنا وہاں میرے شیخ کا مزار ہے۔ وہاں میرا تابوت لے جانا اور کوئی آئے گا جو میری نمازِ جنازہ پڑھائے گا۔ پھر دیکھنا خدا کیا کرتا ہے۔ میں نے آپ کی وصیت پہ عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ وہاں پہاڑ سے ایک آدمی پرندے کی طرح جلدی جلدی آیا میں نے نہیں دیکھا کہ اس کے پاؤں زمین پہ لگتے ہوں۔ میں نے اسے پہچان لیا۔ وہ ایک شخص تھا جو پیدل بازاروں میں گھومتا اور لوگ اس کے ساتھ مذاق کرتے اور اسے دھکے اور مکے مارتے تھے۔ اس نے کہا اے عمر! آپ آگے آؤ کہ نمازِ جنازہ پڑھیں۔ میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان سبز اور سفید پرندے ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد ایک عظیم الخلق پرندہ ان میں سے نیچے اُترا اور تابوت کو اُٹھا لیا۔ دیگر پرندے بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور تسبیح پڑھتے ہوئے اُڑ رہے تھے۔ بالآخر نظر سے غائب ہو گئے۔ اس

Marfat.com

مرد نے کہا: اے عمر آپ نے سنا یہ ارواح شہدا کی تھیں۔ جو سبز رنگ کے پرندوں میں نظر آئیں۔ یہ جنت میں تلوار کے شہداء کی ارواح تھیں۔ اور محبت کے شہداء کی ارواح بھی ان کے ساتھ تھیں۔ سبز پرندوں کی مانند۔ اور یہ آدمی بھی انہیں میں سے تھا۔ اور اے عمر! میں بھی انہیں میں سے تھا۔ مگر مجھ سے ذلت وجود میں آئی۔ تو مجھے ان میں سے نکال دیا گیا۔ اب بازار میں دھکے کھاتا ہوں۔ یہ اس ذلت کی سزا ہے۔ ابن فارض ۶۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر ۹۰ سال تھی۔

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ

آپ کا نام ابو حفص عمر بن محمد البکری تھا۔ اور آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی نسبت آپ کے چچا ابوالنجیب سہروردی سے تھی۔ اور شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک عرصے تک آپ جزیرہ عبادان میں ایک ابدال کے ساتھ رہے۔ اور خضرؑ کو بھی دیکھا۔

- شیخ سید عبدالقادر قدس سرہٗ نے فرمایا: کہ آپ عراق کے آخری مشہور بزرگوں سے ہیں۔ آپ کی جملہ تصانیف میں سے ایک کتاب عوارف المعارف ہے جو آپ نے مکہ مکرمہ میں لکھی۔ جس کی تصنیف کے دوران جو مشکل پیش آتی وہ اس کے حل کے لیے خانہ کعبہ کے طواف کرتے اور اللہ سے عرض کرتے تو مشکل حل ہو جاتی۔

اپنے وقت میں بغداد کے شیخ الشیوخ تھے۔ دور و نزدیک کے علاقوں سے اربابِ طریقت آپ کے پاس استفادہ کے لیے آتے اور مسائل کے لیے آپ سے استفتاء کرتے۔

ایک شخص نے آپ کو لکھا یا حضرت! جب میں کوئی عمل ترک کرتا ہوں تو سستی میں مبتلا ہو جاتا ہوں، اور اگر عمل جاری رکھتا ہوں تو مجھ میں فخر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ عمل جاری رکھو اور اللہ سے غرور تکبر کے لیے توبہ کرو۔

رسالہ ''اقبالیہ'' میں مذکور ہے: کہ کسی نے شیخ سعدالدین حموی سے پوچھا کہ آپ

Marfat.com

نے شیخ سید محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا پایا۔تو آپ نے کہا کہ آپ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں۔جس کی کوئی انتہا نہیں۔پھر شیخ شہاب الدین سہروردی کے بارے میں پوچھا کہ انہیں کیسا دیکھا۔تو فرمایا: کہ سہروردی کی پیشانی میں نبی کریم ﷺ کی متابعت کا نور ہے۔جو (عراق میں) آخری کرن ہے۔

آپ کی ولادت ماہِ رجب پانچ سوانتالیس ہجری میں ہوئی،اور وصال ۶۳۲ھ میں۔

شیخ علی سجزی

آپ خواجہ معین الدین حسن سجزی کے اقارب سے ہیں۔اور انہیں سے فیض یافتہ ہیں۔

آپ کا وصال ۶۳۳ھ میں ہوا۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز ان کی خانقاہ میں قوال نے احمد جام کا یہ شعر پڑھا۔

بیت

ترجمہ:۔ تسلیم کے خنجر سے قتل ہونے والوں کو
ہر زمانے میں غیب سے نئی جان ملتی ہے

آپ نے یہ شعر سنا تو چار دن حیرت میں پڑے رہے۔پانچویں شب فوت ہو گئے۔

حسن دہلوی نے ان کے اس حال پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

نظم

ترجمہ:۔ اس بزرگ نے ایک شعر پر جان دی ہے
ہاں یہ گوہر کسی اور ہی کان کا ہے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جان دیگر است

خواجہ معین الحق والدین حسن سجزی

Marfat.com

آپ طریقت کے شیخ الشیوخ ہیں۔آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر ملی ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ میں بغداد میں حضرت جنید بغدادی کی مسجد میں خواجہ عثمانِ ہارونی کی خدمت میں پہنچا۔انہوں نے مجھے فرمایا: دو نفل ادا کرو۔میں نے ادا کیے تو فرمایا: قبلہ رو بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔آپ نے فرمایا: ایک بار سورۃ بقرہ اور بیس دفعہ سبحان اللہ پڑھو۔میں نے پڑھی۔پھر فرمایا: ادھر آؤ میں تمہیں خدا تک پہنچا دوں۔پس قینچی پکڑی اور کلاہِ چہار ترکی کاٹی اور خاص گودڑی عطا فرمائی۔اور پھر فرمایا: کہ بیٹھو اور ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھو۔میں نے پڑھی۔پھر آپ نے فرمایا: کہ ہمارے خانوادہ میں ایک شب و روز کا یہی مجاہدہ ہے۔جاؤ اور ایک دن رات میں یہ پڑھو۔دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو فرمایا: کہ نظر اوپر اُٹھاؤ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے فرمایا کیا دیکھا ہے؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم کو دیکھا ہے۔پس فرمایا کہ تیرا کام مکمل ہو گیا ہے۔

مولانا جلال الدین نے سیر العارفین میں لکھا ہے کہ وہ دو سال خواجہ عثمانِ ہارونی کی صحبت میں رہے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ بیس سال اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔اور سفر و حضر میں خواجہ عثمانِ ہارونی کے لباس کی حفاظت کرتے۔تا آنکہ آپ خلافت کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

پرتھوی راج کے زمانۂ حکومت میں آپ اجمیر میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔راجہ کو آپ کے اتنے خدام دیکھ کر حسد پیدا ہوا۔تو ایک روز آپ کے ایک خادم کو سخت اذیت دی۔خواجہ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا ہم اُسے زندہ گرفتار کر کے قید میں دے دیں گے۔عنقریب سلطان معزالدین سام کا لشکر غزنی سے آیا۔اور جنگ کی اور پرتھوی راج کو قید کر کے لے گئے۔ یہاں سے اس علاقے میں دینِ اسلام کا آغاز ہوا اور شیخ کی بزرگی کا شہرہ آفاق میں پھیل گیا۔

آپ کا وصال رجب ۶۳۳ھ میں ہوا۔

بعض نے کہا کہ ماہِ ذیحجہ ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔مگر پہلی تاریخ صحیح ہے۔آپ کے

Marfat.com

وصال کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا حبیب اللہ مات فی حب اللہ ۔(یعنی اللہ کا حبیب اللہ کی محبت میں فوت ہوا)۔

آپ کا مدفن اجمیر میں ہے۔آپ کی پہلی قبر اینٹوں سے بنائی گئی۔بعدازاں اس کے اوپر پتھر کا صندوق بنایا گیا۔اور پہلی قبر کو اسی طرح رہنے دیا گیا۔قبر کی بلندی اسی وجہ سے ہے۔

سب سے پہلے خواجہ حسین ناگوری نے آپ کا روزہ تعمیر کیا۔ بعدازاں دروازہ اور خانقاہ ہندو بادشاہوں نے بنائے۔

دلیل العارفین خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی تصنیف ہے۔اس میں حضرت خواجہ کے ملفوظات درج ہیں اس میں سے یہاں چند نقل کیے جاتے ہیں۔

فرمایا: عاشق کا دل آتش زدۂ محبت ہوتا ہے۔اس میں جو بھی آئے اُسے جلا دیتا ہے۔

فرمایا: میں نے خواجہ عثمانِ ہارونی سے سنا کہ جس میں یہ تین خصلتیں ہوں حق سبحانہٗ و تعالیٰ اُسے یقیناً دوست رکھتا ہے: ۱:۔سخاوت دریا کی طرح ،۲:۔شفقت سورج کی طرح، ۳:۔اور انکساری زمین کی طرح

فرمایا: نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے۔اور بُروں کی صحبت بُرے کام سے بدتر ہے۔

فرمایا: کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جتنا کسی مسلمان کی بے حُرمتی۔

فرمایا: حق تبارک و تعالیٰ کو پہچاننے کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے الگ رہنا اور معرفت میں خاموش رہنا۔

فرمایا: عارف کی عبادت پاس انفاس ہے۔

فرمایا: جس نے بھی کوئی نعمت پائی ہے سخاوت سے پائی ہے

فرمایا: عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو دوست رکھنا، راحت کو ترک کرنا اور ذکرِ مولیٰ سے اُنس رکھنا۔

Marfat.com

فرمایا: عارف وہ ہے جو صبح سویرے اُٹھے اور رات کو نہ بھولے۔

شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفراینی کسرقی

آپ شیخ احمد جوزفانی کے اصحاب میں سے ہیں۔ طالبوں کے سلوک، مریدوں کی تربیت اور ان کے کشفِ وقائع میں عظیم شان رکھتے تھے۔

شیخ رکن الدین علاؤالدولہ فرماتے ہیں: میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ اس زمانہ میں اولیاء کون کون سے ہیں؟ میں نے کہا کہ یمن میں ابنِ عجیل، شوستر میں شمس الدین ساوَجی، ابہر میں خواجہ جامی اور چند دیگر مشائخ کے نام بھی لیے۔ انہوں نے کہا یہ سب ٹھیک ہیں۔ مگر ان تمام بزرگوں کے باوجود آپ نے شیخ نورالدین کا مرید ہونا ہے۔ میں نے کہا کہ میرا ایک مقصد تھا جو ان کے ارشاد کے بغیر پورا نہیں ہوتا تھا۔ میں نے چاہا کہ سلوک کروں اور اس طریقے کو پہچانوں۔ اس وقت تمام دنیا میں ان کے علاوہ کوئی استاد نہ تھا۔ مجھے اس سے غرض نہیں تھی کہ کون بزرگ ہیں۔ ان میں کسے بزرگ تر سمجھا جائے۔ میں ان کی خدمت میں آیا۔ کیونکہ اگر کسی کو لوہار سے کام ہو اور وہ زرگر کی دکان پر چلا جائے تو عقل اس پہ ہنسے گی۔

اور علاؤالدولہ مزید فرماتے ہیں کہ آخری زمانے میں عبدالرحمٰن نے راہِ سلوک میں ایسی محویت اختیار کی ان کا نشان باقی نہ رہا۔ آپ کی وفات بغداد میں ۶۳۹ میں ہوئی۔

شیخ موسیٰ سدرانی

آپ شیخ ابومدین مغربی کے اکابر اصحاب سے تھے۔

شیخ سعیدالدین فرغانی نے اپنے قصیدہ تائیہ میں لکھا ہے کہ میں نے ۶۶۵ھ میں معتبر شیخ طلحہ بن عبداللہ بن طلحہ تستری عراقی سے سنا: انہوں نے روایت کی شیخ عمادالدین محمد بن شیخ شہاب الدین سہروردی سے کہ انہوں نے فرمایا: کہ ایک حج میں، میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ تھا۔ خانہ کعبہ کے طواف کے دوران دیکھا کہ ایک مغربی شخص بھی طواف کر رہا تھا۔ اور لوگ اُسے

Marfat.com

تبرک کے طور پر ڈھونڈ رہے تھے۔ان کے سامنے کسی نے میری تعریف کی کہ یہ شیخ شہاب الدین سہروردی کا بیٹا ہے۔انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرا سر چوما اور دعا کی۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔تو کسی نے بتایا کہ انہیں شیخ موسیٰ کہتے ہیں۔ میں اپنے والد کے پاس گیا اور انہیں بتایا۔تو وہ بہت مسرور ہوئے۔ بعدازاں حاضرین کو ان کے اوصاف بتانے لگے۔اور بتایا کہ وہ (شیخ موسیٰ) ہر رات اور دن میں ستر ہزار قرآنِ پاک ختم کرتے ہیں۔ جب میرے والد خاموش ہوئے تو ان کے اکابر اصحاب میں سے ایک نے قسم کھا کے بتایا کہ ایک رات میں نے شیخ موسیٰ کو طواف میں پایا۔ میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔اور دیکھا کہ انہوں نے حجرِ اسود کی تقبیل کی اور اول فاتحہ سے آغاز کر کے چلتے تھے۔اور ایسی تلاوت کرتے تھے کہ حرف حرف سمجھ میں آتا تھا۔ پہلے طواف میں کہ ابھی حجرِ اسود تین چار قدم آگے تھا۔تو انہوں نے قرآن پاک ختم کر لیا۔ میں نے وہ تمام حرف بحرف سنا۔ میرے والد محترم نے سب سے اس کی تصدیق کی۔ پس میرے والد نے فرمایا کہ اس قبیل کے لوگوں کا زمانہ بسیط ہے۔ کہ بعض اولیاء اللہ کو ان سے نسبت ہوتی ہے۔

حکایت:۔شیخ الشیوخ ابن سکینہ کا ایک مرید سنار تھا۔اس کے ذمہ کام یہ تھا کہ صوفیوں کے مصلے جمعہ کے روز جامع مسجد میں لے جا کر بچھاتا۔اور ادائے نماز کے بعد جمع کر کے خانقاہ میں لے آتا۔ایک جمعہ کے روز مصلے ایک دوسرے میں باندھ کے مسجد کو لے جا رہا تھا۔ کہ دریائے دجلہ کے کنارے رُکا، تا کہ جمعہ کا غسل کرے۔لباس اُتار کے دجلہ کے کنارے رکھا اور خود پانی میں چلا گیا۔ جب سر باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ دریائے دجلہ نہیں ہے۔ بلکہ مصر کا دریائے نیل ہے۔ دریا سے نکلا تو مصر شہر میں چلا گیا۔اور اچانک ایک سنار کی دکان پہ پہنچا۔مگر اس کے پاس اس وقت سوائے ستر ڈھانپنے کے کچھ نہ تھا۔مصر کے سنار دکاندار نے اپنی سمجھ بوجھ سے جان لیا کہ یہ کوئی سنار ہے۔اس نے امتحان لیا تو انہیں ماہر پایا۔ وہ انہیں بڑی عزت واحترام سے گھر لے گیا۔اور اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا۔اس سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔اور وہ سات سال وہاں رہا۔ایک دن پھر دریائے نیل کے کنارے آیا۔اور غوطہ لگایا، جب سر باہر نکالا تو خود کو حسبِ

Marfat.com

دستور دجلہ کے کنارے پر پایا۔اس کے کپڑے وہیں رکھے تھے۔ پہن کے خانقاہ میں آیا۔تو دیکھا کہ وہ مصلے ویسے ہی باندھے پڑے ہیں۔ بعض اصحاب نے کہا کہ جلدی کرو کیونکہ کچھ لوگ صبح سے مسجد میں چلے گئے ہیں۔ چنانچہ مصلے اُٹھائے اور مسجد میں لے گیا۔اور نماز کے بعد واپس خانقاہ میں لے آیا۔اور جلدی سے گھر گیا۔گھر والوں نے کہا کہ ہم نے مہمان کے لیے مچھلی پکائی ہے۔وہ کہاں ہے۔وہ مہمان کو لے آئے۔اور مچھلی کھائی۔اس کے بعد اپنے شیخ ابنِ سکینہ کو سارا ماجرا سنایا۔انہوں نے فرمایا: جاؤ مصر سے اپنی اولاد کو بغداد لے آؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

شیخ ابنِ سکینہ نے اس سے پوچھا کہ اس روز تم کس خیال میں تھے۔عرض کیا کہ اس دن صبح سے ہی میرے دل میں آیۂ کریمہ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سِنَةٍ ○ ترجمہ:۔ ''ان کی مقدار پچاس ہزار سال ہے'' مجھے اس میں شک ہوا۔شیخ نے فرمایا: کہ یہ واقعہ خدا تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے رحمت ہے۔ کہ اس نے تمہارے اعتقاد کی تصحیح کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نسبت خود وقت کو بسیط کر دیتا ہے۔

شیخ موسیٰ کی ولادت اندلس کے شہر مرسیہ میں ۵۶۰ میں ہوئی۔

اور آپ کی وفات ۶۳۸ ھ میں ہوئی۔

مولانا شمس الدین تبریزی

آپ کا نام محمد بن علی ملک داد تھا۔

نفحات الانس میں آپ سے منقول ہے: کہ میں مکتب میں ابھی نوخیز لڑکا تھا۔ کہ مجھے سیرتِ محمد ﷺ کے عشق کے باعث کھانے کی طلب نہیں ہوتی تھی۔ چالیس دن کے بعد تھوڑا سا کھا لیتا تھا۔

آپ شیخ ابوبکر سلہ باف تبریزی کے مرید ہیں، یا رکن الدین سنجاسی، یا اوحدالدین کرمانی یا بابا کمال خجندی کے مرید تھے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ سب کی صحبت میں رہے ہوں اور سب سے تربیت پائی ہو۔آخر حال میں آپ ہمیشہ سفر کرتے، اور سیاہ رنگ کا لباس پہنتے، اور

Marfat.com

جہاں جاتے کاروان سرا میں قیام کرتے۔

جب خطۂ بغداد میں پہنچے تو شیخ اوحدالدین کرمانی سے ملے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا کام ہے۔ بتایا کہ میں چاند کو ایک پلیٹ پانی میں دیکھتا ہوں۔ مولانا شمس الدین نے فرمایا اگر تیری گردن پہ پھوڑا نہیں ہے تو آسمان پہ کیوں نہیں دیکھتے۔

کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ مولانا بابا کمال کی صحبت میں تھے۔ شیخ فخرالدین عراقی اپنے پیرومرشد شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کے حکم سے بھی وہاں موجود تھے۔اور ہر فتح اور کشف جو انہیں ملتا وہ نظم ونثر کے لباس میں اظہار کرتے۔ اور بابا کمال کو دکھاتے۔ شمس الدین کوئی اظہار نہ کرتے تھے۔ایک دن بابا کمال نے کہا بیٹے شمس الدین جن اسرارِ حقائق کا اظہار فخرالدین کرتے ہیں کیا تم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔انہوں نے کہا مجھے پہلے اس کا مشاہدہ ہوتا تھا۔ مگر جب سے انہوں نے اصطلاحات استعمال کرنا شروع کی ہیں اور انہیں نئے پیرائے میں بیان کیا ہے اسے سمجھنے کی مجھ میں استعداد نہیں ہے۔ بابا نے فرمایا: حق تعالیٰ جل شانہٗ نے تمہیں ایک ایسا مصاحب عطا کیا ہے جو اولین وآخرین معارف کے حقائق تمہارے لیے ظاہر کرتا ہے۔اس سے ان کی مراد مولانا روم تھے۔

کہتے ہیں: کہ مولانا ۶۴۲ھ میں قونیہ کے سفر میں خانِ شکر ریزاں میں قیام پذیر ہوئے۔ ان دنوں مولانا جلال الدین رومی تدریسِ علوم میں مشغول تھے۔ ایک دن فضلاء کی ایک جماعت کے ساتھ مولانا، خان شکر ریزاں کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ شمس الدین سامنے آئے اور مولانا کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر پوچھا یا امام المسلمین بایزید بزرگ تر ہیں۔ یا محمد ﷺ؟ مولانا کہتے ہیں کہ اس سوال سے مجھ پر عظیم ہیبت طاری ہوئی۔ مجھے محسوس ہوا کہ ساتوں آسمان آپس سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑے ہیں۔ایک عظیم آگ نے میرے دماغ کو جھلسا دیا۔اور وہاں دیکھا کہ اس کا دھواں عرشِ عظیم تک جا رہا ہے۔ بعدازاں میں نے جواب دیا؛ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ تمام جہانوں سے بزرگ ترین ہستی ہیں۔ان کے سامنے بایزید کی کیا ہستی ہے۔

Marfat.com

شمس الدین بولے کہ پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: کہ مجھ سے تیری معرفت کا حق ادا نہیں ہوا۔ جب کہ بایزید کہتے ہیں: کہ سبحانی ما اعظم شانی وانا سلطان السلاطین۔

اور نیز کہا ہے کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ مولانا نے فرمایا: کہ بایزید کی پیاس ایک ہی گھونٹ سے بجھ گئی۔ اور سیراب ہونے کا دعویٰ کر لیا۔ مگر مصطفیٰ ﷺ کی جو پیاس تھی وہ بڑھتی گئی۔ آپ کا سینہ الم نشرح لک صدرک کی شرح سے ایسے ہو گیا جیسے اللہ کی زمین وسیع ہے۔ نتیجتاً ان کی پیاس مزید بڑھ گئی۔ اور ہر روز زیادہ قربت کی دعا کرتے رہے۔ مولانا شمس الدین نے نعرہ لگایا اور گر پڑے۔ مولانا روم سواری سے نیچے اُتر آئے۔ اور شاگردوں سے فرمایا کہ انہیں اٹھا لیں اور مدرسہ میں لے چلیں۔ مولانا نے آپ کا سر زانو پہ رکھے رکھا۔ جب تک انہیں ہوش نہ آئی۔ بعد میں مولانا نے ان کا ہاتھ پکڑا اور روانہ ہو گئے۔ تین ماہ تک رات دن انہیں خلوت میں اپنے ساتھ بٹھایا اور بالکل باہر نہ جانے دیا۔

بعض کہتے ہیں: کہ شمس الدین قونیہ پہنچے اور مولانا کی مجلس میں تشریف لائے۔ مولانا جلال الدین ایک حوض کے کنارے بیٹھے تھے۔ چند کتابیں ان کے سامنے رکھیں تھیں۔ شمس الدین نے کتابوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ مولانا نے جواب دیا اسے قیل و قال کہتے ہیں۔ مگر تمہیں اس سے کیا کام۔ حضرت شمس الدین نے ہاتھ بڑھا کر وہ ساری کتابیں اُٹھا کر پانی میں پھینک دیں۔ مولانا کو بہت افسوس ہوا۔ اور کہا کہ اے درویش یہ کیا کیا ہے۔ اس میں بہت قیمتی کتابیں تھیں۔ جس میں کچھ میرے والدین کی تھیں۔ جواب کہیں سے مل نہیں سکتیں۔ آپ نے ایک ایک کر کے کتاب نکال لی۔ اور ان پہ پانی کا کوئی اثر نہ تھا۔ مولانا نے پوچھا کہ یہ کیا راز ہے۔ شمس الدین نے فرمایا کہ یہ ذوق و حال ہے۔ آپ کو اس کی کیا خبر۔ بعد ازاں ایک دوسرے کی صحبت میں رہنے لگے۔

کہتے ہیں: کہ ایک رات شمس الدین، مولانا روم کے ساتھ خلوت میں بیٹھے تھے۔ کہ

Marfat.com

ایک شخص نے باہر سے شیخ کو اشارہ کیا کہ وہ باہر آئیں۔آپ جب باہر جانے کے لیے اُٹھے تو مولانا سے فرمایا کہ یہ مجھے قتل کرنے کے لیے بلا رہا ہے۔اس وقت سات لوگ ہتھیار لے کر کمین گاہ میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔شیخ نے نعرہ لگایا تو تمام جماعت بے ہوش ہوگئی۔اوران میں ایک مولانا کے فرزند علاؤالدین محمد بھی تھے۔جوقرآنِ کریم کی آیت:اِنَّـهٗ لَيْـسَ مِنْ اَهْلِكَ۔ (سورہ ھود:۴۶) کے مصداق ہے۔مگر جب وہ جماعت ہوش میں آئی تو چند خون کے قطروں کے سوا وہاں کچھ نہ تھا۔اس دن کے بعد اس سلطانِ معنی جیسا دوبارہ پیدا نہیں ہوا۔

یہ ۶۴۵ھ کا واقع ہے۔اور وہ آپ کے دشمن،اس کے بعد ایک ایسی بلا میں مبتلا ہوئے کہ ہلاک ہوگئے۔

بعضے کہتے ہیں: کہ آپ بہاؤالدین وُلد کے پہلو میں مدفون ہیں۔مگر بعض لکھتے ہیں کہ آپ کے جسدِ خاکی کو کنویں میں پھینکا گیا۔اورایک رات سلطان وُلد کو خواب میں اشارہ ہوا کہ میں فلاں کنویں میں سویا ہوا ہوں۔انہوں نے آدھی رات کے وقت اپنے دوستوں کو جمع کیا اوراس کنویں سے نکال کر مناسب جگہ پر دفن کیا۔

حکیم ناصر خسرو

آپ کی کنیت ابوالمعین ہے۔اور آپ کا نسب درمیانی چھ واسطوں سے امام موسیٰ رضا علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔دنیا کے تمام علوم سے کلی طور پر واقف تھے۔آپ توریت،انجیل اور زبور کو بھی اچھی طرح جانتے تھے۔اور پھر آپ جس مقام پہ جو پہنچے سو پہنچے۔بعض لوگوں نے آپ پر الحاد وزندقہ کی تہمت بھی لگائی۔اور بعض آپ کو توحید پرست کہتے ہیں۔

مستنصر باللہ عباسی کے زمانے میں آپ عزیزِ مصر کے وزیر تھے۔مگر وہ ملحد تھا۔اس کے جبر کے باعث وہاں سے بدخشاں چلے آئے۔یہاں بھی منصبِ وزارت پہ پہنچے۔مگر علماء ظاہر سے خوف زدہ ہوکر بیس سال کوہِ یمگان کی غار میں عبادت میں مشغول رہے۔اور کھانے پینے سے قناعت کیے رکھی۔آخر ایک سو چالیس سال کی عمر میں ۶۵۳ھ میں قریب المرگ ہوئے۔تو

Marfat.com

اپنے بھائی سعید کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو کسی کو خبر نہ کرنا۔ دو شخص جنّوں کے علما سے حاضر ہوں گے۔ تو ان کے ساتھ میرے جنازے کی امامت کرنا۔ اور پھر اسی پہاڑ کی غار میں دفن کر دینا۔ اور پھر غار کے دروازے پر تھوڑا پانی چھڑک دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ۔جس سے غار کے دہانے پر ایک بڑا پتھر محکم ہو گیا۔ اور وہ سمجھ گیا کہ یہ پانی جو چھڑکا ہے یہ اسی پتھر کو محکم کرنے کے لیے تھا۔

شیخ نجم الدین دایہ

آپ شیخ نجم الدین کبریٰ کے اصحاب سے ہیں۔ اور اپنے شیخ کے امر سے مجد الدین سے تربیت حاصل کی۔ اور چنگیز خان کے واقعہ کے دوران خوارزم سے ان کے پاس آئے۔ اور ایک مدت تک مولانا جلال الدین اور شیخ صدر الدین قونیوی کی صحبت میں رہے۔ ۶۵۴ھ میں شونیزیہ میں وفات پائی۔ اور بغداد میں شیخ سری سقطی اور شیخ جنید بغدادی کے مقبرہ کے باہر آپ کا مزار ہے۔

شیخ سیف الدین باخرزی

آپ شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفا سے ہیں۔ علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد شیخ کی خدمت میں آئے اور تربیت پائی۔ شروع میں انہوں نے آپ کو خلوت میں بٹھا دیا۔ دوسرے چلّے کے دوران آپ کے شیخ آپ کی خلوت گاہ کے دروازے پہ آئے۔ اور دروازے پہ دستک دی۔ اور آواز دے کر کہا اے سیف الدین!

بیت

ترجمہ:۔ میں عاشق ہوں اس لیے مجھے غم سازگار ہے
تو معشوق ہے تمہیں غم سے کیا کام ہے۔

اُٹھ کھڑا ہو اور باہر آ۔ اور پھر ان کا ہاتھ پکڑا اور خلوت گاہ سے باہر لے آئے۔ اور

Marfat.com

انہیں بخارا کی طرف روانہ کر دیا۔

کہتے ہیں: کہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے لیے علاقہ خطا سے ایک لونڈی لائے۔ آپ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ میں آج رات شرعی لذت میں مشغول ہوں گا تو آپ بھی میری موافقت میں ریاضت ترک کر دیں۔ شیخ سیف الدین اس رات پانی سے بھرا ایک بڑا برتن لیے شیخ کی خلوت گاہ کے دروازے پہ کھڑے رہے۔ صبح کے وقت شیخ باہر آئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا: میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ بھی لذت میں مشغول رہیں۔ آپ نے کہا کہ میرے لیے اس سے لذت کوئی نہیں کہ میں آپ کے آستانے پہ کھڑا رہوں۔ شیخ نے آپ کو بشارت دی کہ بادشاہِ وقت تیری رکاب میں ہوگا۔

کہتے ہیں: کہ بادشاہوں میں ایک آپ کی زیارت کو آیا۔ اور واپس جاتے وقت اس نے التماس کی کہ میں آپ کو ایک گھوڑا نذر کرتا ہوں۔ آپ اس پر سوار ہوں۔ بادشاہ نے رکاب پکڑی اور شیخ سیف الدین سوار ہوئے۔ مگر گھوڑا سرکش تھا۔ اور وہ اچھلنے لگا۔ بادشاہ تقریباً پچاس قدم شیخ کی رکاب پکڑے ساتھ دوڑا۔ شیخ نے بادشاہ کو اپنے مرشد کی بشارت سنائی۔ آپ کے اشعار میں سے ہے:

رباعی

ترجمہ:۔ ہر رات چوکیدار کی طرح تیرے کوچے میں
تیرے آستانہ کے گرد گھومتا ہوں
اے صنم ہوسکتا ہے روز حساب میرا نام
تیرے کوچے کے کتوں میں آجائے

کہتے ہیں: کہ ایک روز ایک درویش کے جنازے پر حاضر تھے لوگوں نے کہا یا شیخ! تلقین فرمائیں۔ آپ میت کے روبرو کھڑے ہوئے۔ اور کہا:

رباعی

Marfat.com

ترجمہ:۔ اگر میں پوری دنیا سے زیادہ گناہ گار ہوں تو مجھے تیرے عفو سے امید ہے۔ کہ تو میرا ہاتھ پکڑے گا۔

تو نے کہا ہے کہ میں تیرے عجز کے وقت تیرا ہاتھ پکڑوں گا۔

اب اس سے زیادہ عاجز تر کون ہوگا جیسا کہ میں ہوں۔

بعض کہتے ہیں: کہ شیخ سیف الدین ہلاکو خان کے دور میں تھے۔ اور ۶۴۸ھ میں فوت ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں: کہ آپ منکوقا آن کے معاصر تھے۔ منکوقا آن کی والدہ نے آپ سے فیض پایا۔ اور اس نے اپنے بیٹے کی حکومت کے زمانے میں ہزار بالش نقرہ بخارا میں بھیجا تا کہ وہاں مدرسہ بنائیں۔ اور شیخ سیف الدین بافرضی اس کے متولی ہوئے۔ اور وہیں آپ کی وفات ۶۵۸ھ میں ہوئی۔

آپ کی قبر فتح آباد بخارا میں ہے۔

شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی

آپ کی ولادت جمعہ کے دن صبح کے وقت ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں خطہ کوت کروڑ میں ہوئی۔ جو علاقہ دیپال میں ہے۔ تین روز تک آپ نے دودھ نہ پیا اور روزہ طی رکھا۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عیسیٰ بن قطب الکونین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد قریشی تھے۔ جو کہ قصیٰ بن کلاب سے منسوب ہیں۔

واقدی نے ذکر کیا ہے: کہ مجھے ایک نسخہ ملا جو میرے شیخ، شیخ الاسلام شیخ صدرالدین ابوالمغانم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کا شجرۂ نسب اس طرح تحریر ہے: محمد بن زکریا بن محمد بن ابی بکر بن علی بن محمد بن الحسن بن عبداللہ بن الحسین بن المطرف بن لویمہ بن خادم بن محمد بن المطرف بن عبدالرحمٰن بن عباد جو نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور ان کے والد کا نام الاسد بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیز بن قصی بن کلاب۔

مگر کچھ کہتے ہیں کہ آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے:

Marfat.com

بہاءالدین زکریا بن شیخ ابومحمد بن شیخ ابراہیم بن شیخ عبداللہ بن شیخ شہاب الدین بن شیخ زکریا بن شیخ نورالدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ وجدالدین بن شیخ مسعود بن شیخ رضی الدین بن القاسم بن جعفر بن ابوبکر۔ واللہ اعلم عنداللہ۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ ابھی شیر خوار تھے تو جب آپ کے والد قرآن پاک پڑھ رہے ہوتے تھے۔ تو جب تک وہ تلاوت ختم نہ کر لیتے تھے، یہ ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے۔

آپ کے بعض حالات کتاب ''خلاصۃ العارفین'' میں ہیں جو آپ کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ نیز اس میں شیخ جلال الدین بخاری، شیخ فریدالدین گنج شکر، شیخ نظام الدین، اور شیخ الاسلام جعفر کے ملفوظات اور احوال بھی موجود ہیں۔

آپ پندرہ سال افادۂ علوم کے لیے درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ہر روز ستر علماء اور فضلاء آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ پھر آپ حج پہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس لوٹے تو بغداد پہنچے۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں نزول فرمایا۔

کتاب حدیقۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ شیخ شہاب الدین نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا مرحبا مرحبا، خوش آمدید۔ آپ کو بشارت ہوئی کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے آپ کے بارے میں بہت سفارش فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں نے شبِ معراج عرش کے نیچے ایک لباس بغیر جسم کے لٹکا دیکھا جو ذکرِ حق کے جوش سے متحرک تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کہ یہ پیراہن آپ کے ایک امتی کا ہے۔ جس کا نام شیخ بہاءالدین ہے۔

میں اس لیے تمہارا منتظر ہوں۔ پھر آپ کو مزید کیا۔ اور سندِ ارشاد دے کر دوبارہ ملتان بھیج دیا۔

پہلا سلسلۂ ارشاد ملکِ سندھ میں آپ ہی سے چلا۔ اکثر اہلِ سندھ بالخصوص سندھ کے مشائخ کی نسبتِ ارادت آپ ہی سے ہے۔ اور اب تک آپ کی خانقاہ سے منسلک لوگ مرید کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

شروع شروع میں سیر وسیاحت میں یہ چار یار تھے۔ جو ایک دوسرے کے رفیقِ سفر تھے۔ شیخ فرید اجودھنی، مخدوم عثمان مروندی، اور سید جلال سرخ بخاری۔

آپ کی وفات ۶۶۰ ھ میں ہوئی۔ اور ملتان کے قدیم قلعہ میں آپ کا مزار ہے۔

آپ کے کامل مریدوں مین شیخ فخر الدین عراقی اور امیر حسینی صاحبِ کتاب الرموز ونزہۃ الارواح اور زاد المسافرین ہیں۔

خواجہ ابوعلی کہری

المعروف علی عاشق۔ شیخ بہاء الدین کے مریدوں سے ہیں۔ واصل حق تھے۔ ملتان کے باہر ایک غار میں رہتے تھے۔ شیخ آپ کو وہاں دیکھنے گئے۔

ایک دفعہ ان سے ایک غلطی ہوئی جس کے باعث شیخ کی نظروں سے گر گئے۔ تو ایک دن میں سو من طعام کھا جاتے مگر سیر نہیں ہوتے تھے۔ اور جب سیر ہوئے تو لکھنوتی چلے گئے۔ شیخ جلال الدین تبریزی کے ذریعے اپنے مرشد سے غلطی کی معافی کی درخواست کی۔ چنانچہ شیخ جلال الدین تبریزی نے خط لکھ کر ان کی خطا معاف کرنے کی درخواست کی۔ جسے قبول کر کے دوبارہ انہیں ان کے مقام کو پہنچا دیا۔

حسن افغان

آپ شیخ بہاء الدین کے مریدوں میں بہت بلند مرتبہ پہ پہنچے۔

شیخ فرماتے ہیں: کہ اگر کل قیامت کو مجھ سے پوچھا گیا کہ ہماری درگاہ میں کیا لے کے آئے ہو تو عرض کروں گا حسن افغان۔

شیخ محمد کجو جانی

کجو جان تبریز سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ایک قریہ ہے۔

شیخ ورع اور تقویٰ میں اپنے وقت کے کاملین سے تھے۔

Marfat.com

ابا قا خان کے دورِ حکومت میں ۶۶۳ھ میں فوت ہوئے۔

سلطان جاریہ

آپ کا نام سید حسین ولد سید ابو محمد عبداللہ اکبر بن سید ابی صالح موسیٰ بن عبداللہ ہے۔

آپ کی رحلت ۶۶۶ھ میں ہوئی۔

آپ کا یہ نام ونسب آپ کی لوحِ مزار پر تحریر ہے۔ جو بطورِ یادگار اب تک باقی ہے۔

کہتے ہیں: کہ آپ حسینی نسب کے بزرگ تھے۔ جب سندھ میں تشریف لائے تو سندھ کے پہلے مشائخ نے انہیں برداشت کیا۔ مگر بعض نے انہیں کافی نہ سمجھا۔ انہوں نے حضرت رسالت پناہ ﷺ کی بارگاہ میں اس کا اظہار کیا۔ تو امر ہوا، کہ وہ سندھ کا سورج ہے جو چاہے کرے، اور کہے۔

آپ کا مزار ٹھٹھہ سے مغرب میں تین کوس کے فاصلے پر ایک پہاڑی پر معروف ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

آپ خواجہ معین الدین چشتی کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کے پڑوس میں ایک سبزی فروش کی دکان تھی۔ آپ ضرورت کے وقت اس سے قرض لے لیا کرتے تھے۔ مگر تین سو سے زیادہ نہ لیتے تھے۔ ایک بار قرض سے بیزار ہو کر خود سے عہد کر لیا کہ میں ہرگز قرض نہیں لوں گا۔ اللہ کی قدرت کہ ہر روز آپ کے مصلا کے نیچے سے ایک روٹی مل جاتی، جس سے تمام اہلِ خانہ سیر ہو جایا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک عرصہ بیت گیا۔ آپ کے پڑوسی سبزی فروش کو وہم ہوا کہ شاید حضرت خواجہ مجھ سے ناراض ہیں۔ اس نے بیوی کو حضرت خواجہ کے گھر بھیجا کہ معلوم کرو کیا صورتِ حال ہے۔ جب وہ ان کے گھر گئیں تو اہلِ خانہ نے بتایا کہ ہمیں اس طرح روزانہ کھانا مل جاتا ہے۔ اس راز کو فاش ہونے کے بعد وہ فائدہ آنا بند ہو گیا۔

کاک لغت میں روٹی کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب کاکی پڑ گیا۔

Marfat.com

خواجہ نظام الدین اولیاء سے منقول ہے: کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے آپ کو پانچ سو تک قرض لینے کی اجازت دے رکھی تھی۔ مگر جب خواجہ کا کام کمال کو پہنچا تو خواجہ معین الدین چشتی نے شیخ علی سجزی کو فرمایا: کہ ایک تحریر لکھو اور قطب الدین سے کہو کہ وہ دہلی چلے جائیں۔ کہ ہماری جگہ یہاں ہے۔ اور ان کی جگہ وہاں ہے۔ انہوں نے آپ کا امر تسلیم کر لیا۔ تو خواجہ معین الدین نے ایک دستار اور کلاہِ خاص حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی کا عصاء، قرآن پاک، مصلا اور نعلین انہیں عطا فرما کے رخصت کیا۔

حسب الامر آپ دہلی پہنچے۔ اور باقی عمر وہاں گذاری۔

۶۶۸ھ میں وفات پائی۔

شیخ جلال الدین احمد جوزفانی

آپ شیخ رضی الدین علی لالاء کے اصحاب سے تھے۔

شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ فرماتے ہیں: کہ شیخ احمد مردِ ذاکر ہیں۔ اور بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ میں نے غیبی طور پر ان سے مرتبۂ سلوک حاصل کیا۔ اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور ان سے شیخ رضی الدین علی لالاء اور ان سے سلطان بایزید بسطامی۔

شیخ رضی الدین علی لالاء کہتے ہیں: کہ جو کوئی حضرت احمد جوزفانی سے خاموشی سے تعلق رکھے۔ وہ ایسے فیض حاصل کرے گا جیسے جنید یا شبلی سے فیض پاتے ہیں۔

آپ کا وصال ۶۶۹ھ میں ہوا۔

شیخ رضی الدین علی لالاء غزنوی

آپ کا نام علی بن سعید بن عبدالجلیل ہے۔ شیخ سعید حکیم سنائی کے چچازاد بھائی تھے۔ پہلے انہوں نے شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی سے نسبت قائم کی۔ پھر خواب میں ایک اشارہ پا کر شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں پہنچے۔ اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ اور پھر پایا جو

Marfat.com

پانا چاہتے تھے۔اس وقت آپ نے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر دی۔

کہتے ہیں: کہ ایک سو چوبیس مشائخِ کامل کو خرقہ پہنچا اور ان کی وفات کے بعد ایک سو تیرہ خرقے باقی تھے۔ ہندوستان کا سفر کر کے ابوالرضا رتن سے جا ملے۔اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی امانت وصول کی۔ چنانچہ شیخ علاؤ الدولہ نے ان کی تصحیح کی۔اور فرمایا کہ شیخ رضی الدین علی لالاء حضرت رسول کریم ﷺ کے صحابی ابوالرضا رتن بن نصر کی خدمت میں گئے۔اور انہوں نے آپ کو حضور ﷺ کی ایک کھنگی عطا فرمائی۔

آپ کی وفات ۶۴۲ھ میں ہوئی۔

ابوالرضا رتن بن نصر

آپ بابا رتن کے نام سے معروف ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ آپ ہندوستان میں چھ ہجری کو پیدا ہوئے۔اور دعویٰ کیا کہ اصحابِ رسول ﷺ ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ رضی الدین لالاء کے احوال میں اوپر ذکر ہوا ہے۔کہ انہوں نے شیخ رضی الدین علی لالاء کو رسولِ کریم ﷺ کی ایک کنگھی عنایت فرمائی۔اور ان سے بہت سی حدیثیں سنیں۔نیز بابا رتن نے بتایا میں نے حضور ﷺ کی دعا سے اتنی طویل عمر پائی ہے۔

صاحبِ قاموس محمد بن یعقوب فیروز آبادی کہتے ہیں: کہ میں نے بہت سی احادیث بابا رتن کے اصحاب سے سنی ہیں۔شیعہ اس کی تکذیب کرتے ہیں۔اور ذہبی نے بھی ایک کتاب تصنیف کی ہے۔جس میں بابا رتن کی احادیث کی تکذیب کی ہے۔واللہ علم عنداللہ۔

شیخ حمید الدین صوفی السعید ناگوری السوالی

آپ کا لقب سلطانِ تارکین تھا۔ابواحمد کنیت اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے اعظم خلفاء سے تھے۔اور آپ سعید بن زید صحابی کی اولاد ہیں۔

آپ نے فرمایا: کہ فتح دہلی کے بعد مسلمانوں کے گھر میں جو پہلا بچہ پیدا ہوا وہ میں

Marfat.com

ہوں۔

شیخ نظام الدین نے ان کی تصانیف سے ان کے ملفوظات کا انتخاب کیا ہے۔اور صاحبِ سیر الاولیاء نے بھی نقل کیا ہے۔

کہتے ہیں: ایک دن خواجہ معین الدین چشتی بہت خوش تھے، اور حاضرین کو فرمایا: کہ آج قبولیت کے دروازے کھلے ہیں۔ ہر کوئی جو چاہتا ہے مانگ لے۔ کسی نے دنیا مانگی اور کسی نے عقبیٰ۔ حضرت خواجہ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دنیا اور عقبیٰ منور ہو۔ آپ نے کہا کہ بندہ کو کوئی خواہش نہیں۔ خواجہ نے فرمایا مانگ لے، مانگ لے، مانگ لے۔ اس وقت خواجہ نے خواجہ قطب الدین کو مخاطب کیا ان سے پوچھا، انہوں نے عرض کیا آپ جو حکم کریں۔ آپ کا ہر حکم آپ کے اختیار میں ہے۔ خواجہ معین الدین نے فرمایا: تارکِ دنیا اور فارغِ عقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین صوفی۔ اس روز سے آپ کا لقب سلطان التارکین پڑ گیا۔

منقول ہے: کہ ناگور کے ایک موضع سوالی میں آپ کی دو قطعہ زمین تھی جس میں وہ خود کاشت کاری کرتے تھے۔ آپ وہیں فوت ہوئے۔

سالِ وفات ۶۷۳ھ اور مرقد ناگور میں ہے۔

شیخ ابوالغیث جمیل الیمنی

شروع میں آپ ڈاکو تھے۔ ایک دن کمین گاہ میں چھپ کر کسی قافلے کا نتظار کر رہے تھے۔ کہ ہاتف سے آواز آئی کہ اے کسی کو دیکھنے والے! تجھے بھی کوئی دیکھ رہا ہے۔ اس آواز نے آپ پر ایسا اثر کیا کہ آپ توبہ کر کے شیخ ابنِ افلح یمنی کی صحبت میں چلے گئے۔ جب آپ سے کرامت کا ظہور ہونا شروع ہوا تو شیخ ابن افلح نے فرمایا: کہ اب آپ چلے جاؤ کیونکہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سما سکتیں۔ آپ بہت روئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پس پھر دوسرے شیخ کی طلب میں چل پڑے۔ مگر جس کسی کے پاس جاتے تھے وہ کہتے کہ آپ کو مرشد کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

آخر شیخ کبیر علی اہلِ دل کے پاس پہنچے۔ انہوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ ابوالغیث کہتے ہیں: کہ جب میں ان کے پاس پہنچا تو ایسے محسوس ہوا کہ میں ایک قطرہ تھا۔ اور سمندر میں جا گرا ہوں۔

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ مغربی شاذلی

آپ کا نام علی بن عبداللہ ہے۔ آپ حسینی سید ہیں۔ اسکندریہ میں سکونت رکھتے تھے، اور لوگوں کی کثیر تعداد آپ کی صحبت سے وابستہ تھی۔ آپ اکابر اولیا اور عظیم مشائخ سے تھے۔

جب کوئی آپ سے دعا کی درخواست کرتا تو آپ کہتے ''کان اللہ لک'' یعنی اللہ تمہارے لیے کافی ہے۔ یہ جملہ اگرچہ چھوٹا ہے۔ لیکن تمام خواہشات کا حل اس میں موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کے ساتھ ہو تو اس کی خواہشات از خود پوری ہو جاتی ہیں۔ مگر خدا اسی کے ساتھ ہوتا ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ کے لیے ہے اللہ بھی اسی کے لیے ہے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں: وہ فقیر ہرگز نہیں ہو سکتا جس میں یہ چار صفات نہ ہوں ۔۱: چھوٹوں سے شفقت کرنا، ۲: بڑوں کی عزت کرنا، ۳: اپنے نفس کا پاک کرنا،

۴: دوسروں پر ایثار کرنا۔

آپ کا وصال ۶۵۴ھ میں ایسے صحرا میں ہوا جس کا پانی نمکین تھا۔ مگر جب آپ کو اس زمین میں دفن کیا گیا تو وہاں کا پانی میٹھا ہو گیا۔

طریقہ شاذلیہ: ۔آپ سے منسوب ہے۔ اس سلسلہ کا طریقہ یہ ہے: ریاضت، زہد، مجاہدات کرنا۔ کثرت سے روزے رکھنا، کم سونا، صحراؤں میں قیام کرنا، قبرستان میں عبرت کے لیے جانا، دنیا کے فریب سے بچنے کے لیے قرآن پاک کی تلاوت اکثر کرنا اور اپنے شیخ کے بتائے ہوئے وظائف پہ کاربند رہنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام مثلاً، العلی العظیم والحکیم والعزیز الرحیم کا ذکر کرنا۔ کلمۂ توحید اور نفی اثبات کا ذکر ہر وقت خود پہ لازم رکھنا۔

Marfat.com

شیخ ابوالعباس المرسی

آپ شیخ ابوالحسن مغربی شاذلی کے مرید تھے۔ اور صاحبِ مقاماتِ عالیہ اور کراماتِ ظاہرہ کے مالک تھے۔

ایک شخص نے آپ کی ضیافت کی لیکن جو کھانا آگے رکھا وہ مشتبہ تھا۔ شیخ نے اپنے میزبان سے کہا کہ اگر حارث محاسبی کے ہاتھ میں ایک رگ تھی جس سے وہ شبہ والے کھانے پہ ہاتھ مار دیتے تھے۔ تو میں ایسی ساٹھ رگیں رکھتا ہوں۔ صاحبِ طعام یعنی میزبان نے توبہ کی۔

شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی

آپ کا نام شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن عربی الحاتمی، الطائی الاندلسی ہے۔

وحدت الوجود کا نظریہ رکھنے والوں کے پیشوا ہیں۔ علمائے ظاہر نے تو آپ پر بہت تنقید کی ہے۔ مگر کچھ فقہا، علما اور صوفیہ کی تمام جماعت نے آپ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔

شیخ مؤید الدین جندی نے شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے: کہ آپ یکم محرم کو شہر اشبیلیہ جو اندلس میں ہے وہاں گوشہ نشین ہوئے۔ ۹ ماہ تک کچھ نہ کھایا اور یکم شوال عید الفطر کو خلوت گاہ سے باہر آئے۔ آپ کو بشارت ہوئی کہ آپ خاتمِ ولایت مقیدہ محمدیہ ہیں۔ جو ولایت کی چار اقسام میں سے ایک ہے۔

اس مقدمہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت ۵۶۰ھ میں اور وفات ۶۸۸ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر صالحیہ دمشق میں ہے۔ حضرت محققِ رومی نے آپ کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

ترجمہ:۔ ا: ہم دمشق کے عاشقِ سرگشتہ اور سودای ہیں۔
جان دینے والے اور دمشق سے دل لگائے ہوئے اس کے شیدائی ہیں
۲: جبل صالحہ میں جو گوہر چھپا ہے۔
ہم اس کی طلب میں دمشق کے دریا میں غوطہ زن ہیں۔

Marfat.com

خاتم ولایت مطلقہ محمدیہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام ہیں۔اور خاتم مقیدہ محمدیہ شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔وہ بہ مرتبۂ روح ہیں اور یہ بہ مرتبۂ قلب ہیں۔

اکابر مشائخ میں سے کسی نے آپ کے مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے۔جس میں لکھا ہے کہ آپ کی تصنیفات پانچ سو سے زائد ہیں۔اور خود آپ نے بعض اصحاب کی درخواست پر اپنی تصنیفات کی جو فہرست مرتب کی ہے اس میں دوسو بچاس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔جن میں بیشتر تصوف پر ہیں۔اور کچھ دیگر موضوعات پر۔اس رسالہ کے مقدمہ میں آپ نے فرمایا ہے: کہ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد وہ نہیں جو عام مصنفین کا ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا سبب ایک تو یہ تھا کہ مجھے حق سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ سے امر ہوا کہ بہت جلد مجھے جلا دیا جائے گا۔اس لیے میں نے خود کو اس کام مشغول کیا۔اور بعض کتابوں کی تصنیف کا سبب یہ ہے۔کہ مجھے خواب یا مکاشفہ میں حق تعالیٰ نے اس کام پہ مامور کیا۔

تاریخ امام یافعی میں مذکور ہے: کہ آپ کی ملاقات شیخ شہاب الدین سے ہوئی۔اور آپس میں گفتگو کیے بغیر ہی اُٹھ کر چلے گئے۔آپ سے شیخ شہاب الدین کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیسے تھے۔آپ نے فرمایا: یہ شخص اس جماعت کا پیشوا ہے جو سنت سے باہر قدم نہیں رکھتے ۔شیخ شہاب الدین نے آپ کے بارے میں فرمایا: کہ وہ حقائق کا سمندر ہیں۔تصوف میں آپ کی نسبتِ خرقہ ایک واسطے سے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ملتی ہے۔اور آپ کی دوسری نسبتِ خرقہ ایک واسطہ سے خضر علیہ السلام سے ملتی ہے۔

آپ نے یہ معروف خرقہ ابی الحسن علی بن عبداللہ بن جامع کے ہاتھ سے ۶۰۱ھ میں ان کے باغ میں (جو موصل میں ہے) پہنا۔اور ابن جامع نے یہ خرقہ خضر علیہ السلام سے پہنا۔ اور آپ کی دوسری نسبت خضر علیہ السلام سے بغیر واسطہ کے ہے۔

شیخ حسن بلغاری

آپ شیخ شمس الدین رازی کے مرید تھے۔وہ مرید شیخ حسن ثقہ کے وہ مرید شیخ

Marfat.com

ابونجیب سہروردی کے ہیں۔آپ آذربائیجان کے قصبہ نخجوان کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد خواجہ عمر بڑے تاجر تھے۔

شیخ حسن تئیس سال کی عمر میں کفار کے ہاتھوں قپچاق کے صحرا میں پہنچ گئے۔سات سال ان میں رہے۔تیس سال کی عمر میں آپ میں ایک قوی جذبہ بیدار ہوا آپ نے توبہ کی، اور اطرافِ عالم میں سیر کے لیے چل نکلے۔بہت سے اولیاء اور بزرگ مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔نو سال بلغار میں رہے۔تین سال بخارا میں ستائیس سال کرمان میں اور ایک سال مراغہ تبریز میں زندگی گذاری۔

آپ خود فرماتے ہیں: کہ مجھے تیس سال میں یہ جذبہ پیدا ہوا اور میں قطب ہوں بر قلبِ محمد ﷺ۔جذبہ کے بعد تیس سال اور گذرے تو تریسٹھ سال آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے برابر عمر گذارنا چاہتا ہوں۔

آپ کی وفات ۶۹۸ھ میں ہوئی اور آپ کی قبر سرخاب تبریز میں ہے۔

شیخ عمر باغستانی

آپ کا تعلق باغستان سے تھا، جو تاشکند کے پہاڑوں میں ایک جگہ ہے۔آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کی والدہ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔آپ کا سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے عبداللہ بن عمر الخطابؓ سے ملتا ہے۔

آپ قطب الواصلین شیخ مجذوب محبوب شیخ حسن بلغاری کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔جب شیخ حسن، بخارا میں تھے تو شیخ عمران کی خدمت میں گئے۔اور کمال حاصل کیا۔

آپ کے ایک فرزند تھے۔جن کا نام خاوند طہور ہے آپ نے اپنے بیٹے کو فرمایا: طہور! ملا نہ بن صوفی نہ بن یہ نہ بن، وہ نہ بن بس مسلمان بن۔

شیخ خاوند طہور

Marfat.com

آپ شیخ عمر باغستانی کے بڑے بیٹے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔ اپنے والد سے اہلِ ولایت کے درجہ عالیہ پر پہنچے اور بعض مشائخ کی صحبت سے بہت سے فوائد حاصل کیے۔

خواجہ داؤد

آپ شیخ خاوند طہور کے بیٹے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ جب خواجہ محمد پارسا اندرجان کے علاقے سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے مخصوص مریدین میں سے کسی کو شاش شہر میں خواجہ داؤد کی خدمت میں بھیجا کہ وہ سفرِ حجاز کے لیے استخارہ فرمائیں۔ خواجہ داؤد نے خواجہ پارسا کے لیے ایک کلہاڑا بطورِ ہدیہ اور قاصد کے لیے بطورِ انعام ایک اونی لباس دیا۔ خواجہ محمد پارسا نے جب دیکھا تو فرمایا کہ کلہاڑا بھیجنے میں ضرور کوئی حکمت ہے۔ آخر جب آپ مدینہ میں فوت ہوئے تو قبر کھودنے کے لیے کوئی آلہ نہ مل سکا۔ تو اسی کلہاڑے سے قبر کھودی گئی۔ اور اس قاصد کو راستے میں ایسی سردی لگی کہ اگر وہ اونی لباس اس کے پاس نہ ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتا۔

سید عبدالاول نے اپنی ''مسموعات'' میں لکھا ہے کہ ذیقعد کے آخری عشرے میں ۸۸۸ھ میں خواجہ عبیداللہ تاشکند میں شیخ خاوند طہور کے مزار پر تھے۔ پوچھا گیا کہ حضرت شیخ کے انتقال کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا خواجہ داؤد کو انتقال فرمائے ۶۵ سال ہو گئے ہیں۔ جب خواجہ داؤد نے انتقال فرمایا تو وہ ان کے انتقال کے وقت سات سال کے تھے۔ خواجہ داؤد کی عمر ۷۵ سال تھی۔ اگر وہ آج تک زندہ ہوتے تو ۸۸۸ھ میں ان کی عمر ۱۴۷ سال ہوتی۔

شیخ فریدالحق والدین مسعود اجودہنی

آپ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی کے خلیفہ تھے۔ اور خواجہ معین الدین حسن سجزی سے بھی فیض یافتہ تھے۔ شیخ بہاء الدین اور دو یار (لعل شہباز قلندر، جلال الدین سرخ

Marfat.com

بخاری) بھی ساتھ تھے۔آپ فاروقی نسب ہیں۔اورفرخ شاہ کابلی کی اولاد ہیں۔

اپنے احوال کو چھپانے اوراخفاء پسندی کے باعث شہر بشہر گھومتے رہتے تھے۔ آخر کارشہر سے باہراجودہن کے مقام پر کنیر کے درخت کے نیچے ڈیرہ لگایا۔اورذکرِ حق میں مشغول ہو گئے۔اس علاقے کے لوگ بڑے درشت خوظاہر پرست اور درویشوں کے منکر تھے۔آپ وہاں اپنے بیٹوں کوبھی لے آئے۔اور ہمیشہ فقروفاقہ میں زندگی گذارتے رہے۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ نے مجاہدہ کرنا چاہاتو حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں اپنامدعاعرض کیا۔انہوں نے فرمایاطی کرو۔آپ نے تین روز کوئی چیز نہ کھائی۔تیسرے روز کوئی شخص چندروٹیاں آپ کے پاس لایا۔آپ نے اُسے غیب سے آئی ہوئی چیز سمجھ کرقبول کرلیا ۔اوراس سے افطارکیا۔لیکن ان کے دل نے یہ بات قبول نہ کی۔آپ نے یہ ماجرااپنے پیرکی خدمت میں عرض کیا۔انہوں نے فرمایا: تین روز کے بعدآپ نے خماری سے افطارکیا ہے۔ عنایتِ باری کوتیرے معدہ نے جگہ نہیں دی۔اب تین روزاورطی کرواور جوغیب سے ملے اس سے افطارکرو۔آپ نے تین دن پھرروزہ رکھا۔جب افطارکا وقت ہوا تو کوئی طعام نہ پہنچا۔ ضعف کی وجہ سے آپ کے مزاج میں کمزوری واقع ہوئی تو آپ نے ہاتھ زمین پہ مارااور چند سنگریزے اٹھاکرمنہ میں ڈال لیے۔اورقدرتِ الٰہی سے وہ شکربن گئے۔آپ نے خود سے کہا شایدیہ کوئی مکرہے۔اور جو کچھ منہ میں تھاوہ تھوک دیا۔اوردوبارہ عبادت میں مشغول ہوگئے۔مگر جب کمزوری حد سے بڑھ گئی تو پھر چندسنگ ریزے لے کرمنہ میں ڈال لیے۔مگروہ بھی شکربن گئے۔آپ نے وہ بھی منہ سے نکال دیے۔جب تیسری بارایساہواتو آپ نے اسے حق تعالیٰ کی قدرت سمجھتے ہوئے تحقیق کے ساتھ قبول کیا۔صبح اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضرہوکرسارا واقع عرض کیا۔آپ نے فرمایا: کہ خوب کیا ہے۔وہ رزق غیب سے عطاہوا ہے۔اورآپ بھی اس شکرکی طرح میٹھے ہوجاؤ گے۔اس وقت سے آپ کالقب ''گنجِ شکر'' پڑگیا۔

سیرالاولیاء میں منقول ہے: کہ شکرکاایک سوداگرتجارت کے لیے شکرلے جارہاتھا۔

Marfat.com

کہ خواجہ نے اس سے تھوڑی شکر طلب کی اس نے کہا یہ نمک ہے۔ جب اس نے جا کر اپنی بوریاں کھولیں تو ان میں سے نمک برآمد ہوا۔ چنانچہ وہ شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ اور آ کر معافی مانگی۔ جب واپس گیا تو وہ سب شکر تھی۔ اس وجہ سے آپ کا لقب گنجِ شکر مشہور ہوا۔

آپ کا وصال ۵ ماہِ محرم ۶۶۴ھ میں ہوا۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے بہت گہری دوستی تھی۔ کئی سالوں تک آپ اکٹھے رہے۔ بعض کہتے ہیں: کہ آپ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

ایک بار شیخ بہاء الدین کی طرف سے آپ کو ایک رقعہ ملا جس میں تحریر شدہ ایک جملہ شیخ فریدالدین کی مجلس کے موافق نہ تھا۔ وہ جملہ یہ تھا: کہ میرے اور آپ کے مابین عشق بازی ہے۔ اس کے جواب میں شیخ فریدالدین نے معذرت کے ساتھ لکھا کہ میرے اور آپ کے مابین عشق ہے بازی نہیں۔

آپ کا مدفن شہرِ مذکور میں ہے۔ جواب پتن بابا فرید کے نامِ نامی سے معروف ہے۔

مولانا جلال الدین محمد بلخی الرومی

آپ کی ولادت ۶۰۴ھ میں ہوئی۔

آپ ابھی پانچ سال کے تھے کہ روحانی صورتیں، غیبی شکلیں، فرشتے، جن، خواص اہل اللہ اور عزت کی قبا میں مستور (یعنی صاحبانِ عزت) آپ پر ظاہر ہوتے تھے۔

آپ کے والدِ مرحوم حضرت مولانا بہاؤ الدین وُلد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر ملی ہے جس میں لکھا کہ جلال الدین شہر بلخ میں چھ سال کے تھے کہ ایک دن جمعہ کے روز چند اور لڑکوں کے ساتھ چھت پر کھیل رہے تھے۔ ان بچوں میں سے کسی نے دوسرے کو کہا کہ آؤ اس چھت سے اس چھت پر چھلانگ لگائیں۔ جلال الدین نے فرمایا کہ یہ کام کتے، بلی اور دیگر جانوروں کا ہے۔ افسوس کہ آدمی بھی انہیں کاموں میں مشغول ہو جائے۔ اگر آپ کی جان میں قوت ہے تو آؤ آسمان کی طرف اُڑیں۔ اور اچانک ان بچوں کی نظر سے غائب ہو گئے۔ بچوں

Marfat.com

نے شور مچا دیا۔ مگر آپ کچھ دیر کے بعد چہرے کا رنگ بدلا ہوا اور آنکھیں متغیر کیے ہوئے واپس آ گئے۔ اور کہا کہ جس وقت میں آپ سے باتیں کر رہا تھا اس وقت سبز پیراہن کی ایک جماعت مجھے آسمان پہ لے گئی۔ اور عجائبِ ملکوت دکھائے۔ آپ کے شور کی وجہ سے مجھے دوبارہ یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ آپ اُس عمر میں بھی ہر تین چار دن کے بعد افطار کیا کرتے تھے۔

جب آپ اپنے والدِ محترم کے ہمراہ سفرِ مکہ کے دوران نیشاپور پہنچے تو باوجود اس کے کہ آپ چھوٹی عمر کے تھے شیخ عطار نے آپ کی بہت تعظیم کی۔ اور اپنی کتاب اسرار نامہ انہیں تحفے میں دی۔

مولانا فرماتے ہیں: کہ میں یہ جسم نہیں ہوں۔ جو عاشقوں کی نظر میں منظور ہو۔ بلکہ میں وہ ذوق اور خوشی ہوں جو مریدوں کے باطن میں میرے کلام سے اثر پذیر ہو۔ اللہ اللہ جب ایسا وقت پائے یا ایسا مزہ چکھے تو اسے غنیمت جان اور شکر ادا کر۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ کے والدِ محترم سلطان العلماء فوت ہوئے، تو سلطان علاء الدین سلجوقی اپنے تمام اکابر اور اس علاقے کے صدور کے ساتھ وہاں آیا۔ اور مولانا کو ان کے والد کی جگہ پہ بٹھایا۔ مولانا بہاؤ الدین کے ایک مرید تھے جن کا نام برہان ترمذی تھا وہ جوانی میں مرید ہوئے اور اپنی مراد کو پہنچے۔ ہجرت کے وقت وہ غائب تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہ قونیہ آئے۔ ان کے آنے سے ایک سال پہلے بہاؤ الدین ولد رحلت کر چکے تھے۔ سید برہان ترمذی نے مولانا کو علومِ ظاہری میں کامل دیکھ کر فرمایا: اگر چہ آپ بظاہر اپنے والد کے جانشین ہیں مگر ابھی علومِ باطن آپ کو حاصل نہیں ہیں۔ وہ علوم آپ کے والد سے مجھے پہنچے ہیں۔ اگر آپ میرے مرید ہو جائیں تو وہ مجھ سے حاصل کر لیں۔ مولانا اسی وقت برضا و رغبت ان کے مرید ہوئے اور نو سال ان کی خدمت میں رہے۔

سید برہان ترمذی کے فوت ہونے کے پانچ سال بعد آپ حضرت شمس تبریزی سے منسلک ہوئے۔ ان کے بعد حضرت صلاح الدین زرکوب کی خدمت اپنے اوپر لازم کی۔ پھر

Marfat.com

حضرت حسام الدین کی خدمت میں اپنی عمر گذاری۔اور پھر وہ پہنچے، جہاں پہنچے۔
آپ کی تاریخ ولادت ۶۰۴ھ اور وصال ۶۷۲ھ میں ہوا۔

آپ نے فرمایا: آزاد مرد وہ ہے جو کسی کے تکلیف دینے پر رنجیدہ خاطر نہ ہو۔اور جوانمرد وہ ہے جو سزا کے مستحق کو بھی سزا نہ دے۔

کہتے ہیں: مولانا سراج الدین قونیوی اپنے دور کے بزرگ اور اپنے زمانے کے ایک بڑے عالم تھے۔ جو مولانا روم سے خوش نہیں تھے۔ایک دن ان کے سامنے کسی نے کہا کہ مولانا روم کہتے ہیں کہ میں تہتر فرقوں کے ساتھ ایک جیسا ہوں۔انہوں نے اپنے ایک مقرر شخص سے کہا کہ مولانا روم سے ان کی جماعت کے روبرو پوچھنا کہ کیا انہوں نے ایسا کہا ہے۔اگر وہ اقرار کریں تو ان کی بے حرمتی کرنا اور انہیں ذلیل وخوار کرنا وہ شخص آیا اور مولانا سے پوچھا کہ کیا آپ نے ایسا کہا ہے؟

آپ نے فرمایا: کہ ہاں، تو اس نے آپ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔اور کہا کہ آپ کم عقل ہیں۔آپ مسکرائے اور فرمایا کہ میں اس کے ساتھ بھی ہوں جو مجھے یہ کہہ رہا ہے۔وہ شخص شرمندہ ہوا اور اُٹھ کر چلا گیا۔

ایک دنیا دار شخص آپ کے پاس آیا اور اُس نے بار بار حاضر نہ ہو پانے کی معذرت کی۔مولانا نے فرمایا کہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔کہ دوسرے لوگ تیرے آنے پہ خوش ہوتے ہیں۔اور میں تیرے نہ آنے پہ خوش ہوتا ہوں۔

علاؤالدولہ فرماتے ہیں: کہ مجھے مولانا روم کی یہ بات بہت اچھی لگی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے باورچی سے پوچھتے کہ کھانے میں کیا ہے۔اگر وہ کہتا کہ کچھ بھی نہیں ہے تو خوش ہوتے اور کہتے الحمدللہ آج ہمارا گھر بھی پیغمبر ﷺ کے گھر کی طرح ہے۔

ایک دن آپ نے فرمایا: رباب کی آواز میں سے ہم بہشت کے دروازے کھلنے کی آواز سنتے ہیں۔پاس ہی سماع کا منکر بیٹھا تھا۔اس نے کہا ہم بھی سنتے ہیں۔مگر ہم آپ کی طرح

Marfat.com

وجد میں نہیں آتے ۔آپ نے فرمایا حاشا وکلا۔ جو آواز ہم سنتے ہیں وہ دروازہ کھلنے کی ہے۔اور جو آپ سنتے ہو وہ دروازہ بند ہونے کی آواز ہے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک آدمی کسی درویش کی چلہ گاہ میں آیا اور کہا کہ تنہا کیوں بیٹھے ہو۔درویش نے جواب دیا میں اب تنہا ہوا ہوں ۔کہ تم آکر میرے اور حق کے درمیان حائل ہو گئے ہو۔

شیخ مؤیدالدین جندی سے کسی نے پوچھا کہ حضرت شیخ صدرالدین نے مولانا روم کی شان میں کیا بیان کیا ہے۔انہوں نے بتایا: اللہ کی قسم ایک روز وہ اپنے خواص دوستوں میں جیسا کہ شمس الدین ابکی ،فخرالدین عراقی ،شرف الدین موصلی اور شیخ سعید فرغانی وغیرہم کے ساتھ بیٹھے تھے۔کہ مولانا کی سیرت اور عادات کے بارے میں بات چل نکلی ۔تو آپ نے فرمایا کہ بایزید اور جنید اس عہد میں ہوتے تو اس مردِ مردانہ کے حاشیہ بردار ہوتے ۔اور اس پر فخر محسوس کرتے ۔آپ فقرِ محمدی ﷺ کے دستر خوان کے سربراہ ہیں۔ہم ان کی طفیل مزہ لے رہے ہیں۔

مخدوم عثمان مروندی

المعروف لعل شہباز قدس سرہٗ بن سید کبیر الدین بن سید صدرالدین آپ اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ ان چار یاروں میں سے ایک ہیں جو اکٹھے سیاحت کرتے تھے۔آپ ۶۶۲ھ میں ملتان آئے۔سلطان محمد ولد سلطان غیاث الدین دہلی کا بادشاہ ایک مرتاض جوان تھا۔صالح لوگوں سے، شعراء اور اہل اللہ سے اکثر صحبت رکھتا تھا۔اور شیخ بہاؤ الدین زکریا اور شیخ فریدالدین شکر گنج جو سید کے دوستوں میں سے تھے، وہ بھی اس سے تقرب رکھتے تھے۔امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی اس کے ملازم تھے۔انہوں نے آپ کو سکونت پذیر ہونے کی دعوت دی۔مگر آپ نے قبول نہ کیا آپ شاہ بوعلی قلندر سے جا ملے۔انہوں نے فرمایا: کہ ہندوستان میں تین سو قلندر ہیں۔بہتر یہی ہے کہ سندھ تشریف لے جائیں۔آپ ان کے حکم کے تحت سیوستان تشریف لے

Marfat.com

آئے ۔ وہاں آپ نے قیام کرنا چاہا اتفاقاً وہ زمین جہاں اب آپ کا روضۂ اقدس ہے زانی عورتوں کا مسکن تھا۔ مگر آپ کے تشریف لانے سے اُس شب جو بھی ان عورتوں کے پاس آتا وہ بُرا فعل کرنے پہ قادر نہ ہو پاتا۔ صبح جب ان عورتوں کو لعل شہباز قلندر کے آنے کی خبر ملی تو سب نے آکر آپ کے پاس توبہ کی۔

آپ نے ارادہ کیا کہ کچھ زمین لے کر زراعت کی جائے۔ چنانچہ ایک مزدور کو اس کام پہ لگایا کہ وہ زمین کی حد بندی کرے اور خود عصا ہاتھ میں لیے کھڑے ہو گئے۔ زمین کا مالک آیا اور اس نے منع کیا۔ آپ نے اپنا عصا اُسے دے مارا اور وہ اس ضرب سے مر گیا۔ اس کے لواحقین نے بہت احتجاج کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے کتا مارا ہے۔ کسی آدمی کو قتل نہیں کیا۔ جہاں اُسے دفن کیا گیا تھا۔ وہ زمین کھودی گئی تو وہاں سے واقعی کتا برآمد ہوا۔ سب نے جان لیا کہ فقیر صاحبِ مقام ہے۔ چنانچہ سب آپ کے مرید ہوئے اور وہ زمین انہیں دے دی۔

آپ کی وفات ۶۷۳ھ میں ہوئی۔

شیخ صدرالدین قتال

آپ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے فرزندِ رشید اور جانشین ہیں۔ اپنے والد کی طرح صاحب رُشد و ارشاد ہوئے ہیں۔ اٹھارہ سال مریدین کی تکمیل اور راہِ سلوک کے طالبوں کی راہنمائی میں مشغول رہے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جو زمانے میں مشہور ہیں۔

آپ کے ملفوظات پر مبنی کتاب ''کنوز الفواید'' معروف ہے۔

آپ کا وصال ۶۷۸ھ میں ہوا۔

شیخ النجیب الدین علی بن بزغش

آپ اپنے دور کے عظیم آدمی تھے۔ آپ شام سے شیراز آئے، اور وہاں آکر شادی کی۔

ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام ان کے سامنے طعام لائے ہیں۔

Marfat.com

اوران کے ساتھ مل کر کھایا ہے۔ چنانچہ آپ کے ہاں بیٹا ہوا آپ نے اس کا نام علی رکھا۔

جب علی بڑے ہوئے تو طلبِ حق نے زور پکڑا تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ شیخ کبیر کے روضہ سے ایک بزرگ باہر آئے ہیں۔ اوران کے پیچھے چھ پیر اور بھی ہیں۔ پہلے پیر نے آپ کی طرف دیکھا تو مسکرائے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آخری پیر کے ہاتھ میں دیا۔ اور کہا کہ خدا کی طرف سے آپ کو یہ ودیعت ہوا ہے۔ آپ نے وہ خواب اپنے والدِ گرامی سے بیان کیا۔ اس زمانے میں شیخ ابراہیم نام کے ایک مردِ کامل عاقل مجنون تھے۔ ان کے پاس کسی کو بھیجا کہ ان سے خواب کی تعبیر معلوم کریں۔ انہوں نے سن کے فرمایا: یہ خواب علی بن بزغش کا ہے۔ پیر اول شیخِ کبیر ہیں۔ اوران کے پیچھے وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ان سے فیض پایا اور ہوسکتا ہے کہ جن کے حوالے کیا گیا وہ پیر زندہ ہوں۔ اور وہ ان کی تربیت کریں گے۔ آپ نے یہ تعبیر سنی تو حجازِ مقدس کی طرف چل نکلے۔ جب شیخ شہاب الدین سہروردی کے پاس پہنچے تو انہیں پہچان لیا۔ یہ تو وہی ہیں جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ شیخ بھی آپ کے حال سے آگاہ تھے۔ اوران کا خواب انہیں سنایا۔ چنانچہ آپ کئی سال ان کی خدمت میں رہے۔ اور خرقۂ خلافت پایا۔ پھر اپنے شیخ کے حکم سے شیراز لوٹ آئے۔ یہاں آکر شادی کی اور ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی۔ اور طالبانِ راہِ سلوک کی رشد وہدایت میں مشغول ہو گئے۔

آپ ۶۷۸ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ عبداللہ بلیانی

آپ کا لقب اوحدالدین تھا۔ اور شیخ ابوعلی دقاق کی اولاد تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: عبداللہ بن مسعود بن محمد بن علی بن احمد بن عمر بن اسمٰعیل بن ابی علی دقاق۔

ابوعلی کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام اسمٰعیل ہے، اور ایک بیٹی فاطمہ بانو کے نام کی تھی۔ جو شیخ ابوالقاسم قشیری کے نکاح میں آئی۔

حضرت عبداللہ بلیانی کا سلسلۂ خرقہ اس طرح ہے:

Marfat.com

آپ نے اپنے والد ضیاء الدین مسعود جنہیں امام الدین مسعود بھی کہتے ہیں سے خرقہ پایا انہوں نے شیخ اصیل الدین شیرازی سے، انہوں نے شیخ رکن الدین شیرازی سے، انہوں نے شیخ رکن الدین سنجاسی سے، انہوں نے شیخ رکن قطب الدین ابورشید ابہری سے، انہوں نے شیخ جمال الدین عبدالصمد زنجانی سے، اور انہوں نے شیخ نجیب الدین سہروردی سے۔

آپ کا وصال ۶۸۶ھ میں ہوا۔

شیخ یاسین المغربی الحجام

آپ صاحبِ ولایت اور صاحبِ کرامت تھے۔ آپ نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے لیے خود کو حجام بنائے رکھا۔ آپ کے مریدوں اور معتقدین میں امام نووی جیسے لوگ شامل تھے۔

آپ کی وفات ۶۸۷ھ میں ہوئی۔

شیخ ابراہیم الجعری

آپ کی کنیت ابواسحاق تھی۔ آپ کا مذہب وجود کی نفی کر کے کلی طور پر ذاتِ حق میں محو ہونا، اور اپنے پاس کچھ نہ رکھنا، غریبی اور افلاس میں زندگی گذارنا ہے۔

آپ کی وفات ۶۸۷ھ میں ہوئی۔

شیخ شرف الدین مصلح الدین بن عبداللہ سعدی شیرازی

آپ اکابر اور افاضل صوفیہ سے تھے۔ شیخ عبداللہ خفیف کی خانقاہ کے مجاور تھے۔ کئی ملکوں کی سیر کی۔ اور کئی بار پیدل چل کر حج کیے۔ سومنات کے بڑے بت کو توڑا۔ اور بہت سے مشائخ کبار کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ پھر شیخ شہاب الدین سہروردی کی صحبت میں پہنچے اور ان کے ساتھ ایک کشتی میں دریا کا سفر کیا۔

بیت المقدس اور شام کے شہروں میں کافی عرصہ سقای (پانی پلانے کا کام) کرتے رہے۔ لوگوں کو پانی پلاتے پلاتے ایک دن خضر علیہ السلام سے جا ملے۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ ایک بار سادات میں سے کسی نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے آپ کو رنجیدہ کر دیا۔ اس سید نے خواب میں اپنے جدِ بزرگوار حضرت رسالت پناہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض ہوئے۔ آپ صبح بیدار ہوتے ہی شیخ سعدی کی خدمت میں پہنچے۔ اور معذرت کی۔ اوران کی رضا حاصل کی۔

کہتے ہیں: کہ مشائخ میں سے ایک آپ کے منکر تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے در کھلے ہیں۔ اور فرشتے نور کے طبق لیے نازل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے اور کس کے لیے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سعدی شیرازی کے ایک شعر کا صلہ ہے۔ جو بارگاہِ احدیت میں قبول ہو گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

بیت

ترجمہ: سبز درختوں کے پتے ہوش والوں کی نظر میں

ہر پتہ معرفتِ الٰہی کا ایک دفتر ہے۔

وہ عزیز خواب دیکھتے ہی اُسی رات شیخ سعدی کی خانقاہ میں آئے کہ انہیں خوش خبری سنائیں۔ انہوں نے آ کے دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے۔ اور وہ یہی شعر گنگنا رہے ہیں۔

آپ شبِ جمعہ ماہِ شوال ۶۹۱ ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ فخر الدین ابراہیم المشتہر بالعراقی

آپ کتاب لمعات کے مصنف ہیں۔ ہمدان کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔ چھوٹی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کر لیا تھا۔ اور بہت خوش الحان تھے۔ اہلِ ہمدان سب آپ کی آواز کے شیفتہ تھے۔ پھر آپ تحصیلِ علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سترہ سال کی عمر میں خود اپنا مدرسہ بنا لیا۔ قلندروں کی ایک جماعت ہمدان پہنچی۔ ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ آپ اس لڑکے کو دیکھتے ہی اس کے عشق میں گرفتار ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد آپ بھی انہی کے لباس میں ان سے جا ملے اور ہندوستان پہنچ گئے۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی نے آپ کو قلندروں

Marfat.com

کی اس جماعت سے الگ کیا۔اور چلہ کے لیے خلوت میں بٹھا دیا۔ابھی دس روز گذرے تھے کہ آپ پر وجد طاری ہو گیا۔اور آپ کا حال متغیر ہو گیا۔اور آپ نے یہ غزل کہی: جس کا مطلع یہ ہے:

مطلع

ترجمہ:۔ پہلا پیالہ جب جام سے بھرا تو
خوبصورت آنکھوں سے اپنا قیدی کر لیا۔

آپ اس شعر کو بلند آواز سے پڑھتے اور روتے تھے۔اہلِ خانقاہ نے یہ عمل خلافِ طریقہ دیکھا تو برسبیلِ انکار شیخ بہاؤالدین زکریا کی خدمت میں وہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا: آپ لوگوں کے لیے یہ ممنوع ہے مگر اس کے لیے نہیں۔چند دنوں کے بعد شیخ کے مقربین میں سے کسی کا گذر شراب خانے کی طرف ہوا تو اس نے سنا کہ وہ غزل شرابی سازوں کے ساتھ گا رہے ہیں۔اس نے آ کر شیخ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔شیخ نے کہا کہ جو سن کے آئے ہو وہ مجھے سناؤ تو اس نے جب اس غزل کا مقطع پڑھا: مقطع یہ تھا۔

ترجمہ:۔ جب خود ہی راز کو فاش کیا ہے تو عراقی کو کیوں بدنام کرتے ہو۔

تو شیخ بہاؤالدین نے اس آدمی کو فرمایا کہ اس کا کام مکمل ہو گیا ہے۔اور پھر اس کی خلوت میں آئے اور فرمایا: اے عراقی تو شراب خانوں مین مناجات کرتا ہے باہر آ۔آپ آئے اور شیخ کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔شیخ نے ان کا سر زمین سے اُٹھایا اپنا خرقہ پہنایا اور اپنا داماد بنا لیا۔

حضرت بہاؤالدین کی اس بیٹی سے عراقی کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا لقب شیخ کبیرالدین رکھا گیا۔پچیس سال آپ شیخ کی خدمت میں رہے۔شیخ نے اپنی وفات کے وقت انہیں اپنا خلیفہ بنایا۔شیخ کے خدام میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔انہوں نے بادشاہِ وقت سے کہا کہ عراقی خدمت کے لائق نہیں ہے۔وہ شب و روز جوانوں کی صحبت میں رہتا ہے۔عراقی کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ حرمین شریفین کی زیارت کو چل پڑے۔اور وہاں سے واپسی کے

Marfat.com

بعد روم چلے گئے۔ جہاں شیخ صدرالدین قونیوی سے جا ملے۔

امیرِ روم معین الدین پروانہ آپ کے معتقد ہو گئے۔ جب تک وہ زندہ رہا آپ بھی وہاں رہے۔ اس کے بعد آپ مصر چلے گئے۔ مصر کا بادشاہ آپ کا مرید ہوا اور آپ کو مصر کا شیخ الشیوخ مقرر کیا۔ مگر آپ اسی طرح بے تکلف بازاروں میں گھومتے اور وہاں ایک موچی کے بیٹے سے عشق کر بیٹھے۔ اور روزانہ اس کی دکان پر بیٹھ کر اس کا حسن و جمال دیکھتے رہتے۔ اور پھر مصر سے شام چلے گئے۔ مصر کے بادشاہ نے شام کے سربراہ کو لکھا کہ وہ جملہ علماء اور مشائخ کے ساتھ ان کا استقبال کرے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا استقبال کیا۔ وہاں ملک الامراء کے بیٹے سے ملاقات ہوئی تو اس سے محبت ہو گئی۔ اور وہ اپنے باپ کی طرح ان کا حکم بھی بجالاتا۔ آپ کو دمشق میں ابھی چھ ماہ گذرے تھے کہ آپ کے بیٹے کبیر الدین ملتان سے وہاں آ پہنچے۔ اور ایک مدت تک باپ کی خلوت میں ان کے ساتھ رہے۔ اور اپنی وفات کے وقت بیٹے کو اپنے بیٹے کے بارے میں بتایا کہ یہ میرا مرید ہے۔ اور انہیں بہت سی وصیتیں فرما کر اس دنیا سے وداع ہوئے۔

اور یہ رباعی کہی:

رباعی

ترجمہ:۔ جب پہلے اس دنیا میں قرار عطا کیا تو آدم کی مراد کے مطابق نہ دیا۔
اس روز جو قاعدہ اور اقرار طے ہوا اس وعدے سے نہ کسی کو کم دیا نہ زیادہ

آپ کی وفات ۶۸۸ھ میں ہوئی۔

اور آپ کا مزار صالحیہ دمشق میں شیخ محی الدین ابنِ عربی کے قریب ہے۔ اور آپ کے بیٹے کبیر الدین بھی وہیں آپ کے پہلو میں دفن ہیں۔

شیخ عثمان چاؤچی

آپ غازان خان کے عہد میں صاحبِ کمال عالیشان بزرگ تھے۔ اور اسی عہد میں ۶۹۵ھ میں فوت ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کی قبر مشہد میں سیدی اسحاق کے مدفن کے قریب ہے۔

ابو محمد عبداللہ جرجانی مغربی

آپ اکابر صوفیہ اور بزرگ مشائخ میں سے ہیں۔علومِ الٰہی اور معارفِ ربانی کے دروازے آپ پر کھل گئے تھے۔

آپ کا وصال ۶۹۹ھ میں ہوئی۔

آپ سے کہا گیا: کہ جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو آپ کے منہ سے آسمان تک ایک نور ظاہر ہوتا ہے۔اور جب آپ خاموش ہوتے ہیں تو وہ منقطع ہو جاتا ہے۔آپ مسکرائے اور فرمایا: جب وہ نور اوپر سے میرے منہ تک منقطع ہوتا ہے تو میں خاموش ہو جاتا ہوں۔کہ وہ نور امدادِ الٰہی تھا۔

شیخ سعید الدین الفرغانی

آپ اربابِ عرفان میں کامل اور معالمِ ایقان کے واقف تھے۔

آپ کی تصنیفات میں سب سے مشہور کتاب ''مناہج العباد الی المعیاد'' ہے۔آپ نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ مشائخ سے مریدوں کی نسبت تین طریقوں پر ہے۔۱۔خرقہ،۲۔تلقین ذکر،۳۔صحبت، خدمت اور ادب۔

خرقہ دو طرح کا ہے۔۱۔خرقۂ ارادت جو بغیر اپنے پیر و مرشد کے کسی اور سے لینا جائز نہیں ہے،۲۔خرقۂ تبرک۔یہ مختلف مشائخ سے تبرکاً حاصل کرنا روا ہے۔

اپنے خرقۂ ارادت کے بارے میں لکھتے ہیں: کہ انہوں نے شیخ نجیب الدین علی بزغش شیرازی سے خرقہ حاصل کیا ہے۔انہوں نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے انہوں نے اپنے چچا قاضی وجیہ الدین سے انہوں نے اپنے والدِ محترم ابو محمد عمویہ اور اخی فرج زنجانی سے حاصل کیا۔خرقہ پہنانے والا ہر ایک ہاتھ اس میں شریک تھا۔

Marfat.com

آپ نے دوسرا خرقہ ابومحمد احمد اسود دینوری سے پہنا انہوں نے ممشاد دینوری سے انہوں نے ابوالقاسم جنید سے لیکن اخی فرج نے ابوالعباس نہاوندی سے اور انہوں نے عبداللہ خفیف شیرازی سے انہوں نے ابومحمد رویم بغدادی سے اور انہوں نے جنید قدس اللہ اسرارھم سے ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے خرقہ کی نسبت ابوالقاسم جنید سے آگے ثابت نہیں کی ۔ اور حضرت جنید سے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک نسبتِ صحبت بیان کی ہے نہ کہ خرقہ کی ۔

شیخ سعید نے تلقینِ ذکر شیخ نجیب الدین سے حاصل کی، انہوں نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے، انہوں نے اپنے چچا شیخ ابو نجیب سہروردی سے، انہوں نے شیخ احمد غزالی سے، انہوں نے ابوبکر نساج سے، انہوں نے شیخ ابوالقاسم کرہ کانی سے، انہوں نے ابوعثمان مغربی سے ، انہوں نے ابوعلی کاتب سے ، انہوں نے علی رودباری سے اور انہوں نے سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ اسرارھم سے ۔

شیخ جمال الدین نور

شیخ نجیب الدین بیان فرماتے ہیں: کہ ایک دن مجھے کسی نے کہا کہ ایک نوری مسافر اس شہر میں آیا ہے ۔ اس کا نام جمال الدین ہے ۔ اور جذبہ قوی رکھتا ہے ۔ اور جامع مسجد میں ہے ۔ میں ان کے پاس گیا ان کی زیارت کی ۔ عظیم جذبہ رکھتے تھے ۔ اور حالتِ استغراق میں تھے ۔ ان کی دونوں آنکھیں ایسی تھیں کہ گویا خون کے دو پیالے ہوں ۔ میں نے انہیں سلام کیا ۔ انہوں نے جواب دیا ۔ پھر کہا کہ مجھے سفید کو سیاہ کرنے والوں سے کوئی کام نہیں ۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ آپ صوفیوں میں سے ہیں ۔ میں نے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا میں ان پڑھ آدمی ہوں کچھ نہیں جانتا ۔ میرا کام گھوڑے پالنا تھا ۔ ایک دن صبح سویرے میں اپنے گھوڑوں کے سامنے بیٹھا تھا کہ مجھ پر حال وارد ہوا اور جذبہ ظاہر ہوا ۔ میرے سامنے سے حجاب اُٹھا دیا گیا ۔ اور میں بے ہوش ہو کر گھوڑوں کے پاؤں میں لوٹ پوٹ ہوتا رہا ۔ جب مجھے ہوش آیا تو مجھ پر سرِّ توحید ظاہر ہوا ۔

Marfat.com

وہ برابر شطحیات بول رہے تھے۔علماء کی ایک جماعت نے ان پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ اور شیراز کے بادشاہ اتا بک ابوبکر کے پاس لے گئے۔اور اس کے قتل کی اجازت چاہی۔اس نے کہا کہ جب تک شیخ نجیب الدین بزغش اور شیخ معین الدین (دوسرے بزرگ) فتویٰ نہ دیں میں قتل کی اجازت نہیں دوں گا۔

مجھ (شیخ نجیب الدین) سے اور معین الدین سے فتویٰ لینے آئے، ہم نے استفتاء لکھا کہ وہ مجذوب اور مغلوب ہے۔اُسے قتل کرنا جائز نہیں۔اس وجہ سے اُسے رہائی ملی۔

شیخ نجیب الدین کہتے ہیں: کہ ایک روز میں وضو کر رہا تھا تو جمال الدین مجھے بغور دیکھ رہے تھے۔جب میں نے پانی اپنے منہ پہ ڈالا تو کہا میں ناپاکی دور کر رہا ہوں۔انہوں نے فرمایا: کہ کیا اب کوئی ناپاکی باقی نہیں ہے کہ تو کہتا ہے ''ارفع الحدث'' تمہیں کہنا چاہیے ارفع المحدث یعنی تمام تعینات کو خود سے دور کر رہا ہوں۔

شیخ شمس الدین صفی

آپ اکابر مشائخ سے تھے۔عظیم حالات اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔شیخ نجیب الدین نے آپ سے علوم فقہ حاصل کیے۔اور انہوں نے ان سے قرآنِ پاک پڑھا۔جس سفر میں آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے پاس جا رہے تھے اس میں دونوں ہمراہ تھے۔شیخ نے آپ کو رخصت کرتے وقت بیس بیس کلاہ دیے۔جن پر لوگوں کے نام لکھے تھے۔اور فرمایا: یہ ان لوگوں تک پہنچا دیں۔اس کے بعد دعوتِ ارشاد کا کام شروع کریں۔اور لوگوں کو خرقہ پہنائیں۔

شیخ اوحدالدین حامد الکرمانی

آپ شیخ رکن الدین سنجاسی کے مرید تھے۔وہ شیخ قطب الدین ابہری کے اور وہ شیخ ابو نجیب سہروردی کے۔آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔شیخ محی الدین ابنِ عربی کی صحبت میں رہے۔اور شیخ شہاب الدین سہروردی کو بھی دیکھا۔

Marfat.com

آپ شاہدِ پاک باز تھے۔ جب محفلِ سماع میں آپ کو وجد ہوتا تو خوش شکل لڑکوں کے کپڑے پھاڑ دیتے۔ ایک دفعہ آپ بغداد پہنچے تو خلیفۂ وقت نے ان کے بارے میں سنا تو کہا کہ وہ بدعتی اور کافر ہے۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں گے تو میں انہیں قتل کر دوں گا۔ خلیفہ کا بیٹا خوبصورت تھا۔ اسے اپنے ساتھ لے کر خلیفہ دورانِ سماع آپ کو دیکھنے گیا۔ شیخ نے اپنی کرامت سے خلیفہ کے خیال کو بھانپ لیا۔ جب محفل سماع گرم ہوئی تو آپ نے یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

ترجمہ:۔ نوکِ خنجر پہ سر ہو یہ میرے لیے آسان ہے
اور دوست کے قدموں پہ قربان ہونا
تو کافر کو قتل کرنے آیا ہے
تیرے جیسے غازی سے کافر ہونا بہتر ہے

خلیفہ اپنے بیٹے سمیت آپ کے قدموں پہ جا گرا۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔

ابو محمد عیسیٰ

آپ صاحبِ کمال بزرگ تھے۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے مریدوں سے تھے۔

شیخ محمد یمنی

ایک دن شیخ شہاب الدین نے کسی کو فرمایا کہ باہر جاؤ اور جو آدمی ملے اُسے لے آؤ۔ باہر ایک اجنبی مسافر آیا تھا اسے وہ لے آیا۔ آپ نے فرمایا: اے شیخ محمد! نزدیک آؤ۔ آپ سے کسی دوست کی خوشبو آتی ہے۔ اپنے نزدیک بٹھایا اور دسترخوان بچھا کر ان کے ساتھ مل کے چند انار کھائے۔ پھر کچھ توجہات کیں اور جانے کی اجازت دے دی۔ اور ساتھ ہی خرقہ عنایت فرمایا۔

Marfat.com

شیخ ابراہیم مجذوب

آپ عجیب حال کے مالک تھے۔کبھی تو کئی روز تک کوئی چیز نہ کھاتے اور کبھی جب کھانے لگتے تو بے حساب کھاتے۔ایک بار ایک وقت میں سو من کھانا کھا گئے۔شیخ نجیب الدین علی بن بزغش نے آپ کو دیکھا تھا۔

شیخ نورالدین عبدالصمد نطنزی

آپ کے والد کا نام شیخ علی اصفہانی ہے۔آپ شیخ نجیب الدین علی بن بزغش کے مرید ہیں۔شیخ عزالدین محمود کاشی اور شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی دونوں آپ کے مرید ہیں۔

شیخ عزالدین محمود کاشی

صاحبِ ترجمہ عوارف المعارف۔اپنے اجازت نامہ میں انہوں نے اپنے بعض شاگردوں کا ذکر کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں: کہ کتاب عوارف المعارف مَیں نے اپنے مرشد شیخ و مولای نورالدین عبدالصمد بن شیخ علی الاصفہانی اور شیخ العالم ظہیر الدین عبدالرحمٰن بن علی بن بزغش سے روایت کی ہے۔اور دونوں حضرات نے اپنے شیخ امام، عالم، عارف نجیب الدین علی بن بزغش شیرازی سے روایت کی ہے۔اور انہوں نے قطب الاولیاء سید العارفین مصنفِ کتاب سے روایت کی ہے۔

شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی

آپ شیخ نورالدین عبدالصمد نطنزی کے مرید تھے۔اور علومِ ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ کے معاصر تھے۔ان دونوں کے مابین فلسفہ وحدتِ وجود کے حوالے سے اختلافات اور بحثیں ہوتی رہیں۔

شیخ نورالدین عبدالرحمٰن المصری

Marfat.com

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ابتداء میں اپنے علاقے کے ایک شیخ کے مرید تھے۔مگر آپ کا کام مکمل نہ ہوا۔آپ کے شیخ نے فرمایا تھا کہ عجم سے ایک بزرگ آئیں گے اور آپ کا کام مکمل کریں گے۔آپ ان کے انتظار میں تھے کہ شیخ جمال الدین یوسف کورانی آپہنچے۔آپ ان کی صحبت میں کم از کم بیس روز رہے۔اور پھر اپنے مقام پہ جا پہنچے۔شیخ جمال الدین یوسف کورانی نے اجازت نامہ میں آپ کو برادر لکھا۔کیونکہ آپ اس وقت ان سے معمر تھے۔شیخ جمال الدین یوسف کورانی کی نسبتِ طریقت دو حضرات سے ہے۔ایک شیخ نجم الدین محمود اصفہانی اور دوسری شیخ حسام الدین شمشیری سے۔اور یہ دونوں حضرات شیخ نورالدین عبدالصمد نطنزی کے مرید تھے۔

ابواسحاق بن ظریف

آپ شیخ محی الدین ابن عربی کے مشائخ میں سے تھے۔ابنِ عربی نے فتوحات میں لکھا ہے کہ وہ بزرگ ترین مشائخ میں سے ہیں۔اور ان کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ جس کسی نے مجھے پہچانا ہے وہ سب اولیاءاللہ ہیں۔ان سے پوچھا گیا کیسے؟ تو آپ نے فرمایا: ان میں ہر ایک، دو حال سے باہر نہیں ہے۔یا تو میرے بارے میں خبر اور بھلائی کی بات کہتا ہے۔یا اس کے برعکس۔جو لوگ میرے حق میں خیر کی بات کرتے ہیں وہ میری تعریف نہیں کرتے بلکہ وہ خود اس صفت سے موصوف ہیں۔چنانچہ وہ اولیاءاللہ ہیں۔اور جو میرے حق میں برا کہتا ہے وہ صاحبِ فراست اور صاحبِ کشف ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسے مرے دل کے بارے میں مطلع کر دیا۔اس لیے وہ بھی اولیاءاللہ ہیں۔

شیخ نجیب الدین متوکل

آپ شیخ فریدالدین شکر گنج کے بھائی اور خلیفہ ہیں۔نہایت متوکل تھے۔کوئی ذریعہ معاش اور آمدنی کے وسائل نہیں تھے۔اس کے باوجود اس شہر میں ستر سال زندگی گذاری۔آپ

Marfat.com

نہیں جانتے تھے کہ آج کون سا دن ہے اور کون سا مہینہ ہے ۔اور نہ یہ جانتے تھے کہ درہم اور دینار کیا چیز ہے۔

کہتے ہیں: ایک دفعہ عید کے دن کچھ درویش آپ کے گھر جمع ہو گئے ۔لیکن آپ کے گھر کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی ۔آپ چھت پہ گئے اور اللہ سے مناجات کیں ۔اسی وقت ایک بزرگ ظاہر ہوئے اور یہ شعر پڑھا۔

بیت

ترجمہ:۔ میں نے اپنے دل سے کہا کیا خضر علیہ السلام کو دیکھنا چاہتے ہو۔

دل نے کہا اگر وہ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں تو آجائیں۔

پھر اس بزرگ نے آپ کے سامنے کھانا رکھا۔اور کہا کہ عرشِ اعلیٰ پہ آپ کے توکل کا چرچا ہے ۔اور آپ کی توجہ اس پہ ہے ۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ اپنے لیے نہیں اور وہ بزرگ خواجہ خضر تھے ۔شیخ نظام الدین فرماتے ہیں: شیخ فرید الدین گنج شکر نے آپ کو ابدالوں میں شمار کیا ہے۔

آپ کی قبر خواجہ قطب الدین کے مزار کے راستے میں بجے منڈل جو سلطان محمد عادل کی عمارات میں سے ہے، کے سامنے ہے ۔آپ کا گھر اور شیخ نظام الدین کا گھر بھی وہیں پہ ہے

۔

قاضی حمید الدین ناگوری

آپ کا نام محمد بن عطاء ہے ۔آپ خواجہ قطب الدین کے مصاحبین میں سے ہیں ۔ آپ سماع اور وجد کے بڑے شائق تھے ۔علمائے وقت نے اس سلسلے میں آپ کے خلاف ایک دستاویز تیار کی ۔آپ کے بعد اس سلسلے کو شیخ نظام الدین نے جاری رکھا۔

آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ۔جن میں سے ایک ''طوالع الشموس فی اسماء القدوس'' مشہور ہے۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ آپ شریعت وطریقت اور حقیقت کے جامع تھے۔ اور خوش طبعی میں مہارتِ کلی رکھتے تھے۔

آپ کی قبر خواجہ قطب الدین کے قدموں میں ہے۔ آپ نے خود وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر خواجہ کی قبر سے نیچی رکھنا۔ مگر ان کی اولاد نے یہ بات پسند نہ کی۔ اور آپ کے مزار کو خواجہ کے مزار سے بلند تر کر دیا۔

شیخ جمال الدین خطیب ہانسوی

آپ شیخ فرید الدین شکر گنج کے خلیفہ تھے۔ بارہ سال شہر ہانسی میں بڑی محنت سے گذارے۔

شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں: کہ جب حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر نے مجھے خلافت عطا کی تو مولانا جمال الدین میرے لیے کھڑے نہ ہوئے۔ جب کہ اس سے پہلے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ عمل ان کے مزاج کے موافق نہیں ہے۔ انہوں نے میرے اس خیال کو اپنی کرامت سے جان لیا۔ اور فرمایا: کہ ایسا نہیں ہے جو آپ سوچ رہے ہیں۔ دراصل جب دوئی ختم ہو جائے تو تکلفات باقی نہیں رہتے۔

شیخ برہان الدین

آپ شیخ جمال الدین قطب خطیب ہانسوی کے مشہور بیٹے ہیں۔

شیخ شہاب الدین خطیب ہانسوی

شیخ نظام الدین اولیاء نے فرمایا: کہ آپ کسی کے عزیز تھے۔ ہر شب سورۃ بقر پڑھ کر سوتے تھے۔ ایک رات جب آپ سورۂ بقر پڑھ رہے تھے تو گھر کے ایک کونے سے آواز آئی۔

بیت

ترجمہ:۔ اگر تو ہمارا راز جانتا ہے تو ٹھیک ورنہ ہم سے دور رہو

Marfat.com

ہم تجھے دوست سمجھتے ہیں مگر تو ہمارے سرّ (راز) سے ناواقف ہے۔

سب اہلِ خانہ سوئے ہوئے تھے یہ حیران ہوئے کہ آواز کہاں سے آئی۔ مگر دوبارہ پھر یہی آواز آئی۔

کہتے ہیں: کہ ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے خداوندِ کریم! میں نے تیرے ساتھ بہت سے عہد نبھائے اور امید رکھتا ہوں کہ تو بھی میرے ساتھ یہ عہد نبھائے گا کہ جس وقت میرا انتقال ہو تو کوئی میرے ساتھ نہ ہو۔ نہ ملک الموت نہ فرشتہ۔ بس یہی ہو کہ میں ہوں اور تُو۔ آخر ایسے ہی دنیا سے گئے جیسا چاہتے تھے۔

شیخ قطب الدین ہانسوی

آپ ان عالی مقام مشائخ سے ہیں جو بہت نامور ہوئے۔

آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والوں میں شیخ نظام الدین ہانسوی، شیخ نور دولت مغل کش، شیخ علم الدین حاجی اور سید تاج الدین شیر سوار مارتازیانہ (سانپ کا کوڑا) رکھنے والے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

شیخ صلاح الدین زرکوب

آپ کا نام فریدون قونیوی تھا۔ شروع حال میں آپ سید برہان الدین محقق ترمذی کے مرید تھے۔ ایک روز مولانا روم زرکوبوں کے محلے سے گذر رہے تھے۔ کہ ان کی آواز کی ضرب سے مولانا پہ وجد طاری ہو گیا۔ اور آپ رقص کرنے لگے۔ شیخ صلاح الدین زرکوب کو الہام ہوا اور آپ چھلانگ لگا کر دکان سے باہر آئے اور مولانا کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔ مولانا کے خدمت گاروں نے آپ کو اوپر اُٹھایا۔ اور مولانا نے آپ پر بہت نوازشات کیں۔ نمازِ ظہر سے لے کر نمازِ عصر تک مولانا سماع میں رہے۔ اور یہ شعر ارشاد فرمایا:

بیت

Marfat.com

ترجمہ:۔ ایک خزانہ زرکوب کی اس دکان سے ظاہر ہوا

کیا صورت ہے، کیا سیرت ہے، اور کیا خوبی ہے، واہ، واہ

شیخ صلاح الدین نے اپنی دکان راہِ حق میں خیرات کر دی، اور خود مولانا کی صحبت میں چلے گئے۔ مولانا جیسی محبت شیخ شمس الدین سے کرتے تھے، ویسی محبت یہ ان سے کرنے لگے۔ اور شیخ صلاح الدین دس سال مولانا سے انس و محبت کے ساتھ ان کی صحبت میں رہے۔ ایک دن مولانا سے کسی نے سوال کیا کہ عارف کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو تیرے دل کی بات بتائے اور تو خاموش رہے۔ اور ایسا مرد صلاح الدین ہے۔

مولانا روم کے بیٹے سلطان وُلد جب جوان ہوئے تو شیخ صلاح الدین کی بیٹی کا نکاح ان سے ہوا۔ چلپی عارف اُسی خاتون کے گھر پیدا ہوئے۔

شیخ صلاح الدین قونیہ میں مولانا بہاؤ الدین وُلد کے قریب مدفون ہیں۔

شیخ حسام الدین بن حسن بن محمد بن الحسن بن اخی ترک

جب شیخ صلاح الدین کا وصال ہوا تو مولانا نے ان کی خلافت چلپی حسام الدین کو منتقل کر دی۔ اور ان سے اسی محبت کی بنیاد ڈالی جو شیخ صلاح الدین سے تھی۔ مثنوی معنوی کے لکھنے کا سبب چلپی حسام الدین ہی ہے۔ مولانا نے مثنوی کے پہلے اٹھارہ اشعار پہ مشتمل ایک کاغذ اپنی دستار سے نکال کر حسام الدین کو دیے۔ جس میں: ''بشنو از نی'' سے لے کر ''پس سخن کوتاہ باید والسلام'' تک اٹھارہ اشعار درج تھے۔ مثنوی میں زیادہ تر آپ کو ہی مخاطب کیا گیا ہے۔ اکثر رات سے لے کر فجر تک مولانا شعر کہتے اور حسام الدین لکھتے جاتے تھے۔

ایک روز چلپی حسام الدین نے کہا: کہ جب لوگ مثنوی معنوی پڑھتے ہیں تو حاضرین اس کے نور میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ غیب کی ایک جماعت ہاتھوں میں تلواریں لیے لوگوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے وہاں حاضر ہوتی۔ اور حاضرین میں جو لوگ اخلاص اور توجہ سے نہیں سن رہے ہوتے ان کے ایمان کی جڑ اور دین کی شاخیں کاٹ دیتے ہیں۔ اورا

Marfat.com

نہیں کھینچ کر جہنم میں لے جاتے ہیں۔مولانا نے فرمایا: آپ نے جو دیکھا ہے ایسا ہی ہے۔

مثنوی

ترجمہ:۔ ان حرفوں کے دشمن جو تم نے دیکھے وہ سرنگوں ہو کر جہنم میں ہی جائیں گے۔اے حسام الدین تم نے جو منظر دیکھا ہے ان کے افعال کا حق تعالیٰ ایسا ہی بدلہ دیتا ہے۔

سید برہان محقق ترمذی حسنی

آپ بہاؤ الدین وُلد کے مریدوں سے ہیں۔خراسان اور ترمذ میں آپ سرداروں کے سید مشہور تھے۔صلاح الدین زرکوب آپ کے مرید تھے۔اور مولانا روم کی ابتدائی تربیت آپ نے کی۔آپ نے فرمایا کہ: میں نے اپنا حال صلاح الدین کو اور قال مولانا روم کو بخشا ہے۔

سید برہان الدین، مولانا کی زندگی میں فوت ہو گئے۔اور آپ کا مزار دارالفتح قیصریہ میں ہے۔

کہتے ہیں: جب شیخ شہاب الدین روم پہنچے تو سید برہان الدین ملنے گئے۔دیکھا کہ آپ خاک پہ بیٹھے تھے۔اور اپنی جگہ سے نہ ہلے۔شیخ نے دور سے تعظیم کی اور بیٹھ گئے۔کوئی گفتگو نہ ہوئی۔مریدوں نے پوچھا کہ خاموشی کی وجہ کیا تھی۔آپ نے فرمایا: اہلِ حال کے سامنے زبانِ حال سے ہی بات کرنی چاہیے نہ کہ قال کی زبان سے۔پھر کسی نے پوچھا کہ آپ نے سید برہان الدین کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا: کہ وہ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریائے معانی ہے۔جس میں حقائق محمدی ﷺ کے موتی موجزن ہیں۔اور وہ بے حد ظاہر بھی ہے۔اور بہت زیادہ پوشیدہ بھی۔

شیخ صدرالدین محمد

آپ کے والد کا نام اسحٰق قونیوی ہے۔آپ کی کنیت ابوالمعالی ہے۔آپ شیخ مؤیدالدین جندی، مولانا شمس الدین ابکی، شیخ فخرالدین عراقی، شیخ سعیدالدین فرغانی اور شیخ

Marfat.com

سعدالدین حموی کے صحبت یافتہ تھے۔

شیخ علی کردی

آپ باہوش مجنون تھے۔تمام اہلِ دمشق آپ کے مرید اور معتقد تھے۔اوران پر ایسے حکم کرتے تھے جیسے کوئی بادشاہ اپنی رعایا پر۔

شیخ شہاب الدین سہروردی جب دمشق میں تھے،تو انہوں نے شیخ علی کردی سے ملنے کا ارادہ کیا۔تو کسی نے کہا کہ وہ بے نماز ہیں۔اوراپنا ستر نہیں ڈھانپتے۔آپ نے فرمایا: وہ جیسے بھی ہیں ہم نے انہیں دیکھنا ہے۔اوران کی خدمت میں جانا ہے۔پس جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے شیخ کو دیکھتے ہی جوتھوڑا بہت پردہ تھا وہ بھی ہٹا دیا۔شیخ شہاب الدین نے فرمایا: آپ کا یہ عمل ہمیں آپ کے پاس آنے سے نہیں روک سکتا۔ہم آج آپ کے مہمان ہیں۔اور سلام کر کے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔اچانک دو افراد بہت سا کھانا اُٹھائے ہوئے آ گئے۔شیخ علی کردی نے اشارہ کیا کہ شیخ شہاب الدین کے سامنے یہ کھانا رکھ دو کہ وہ ہمارے مہمان ہیں۔اور شیخ سے کہا بسم اللہ کریں۔یہ آپ کی ضیافت ہے۔آپ کھائیں شیخ شہاب الدین نے وہ کھانا کھایا۔اور پھر بڑے اعتقاد اور نیاز مندی کے ساتھ وہاں سے رخصت ہوئے۔

شیخ جمال الدین عین الزمان گیلی

آپ شیخ نجم الدین کے خلیفہ اور کامل دانشمند تھے۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ نے شیخ نجم الدین کی خدمت میں جا کر عرفان وسلوک حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو کچھ علمی کتابوں کا انتخاب کیا جنہیں اپنے مونس کے طور پر ساتھ اُٹھالیا ۔جب خوارزم کے نزدیک پہنچے تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ شیخ نے آپ سے فرمایا: اے گیلیک! یہ بوجھ پھینک کے آگے آئیں۔جب بیدار ہوئے تو سمجھ میں نہ آیا کہ کس بوجھ کو پھینکنے کا حکم ہوا ہے۔دوسری رات پھر خواب میں یہ حکم ہوا۔پھر تیسری رات جب خواب میں یہ حکم ہوا تو

Marfat.com

آپ نے پوچھا کہ کونسا بوجھ، جواب ملا ان کتابوں کا بوجھ جو جمع کر کے ساتھ لا رہے ہو۔ صبح بیدار ہوئے وہ تمام کتابیں آپ نے جیحون میں پھینک دیں۔ جب شیخ نجم الدین کرد کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: کہ اگر آپ اس مجموعۂ کتب کے بوجھ کو پھینک کر نہ آتے تو آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

پھر آپ کو شیخ نے خرقہ پہنایا اور چلّے میں بٹھا دیا۔ اور چلّے کے مکمل ہونے پر آپ کو عین الزمان کا لقب دیا۔ اور آپ کو قزوین کے لیے نامزد فرمایا۔

کہتے ہیں: کہ قزوین کے سادات میں سے ایک سید نے شیراز جانے کا ارادہ کیا۔ اور شیخ جمال الدین سے کہا کہ شیراز کا بادشاہ آپ کا ارادت مند ہے۔ اس کے لیے مجھے کوئی سفارشی رقعہ لکھ کر دیں۔

شیخ جمال الدین نے کاغذ کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور اس پہ لکھا ''شہد اور سونف'' اور وہ رقعہ انہیں دے دیا۔ جب وہ سید شیراز پہنچے تو بادشاہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ پتہ چلا کہ بادشاہ کے پیٹ میں درد ہے۔ اور وہ حمام میں ہے۔ وہ حمام پہ چلے گئے۔ دیکھا کہ بادشاہ پیٹ درد کی وجہ سے سخت تشویش میں ہے۔ آپ نے سلام کیا، بادشاہ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو، آپ نے بتایا قزوین سے۔ بادشاہ نے اپنے شیخ کے احوال دریافت کیے۔ سید نے وہ کاغذ بادشاہ کو دیا۔ اس نے کھول کے دیکھا اس میں لکھا تھا ''شہد اور سونف''۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے شیخ نے نورِ فراست و کرامت سے میرا علاج لکھ بھیجا ہے۔ دونوں چیزیں منگوا کر کھائیں تو اسی وقت شفا ہوگئی۔ بادشاہ نے اس سید کی بہت خدمت کی۔

شاہ جمیل گرناری

آپ کا نام عبدالہادی تھا۔ آپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ اپنی پُر خلوص التماس کی بنا پر سلطان شاہ عالم عرف پیر پھتہ دیولی کے قریب خاص قبرستان میں مدفون ہیں۔ آپ کی چلہ گاہ کرنال کے علاقے میں شہر سورت میں موجود ہے۔

Marfat.com

جو مرجع خلائق اور خاص و عام کی حاجات پوری ہونے کا مقام ہے۔ پہاڑ کی بلندی پر آپ کی باصفا جگہ ہے۔ جہاں پہ جو بھی اپنی حاجت کے لیے چلہ کشی کرے وہ غیب کا مہمان ہوتا ہے۔ اور اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ آپ کے چار کامل خلیفہ تھے۔

ا:۔شاہ وجیہ الدین، ۲:۔شیخ ذکری، ۳:۔شیخ میمون، ۴:۔شیخ کریہ قتال۔

شاہ وجیہ الدین

آپ کے والد کا نام سید فتح شاہ تھا۔ آپ امام محمد تقی علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

آپ کا مزار شیخ جمیل کے مزار کے احاطہ میں پائینتی کی جانب ہے۔ جو ایک حضور و صفائے قلب کے لیے معروف جگہ ہے۔

آپ کے چار فرزند تھے۔

ا۔شاہ حسن:۔ بھنبور کے پہاڑ پر آپ آسودۂ خاک ہیں۔ آپ کی اولاد باقی ہے۔

۲۔شاہ کھوریہ:۔ جھول میں مزار ہے۔ اولاد کا ایک بڑا گاؤں ہے۔

۳۔شاہ آری:۔ شیخ جمیل کی درگاہ کی پشت کی طرف شمال میں آپ کا مزار ہے۔ کہتے ہیں: کہ آپ اپنے پیر کی مسواک اور کنگھی اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب ان کے پیر کا وصال ہوا، تو آپ نے خود کو زندہ ہی قبر میں ڈال لیا۔ مسواک جو پیلو کے درخت کی تھی وہ قبر کے سرہانے ایک درخت بن گیا، جو آج بھی بطورِ یادگار موجود ہے۔

۴۔لال شاہ چتو:۔ بچپن میں آپ نے خود کو پانی میں چھپا لیا۔ آپ کے مزارات متعدد جگہوں پر ہیں۔ جہاں جہاں آپ نے پانی میں سے سر باہر نکالا، وہاں وہاں آپ کے مزارات بنا دیے گئے۔

شیخ میمون

شیخ جمیل گرناری کے مرید و خلیفہ تھے۔ موضع دندی میں آپ کا مدفن مشہور ہے۔ اور

Marfat.com

مریدوں کی ایک جماعت آپ کے مزار پہ خدمت کے لیے مامور ہے۔

شیخ پالہ لونکہ

شیخ جمیل شاہ گرناری جب قریب المرگ تھے تو آپ نے وصیت کی کہ دو آدمی ایک ایسے بچے کو لے کر حاضر ہوں گے جس کی چھ انگلیاں ہوں گی۔ وہ میرا جانشین ہے۔ پالہ لونکہ سے مراد وہی بچہ ہے۔

آپ کا مدفن شہر ٹھٹھہ کے مشرق میں دریا کے کنارے پر تھا۔ شیخ جمیل کے سجادہ نشین خود کو اس بچے سے نسبت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بچہ شیخ کا بیٹا تھے۔

شیخ عمادالدین

آپ کا نام اسمٰعیل بن شیخ صدرالدین بن شیخ بہاءالدین ملتانی ہے۔ آپ کامل اولیاء اور اکمل اتقیاء میں سے تھے۔ ملتان میں فوت ہوئے۔

سید جلال سرخ بخاری

آپ کے والد کا نام سید ابوالمؤید علی ہے۔ آپ حضرت جعفر ثانی بن امام ہمام علی النقیؑ کی اولاد سے ہیں۔ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے دوستوں میں سے تھے۔

آپ کے دو بیٹے بہت اچھی قسمت والے تھے۔ ۱۔ سید علی، ۲۔ سید جعفر یہ ملتان سے بھکر چلے گئے۔ اور سید بدرالدین ولد سید محمد مکی کی دو بیٹیوں سے شادی کی اور دو نامدار بیٹے یادگار چھوڑے۔ ۱۔ سید محمد غوث، ۲۔ سید احمد کبیر۔

اہلِ فساد کو کمال رشد و ہدایت کی اور اصلاح معاش اور حسنِ معاد کے مطابق زندگی گذاری اور اوچ میں فوت ہوئے۔

آپ کی اولاد علاقہ سندھ اور گجرات وغیرہ میں کافی ہے۔ جن میں بہت سے برگزیدہ بزرگ اور اولیاء ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

Marfat.com

سلسلہ عالیہ بخاریہ شاھیہ معروف بہ جلالی

طریقہ بخاریہ قطب العالم سید جلال بخاری سے منسوب ہے۔اور یہ ظاہری و باطنی طور پر رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے متصف ہوتے ہیں۔اور سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ان کا اکثر ذکر لا الہ الا اللہ اور یا حی یا قیوم ہے۔

سندِ طریقت:

آپ کی نسبت سید محمود سے، ان کی سید احمد سے، ان کی سید عبداللہ سے، ان کی سید امام علی نقی سے، ان کی امام سید جعفر سے، ان کی امام سید علی سے، ان کی امام سید جواد سے، تا امام جعفر صادق علیہ السلام اوران سے ایک امام سے دوسرے امام سے ملتی ہوئی حضرت شاہِ ولایت علیہم السلام سے ملتی ہے۔

سید محمد مکی

آپ سلطان العارفین سید محمد شجاع نقوی کے بیٹے ہیں۔اور مشہد رضوی میں سکونت رکھتے تھے۔سید محمد شجاع سفرِ حجاز میں شیخ شہاب الدین سہروردی کی زیارت کے لیے ان کے پاس گئے۔اوران کے مرید اور داماد ہوئے۔سید محمد مکی اپنے شیخ کی بیٹی سے پیدا ہوئے۔جب سید واپس لوٹے تو مشہد مقدس میں ایک عرصے کے بعد وصال فرمایا۔اور روضۂ بہشت نظیر حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام میں دفن ہوئے۔

سید محمد مکی اپنی قسمت کی قیادت میں بہکر تشریف لے آئے۔اور ایک دنیا کو راہِ ہدایت پر لائے۔یہیں پہ ہمیشہ کے لیے سکونت پذیر ہوئے۔اور یہیں پہ وصال فرمایا۔اور قلعہ ارک کے اندر دفن ہوئے۔

بہکر کے سادات اکثر اسی بزرگ کی اولاد ہیں۔آپ کے بیٹے سید بدرالدین اوران کے بیٹے سید خطیب صدرالدین بڑے اولیاء ادر مشہور اہلِ صفا گذرے ہیں۔آپ کی اولاد میں

Marfat.com

ولایت اور بزرگی تا حال باقی ہے۔

شیخ کامل شیخ نوح بہکری

آپ سندھ کے بزرگ اولیاء میں سے ہیں۔اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے کامل مریدوں میں سے ہیں۔شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی جب اپنے پیرومرشد کی خدمت سے رخصت ہوئے تو شیخ نے فرمایا: کہ بہکر جا کر شیخ نوح کی زیارت کرنا۔لیکن آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ دنیا فانی سے رخصت ہو گئے۔

حاجی منگہ (منگھو پیر)

یہ ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہیں۔صاحبِ ولایت، سندھ کے لوگوں میں سے ہیں۔کراچی میں ایک معروف پہاڑ کے قریب اس جگہ پر آپ کا مزار ہے جہاں مدت دراز تک آپ گوشہ نشین رہے۔

مخدوم عثمان عرف لعل شہباز قلندر نے آپ کی زیارت کی۔کندری نام کی گرم پانی کی نہر جو اس پہاڑ سے آپ کی کرامت سے جاری ہے۔وہ آپ کی یادگار ہے۔خود منگھو پیر کی قبر کے نیچے گرم پانی کا چشمہ رواں ہے۔جس میں بے شمار مگر مچھ درگاہ کے مجاور ہیں۔اور یہ عجائبات سے ہے۔

اس چشمے کا پانی حمام کی طرح گرم اور اکثر بیماریوں کے لیے شفا ہے۔عجیب بات یہ ہے کہ شیخ کے مزار کے نزدیک اس پانی پر ایک پتھر پڑا ہے جو پُل کا کام دیتا ہے۔اگر اس پر گرم پانی گرا کر کسی برتن میں جمع کریں وہ وہ سرد ہو جاتا ہے۔اور بہت زیادہ نمکین۔

زائرین اور اہلِ حاجات درگاہ پر قربانی کرتے ہیں۔اور اس کا گوشت مگر مچھوں کے آگے ڈالتے ہیں۔ان مگر مچھوں میں ایک بڑا مگر مچھ جو سب کا سردار ہے۔اس کا لقب نخ ہے۔ اگر وہ گوشت کھالے تو یہ بشارت ہے۔کہ حاجت پوری ہو گی۔ورنہ ناکام رہے گا۔

Marfat.com

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر

آپ اصل عراقی تھے۔ پانی پت میں نشوونما پائی۔ حضرت شمس تبریز اور مولانا روم کے صحبت یافتہ تھے۔

آپ کے ملفوظات میں ہے: کہ ابتداء میں آپ دہلی میں مطالعہ میں مشغول رہے۔ اور تقریباً بیس سال ریاضت اور مجاہدہ کیا۔ طریقت اور حقیقت کا علم حاصل کیا۔ پھر بیس سال مزید عبادت میں گذارے۔ اور جذبۂ الٰہی سے مجذوب ہو گئے۔ شہر اور بازار میں گھومتے رہتے تھے۔ نہ کوئی بات کرتے تھے۔ اور نہ کسی کی طرف دیکھتے تھے۔ اگر اتفاقاً گوشۂ چشم سے کسی کی طرف نظر کرتے تو وہ خاکستر ہو جاتا۔

آپ کے ملفوظات میں ہے کہ: حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سنتیں بخش دی ہیں۔ چالیس سال بغیر سنت کے فرائض ادا کیے۔ پھر حق تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: کہ چونکہ میرے حبیب ﷺ نے تمہیں اپنی سنتیں بخشی ہیں میں نے تمہیں فرض بخش دیے ہیں۔

ایک دفعہ سلطان محمد تغلق نے آپ کو یہ رباعی لکھ بھیجی۔

رباعی

ترجمہ:۔ مرد اور عورت کی صورت کو کس نے درست کیا ہے
جان وتن کے ظلم کو کون توڑتا ہے۔
کوئی نہیں جو قضا کے استاد سے پوچھے
کہ تو کس لیے بناتا ہے اور کس لیے توڑتا ہے۔

آپ نے فی البدیہہ جواب دیا۔

رباعی

ترجمہ:۔ لازم ہے کہ امیر قضا میں دم نہ مارے
یہ جو تم نے کہا ہے یہ نہ مرد کی بات ہے نہ عورت کی

Marfat.com

پھول کو کیا مجال ہے کہ گلال سے کہے
کہ یہ کس لیے بنایا ہے اور کیوں توڑتا ہے۔

آپ نے یہ ایک خط سلطان علاؤالدین خلجی کو لکھا۔

علاؤالدین خلجی دہلی کا بادشاہ آگاہ ہوا کہ آپ کے ایک خواجہ سرا نے اللہ کے ایک فقیر کو تمانچا مارا ہے۔ جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش لرز گیا ہے۔ اگر تو اسے سزا دے تو بہتر۔ ورنہ دہلی کی بادشاہت کسی اور کے سپرد کر دیں گے۔

مبارک خان

مبارک خان اس جوان کا نام جو بوعلی قلندر کا مرید اور محبوب تھا۔ آپ کی قبر بوعلی قلندر کے قریب ہے۔

شیخ ریحان جنگلی

آپ کا اصل نام چنیسر ہے۔ شیخ زکریا ملتانی آپ سے ملنے آئے۔ اور بڑا ادب کیا۔ آپ کا مسکن موضع رکن پور میں تھا۔ مخدوم لعل شہباز قلندر بھی آپ سے ملنے آئے۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ شیخ محمد قطب، ۲۔ شیخ دودہ شہید۔ دونوں بھائی سندھ کے عظیم مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ مخدوم لعل شہباز قلندر شیخ دودہ کی فاتحہ کے لیے پہنچے تھے۔

شیخ ابوالعباس مرسی

آپ شیخ ابوالحسن شاذلی کے شاگرد ہیں۔

آپ نے فرمایا: کہ میں نے مدینہ سے حضرت امیر المومنین امیر حمزہؓ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ راستے میں ایک اور شخص میرا ہم سفر ہو گیا۔ امیر حمزہؓ کے قبۂ مزار کا دروازہ بند تھا۔ جو میرے ہمراہی کی روحانیت کی برکت سے کھل گیا۔ میں نے دیکھا کہ روضہ کے نزدیک ایک آدمی دعا کر رہا ہے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا یہ ابدال ہے اور یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

Marfat.com

اس نے ایک دینار مانگا اور میں نے دین و دنیا کی بلاؤں اور آخرت کے عذاب سے نجات مانگی۔ جب ہم واپس مدینہ کے نزدیک پہنچے تو ایک شخص نے میرے ہمراہی کو ایک دینار دیا۔ شیخ ابوالحسن کی نظر مجھ پر پڑی اور میرے ہم سفر کو کہا اے خسیس آدمی! اس وقت ہمت کر کے جو بھی مانگتے وہ مل جاتا۔ کیوں نہ ابوالعباس کی طرح تم نے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگی۔ اسے دونوں عطا ہوئے ہیں۔ اور یہ مرتبۂ قطبیت پہ فائز ہو گیا ہے۔

سید احمد کبیر

آپ سید جلال سرخ بخاری کے بیٹے ہیں۔ اور مخدوم جلال جہانیاں جہاں گشت کے والد ہیں۔ جن کا مزار اوچ میں ہے۔

آپ گھومتے پھرتے تلاشِ حق میں گجرات (ہند) آ گئے۔ اور مشہورِ زمانہ بزرگوں کے ساتھ زندگی گذاری۔ گجرات کے باہر آپ کا روضۂ منورہ اہل اللہ کے لیے زیارت گاہ ہے۔

کہتے ہیں: مخدوم جہانیاں کی ظاہری و باطنی اوّل تربیت آپ نے کی۔

امراۃِ مصریہ

امام یافعی نے اپنی تاریخ میں ایک شیخ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت مصر کے نواح میں تیس سال ایک پاؤں پہ کھڑی رہی۔ سردی گرمی میں وہاں سے کہیں نہیں گئی۔ اور ان تیس سالوں میں نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔

امراۃ مصریہ اُخری

امام یافعی نے اپنی کتاب روض الریاحین میں لکھا ہے کہ اس گروہ کے ایک بزرگ نے کہا کہ مصر کے نواح میں مَیں نے ایک عورت دیکھی جو تیس سال حیران و پریشان کھڑی تھی۔ سردیوں، گرمیوں میں نہ رات کو بیٹھی نہ دن کو۔ نہ سورج کی گرمی میں اور نہ بارش میں اس نے پناہ ڈھونڈی۔ سانپ اور دیگر کئی خونخار جانور اس کے اردگرد گھومتے تھے۔

Marfat.com

شاہ گردیز

آپ گردیز کے سادات میں سے تھے۔ملتان تشریف لے آئے۔آپ اپنے دور کے نامدار مشائخ میں سے تھے۔شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کے معاصر تھے۔ملتان میں فوت ہوئے۔ اور وہیں پہ آسودۂ خاک ہیں۔

کہتے ہیں: کہ مدت دراز تک آپ قبر سے ہاتھ باہر نکال کے مریدین سے ہاتھ ملاتے تھے۔اب بھی آپ کی قبر میں وہ جگہ موجود ہے جہاں سے مریدوں کے لیے ہاتھ باہر نکالتے تھے۔

شیخ ابی احمد اندلسی

شیخ ابی العباس حرار کہتے ہیں: کہ میں اپنے مریدین کی جماعت کے ساتھ ان کی زیارت کو گیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم آپ کے اردگرد جمع ہے۔ان میں اندازاً پندرہ سال کی عمر کے چارسو جوان اربابِ کشف تھے۔

شیخ ابی العباس الحرار

آپ اپنے وقت کے نامور مشائخ سے تھے۔عظیم کرامات اور رشد و ہدایت والے بزرگ تھے۔

شیخ ابی العباس مرینی

آپ شیخ ابوالعباس حرار کے ہم عصر تھے۔اورانہیں دیکھا تھا۔

شیخ صفی الدین ابن المنصور

شیخ ابوالعباس حرار کے شاگرد تھے۔ ملک اشرف کے وزیرزادہ تھے۔آپ نے دمشق میں شیخ علی کردی کو دیکھا۔آپ کا ایک رسالہ ہے جس میں آپ نے لکھا ہے: کہ شیخ شہاب الدین،

Marfat.com

شیخ علی کردی سے ملنے گئے۔اور وہ تمام قصہ شیخ علی کردی کے احوال میں مرقوم ہے۔

شیخ ہمن مزین

آپ حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کی خدمت میں بڑے ادب واحترام سے اور ارادت سے رہے۔اور مشائخ کے محاسن سے متصف ہوکر اہلِ سلوک کے زمرے میں داخل ہوئے۔آپ کا خاندان صاحبِ کرامات ہوگیا۔آپ کے بیٹے شیخ نعمت اللہ اور آپ کے پوتے شیخ جیہ معروف ہیں۔

شیخ جیہ

آپ کے والد کا نام شیخ نعمت اللہ بن ہمن مزین ہے۔آخری ایام میں شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا ملتانی ٹھٹھہ آئے۔تو آپ نے ان کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لی۔ادھر ابنِ الکہ کے مریدوں نے مشورہ کیا کہ پیر سے ملنے کے لیے ملتان جانا خاصا دشوار ہے۔اگر شیخ یہاں فوت ہو اور یہیں پہ دفن ہو تو ہمیں زیارت کا شرف آسانی سے حاصل ہوسکتا ہے۔اور یہ کام انجام دینے کے لیے رات کا ایک وقت مقرر کیا۔شیخ جیہ ان کی سازش سے آگاہ ہوگئے اور اپنے مرشد کی جگہ پہ خود سو گئے۔اور پروانہ وار اپنے مرشد پہ فدا ہوگئے۔شیخ نے ہندی زبان میں فرمایا:

ایہ جیہ مکلی کوں دیا

ہندی زبان میں دیا چراغ کو کہتے ہیں۔سندھیوں نے مکلی کا چراغ قرار دیا۔بہر حال شیخ جیہ کو اس شہادت کے عوض حق تبارک وتعالیٰ کے حضور پذیرائی حاصل ہوئی۔

شیخ جیہ کے والد بھی اس کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد فوت ہوگئے۔اور شمالی احاطہ کے باہر دفن ہوئے۔

Marfat.com

آٹھواں معیار

آٹھویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

ابوعبداللہ المعروف بہ ابنِ المطرف الاندلسی

آپ مکہ میں مجاور رہے۔ ہر روز پچاس اسبوع طواف کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۷۰۷ھ میں ہوئی۔

مکہ کا بادشاہ آپ سے بہت زیادہ اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے آپ کا تابوت خود اپنے کندھوں پہ اٹھایا۔

جس روز آپ کا وصال ہوا اس دن شیخ نجم الدین اصفہانی نے کہا کہ ''مات الفقر من الحجاز'' یعنی حجاز میں فقر فوت ہو گیا ہے۔

شیخ ابو محمد بکری مغربی سے منقول ہے: کہ ہم چار افراد نے حج کا ارادہ کیا اور الوداع ہونے کے لیے ابن المطرف کے پاس گئے۔ انہوں نے فرمایا: کہ فلاں منزل پہ پانی نہیں ہے۔ آپ کو وہاں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مگر بالآخر بارش برسے گی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔ جب ہم نے بارش کا پانی پیا وضو کیا اور کچھ اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے تو آگے بارش کا نام ونشان نہ تھا۔

سلطان وُلد بہاء الدین

آپ مولانا روم کے بیٹے ہیں۔ پہلے سید برہان الدین محقق سے فیض پایا۔ پھر شیخ شمس الدین تبریزی سے درجۂ کمال حاصل کیا۔ اس وقت خاتون کے والد شیخ صلاح الدین سے ارادت مندی کی۔ اور گیارہ سال چلہ حسام الدین کو اپنا قائم مقام اور اپنے والد کا خلیفہ بنایا۔ بارہا مولانا روم نے آپ سے خطاب کیا، کہ آپ خُلقاً وخَلقاً مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

Marfat.com

اور آپ سے عظیم دوستی تھی۔ کہتے ہیں: کہ ایک روز مولانا روم آپ پر بہت مہربان ہوئے۔ او رفرماتے تھے اے بہاءالدین! میرا اس دنیا میں آنا صرف تیرے ظہور کے لیے تھا۔ میرا تمام کلام میرا قول ہے۔ اور تو میرا فعل ہے۔

مولانا روم نے ایک دن آپ سے فرمایا: کہ دمشق جاؤ اور کچھ سونا چاندی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور جا کر حضرت شمس الدین تبریز کے قدموں پہ نچھاور کر دینا۔ اور ان کے نعلین مبارک کا رخ روم کی طرف کر دینا۔ اور جب آپ دمشق پہنچو گے تو وہ آپ کو صالحیہ میں ملیں گے۔ وہ ایک خوبصورت فرنگی لڑکے کے ساتھ شطرنج کھیل رہے ہوں گے۔ جب وہ ہار جاتا ہے تو وہ پیسے دیتا ہے۔ اور جب یہ ہار جاتے ہیں تو ایک تمانچا مارتا ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے اس کا انکار نہ کرنا۔ وہ لڑکا بھی اسی گروہ کا ہے۔ مگر اسے خبر نہیں۔ اور وہ خود کو نہیں جانتا۔ جب یہ وہاں پہنچے تو مال و دولت شیخ کے قدموں پہ رکھا اور اپنی جماعت سمیت سر ان کے قدموں پہ رکھ دیا۔ جب فرنگی لڑکے نے یہ منظر دیکھا تو اپنی بے ادبی پر پشیمان ہوا۔ سرنگا کر کے ایمان لایا اور اس نے چاہا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خیرات کر دے۔ مگر مولانا شمس الدین نے اسے منع کر دیا۔ اور فرمایا: کہ آپ واپس فرنگستان جاؤ۔ اور اس علاقے کے باشندوں کو مشرف بہ اسلام کرو۔ اور اس جماعت کے قطب بن جاؤ۔

پھر سلطان وُلد نے اپنا گھوڑا شیخ کو سواری کے لیے دیا۔ اور خود ساتھ پیدل چل پڑے۔ حضرت شمس الدین تبریز نے فرمایا: آپ بھی گھوڑی پہ بیٹھ جاؤ۔ تو آپ نے عرض کیا شاہ، سوار ہو تو غلام سوار نہیں ہوتا۔ دمشق تک آگے آگے پیدل چلتے گئے۔ مولانا شمس الدین نے وہ تمام گفتگو بڑی خوشی سے مولانا روم کو بتائی۔ پھر فرمایا: مجھے اللہ کے خزانے سے دو چیزیں ملی ہیں۔ سَر اور سِرّ۔ سَر تو میں نے راستے میں مولانا کے اخلاص پر فدا کر دیا ہے۔ اور سِرّ بہاءالدین وُلد کو بخشا ہے۔ اگر اس کی عمر، عمرِ نوح بھی ہوتی تو جو اس نے مجھ سے ان دو دنوں میں سیکھا ہے وہ نہ پاتا۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ جب مولوی روم نے وصال فرمایا تو ان کے سات دن کے بعد چلپی حسام الدین اُٹھے اور جمیع اصحاب کے سامنے سلطان وُلد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں آئندہ اب اپنے والد کی جگہ پہ آپ بیٹھیں اور میں دست بستہ آپ کی خدمت کروں۔ اور آپ کی غلامی میں رہوں۔ سلطان وُلد بہت روئے۔ اور کہا صوفی اپنے خرقے سے زیادہ اولیٰ ہوتا ہے۔ اور یتیم اپنی یتیمی کی آگ سے بہتر ہے۔ چنانچہ اے حسام الدین جس طرح آپ میرے والد کے زمانے میں خلیفہ اور بزرگ وار تھے اسی طرح آئندہ بھی یہ منصب آپ کے پاس رہے گا۔

آپ فرماتے ہیں؛ کہ ایک دن میرے والدِ بزرگوار نے فرمایا: کہ اگر آپ چاہتے ہو کہ ہمیشہ بہشت میں رہو تو سب سے دوستی رکھو۔ کسی کے لیے اپنے دل میں کینہ نہ رکھو۔ اور یہ رباعی پڑھی:

رباعی

ترجمہ:۔ کسی کے راستے میں کبھی روڑا نہ اٹکانہ
مرہم اور موم کی طرح رہنا ڈنگ مارنے والا نہ بننا
اگر تو چاہتا ہے کہ کسی سے تمہیں نقصان نہ پہنچے تو
بدکلام، بدسلوک اور بدگمان نہ ہونا۔

تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقۂ زندگی اسی طرح تھا۔ جس کے نتیجے میں تمام لوگ ان کے خُلق سے متاثر ہو کر ان کے فرماں بردار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی وفات کی شب یہ بیت پڑھا:

بیت

ترجمہ:۔ آج کی رات وہ ہے کہ میں خوشی دیکھ رہا ہوں
کہ آزادی سے آج اپنے خدا سے ملوں گا۔

آپ کی وفات ۷۱۲ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

چلپی عارف

آپ سلطان وُلد کے بیٹے تھے۔اور شیخ صلاح الدین زرکوب کی بیٹی سے پیدا ہوئے ۔اپنے والد کی وفات کے بعد اپنے بزرگوں کی مسند پر بیٹھے اور طالبانِ طریقت کے شک کو رفع کرنا اور دنیا کے نامور علماء کو پڑھانے میں مصروف رہے۔

شیخ سلمان مولہ ترکمانی

آپ دمشق میں رہتے تھے۔ پرانی میلی عباء آپ کے کندھے پر ہوتی تھی۔اپنی جگہ سے کم اُٹھتے اور کم بولتے تھے۔بعض علمائے ظاہر اپنی جلالت اور بزرگی کے باوجود آپ سے نیازمندانہ سلوک رکھتے تھے۔ ماہِ رمضان میں دن میں بھی کھا پی لیتے تھے۔اور نماز نہیں پڑھتے تھے۔مگر غیب کی باتیں آپ پر ظاہر ہوتی تھیں۔اور آپ ان کی خبریں دیتے رہتے تھے۔

امام یافعی کہتے ہیں: کہ ہوسکتا ہے آپ کا تعلق اس قبیلے کے بزرگوں سے ہو جو اپنے حال کو چھپاتے ہیں اور لوگوں کو اپنے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا رکھتے ہیں۔آپ ایسی جگہ پہ نماز پڑھتے کہ کوئی انہیں نہ دیکھے۔اور منہ میں بظاہر کوئی چیز رکھ لیتے۔مگر بغیر کھائے اسے پھینک دیتے تھے۔اس طرح کے بزرگ اکثر اس گروہ میں ہوئے ہیں جیسے قضیب البان موصلی اور شیخ ریحان وغیرہ۔

آپ کی وفات ۷۱۴ھ میں ہوئی۔

عبداللہ شامی قطب

عمادالدین عبدالرحمٰن بارسینی کے انتقال کے بعد قطب کا مقام پایا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد آپ انیسویں قطب ہیں۔

آپ ۷۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

ظہیرالدین عبدالرحمٰن بن علی بن بزغش

Marfat.com

آپ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ ہیں ۔ جب آپ کی والدہ حاملہ تھیں تو شیخ شہاب الدین نے اپنے خرقہ سے کپڑے کا ایک ٹکڑا انہیں بھیجا ۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کو وہی خرقہ پہنایا گیا ۔ دنیا میں جو سب سے پہلے خرقہ پہنایا گیا وہ وہی تھا ۔ پھر آپ جب بڑے ہوئے تو اپنے والد کی خدمت میں رہ کر تربیت پائی ۔ اور اپنے والد کی زندگی میں حج پہ چلے گئے ۔ عرفہ کی رات خواب میں دیکھا کہ روزہ شریف نبوی ﷺ پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا تو ہجرہ سے آواز آئی، علیک السلام یا ابا النجاشی ۔ جب آپ کے والد کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے اہلِ خانہ کو اس خواب کی اطلاع دی ۔ اور کہا انہوں نے مراد پائی ۔

آپ کی وفات ۷۱۶ھ میں ہوئی ۔

فخر السادات والعارفین امیر حسینی

آپ کا نام حسین بن عالم بن ابی الحسین تھا ۔ غور کے نواحی گاؤں کزیو کے رہنے والے تھے ۔ آپ کی کتاب ''کنوز الرموز'' سے ظاہر ہے کہ آپ شیخ بہاء الدین زکریا کے بے واسطہ مرید ہیں ۔ اور یہ بات اسی طرح مشہور ہے ۔ مگر بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے مرید ہیں ۔ اور وہ اپنے والد شیخ صدر الدین کے اور وہ مرید اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی توبہ کا سبب یہ تھا ۔ کہ ایک روز آپ باہر شکار کو گئے ۔ اور ایک ہرن کو تیر مارا ۔ ہرن نے آپ کو دیکھا اور کہا کہ اے حسینی ! آپ مجھ پر تیر چلاتے ہیں آپ کو تو اللہ کی بندگی اور معرفت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، نہ کہ شکار کے لیے ۔ اور ہرن غائب ہو گیا ۔ طلب کی آگ آپ کے اندر بھڑک اُٹھی، تو آپ نے سب مال و متاع چھوڑا اور فقیروں کی ایک جماعت کے ساتھ ملتان پہنچے ۔ شیخ رکن الدین نے اس جماعت کی دعوت کی ۔ شیخ نے خواب میں دیکھا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اس جماعت میں میرا ایک فرزند بھی ہے ۔ اسے جماعت سے الگ کر کے یادِ حق میں مشغول کرو ۔ دوسرے دن آپ نے اس جماعت سے آپ کو

Marfat.com

الگ کیا۔اور مشغول کر دیا۔جس سے آپ مقاماتِ عالیہ پہ جا پہنچے۔پھر آپ کو واپس خراسان جانے کی اجازت دی۔اور سید ہرات میں چلے آئے۔اہلِ ہرات آپ کے مرید اور معتقد ہو گئے۔وہیں آپ ۷۱۸ھ میں فوت ہوئے۔آپ کا مزار مصر ہرات میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے گنبد سے باہر ہے۔

شیخ محمود شبستری

آپ نامور صوفیوں میں سے تھے۔آپ کے حال اور مقام پر آپ کی کتاب گلشنِ راز شاہد ہے۔امیر حسینی کے سوالات کو نظم کیا ہے۔جس کے جوابات شیخ محمود شبستری نے دیے ہیں۔کتاب گلشنِ راز انہیں سوال و جواب پر مشتمل ہے۔

(آپ کی ولادت ۶۸۷ھ اور وفات ۷۲۰ھ میں ہوئی۔)

شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد اصفہانی

آپ ابوالعباس مرسی کے مرید ہیں۔بڑی مدت مکہ میں مجاور رہے۔شروع میں آپ کو بلادِ عجم میں ایک شیخ نے کہا کہ آپ بہت جلد مصر کے علاقے میں کسی قطب سے ملو گے۔قطب کی تلاش میں آپ چل نکلے تو راستے میں ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ گئے۔اور انہوں نے آپ کو جاسوس کہہ کر پکڑ لیا۔اور قید کر لیا۔وہاں اچانک ایک پیر شکاری باز کی طرح آئے اور آپ کو اس قید سے نکال کر کہا اے عبداللہ اب جاؤ۔

آپ فرماتے ہیں: کہ جب میں مصر پہنچا تو سنا کہ شیخ ابوالعباس مرسی وہاں آئے ہوئے ہیں۔میں فقراء کے ساتھ ان کی زیارت کے لیے گیا۔جب میں نے دیکھا کہ یہ وہی بزرگ تھے۔جنہوں نے مجھے قید سے چھڑایا اور انہوں نے ایک نشانی بیان کی جسے حاضرین نہیں جانتے تھے۔میں نے ان کی خدمت اور صحبت اپنے آپ پر لازم کر لی۔جب آپ کا وصال ہوا تو میں ان کے مرشد شیخ شاذلی کے مزار پر آیا۔مجھے امر ہوا کہ مکہ جاؤ۔اور وہاں مجاورت کرو۔پس

Marfat.com

آپ وہاں گئے۔اور وہیں فوت ہوئے۔اور فضیل بن عیاض کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

آپ کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔

خراسان کے اکابر میں سے ایک نے کہا کہ میں ۷۰۳ھ میں حرمِ پاک میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔آپ نے ایک دن مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث آپ تک پہنچی ہے کہ ''میری امت کے ابدال چالیس ہیں'' جن میں بارہ عراق میں اور اٹھارہ شام میں ہوں گے۔میں نے عرض کی کہ ہاں! سنی تو ہے۔مگر یہ بات سمجھنا مشکل ہے کہ اس طائفہ کے لوگ صرف شام اور عراق میں ہی کیوں ہیں۔آپ نے فرمایا! کہ حضرت ﷺ نے جمیع عالم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: نصف شرقی اور نصف غربی۔عراق سے نصف شرقی مراد ہے۔اور شام سے مراد نصف غربی ہے۔پس عراق وغیرہ میں خراسان، ہندوستان، ترکستان اور تمام مشرقی ممالک شامل ہیں اور تمام مغربی ممالک شام میں داخل ہیں۔

شیخ نظام الدین اولیاء خالدی دہلوی

آپ کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری ہے۔آپ کا لقب سلطان المشائخ ہے۔آپ کے جدِ اعلیٰ خواجہ علی حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔اور آپ کے جدِ مادری کا نام خواجہ عرب ہے۔دونوں بزرگ ماوراء النہر سے ہندوستان آئے۔اور بدایون میں سکونت پذیر ہوئے۔شیخ بدایون میں پیدا ہوئے۔اور دہلی میں نشوونما پائی۔دینی علوم حاصل کرنے کے بعد ایک رات آپ جامع مسجد دہلی میں ٹھہرے تھے، کہ صبح نمازِ فجر کی اذان کے بعد مؤذن نے یہ آیت پڑھی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْآ اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔(سورہ الحدید:۱۶)

یہ آیت سنتے ہی آپ کی حالت متغیر ہوگئی۔آپ جس طرف دیکھتے آپ پر انوارِ الٰہی ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔صبح ہوتے ہی بغیر زادِ راہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی بارگاہ میں حاضری کے لیے انہیں ڈھونڈنے چل نکلے۔وہاں پہنچ کر آپ مرید ہوئے۔اور درجہ کمال کو پہنچے۔آپ

Marfat.com

کے مرشد نے آپ کو دوسروں کی تکمیل کے لیے اجازت دے کر دہلی کے لیے رخصت کر دیا۔

شیخ فرید الدین گنج شکر نے خرقہ حاصل کیا، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے، انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سجزی سے، انہوں نے خواجہ عثمانِ ہارونی سے، انہوں نے حاجی شریف زندنی سے اور انہوں نے شیخ الاسلام قطب الدین مودود چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا۔

اگرچہ آپ شیخ فرید الدین گنج شکر کے آخری مریدوں میں سے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ عالم اور اعلیٰ ہوئے۔ ستر سال سے زیادہ عمر پائی۔ اکثر زندگی ریاضات اور مجاہدات میں گذاری۔ زیادہ تر روزہ رکھتے اور صرف لقموں سے افطار کرتے۔

کہتے ہیں: کہ ایک شخص کا وہ کاغذ گم ہو گیا جس پر ایک کثیر رقم کا معاہدہ تحریر تھا۔ وہ حیران و پریشان شیخ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اسے ایک درہم دیا۔ اور کہا کہ اس سے حلوہ خرید لاؤ۔ اور شیخ فرید الدین کے روح کو ایصالِ ثوب کر کے درویشوں میں بانٹ دو۔ جب اس نے حلوہ لیا تو دیکھا کہ حلوہ جس کاغذ پہ رکھا ہے یہ وہی اس کا گم شدہ اور مطلوبہ کاغذ تھا۔

یہ کرامت اس سے بالکل ملتی جلتی ہے کہ ایک آدمی نے کسی سے سو دینار طلب کیے اور اس ضمن میں ایک رسید بطورِ حجت لکھی گئی۔ جب اس رقم کی واپسی کا وقت آیا تو وہ حجت والا کاغذ گم ہو گیا۔ پریشان ہو کر شیخ بنان حمال کے پاس آیا، اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: میں پیر ہوں مجھے میٹھی چیز پسند ہے۔ جاؤ جا کر ایک سیر حلوہ لے آؤ۔ پھر دعا کرتے ہیں۔ جب وہ حلوہ خرید کے شیخ کے پاس لایا تو وہ اسی کاغذ میں تھا جو گم شدہ تھا۔ شیخ بنان نے وہ حلوہ مع کاغذ اسے دیا کہ جاؤ یہ کھالو اور کچھ بچوں میں تقسیم کر دو۔ اور اپنا کاغذ اپنے کام میں لاؤ۔

شیخ نظام الدین کا وصال ۷۲۵ھ میں ہوا۔

امیر خسرو دہلوی

آپ کا لقب یمین الدولہ ہے۔ آپ کے والد امیر لاچین تھے۔ (اور ان کا نام امیر سیف الدین تھا) آپ ہزارہ بلخ سے ہندوستان آئے۔ اور شہر پٹیالی میں آ کر شادی کی۔ وہاں

Marfat.com

امیر خسرو پیدا ہوئے ۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک دیوانہ مجذوب کے پاس لے گئے ، جوان کے پڑوس میں رہتا تھا۔ انہوں دیکھتے ہی کہا کہ آپ اس شخص کو لے آئے ہو جو خاقانی سے دو قدم آگے جائے گا۔ آپ کے بچپن میں ہی آپ کے والد فوت ہوئے ۔ آپ کے ماموں نے آپ کی پرورش اور تربیت کی ۔ جب آپ بالغ ہوئے تو شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہو گئے ۔

ایک دن آپ نے اپنے شیخ کی مدح میں ایک شعر کہا۔ شیخ سن کر خوش ہوئے ، اور فرمایا: کہ تمہیں کیا دوں ۔ آپ نے عرض کیا کہ شیرینیٔ کلام عطا فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا: میری چارپائی کے نیچے ایک برتن شکر سے بھرا ہوا ہے۔ وہ نکالو خود بھی کھاؤ اور باقی خود پر نثار کر دو۔ آپ نے ایسے ہی کیا۔ اور پھر ہوئے جو ہوئے ۔

کہتے ہیں: کہ آپ نے حضرت شیخ نظام الدین کے ہمراہ طی ارض کر کے حج کیا۔ اور پانچ بار حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اور شیخ نظام الدین اولیاء کے اشارہ پر خواجہ خضر سے بھی ملاقات کی ۔ اور ان سے التماس کی کہ اپنا لعابِ دہن عطا کریں ۔ انہوں نے فرمایا: یہ دولت سعدی لے جا چکا ہے ۔ خسرو دل شکستہ ہو کر شیخ نظام الدین کے پاس حاضر ہوئے ۔ انہوں نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور اس کی برکت ایسی ظاہر ہوئی کہ آپ نے ننانوے کتب تصنیف کیں ۔ اور کہتے ہیں: کہ ان کی تصنیفات میں مذکور ہے کہ میرے اشعار چار سو ہزار سے زیادہ ہیں ۔ اور پانچ سو ہزار سے کم ۔

کہتے ہیں ؛ کہ شیخ نظام الدین فرماتے تھے: کہ ہر کوئی کسی نہ کسی چیز پہ فخر کرتا ہے۔ اور مجھے امیر خسرو کے سوزِ سینہ پر فخر ہے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا خسرو نام امراء کا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اگر میرا نام فقراء میں سے ہوتا۔ اور حشر میں مجھے اس نام سے پکارا جاتا۔ انہوں نے اپنی اس آرزو کا ذکر اپنے شیخ سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ

Marfat.com

کا کاسہ لیس (گداگر) کہہ کر پکارے جاؤ گا۔

کہتے ہیں: کہ آپ نے شیخ سعدی کو جوانی میں دیکھا تھا۔ اور سلطان غیاث الدین بلبن سے لے کے سلطان تغلق شاہ تک سات بادشاہوں کی آپ نے خدمت کی۔ اور باوجود اس مصروفیت کے آپ ہمیشہ مجاہدے میں رہے۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے آپ کو لکھنوتی (بنگالہ) کی جانب کسی کام کو بھیجا تھا۔ جب واپس آئے تو سنا کہ ان کے شیخ عالمِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ نے گردِ راہ اپنے منہ پہ ملی۔ اور اپنا پیراہن چاک کر کے شیخ کے مزار پہ گئے۔ اور ان کے احاطے کے سامنے زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔ اور نوحہ زاری کرتے رہے۔ اور پھر چھ ماہ بعد خود بھی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا وصال ۷۲۵ھ کو ہوا۔

شیخ رکن الدین

آپ کا نام فیض اللہ ابوالفتح تھا۔ آپ شیخ صدرالدین قتال بن شیخ الشیوخ شیخ بہاؤالحق والدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور خلیفہ ہیں۔

شروع حال میں جب آپ ابھی چھوٹے تھے، اذان کا وقت ہوا تو مولانا مؤذن نے اذان دینی چاہی تو شیخ رکن الدین نے ان کا دامن پکڑ لیا۔ کہ اذان نہ دیں۔ تین بار ایسا ہوا۔ شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین کی نظر مؤذن پر پڑی۔ فرمایا کہ کیا ہے؟ مؤذن نے کہا کہ میں اذان دینا چاہتا ہوں مگر مخدوم زادہ مجھے چھوڑ نہیں رہا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا: کہ آپ کو کیوں چھوڑے کہ ابھی تو عرش کے مؤذن نے اذان نہیں دی۔

آپ باون سال اپنے جدِ امجد کے سجادہ نشین رہے۔ اور آپ کی صحبت و کرامت سے ایک جہان نے فیض پایا۔ اور اس خاندان کے سلسلے کو چند قدم آگے ہی بڑھایا۔

مجمع الاخبار میں آپ کے ملفوظات اور بہت سے حالات آپ سے مروی ہیں۔

سلطان قطب الدین بن علاؤالدین نے آپ کو دہلی جانے کی گذارش کی۔

Marfat.com

ظاہری طور پر بادشاہ کا ارادہ تھا کہ دہلی میں آپ کی وجہ سے شیخ نظام الدین کا زور ٹوٹے گا۔ مگر شیخ نظام الدین اولیاء آپ کے استقبال کے لیے آپ کے آنے سے پہلے شہر سے باہر حوضِ خاص علائی تک آ گئے۔ سلطان نے ملاقات کے بعد پوچھا کہ مشائخ میں سب سے پہلے آپ کا استقبال کس نے کیا۔ آپ نے فرمایا جو اس شہر کے مشائخ میں سب سے بہتر ہے۔ بادشاہ کے دل میں شیخ نظام الدین اولیاء کے بارے میں جو کینہ تھا وہ اسی ایک نقطے سے رفع ہو گیا۔ پھر آپ تین سال دہلی میں رہے۔ اور آپ کی وہاں موجودگی میں شیخ نظام الدین کا وصال ہوا۔ شیخ رکن الدین ان کے جنازے میں شامل ہوئے۔ اور فرمایا: کہ میرے دہلی آنے میں خاص حکمت صرف اس نعمت کا حصول تھا۔

کہتے ہیں: کہ آپ کے ایک چچا تھے جن کا نام علم الدین تھا۔ حدیقۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ظاہری طور پر تو آپ نے چند مقامی علماء سے علم حاصل کیے تھے۔ مگر ابتداء میں ایک دن حسد سے کہا! کہ مجھے حق تعالیٰ نے وہ علم بخشا ہے کہ جسے فکر کا حساب دان اپنے احاطہ میں نہیں لا سکتا۔

اور وہ اس علم کی صفت اور کمیت سے عاجز ہے۔ میرے ہوتے ہوئے رکن الدین کو اپنے آباؤ اجداد کے مزارات کی تولیت کا حق حاصل نہیں ہے۔ پھر اپنے بعض خدام سے کہا کہ شیخ رکن الدین سے کہیں یا تو اپنے دل سے سجادہ نشینی کا خیال نکال دے۔ یا پھر دہلی میں آ کر امتحان دے۔ شیخ کو جب یہ پیغام ملا تو آپ فوراً دہلی کی طرف چل پڑے۔ دہلی کا بادشاہ سلطان تغلق علم الدین کا نیاز مند تھا۔ اور ان کا طرف دار تھا۔ اور اس وجہ سے حضرت رکن الدین سے پرخاش رکھتا تھا۔ جب دونوں حضرات دہلی پہنچے تو شیخ علم الدین نے تو بادشاہ کے پاس جا کر قیام کیا۔ اور شیخ رکن الدین بحکمِ ''التکبر مع المتکبرین حسنہ ''یعنی متکبرین کے ساتھ تکبر کرنا اچھا ہے۔ بادشاہ کو موجود نہ پا کر شیخ نظام الدین اولیاء کی خانقاہ میں چلے آئے۔ شیخ علم الدین نے وہاں علماء اور مشائخ کو جمع کر کے شیخ رکن الدین کو علمی بحث کے لیے مقابلے کی دعوت دی۔ شیخ رکن الدین کی غیرت جاگ اُٹھی۔ آپ نے فرمایا: کسی نامعلوم غلام کو ابھی خرید لاؤ۔ چنانچہ غلام

Marfat.com

لایا گیا۔آپ نے غلام پر نظرِ کرامت ڈالی۔اور چچا سے مقابلے کے لیے اسی وقت روانہ کر دیا۔ وہ امی غلام اس کامل دانشمند سے پہلی صحبت میں گفتگو سے بازی لے گیا۔اور اس نے علم الدین سے کہا جو بھی پوچھا وہ جواب نہ دے سکے۔اور انہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ان دنوں بادشاہ نے سندھ پر چڑھائی کرنی تھی۔اس لیے علم الدین کو تو جانے کی اجازت دے دی۔مگر شیخ رکن الدین کو اپنے سابقہ اور لاحقہ حسد کی بنا پر رخصت نہ کیا۔اور کہا کہ جب تک میں باغیوں کی سرکوبی کر کے واپس نہ آجاؤں آپ یہیں رہیں۔شیخ نے سن کر فرمایا: کہ کیا خبر کہ خود بھی سلامت رہے یا نہ۔یہ خبر بادشاہ کو بھی پہنچ گئی۔اور وہ جب سندھ کی طرف گیا۔اور تھوڑے دنوں کے بعد جب وہاں پہ نظم ونسق کا بندوبست کر کے واپس لوٹا تو شہر سے باہر اپنے محل میں آیا۔تمام مشائخ اور عزیز واقارب استقبال کے لیے گئے۔شیخ رکن الدین کو شیخ حاتم اپنے خاص اصحاب سے کہلوا کر استقبال کے لیے لے گیا۔بادشاہ نے بزرگوں کے لیے دسترخوان بچھایا۔جب سب لوگ کھانا کھا رہے تھے تو بادشاہ نے کہا کہ بعض کرامت فروش میرے سلامت واپس آنے کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔وہ خود اپنے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ ہمیشہ قید میں رہیں گے ۔شیخ رکن الدین نے محسوس کیا کہ یہ خطاب میرے بارے میں ہے۔اور آپ نے آدھا کھانا کھایا تھا کہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور غضب ناک ہو کے بغیر ہاتھ دھوئے چل پڑے۔بادشاہ کے بیٹے سلطان محمد نے شیخ کا غضب دیکھا تو ہاتھ دھلانے والا برتن ہاتھ میں لیے دروازے تک دوڑا تا کہ شیخ کے ہاتھ دھلائے۔شیخ نے دیکھا کہ وہ ہاتھ دھلانے کے لیے آب دست ہاتھ میں لیے آ رہا ہے۔تو آپ رُک گئے۔اور ہاتھ دھوتے ہوئے آپ کی زبانِ کرامت سے یہ ارشاد ہوا کہ میں نے تغلق کو اس جہان اور اس جہان سے دھو دیا ہے۔اور سلطنت پر اور دو جہان کی مرادیابی پر محمد کو بٹھا دیا ہے۔

منقول ہے: کہ جب شیخ رکن الدین اس سفر سے واپس ملتان پہنچے ان کے چچا علم الدین نے شہر کے دروازے ان کے لیے بند کروا دیے۔انہوں نے سن کے فرمایا: ابھی بس نہیں

Marfat.com

کرتے۔ان کے اندر کی آتش انہیں جلا دے گی۔اور وہ اسی لمحے فوت ہو گئے۔انہوں نے اپنے حسد کا مزہ چکھ لیا۔

پس اُسی حال میں انہوں (علم الدین) نے اسلاف کی کتابیں جمع کیں اور آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔منقول ہے: کہ ایک دن شیخ کی نظر اس راکھ کے ڈھیر پر پڑی۔تو فرمایا کہ گھاس نے پوشاک پہنی ہے۔بعد ازاں شہر ملتان اور اس کے نواح میں جس کسی کو جس علم کی کتاب کی ضرورت ہوتی حضرت شیخ اسے فرماتے کہ اس راکھ کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالو۔تو وہ آپ کے حسب الامر اپنی مطلوبہ کتاب نکال لیتا۔

آپ کی وفات ۷۳۴ھ میں ہوئی۔

شیخ حاتم یا حاکم

قلمی نسخوں کے اختلاف کے باعث نام حاتم اور حاکم دونوں طرح وارد ہوا ہے۔

نوٹ:۔[شاید یہ وہی بزرگ ہیں جن کا پورا نام شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی تھا: دیکھیے حدیقۃ الاولیاء از مفتی غلام سرور لاہوری، اردو ترجمہ: محمد اقبال مجددی: ص ۱۵۵، مترجم]

آپ صاحبِ کمال بزرگ تھے۔شیخ رکن الدین ملتانی کے خدام سے تھے۔شیخ رکن الدین کے بعد آپ کے بیٹے شیخ اسمٰعیل شہید اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین ہوئے۔ان کے بعد شیخ صدر الدین ثانی اپنے آباؤ اجداد کے مزارات کے متولی ہوئے۔شیخ الاسلام مرجع اہل اللہ اور اپنے سلف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی گذاری۔

ان کے بعد ان کے بیٹے شیخ رکن الدین ثانی ولد شیخ صدر الدین ثانی پھر ان کے بعد ان کے فرزندِ رشید شیخ اسمعیل ثانی اور ان کے بعد شیخ یوسف جن کا ذکر آئے گا شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز ہوئے۔اور اپنے آباؤ اجداد کے مزارات پر متولی ہوئے۔اور ارشاد و کرامت سے زندگی گذاری۔

شیخ صفی الحق والدین ابوالفتح اسحاق اردبیلی

Marfat.com

آپ امام ہمام موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھے۔ جب محبتِ الٰہی نے آپ کے دل میں جذبہ پیدا کیا تو مرشد کی طلب میں اپنے بھائی صلاح الدین کی ملاقات کا بہانہ کر کے شیراز آئے۔ اور شیخ ابوعبداللہ خفیف کی خانقاہ میں پہنچے۔ ان کے بھائی نے بہت چاہا کہ انہیں اپنے گھر لے جائیں، لیکن انہوں نے بھائی کی دعوت قبول نہ کی۔ اس شہر میں آپ شیخ سعدی کی صحبت میں رہے۔ اور بہت سے دیگر مقربانِ بارگاہِ الٰہی کی خدمت میں پہنچے۔ آخر امیر عبداللہ فارسی کی راہنمائی میں شیخ محمد زاہد جیلانی کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں آپ کا کام بن گیا۔ آپ نے ایک ماہ میں ایک بار سے زیادہ نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ اور تھوڑے وقت میں آپ ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔ پھر آپ اپنے شیخ کے حکم پر اردبیل آ گئے۔ اور سالکانِ طریقت کی تلقین میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کے معتقدین اتنے زیادہ ہو گئے کہ ایک دن انہیں پوچھا کہ آپ کے مریدین زیادہ ہیں یا ایران کا لشکر۔ آپ نے فرمایا صرف ایران میں آپ کے ایک جلادت کے برابر سو نفر اربابِ ارادت ہیں۔

صفوۃ الصفاء میں پیر محمد داروی سے منقول ہے کہ روزانہ قریباً آٹھ ہزار آدمی آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کرتے اور آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوتے۔

مولانا عبداللطیف جو آپ کے پیشِ امام تھے۔ بیان کرتے ہیں؛ کہ ایک بار آپ نے مجھے فرمایا: کہ اب تک میرے دو ہزار مرید ایسے صاحبِ کمال ہیں جو مقامِ خوف وخطر سے آگے نکل چکے ہیں۔

تقریباً تیس سال وہ قدوۃ الاولیاء اربابِ فضل وکرم کے مرجع اور صاحبانِ مجد و اجلال کے طواف کے مطاف رہے۔ آپ کے وصال (۸۰۰ھ، ۱۳۹۸ء) کے بعد آپ کا منصبِ ولایت اور لوگوں کی رشد و ہدایت کا عہدہ آپ کے فرزندِ رشید صدر الملۃ والدین موسیٰ نے سنبھالا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

امیر خردوابکنی

Marfat.com

آپ کا نام امیر حسین تھا۔ خواجہ محمود الخیر فغنوی کے خلیفۂ اول تھے۔ اپنے وقت کے بزرگوں سے تھے۔ آپ کی قبر وابکنی کے راستے میں ہے۔

امیر حسن

آپ امیرِ خرد کے بھائی ہیں۔ اور میر کلاں کے نام سے معروف ہیں۔ آپ بھی خواجہ محمود کے اصحاب میں سے ہیں۔ لیکن آپ کو خلافت چھوٹے بھائی سے ملی۔

خواجہ علی ارغندانی

آپ امیر خورد کے خلیفہ تھے۔

آپ کی قبر ارغندان کے قصبہ زندانی میں ہے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔

خواجہ علی رامتینی

آپ خواجہ محمود الخیر فغنوی کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آپ کا لقب عزیزان ہے۔ خواجہ بہاء الدین کی نسبت خواجہ محمود کے خلفا میں سے دو واسطوں سے خواجہ علی رامتینی تک پہنچتی ہے۔

آپ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے۔ اور نارو سے تھے۔ اللہ رب العزت کی معرفت میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ مولانا جلال الدین رومی نے اپنے اس بیت میں انہیں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بیت

ترجمہ:۔ اگر علم حال علم قال سے بلند نہ ہوتا تو

بخارا کے بڑے لوگ خواجہ نساج کے خادم کیسے بنتے۔

آپ کی ولادت بڑے قصبہ رامتین میں ہوئی جو بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلے پر چند دیہاتوں پر مشتمل ہے۔ آپ کی قبر خوارزم میں ہے۔

Marfat.com

آپ کا وصال ۷۱۹ھ میں ہوا اور ایک قول کے مطابق ۷۲۱ھ میں ہوا۔ آپ کی عمر ایک سو تیس سال تھی۔ اور آپ کے دو بیٹے تھے۔

خواجہ خُرد: آپ حضرت عزیزان کے بڑے بیٹے تھے۔ خواجہ محمد نام تھا۔ اپنے والدِ محترم کی زندگی میں اسّی سال کے ہو گئے تھے۔ اپنے والد کے فوت ہونے کے انیس روز بعد اسی سال ۷۱۹ھ میں وفات پائی۔

خواجہ ابراہیم: آپ حضرت عزیزان کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ جب حضرتِ عزیزان کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے خواجہ ابراہیم کو دعوت وارشاد کی اجازت دی۔ کچھ مریدوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ بڑے بیٹے کے ہوتے ہوئے چھوٹے بیٹے کو سجادہ نشین بنایا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ آپ ان کے اس خیال سے آگاہ ہو گئے۔ اور فرمایا: کہ خواجہ خرد ہمارے جانے کے بعد جلدی ہی ہم سے آملیں گے۔ چنانچہ انہیں ایام میں آپ اپنے باپ سے جا ملے۔

خواجہ کلاہ دوز

آپ حضرت عزیزان کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔ اور ان کے خلفاء میں بھی ہیں۔ آپ کی قبر خوارزم میں ہے۔

خواجہ محمد حلاج

آپ حضرت عزیزان کے کامل اصحاب اور خلفاء میں سے تھے۔ آپ کی قبر علاقہ بلخ میں ہے۔

خواجہ محمد باوردی

آپ حضرت عزیزان کے خلفاء اور کامل اصحاب سے تھے۔ آپ کی قبر خوارزم میں ہے۔

خواجہ محمد بابا سماسی

حضرتِ عزیزان کے چار کامل خلیفہ ہیں۔ ایک کا نام محمد ہے۔ بابا سماسی ان میں

Marfat.com

آخری ایک ہیں۔آپ کی ولادت سماسی میں ہوئی۔جو رامتین کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔جو اس سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ہے۔اور بخارا سے تین فرسخ شرعی ہے۔آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ: جب عزیزان کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی نیابت کے لیے مریدوں میں سے خواجہ محمد بابا کا انتخاب کیا۔اور تمام مریدین کو ان کی اتباع کرنے کا حکم فرمایا

۔

خواجہ بہاؤ الدین کو آپ نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا تھا۔خواجہ بہاؤالدین کی ولادت سے پہلے حضرت عزیزان جب بھی ہندوؤں کے محلے سے گذرتے تو فرماتے مجھے اس خاک سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔جلد ہی یہ ہندوؤں کا محلّہ قصرِ عارفاں بن جائے گا۔ایک بار وہاں سے گذرے اور فرمایا اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے۔

انہیں دنوں وہ مرد پیدا ہوا اور ان کے دادا انہیں لے کر حضرتِ عزیزان کی خدمت میں آئے۔آپ نے فرمایا: یہ ہمارا فرزند ہے۔اور ہم اسے قبول کرتے ہیں۔اور اپنے مریدین سے فرمایا یہ وہی مرد ہے جس کی ہمیں خوشبو آتی تھی۔بہت جلد یہ زمانے کا پیشوا ہوگا۔پھر امیر کلال سے فرمایا کہ ہمارے اس فرزند بہاءالدین سے شفقت اور تربیت میں دریغ نہ کرنا۔اگر اس میں تقصیر کی تو تمہیں معاف نہیں کروں گا۔امیر کلال اُٹھے سینے پہ ہاتھ رکھ کر عرض کیا اگر میں تقصیر کروں تو مرد نہیں۔

خواجہ محمد بابا سماسی کے بھی چار خلیفہ تھے۔سب فاضل و کامل تھے۔اور ان کے بعد صادقین کی دعوت اور سالکین کے ارشاد میں مشغول رہتے تھے۔

خواجہ سوخاری

آپ خواجہ محمد بابا کے خلفاء میں سے تھے۔

آپ کی قبر سوخار نامی گاؤں میں ہے۔جو بخارا کے دیہات میں سے ہے۔اور شہر

Marfat.com

ہے دو فرسنگ دور ہے۔

خواجہ محمود سماسی

آپ خواجہ محمد بابا سماسی کے فرزندِ رشید ہیں۔اوران کے خلفاء سے ہیں۔

مولانا دانشمند علی

آپ بابا سماسی کے خلفاء میں سے سب سے افضل اور اکمل ہیں۔آپ کا مولد و مدفن دیہہ سوخار ہے۔آپ داش گری کرتے تھے۔ بخارا کی زبان میں داش گر کو (کلال، گھمیار) یعنی برتن بنانے والے کو کہتے ہیں۔

آپ کی والدہ سے روایت ہے: آپ جب اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔تو شبہ ناک لقمہ کھانے سے انہیں شدید درد ہوتا تھا۔آخر جب انہیں وجہ معلوم ہوئی تو ترک کر دیا۔

کہتے ہیں: کہ آپ اپنی جوانی میں کُشتی لڑنے میں مشہور تھے۔ایک بار دنگل میں ایک شخص نے آپ کو پہلوانی کے لباس میں دیکھا تو اُسے خیال آیا کہ ایسے شریف و نجیب سید زادے کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسا لباس پہنے جو عام ذلیل لوگوں کا لباس ہے۔اسی وقت اس شخص کو غنودگی طاری ہوئی اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے۔اور وہ اپنے سینہ تک زمین میں دھنس گیا ہے۔اور اپنے حال پہ بہت پشیمان ہے۔اچانک امیر ظاہر ہوئے اور دونوں بازوؤں سے پکڑ کر آسانی سے باہر لے آئے۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو امیر نے اس کی طرف منہ کر کے فرمایا یہ زور آزمائی اسی دن کے لیے ہے۔

کہتے ہیں کہ: ایک دن خواجہ محمد بابا سماسی امیر کلال کے کشتی کے دنگل کے پاس سے گذرے تو کچھ دیر ان کی کُشتی دیکھنے کے لیے رک گئے۔بعض مریدین کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت خواجہ ان کھلاڑیوں کی طرف کیوں متوجہ ہوئے ہیں۔خواجہ ان کے خیال سے آگاہ ہوئے اور فرمایا کہ اس معرکے میں ایک مرد ہے، جس کی صحبت میں بیٹھ کر بہت سے لوگ درجۂ

Marfat.com

کمال کو پہنچیں گے۔ میری نظر اس پر ہے۔ اور میں چاہتا ہوں اُسے آواز دوں۔ اسی وقت امیر کی نظر ان پر پڑی۔ اور ان کے جذبے نے امیر کو کھینچ لیا۔ جب آپ چلے گئے تو امیر کلال بے اختیار ان کے پیچھے دوڑے اور ان سے جا ملے۔ اس کے بعد نہ کبھی کشتی کی۔ اور نہ بازار میں گھومے۔ بیس سال تک کوئی کھیل تماشا اور بازار نہ دیکھا۔ بس آپ کی خدمت میں رہے۔ اور جو مقام پایا سو پایا۔ حضرت امیر کلال کے چار بیٹے تھے۔ اور چار خلیفہ تھے۔ ہر ایک بیٹے کو ایک خلیفہ کے حوالے کیا۔

امیر برہان

یہ امیر کلال کے بڑے بیٹے تھے۔ اور امیر نے کئی بار ان کی شان میں فرمایا: میرا یہ بیٹا خواجہ بہاءالدین کے بڑے مریدوں میں سے ہے۔ باپ نے ان کی تربیت خواجہ کے سپرد کر دی تھی۔

امیر حمزہ

آپ امیر کلال کے دوسرے بیٹے تھے۔ اور اپنے والد کے نام سے موسوم تھے۔ انہیں ان کے اپنے نام سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ ان کے باپ فرماتے ہیں: کہ ان سے کراماتِ عالیہ صادر ہوں گی۔ ان کرامات میں سے بعض ''مقاماتِ امیر کلال'' جو کہ امیر حمزہ کے پوتے کی تصنیف ہے اس میں لکھی ہیں۔ امیر حمزہ کا خرقہ صادق تھا۔ آپ کے والد نے آپ کی تربیت مولانا عارف دیک کرانی کے سپرد کی تھی۔

مولانا عارف سے منقول ہے؛ کہ آپ نے فرمایا: کہ اگر ایسا دوست چاہتے ہو جو تمہارا بوجھ اُٹھائے تو یہ بہت دشوار ہے۔ اور اگر ایسا دوست چاہتے ہو کہ جس کا بوجھ تم خود اُٹھاؤ تو سارا جہاں تمہارا یار ہے۔

آپ اپنے والد کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔

Marfat.com

آپ کی وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی۔
آپ کے بھی چار خلیفہ تھے۔

مولانا حسام الدین شاشی

آپ امیر حمزہ کے خلیفۂ اول تھے۔ مولانا حمید الدین شاشی کے بیٹے تھے۔ جو بخارا کے اکابر علماء سے تھے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین کے زمانے میں تھے۔ اوران سے ارادت اور اخلاص رکھتے تھے۔ مولانا حسام الدین پہلے شیخ محمد سونجی سے ارادت رکھتے تھے۔ جو کبار مشائخ میں سے تھے۔ بعدازاں امیر حمزہ کے مرید ہوئے۔

منقول ہے: کہ مولانا حمید الدین اپنے انتقال کے وقت بے حد تشویش میں تھے۔ مولانا حسام الدین نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ توانہوں نے بتایا کہ مجھ سے قلبِ سلیم چاہتے ہیں۔ جو میرے پاس نہیں ہے۔ تو آپ نے کہا کہ ایک لحظہ میرے پاس حاضر رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنے باطن میں اطمینان محسوس کیا۔ اور کہا کہ اے بیٹے جذاک اللہ خیراً۔ مجھے تمام عمر اس طریقے میں کوشش کرنی چاہیے تھی۔ مگر افسوس کہ میں نے عمر ضائع کردی۔ مگر اپنے نیک فرزند کی برکت سے باجمیعتِ خاطر اس دنیا سے جارہا ہوں۔

مولانا کمال الدین میدانی

آپ امیر حمزہ کے خلیفۂ دوم ہیں۔
میدان کے رہنے والے تھے۔ جو سمرقند کے علاقے میں قصبہ کوفین کا ایک گاؤں ہے۔

امیرِ خُردوامیرِ بزرگ

آپ امیر حمزہ کے تیسرے اور چوتھے خلیفہ ہیں۔ اور امیر برہان الدین کے دونوں فرزندانِ بزرگوار ہیں۔ اور امیر حمزہ کے بڑے بھائی۔

بابا شیخ مبارک بخاری

Marfat.com

آپ امیر حمزہ کے اکابر اصحاب سے تھے۔ بعض لوگوں نے آپ کو امیر کلال کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ مگر وہ شیخ مبارک کرمتینی تھے جن کا ذکر امیر کلال کے اصحاب میں ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد پارسا کئی بار بابا شیخ مبارک بخاری سے ملنے گئے۔

کہتے ہیں کہ: ایک روز بابا شیخ مبارک خواجہ محمد پارسا کے گھر آئے ہوئے تھے۔ جب آپ جانے لگے تو خواجہ محمد پارسا نے آپ سے درخواست کی کہ خواجہ ابونصر کے لیے فاتحہ پڑھیں۔ بابا مبارک نے فاتحہ کا آغاز کیا۔ اور فاتحہ پڑھتے ہوئے درمیان میں ان کے گھر سے باہر آ گئے۔ اور گھر کے باہر فاتحہ مکمل کی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: گھر میں جہاں ہم فاتحہ پڑھ رہے تھے آسمان سے ملائکہ کا ہجوم اُتر آیا۔ میرے لیے جگہ تنگ ہو گئی لہٰذا مجھے باہر آنا پڑا۔

پوشیدہ نہ رہے کہ امیر حمزہ کے عزیزان کے علاوہ بھی صاحبِ کمال مرید تھے۔ جن میں چند ایک کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

عمر سوزنگر بخاری، شیخ احمد خوارزمی، مولانا عطاء اللہ سمرقندی، خواجہ محمود حموی، مولانا حمید الدین کرمتینی، مولانا نور الدین کرمتینی، مولانا سید احمد کرمتینی، شیخ حسن نسفی، شیخ تاج الدین نسفی اور شیخ علی خواجہ نسفی۔

چونکہ ان حضرات کا ذکر علیٰحدہ علیٰحدہ نہیں مل سکا لہٰذا ان کے نام تبرکاً لکھ دیے ہیں۔

(آپ کا سالِ وصال ۷۱۸ھ ہے۔)

امیر شاہ

آپ امیر کلال کے تیسرے بیٹے تھے۔ صحرا سے نمک لاتے اور فروخت کر کے اپنی روزی کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ کے باپ نے آپ کی تربیت اپنے خلیفہ شیخ یادگار کے سپرد کی تھی۔

Marfat.com

امیر عمر

آپ امیر کلال کے چوتھے بیٹے ہیں۔آپ کے باپ نے آپ کی تربیت اپنے ایک خلیفہ شیخ جمال الدین دہستانی کے سپرد کی تھی۔آپ کا اکثر وقت احتساب میں گذرتا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر دھیان رکھتے تھے۔بے حد غیور تھے۔اور فرماتے تھے: کہ اکابر نے کہا ہے کہ جب گائے کا سر کٹانے کا وقت آجائے تو اس گروہ کے خرمن میں آجاتی ہے۔اور جب سیڑھی کے جلنے کا وقت آتا ہے تو اُس طائفہ کی دیوار سے آلگتی ہے۔اور جس کو نیست و نابود کرنا ہوتا ہے اسے اس طائفہ میں دراندازی پہ لگا دیتے ہیں۔

مولانا عارف دیک کرانی

آپ امیر کلال کے چار خلفاء میں سے دوسرے خلیفہ ہیں۔آپ کا مدفن دیک کران میں ہے جو قصبہ ہزارہ کا ایک گاؤں ہے۔جولبِ دریائے کوہک واقع ہے۔وہاں سے شہر بخارا نو فرسنگ شرعی ہے۔آپ کی قبر گاؤں سے باہر ہزارہ کے راستے پر ہے۔

امیر کلال فرماتے ہیں: کہ میرے اصحاب میں سے خواجہ بہاؤ الدین اور مولانا عارف جیسا کوئی نہیں۔

آپ نے فرمایا: جو کوئی اپنے پیر کا دروازہ بند کر لیتا ہے۔اس کے لیے دوزخ تیار ہے۔اور جو کوئی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا مطالعہ کرتا ہے اس کے لیے بہشت تیار ہے۔

مولانا درویش ادر سکنی

امیر خرد وابکنی کے تابعین میں سے تھے۔اور مولانا عارف دیک کرانی کے قریبی تھے۔ذکر میں مشغول رہتے تھے۔مولانا عارف آپ کے پاس گئے۔اور ذکرِ جہر سے منع فرمایا۔ آپ نے ان کی بات نہ مانی۔اور ذکر جاری رکھا۔آخر مولانا عارف کی کرامات سے تیسری دفعہ ان کی بات مانی۔اور ذکرِ جہر کرنا چھوڑ دیا۔

Marfat.com

مولانا امیر اشرف بخاری

آپ مولانا عارف دیک کرانی کے پہلے دو خلفاء میں سے ہیں۔ کہ جو مولانا کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ اور طلباء کو ارشاد کرتے تھے۔

امیر اختیار الدین دیک کرانی

آپ مولانا عارف دیک کرانی کے خلیفۂ دوم تھے۔ اور ان کے بعد مریدوں کے ارشاد پر مامور تھے۔

شیخ یادگار کن سرونی

آپ امیر کلال کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ آپ کن سرون نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ جو بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ امیر کلال نے اپنے تیسرے فرزند امیر شاہ کی تربیت آپ کے سپرد کی تھی۔ اور امیر شاہ ان کے ذریعے عالی درجہ تک پہنچے۔

شیخ جمال الدین دہستانی

آپ امیر کلال کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ اور ان کے فرمان پر ان کے چوتھے فرزند امیر عمر کے مربی ہوئے۔

شیخ محمد حفیظ

آپ امیر کلال کے اکابر اصحاب سے ہیں۔

کتاب ''مقاماتِ امیر کلال'' کے آخر میں مذکور ہے کہ جب امیر کلال دنیا سے رخصت ہوئے تو سب مریدین شیخ محمد حفیظ کے گھر آئے۔ اور کہا کہ آج آپ امیر کی جگہ ہیں۔

آپ نے فرمایا: جو چیز آپ مجھ سے طلب کر رہے ہیں، وہ ان کے فرزند امیر حمزہ کے پاس ہے۔ چنانچہ سب اصحاب امیر حمزہ کے پاس آئے۔ اور ان کی ملازمت و خدمت اختیار کی۔

Marfat.com

امیر کلال واشی

آپ امیر کلال کے اجلہ مریدوں میں سے ہیں۔آپ گاؤں واش کے رہنے والے تھے۔ جو بخارا شہر سے تین فرسنگ دور ہے۔آپ امیر کلال کے بعد مریدوں کی تربیت اور طالبان کی تعلیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

خواجہ علاؤ الدین غجدوانی نے خواجہ بہاؤ الدین کے پاس حاضر ہونے سے پہلے ذکر کی تعلیم امیر کلال واشی سے لی۔خواجہ علاؤ الدین کہتے ہیں کہ میں سولہ سال کا تھا، جب میں امیر کلال واشی کی خدمت میں پہنچا۔انہوں نے مجھے ذکرِ خفی میں مشغول کیا۔اور فرمایا: کہ کوشش کرو کہ تمہارے ہمزاد اور ہم نشین کو بھی خبر تک نہ ہو۔اور اگر تم سمجھو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چل گیا ہے تو تکیہ لو اور اس پر سو جاؤ۔

میں نے کئی بار ایسا کیا۔اور عظیم ریاضت کی تو میرے وجود میں کمزوری پیدا ہو گئی۔ میری ماں نے مجھ سے اس کمزوری کی وجہ پوچھی اور کہا کہ اگر تو نہیں بتائے گا تو میرا دودھ تم پر حلال نہیں۔لاچار مجھے بتانا پڑا اور میری والدہ اس طریقے میں مشغول ہو گئی۔میں نے بڑی بے چینی سے امیر کلال کو یہ حال بیان کیا۔تو انہوں نے فرمایا کہ اسے بھی اجازت دیتے ہیں۔ایک دن میرا بھائی صحرا میں تھا۔مجھے والدہ نے بلایا اور کہا پانی گرم کرو اور دیگ کو پاک کرو۔چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔تو انہوں نے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑھی۔پھر مجھے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔جب میں مشغول ہوا تو وہ بھی مشغول ہو گئیں۔اور ایک ساعت کے بعد جان بحق تسلیم کی۔

(امیر کلال واشی کا سالِ وصال ۸۱۶ھ ہے۔)

شیخ شمس الدین کلال

آپ امیر کلال کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔آپ کا نام ''مقاماتِ حضرت خواجہ

Marfat.com

بہاؤالدین'' میں مذکور ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ امیر کلال کی خدمت میں ان مذکور عزیزوں کے علاوہ دیگر اصحاب بھی تھے۔ مثلاً خواجہ وارزونی، مولانا جلال الدین کشتی، مولانا بہاؤالدین طوایسی، شیخ بدرالدین میدانی، مولانا سلیمان کرمتینی، شیخ ایمن کرمتینی اور خواجہ محمد وابکنی۔ یہ تمام اصحاب عالم فاضل اور عارفِ کامل تھے۔ چونکہ ان کے احوال اور افعال کے بارے میں کوئی چیز میری نظر سے نہیں گذری اس لیے سند کے طور پر ان کے نام تبرکاً لکھ دیے ہیں۔

مولانا بہاءالدین قشلاقی

آپ کی ولادت قشلاق، خواجہ مبارک قرشوی میں ہوئی جو مضافاتِ ولایت بخارا میں ہے۔ یہ جگہ شہر بخارا سے بارہ فرسنگ پہ ہے۔

آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین کے شیخ صحبت اور حدیث کے استاد ہیں۔ مولانا عارف دیک کرانی کے والد ہیں۔ مولانا عارف امیر کلال کی ملاقات سے پہلے ان کے مرید تھے۔

شیخ فیض اللہ

آپ شیخ رکن الدین ولد قطب المشائخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خلفاء سے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے ''فتاویٰ صوفیہ'' مشائخ میں معروف ہے۔

شیخ احمد غوری

آپ بھی جناب کرامت مآب غوث الاولیاء شیخ رکن الدین ولد شیخ المشائخ حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خلفاء میں سے ہیں۔

شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی کتاب ''الاوراد'' کی شرح آپ نے کی۔ جس کا نام ''کنز العباد'' ہے۔ اور یہ عارفین کا وظیفہ ہے۔

ابوالمکارم رکن الدین علاوالدولہ

Marfat.com

آپ کا نام احمد بن محمد البیا مانکی ہے۔ دراصل آپ سمنان کے بادشاہوں سے تھے۔ پندرہ سال کی عمر میں بادشاہِ وقت کی خدمت میں ملازمت کی۔ بادشاہ کی دشمنوں سے ایک جنگ میں آپ کا جذبہ بیدار ہوا۔ اور ۶۸۷ھ میں بغداد میں شیخ نورالدین عبدالرحمٰن کسرقی کی صحبت میں پہنچے۔ وہاں سے واپسی کے وقت حجازِ مقدس گئے۔ اور ۶۸۹ھ میں آپ کو اذنِ ارشاد ہوا۔ اور ۷۲۰ھ میں خانقاہِ سکاکیہ میں ۱۶ سال میں ایک سو چالیس چلے کیے۔ اور پوری زندگی میں ایک سو تیس چلے اور بھی کیے۔

جب آپ کی عمر ۷۷ سال ہوئی تو بروز جمعرات ۲۲ رجب ۷۳۶ھ میں آپ برجِ احرار صوفیہ میں واصل بحق ہوئے۔ اور قطب الزماں عمادالدین عبدالوہاب کے روضہ میں دفن ہوئے۔

کہتے ہیں: آپ نے زندگی کے آخری ایام میں خواب میں دیکھا کہ روزِ قیامت ہے اور ان کے سارے اعمال، اذکار توجہات اور مراقبات کو دیکھا گیا، مگر ایامِ وزارت میں ایک مظلوم کی جو اعانت کی تھی وہ تمام اعمال سے بھاری تھی۔

کہتے ہیں کہ: مولانا نظام الدین ہروی جو اس دور کے دانشمندوں میں سے تھے انہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور لکھ بھیجا کہ آپ کافر ہو۔ آپ نے وہ تحریر دیکھی تو بہت روئے اور خود سے مخاطب ہو کر کہا، اے نفس! میں تمہیں ستر سال سے کہہ رہا ہوں کہ تو کافر ہے لیکن تُو مانتا نہیں تھا۔ اب تو کوئی شبہ نہیں رہا کہ تم پر مسلمانوں کے امام اور مفتی جہاں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ گردن جھکا اور اب اس کے بعد مجھے تکلیف نہ دینا۔ اور یہ رباعی کہی:

رباعی

ترجمہ:۔ میرا نفس غیر شیطانی نہیں ہے
اور مجھے اس کے برے فعل سے پشیمانی نہیں ہے
میں نے اسے ہزار بار تلقین کی کہ ایمان لے آؤ

Marfat.com

مگر اس کافر کو مسلمانی کا بھید نہیں

فائدہ: ایک درویش نے شیخ سے سوال کیا کہ جب بدن کو خاک میں کوئی ادراک نہیں ہے اور بدن اپنے روح سے جدا ہو چکے ہیں ۔ اور عالمِ ارواح میں حجاب نہیں ہے ۔ تو کیا ضرورت ہے کہ روح واپس اس خاک میں آئے ۔ اور کیا فائدہ کہ ہر وہ مقام جہاں توجہ کی جائے بزرگ بھی وہاں ہو جو کہ خاک میں چلا گیا۔

شیخ نے فرمایا: کہ بہت فائدہ ہے۔ ایک تو یہ کہ جب کوئی کسی کی زیارت کو جاتا ہے۔ تو جتنا زیادہ جائے گا اس کی اتنی ہی توجہ بھی زیادہ ہو گی ۔ اور جب خاک میں پہنچے گا تو اس کی حِسِ مشاہدہ بڑھ جائے گی ۔ اور اس کی خاک اور حِس ہی مشغول ہو گی تو وہ کُلی طور پر متوجہ ہو کر زیادہ فائدہ دے گی ۔ دوسرا یہ کہ اگر چہ ارواح کو حجاب نہیں ہے ۔ اور اس کے لیے سارا جہاں ایک ہے ۔ لیکن وہ بدن جس کے ساتھ ستر سال اس کی صحبت رہی وہ اسی کے ساتھ محشور ہو گا ۔ اور حشر کے بعد ابدالآباد تک اُسی میں رہے گا ۔ چنانچہ کسی دوسری جگہ کی نسبت اس کی اس جگہ پہ نظر اور تعلق زیادہ ہو گا ۔

پھر بیان کیا! کہ ایک بار میں حضرت جنید کی خلوت میں گیا اور اس کی خلوت میں بہت ذوق ملا ۔ صرف اس وجہ سے کہ اس خلوت میں جنید موجود ہوتے تھے ۔ جب ان کی خلوت سے باہر آ کر ان کے مزار پر گیا تو ذوق نہ پایا ۔ اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کیا ۔ آپ نے فرمایا: کہ وہ ذوق جنید کے سبب سے پایا کہ نہ ۔ میں نے عرض کیا، ہاں پایا ۔ انہوں نے فرمایا: کہ جنید جس جگہ چند بار رہے وہاں ذوق حاصل ہوا ۔ جس بدن میں وہ ہمیشہ رہے وہ اس جگہ سے اولیٰ ہے ۔ اور ذوق زیادہ حاصل ہو گا ۔ مگر شاید آپ کو مشغولیت کی وجہ سے ان کے مزار پر توجہ کرنے میں تقصیر ہوتی ہو ۔ کیونکہ جو خرقہ اہلِ دل پہنتے ہیں اس کا ذوق مشاہدہ کیا جا سکتا ہے ۔ بدن تو خرقہ سے نزدیک تر ہے ۔ لہٰذا اس کی زیارت کے فوائد زیادہ ہیں ۔ جیسا کہ اگر کوئی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے یہاں توجہ کرے تو فائدہ پائے گا ۔ لیکن اگر کوئی مدینہ پہنچ جائے تو آنحضرت

Marfat.com

ﷺ کی روحانیت اس کے جانے اور راستے کی تکلیف سے باخبر ہے۔ اور جب وہ وہاں پہنچتا ہے۔ اور اپنی حس سے روضۂ پاک آنحضرت ﷺ دیکھتا ہے اور کلی طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ تو یہاں کی نسبت اسے وہاں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

نکتہ: فرمایا، لوگ عجب اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ درویش کو محتاج ہونا چاہیے۔ نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ اس دنیا کو اور اس دنیا کی نعمتوں کو ان کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔ بلکہ وہ اپنا مقصود اپنی آفرینش کو جانتے ہیں۔ نہ کہ آخر کو۔ شیخ مجدالدین کی خانقاہ کے دسترخوان کا ایک سال کا خرچ دوسو ہزار دینار زرِ سرخ تھا۔

شیخ صدرالدین موسیٰ نبیرۂ شیخ زاہد

آپ اپنے والد کے بعد تقویٰ و طہارت کے سجادہ پر متمکن ہوئے۔ اس دور کے بادشاہ مثلاً جانی بیگ خان اور اس کا بیٹا تردی بیگ خان اور امیر تیمور گورگان آپ کے نیاز مند تھے۔ اور آپ سے یمن و برکت حاصل کرتے تھے۔

کتاب ''صفوت الصفا'' میں لکھا ہے کہ جس روز شیخ زاہد نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح شیخ صفی سے کیا نکاح کی مجلس میں آپ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔ آپ کے مریدوں نے اس قیام کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: کہ مجھے اپنی بیٹی بی بی فاطمہ کا بیٹا دکھایا گیا۔ میں اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا تھا۔ وہ میرا اور صفی کا قائم مقام ہوگا۔

جب شیخ صدرالدین نے رحلت فرمائی تو شیخ خواجہ علی کو ان کا قائم مقام مقرر کیا گیا۔ شیخ خواجہ علی زندگی کے آخری ایام میں عازمِ حج ہوئے تو شیخ ابراہیم کو مسندِ ارشاد پر بٹھایا۔ اور خود صوفیہ کے ایک گروہ کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ حج ادا کرنے کے بعد واپس آتے ہوئے راستے میں بیمار ہوئے اور رحلت فرما گئے۔

شیخ ابراہیم نے منصبِ خلافت اپنے بیٹے جنید کے سپرد کی اور فوت ہو گئے۔ سلطان جنید جب مسندِ ارشاد پر بیٹھے تو تھوڑے ہی وقت میں آپ کے پاس خاص و عام کا ایک اژدھام

Marfat.com

جمع ہونے لگا۔ میرزا جہان شاہ فرمانروائے عراق اور آذربائیجان کو اپنے زوال کا خدشہ لاحق ہونے لگا تو اس نے حکم کیا کہ آپ اردبیل چلے جائیں۔ مگر سلطان جنید علاقہ بکر کی جانب متوجہ ہوئے۔

علاقہ بکر کے حاکم ابوبکر نے اپنی بیٹی خدیجہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد صوفیہ کے ایک گروہ کو ساتھ ملا کر جہاد کے لیے کرجستان کا رخ کیا۔ وائی شروان امیر خلیل اللہ نے انہیں سرِ راہ آلیا اور دورانِ جنگ قتل کر دیا۔ ان کے بعد صوفیہ نے سلطان حیدر کے دامن میں پناہ لی۔ جو سلطان جنید کی اولاد اور امیر حسن بیگ کے بھانجے تھے۔ اور ان کی متابعت اختیار کر کے انہیں مسندِ خلافت پر بٹھایا۔

سلطان حیدر ناجی سر پر بارہ ترکی کلاہ سرخ رکھتا تھا۔ جو بھی اس کی ارادت میں آتا، اس کے سر پر اسی طرح کی کلاہ رکھتا تھا۔ جب امیر حسن بیگ نے میرزا جہان شاہ اور میرزا سلطان ابوسعید پر فتح حاصل کی۔ تو اخلاص کے طور پر انہوں نے اپنی حقیقی بیٹی حلیمہ بیگی آغا کو سلطان حیدر کے نکاح میں دیا۔ اور اس کے بطن سے اعلیٰ پائے کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ان میں شاہ اسمٰعیل ماضی کے عظیم بادشاہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے خاندان میں سلطنت کی بنیاد رکھی۔

شیخ اوحدالدین اصفہانی

نفحات میں لکھا ہے؛ کہ سننے میں آیا ہے کہ وہ اوحدالدین کرمانی کے اصحاب میں سے ہیں۔ کیونکہ یہ نسبت انہی پر مبنی ہے۔ آپ کی ایک مثنوی ''جامِ جم'' کے نام سے معروف ہے۔ جو حقائق و معارف پر مشتمل ہے۔ نیز دیوان اور ترجیعات بھی ہیں۔

مثنوی (ترجمہ)

اوحدی نے ساٹھ سال سختی دیکھی
پھر جا کے کہیں نیک بختی کا چہرہ ایک رات دیکھا

Marfat.com

ہماری گفتگو مجازی نہیں ہے
آنکھیں کھول کے دیکھ یہ بازی نہیں ہے
میں کئی سال فلک کی طرح گھوما ہوں
پھر کہیں جا کے آسمان کی طرح دیدہ ور ہوا
میں نے سر کے پاؤں بنا کے کئی چلّے کیے
اور اپنے نفس کو ذلیل کیا
میں بازار سے باہر رہا ہوں
اور خلوت میں اپنے یار کے ساتھ
میریٰ سلوت (کذا) کا جمال کسی نے نہیں دیکھا
اور نہ کسی نے میری خلوت میں راہ پایا
میرا دل اپنے دوست سے پیوستہ ہے
اور درد و سوز کی گرد میرے سر میں ہے

آپ کی قبر مراغۂ تبریز میں ہے۔آپ کے لوحِ مزار پر آپ کی تاریخِ وفات ۷۳۸ھ درج ہے۔

خواجہ قطب الدین یحییٰ جامی نیشاپوری

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔آپ جامی الاصل ہیں۔مگر آپ کی ولادت نیشاپور میں ہوئی۔

آپ ظاہری و باطنی علوم میں معروف تھے۔
شیخ رکن الدین علاؤالدین سمنانی، شیخ صدرالدین اردبیلی، شیخ صفی الدین اردبیلی اور شیخ شرف الدین کے صحبت یافتہ تھے۔سات بار حج کیا۔
کہتے ہیں: ایک روز صحرا میں بکریاں چرا رہے تھے۔کہ آپ کو حج کا شوق غالب ہوا۔

Marfat.com

آپ نے یہ رقعہ اپنے اصحاب کے نام لکھا۔ کل ایک گروہ کے ساتھ شادی اور خوشی سے صحرا کی طرف گیا تو بھیڑ کا ایک نومولود بچہ دیکھا۔

بیت (ترجمہ):

دوستوں کے ساتھ ایک باغ میں گیا
تو بے خبری سے ایک پھول پر نظر پڑی
میرے محبوب نے بڑی محبت سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے
کہ میرے رخسار تو ادھر ہیں اور تو پھول کو دیکھ رہا ہے

اچانک اللہ کی غیرت ایک پردے سے بولی کہ " لا تدع مع الله "یعنی "اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو" یہ سنتے ہی جذباتِ حق تعالیٰ میں سے ایک جذبے نے میرے دل کی گردن میں کمند ڈال دی اور فرمایا:

مصرعہ (ترجمہ)

اگر تو خوشی سے نہیں آتا تو تجھے بالوں سے پکڑ کے لے آئیں۔

چنانچہ نہ واپس وطن لوٹے اور نہ صحرا کو دیکھا اور صرف اس اشارے پر کہ "لوگوں کو حج کی طرف بلاؤ" آپ خانہ کعبہ کی طرف چل پڑے۔

بیت (ترجمہ)

صاحبِ کمند کے پیچھے کیوں نہ چلے
وہ ہرن بے چارہ جس کی گردن اسیر ہے

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ کا شمار اقطاب میں ہوتا ہے۔ آپ کا وصال ۷۴۰ھ میں ہوا۔ اور فیروز آباد کے دروازے کے باہر مدفون ہیں۔

شیخ جمال الدین باکلنجار

Marfat.com

آپ اپنے وقت کے مشہور بزرگ ہیں۔آپ کا وصال ۷۵۰ھ میں ہوا۔

آپ کہتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ:۔اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے''۔یقین نہیں ہے بجز عیانِ قدیم۔نیت عیان عین قدیم، بغیر صورت عمل عبادت ہے۔اور نیت جو کہ عمل سے بہتر ہے وہ یہ ہے صورتِ عمل بے نیت، عیان عین قدیم عبادت نہیں بلکہ رسم و عادت ہے۔طالب وہ ہے جسے بغیر عیانِ قدیم کچھ اور مطلوب نہ ہو۔اور جو کچھ عیان عین قدیم ہے وہ اس کے سامنے محال اور باطل ہے۔

شیخ عبداللہ بلیانی کہتے ہیں: کہ آپ میرے والدِ محترم ضیاء الدین مسعود کے پاس تھے۔میری آواز بہت اچھی تھی۔میں بچپن میں اپنی جمعیتِ خاطر کے لیے بعض اوقات ذکر کے دوران مترنم آواز سے شعر پڑھتا تھا۔شیخ جمال الدین میری آواز سن کر خوش ہوتے تھے۔جب مجھے محسوس ہوا کہ وہ سن رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ایک دن مجھے کہنے لگے، اے شیخ! ایسا کیوں کرتے ہو۔مجھے نیم بسمل کر کے رکھ دیا۔اس طرح نہ کرو۔درویشوں کی خاطر کا لحاظ رکھا کرو۔میرے باپ نے بھی مجھے یہی فرمایا۔

امام عبداللہ یافعی یمنی

آپ کا نام ابوالسعادات عفیف الدین عبداللہ ابن اسعد یافعی یمنی نزیل حرمین شریف ہے۔

اپنے وقت کے بزرگ مشائخ میں سے تھے۔ظاہری و باطنی علوم کے عامل تھے۔آپ درج ذیل کتابوں کے مصنف تھے، مرأۃ الجنان، عبرۃ الیقظان فی حوادث الزمان، روض الریاحین فی حکایت الصالحین، در النظیم فی فضائل قرآن العظیم۔ان کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف بھی ہیں۔آپ نے تاریخ مرأۃ الجنان میں ۷۵۰ھ تک کے حوادث سپردِ قلم کیے ہیں۔اس کے بعد معلوم نہیں کہ آپ زندہ رہے کہ نہیں۔

Marfat.com

شیخ نصیرالدین محمود

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے مشہور ترین اور اعظم ترین خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ اپنے شیخ کے راز دان اور وارثِ احوال ہیں۔

شیخ نظام الدین اولیاء کے بعد دہلی کی ولایت آپ کو ملی۔آپ کا طریقہ فقر اور صبر تھا۔

آپ ''چراغِ دہلی'' کے نام سے معروف ہیں۔

آپ کا وصال ۷۵۷ھ میں ہوا۔

خواجہ ضیاء نخشبی

آپ بداؤن میں گوشہ نشین ہو کر یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔

کہتے ہیں: شیخ نظام الدین اولیاء کے دور میں تین ''ضیاء'' تھے۔ایک ضیاء سنامی جو آپ کا منکر تھا۔دوسرے ضیاء الدین برنی جو آپ کے مرید اور معتقد تھے۔تیسرے ضیاء نخشبی جو نہ منکر تھے اور نہ معتقد۔

آپ شیخ فرید نبیرۂ سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوری کے مرید تھے۔

آپ کی وفات ۷۵۱ھ میں ہوئی۔

سلطان المحققین امیر کبیر نصیرالحسینی مکی

آپ اصل مکہ معظّمہ کے رہنے والے تھے۔شیخ نصیرالدین محمود کے صحبت یافتہ تھے۔

سید محمد حسینی

آپ کا لقب گیسو دراز ہے۔آپ شیخ نصیرالدین چراغِ دہلی کے اعظم خلفاء میں سے ہیں۔

آپ کو گیسو دراز اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کے گیسو بہت لمبے تھے۔ایک دن چند

Marfat.com

پیر بھائیوں کے ساتھ اپنے شیخ کی پالکی اٹھا کر جا رہے تھے کہ آپ کے گیسو پالکی میں الجھ گئے۔ لیکن شیخ کے ادب اور محبت میں اس طرح مستغرق تھے کہ اپنے بال پالکی سے باہر نہ نکالے اور اسی طرح ایک طویل سفر طے کیا۔ جب شیخ کو ان کی اس تکلیف کا پتہ چلا تو اسی وقت یہ شعر پڑھا۔

شعر (ترجمہ)

جو کوئی سید گیسو دراز کا مرید ہوگا

واللہ یہ جھوٹ نہیں کہ وہ پاک باز ہوگا

مشائخِ چشت کے درمیان آپ کا مشرب خاص تھا۔ اور اسرارِ حقیقت کے بیان میں آپ کا ایک مخصوص طریقہ تھا۔ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ دکن چلے گئے اور اس علاقے میں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

سید گیسو دراز کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

سید محمد جعفر مکی الحسینی

توحید اور تفرید میں آپ عالی مقام رکھتے تھے۔ آپ افراد اولیاء سے تھے۔ آپ کی تصنیف ''بحر المعانی'' معروف ہے۔ جو معارف و حقائق پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے مزید دو کتابیں لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ مسمّٰی بہ دقائق المعانی اور حقائق المعانی۔ آپ نے اپنے مکاتیب میں اپنی سیر و سیاحت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے کوہِ قاف میں صفوان بن قصی کو دیکھا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور آپ نے مجھے درازیٔ عمر کی دعا دی۔ میں صاحب الزمان کا منتظر ہوں۔

نسبِ اہلِ بیت پر آپ کی کتاب ''بحر الانساب'' ہے۔

شیخ نجم الدین محمد بن محمد ادکانی

آپ شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ کے مرید ہیں۔

Marfat.com

آپ اسی سال کی عمر میں ۷۷۸ھ میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔اور اسفرائن کے علاقے میں ایک حصار میں مدفون ہوئے۔

مولانا جلال الدین محمود زاہد مرغانی

آپ علوم ظاہری کے لیے مولانا نظام الدین ہروی کے شاگرد تھے۔آپ نے زہد و تقویٰ اور پاکیزگی اور طہارت میں بڑی جدو جہد کی۔

ایک دفعہ آپ کے دہقانوں میں سے کسی نے آپ کو بتائے بغیر زراعت کے وہ آلات استعمال کر لیے جو آپ نے وقف کیے ہوئے تھے۔جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس زراعت سے حاصل شدہ تمام غلہ فقراء اور مستحقین میں تقسیم کر دیا۔

ایک بار ہرات کے بادشاہ نے اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی کسی کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بطورِ نظر بھیجی مگر آپ نے قبول نہ کی۔تھیلی لانے والے نے کہا کہ اگر واپس لے جاؤں گا تو بادشاہ کو افسوس ہوگا۔آپ یہ فقراء میں تقسیم کر دیں۔آپ نے فرمایا یہ کام بھی تم خود ہی انجام دو، لیکن شرط یہ ہے کہ بتا کر تقسیم کرنا کہ یہ تھیلی کہاں سے آئی ہے اور رقم کس نے بھیجی ہے۔ وہ شخص اشرفیوں سے بھری تھیلی مدرسہ میں لے گیا اور بتایا کہ رقم ہرات کے بادشاہ نے مولانا جلال الدین محمود زاہد مرغانی کی نذر کی تھی، مگر آپ نے قبول نہیں فرمائی۔اب میں یہ آپ لوگوں میں تقسیم کرچاہتا ہوں۔یہ سن کر کسی نے بھی وہ ہدیہ قبول نہ کیا۔

آپ کا وصال ۷۷۸ھ میں ہوا۔

میر قوام الدین المعروف بہ میر مزدک

آپ حضرت حسین اصغر بن امام ہمام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ خراسان چلے گئے۔اور وہاں سے عز الدین سوغندی کے مرید ہوئے، کافی مدت وہاں منازلِ سلوک طے کرتے رہے۔اور پھر اپنے اصلی وطن مازندران لوٹ آئے۔آپ ۷۶۰ھ میں

Marfat.com

وہاں کے فرماں روار ہےاور تقریباً بیس سال اسی طرح گذارے۔

۷۸۰ھ میں آمل میں فوت ہوئے۔اور وہیں دفن ہوئے۔ان کے بیٹے سید کمال الدین ان کے بعد جانشین ہوئے۔اوران کے دوسرے بھائی سید رضی الدین بن سید قوام الدین والیِ آمل تھے۔

شیخ محمد خلوتی

آپ سے سلسلۂ طریقت خلوتیہ منسوب ہے۔آپ کی نسبت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ہے۔ان کی نسبت عمار یاسر اللہ لیسی سے، ان کی شیخ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی سے اوران کی نسبت امام احمد غزالی سے ملتی ہے۔

اسی طریقہ کے اعمال کی بنیاد ان باتوں پر ہے کہ معاشرتی رسم ورواج اور عادات و رسومات سے الگ تھلگ رہنا۔البتہ بعض معاملات میں نرمی اختیار کرنا جن سے واجبات کی ادائیگی ہو سکے، مثلاً بیت الحرام میں عورتوں کے ساتھ نماز ادا کرنا جبکہ عورتوں کو مسجدوں میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم نہیں ہے، اورزیب وزینت کر کے مردوں میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔تلاشِ معاش اوراسباب کی کوشش ترک کرنا، رب تعالیٰ کی بندگی اور عبادت خشوع و خضوع سے کرنا، اوران کا اکثر معمول ذکر خفی کرنا اورحی وقیوم کا ذکر دائماً کرنا۔

شیخ سیف الدین خلوتی

آپ شیخ محمد خلوتی کے مرید ہیں۔جب آپ خوارزم میں ذکر میں مشغول ہوتے تو آپ کی آواز چار فرسخ تک سنائی دیتی تھی۔

آپ کا مزار، خلوتیان کے مزار میں گازرگاہ کے پل کے قریب ہے۔آپ کی وفات ۷۸۳ھ میں ہوئی۔

امیر سید علی بن شہاب بن محمد ہمدانی

Marfat.com

آپ نے شروع میں شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ المزدقانی کی خدمت میں آغازِ سلوک کیا۔ بعدازاں شیخ تقی الدین علی دوستی سے روشِ طریقت سیکھی اور عرفانِ طریقت حاصل کیا۔ مگران کے بعد آپ پھر شیخ شرف الدین محمود سے جا ملے۔

آپ نے پوچھا کہ کیا حکم ہے؟ فرمایا: پوری دنیا گھومو۔ چنانچہ آپ نے تین بار پوری دنیا کا چکر لگایا۔ اور دورانِ سفر ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ سے ملے۔ اوران میں سے ایک بار ایک ہی مجلس میں چار سو ولی اللہ دیکھے۔

آپ کی نسبت کی سند اس طرح ہے۔

آپ کی نسبت شیخ زین الدین خوافی سے ملتی ہے، وہ شیخ عبدالرحمٰن قریشی کے مرید تھے۔ وہ شیخ جمال الدین یوسف بن عبداللہ کورانی عجمی کے مرید تھے، ان کی نسبت شیخ نجم الدین محمود اصفہانی سے، ان کی نسبت شیخ عبدالصمد نطنزی سے، ان کی نسبت شیخ نجیب الدین علی بن بزغش شیرازی سے، اور وہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید تھے۔

آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔ ازانجملہ: کتاب اسرار النقط، شرح اسماء اللہ، شرح فصوص الحکم، شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ اور ذخیرۃ الملوک مشہور ہیں۔

آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ ولایت کابل کے علاقہ ختلان میں مدفون ہیں۔

روایت ہے کہ الجایتو سلطان نے جب اپنے دورِ حکومت میں اپنی آخری آرام گاہ بنوائی، تو حکم جاری کیا کہ ملک کے تمام مشائخ، علماء، فضلا، سادات اور نامور لوگ جمع ہوں۔ اور جو کچھ ان کے روحانی فیوض و برکات ہیں، انہیں اس روضہ میں تحریر کریں، تاکہ اس سے اس عالی قدر محل کی زیب و زینت میں اضافہ ہو۔ امیر سید علی اس وقت سات سال کے تھے۔ اوران کے ماموں انہیں اپنے کندھوں پر اُٹھا کر اس مجلس میں حاضر ہوئے۔ مجلس میں شامل تمام حضرات آیات واحادیث نقل فرما رہے تھے۔ امیر سید علی انہیں یاد کرتے رہے، اور گھر آ کر انہیں ترتیب دے کر کتاب لکھ ڈالی، جس کا نام ''اورادِ فتحیہ'' رکھا۔

Marfat.com

طریقۂ ھمدانیہ آپ سے منسوب ہے۔

طریقۂ ھمدانیہ میں اپنے اخلاق کو سنتِ مطہر ﷺ کے مطابق ڈھالنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ زہد و ریاضت اور تقویٰ کے لیے بہت محنت کرتے ہیں، زیب و زینت کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ زبان بند کر کے حلق میں ذکر کرتے ہیں، کانوں کو بند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ اللہ کے ننانوے نام ہاتھوں کے اشاروں سے لکھ کر پڑھتے ہیں۔ اور پڑھتے ہوئے اپنے ماتھے کو تحریک دیتے ہیں۔

مخدوم جہانیاں

آپ کا نام جلال الدین ولد سید احمد فقیر بن سید جلال سرخ بخاری ہے۔

مکہ میں امام عبداللہ یافعی کی صحبت میں رہے۔ واپسی پر دہلی میں حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے سلسلۂ چشتیہ کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ دوسری بار جب حجازِ مقدس گئے، تو حرمِ نبوی میں شیخ الاسلام سند المحدثین عفیف الدین عبداللہ المطری سے خرقۂ تبرک حاصل کیا۔ دو سال ان کی صحبت میں رہے۔ پھر شیخ کے حکم پر گاذرون میں شیخ امام الدین (شیخ الاسلام امین الحق والدین کے بھائی) سے سجادہ اور مقراض (قینچی) چلانے کی اجازت حاصل کی۔ اور شیخ رکن الدین بن شیخ صدرالدین بن شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی سے خرقۂ ارادت پا کر تکمیل کی۔

سلطان محمد تغلق نے آپ کو منصبِ شیخ الاسلامی اور سندِ خانقاہ محمدی دے کر سیوستان (سیوھن) اور اس کے مضافات آپ کو عطا کیے۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد ہی آپ سب کچھ ترک کر کے کعبہ شریف چلے گئے، اور جب واپس آئے تو سلطان فیروز کی ارادت مندی کے باعث اُوچ شریف سے دہلی تشریف لے گئے۔ آخر کار اوچ شریف میں آپ کا وصال ہوا۔ سالِ وفات ۷۸۵ھ ہے۔

آپ کو مخدوم جہانیاں اس لیے کہتے ہیں کہ ایک بار عید کے دن آپ شیخ بہاءالدین کے روضۂ اقدس میں گئے اور عیدی کی التماس کی۔ آواز آئی کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو مخدومِ

Marfat.com

جہانیاں کیا ہے۔یہی آپ کی عیدی ہے۔پھر آپ شیخ صدرالدین کے روضے پر حاضر ہوئے۔ وہاں پھر آپ نے یہی سنا۔چنانچہ جب باہر آئے تو ہر ایک آپ کو اسی خطاب سے پکارنے لگا۔

مولانا روح الدین

ابوالمکارم محمد بن ابی بکر البلدی۔

شیخِ عالم، مفسر شیخ جنید شیرازی نے اپنی کتاب شرح مزاراتِ شیراز میں لکھا ہے کہ مولانا روح الدین سال ہا سال جامع عتیق میں درس دیتے رہے۔ان کی وفات کے چند روز بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا، تو آپ نے فرمایا: کہ علماء کے درجات ہیں۔انبیاء اور علما کے درجات میں تفاوت نہیں، صرف ایک درجہ کا فرق ہے۔

آپ ۷۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

مولانا زین الدین ابوبکر تائب آبادی باخرزی

علومِ ظاہری میں آپ مولانا نظام الدین ہروی کے شاگرد ہیں۔طریقت میں آپ اویسی ہیں۔اور شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی کی روحانیت سے فیض یافتہ ہیں، آپ تیس سال ننگے پاؤں تائباد سے چل کر شیخ الاسلام کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے رہے۔اور شیخ الاسلام کے روضہ پر ایک ہزار ختم شریف پڑھا۔ پھر آپ کو اشارہ ہوا کہ مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کے درِاقدس پر حاضری دیں، چنانچہ آپ وہاں حاضر ہوئے، اور مشہد میں بابا محمد طوسی کو دیکھا۔

غوث المتاخرین سید محمد نور بخش نے آپ کو ابوطاہر خوارزمی کا مرید لکھا ہے۔اور وہ مرید عبداللہ عبدالہادی کے، اور وہ مرید شیخ علاءالدین سمنانی کے۔

خواجہ بہاءالدین نقشبند نے آپ کو دیکھا، اور فرمایا: کہ آپ ایک سمندر کی مانند ہیں۔

آپ کا وصال ۷۹۱ھ میں ہوا۔

خواجہ بہاءالدین نقشبند

Marfat.com

آپ کا نام محمد بن محمد البخاری ہے۔

آپ کی ولادت ماہ محرم ۷۱۸ھ میں عزیزان کے عہد میں ہوئی۔ اور ایک قول کے مطابق عزیزان کی وفات ۷۲۱ھ میں ہوئی۔

حضرت خواجہ بہاء الدین کا مولد و مسکن ''قصرِ عارفان'' میں ہے۔ جو بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔

خواجہ محمد سماسی کے منظورِ نظر تھے۔ آپ نے خواجہ بہاء الدین کو اپنا فرزند بنا لیا تھا۔ ظاہری تعلیم و تربیت آپ نے امیر کلال سے حاصل کی۔ مگر حقیقت میں آپ کی نسبت اویسی ہے، اور آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روحانیت سے بہرہ یاب تھے۔

روایت ہے کہ آپ نے امیر کلال کے بعد سات سال مولانا عارف دیک کرانی کی صحبت میں گزارے۔ پھر قثم شیخ اور خلیل اتا کے پاس پہنچے۔ بارہ سال آپ حضرت خلیل اتا کی خدمت میں رہے۔

خواجہ محمود انجیر فغنوی سے امیر کلال کے زمانہ تک سلسلۂ خواجگان میں ذکر خفی کو ذکر جلی میں جمع کرتے تھے۔ انہیں اس سلسلہ میں علانیہ خوانان کہا جاتا ہے۔

جب خواجہ بہاء الدین کے ظہور کا زمانہ آیا، تو جو کوئی امیر کلال کی صحبت میں آپ کو دیکھتا، وہ کنارہ کر جاتا، آپ نے کبھی کوئی غلام یا کنیز نہ رکھی۔ آپ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بندگی اور خواجگی راس نہیں آتے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا سلسلہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا سلسلہ سے کوئی کہیں نہیں پہنچتا۔

آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا آمِنُوْا بِاللّٰہ ۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہر طرفۃ العین میں اپنے طبعی وجود کی نفی کرنی چاہیے اور اپنے معبود حقیقی کا اثبات کرنا چاہیے۔

شیخ جنید قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ساٹھ سال ہوئے جب میں ایمان لایا۔

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں۔لا الہ طبیعت کی نفی ہے۔اور الا اللہ معبود بحق کا اثبات ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ خود مقامِ فاتبعونی پہ لاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ذکر کا مقصود یہ ہے کہ کلمۂ توحید کی حقیقت کو پہنچے۔اور حقیقتِ کلمۂ توحید یہ ہے کہ ماسوائے کلمہ کلی طور پر نفی ہو زیادہ کہنا شرط نہیں ہے۔آپ فرماتے ہیں: کہ حضرت عزیزان فرماتے تھے: کہ اس طائفہ کے سامنے زمین ایک دسترخوان کی مانند ہے۔مگر ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کی طرح ہے، کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں ہے۔

آپ کی خدمت میں آکر لوگوں نے کرامت طلب کی، آپ نے فرمایا ہماری کرامات ظاہر ہیں، کہ گناہ گار ہونے کے باوجود ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے جنازے کے آگے کون سی آیت پڑھیں۔آپ نے فرمایا: آیت پڑھنا تو بہت بڑا کام ہے۔صرف یہ شعر پڑھ دینا:

شعر (ترجمہ)

تمام آفاق میں اس سے خوبتر کون سا کام ہے
دوست اپنے دوست کے پاس جارہا ہے، اور یار، یار کے نزدیک

پھر فرمایا میرے جنازے کے آگے یہ شعر پڑھنا۔

شعر (ترجمہ)

تیرے کوچے میں ہم مفلس آئے ہیں
اللہ کے لیے اپنے چہرے کا جمال دکھادے

مولانا جمال الدین خالدی سے پوچھا گیا کہ خواجہ بہاء الدین کے طریقہ سلوک کی نسبت متاخرین مشائخ میں سے کس سے ملتی ہے۔آپ نے فرمایا، وہ باتیں تو متقدمین والی کرتے ہیں۔دوسو سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے کہ اس نوع کی ولایت کے آثار متاخرین

Marfat.com

مشائخ میں کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔

آپ کا وصال ۷۹۱ھ میں ہوا۔

شمس الدین محمد حافظ الشیر ازی

آپ کا لقب لسان الغیب ہے۔آپ حقیقتاً اسرارِ لاریب کے ترجمان تھے۔یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کس پیر کے دستِ بیعت تھے۔مگر آپ کا کلام صوفی مشرب کے طائفہ سے تعلق رکھتا ہے۔چنانچہ نفحات الانس میں آپ کے احوال تحریر ہیں۔

آپ ۷۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

سید فخر الدین

آپ کے والد کا نام میر قوام الدین المعروف بہ میر بزرگ ہے۔آپ سید عزالدین کے مرید تھے۔اپنے والد کے دور سے ہی آپ رسم دار تھے۔آپ کا وصال ۷۹۲ھ میں ہوا۔

مولانا ظہیر الدین خلوتی

آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔

مولانا زین الدین ابوبکر تائب آبادی فرماتے ہیں کہ مولانا ظہیر الدین کی مثل زیرِ فلک میں کسی اور کو نہیں جانتا۔

آپ شیخ سیف الدین خلوتی کے مرید ہیں۔اور آپ ساتوں قرأتوں کے قاری تھے۔وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے استاد کو تمام قرآن کریم سنایا،تو حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خواب میں دیکھا،آپ نے فرمایا اے ظہیر الدین مجھے قرآن کریم سناؤ،چنانچہ اول تا آخر میں نے آپ ﷺ کو سنایا۔

ایک بار آپ چلہ نشین ہوئے۔اور پورے چلہ میں چار بار افطار کیا۔یعنی ہر دس دن بعد گندم میں اُبلے ہوئے پانی سے افطار کیا۔

Marfat.com

آپ کا وصال ۸۰۱ھ میں ہوا۔ آپ کی قبر اپنے شیخ کے قریب مزارِ خلوتیاں میں ہے۔

سید جلال الدین

آپ اپنے عہد کے بہت بڑے پیر اور امیر تیمور گورگانی کے مقتدا و پیشوا تھے۔ امیر تیمور کا اقبال آپ کی دعاؤں اور توجہ کے باعث تھا۔

شیخ محمد

آپ امیر حمزہ کے معاصر تھے۔ اپنے وقت کے بزرگوں میں سے تھے۔

بابا ماچین

آپ ماچین کے بزرگ تھے۔ صاحبِ کشف و یقین، مرجع کامل محققین، آپ ماچین سے ولایت شاش میں آکر تاشقند میں مقیم ہو گئے تھے۔ شیخ برہان الدین آبریز آپ کے مرید تھے۔

مولانا جانی رومی

آپ اجل اور معروف مجذوبوں سے تھے۔ بڑے اکابرین کے مرجع اور خاص و عام کے ملجاء تھے۔

مولانا ناصر بخاری

آپ کمال درجہ کے مجذوب تھے، سید قاسم تبریزی نے آپ کو دیکھا، اور آپ کے معتقد ہوئے۔

میر دیوانہ سبزواری

سید قاسم تبریزی نے آپ کو دیکھا اور تعریف کی۔ ایک روز ان کے دل میں خیال آیا کہ کیا یہ بہتر ہیں یا بابا محمود طوسی، مجذوب آپ کی باطنی سوچ سے مشرف ہوئے اور سید کی طرف

Marfat.com

منہ کر کے فرمایا: بابا محمود میرے ترکش میں ایک تیر کی طرح ہے۔ سید قاسم سبزوار سے بابا محمود کے پاس طوس جا پہنچے۔ اور میر دیوانہ کی بات دل میں لائے، بابا محمود آپ کے خیال سے آگاہ ہوئے اور فرمایا وہ ایک تیر ہے جو بے پر و پیکان ہے۔

مولانا محمود حصاری

اہلِ حال بزرگوں میں سے ہیں۔ شیخ زین الدین کے خلیفہ ہیں۔

درویش عبدالرحیم

آپ بھی شیخ زین الدین کے خلفاء میں سے ہیں۔

شیخ فخر الدین نوری

آپ اکابرزادوں سے ہیں۔ اور گروہِ صوفیہ میں بیٹھتے تھے۔

ایک روز حضرت عزیزان سے آپ نے پوچھا کہ روز اول جب اللہ تعالیٰ نے سوال پوچھا ''الست بربکم ''تو سب نے جواب بلیٰ دیا۔ روز ابد کو سب لوگ لمن الملک نہ کہیں گے۔ آپ نے فرمایا روز ازل تکالیف شرعیہ تھیں۔ اور شرع میں قال ہے۔ روزِ ابد تکالیفِ شرعیہ رفع کرنے کا دن ہے۔ اور ابتدائے عالم حقیقت ہے۔ اور حقیقت میں قال نہیں ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس روز حق سبحانہٗ وتعالیٰ خود جواب ارشاد فرمائے گا: للہ الواحد القہار۔

قثم شیخ

آپ احمد یسوی کے خاندان سے ہیں۔ ترک مشائخ سے ہیں۔

جب امیر سید کلال نے خواجہ بہاء الدین کو فرمایا کہ اب آپ کو اجازت ہے، جہاں سے بھی آپ کے مشامِ جان کو خوشبو ملے ترک وتاجیک میں جا کر تلاش کرو، حاصل کرو۔ تو آپ قثم شیخ کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ نے خواجہ بہاء الدین کو فرمایا کہ میرے نو بیٹے ہیں۔ آپ دسویں

Marfat.com

ہیں، اوران سب پر مقدم ہیں۔

قثم شیخ حد درجہ کی بے تعلقی اور بیگانگی رکھتے تھے، آخر بخارا کے جنگلوں میں نکل گئے۔ اور دیوانوں کی طرح باتیں کرتے تھے۔ایک دن جنگل سے آئے اورایک دکان پر بیٹھ گئے، آپ کے بیٹے، مریدین اور متعلقین وہاں سب ان کے پاس جمع ہو گئے۔آپ نے سب سے کہا، کہ میرے انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے، میرے ساتھ مل کر کلمۂ توحید پڑھیں۔

چنانچہ آپ نے کلمہ شریف پڑھا اور سب حاضرین نے بھی پڑھا۔اور آپ نے اسی وقت جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

خلیل اتا

خواجہ بہاءالدین فرماتے یں کہ ابتدائے حال میں ایک رات میں نے خواب دیکھا، کہ حکیم اتا جو ترک کے اکابر مشائخ میں سے ہیں، نے مجھے ایک درویش کی سفارش کی۔ جب بیدار ہوا تو اس درویش کی شکل وصورت مجھے یاد تھی، میں نے اپنی دادی سے اپنا خواب بیان کیا۔

انہوں نے فرمایا: آپ کو ترک مشائخ سے فیض حاصل ہوگا۔ میں نے اس درویش کو ڈھونڈنا شروع کیا، ایک روز بخارا کے بازار میں ان سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے انہیں پہچان لیا۔اوران کا نام دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: خلیل اتا۔ وہاں ان سے گفتگو کا موقع نہ مل سکا، جب میں اپنے گھر پہنچا، تو رات کو ان کی جانب سے اک درویش آیا اور مجھے ان کے پاس لے گیا۔ میں نے چاہا کہ اپنا خواب بیان کروں۔مگر انہوں نے پہلے خود ہی وہ سب کچھ بیان فرما دیا۔ ان کی صحبت میں مجھے عجیب وغریب مشاہدات ہوئے، اور بہت فیض حاصل ہوا۔ کچھ عرصہ بعد خلیل اتا ماوراءالنہر کے حاکم بن گئے۔اور میں اسی طرح ان کی خدمت میں تھا، کبھی نرمی اور کبھی سختی سے مجھے آدابِ خدمت سمجھاتے تھے۔ میں چھ سال ان کی خدمت میں رہا۔ اوران کی سلطنت کے زوال تک میں اپنے مقصد تک پہنچ چکا تھا۔اور بخارا کے ایک گاؤں ''ریورتون'' میں آ کر مقیم ہوگیا۔

Marfat.com

ابوالبرکات تقی الدین علی دوستی سمنانی

آپ شیخ رکن الدین علاء الدولہ کے اصحاب میں سے ہیں۔

ایک دن شیخ رکن الدولہ نے فرمایا: کہ جب سالک تجلی کسی صورت میں دیکھے، تو تجلی صوری ہوگی۔ کیونکہ حق تعالیٰ صورت سے منزہ ہے۔ مگر تجلی کو حق سمجھنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ نے درخت سے سنا ''انی انا اللہ'' یعنی میں تیرا اللہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ درخت خدا تھا، تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بات خدا نے نہ کہی تھی، تو پھر بھی کافر ہو جائے گا۔ پس تجلی صوری کے بارے میں اعتقاد اس طرح کا ہونا چاہیے۔ اس روز اخی علی دوستی بھی مجلس میں موجود تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے علی دوستی کا واقعہ بہت پسند ہے۔ جو میں درویشوں کے ثباتِ اعتقاد کے لیے بیان کرتا ہوں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے امسال اخی علی دوستی پر ایک بار کل موجودات کی صورت میں تجلی فرمائی۔ بعد ازاں تسبیحِ حق تعالیٰ کی صورتِ لفظی کو تنزیہی شکل میں ان کی زبان سے اس طرح جاری فرمایا۔ آپ نے کہا کہ خود حق تعالیٰ نے اپنی تجلی کے بارے میں پوچھا، کہ کیا مجھے تو نے دیکھا ہے۔ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: کہ یہ سب کچھ آپ نے کیا دیکھا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ آپ کے آثار وافعال اور صورتِ صفات کو دیکھا۔ اور تُو تو تمام صورتوں سے منزہ ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ کا جواب پسند کیا۔ اور تعریف کی۔

شیخ کجج

آپ مدقق موحد، محقق سالک تھے۔ اور سلطان حسین اور ان کے بیٹے سلطان اویس ایلکانیان کے دورِ حکومت ۷۰۷ھ میں تبریز کے شیخ الاسلام تھے۔ اور ان کی اولاد میں امیر تیمور تک رہے۔

اخی علی مصری

Marfat.com

آپ روم اور شام کے شیخ تھے۔ بہت سے مریدین آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ مگر چونکہ آپ منصف مزاج انسان تھے۔ تمام مریدوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر آپ طالبِ حق ہیں، تو میں بھی طالبِ حق ہوں، مگر مجھے ابھی کوئی مرشد نہیں ملا۔ ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے اور لوگوں سے بھی سنا ہے کہ خراسان میں ایک کامل مرشد ہے۔ آئیں ہم سب چل کر ان سے ملتے ہیں۔ چنانچہ سب کو ہمراہ لے کر علاء الدین رکن الدولہ احمد بن محمد کی خدمت میں پہنچے۔

اخی احمد دہستانی

آپ شیخ رکن الدولہ کے مرید ہیں۔ شیخ نے چلّہ کی ۳۹ ویں شب میں خواب دیکھا کہ مسافروں کی ایک جماعت آئی ہے، ان میں ایک جوان ہے جو حق کا منظورِ نظر ہے۔ اور اسے میرے (اخی احمد کے) حوالہ کیا گیا ہے۔ آپ نے خادم کو فرمایا کہ مسجد میں جو بھی مسافر آئیں، انہیں میرے باہر آنے تک جانے نہ دینا۔ کل جمعہ کو میرا چلہ مکمل ہو جائے گا۔ چنانچہ چلہ کے بعد جب آپ مسجد میں آئے تو مسافروں کی ایک جماعت آپ سے ملنے آئی، مگر ان تمام لوگوں میں انہیں وہ صورت نظر نہ آئی جو خواب میں دیکھی تھی۔ آپ نے مسافروں سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور شخص بھی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہاں ایک ساتھی ہے جسے باہر ساز و سامان کے پاس کھڑا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اُسے بلاؤ، جب وہ آیا تو وہ وہی چہرہ تھا، جو خواب میں دکھایا گیا تھا۔ مجلس ختم ہوئی تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس شخص سے کہو کہ جماعت کو چھوڑ کر چند روز ہمارے پاس قیام کرے۔ جب خادم باہر اس کے پاس آیا تو اُسے کھڑا پایا۔ خادم نے پوچھا کیوں کھڑے ہو۔ اس نے کہا کہ اگر شیخ مجھے اپنی خدمت میں رکھ لے تو میں جماعت سے الگ ہو جاؤں۔ خادم نے بتایا کہ مجھے شیخ نے آپ کے پاس اسی لیے بھیجا ہے۔ چنانچہ وہ شیخ کی خدمت میں آ گیا۔ اور پھر وہ بنا جو کچھ بنا۔

شیخ علی فراھی

Marfat.com

آپ کے والد ''فرہ'' کے حکمران تھے۔ جب بوڑھے ہوئے تو اپنے بیٹے سے کہا کہ اب نظامِ حکومت آپ سنبھال لو، اور بادشاہ سے جا کر اپنی حکومت کا پروانہ لے آؤ۔ چنانچہ شیخ علی فراھی جب اپنے والد کے حکم سے روانہ ہوئے تو سمنان کے قریب ڈاکوؤں نے آگھیرا۔ اور آپ کے سب ہمراہیوں کو قتل کر دیا۔ اور آپ کو زخمی حالت میں مردہ سمجھ کر مقتولوں کے درمیان چھوڑ کر چلے گئے۔ شیخ رکن الدولہ کو مکاشفہ میں امر ہوا کہ آپ کو وہاں سے لا کر تربیت کی جائے۔ جب آپ گئے تو شیخ علی فراھی کو مردہ تصور کرتے ہوئے چھوڑ کر چلے آئے۔ مگر دوبارہ حکم ہوا، بالآخر جب تیسری بار حکم ہوا اور اس مقتل میں گئے، تو شیخ علی میں سانس کی رمق محسوس ہوئی، چنانچہ اٹھا کر اپنی خانقاہ میں لے آئے۔ جب آپ ٹھیک صحت مند ہو گئے، تو فرمایا کہ اب آپ جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔ شیخ علی فراھی نے عرض کیا کہ اب کہاں جاؤں، آپ کے بغیر کوئی جگہ میرے لیے جان بخش نہیں ہے۔ پس انہیں کے حضور رہ گئے۔ جہاں تک پہنچنا تھا پہنچ گئے۔

شیخ محمد فراھی

آپ ایک واسطہ سے شیخ علی فراھی کے مرید ہیں۔ آخری عمر میں حجِ بیت اللہ کو گئے۔ جب بنو جان پہنچے تو فوت ہو گئے۔ وہیں مدفون ہیں۔

کہتے ہیں: سفرِ حج کے دوران آپ ایسے شہر میں پہنچے جہاں پہ اوباش اور شرابی لوگوں کی کثرت تھی۔ جب آپ نے وہاں مراقبہ کیا تو اچانک نعرہ مارا۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا۔ کہ اس شہر کے بدقماش لوگوں کو مجھ پر منکشف کیا گیا، ان میں ایک انتہائی خوبصورت عورت کو دیکھا، میں نے عرض کیا اے خداوندا یہ عورت مجھے بخش دے۔ ندا آئی کہ ایسا کیوں نہیں کہا کہ تمہیں اس کو بخش دوں۔ اس عورت کو اسی وقت توبہ کی توفیق عطا فرمائی گئی۔

امام رفیع الدین

آپ کا نسب آٹھ واسطوں سے شہاب الدین علی الملقب بہ فرخ شاہ کا نسب درمیانی

Marfat.com

پندرہ واسطوں سے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔آپ مخدوم جہانیاں کے مرید اور پیشِ امام تھے۔اصل سنام کے رہنے والے تھے۔اپنے پیر کے حکم سے ولایتِ سرھند کے پیر مخصوص ہوئے۔وہاں آپ کے بھائی فتح اللہ حاکم تھے۔جنہوں نے بغیر شناخت کے بے خبری میں بوعلی قلندر سے گراں خاطری کے باعث انہیں جنگلی جانوروں میں رکھا۔جب آباد نہ ہوسکا تو جا کر بوعلی سے معذرت کی،شہر آباد کیا،اور خود اس میں مقیم ہو گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

شیخ عبدالاحد والدِ شیخ مجدد الف ثانی کا نسب چار واسطوں میں ان سے ملتا ہے۔

شیخ یحییٰ

ولایت کے باب میں مشہور ہوئے ہیں۔

شیخ فیاضی

طلبہ کے لیے فیض بخش تھے۔

شیخ فیض اللہ

آپ شیخ ضیاءالدین عباسی کے بیٹے ہیں۔

شیخ حماد قریش

شیخ حماد قریش اور شیخ روح اللہ،امجد کی اولاد ہیں۔شیخ حماد قریش قطب المحققین ہیں۔اور قلعۂ موَ میں آسودۂ خاک ہیں۔

شیخ جمال درویش اُچی

آپ مخدوم جہانیاں کے خلفاء میں سے ہیں۔معروف صاحبِ کمال ہیں۔سلطان تغلق آپ سے کلی ارادت رکھتا تھا۔شیخ رکن الدین سے رنجشِ خاطر کی بنا پر اُچ میں وضو کرتے

Marfat.com

ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔آپ کا سالِ وصال ۷۳۵ھ ہے۔

شیخ محمود قطب

آپ آسمانِ عرفان کے قطب ہیں۔اورالور میں آسودۂ خاک ہیں۔

ان تمام صاحبِ کمال حضرات میں جتنے بھی مرید ہیں وہ مخدوم جہانیاں کے فیض یاب ہیں۔اوران کے علاوہ ان حضرات کو بھی آپ نے اپنے لطف وکرم سے نوازا:

شیخ احمد پتنی، شیخ شرف الدین مہابلی، تاج الدین بھکری، شیخ احمد شیرازی، شیخ سکندر مسعود، شیخ معلیٰ یحییٰ ابن علی اصغر، مخدوم سید شرف الدین یحییٰ اور مخدوم اخی جمشیدی وغیرھم، ان حضرات کے تفصیلی احوال نظر سے نہیں گذرے۔

مخدوم ناصر الدین محمود

آپ حضرت مخدوم جہانیاں کے فرزنداور جانشین ہیں۔کرامات میں بہت مشہور ہیں۔اوراہلِ ایقان کے مرجع ہوئے ہیں۔

سید راجو قتال

آپ کا نام صدر الدین میراں، آپ مخدوم جہانیاں کے بھائی ہیں۔آپ صاحبِ حالاتِ غریبہ اورتصرفات عجیبہ کے مالک تھے۔لوگوں کی ایک کثیر جماعت کو آپ نے درجۂ کمال تک پہنچایا۔اس جماعت میں یہ حضرات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں: شیخ مودود بن قاضی علم الدین اوران سے عبدالقادر شاہ شہید متوالی نہروجی، عارف بلوچ اسم باسمی، یہ سندھ کے بلوچوں میں سے تھے، قاضی نوراللہ شوشتری نے آپ کو دیکھا اورصاحبِ حال لوگوں میں آپ کا شمار کیا۔یہ آپ کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔

ضیاءالدین برنی

آپ تاریخ کی معروف کتاب ''تاریخ فیروز شاہی'' کے مصنف ہیں۔شیخ نظام

Marfat.com

الدین اولیاء کے مرید تھے۔امیر خسرو اور امیر حسن علا سجزی (اپنے پیر بھائیوں) کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔اپنی ارادت کے ابتدائی ایام میں علاقہ غور کے گاؤں نور میں سکونت رکھتے تھے۔لطافتِ طبع اور فن میں کمال کے باعث اس عہد کے بادشاہ سلطان محمد تغلق سے بھی دوستانہ مراسم استوار ہو چکے تھے۔لیکن فیروز شاہ تغلق کے دور میں قناعت کر کے گوشہ نشین ہو گئے تھے۔رحلت کے وقت دنیا میں مجرد اور منزہ تھے۔آپ کے جنازہ کے وقت سوائے ایک بوریا کے کچھ بھی پاس نہ تھا۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے روضۂ اقدس کے قریب اپنی والدہ بزرگوار کے قدموں میں دفن ہوئے۔

مولانا تاج الدین

آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے فیض یافتہ تھے۔

آپ کی قبر کہلوکری میں ہے جسے اب دہلی نو کہا جاتا ہے۔

مولانا حمید شاعر قلندر

آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہیں۔پہلے آپ مولانا برہان الدین غریب کی خدمت میں پہنچے، اور ان کے ملفوظات جمع کیے، بعد ازاں شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں آئے اور ان کے ملفوظات بھی جمع کیے، جن کا نام ''خیر المجالس'' رکھا۔

مولانا برہان الدین بلخی

آپ اکمل اولیاء میں سے تھے، ماسوای سے آزاد، اور خوارق و کرامات میں مشہور تھے۔ان کا ذوق انہیں دہلی لے آیا۔اپنے معتقدین کے دلوں کو نورِ ہدایت سے منور کیا۔اور ایک طویل عمر گذار کر فوت ہوئے۔

شیخ شرف الدین

شیخ شرف الدین بن یحیٰ منیری، ہندوستان کے معروف مشائخ میں سے ہیں۔آپ

Marfat.com

نے بہت عمدہ تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، جن میں آپ کے مکاتیب بالخصوص بہت مشہور اور لطیف تر ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ شیخ نظام الدین اولیاء کی زیارت کے لیے گئے، اتفاقاً وہ وصال فرما چکے تھے۔ شیخ نجیب الدین سہروردی نے دیکھا تو فرمایا اے درویش ادھر آ میں بڑی دیر سے آپ کے انتظار میں ہوں، میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے وہ آپ کے سپرد کرنی ہے۔ پس آپ کے مرید ہو گئے، اور پھر پایا جو پایا۔

آپ نے آگرہ کے بیابانوں اور دہلی میں کئی سال گذارے، آپ کی مزار منیر میں ہے۔ اور منیر علاقہ بہار (ھند) میں ایک جگہ ہے۔

مولانا خواجہ حسن سجزی دہلوی

آپ کا نام نجم الدین بن علاء الدین کاتب تھا، آپ خواجہ نظام الدین اولیاء کے مرید تھے۔ امیر خسرو کے ساتھ ان کا خصوصی تعلق قائم تھا محبت اور خلوص کا۔ آپ کے اشعار امیر خسرو سے زیادہ نمکین تھے، آپ کی شاعری شیخ سعدی کی روش پر تھی۔ آپ کو سعدیِ ہندوستان کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے شیخ کے ملفوظات جمع کیے۔ اور ''فوایدالفواد'' نام رکھا، امیر خسرو نے کہا کہ کاش میری ساری کتابیں ان کی ہوتیں، اور یہ کتاب میری ہوتی۔

آپ کے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

رباعی

یک حرفِ تو چہل صباح عالم را نور یک حرفِ تو ہشت خلد را مایۂ حور
حرفِ سیمین چہل ولی را دستور زان چار چہار رکن عالم معمور

زباعی

دارم دلی غمین بیا مرز و مپرس صد واقعہ در کمین بیا مرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بہ پرسی علمم ای اکرم اکرمین بیا مرز و مپرس

Marfat.com

شیخ حسام الدین ملتانی

جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے لوگوں کو دیوگیر کی طرف نکالا تو یہ گجرات چلے گئے۔ اور شہر پتن میں فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے۔

مولانا سراج الدین

آپ کا لقب اخی سراج ہے۔ آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد لکھنوتی چلے گئے تھے۔

مولانا فخر الدین زرادی

آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے مزیدوں سے ہیں۔

اباحتِ سماع میں آپ نے دو رسالے لکھے۔ اور ان کے مقدمے اصولِ فاقہ کے قاعدہ پر لکھے۔

مولانا علاء الدین نیلی

آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہیں۔ پیر کی اجازتِ خلافت کے باوجود اس کا چرچا نہ کیا۔

شیخ محمود

سندھ میں سمہ حکومت کے زمانے میں بہت بڑے عالم تھے، سیوستان کے رہنے والے تھے۔ آپ کی اولاد سے قاضی شرف الدین المعروف مخدوم راھو معروف ہوئے ہیں، جو راہِ طریقت میں بقعۂ سلوک کے نامداروں میں سے تھے۔

آپ کا بیٹا قاضی دتہ سیوستانی ہے۔

سید حسین خمک سوار گجراتی

Marfat.com

آپ صاحبِ ولایت وکرامت بزرگ تھے۔شیخ نظام الدین اولیاء کے مریدوں سے ہیں۔آپ کا مزار کچھ دیگر شہداء کے ساتھ کرد تیلی نام کے قلعہ کی بلندی پر ہے۔ جسے نارا گر بھی کہتے ہیں۔وہ جگہ عجیب باصفا اور حاضری کے لیے معروف ہے۔

کہتے ہیں کہ کفار سے جنگ کے دوران اس پہاڑ کی بلندی پر ایک سوار کھڑا تھا اور یہ آپ کی جلالت اور کرامت کا کمال تھا۔

شیخ عبداللہ غرجستانی

آپ شیخ رکن الدین علاء الدولہ کے اصحاب میں سے ہیں۔غرجستان کے رہنے والے تھے۔آپ ابھی چھوٹے تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔اور آپ کی والدہ نے اور شادی کر لی۔

ایک دن یہ امر واقعہ ہوا کہ آپ متوہم ہو کر گھر سے دوڑے اور گاؤں سے باہر چشمے پہ چلے گئے۔چشمے کے قریب ایک درخت تھا، اس درخت پر بیٹھ گئے۔اتفاقاً درویشوں کی ایک جماعت اس چشمے پہ آئی اور ان کا سایہ اس پانی میں دیکھا تو درویشوں نے انہیں درخت سے اتارا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ جب سمنان پہنچے تو شیخ علاء الدولہ سمنانی نے درویشوں کی جماعت سے آپ کو لے لیا اور آپ کی تربیت فرمائی۔ جب آپ مرتبۂ تکمیل کو پہنچے تو شیخ علاء الدولہ سمنانی نے آپ کو دعوت وارشاد کے لیے علاقہ طوس کے لیے نامزد کیا۔

جب آپ وہاں آئے تو بادشاہِ وقت نے استدعا کی کہ دشمنوں سے بعض جنگوں میں آپ ہمراہ چلیں۔ چنانچہ ایک جنگ میں آپ نے شہادت پائی۔آپ کا جسدِ خاکی طوس منتقل کیا گیا آپ وہیں مدفون ہوئے۔

بابا محمود طوسی

آپ شیخ عبداللہ کے مریدوں میں سے ہیں۔شیخ عبداللہ نے اپنے کافی مریدوں کو

Marfat.com

چلہ کشی کے لیے بٹھایا۔ اور خانقاہ کے خادم کو ایک دن فرمایا آج رات دو درویشوں پر روحانی واردات ہوگی۔ تم خیال رکھنا کہ وہ بے خود ہو کر خلوت سے باہر نہ آ جائیں۔ خادم حاضر تھا۔ کہ اچانک بابا محمود نعرہ لگاتے ہوئے باہر آ گئے۔ خادم نے ہندو الیاس کو پکڑ لیا مگر بابا جنگل کی طرف چل پڑا۔ ہندو کو تو افاقہ ہو گیا مگر بابا مغلوب اور مجذوب ہو گیا۔

اخی علی قتلق شاہ

آپ شیخ عبداللہ کے مریدوں سے ہیں۔ شیخ عبداللہ کو جب بادشاہ جنگ پہ لے جا رہا تھا تو انہوں نے فرمایا میں وہاں شہید ہو جاؤں گا۔ میرے بعد اخی علی کو میری جگہ بٹھانا۔ چنانچہ اسی عہد کے تحت آپ کو اپنے پیر کا جانشین بنایا گیا۔

شیخ حافظ بہاء الدین بن عمر ابردہی

آپ اخی علی کے مریدوں سے ہیں۔ آپ چھوٹے تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ آپ کو درزیوں کے پاس بٹھا دیا گیا۔ حضرت مولانا رضی الدین مایانی جو شیخ عبداللہ غرجستانی کے مریدوں سے تھے اور حضرت خضرؑ کے صحبت یافتہ تھے نے جب سنا کہ آپ کو درزیوں کے پاس بٹھایا گیا ہے تو آپ نے فرمایا جو درزیوں کے پاس ہے وہ خسارے میں ہے۔ اور آپ کو بلا کر طوس میں حافظ صالح کے سپرد کیا تا کہ آپ بھی قرآن کے حافظ ہو جائیں۔

حافظ بہاء الدین بن عمر فرماتے ہیں کہ اوائل میں جب مجھے راہِ خدا کے لیے داعیۂ سلوک پیدا ہوا اس وقت نیشاپور میں مولانا شمس الدین خلیفہ دعوت وارشاد میں مشغول تھے۔ اور ویرانہ کے راستے میں شیخ اخی علی تھے۔ میں نے ہر علاقے میں ان کا نام سنا تھا۔ میں متردد تھا۔ کہ کس کے پاس جاؤں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آیا اور مجھے پکڑ کر حضرت اخی علی کے پاس لے جا کے بٹھا دیا۔ اس سے مجھے سمجھ آئی کہ مجھے اخی علی کی خدمت میں جانا چاہیے۔ پس میں ان کی خدمت میں جا پہنچا۔

Marfat.com

خواجہ حمید الدین کہوار کر

آپ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ جل ذکرہٗ کے محبوبوں اور مجذوبوں میں سے تھے۔قریہ اسمٰعیل میں شیخ محمد خالد کی تربت کے سرہانے ایک پتھر پر بیٹھے اونچی باتیں کرتے تھے۔

آپ شیخ رضی الدین مایانی اور شیخ حافظ ابردہی کے معاصر تھے۔

مولانا رضی الدین علی مایانی

شیخ عبداللہ غرجستانی کے مریدوں سے تھے، اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔

شیخ صفی الدین گاذرونی کبیر

آپ کامل اولیاء سے تھے۔اوچ شریف میں وصال فرمایا۔آپ آٹھویں صدی کے دور میں تھے۔آپ کے پوتے صفی الدین صغیر ہیں۔دونوں بزرگ اپنے عہد میں صاحبِ عرفان تھے۔شیخ صفی الدین کبیر کی مرقد منورہ اوچ شریف میں مطافِ اہلِ اللہ ہے۔

گنج احمد

آپ گجرات (ھند) کے مشائخ میں سے ہیں۔حقیقت احمد کے گنج (خزانہ)، سرمدی معانی کے مخزن ہیں۔آپ کے دور کے سلاطین، امراء، اور اس کے علاقے کے چھوٹے بڑے سب آپ کے عقید تمند تھے۔

شیخ احمد کھتو

کھتو ایک قصبہ ہے ناگور کے علاقہ میں، آپ کی ولادت وہاں ہوئی۔

''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ آپ کے آباؤاجداد دہلی کے تھے۔اور آپ بچپن میں وہاں رہے۔ایک رات بہت تیز ہوا چلی، اور آپ کو اڑا کے وطنِ مالوف سے دور لے گئی۔

Marfat.com

کچھ عرصہ بعد آپ کھتو وارد ہوئے اور شیخ ابو اسحاق مغربی کے ہاتھ آ گئے۔ آپ نے جو بھی مقام پایا وہ شیخ ابو اسحاق کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ پھر وہاں سے آپ دہلی آ گئے۔ اور وہاں سے کچھ عرصہ کے بعد حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو سلطان مظفر سے دہلی میں سابقہ تعارف کے باعث اپنے ملک ''گجرات'' (ھند) میں سکونت پذیر ہونے کی خواہش کی۔ بالآخر آپ قصبہ سرگنج میں آ کر مقیم ہوئے، اور وہیں وفات پائی۔

کہتے ہیں کہ سلطان احمد بانیِ احمد آباد گجرات کو آپ سے بہت اعتقاد تھا۔ آپ کے اشارہ پر تین دیگر احمد نامی افراد: ۱:۔ احمد کبیر، ۲۔ گنج احمد اور ۳۔ احمد نعلبند کے ہمراہ احمد آباد کی بنیاد رکھی گئی۔ لوگوں میں یہ بات معروف ہے کہ سلطان احمد نے احمد آباد کو چار احمد نامی بزرگوں کی اعانت سے آباد کیا۔ چونکہ وہاں ایک جوگی رہتا تھا، جو نہیں چاہتا تھا کہ یہ شہر آباد ہو۔ وہ صاحبِ استدراج تھا۔ اس شہر کی تعمیر کے لیے دن بھر جو بھی کام ہوتا، رات کو منہدم ہو جاتا تھا۔ آخر یہ تمام بزرگواران، اس جوگی ''نانک ناتھ'' کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ تم کتنی دسترس رکھتے ہو، اس نے جواب دیا کہ ''میں زمین و آسمان کے اخبارات سے آگاہ ہوں'' لیکن امتحان کے طور پر میں ایک تنگ منہ والے کوزہ میں سے گذر سکتا ہوں۔ ان تمام بزرگوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس کوزہ میں داخل ہو کر دکھاؤ۔ جیسے ہی وہ کوزہ میں داخل ہوا۔ بزرگوں نے کوزہ کا منہ بند کر دیا۔ جوگی نے اعتراف کیا کہ آپ مجھ پر غالب ہیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ شہر آباد ہو، اب اگر اس شہر میں میرے نام سے بھی کوئی چیز موسوم کریں تو یہ شہر پائدار رہے گا۔ چنانچہ ابتدا میں ایک چوک اس کے نام سے ''چوک مانک'' مشہور و معروف تھا۔

شہر احمد آباد کی بنیاد کی تاریخ لفظ ''خیر'' (۸۱۰ھ) اور شاہی جامع مسجد کی تاریخ ''بخیر'' (۸۱۲ھ) ہے۔

احمد نعلبند

Marfat.com

آپ نعلبند بزرگ تھے۔محبتِ الٰہی کے راستے کی آتش میں جلنے والے خدمت گاری کے شہسوار، ملکِ معانی کے صاحبِ آگاہ، مذکورہ بالا تین احمد نام کے بزرگوں میں سے ایک تھے۔احمد آباد میں وصال فرمایا۔آپ کا مدفن احمد آباد کے بازار میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

عزیز بخاری

کتاب ''کشف الحقایق'' کے مصنف ہیں۔جو فاتحۃ الکتاب، دس رسالہ اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔یہ کتاب آپ نے بعض فقراء کی التماس پر ۶۷ھ میں لکھنا شروع کی۔کفار کی طرف سے غیر معمولی حالات پیدا ہو جانے کے باعث آپ ماوراء النہر کے علاقے میں چلے گئے: اور وہاں سے خراسان پہنچے۔اور اپنے نامکمل مسودہ کو ۶۸۰ھ میں مکمل کیا۔

جس رات آپ نے اگلی صبح کو اس کتاب کا مسودہ منظرِ عام پر لانے کا ارادہ فرمایا۔ اسی رات خواب میں رسولِ کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ نے فرمایا جب تک میری ہجرت کے ۷۰۰ سال نہ گذر جائیں، یہ مسودہ ظاہر نہ کرنا۔آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کتاب کے کچھ اقتباس تو لوگ اطراف میں لے گئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا جو مسودہ باقی بچا ہے اسے ساتویں صدی ہجری کے مکمل ہونے تک ظاہر نہ کرنا۔

شیخ حاجی محمد

آپ خبوشان کے رہنے والے تھے۔آپ کی نسبتِ ارادت چار واسطوں سے میر سید علی ھمدانی سے ملتی ہے۔

آپ کے ۳۷ خلیفہ صاحبِ ارشاد تھے۔جو خراسان میں بہت معروف ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں سے چند اسماء یہ ہیں:

۱:۔شیخ عمادالدین فضل اللہ: خراسان میں آپ اپنے وقت کے نامور مشائخ سے تھے۔

۲:۔مولانا محمد زاھد: آپ کئی سال بلخ میں عبادتِ الٰہی میں اور مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت میں

Marfat.com

مصروف رہے۔

۳:۔خلیفہ صدرالدین ھرکاوی: بلخ میں ایک دنیا کو فیض پہنچایا۔

شیخ نورالدین خوافی

آپ کا رجحان ماسوئی کی بجائے عبادت کی کثرت کی طرف تھا۔آپ کے نبیرہ شیخ عبداللطیف خوارزم میں منفرد مقام کے حامل تھے۔سلاطینِ وقت آپ کے معتقد تھے۔

مولانا تاج الدین

دشتِ کولکی کے رہنے والے تھے۔ بزرگ اولیاء میں سے ہیں۔مولانا یعقوب چرخی آپ کے خدمت گذار اور صحبت یافتہ تھے۔

شیخ سراج الدین پرمسی

پرمس ایک گاؤں ہے قصبہ ونکی کا، وہاں سے شہر بخارا تقریباً چار فرسنگ شرعی کے فاصلہ پر ہے۔

مولانا تاج الدین درغمی

اکابرِ زمان، ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔صاحبِ احوالِ عالیہ اور ظاہرہ کرامات کے مالک تھے۔آپ خواجہ عبیداللہ احرار کے اجداد میں سے ہیں۔

مولانا محمد بشاغری

سمرقند کے علاقے میں شمال مشرق کے درمیان بشاغر ایک گاؤں ہے۔وہاں سے شہر بارہ فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔اور حقیقت میں اویسی تھے ۔مولانا تاج الدین درغمی کے اقرباء میں سے تھے۔خواجہ محمد پارسا نے آپ کو دیکھا۔

خواجہ ابراھیم شاشی

Marfat.com

آپ خواجہ عبیداللہ احرار کے ماموں ہیں۔آپ عالم، عارف، صاحبِ وجد و ذوق تھے۔ابتدائے احوال میں آپ سید شریف جرجانی کی خدمت میں رہے، پھر خواجہ علاء الدین عطار سے فیض پایا۔

خواجہ عماد الملک

آپ فاضل و کامل شیخ تھے۔

آپ کے کلمات میں سے ہے کہ آپ نے فرمایا: مجموع احوال میں سے وجد سے استقامت بہتر اور محبوب تر ہے۔

مولانا مسافر

مشائخِ ترک کے سلسلہ میں سے آپ ایک عزیز تھے۔خواجہ عبید اللہ احرار ابتدائی چاعزی اور احوال میں آپ سے مصاحبت رکھتے تھے۔

پیر عزیزی

آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے چچازادوں میں سے تھے۔اور مولانا مسافر کے خلفاء میں سے تھے۔اپنے وقت کے معروف بزرگ اور اس سلسلہ سے انتساب رکھتے تھے۔

خواجہ شہاب الدین

آپ خواجہ عبیداللہ احرار کے جدِ پدری ہیں۔صاحبِ وجد اور کرامات وآیات کے مالک تھے۔مجذوبوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔کبھی زراعت اور کبھی تجارت میں مشغول ہوتے تھے۔اور سفر میں کسی ہمراہی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔اگر راستے میں کوئی لٹیرا یا ڈاکو آجاتا تو آپ مجذوبوں میں سے کسی کا نام لے کر پکارتے تو وہ آجاتے اور تمام معاملات خوب نمٹا دیتے۔

آپ کا شجرہ حضرت عون بن علی فرزند امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے اس طرح ملتا

Marfat.com

ہے۔ ''شہاب الدین بن محمد عبداللہ بن خواجہ قطب الدین یحی بن ناصر الدین محمد بن ظہیر الدین محمد بن وحید الدین بن رضی الدین محمد بن رشید الدین بن عبیداللہ بن خواجہ علاؤالدین احمد بن خواجہ بہاء الحق والدین بن امیر محمد جعفر بن میر محمود بن میر عبداللہ بن امیر ابراھیم بن امیر محمدی بن میر محمد عبداللہ بن امیر عمر بن امیر عون بن علی علیہ السلام'' واللعلم عنداللہ۔

کہتے ہیں جب آپ قریب المرگ تھے، تو اپنے بیٹوں محمد اور محمود کو بلایا، اور فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو لائیں۔ جب وہ لے آئے تو آپ نے بڑے بیٹے محمد کے بیٹوں اسحاق اور مسعود کو دیکھ کر فرمایا، کہ یہ بہت پریشانی دیکھیں گے، اور محمود کے بیٹے خواجہ عبیداللہ جو ابھی بہت چھوٹے تھے اور انہیں کپڑے میں لپیٹ کر لایا گیا، اسے دیکھ کر خواجہ شہاب الدین مسکرائے اور اپنے پوتے کو گود میں لے کر فرمایا جیسا بچہ میں چاہتا تھا وہ، یہ ہے۔ افسوس کہ میں اس کے ظہور کے دنوں میں نہیں ہوں گا، اور دنیا میں اس کے تصرفات نہیں دیکھ سکوں گا۔ جلد ہی یہ بیٹا عالمگیر شہرت پائے گا شریعت کو ترویج دے گا۔ اور طریقت کو رونق بخشے گا، سلاطینِ زمانہ اس کے تابعِ فرمان ہوں گے۔ اور اس کے حالات ابتداء سے انتہا تک ایک ایک کر کے مجملاً سب بیان فرمائے۔ پھر اس ننھے بچے کو سر و پا اور چہرے کو چوم کر واپس اس کے باپ کو دیا، اور وصیت ترتیب دی۔

خواجہ محمد شاشی

آپ خواجہ شہاب الدین کے برادرِ پدری تھے۔ طریقۂ ولایت کے ہر ذوق سے آپ کو حصہ حاصل تھا۔ خواجہ شہاب الدین فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے حکام میں سے خداداد حسینی سے میرے بھائی کوئی چیز قبول نہیں فرماتے تھے۔ میرے اور ان کے درمیان وجودی تعلق نہیں تھا۔ ہم ایک دوسرے کے مقاصد بغیر کسی قاصد اور پیغام کے معلوم کر لیتے تھے۔ اور جب وہ کوئی چیز قبول کر لیتے تو اختلاط پیدا ہو جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمارے درمیان روحانی تعلق مجروح ہوتا تھا۔ اور پھر ہمیں آپس میں قاصد کے ذریعے یا خط و کتابت کے ذریعے ایک دوسرے

Marfat.com

کو پیغام دینا پڑتا تھا۔

خواجہ محمود شاشی

آپ خواجہ شہاب الدین شاشی کے چھوٹے بیٹے اور خواجہ عبید اللہ احرار کے والد ہیں۔ آپ صوفیہ کے گروہ کا ذوق وشوق اور لطف بہت زیادہ رکھتے تھے۔ خواجہ عبید اللہ کا وجود رحمِ مادر میں منتقل ہونے سے پہلے آپ کو قوی جذبہ پیدا ہوا اور کئی مرتبہ مجاہدات اور ریاضاتِ شاقہ میں مشغول ہوئے۔ کم کھانا، قیام کرنا اور سکوت کرنا آپ نے اپنا لیا۔ اور خاص وعام سے ملنا جلنا ترک کر دیا۔ چار ماہ آپ اسی حالت میں رہے۔ جب خواجہ عبید اللہ آپ کے صلب سے اپنی والدہ کے رحم میں منتقل ہوئے تو پھر آپ کے جذبہ کو تسکین حاصل ہوئی۔

شیخ عبدالعزیز دیرینی

آپ معروف اولیائے کرام اور مشہور اصحابِ کمال سے ہیں۔ امام یافعی نے آپ کے بعض مریدوں سے آپ کی حکایات اور کرامات نقل کی ہیں۔

قطب الآفاق خواجہ اسحاق ختلانی

آپ سید علی ھمدانی کے مرید اور سید الاقطاب سید محمد نور بخش محمد بن حاجی سمرقندی کے مرشد تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ جب سید محمد نور بخش کی سیادت اور عالی مرتبہ خواجہ اسحاق ختلانی پر ظاہر ہوا تو انہوں نے اپنا دستِ بیعت ان کے ہاتھ میں دیا۔ اور کہا کہ میں بیعت کرتا ہوں۔ فرزندِ مصطفیٰ ﷺ محمد نور بخش کی اور یہ آیت پڑھی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ٥

اسی وقت شیخ کے دس مریدوں نے بھی سید کے ہاتھ پہ بیعت کی۔

Marfat.com

سید عزالدین سوغندی

خراسان میں اپنے زمانے میں آٹھویں صدی ہجری میں طلبائے حق کے مرجع تھے۔ آپ کے مرید مہر قوام الدین مرغشی جو بیس سال ماژندران کے فرمان روا تھے۔ ۷۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ اس علاقے کی فرمان روای آپ کی اولاد میں آ گئی۔

شیخ احمد

آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے خلیفہ تھے۔ خزانۂ جلالی آپ کی تصنیف شدہ کتاب ہے۔

شیخ فضل اللہ عباسی

آپ سید مخدوم جہانیاں کے مرید ہیں۔ اور کتاب جواہرِ جلالی کے مؤلف ہیں۔

Marfat.com

نواں معیار

نویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

شیخ ابوالعباس احمد بن فہد الحلی

آپ شیخ فاضل ابوالحسن بن خازن الحایری کے شاگرد تھے۔اور وہ شیخ سعید شہید محمد بن مکی صوفی مرتاض کے شاگرد تھے۔اور صاحبِ ذوق و حال تھے۔ایک سچے خواب میں آپ نے دیکھا کہ سید اجل میر مرتضٰی علم الدین نے اپنا ہاتھ حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں دیا ہوا ہے۔اور باہم آستانۂ حضرت امام علیہ السلام کی طرف راہ پہ چل رہے ہیں۔اور سبز ریشمی لباس پہنا ہوا ہے ۔شیخ آپ کے سامنے گئے اور سلام کیا۔اور جواب پایا۔سید مرتضٰی نے انہیں کہا:'' اھلاً بنا خیر ما اھل البیت ''۔اس وقت تصنیفات کے بارے میں پوچھا تو ان کے نام سن کر فرمایا : کہ ایسی کتاب تصنیف کرو جس میں مسائل آسان طریقے سے سمجھاؤ اور ان کے دلائل دو۔اور اس میں لکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ متقدس بکمالہٖ عن مشابھت المخلوقات ۔

جب شیخ بیدار ہوئے تو ان کے فرمان پر پورا عمل کیا۔اور کتاب کا خطبہ مکمل کیا۔اور پھر کتاب لکھی۔

یہ تمام افاضل آپ کے شاگرد ہیں۔سید محمد فلاح موسوی واسطی جو سلاطینِ مشعشع میں پہلے بادشاہ ہیں۔اور سید محمد نور بخش جو بزرگ صوفیوں میں سے ہیں۔

خواجہ علاؤ الدین عطار

آپ کا نام محمد بن محمد البخاری ہے۔آپ خواجہ بہاء الدین کے بزرگ اصحاب اور اکمل خلفاء میں سے تھے۔حضرت خواجہ اپنی زندگی میں بہت سارے طالبان کو تربیت کے لیے آپ

Marfat.com

کے سپرد کرتے تھے۔

قدوۃ العلماء المدققین سید شریف جرجانی کہتے ہیں: کہ جب تک میں شیخ زین العابدین علی کلال کی صحبت میں نہ پہنچا تب تک میں رقص سے ناواقف تھا۔ اور جب تک خواجہ علاؤ الدین سے نہیں ملا خدا کو نہیں پہچانا۔

صاحبِ رشحات نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد کے تین فرزند تھے۔

۱۔ خواجہ شہاب الدین، ۲۔ خواجہ مبارک، ۳۔ خواجہ علاؤ الدین عطار

خواجہ محمد کے وصال کے بعد ان کے بیٹے علاؤ الدین نے اپنے باپ کی میراث سے کوئی چیز قبول نہ کی۔ اور تنہا بخارا کے ایک مدرسہ میں علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔

خواجہ بزرگ کی ایک چھوٹی بیٹی تھی، ان کی والدہ نے فرمایا: کہ جب یہ بالغ ہو تو مجھے مطلع کرنا۔ پس جب پتہ چلا تو خواجہ بزرگ ایک دم قصرِ عارفاں سے نکلے اور شہر آئے اور مدرسہ میں خواجہ علاؤ الدین کے حجرہ میں آ گئے۔ دیکھا کہ وہ پرانی چٹائی پہ پڑے سو رہے ہیں۔ اور دو پکی اینٹیں سر کے نیچے رکھی ہیں۔ ایک ٹوٹا ہوا لوٹا جس سے طہارت کرتے تھے پڑا تھا۔ خواجہ بزرگ کو دیکھ کے خواجہ علاؤ الدین عطار ان کے قدموں پہ جا گرے اور آداب بجا لائے۔ خواجہ نے فرمایا: میری ایک بیٹی اسی رات بالغ ہوئی ہے، میں اس بات پہ مامور ہوں کہ اسے تمہارے نکاح میں لاؤں۔ علاؤ الدین نے اپنے عجز کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اگرچہ یہ عظیم سعادت ہے، لیکن میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ اور حال یہ ہے جو آپ کو نظر آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا اور اس کا رزق اللہ کی بارگاہ میں مقرر اور مقدر ہے اس کی فکر نہیں ہے۔ پس وہ نکاح ہوا۔ اور خواجہ بزرگ، علاؤ الدین کو اس حجرہ سے گھر لے آئے۔ اور پھر ان کے دل سے مولویت کی رعونت ختم کرنے کے لیے یا کسی اور حکمت کے تحت آپ کو لکڑی کا ٹکرا دیا۔ کہ اس میں سیب یا دیگر پھل لے کر سر پر رکھ کر گلی کوچوں میں پھر کر بیچو۔ علاء الدین نے بسر و چشم یہ کام قبول کیا، اور انجام دیا۔ ان کے بھائیوں نے جب یہ دیکھا تو بے عزتی محسوس کی۔ خواجہ بزرگ کو جب پتا چلا کہ ان کے

Marfat.com

بھائی بے عزتی محسوس کرتے ہیں، تو امر کیا کہ ان کے گھروں کے قریب جا کر سیب فروخت کرو، جب علاءالدین نے ایسا کرنا شروع کیا، تو انہوںؒ نے بھی کراہت کرنا چھوڑ دیا۔ خوجہ علاؤ الدین اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر منزل تک جا پہنچے۔

خواجہ حسن عطار، خواجہ بزرگ کی بیٹی سے تولد ہوئے۔

خواجہ علاءالدین کی وفات ۸۰۲ھ کو ہوئی۔ اور چغانیان میں مدفون ہوئے۔

خواجہ حسن عطار

خواجہ حسن عطار ولد خواجہ علاؤ الدین۔

کہتے ہیں: بچپن میں آپ ایک روز ایک بچھڑے پر سوار ہو کر بچوں کے ساتھ مرزا کے باغ میں کھیل رہے تھے۔ آپ کے والد نے دیکھا تو فرمایا: کہ ایک وقت آئے گا جب سلاطینِ نامدار آپ کی رکاب پکڑیں گے۔ جب آپ درجۂ مشیخت کو پہنچے تو خراسان آئے۔ باغِ زاغان (غازان؟) میں مرزا شاہ رخ نے آپ کو دیکھا، تو ایک گھوڑا آپ کو نذر کیا۔ اور خود رکاب پکڑ کر آپ کو گھوڑے پر بٹھایا۔ مگر گھوڑا بدک گیا۔ تو بادشاہ کا ایک ہاتھ گھوڑے کی رکاب پہ تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں لگام تھی۔ اور تھوڑی دور تک اسی حالت میں ساتھ ساتھ بھاگ کر گھوڑے کو قابو کیا۔ خواجہ حسن عطار گھوڑے سے اتر آئے اور بخارا کی طرف منہ کر کے احتراماً کھڑے ہو گئے ،اور بچپن کا وہ واقعہ مرزا کو سنایا۔ وہ بھی یہ واقعہ سن کر تعظیم بجالایا۔

کہتے ہیں: خواجہ حسن عجیب و غریب جذبہ کے مالک تھے۔ جس کی طرف نگاہ کرتے وہ بے خود ہو جاتا تھا۔ ماوراءالنہر اور خراسان کے تمام علاقوں میں ان کے اس تصرف کا چرچا تھا، زائرین اور طالبانِ حق میں یہ بات مشہور تھی۔ جو آپ کی دست بوسی کرتا، پاؤں سے اکھڑ کر گرتا اور بے خود ہو جاتا۔ اور جو کوئی آپ کی صورت کا مراقبہ کرتا، جس صفت کا تصور کرتا، وہ اس میں بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ کی نظرِ کرم دوسروں میں بھی جذبہ پیدا کر دیتی تھی۔

آخری ایام میں خواجگان کے طریقہ کے مطابق بیماروں کی تیمارداری کو جاتے تو ان کی

Marfat.com

بیماری اپنے سر لے لیتے۔اور بیمار شفا پا جاتے۔حجازِ مقدس سے واپسی پر آپ شیراز آئے،تو وہاں ایک ایسے مریض کو دیکھا جو مہلک مرض میں مبتلا تھا۔آپ کی توجہ سے وہ شفا پا گیا،لیکن اس کا جان لیوا مرض آپ کو لاحق ہو گیا،اور آپ اسی مرض میں جہاں جاودان کی طرف چل بسے۔آپ کا جسدِ خاکی چغانیان لایا گیا،اور ان کے والد کے مزار کے نزدیک دفن کیا گیا۔

خواجہ یوسف عطار

آپ خواجہ حسن عطار کے بیٹے ہیں۔

آپ کی شیخ بہاءالدین عمر کے ساتھ خط و کتابت تھی۔ایک دن بہاءالدین عمر کی مجلس میں یہ بات چھڑ گئی کہ بعض اکابرِ طریقت ذکر کے وقت حبسِ نفس کو لازمی قرار دیتے ہیں۔اور اسے شرطِ ذکر کہتے ہیں۔شیخ نے فرمایا: کہ حبسِ نفس ہندو جوگیوں کا طریقہ ہے،اس طریقے میں جو شرط ہے وہ حصرِ نفس ہے،حبسِ نفس نہیں ہے۔یہ بات جب خواجہ حسن تک پہنچی کہ شیخ بہاء الدین عمر نے ایک طریقہ کی نفی ہے،تو ان کی خدمت میں لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے طریقہ حبسِ نفس کی نفی کی ہے۔اور فرمایا ہے مشائخِ طریقت میں سے کسی نے یہ طریقہ نہیں فرمایا۔حالانکہ یہ بات محقق اور منور ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ اور ان کے خلفا حبسِ نفس کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔آپ اس کی کیسے نفی فرماتے ہیں۔شیخ نے جواب میں اس کی وجہ بیان کی کہ اس نفی سے مقصود ان کے طریقہ کی نفی نہیں۔بلکہ اس کے اجمال میں اس کی سُستی کی نفی ہے۔

شیخ عبدالرزاق

آپ شیخ حسن کے اجل خلفاء اور مریدوں سے ہیں۔آپ کا طریقہ نسبتِ رابطہ تھا۔

مولانا حسام الدین پارسا بلخی

آپ خواجہ علاؤالدین عطار کے خلفاء سے ہیں۔ابتدائے احوال میں خواجہ بزرگ کی صحبت میں رہے۔پھر خواجہ بزرگ نے آپ کی تربیت خواجہ علاؤالدین عطار کے سپرد کر دی،

Marfat.com

جہاں آپ مرتبۂ کمال کو پہنچے۔

منقول ہے: کہ خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے ہیں: کہ میں مولانا یعقوب چرخی کی صحبت میں جانے کی نیت سے روانہ ہوا۔ بلخ میں خواجہ حسام الدین کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ طریقۂ خواجگان بیان کریں اور میں ان کا طریقہ قبول کروں۔ مگر میرے دل نے قبول نہ کیا۔ آپ نے مبالغہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا: کہ مجھے اجازت دو کہ طریقہ بیان کروں، کسی وقت آپ کے کام آئے گا۔ بہت سے لوگوں کی استعداد اسی نہج پر ہے، اس نسبت میں تھوڑے سے وقت میں اس قدر جمعیت حاصل ہو جاتی ہے کہ بہت سے اوقات میں بغیر اس نسبت کے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ طریقہ جاننا آپ کے لیے بھی ضروری ہوگا۔ اتفاقاً جب ہم تاشکند پہنچے تو وہاں ایک جماعت ایسی ملی، جس نے ہم سے خاص طریقہ جاننا چاہا۔ وہاں معلوم ہوا کہ مولانا حسام الدین نے صرف اس جماعت کے لیے اور اس موقع کے لیے وہ سب مبالغہ فرمایا تھا۔

مولانا ابوسعید

آپ خواجہ علاء الدین عطار کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں۔ اور ان کے بعد خواجہ حسن کی خدمت میں پہنچے۔ اور اپنی منزل پائی۔

شیخ عمر ماتریدی

آپ خواجہ علاء الدین عطار کے اصحاب میں سے ہیں۔ ان کی خدمت میں آپ کو قبولیت کا درجہ حاصل تھا۔ خواجہ احرار نے بھی آپ کی زیارت کی تھی۔ اور آپ سے نقل فرماتے ہیں: کہ عراق کے مشائخ نے خراسان کے مشائخ کو ایک خط لکھا کہ ہمیں وجد کے احوال ہیں۔ اور چند لفظ اہلِ مجاہدہ اور اہل مکاشفہ کے لکھے۔ مشائخِ خراسان نے اس صورتِ حال کو ماوراء النہر کے مشائخ سے بیان کیا، انہوں نے ترک کے مشائخ سے استفسار کیا۔ چنانچہ ترک مشائخ نے کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے، ہمارا جواب یہ ہے کہ سب ٹھیک ہیں، ہم غلط ہیں۔ ہم سب گند مند

Marfat.com

ڈھونڈتے ہیں۔یعنی اس طریقہ میں اصل کام اپنا نقصان یعنی نفیِ وجود ہے۔

مولانا احمد مسکہ

آپ حضرت خواجہ علاء الدین کے اجل اصحاب میں سے ہیں۔اوران کے آستانہ کے خاص ملازم اور خادم تھے۔

درویش احمد سمرقندی

آپ کی کنیت ابوالمیامن تھی، لقب جمال الدین، باپ کا نام محمد تھا۔آپ ظاہری طور پر شیخ زین الدین خوافی کے مرید تھے۔آپ کا اجازت نامہ ۸۲۱ھ کا تحریر شدہ ہے۔مگر حقیقت میں آپ کے وجود پر اہلِ توحید کا مشرب غالب تھا۔اور خاندان خواجگانِ نقشبند سے نسبت رکھتے تھے۔خراسان، عراق، حجاز، اور ماوراء النہر کے سفر سے قبل آپ علاء الدین عطار کی صحبت میں پہنچے۔اوران کی مجلس شریف سے کافی فیض پایا اور لطف اٹھایا۔ان کے وصل کے بعد آپ ہمیشہ ان کی صحبت ختم ہو جانے پر اظہار افسوس کیا کرتے تھے۔چنانچہ یہ بات ان کے مراسلات میں بھی موجود ہے۔

منہٗ (ترجمہ)

میرے عشق کے لیے دو جہان میں مکان ہی ظاہر نہیں
مجھے تعجب ہے اس کا نام ونشان ظاہر نہیں
میں نے اشارۂ ابرو اور ناز وادا سے دو جہاں کو اسیر کیا ہے
اے منکر تو جان لے کہ تیر وکمان ظاہر نہیں
چہرے میں آفتاب کی طرح ذرہ پہ ظاہر ہوں
ظہور کی غایت، عیان ہونا ظاہر نہیں
میں چاہتا ہوں کہ ہر زبان اور کان سے سنوں

Marfat.com

لیکن عجیب طُرفہ ہے کان وزبان ظاہر نہیں

سید شریف جرجانی

آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے مقبول ومنظورِ نظر تھے۔

صاحبِ نفحات الانس نے لکھا ہے: کہ اس فقیر نے بعض دوستوں سے سنا، کہ سید بارہا فرماتے تھے: کہ جب تک میں شیخ زین الدین علی کلال کی خدمت میں نہ پہنچا تھا، مجھے رقص کا علم نہیں تھا۔ اور جب تک خواجہ علاء الدین عطار سے نہ ملا، خدا کو نہیں پہنچانا تھا۔

خواجہ علاء الدین عطار نے آپ کو شیخ نظام الدین کی صحبت میں بھیجا تھا، تا کہ اس خاندان سے اپنی نسبت درست کریں۔

شیخ کمال خجندی

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ پُر تکلف شاعری میں مشغول رہتے تھے۔ خود کو اسی میں چھپا رکھا تھا۔ خواجہ عبیداللہ فرماتے ہیں، کہ کچھ عرصہ آپ علاقہ شاش میں رہے۔ میرے والد نے بتایا کہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ایک روز میں نے کہا کہ اے شیخ کمال! اگر تو وہ کھانا کھائے جس میں گوشت ہو، تو بہت اچھا ہو۔ اس وقت میرے پاس ایک بہت موٹی تازی گائے تھی۔ شیخ نے میری بات قبول فرماتے ہوئے کہا کہ اگر آپ اپنی گائے ذبح کر کے کھلائیں تو میں کھالوں گا۔ میں نے بغیر توقف کیے فوراً گائے ذبح کی، اور گوشت پکا کر پیش کیا۔ آپ نے میرا لحاظ کرتے ہوئے اُسے کھالیا۔

آپ نے تبریز میں جو خانقاہ بنائی، وہاں آپ کے وصال کے بعد دیکھا کہ وہ چٹائی جس پر سوتے تھے یا بیٹھتے تھے، اور پتھر جو بطور سرہانہ رکھتے، اور قرآنِ پاک ورحل کے علاوہ اور وہاں کچھ نہ تھا۔

آپ کا مزار تبریز میں ہے۔ اور لوحِ مزار پر یہ شعر تحریر ہے۔

Marfat.com

بیت (ترجمہ)

کمال ، تو کعبہ سے درِ یار پر گیا
ہزار آفرین کہ مردانہ وار پہنچا

آپ کا سالِ وفات ۸۰۳ھ ہے۔

مولانا فخر الدین پورستانی

ظاہری و باطنی علوم حاصل کرنے کے بعد آپ کو سلوک و عرفان کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ آپ اپنے کتابخانہ اور گھر کا دروازہ کھلا چھوڑ کر مصر چلے گئے۔ اور شیخ شی ءِ للّٰہ کے پاس جا پہنچے۔ ان کے وصال کے بعد طوس چلے آئے امام غزالی کی اولاد میں سے شیخ محی الدین طوسی کی صحبت اختیار کی۔ مگر جب مقصد پورا ہوتا نظر نہ آیا تو اخی قتلق شاہ کی اولاد کے پاس چلے گئے۔ جو چاہتے تھے، وہ وہاں بھی نظر نہ آیا۔ اخی قتلق شاہ کے بیٹوں نے کہا کہ آپ کو شیخ حافظ کے پاس جانا چاہیے۔

چنانچہ آپ ان کے پاس چلے گئے۔ ان کی زندگی تک آپ وہاں رہے۔ ان کے بعد ولایت جام میں آ گئے۔ جام مشائخ میں سے بھی کوئی ایسا نہ تھا جس سے وہ نسبت قائم کرتے، آخر آپ حرمین شریف تشریف لے گئے، زیارت سے مشرف ہو کر مصر آئے، اور وہیں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار امام شافعی کی قبر کے نزدیک قرافہ میں ہے، اور وہاں سید فخر الدین کے نام سے مشہور ہیں۔

خواجہ محمد پارسا

آپ کا نام محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری ہے۔

آپ خواجہ بزرگ کے خلیفۂ دوم کے اصحاب میں سے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ خواجہ بہاء الدین نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ آپ کو ''برخِ اسود''

Marfat.com

کی صفت حاصل تھی۔ ''برخ اسود'' موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی تھا، جو سیاہ رنگ کا لباس پہنتا تھا، مگر اللہ کی بارگاہ میں محبوبیت کا درجہ رکھتا تھا۔ کہتے ہیں: بنی اسرائیل میں ''برخِ اسود'' حضرت اویس قرنی کی طرح تھا۔ جیسے امتِ محمدیہ میں متقدمین بغیر کسی واسطہ کے امورِ حقیقت اور ایک دوسرے کی مجلس معلوم کر لیتے تھے۔ بنی اسرائیل میں اس طرح فیض یاب ہونے والوں کو برخیان کہتے ہیں۔ جیسا کہ دینِ محمدی میں اس طرح سے فیض یاب ہونے والوں کو اویسی کہتے ہیں۔

ایک روز خواجہ بزرگ اپنے مریدوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ فرمایا: کہ ایک حق اور امانت جو خلفائے خواجگان سے اس فقیر کو پہنچی ہے آپ میں سے جس نے اس راہ میں کوشش کی ہے یہ امانت اس کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ دینی بھائی مولانا عارف کے سپرد کی۔ اور فرمایا: یہ امانت قبول کرنی چاہیے۔ اور پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ تک پہنچانی چاہیے۔ انہوں نے انکساری کے ساتھ قبول کیا۔ اور ان کے مرض الموت میں ان کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اپنے اصحاب اور احباب کے سامنے خواجہ بزرگ ظہور کا مقصد ان کا وجود ہے۔ میں نے ان کی دو طریقوں سے جذبہ وسلوک میں تربیت کی ہے۔ اگر وہ اس میں مشغول ہو جاتے تو ایک جہان ان سے روشن ہو جاتا۔ ایک دوسرے موقع پر خواجہ بزرگ نے فرمایا: وہ جو کچھ کہتے ہیں حق تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔

خواجہ محمد پارسا ماہِ محرم ۸۲۲ھ میں بخارا سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔

اٹھارہ ذوالحجہ ۸۲۲ھ میں مکہ سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے، اور ۲۳ تاریخ کو مدینہ شریف پہنچے۔ آپ کی زیارات قبول ہوئیں اور بشارتیں ملیں۔ اگلے روز وصال فرمایا۔ اور حضرت عباس کے قبہ کے نزدیک دفن ہوئے۔

تاریخِ وصال ۲۰ ذی الحج ۸۲۲ھ ہے۔

شیخ زین الدین خوافی مصر سے سفید پتھر تراشیدہ لائے اور آپ کی لوحِ مزار بنائی۔

Marfat.com

خواجہ ابونصر پارسا

خواجہ محمد پارسا کے نزدیک درخت کے آپ ثمر ہیں ۔آپ کا لقب برہان الدین اور حافظ الدین تھا۔

نفحات الانس میں ان کے بارے میں لکھا ہے: کہ آپ نے علومِ شریعت اور رسوم طریقت کو اپنے والدِ بزرگوار کے پایا تک پہنچایا۔اپنے وجود کی نفی اور فیض وسخاوت میں ان کا کام والد سے بڑھ کر تھا۔لیکن آپ اپنے حال کو چھپانے میں کوشاں رہتے تھے۔

آپ کی تاریخِ وفات ۸۶۵ھ ہے۔مادۂ تاریخ ''سرِّ خدا'' ہے۔

مولانا محمد فغاتری

آپ خواجہ بزرگ کے مقبول اور منظورِ نظر لوگوں میں سے ہیں۔

آپ کی ولادت موضع فغاتری میں ہوئی ۔جو سمرقند اور بخارا کے درمیان بخارا کے مضافات میں ایک بڑا قصبہ ہے۔

خواجہ بزرگ کے حکم کے مطابق ان کے وصال کے بعد آپ نے خواجہ محمد پارسا کی صحبت اختیار کی۔

خواجہ مسافر خوارزمی

آپ خواجہ بزرگ کے مخلص خدمت گاروں میں سے ہیں۔اوران کے حکم کے مطابق ان کے بعد خواجہ محمد پارسا سے منسلک ہوئے۔

اصل خوارزم کے رہنے والے تھے۔نوّے سال عمر پائی۔خواجہ احرار نے آپ کی زیارت کی۔

مولانا یعقوب چرخی

آپ کے والد کا نام عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ہے۔

Marfat.com

آپ خواجہ بزرگ کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔اور خواجہ بہاء الدین اور خواجہ علاءالدین سے بھی صحبت رکھتے تھے۔

غزنین کے علاقے میں چرخ ایک گاؤں ہے۔آپ کی قبر ہلفتون میں ہے۔جو حصار کے دیہاتوں میں سے ایک ہے۔

خواجہ بزرگ نے آپ کو عددی وقوف میں مشغول کر کے فرمایا: کہ علمِ لدُنی کا پہلا سبق یہی ہے۔حضرت خواجہ خضر، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے پاس پہنچے اور ایک عدد کی رعایت کی۔خواجہ علاء الدین، خواجہ بزرگ کے بعد چوغانیہ میں پہنچے اور ان کا خط پڑھ کر سنایا۔خواجہ بزرگ کے بعد آپ وہاں پر نامور بزرگ تھے۔

خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار

آپ فرماتے ہیں: کہ میں ہرات میں تھا اور مجھے مولانا یعقوب چرخی کی خدمت میں جانے کا شوق پیدا ہوا۔چنانچہ میں چوغانیان کی طرف پیدل چل پڑا اور بڑی محنت سے وہاں پہنچا ۔ جب میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا تو انہوں نے خود کو سیاست کے لباس میں اور درشت گوئی میں ظاہر کیا۔اور اس قدر سخت بولے کہ مجھے محسوس ہوا کہ میرا باطن ان سے منقطع ہو جائے گا۔میں غمگین اور مایوس ہو کر باہر نکل آیا۔جب دوسری بار ان کی مجلسِ گرامی میں پہنچا تو میرے ساتھ بڑے لطف اور مہربانی سے پیش آئے۔

مولانا یعقوب فرماتے تھے: کہ طالب کو خواجہ عبیداللہ کی طرح ہونی چاہیے۔جو چراغ ہاتھ میں لیے روغن اور فتیلہ ساتھ لیے گھومتا ہو۔

رشحات میں لکھا ہے کہ خواجہ محمد نامی بزرگ خواجہ عبیداللہ احرار کے جدِ اعلیٰ تھے۔آپ اصل بغداد کے رہنے والے تھے اور کچھ کہتے ہیں کہ خوارزم کے تھے۔

آپ امام ربانی ابوبکر محمد بن اسمٰعیل کفال شاشی کے اصحاب میں سے ہیں۔اور علمائے شافعیہ کے عظیم بزرگوں سے ہیں۔

Marfat.com

کفال نے اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک سال روم کی جانب جہاد کرتے، ایک سال حج پہ جاتے اور ایک سال اپنے علاقے میں گزارتے۔ ایک سال آپ حج پر جاتے ہوئے۔ بغداد میں ٹھہرے۔ وہاں خواجہ محمد نامی ایک بزرگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور اپنے بال بچوں سمیت آپ کی خدمت میں رہنے کے لیے شاش میں منتقل ہو گئے۔

شیخ عمر یاغستانی: آپ یاغستان نامی گاؤں کے رہنے والے تھے جو تاشکند کے پہاڑوں میں ہے۔ آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے جدِ مادری ہیں۔ آپ کا ذکر ساتویں معیار میں گذر چکا ہے۔ اور آپ فاروقی النسل ہیں۔

شیخ عمر کے بیٹے شیخ خاوند صبور اور ان کے بیٹے خواجہ داؤد ہیں۔ خواجہ عبید اللہ کی والدہ خواجہ داؤد کی بیٹی ہیں۔

مولانا تاج الدین اورغمی: آپ خواجہ عبید اللہ کے اجدادِ بزرگوار ہیں۔ خواجہ شہاب آنحضرت کے جدِ پدری ہیں۔ اور خواجہ محمود شاشی والد ہیں۔

خواجہ عبید اللہ احرار کی ولادت ۸۰۶ھ میں ہوئی۔ اور رحلت ۸۹۵ میں۔ آپ شہر سمرقند کے محلہ خواجہ کفشیر میں شہر کے احاطہ میں مدفون ہیں۔ اور اس پہ ایک عالی شان عمارت بنی ہوئی ہے۔

خواجہ کلاں

آپ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کے بڑے بیٹے ہیں۔

باوجود علوم ظاہری میں متبحر ہونے کے باطنی نسبت اپنے والد سے تھی۔ اور بہت فیض پایا۔ آپ کے والد دوسرے بیٹوں کی نسبت آپ کی تعظیم زیادہ کرتے تھے۔ ان کے آتے جاتے وقت استقبال اور وداع کرتے۔ چند قدم ان کے ساتھ چلتے اور انہیں اپنے برابر سب سے بالاتر بٹھاتے۔

Marfat.com

آپ کی وفات شاہ بیگ خان کے زمانے میں سمرقند میں ہوئی۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کا جسمِ اطہر وہاں سے لا کر شیخ ابوبکر کفال کے مزار کے پاس ان کی والدہ کے قدموں کی طرف دفن کیا گیا۔

خواجہ محمد یحییٰ

آپ حضرت خواجہ احرار کے دوسرے فرزند ہیں۔

آپ کے والدِ محترم نے زندگی کے آخری ایام میں آپ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ مزارِ فائض الانوار کی تولیت آپ کو تفویض فرمائی۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی، خواجہ محمد یحییٰ کے بے حد معتقد تھے۔ ایک روز فرمایا: کہ خواجہ محمد یحییٰ کو طریقۂ خواجگان سے مکمل مناسبت ہے۔ اور نسبتِ علمیہ خواجہ کلاں پر غالب ہے۔ اور نسبتِ جذبہ خواجہ محمد یحییٰ پر۔

ایک روز آپ کے والدِ محترم نے فرمایا: بیٹے یحییٰ آپ پر امام حسین کی روحانیت کی نسبت غالب ہے۔ خواجہ یحییٰ یہ بشارت سن کر شہادت کے امیدوار تھے۔ آخر یہی ہوا کہ جب ۹۰۶ھ میں آپ اپنے اہل وعیال سمیت خراسان کی جانب جاتے ہوئے قصبہ تاشکند میں تھے۔ کہ اوزبکان کے ہاتھوں اپنے دو بیٹوں خواجہ زکریا اور خواجہ عبدالباقی سمیت شہید ہو گئے۔

آپ کے عقیدت مندوں اور اہل محبت نے آپ کا جسدِ خاکی وہاں سے محلّہ کفشیر پہنچایا، اور وہاں علاءالدین کے احاطہ میں آپ کے والد کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

مولانا سید حسین

آپ خواجہ عبیداللہ کے اعلیٰ اصحاب میں سے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ آپ کے والد، آپ کو تاشکند خواجہ عبیداللہ کی خدمت میں لائے۔ اتفاقاً اس وقت خواجہ کے پاس ایک برتن شہد سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ مولانا سید حسن (جو ابھی بچے تھے)

Marfat.com

اس شہد کے برتن سے کھیلنے لگے۔ حضرت خواجہ نے پوچھا! اے بیٹے تمہارا نام کیا ہے۔ آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا ''عسل''، یعنی شہد۔ خواجہ مسکرائے اور فرمایا، اس بچے میں بڑی قابلیت ہے ۔اتنی زیادہ کہ اس کا منہ شہد سے بھی میٹھا ہے۔ یہ شہد میں اتنا مشغول ہے کہ خود کو بھی فراموش کیے بیٹھا ہے۔ اگر اس کی جان شہد سے بھی میٹھی چیز سے بہرہ مند ہو تو اس کا شغف اور زیادہ قوی ہو جائے گا، پھر حضرت خواجہ نے ان کے والد سے درخواست کی کہ یہ بچہ ہمیں دے دیا جائے، اور بچے کو اپنے حجرۂ تربیت میں لے آئے۔ اور پھر تعلیم کے لیے مکتب بھیج دیا۔ قرآن کریم کی تعلیم سے آغاز کیا گیا۔ بعد ازاں ظاہری تعلیم میں مشغول فرمایا۔ جب ظاہری تعلیم میں کمال حاصل کر چکے، تو پھر آپ کو باطنی تعلیم سے ایسا منور کیا کہ آپ اعلیٰ مقام پر جا پہنچے۔

مولانا قاسم

آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے بزرگ اصحاب، اور اولین خادموں میں سے ہیں۔ اس علاقے کے لوگ آپ کو ''سایۂ خواجہ'' کے نام سے پکارتے، اور سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضرت خواجہ کی پیروی اور اطاعت میں آپ اس قدر سرگرم رہتے تھے۔

ابتدائی دور میں آپ باغبانی پہ مامور تھے۔ آپ ہر صبح گردن پر تیشہ رکھ کر باغ میں چلے جاتے، آپ کی بیوی دو روٹیاں پکا کر آپ کو ساتھ دے دیتی تھی۔ آپ شام تک باغ میں اس انہماک سے کام کرتے کہ ان کو روٹیوں کی خبر ہی نہ ہوتی، اور آپ وہ دو روٹیاں اسی طرح بندھی ہوئی لے کر شام کو گھر آ جاتے۔ آپ پر طریقۂ خواجگان کی نسبت کا غلبہ اس قدر تھا کہ آپ کو کھانا پینا ہی بھول جاتا تھا، اور یہاں تک محویت ہوتی تھی کہ انہیں یہ بھی یاد نہ رہتا کہ ان کی جیب میں کیا ہے۔ اس پر دیگر حالت کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

آپ کی تاریخِ وصال ۸۹۱ھ ہے۔ مادۂ تاریخ ''فیاض'' ہے۔

میر عبدالاول

Marfat.com

آپ خواجہ عبیداللہ احرار کے کبار اصحاب میں سے ہیں۔اور آپ کے داماد بھی۔آپ ابتدائے احوال میں نیشاپور میں خواجۂ احرار کی خدمت میں پہنچے۔خواجہ ماوراء النہر آئے ہوئے تھے۔اور طریقۂ رابطہ اختیار کیا۔سات سال تک اسی نسبت سے ہی تعلق قائم رکھا، اور اس کی شرائط پر عمل پیرا رہے۔مگر ایک بار جب چشمِ خواجہ آپ پر پڑی تو آپ کو مجلس سے نکال دیا، اور ان کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے۔سات سال کے بعد خواجہ احرار آپ پر اس قدر مہربان ہوئے کہ انہیں اپنی دامادی میں قبول فرمایا۔

حضرت خواجہ کی بیٹی سے میر عبدالاول کے ہاں تین بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپ کے بیٹوں کے نام امیر کلاں اور امیر خرد ہیں۔

مولانا جعفر

خواجۂ احرار کے مخلص اصحاب میں سے ہیں۔آپ عالمِ باعمل اور عارفِ کامل تھے۔ آپ کے مرض الموت کے وقت حضرت خواجہ کفشیر میں تشریف نہیں رکھتے تھے۔وہ اپنی زراعت کی طرف گئے ہوئے تھے۔جب مولانا کی بیماری کی خبر سنی تو آپ متوجہ ہوئے، مگر آپ کے واپس آنے سے قبل مولانا جعفر وفات پا چکے تھے۔حضرت خواجہ احرار نے ان کے تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا اور تمام اصحاب سمیت خود جنازے کے ساتھ گئے، اور اپنے ہاتھوں سے خود انہیں قبر میں اتارا۔تین روز کے بعد ان کی تعزیت کے لیے ختم شریف کا اہتمام کیا، اور خود خواجہ احرار نے ۸۰ بھیڑ بکریاں تنہا ذبح کیں۔

یہ واقعہ مولانا برہان الدین ختلانی کی وفات کے آٹھ دن بعد ۸۹۳ھ میں رونما ہوا۔

مولانا برہان الدین ختلانی

آپ خواجہ عبیداللہ کے کبار اصحاب میں سے ہیں۔سمرقند کے رہنے والے تھے۔دو حضرات کو مادر زاد دانش مند کہتے ہیں۔۱:۔مولانا زادہ مولانا عثمان اور دوسرے مولانا برہان

Marfat.com

الدین ختلانی۔انہوں نے چالیس سال حضرت خواجہ کی خدمت وصحبت میں گذارے۔

آپ کا وصال مولانا جعفر سے آٹھ روز قبل ۸۹۳ھ میں ہوا۔حضرت خواجہ احرار نے اپنے تمام احباب، مریدین اور سمرقند کے خواص وعوام کے ہمراہ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔اور ملّایان کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

مولانا لطف اللہ ختلانی

آپ مولانا برہان الدین ختلانی کی ہمشیرہ کے بیٹے (بھانجے) ہیں۔اور خواجہ احرار کے کبار اصحاب میں سے ہیں۔علومِ شریعت وطریقت کے عالم تھے۔صفتِ بسط کا آپ پر غلبہ تھا۔اکثر اوقات آپ ہنستے مسکراتے رہتے تھے۔اور خواجہ احرار کو ہمیشہ اپنی شیرین بیانی سے خوش رکھتے تھے، اور وہ آپ کی باتیں سن کر مسکراتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ میں نے کم سنی میں حضرت پیغمبر ﷺ کو خواب میں خوبصورت شکل میں دیکھا، وہ صورتِ زیبا تا حال میرے دل میں ہے۔جب میں حضرت خواجہ احرار کی خدمت میں پہنچا، تو دیکھا کہ آپ ایک تقریب منعقد فرماتے تھے۔جس میں حاضرین نبی کریم ﷺ کی صورت ملاحظہ کرتے تھے۔ایک روز اچانک آپ ﷺ نے میری طرف نگاہ کی، تو میں نے دیکھا یہ وہی صورتِ زیبا تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔اس صورتِ پاک کے مشاہدے کی وجہ سے میں حضرت خواجہ احرار کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔

مولانا شیخ

آپ حضرت خواجہ احرار کے کبیر اصحاب میں سے تھے۔

مولانا سلطان

آپ علوم ظاہری وباطنی کے متبحر عالم تھے۔

مولانا ابوسعید اوبہی

Marfat.com

آپ نے تیس سال حضرت خواجہ احرار کے آستانہ پر عبادت کی۔

مولانا قاضی زادہ

آپ نے خواجہ احرار کے فضائل میں ایک کتاب بعنوان ''سلسلۃ العارفین و تذکرۃ الصدیقین''، لکھی اور ۸۸۵ھ میں ان کی خدمت میں پہنچے، پھر بارہ سال ان کی خدمت میں رہے۔

مولانا خواجہ علی تاشکندی

خواجہ احرار کے قدیم اصحاب میں سے ہیں۔

شیخ حبیب بخاری تاشکندی

آپ بھی حضرت ناصر الدین خواجہ احرار کے اصحاب اخیار میں سے ہیں۔

مولانا نور الدین تاشکندی

حضرت خواجہ احرار کے جملہ مقبولان اصحاب میں سے تھے۔

صاحبِ رشحات نے بعض مخادیم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے خود کو حضرت خواجہ احرار پر فدا کر دیا تھا۔ اور وہ یوں کہ آنحضرت (خواجہ عبید اللہ احرار) کو مرضِ طاعون کی وبا کے ایام میں، بائیں طرف ایک نیلے رنگ کا پھوڑا نکل آیا، جو بہت تکلیف دہ اور اذیت ناک تھا۔ اور وہ بہت خطرے کا باعث تھا۔ کیونکہ قلبِ صنوبری جو روحِ حیوانی کا معدن اور حرارتِ عزیزی کا منبع ہے، اس کے قریب تر یہ پھوڑا تھا۔ مولانا نور الدین تاشکندی نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت دیں تو یہ مرض میں لے لوں۔ کیونکہ میں مجرد ہوں۔ اور دنیا کی کوئی چیز مجھ سے وابستہ نہیں ہے۔ اور آپ کے وجودِ مبارک سے دنیا کے بے شمار کاروبار منسلک ہیں۔ حضرت نے فرمایا: کہ آپ جوان ہیں اور خدائے تبارک و تعالیٰ سے کئی امیدیں اور دل میں کئی آرزوئیں رکھتے ہیں۔ تو آپ نے روتے ہوئے عرض کیا: کہ مجھے کوئی امید اور آرزو اس کے علاوہ نہیں کہ خود کو آپ پر قربان کر دوں۔ پس اجازت پا کر خود وہ بوجھ اٹھا لیا۔ وہ نیلا پھوڑا ان پر

Marfat.com

منتقل ہوگیا۔ تین روز کے بعد آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اور حضرت خواجہ تندرست ہوگئے۔

بعض دوست جو کشفِ قبور رکھتے تھے، فرماتے تھے: کہ مولانا نورالدین جب فوت ہوئے، تو ہم تاشکند کے مشرقی قبرستان سے گذرے، دیکھا کہ مولانا نورالدین نے قبر میں اپنا رُخ حضرت خواجہ کی جانب کیا ہوا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: کہ اے نورالدین سیدھے ہوکر لیٹو، چنانچہ پھرانہوں نے قبر میں اپنا چہرہ قبلہ رو کیا۔

مولانا اترارى

آپ حضرت خواجہ احرار کے بزرگ اصحاب اوران کے مقبول مرید ہیں۔ آپ شروع میں جب طلبِ حق کے لیے نکلے تو کچھ عرصہ اہلِ عشق کی صحبت میں رہے، اوران کے طریقہ میں ریاضت کی۔ مگر ایک دن دل میں تشویش پیدا ہوئی، کہیں ایسا نہ ہو کہ ارواحِ عشقیان انہیں اس طریقہ کی ریاضت میں ایذا پہنچائیں۔ چنانچہ آپ خواجہ احرار کی صحبت میں چلے آئے۔

جب آپ خواجہ احرار کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: ہم نے آج رات دیکھا ہے کہ ترک مشائخ بڑے ہتھیاروں سمیت ہمارے احاطہ اور خانقاہ کے گرداگرد گھوم رہے ہیں۔ لیکن ان میں ہمت نہ ہوسکی کہ وہ اندر آسکیں۔ شاید وہ آپ کے لیے ہی آئے ہوں گے۔ یہ سن کر مولانا زادہ (مولانا اترارى) کوسکونِ خاطر حاصل ہوا۔

آپ نے خواجہ احرار کی زندگی میں سفرِ حج کی اجازت لی۔ دمشق میں قیام کیا۔ اور ایک مدت تک وہاں طالبانِ حق کے مرجع رہے۔ اور وہیں وفات پائی۔

مولانا ناصرالدین اترارى

آپ مولانا زادہ اترارى کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور خواجۂ احرار کے مقبولِ نظر خادموں میں سے ہیں۔

ہندو خواجہ ترکستانی

Marfat.com

شیخ زادہ ہائے ترکستانی سے ایک جوان سپاہی اور خواجۂ احرار کے قدیم اصحاب میں سے ہیں۔ایک روز خواجہ احرار نے آپ کو صحرا میں ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھا،تو انہیں پسند نہ آیا ۔آپ ہوا سے زمین پر آ گرے۔سخت تکلیف پائی اوران کی یہ قوت سلب ہوگئی۔تقریباً ایک سال خواجۂ احرار نے توجہ نہ فرمائی۔چنانچہ آپ نے خرقِ عادات،کرامات کو چھپا رکھنے کا عہد کیا،تو پھر فیض یاب ہوئے۔

بیت(ترجمہ)

ہر لحظہ اپنے دوست کا چہرہ دیکھ　　آئینہ میں اسی دوست کا چہرہ دیکھ
تو آنکھ نہیں رکھتا ، کہ اسے دیکھے　　ورنہ سر سے پاؤں تک وہی ہے، دیکھ

مولانا اسمعیل فرکتی

آپ حضرت خواجہ احرار کے قدیم اور مقرب مریدوں سے ہیں ۔سیف الدین مناری کے بیٹے ہیں۔جوخواجہ بزرگ کے مرید تھے۔

کہتے ہیں: جیسا کہ خواجہ بزرگ حضرت بہاء الدین نقشبند کی صحبت میں چار سیف الدین تھے۔جن میں ایک سیف الدین مناری تھے۔اسی طرح خواجہ احرار کی خدمت میں چار اسمٰعیل تھے۔جن میں پہلے مولانا اسمعیل فرکتی تھے۔آپ اکثر خواجہ احرار کے ساتھ ہم سفر ہوتے تھے،اور کبھی کبھی حضرت خواجہ آپ سے علمی مذاکرہ کیا کرتے تھے۔

مولانا اسمٰعیل قمری

آپ متقی دانشمند تھے۔آپ تبریز اور ہرات سے ہوتے ہوئے سمرقند آئے اور خواجہ احرار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ اکثر خواجہ احرار کے ساتھ سفر کرتے تھے۔اور خواجہ (احرار) کبھی کبھار آپ سے علمی مذاکرہ کیا کرتے تھے۔

مولانا اسمٰعیل شمسی

Marfat.com

مولویت اور اہلیت مکمل رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ احرار کے شاگرد ہوئے، شغلِ باطنی کے آثار آپ سے ظاہر ہوئے۔ آپ بھی تبریز کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جب خراسان سے مولانا اسمٰعیل قمری کے ہمراہ گئے، تو نام کے اشتراک کی وجہ سے ان کے احباب نے قمری کے برابر آپ کا نام ''شمسی'' رکھ لیا۔

آپ چند سال خواجہ احرار کی خدمت میں رہے، پھر انہوں نے آپ کو تاشکند بھیجا تا کہ وہاں کے مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دیں۔ آپ نے باقی تمام عمر وہیں بسر کی۔

مولانا اسمٰعیل ثالث

آپ سے پہلے خواجہ احرار کی خدمت میں اسمٰعیل قمری و اسمٰعیل شمسی موجود تھے۔ جب آپ بھی انہیں ایام میں خواجہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے پیر بھائیوں نے آپ کا لقب ''ثالث'' رکھ دیا۔ حضرت خواجہ نے آپ کے حال پر بہت التفات کی، کہ آپ کی پہلی نگاہ سے ہی آپ نے بہت فیض پایا۔ آپ قد آور اور طاقتور آدمی تھے۔ مردانہ وار خواجہ کی خدمت میں کمر بستہ رہتے تھے۔ جب تک خواجہ زندہ رہے یہ سفر و حضر میں ان کی خدمت میں رہے۔ ان کے وصال کے بعد حرمِ مکہ میں چلے گئے، وہاں مجاورت کی، اور اس سرزمین میں مقتدائے خلق ہوئے۔ آخر عمر تک وہیں ساکن رہے، وہیں وفات پائی۔

مولانا سرپلی

سمرقند میں سرپل ایک مشہور جگہ ہے، آپ کے والد مولانا نظام الدین خاموش کے مخلصین سے تھے۔ یہ خواجہ احرار کے قدیم مریدوں سے تھے۔

شیخ عبدالکبیر یمنی

آپ ''حضرموت'' کے رہنے والے تھے۔ ابتدائے احوال میں طالب علمی کے زمانے میں اکثر عرب و عجم کے علاقوں میں سیر و سیاحت کرتے رہے۔ بیس سال کے بعد حرمِ مکہ

Marfat.com

میں مجاور ہوئے۔اور اپنے وقت میں قوم کے راہنما بنے۔

کہتے ہیں: جب آپ یمن سے مکہ آئے تو ایک سال مسلسل کچھ نہ کھایا پیا۔اور مسلسل طواف کرتے رہتے تھے۔اور قعود و تشہد کے علاوہ صرف پاؤں کے بل بیٹھے تھے۔

مولانا علاءالدین آبیز آپ کے ایامِ مجاورتِ حرم میں آپ کی خدمت میں بہت آتے جاتے تھے۔وہ کہتے ہیں: کہ ایک روز آپ نے مجھ سے پوچھا کہ ظلم کیا ہے۔میں نے کہا کہ کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے بجائے کسی دوسری جگہ رکھنا۔آپ نے فرمایا: تو پھر دل یادِ حق کی جگہ ہے۔حق کے علاوہ جو چیز وہاں رکھیں وہ ظلم ہے۔

آپ کی وفات ۸۹۲ھ میں ہوئی۔

نجم الدین عمر

آپ صاحبِ کرامات مجذوب بزرگ تھے۔

مولانا علاء الدین فرماتے ہیں: کہ جب میرا دل سلوک کی طرف مائل ہوا تو میں مولانا سعد الدین کاشغری کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور ظاہری تعلیم ترک کر کے طریقت میں سلوکِ باطن کی طرف متوجہ ہوا تو میں متردد تھا۔ایک دن سلوک کی اتنی کشش ہوئی کہ مسجد فیروز شاہ میں نماز ادا کر کے محراب کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔اور اسی تفکر میں مستغرق تھا کہ محراب سے آواز آئی کہ ظاہر کو ترک کر کے زبوں حالی اختیار کر۔میرا حال تبدیل ہو گیا۔اور میں مسجد سے باہر آ کے باغ کی طرف چل نکلا۔قبرستان میں دور سے نجم الدین عمر نظر آئے۔اور وہ خود سے ہم کلام تھے۔میں نے سوچا کہ ان کے پاس جاؤں۔اور دیکھوں کہ وہ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔جب میں ان کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے: کہ ابھی تمہیں مسجد فیروز شاہ میں نہیں کہا کہ ظاہر کو ترک کر کے زبوں حالی اختیار کرو۔

میں متعجب ہوا اور میرا دل دنیا کی ہر شئے سے بے رغبت ہو گیا۔اور میں سب کچھ ترک کر کے مولانا سعد الدین کی خدمت میں آ گیا۔وہ جامع مسجد میں اکیلے محراب میں بیٹھے

Marfat.com

ہوئے تھے۔ میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے سر اوپر اُٹھایا اور فرمایا کہ نفس کو نکال دو اور خوش ہو جاؤ۔

شیخ مظفر کدکنی

آپ سلسلۂ خلوتیہ کے بزرگ تھے۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے معاصر تھے۔

شیخ صدر الدین رواسی

آپ شیخ زین الدین خوافی کے خلفاء میں سے ہیں۔ شیخ مظفر کدکنی اور مولانا سعد الدین کاشغری کے معاصر تھے۔

خواجہ علاء الدین غجدوانی

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں: کہ آپ خواجہ بزرگ کے اصحاب میں سے تھے۔ مگر حضرت خواجہ بزرگ نے انہیں حضرت خواجہ محمد پارسا کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اور جب خواجہ پارسا کسی سفر پر جاتے تو انہیں ساتھ لے جاتے تھے۔ سمرقند کے اکابر بزرگوں میں سے کسی نے خواجہ پارسا سے درخواست کی کہ علاء الدین اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور ان سے کام نہیں ہوتا، اس لیے اب انہیں سفر پہ نہ لے جایا کریں۔ تو حضرت خواجہ نے فرمایا، ہمیں ان سے کوئی کام نہیں، سوائے اس کے کہ جب ہم انہیں دیکھتے ہیں تو ہمیں ان سے نسبتِ عزیزان تازہ ہوتی ہے۔

رشحات میں ہے کہ آپ کی ولادت غجدوان میں ہوئی، اور مزار آپ کا مرزہ نامی گاؤں میں ہے جو شہر بخارا کے جنوب میں عیدگاہ کے نزدیک ایک ٹیلہ پر ہے جو اس گاؤں کے اندر واقع ہے۔

آپ سولہ سال کی عمر میں امیر کلال کی صحبت میں گئے، اور امیر کلال کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں۔ تعلیمِ ذکر حاصل کی اور پھر خواجہ بزرگ کی خدمت میں آ گئے۔ ان کے بعد ان کے حسبِ ارشاد خواجہ محمد پارسا اور خواجہ برہان الدین ابونصر سے ملے۔

Marfat.com

آپ حضرت خواجہ بزرگ سے نقل فرماتے ہیں: کہ آپ نے فرمایا اکابرین نے کہا ہے زندہ بلی، مردہ شیر سے بہتر ہے۔ یہ سخن منظوم ان سے ہے۔

قطعہ (ترجمہ)

کب تک قبروں کی زیارت کرو گے
افسردگی میں عمر تیری گذرتی جاتی ہے
عارف کے نزدیک ایک زندہ بلی
ہزار مردہ شیروں سے بہتر ہے

مولانا بدرالدین صرافانی

آپ خواجہ علاؤ الدین کے جملہ مریدوں اور خادموں میں سے ہیں۔

صرافان، بخارا کا ایک محلّہ ہے۔

مولانا نظام الدین خاموش

آپ خواجہ علاء الدین عطار کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ نے طالب علمی کے زمانے میں بخارا کے قریب علماء کی ایک مجلس میں خواجہ بزرگ کو دیکھا۔ بعد ازاں خواجہ علاء الدین کی خدمت میں پہنچے۔

مولانا سعد الدین کاشغری کہتے ہیں کہ: ہمیشہ آپ کی قمیص سامنے سے داغدار ہوتی تھی۔ معلوم ہوا کہ آپ پر حال اتنا غالب تھا، کہ جب کوئی چیز آپ کھاتے تو چمچہ آپ کے ہاتھ سے گر جاتا اور لباس پر نشان چھوڑ دیتا۔

خواجہ عبداللہ اصفہانی

آپ خواجہ علاء الدین کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: کہ جب میں پہلی بار حضرت خواجہ کی صحبت میں گیا تو آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

Marfat.com

بیت (ترجمہ)

تو اپنے آپ سے گم ہو جا، بس یہی کمال ہے
تو اصلاً خود نہ رہے بس یہی وصال ہے

امیر قاسم تبریزی

آغاز میں آپ شیخ صدر الدین اردبیلی سے ارادت رکھتے تھے ۔ بعد ازاں شیخ صدرالدین علی یمنی کی صحبت میں پہنچے جو شیخ اوحدالدین کرمانی کے اصحاب میں سے تھے ۔ شیخ صدرالدین علی یمنی سے آپ کی نسبت کے بارے میں آپ کے معتقدین کے ہاتھ سے لکھا ہوا ملتا ہے ۔ مگر اس عہد کے لوگوں میں اس نسبت کے بارے میں دو آراء ہیں ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نسبت درست ہے، اور کچھ اس کے انکاری ہیں ۔

آپ نے چیزیں باقی چھوڑیں ۔ ا ۔ دیوان اشعار جو حقائقِ اسرار پر مشتمل ہے ۔ اور دوسری مریدین کی ایک جماعت جو آپ سے منسوب ہیں ۔ لیکن ان کا شمار دینِ اسلام کے طریقہ کے خلاف عمل کرنے والوں میں ہوتا ہے ۔

خواجہ ناصرالدین عبیداللہ فرماتے ہیں: کہ امیر قاسم تبریزی نے خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین کو ابیورد کے نواح میں دیکھا اور معتقدانہ انداز میں صحبت اختیار کی ۔

نیز فرمایا: کہ حضرت سید قاسم قدس سرہ فرماتے تھے: کہ میں جہاں بھی گیا، مجذوبوں کا پوچھ کے ان کی صحبت میں چلا جاتا تھا ۔ ایک بار جب میں ایک مجذوب کے پاس گیا تو میں نے پہچان لیا کہ طالب علمی کے زمانے میں، مَیں نے انہیں تبریز میں دیکھا تھا ۔ میں نے انہیں پوچھا آپ کو کیا ہوا ۔ انہوں نے رومی کی زبان میں بتایا کہ ہر صبح جب میں اٹھتا تو تفرقہ میں پڑ جاتا ۔ مجھے ایک اس طرف کھینچتا، تو ایک دوسری طرف ۔ ایک صبح جب میں اٹھا تو مجھے کسی چیز نے اپنی گرفت میں لے لیا ۔ اور میں سب سے آزاد ہو گیا ۔ فرماتے ہیں: میں نے کئی بار سید قاسم سے یہ بات سنی، جتنی بار بھی سنی، ہر بار میری حالت متغیر ہو جاتی، اور میری آنکھوں میں آنسو جاری

Marfat.com

ہوجاتے۔

آپ کا وصال ۸۳۰ھ میں ہوا۔

خواجہ حسن عطار ہرات میں آپ کے لنگر میں پہنچے۔اور سید قاسم سے ملاقات کی۔اس وقت مولانا ابوسعید بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

امیر قوام الدین سنجانی

آپ ابتدائے حال میں قریہ سنجان کے حکمرانوں میں سے تھے۔اس حکومت کا جمع و خرچ اور اس علاقے کی دیکھ بھال آپ کے ذمہ تھی۔اچانک آپ کو جذبہ پیدا ہوا۔تو سب کچھ چھوڑ کر نکل پڑے، اور آخرت کے راہِ سلوک پر گامزن ہوگئے۔اپنے آپ کو مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔جو کوئی آپ کو کاغذ دیتا آپ اس پر قرآن کریم کی آیت لکھتے اور یا کچھ اور لکھ دیتے اور ساتھ اس شخص کا نام لکھ کر دیتے۔اور اپنے مریدین کی تربیت کا خاص خیال رکھتے، اسی ترتیب سے جس ترتیب سے کاغذ رکھے ہوتے تھے۔

آپ زین الدین خوافی کے معاصر تھے۔آپ کی ولادت ۷۳۴ھ میں ہوئی، اور ۸۲۰ھ میں وصال فرمایا۔

ناصر بخاری

ظاہری طور پر تو آپ کو شاعر سمجھا جاتا ہے، مگر حقیقت میں آپ خاصانِ درگاہِ الٰہی تبارک وتعالیٰ تھے۔

خواجہ پارسا نے آپ کو بخارا کے بازار میں مست دیکھا اور تعظیم کی۔آپ کے اصحاب کو تعجب ہوا۔خواجہ پارسا نے اپنے اصحاب کو بتایا کہ ستر مرتبہ آپ کو منصبِ ولایت پیش کی گیا، مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔آپ ایسا مرتبہ چاہتے تھے کہ اس سے اوپر تصور نہیں کیا جا سکتا۔آپ کا وصال ۸۳۹ھ میں ہوا۔

Marfat.com

شیخ عیسی لنگوٹی

یہ بزرگ اپنا وطن ترک کر کے سندھ میں آئے ، سمّہ دورِ حکومت میں ساموئی میں رہائش اختیار کی ۔ ساموئی کوہِ مکلی پر مشائخ کی ایک جگہ تھی ، وہاں اپنی خانقاہ بنائی ، وہیں اب مدفون ہیں ۔

بہت سے بزرگ آپ کی زیارت کو آتے تھے ۔ آپ اکثر باطنی اور غیب سے متعلق باتیں بتاتے تھے ۔

کہتے ہیں : کہ آپ اصل برہان پور کے رہنے والے تھے ۔

سید محمد حسین المعروف میر مراد کو آپ نے ولادت کے دن دیکھا ، اور ان کے مرید ہو گئے ۔ اور مذکور ہے کہ آپ نے ان کی ولادت کی پیشگی خبر دی تھی ۔ اور ان کے منتظر رہتے تھے ۔

سید میر مراد کی ولادت کے تین روز بعد فوت ہو گئے ۔ سال وفات ۸۳۱ھ ہے ۔

مرشدِ حقانی نورالدین نعمت اللہ کہستانی

سیدی عالی جناب ، حضرت وہاب کے قرب سے نوازے ہوئے ، وقت کے مشائخ کے مرجع اور طالبانِ حق کو فیض پہنچانے والے ، نعمت اللہ شاہی گروہ کے وصل کا ذریعہ تھے ۔ شیخ آذری نے آپ سے خرقہ پایا ، آپ عبداللہ یافعی کے مرید تھے ، اور شیخ صدرالدین کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا ۔

قاضی میر حسن یزدی نے شیخ کو لکھا کہ کرمان کے علماء نے شاہ نعمت اللہ نورالدین کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا : اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں ، ان میں اکثر کافر ہیں ۔

کہتے ہیں : کہ آپ کے پاس جو چیز آتی ، آپ اس میں سے کچھ کھا کر باقی فقراء میں تقسیم کر دیتے تھے ۔ شاہ رخ میرزا نے آپ کو لکھا کہ آپ شبہ ناک لقمہ کیوں کھاتے ہیں ۔ آپ

Marfat.com

نے اس کے جواب میں یہ بیت لکھ بھیجا۔

بیت (ترجمہ)

اگر سارے جہان کا مال خون بن جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں حرام رزق نہیں کھلائے گا۔

شاہ رخ مرزا نے امتحان کے لیے کہا کہ ایک بھیڑ کسی سے زبردستی چھین کے لاؤ اور اسے پکا کر سید کو کھلاؤ۔ کھانا کھانے کے دوران شاہ رخ نے سید کو بتایا کہ یہ گوشت جس بھیڑ کا آپ کو کھلا رہے ہیں، یہ کسی غریب عورت سے زبردستی چھینی گئی ہے۔ سید نے فرمایا شاید اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہو۔ جب عورت کو بلا کر حقیقت معلوم کی گئی، تو اس نے بتایا کہ میرا بیٹا فلاں جگہ پہ قید ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ آج سید نعمت کی دعوت ہے۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ یہ بھیڑ میں ان کی خدمت میں پیش کروں اور دعا کراؤں کہ میرا بیٹا آزاد ہو جائے۔ مگر شاہ رخ کے لوگوں نے مجھ سے یہ زبردستی چھین لی۔ شاہ رخ نے جب یہ ساری بات سنی، تو توبہ کی، اور سید نعمت کے قدم چومے اور عقیدت مند ہو گیا۔ سید صاحب نے فرمایا: کہ کرمان کے علما نے جو مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا، اس کی وجہ سے مجھے اس امتحان سے گذرنا پڑا۔

آپ کا وصال ۸۳۴ھ میں ہوا، آپ کرمان میں مدفون ہیں۔ آپ کی خانقاہ میں لنگر جاری ہے۔ آپ کی عمر ۷۵ سال سے زیادہ تھی۔

شیخ زین الدین ابوبکر خوافی

طریقت میں آپ کی نسبت نورالدین عبدالرحمٰن مصری سے تھی۔

آپ فرماتے ہیں: کہ میرا اجازت نامہ میرے شیخ نے لکھا تھا۔ مگر خراسان آتے ہوئے وہ بغداد میں رہ گیا۔ ایک مدت کے بعد جب خراسان سے مصر کی طرف دوبارہ گیا، تو شیخ رحلت فرما چکے تھے۔ میں ان کے ہاں ان کے خلوت خانہ میں گیا، تو وہاں سے مجھے اپنا اجازت نامہ مل گیا، جس میں حروف کی تبدیلی تھی۔ باوجود اس کے کہ وہ خلوت خانہ مضبوط نہ تھا، اور اس کا دروازہ بھی کھلا تھا، مجھے نہیں معلوم کہ یہ اجازت نامہ کا اصل مسودہ تھا، یا شیخ نے نورِ ضمیر سے جان

Marfat.com

لیا ہو کہ میرا اجازت نامہ گم ہو گیا ہے، اور دوبارہ لکھ کر رکھا ہو۔ کہ اگر میں دوبارہ یہاں آؤں تو مجھے مل جائے۔ مگر ایک مدت دراز تک اس خلوت خانہ میں اس کاغذ کا محفوظ رہنا بھی شیخ کی کرامت ہے۔

قطب العالم بدیع الدین عرف شاہ مدار

قطبِ مدار آسمانِ ولایت، سپہ سالار بدیع الدین رسولِ مختار علیہ الصلوۃ والسلام آپ کا سلسلۂ طریقت طیفور شامی کے ذریعے خواجہ عبداللہ سے ملتا ہے۔ جو رسولِ کریم ﷺ کے مکی علمدار تھے۔ خواجہ عبداللہ کی آپ آخری پشت ہیں۔ آپ آسمانِ ولایت کے قطب مدار ایک خاص طریقہ رکھتے تھے۔ اس طریقہ سے مستفید اور فیض یاب ہونے والوں کی تعداد ان گنت ہے۔ ان میں سے چند مشہور ہستیوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ کا مدفن مکن پور، سال وفات ۸۴۰ھ ہے۔

مداریان: بابا شاہ بھیکا، قاضی شہاب الدین پرکالہ، سلطان شمس الدین پانی پا، شیخ منصور، میان لالو دیوانہ، شیخ ارغوان، شیخ محمود پانی پا، قاضی صدر، برق دیوانہ، میاں صبغۃ اللہ، مولانا حسام الدین سلامی۔

وابستگانِ سلسلہ: حضرت شیخ قاضن آپ کے مشہور اصحاب میں سے ہیں۔ ان سے شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ نے فیض پایا، ان سے سلطان الموحدین حاجی حمید فیض یاب ہوئے، ان سے شیخ محمد غوث گجراتی، ان سے شیخ وجیہہ الدین گجراتی، ان سے سید یاسین، ان سے حضرت مولانا شہباز، ان سے مولانا عبدالشکور بن قاضی سیف اللہ طوسی، ان سے شاہ محمد بزیوری صوبہ بنگالہ، اور ان سے میاں جان محمد۔

ایضاً: شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سے شیخ اسحاق مداری، ان سے شیخ الہ داد، ان سے ملک چاند محمد رومی، اور ان سے جمال محمد بن ملک چاند۔

ایضاً: حضرت شاہ مدار کے مریدوں سے سید اجمل بہرائچی، ان کے مرید سید بڈھن

Marfat.com

بہرائچی۔

ایضاً: سید بڈھن بہرائچی سے شیخ درویش بن قاسم اودھی، ان سے سید عبدالقدوس گنگوہی، ان سے شیخ رکن الدین اور ان سے شیخ عبدالاحد بن زین العابدین سرھندی والدِ حضرت مجدد الف ثانی۔

شیخ یوسف سید محمد انجوی

آپ شیخ اسماعیل ثانی کے بیٹے ہیں، جو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد تھے۔ آپ کے والد اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے ملتان میں اپنے بزرگوں کے مزارات کے متولی تھے۔ جب ہندوستان میں افراتفری پیدا ہوئی، تو ملتان کے زمینداروں کی اکثریت جو آپ کی مرید تھی، انہوں نے ۸۴۷ھ میں آپ کو سلطنت کی شاہی پر بٹھا دیا۔ اُوچ اور قرب و جوار میں آپ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ آپ نے اپنے زیرنگین علاقے کے انتظام میں کافی کوشش کی۔ مگر قصبہ دیری کے رائے سیہرہ جو آباؤ اجداد سے ان کے مرید چلے آ رہے تھے، اور لنگاہ قوم کا سردار تھا، اس نے اپنی بیٹی شیخ کے نکاح میں دی، اور پھر دھوکے سے اپنے پیر کو شہید کر دیا۔ اور خود سلطان قطب الدین کا لقب اختیار کر کے سلطنت پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا۔

شیخ کی شہادت ۸۵۹ھ میں ہوئی۔

ان کے بعد شیخ شہر اللہ، اور ان کے بعد شیخ بہاء الدین اپنے اسلاف کے قائم مقام ہوئے۔

شیخ سید برہان الدین عبداللہ

آپ کا لقب قطب العالم، کنیت ابو محمد، والد کا نام ناصر الدین محمود بن مخدوم جہانیان۔

آپ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اکثر مشائخ کی صحبت میں رہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ رجب المرجب ۷۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر ۶۸ سال چار ماہ اور ۲۴ دن تھی۔ آپ کی وفات ماہ ذوالحجہ ۸۵۶ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ ایک رات آپ تہجد کے لیے اٹھے، رات تاریک تھی، آپ کے پاؤں کو ٹھوکر لگی، آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی پتھر ہے، یا لوہا ہے، یا لکڑی ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک چیز پڑی ہے جو پتھر، لوہا، اور لکڑی سے مرکب ہے۔

داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ۱۰۴۹ھ میں وہ چیز جو تین چیزوں کا مرکب تھی، گجرات میں ان کی اولاد کے پاس موجود ہے۔

شیخ بہاء الدین عمر

سید محمد شاہ (مذکور) کے بھانجے اور ان کے مرید تھے۔

کہتے ہیں: کہ شیخ علاء الدولہ کے سلسلہ میں ان جیسا کوئی نہ تھا، آپ صغر سنی میں جذب کی کیفیت رکھتے تھے۔

مولانا سعد الدین کاشغری کہتے ہیں: کہ آپ کو مکہ کے بیابان میں فرض پیدا ہوا، اور آپ روزہ سے تھے۔ آپ کے احباب اور مریدین نے بہت اصرار کیا آپ روزہ افطار کر لیں مگر آپ نہ مانے۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ اہلِ غیب کی ایک جماعت آپ کے خیمہ کی طرف گئی مگر خیمہ کے دروازہ پہ جا کے واپس لوٹ آئی۔ میں نے اس کا ذکر آپ سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ ہاں وہ قطب تھے۔ میں پاؤں دراز کر کے لیٹا ہوا تھا، اس حالت میں دیکھ کر وہ واپس لوٹ گئے۔ مگر جب میں نے پاؤں سمیٹ لیے تو وہ لوٹ آئے۔ اور میرے پاس بیٹھ گئے، اور فاتحہ پڑھی، اور پھر چلے گئے۔ اسی روز سے مجھ پر صحت کے آثار ظاہر ہوئے، اور روزہ توڑنے کی نوبت نہ آئی۔

جب آپ بعض فقیروں کو مطلوبِ حقیقی کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنے کی ترغیب دیتے تھے، تو یہ بیت پڑھتے تھے:

ترجمہ: اگر تو دل آرام (محبوب) رکھتا ہے، تو دل اسی سے وابستہ رکھ
اور دیگر تمام جہان سے اپنی آنکھ بند رکھ۔

Marfat.com

آپ کا وصال ۸۵۷ھ میں ہوا۔ آپ کے فرزند اور مریدین چاہتے تھے کہ قریۂ چغانیان میں آپ کو اسی جگہ دفن کیا جائے، جہاں آپ شب و روز بیٹھتے تھے۔ مگر بادشاہِ وقت نے استدعا کی کہ آپ کی قبر شہر کے نزدیک بنائی جائے، اور خود تھوڑی دور تک جنازے کو کندھا دے کر لے گیا۔ شہر کی عیدگاہ کے شمال میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ اور اس پر ایک عالی شان مقبرہ تعمیر کیا گیا۔

مولانا سعدالدین کاشغری

آپ خواجہ کلان کے فرزند ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں: میں بارہ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ سفر میں تھا، ایک روز ایک دکان پہ بیٹھے تھے، جہاں پہ نزدیک ہی کچھ سوداگر بیٹھے آپس میں حساب کتاب کر رہے تھے۔ ان کی گفتگو اتنی طویل ہوگئی کہ دوپہر کا وقت ہوگیا۔ اچانک میرے والد محترم پر گریہ طاری ہوگیا۔ اور وہ زاروقطار رونے لگے۔ یہاں تک کہ ان سوداگروں کی جماعت نے اپنی بات چیت ختم کی، اور میرے والد کے گرد جمع ہوگئے۔ اور بے وجہ رونے کا سبب پوچھا۔ میرے والد نے کہا کہ میں صبح سے اس وقت تک یہاں آپ کو دیکھ رہا ہوں تم میں سے کسی کو خدا یاد نہیں آیا۔ اس لیے مجھے آپ لوگوں پہ رحم آیا اور میں بے اختیار رونے لگا۔

مولانا سعدالدین جب چند سال مولانا نظام الدین کی خدمت میں گذار چکے تو اجازت لے کر سفرِ حجاز کا ارادہ کیا۔ اور خراسان آئے۔ ہرات میں اس دور کے مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ جن میں سید قاسم تبریزی، مولانا بایزید پورانی، شیخ زین الدین خوافی اور شیخ بہاءالدین عمر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

آپ نے حضرت امیر قاسم کے بارے میں فرمایا: کہ آپ گردابِ معانی عالم ہیں۔ اس زمانے میں تمام اولیاء کے حقائق ان کے پاس جمع ہیں۔ مولانا ابو یزید پورانی کے بارے میں فرمایا: کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی کام نہیں ہے۔ جو کام بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے ہے۔ اور

Marfat.com

شیخ بہاء الدین عمر کے بارے میں فرمایا: کہ ان کا آئینہ، ذات کے سامنے ہے۔ جس میں ذات کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اور شیخ زین الدین کی تعریف یوں کی، کہ وہ متشرع اور متورع ہیں

مولانا عمر رومی

آپ سعد الدین کاشغری کے صاحبِ کمال اصحاب میں سے ہیں۔

فرمایا: مولانا سعد الدین کاشغری کے ملفوظات میں سے ہے، جو کام بھی فرض کر لیں، فرض کام کی انجام دہی سے، حق کی طرف مشغول ہو جانا آسان تر ہے۔ کیوں کہ جو چیز بھی ہے اسے پہلے ڈھونڈتے ہیں۔ پھر پاتے ہیں۔ مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو پہلے پاتے ہیں پھر ڈھونڈتے ہیں، اگر پہلے نہ پایا تو پھر اس کی طرف میلان کیسے ہو۔

مصرع

جب تک تو جمالِ عشق نہیں پاتا، کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندے پر پہلے صفتِ ارادت کا ظہور فرماتا ہے۔ جسے تجلیِ آزادی بھی کہتے ہیں۔ اور بعد ازاں وجدانِ تجلی سے مرید حق سبحانہٗ تعالیٰ کا طالب ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں پا لینے سے طلب مقدم ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ جب کوئی کسی کو دوست رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اسے سب دوست رکھیں (محبت کریں) اگرچہ غیرتِ محبت کہ تقاضا یہ ہے کہ محبوب کو مخفی رکھا جائے۔ لیکن غایتِ محبت کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی اس کا منکر نہ ہو۔ اور وہ نہیں جانتا کہ کیا حیلہ یا بہانہ کرے اور کیا تدبیر کرے کہ سب اس کے طالب اور معتقد ہو جائیں۔ چنانچہ ہر صورت میں اور ہر طریقے سے وہ اپنے محبوب کی صفت کرتا ہے۔ تا کہ لوگ اس کے طالب ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا: کہ حضرت جنید فرماتے ہیں: کہ میرے استاد مراقبہ میں بلی کی مانند تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ ایک بار میں نے ایک بلی کو دیکھا جو چوہے کی بل (سوراخ) میں اس

Marfat.com

طرح متوجہ تھی کہ اس کے بال اس کے وجود پر حرکت نہیں کر رہے تھے، میں تعجب سے اُسے دیکھ رہا تھا، مجھے ندا آئی کہ اے کمزور ہمت میں تیرے مقصد میں چوہے سے کمتر نہیں ہوں۔ تو میری طلب میں بلی سے کمتر نہ بن۔ چنانچہ اس کے بعد میں دوبارہ مراقبہ میں بیٹھ گیا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی

آپ کا اصلی لقب عماد الدین تھا، مگر آپ نور الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی ولادت خرجرد جام میں ۸۰۷ھ میں ہوئی۔

آپ کی نسبت شیخِ عالم، عاملِ مجتہدین امام محمد شیبانی سے ملتی ہے، جو امام اعظم کے مذہب میں صاحبین (امام محمد و امام یوسف) میں سے ایک کے پیروکار تھے۔ وہ محمد بن عبداللہ بن طاؤس بن ہرمز الشیبانی تھے۔ ہرمز، بغداد کے بادشاہ تھے۔ جنھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پہ اسلام قبول کیا تھا۔ کتاب ''المصفی'' میں مذکور ہے کہ امام محمد اور امام اعظم ابوحنیفہ میں قرابت تھی، اور وہ اس طرح کہ محمد بن الحسن بن عبداللہ بن طاؤس بن ھرمز جنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور ابوحنیفہ بن نعمان بن ثابت بن طاؤس ھرمز۔

آپ کے والد کا نام نظام الدین محمد دشتی اور دادا کا نام شمس الدین محمد دشتی ہے۔ جو مشاہیر اہلِ علم و تقوی میں سے تھے۔ اور آپ منسوب تھے، دشت سے جو اصفہان کا ایک محلّہ ہے۔ زمانے کے حوادث کے باعث اپنے وطنِ مالوف سے ولایت ''جام'' میں آ بسے۔ اور قضا اور فتویٰ نویسی میں مشغول ہوئے۔ آپ کے والد اور والدہ امام محمد شیبانی کی اولاد سے تھے۔

مولانا جامی کے دادا مولانا قوام الدین محمد، امام محمد کی اولاد سے تھے، جو اپنے علاقے سے ہجرت کر کے ''جام'' میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی مولانا مفتی شرف الدین حاجی شاہ کے نکاح میں دی۔ ان کے ہاں جو بیٹی پیدا ہوئی وہ مولانا شمس الدین عمر دشتی کے حبالۂ نکاح میں آئی۔ ان کے بطن سے مولانا جامی کے والد مولانا نظام الدین پیدا ہوئے۔ اور ان کے

Marfat.com

آباؤاجداد جب تک ''جام'' میں رہے، اپنی تحریروں اور عبارتوں میں خود کو دشتی لکھتے رہے۔ جب وہاں سے ہجرت کر کے ہرات میں آ کر قیام پذیر ہوئے، تو پھر خود کو جامی لکھنا شروع کر دیا۔

مولانا جامی کی ولادت کے ایام میں خاقان منصور شاہ رخ سلطان نے عراق و فارس کے ممالک کو تسخیر کیا۔

مولانا جامی نے ۸۹۸ھ میں وفات پائی۔

مولانا سعد الدین کاشغری کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے، تین تو بچپن میں فوت ہو گئے، ان چاروں میں سے تیسرے زندہ رہے جن کا نام ضیاء الدین یوسف ہے۔

مولانا شہاب الدین بیر جندی

آپ مولانا سعد الدین کاشغری کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں۔ ولایت قاین کے ایک قصبہ کا نام بیر جند ہے۔ آپ کا نام احمد بن محمد ہے۔

آپ ۵۵ سال کی عمر میں ۸۵۶ھ میں فوت ہوئے۔

آپ کی قبر، مولانا سعد الدین کاشغری کے تختِ مزار پر ہے۔

مولانا علاء الدین آبیز

آپ کی ولادت موضع آبیز کروہی میں ہوئی جو ولایت قوہستان میں ہے۔ آپ بھی مولانا سعد الدین کاشغری کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں، اور مولانا سعد الدین کے وصال کے بعد مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی سے وابستہ ہو گئے۔

مولانا شمس الدین روجی

آپ مولانا سعد الدین کاشغری کے اجلہ اصحاب میں ہیں۔ کئی سال آپ نے جامع ہرات میں دعوتِ حق کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کی ولادت قریۂ روج میں ہوئی، جو ایک گاؤں ہے، ہرات سے قبلہ کی طرف ۹ فرسنگ کے فاصلے پر۔ آپ کا وصال ۹۰۴ھ میں ہوا۔

Marfat.com

پہلے آپ کا مدفن مولانا سعدالدین کاشغری کے مزار کے تخت کے عقب میں تھا، پھر آپ کے جسدِ خاکی کو وہاں سے نکال کر خواجہ عبیداللہ انصاری ہروی کے قریب گاذرگاہ میں دفن کیا گیا، اوراس پر روضہ تعمیر کیا گیا۔

مولانا جلال الدین پورانی

انہوں نے خود کو مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا، بظاہر کسی کے مرید نہ تھے۔ مگر اویسی تھے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے: کہ جب مجھے کوئی اشکال پیدا ہوتا ہے تو میں روحانیتِ نبی کریم ﷺ سے رجوع کرتا ہوں، اور وہ اشکال رفع ہو جاتا ہے۔

مولانا ظہیر الدین خلوتی کی صحبت میں آپ بہت جاتے تھے، اور ان کے طریقہ کے بہت معتقد تھے۔ اگرچہ ان کے مرید نہ تھے۔ ذریعہ معاش کے طور پر زراعت اور باغبانی کرتے تھے۔ مہمانوں پہ بہت خرچ کرتے تھے۔ اور مہمانوں کے لیے پرتکلف کھانوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کا گھر کبھی مہمانوں سے خالی نہیں رہا۔ آپ خود فرماتے تھے: کہ مہمانوں کے آنے سے پہلے مجھے خبر ہو جاتی ہے اور میں انواع واقسام کے کھانے پہلے ہی تیار کر لیتا ہوں، تاکہ جب وہ آئیں تو انہیں انتظار نہ کرنا پڑے۔ مگر ایک بار ایک ترک دریا کے کنارے سے روغن جوش (شیر مال) مسجد میں لے آیا۔ اور مجھے قسم دی کہ اس میں سے کھاؤ یہ حلال کمائی سے تیار کیا گیا ہے۔ میں ایک روغن جوش (شیر مال) اٹھایا، اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصے کے پھر دو حصے کر کے (یعنی ایک چوتھائی) میں نے کھالیا۔ بس اس کے بعد مجھ پر وہ حال مستور ہو گیا۔ مہمانوں کے آنے کے بارے میں اور ان کی تعداد کے حوالے سے جو آگہی ہوتی تھی، وہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ جس کی مجھے بہت تشویش ہوئی۔

آپ کی وفات ۸۶۴ھ میں ہوئی۔ قبر پوران میں ہے۔

خواجہ شمس الدین محمد الکوسی الجامی

Marfat.com

آپ شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی کی اولاد سے ہیں۔

آپ کی مجلسِ وعظ بہت مؤثر ہوتی تھی۔ مولانا سعدالدین کاشغری اس مجلس میں تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: کہ آپ نے فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''احسن کما احسن الیک''۔ ازل میں خدا ظاہر تھا، اور بندہ پنہاں۔ اس نے بندے پر احسان فرمایا کہ خود پنہاں ہوگیا۔ اور اب بندہ کو چاہیے کہ حق کو ظاہر کرے، اور اپنے وجود کی نفی کر کے خود کو پنہاں کردے۔

فرماتے ہیں: کہ شیخ الاسلام کو جو خرقہ شیخ ابوسعید سے ملا تھا، وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، اور اس کے گریبان میں رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پیراہن مبارک کا ایک ٹکڑا بھی شامل تھا، اور ان کی ساری اولاد میں سے آپ کو پہنچا تھا۔

آپ علومِ ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ آپ کا وصال ۸۶۳ھ میں ہوا۔

مولانا شمس الدین محمد اسدی

آپ فرماتے ہیں: کہ ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد جب مجھے سلوک کا شوق پیدا ہوا، تو میں شیخ زین الدین خوافی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن ان کی مجلس میں اجتماعی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا، جیسا کہ بیعت کا طریقہ ہے کہ بیعت کرتے وقت شیخ کے ہاتھوں میں مرید کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور بعض اس کا دامن پکڑ لیتے ہیں، اور کچھ اس دوسرے شخص کا دامن پکڑ لیتے ہیں۔ اس طرح میں نے بھی کسی کا دامن پکڑ لیا۔ جب میں اس مجلس سے باہر آیا، تو اسی گھر میں جہاں علم حاصل کرتا تھا، وہاں ذکر میں مشغول ہوگیا۔ خود میں نے محسوس کیا کہ ذکر کی تاثیر دن بہ دن بڑھتی گئی، یہاں تک کہ میں باطنی طور پر مکمل اس طرف متوجہ ہوگیا۔ تعلیم چھوڑ کر بہاء الدین عمر کی خدمت میں حاضر ہوگیا، اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔ میرا عقیدہ یہ تھا کہ میں ان کا مرید ہوں۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے۔ اور فرماتے تھے: کہ میں جب مولانا فخرالدین لورستانی کی صحبت میں پہنچا تو انہوں نے اپنا لباس اتار کے مجھے پہنا دیا۔

Marfat.com

امیر سید قاسم انوار

آپ سراب تبریز کے رہنے والے تھے۔آپ کا اصلی نام معین الدین علی بن نصر بن ہارون ابن ابوالقاسم تبریزی ہے۔چند واسطوں سے آپ کا شجرۂ نسب ہارون بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جاملتا ہے۔

تین سال کی عمر میں ہی آپ پر علوم کے دروازے کھُل گئے تھے۔اس کا اظہار انہوں نے ان دو اشعار میں کیا ہے:

بیت (ترجمہ)

ازل سے میرے سینے میں علم عطا ہوا
ایسا عجیب علم جو درس سے نہیں ملتا
مجھے تین سال کی عمر میں وہ حال معلوم ہوا
جو شیخ چلہ کشی میں بھی نہیں سکھا سکتا

''حبیب السیر'' میں لکھا ہے کہ شیخ صفی الدین اردبیلی کی اجازت سے آپ طلبِ حق کے پیاسوں کو زلالِ عرفان سے سیراب کرتے تھے۔لیکن قاضی احمد غفاری، تاریخ جہان آرا میں لکھتے ہیں کہ وہ قطب الاولیاء صدرالدین موسیٰ ابن شیخ صفی الدین کے مرید تھے۔اور ان کا اصل نام معین الدین علی تھا۔

آپ نے خواب میں دیکھا کہ میں انوار تقسیم کر رہا ہوں، آپ نے یہ خواب شیخ صدرالدین کو سنایا، انہوں نے اس اشارہ کے تحت آپ کا نام قاسم انوار رکھ دیا۔

نفحات الانس میں آپ کو شیخ صدرالدین اردبیلی کا مرید لکھا گیا ہے۔بعد ازاں آپ شیخ اوحدالدین کرمانی کے مرید علی یمنی کی صحبت میں پہنچے۔میرزا شاہ رخ کے دور حکومت میں آپ ہرات میں رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔دوبار پیدل چل کر حج کیا۔اور ماوراء النہر میں میرزا بایسنغر کے پاس کچھ عرصہ گذارا۔کچھ وقت سمرقند میں رہے۔واپسی پر''

Marfat.com

خرجرد'' کے مقام پر قیام پذیر ہو گئے۔

آپ کی ولادت ۷۵۷ھ/۱۳۵۶ء۔اور وصال ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء میں ہوا۔

[بحوالہ فہرست موزۂ ملی، از عارف نوشاہی، ص۵۲۰]

مولانا محمد شیرین المشہور بہ مغربی

آپ شیخ اسمعیل سیسی کے مرید ہیں۔ جو شیخ نورالدین اسفراینی کے اصحاب میں سے تھے۔سیاحت کے دوران آپ دیارِ مغرب میں بھی پہنچے۔اور شیخ محی الدین ابن عربی سے نسبت رکھنے والوں میں سے ایک شیخ سے خرقۂ خلافت پہنا۔اور بابا شیخ کمال خجندی سے صحبت رکھتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ آپ کے مرشد شیخ اسمعیل سیسی ایک دفعہ مریدوں کو چلہ کشی کے لیے بٹھا رہے تھے، تو ان کو بھی طلب کیا۔آپ نے یہ غزل عرض کی:

منہٗ (ترجمہ)

ہم نے تیرا سورج دیکھا ، تو ذرات سے گذر گئے
تیری ذات کی جستجو میں تمام صفات سے گذر گئے
ہم نے تاریک خلوت میں ریاضتیں کیں
خواب میں ہم ساتوں آسماں سے گذر گئے
ہم نے دیکھا کہ یہ سب خواب و خیال ہے
ہم ان خواب و خیالات سے مردانہ وار گذر گئے
ہم سے کشف و کرامات کی باتیں کیا کرتا ہے
ہم تو کشف و کرامات کے سر سے گذر گئے
اے شیخ ! اگر تیری جملہ کرامات یہی ہیں
تو ، تُو خوش رہے ، کہ ہم تو تمام کرامات سے گذر گئے

Marfat.com

یہ سب کچھ در حقیقت راہِ سلوک کی آفات ہیں
اور ہم اس طلب میں ان تمام آفات سے گذر گئے
ہم اس نور کے متلاشی ہیں جو مشرقِ انوار ہے
ہم مغربی کوکب و مشکات سے گذر گئے

جب شیخ نے یہ غزل سنی تو بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف کی۔

آپ کا وصال ۸۵۹ھ میں ہوا۔

سید محمد انجوی

المعروف بہ میراں محمد، اپنے بیٹے سید احمد کے ہمراہ، جام صلاح الدین تماچی کے عہد حکومت میں ۷۸۶ھ مطابق اعداد ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بمقام مراداوٹہہ پرگنہ مانجھر تعلقہ ٹھٹھہ میں آکر قیام پذیر ہوئے۔

آٹھویں صدی ہجری کے بعد نویں صدی ہجری کے آغاز میں اپنے وقت کے بے مثال بزرگ اور کمال درجہ کے شیخِ طریقت تھے۔اس والا مقام بزرگ کی والا مقامی کی یہی مثال کافی ہے کہ جب آپ کے پوتے سید علی ثانی نے دیکھا کہ آپ کے مزار کے قرب و جوار میں صفائی ستھرائی کا بندوبست نہیں ہے۔اور عام وخاص کا زیارت کے لیے آنا دشوار ہے،تو آپ نے (خواب میں ان کے حکم کے مطابق) آپ کے جسدِ خاکی کو وہاں مراداوٹہہ سے نکال کر یہاں منتقل کیا۔

سید احمد انجوی

آپ سید محمد انجوی المعروف میراں محمد مذکورِ بالا کے بیٹے تھے۔والد کے وصال کے بعد قاضی نعمت اللہ عباسی کی بیٹی سے نکاح کیا۔

مذکور ہے: کہ ایک دن سید اپنے دور کے مشائخ سے ملنے کے لیے نکلے۔شیخ عیسی

Marfat.com

لنگوٹی کے پاس پہنچے، تو آپ سے قبل معروف دانشمند قاضی نعمت اللہ عباسی بھی شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ عیسی لنگوٹی نے سید کی تعظیم کی، مگر جب وہ رخصت ہونے لگے تو اور بھی زیادہ تعظیم کی۔ قاضی نعمت اللہ نے اس کا سبب پوچھا، تو شیخ عیسی نے فرمایا: جب وہ تشریف لائے تو ان کی تعظیم سید ہونے کی وجہ سے کی۔ مگر جب وہ رخصت ہوئے، تو ان کی پشت میں جو قطب ہے اس کی تعظیم کی۔ اور میں اس کی ولادت کا منتظر ہوں، تا کہ میں اس کا مرید ہوسکوں۔ سید، قاضی سے رنجیدہ خاطر ہوکر اُٹھے، اس رنجش کا قاضی پر یہ اثر ہوا، کہ جب وہ گھر گیا تو نابینا ہوگیا۔ رات اس نے خواب میں دیکھا کہ میرا اندھا ہو جانے کا سبب سید کی رنجش ہے۔ اگر اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دے دے، تو ٹھیک ہو جائے گا، اور اس کی بیٹی نے بھی خواب میں خود کو سید کے نکاح میں دیکھا۔ آخر صبح ہوتے ہی شیخ عیسیٰ کی وساطت سے اپنی بیٹی فاطمہ کو سید کے نکاح میں دے دیا۔ اور سید کو اپنا داماد بنالیا۔

آپ کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے ۱۔ سید علی، ۲۔ سید جعفر، ۳۔ سید شریف، ۴۔ سید حسین۔

آپ کا وصال ۸۵۴ھ میں ہوا۔

شیخ آذری

آپ کا نام حمزہ اسفرائینی ہے۔ ملک الشعراء تھے۔ آخر شیخ محی الدین طوسی کی خدمت میں پہنچے اور بہت ریاضتیں کیں۔ ان کے وصال کے بعد سید نعمت اللہ کی خدمت میں آئے۔ اور خرقۂ خلافت پایا۔ پھر سیاحت کے لیے نکل پڑے اور بہت سے اولیاء اللہ کی زیارات کیں۔

دولت شاہ نے تذکرہ میں لکھا ہے: کہ شیخ جب حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے واپس لوٹے تو دیارِ ھند میں پہنچے۔ سلطان محمد جونہ نے پہلی ملاقات میں آپ کو ساٹھ ہزار دینار عنایت کیے۔ بادشاہ کے مصاحبین نے چاہا کہ جیسے ہندوستان میں بادشاہ کی تعظیم کا دستور ہے، شیخ اس طرح سلطان کی تعظیم کرے۔ شیخ نے اس میں اپنی توہین سمجھی اور ساری رقم واپس لوٹا دی۔ اور اس کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا اور کہا:

Marfat.com

بیت (ترجمہ)

میں نے ھندوستان کو ترک کرتے ہوئے مردہ جی پال سے کہا ہے
کہ جو نہ کے غرور کو میں ایک جو کے برابر نہیں سمجھتا

طبقاتِ اکبری میں ہے کہ جب احمد شاہ بہمن نے شہر بیدر کی بنیاد رکھی اور دارالامارت کے محل کی تعمیر شروع کی، تو شعراء کو شعر کہنے کی دعوت دی۔ شیخ نے بھی چند اشعار کہے۔

منہٗ (ترجمہ)

کیا یہ عالی شان محل بنا ہے کہ فرطِ عظمت سے
آسمان اس کا ایک پایہ بن گیا ہے
آسمان یہ نہیں کہہ سکا کہ ترکِ ادب ہے
یہ محل سلطانِ جہان احمد بہمن شاہ کا ہے

تاریخ بہمن کا مولف نقل کرتا ہے: کہ سلطان نے شیخ کو بارہ ہزار مع رختِ سفر عنایت کیا۔ سفرِ ھند کے بعد شیخ نے دامنِ ہمت پکڑا اور تیس سال سجادۂ ہدایت پر متمکن ہوئے۔ بالآخر ۸۵۶ھ میں ۸۰ سال کی عمر میں قصبۂ اسفرائن میں واصل بحق ہوئے۔

ایک صاحبِ دل کا بیان ہے: کہ میں نے خواب میں حضرت رسالت پناہ ﷺ کو مع اصحاب کے دیکھا۔ میں عرض کیا یا حضرت ﷺ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں آذری سے ملنے جا رہا ہوں۔ اُس کے اِس ایک شعر کے صلہ میں جو اس نے میرے فرزند کے مرثیہ میں کہا ہے۔

منہٗ

سوراخ ہو جاتا ہے میرے دل میں حسین کے پھول کی طرح
جب میرے دل کا خیال کربلا کے سفر پہ جاتا ہے

Marfat.com

سید محمد فلاح

دو واسطوں سے آپ بیٹے ہیں محمد صالح بن امام ہمام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے۔
اثنا عشریہ کے اعظم مجتہد اور اکابر صوفیہ میں سے شیخ احمد بن فہد کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ کے استاد، شیخ نے علومِ غریبہ پر ایک کتاب لکھی، مگر ان کی موجودگی میں کسی شاگرد کو دی کہ جا کر دریائے فرات میں بہا دو۔ انہوں نے کسی طریقہ سے اس سے وہ کتاب لے لی۔ اور خوزستان چلے آئے۔ اور اس علاقہ کے بہت سے لوگوں کو مرید کیا۔ انہیں اسمِ علیؑ پر مشتمل ذکر کی تعلیم کی۔ پڑھنے والوں کو اس سے ایسی تجلی پڑتی کہ وہ پتھرا جاتے۔

آپ خطرناک کام دکھاتے تھے۔ جیسے تیز تلوار شکم پر رکھنا، زیر کرنا، اور دیگر کئی عجیب و غریب کام انجام دینا۔ جب دن بدن لوگوں کو حیرت میں ڈال دینے والے کام بڑھتے گئے، تو آخر کار خود کو ''مہدی'' کے لقب سے متعارف کروانا شروع کر دیا۔

۸۰۸ھ میں خروج کیا۔ اور تمام خوزستان، شوشتر وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

آپ کے تفصیلی احوال عراق عرب کے رہنے والوں نے بیان کیے ہیں۔ اور تاریخ غیاثی میں مرقوم ہیں۔ نیز قاضی نور اللہ شوشتری نے بھی مجالس المؤمنین میں تفصیلی احوال لکھے ہیں۔

سید محمد

آپ شاہ عالم کے نام سے مشہور ہیں۔ اصلی نام شاہ منجھن تھا، والد کا نام سید برہان الدین قطبِ عالم تھا، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنے والد اور شیخ احمد کھتو سے فیض پایا۔

آپ کا مزار رسول آباد گجرات میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

آپ کا وصال ۸۸۰ھ میں ہوا، مادۂ تاریخ ''فخر'' ہے۔

آپ کے پوتے سید محمد ثانی اپنی خوبصورتی اور فصاحتِ لسان کی وجہ سے معروف تھے۔ اور یادگارِ اسلاف تھے۔ شاہجہان بادشاہ دو بار آپ کی زیارت کو آیا۔

Marfat.com

صفی الدین گاذرونی صغیر

آپ شیخ صفی الدین کبیر کی اولاد ہیں۔

آپ کے عہد میں شیخ محمد غوث گیلانی اوچ میں تشریف لائے۔آپ سے نسبت فرزندی قائم کی۔آپ کے جد بزرگوار کا شمار نامور مشاہیر میں ہوتا ہے۔

آپ کا وصال ۸۸۰ھ میں ہوا۔

مخدوم شیخ محمد غوث

بن (شمس الدین) بن شاہ میر بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صفی الدین بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن سید السادات غوث الثقلین قطب ربانی، محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ورضی اللہ عنہ۔

آپ جامع علوم معقول ومنقول، واقفِ معالم فروع واصول، عارف باللہ تھے۔ ھندوستان کے مشائخ میں اکمل تھے۔اوچہ گیلانی میں تشریف لائے، اور بڑی تعداد میں کفار کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا۔

آپ نے شیخ صفی الدین کبیر کی بیٹی سے شادی کی، جو کہ شیخ صفی الدین کبیر گاذرونی کی اولاد سے تھے، ان کا مزار اوچہ میں مطافِ اہل اللہ ہے۔نیز آپ نے ملتان کے زمیندار لانگاہ قوم میں بھی شادی کی، آپ کے چار بیٹے تولد ہوئے۔[۱۔مخدوم سید عبدالقادر، ۲۔مخدوم سید عبداللہ ربانی ۳۔مخدوم سید مبارک حقانی، ۴۔سید محمد نورانی]

آپ کا وصال ۸۹۱ھ میں ہوا۔[شریف التواریخ میں آپ کا سالِ وصال ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء لکھا ہے]

[نوٹ: آپ کے تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو: شریف التواریخ جلد اول صفحہ ۸۱۹]

سید علی

Marfat.com

بن سید احمد بن سید محمد انجوی جن کا ذکر آ چکا ہے۔

آپ اقدم اولیاء اور واصلانِ راہ خدا کے اشرف تھے۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔ جو جلال و جمال کے مظہر تھے۔ان کے نام بھی سید جلال اور سید جمال تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مریدین تھے۔اپنے چھوٹے بھائی سید محمد حسین سے ارادت ظاہر کی۔

آپ کا وصال ۸۸۹ھ میں ہوا۔

سید جعفر

آپ سید علی انجوی کے بھائی تھے۔

آپ گجرات آئے، نہروالہ میں شادی کی اور بہت معروف ہوئے۔

آپ ''اویسی'' تھے۔مگر ظاہراً سلوک کی تکمیل کے لیے شاہ عالم (گجراتی) کی خدمت میں پہنچے۔انہوں نے بتایا کہ آپ کے مرشد درویش یعقوب ہیں۔یعنی آپ کا فیض ان کے پاس ہے۔سید جعفر ان کے پاس چلے گئے، اور اس گروہِ (صوفیہ) کے معتقد ہوئے۔

آپ کے فرزندِ نامی جس کا نام بنی تہامی احمد بن جعفر تھا، صاحب ولایت تھے۔سید جعفر نے اپنی زندگی میں ہی انہیں اپنا قائم مقام بنایا اور خود ٹھٹھہ سندھ چلے آئے۔ باقی زندگی یہیں گذاری اور یہاں ہی وفات پائی۔اور اپنے اسلاف کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

آپ کا وصال ۸۸۰ھ کے آخر میں ہوا۔

سید محمد حسین

آپ سید احمد انجوی کے بیٹے ہیں۔ اور پیر مراد لقب تھا، مادر زاد ولی اللہ اور قطبِ وقت تھے۔ بہت سے اولیاء مثلاً شاہ گرگنج اور شیخ عیسی نے ان کی ولادت سے پہلے ان کی آمد کی خبر دی تھی۔

Marfat.com

آپ کی تاریخ ولادت ''قرۃ عینا'' (۸۳۱ھ) ہے۔

کہتے ہیں: کہ جام فتح خان بن جام سکندر کے عہد میں جب آپ پیدا ہوئے تو آپ آنکھیں نہیں کھولتے تھے۔ شیخ عیسی لنگوٹی کو اطلاع دی گئی، وہ اس دولت کے منتظر تھے۔ وہ آئے تو آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر فرمایا: کہ یہ وہ شخصیت ہے جس کا میں منتظر تھا، اور جس کا میں نے مرید ہونا تھا۔ الحمدللہ کہ میں نے مراد پالی۔ اور پھر تین دن کے بعد شیخ عیسی فوت ہو گئے۔

کہتے ہیں: کہ ہندوؤں کا ایک بڑا عبادت خانہ جو لکھمیر دیوان جام نندہ نے تعمیر کیا تھا سید اس میں قیام پذیر تھے۔ سید کے خدام نے اس عبادت خانہ کو گرا کر وہاں ایک مسجد بنا ڈالی۔ جس کا نام مسجد صفہ رکھا گیا۔ لکھمیر نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر اس کی ایک نہ سنی گئی۔ آخر میں عقیدت مندانہ طریقے سے سید کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے پوتے مولہ کے لیے دعا کی درخواست کی۔ سید نے فرمایا کہ اگر شہر کے شمال میں سکونت اختیار کر لے تو وہ محلّہ تیرے پوتے مولہ کے نام سے معروف ہوگا۔ چنانچہ ٹھٹھہ میں جب تک وہ رہا، وہ محلّہ اس کے نام سے مشہور تھا ۔مولہ ٹھٹھی اسی محلے کو کہتے ہیں۔

منقول ہے: کہ شیخ صدرالدین ملتانی نے جب آپ کی بزرگی کا شہرہ سنا تو ٹھٹھہ آئے ۔اور آپ کو ملاقات کا پیغام بھیجا۔ آپ نے فرمایا: میں آلِ پیغمبر ﷺ ہوں اور آپ اولادِ ابوبکر ہیں ۔لحاظہ ہستی اور مقام کے اعتبار سے آپ کو آنا چاہیے۔ شیخ صدرالدین نے پہلے دودھ سے لبریز ایک پیالہ سید کی خدمت میں بھیجا۔ یعنی سندھ ہم سے ہی اتنا پُر ہے کہ کسی دوسری چیز کی اس میں گنجائش نہیں۔ سید نے اُس پر ایک پھول رکھ کے فرمایا کہ میری گنجائش اس پھول کی مانند موجود ہے۔ آخر شیخ نے آپ سے ملاقات کی اور مسجد میں آئے۔ لوگ اس روز کو اپنے لیے نعمت سمجھتے ہیں۔ جب وہ مسجد کی طرف آ رہے تھے، تو شیخ نے ایک مردہ بلی کو دیکھ کے اشارہ فرمایا تو وہ زندہ ہوگئی۔ سید کچھ نہ بولے۔ اور دونوں حضرات مسجد میں پہنچ گئے۔ مسجد کا خطیب ابھی نہیں آیا تھا۔ سید نے اپنے خدام کو فرمایا: کہ باہر جاؤ اور جو آدمی ملے اُسے لے آؤ۔ خادم جب باہر گئے۔ تو

Marfat.com

دیکھا کہ ایک برہمن دریا سے واپس آ رہا تھا۔ انہوں نے اس برہمن کو سید کا پیغام دیا۔ تو وہ فی الفور چلا آیا۔ اور اپنے زُنار اُتار کر مسلمان ہو گیا۔ اور منبر پر بیٹھ کر ایسی پُر مغز گفتگو کی کہ سامعین کے ہوش اُڑ گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سید نے شیخ سے فرمایا: کہ مردہ کو زندہ کرنا بدعت ہے۔ یہ لوگوں کو دوبارہ اذیت سے دوچار کرنے والی بات ہے یعنی اُسے دوبارہ موت کی تلخی اور آخرت کی تکلیف کا دوبارہ مزہ چکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن دلِ مردہ کو زندہ کرنا مشائخ کی سنت ہے۔ شیخ نے تصدیق کی اور کہا آپ مریدوں کی سچی مراد ہیں۔ اس وقت سے آپ کا لقب مراد مشہور ہو گیا۔

سید نے جب شیخ کا حِلم دیکھا تو آپ نے انہیں حلیم کا لقب عطا کیا۔ جس سے وہ اب معروف ہیں۔ یہ واقعہ رسالہ تذکرۃ المراد میں لکھا ہے۔ لیکن رسالہ سید عبدالکریم میں یہ ذکر شیخ طلحہ کے بارے میں بھی بیان ہوا ہے۔ واللہ اعلم عند اللہ۔ آپ کا وصال باسٹھ سال کی عمر میں ۸۶۳ھ میں ہوا۔

مخدوم رمضان

آپ ملا عاری کے بیٹے ہیں۔ موضع مونڈہ نزد ٹھٹھہ کے رہنے والے تھے۔ سندھ کے مشہور مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ صاحبِ کراماتِ عالیہ تھے۔

شیخ ملا عبدالرحمٰن عباسی

آپ نے خود کو تقویٰ کے لباس میں چھپا رکھا تھا۔ سمہ قوم کے تمام جام آپ کے معتقد تھے۔ ساموی کے رہنے والے تھے۔ آپ کا نام ملالُڑ مشہور ہے۔ آپ کی قبر ٹھٹھہ میں ہے۔ جو خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی وصیت تھی کہ میری قبر دُم دار بنائی جائے۔ تاکہ اگر غمگین لوگ وہاں آئیں قبر دیکھ کر خوش اور مسرور ہو جائیں۔ آپ کی اولاد ابھی تک ٹھٹھہ میں موجود ہے۔

Marfat.com

شیخ اسحاق

آپ سلطان بن بہلول القادری کے بیٹے ہیں۔اور شیخ ابوالمناقب جمال الدین عبداللہ جوکہ غوث الثقلین کی اولاد سے تھے، کے مرید وخلیفہ تھے۔اپنے دور میں سرزمینِ سندھ میں ایک دنیا کو فیض یاب کیا۔اور پھر چل بسے۔آپ کا مزار بمقام اگھم میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

شاہ گرگنج

آپ قلندر والا مشرب درویش تھے۔صاحبِ کرامت تھے۔اور شیخ عیسیٰ لنگوٹی کے ہم عصر تھے۔آپ نے مستقبل میں ہونے والے اکثر واقعات کی خبر دی۔اور طالبانِ راہِ حق کو مراد پر پہنچایا۔شہر کے بہت سے معتبر لوگوں نے دیکھا کہ ہر صبح ان کے آستانے پر ایک شیر جھاڑو دیتا تھا۔آپ کا مزارِ بافیض ٹھٹھہ میں معروف ہے۔یہ وہی جگہ ہے جہاں زندگی میں آپ نے زاویہ بنایا اور اپنا مسکن۔اور تکیہ وہاں رکھتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ ایک شخص کا سند والا کاغذ گُم ہوگیا۔تو وہ آپ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا: کہ بغیر سنت کے یعنی ہدیہ لائے بغیر درویشوں کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہونا ناروا ہے۔جاؤ تھوڑا سا حلوہ لاؤ تا کہ دعا کریں۔وہ ارادت مند دوڑ کے حلوہ لے آیا۔آپ نے اس میں تھوڑا سا لیا اور باقی حلوہ کاغذ سمیت اُسے واپس دے دیا۔اس شخص نے دیکھا تو وہ وہی کاغذ تھا۔جس کی اُسے تلاش تھی۔

اس حکایت کی طرح اگر یہی کرامت کسی اور بزرگ کے بارے میں بیان کی گئی ہوتو تعجب نہیں ہونا چاہیے۔کیونکہ ایک ہی قسم کی کرامت کئی بزرگوں سے ظاہر ہوسکتی ہے۔جیسا کہ شیخ عیسیٰ لنگوٹی نے پیر مراد قطبِ وقت کی ولادت کی خبر دی تھی۔اور سید انہی کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

شیخ البہ

Marfat.com

آپ کا اصل نام مارک تھا۔اور آپ جام نظام الدین سمہ کے عزیزوں میں سے تھے۔

کہتے ہیں: کہ سید محمد حسین عرف سید مرادانجوی نے جب چاہا کہ ہندوؤں کی عبادت گاہ کو گرا کر مسجد بنائیں ۔تو جام نظام الدین سمہ جو اس عبادت گاہ کا بانی تھا نے آپ کو سید کی خدمت میں بھیجا۔تا کہ آپ کو اس عمل سے روکے۔اور آپ کو معمور کیا۔کہ جبر وسیاست سے جس طرح بھی روک سکو، روکو۔

مگر جب وہ سید کی خدمت میں پہنچے تو آپ کا نورِ ولایت دیکھ کر سر جھکا کر آپ کے مریدوں میں شامل ہو گیا۔اور جو کچھ پاس تھا۔وہ سب کچھ چھوڑ کے آپ خدمت میں رہنے لگا۔

ایک دن سید نے آپ کو فرمایا: کہ میرے لیے مسواک بنا کر لاؤ۔آپ جس زمین میں مدفون ہیں وہاں 'ون' (پیلو) کے بہت درخت ہیں ۔شیخ البہ نے زمین کھود کر جب پیلو کی جڑ مسواک کے لیے تلاش کرنا شروع کی تو اُسے سونے کی کان نظر آئی ۔مگر شیخ نے ہرگز اس طرف توجہ نہ کی ۔اور جس کام پہ معمور تھے وہ کر کے واپس آ گئے ۔سید نے نورِ کرامت سے وہ معاملہ بھانپ لیا۔اور فرمایا: جو چیز تمہیں وہاں نظر آئی ، وہ کیوں نہیں حاصل کی ۔شیخ نے عرض کیا! کہ مجھے اس سے کیا کام ۔جس چیز سے مجھے خدا تعالیٰ نے باہر نکالا ہے میں اس میں خود کو دوبارہ کیوں ڈالوں ۔سید نے فرمایا تُو تو (البہ) ہے، یعنی بے طمع ہے۔اس دن سے آپ کا لقب (البہ)مشہور ہو گیا۔

آپ نے اپنے پیر کی خدمت میں رہ کر بہت فیض پایا۔اور اپنے دور کے مشہور مشائخ میں شمار ہوا۔آپ اپنے مرشد کی زندگی میں فوت ہوئے ۔سید ہر ہفتہ ان کی وفات والے دن باوجود بُعدِ مسافت پیدل چل کر ان کی قبر پر جاتے تھے۔

شیخ جمن جتی

آپ قلندر مشرب درویش تھے ۔ جہاں آپ کا درویشانہ دائرہ تھا وہیں آپ دفن ہوئے۔آپ صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔سمہ عہد میں خلق اللہ آپ کی بہت معتقد تھی۔آپ کی

Marfat.com

وفات کی تاریخ کا تعین نہیں ہو سکا۔ مگر آپ نویں صدی ہجری سے باہر نہیں ہیں۔

پیر بابو

آپ کا اصل نام عمر فقیر تھا۔ آپ شیخ حاجی بہاء الدین جو شیخ زکریا ملتانی کی اولاد سے ہیں کے شاگرد تھے۔ جہاں آپ کا مدفن ہے وہاں آپ کا تکیہ اور زاویہ ہوتا تھا۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز اس نے سنا کہ سید مراد قطب وقت، شیخ البہ کی قبر پہ جاتے ہوئے یہاں سے گذریں گے، آپ اپنے زاویہ سے باہر آئے اور راستے میں کھڑے ہو کر ان کا انتظار کرنے لگے۔ مگر اتفاقاً سید مراد کسی دوسرے راستے سے چلے گئے۔ مگر یہ ایک ہفتہ تک وہیں کھڑے رہے۔ اگلے ہفتے سید اس طرف سے آئے اور جب انہیں صورتِ حال معلوم ہوئی تو آپ کی زبان مبارک سے نکلا آپ تو عجیب بابو ہیں۔ بابو مشہور مرتاض کی جماعت کا نام ہے۔

پیر بابو آخری ایام میں ڈیرہ کی طرف گئے تو راستے میں ڈاکوؤں نے آپ کو شہید کر دیا۔ اور آپ کا سر مبارک اُتار کر اپنے سربراہ کے پاس لے گئے۔ اس نے آپ کو اپنی رہائش گاہ میں دفن کر دیا۔

بعض لکھتے ہیں کہ آپ کا تعلق متعلوی سادات سے تھا۔ واللہ علم عنداللہ۔

استاد العارفین حاجی شیخ بہاء الدین

آپ صدیقی قریشی خاندان سے تھے، اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے تھے۔

بیت اللہ کی زیارت سے واپسی پر ٹھٹھہ میں قیام کیا۔ اور ایک قبرستان میں خالی جگہ پر مدرسہ قائم کیا۔ اور علومِ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی معارف کی تعلیم بھی دینے لگے۔

آپ سید مراد انجوی کے معاصر تھے۔ اور اپنے وقت کے اکثر مشائخ کے استاد تھے۔

درس بہنبہ و شیخ حماد نیرن کوٹی و مراد پلیجہ

یہ تینوں بزرگ توفیقِ ازلی رکھتے تھے۔ اور سید علی کے مرید اور فیض یاب تھے۔ تینوں

Marfat.com

کی شرح احوال معلوم نہیں ہوسکی۔

ملا آری

آپ مخدوم رمضان ویدانی کے بیٹے تھے۔اور موضع سوندرہ میں مقیم رہے۔اور وہیں پہ دفن ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ آپ جب سید کی خدمت میں ارادت کے لیے آئے تو گندرہ قوم کی ایک جماعت جو کینچھر جھیل کے ماہی گیر اور آپ کے مرید تھے۔انہیں بطورِ نذرِ ارادت اپنے ساتھ لائے۔اس وقت سے وہ جماعت سید کی اولاد کی ارادت مند ہے۔

شیخ ابراھیم

آپ شیخ ریحان کی اولاد سے ہیں۔سید علی انجوی کے معاصر تھے، اپنے دور کے مشہور بزرگوں اور مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

شیخ حسین سومرہ

آپ سید محمد حسین المعروف پیر مرادانجوی کے مرید تھے۔

شیخ عیسیٰ جونپوری

آپ شیخ احمد کے فرزند ہیں۔جب امیر تیمور نے دہلی میں لوٹ مار شروع کی تو آپ جونپور چلے آئے۔شیخ محمد عیسی کی عمر اس وقت آٹھ سال تھی۔آپ شیخ فتح اللہ اوراودھی کے مرید تھے۔آپ کے پیر نے آپ کو ملک العلما قاضی شہاب الدین کی شاگردی میں دیا۔تحصیل علوم کے بعد آپ تصفیۂ باطن میں مشغول ہوئے۔

شغلِ باطن میں آپ اس قدر محو ہوئے کہ آپ کے حجرہ کے باہر ایک درخت اُگ آیا، آپ کئی سال تک اس سے بے خبر رہے۔کثرتِ مراقبہ کے باعث آپ کی ہڈیاں نکل آئیں، گردن کے مہرے اتنے نکل گئے کہ آپ کبڑے ہوگئے۔اور آپ کی ٹھوڑی سینے سے لگ گئی۔

Marfat.com

آپ کا روضہ جونپور میں ہے۔

امیر ابوالغیث

آپ بہکر کے اعلیٰ بزرگوں میں سے نہایت نیک صورت اور نیک سیرت تھے۔ جب میرزا امیر محمد، امیر تیمور کا پوتا بہکر پر حملہ آور ہوا تو آپ اُسے ملنے گئے۔ مرزا کو خواب میں حضرت رسالت پناہ ﷺ نے سید کی تعظیم کا حکم دیا۔

جب سید مرزا کے پاس پہنچے تو وہ بڑی محبت سے ملا اور آپ کو اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنا خواب بیان کیا۔ اور پھر پرگنہ الور (اروڑ) آپ کو انعام میں دے کر رخصت کیا۔

شیخ حماد بن شیخ رشید الدین جمالی

آپ قدوۃ الواصلین شیخ جمال اُچی کے نواسے ہیں۔

مکلی کے قبرستان میں جہاں آپ مدفون ہیں وہاں آپ کی خانقاہ تھی۔ آپ ہمیشہ اپنے چہرے پہ نقاب رکھتے تھے۔ اور حجرے میں وقت گذارتے تھے۔

طلباء کی جماعت حجرے کے باہر جمع ہو جاتی اور آپ سے مکالمہ اور مکاشفہ کے ذریعے علوم ظاہری و باطنی کا استفادہ کرتی۔

کہتے ہیں: جام جونہ سمہ سندھ کا حکمران تھا۔ جام تماچی اور اس کا بیٹا صلاح الدین مملکت کے خواہش مند تھے۔ اور شیخ کی توجہ ان پہ تھی۔ جام جونہ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں شیخ دعا کر کے میری مملکت انہیں نہ دے دیں۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کو قید کر کے ہندوستان بھیج دیا۔ شیخ کو خبر نہ تھی۔ تماچی کی والدہ ہر صبح شیخ کے حجرے کے سامنے آ کر جھاڑو دیتی۔ مگر ایک دن شیخ نے اُسے دیکھا اور اس کے بیٹے اور پوتے کے حال سے آگاہ ہوئے۔ آپ سمجھ گئے کہ جام جونہ نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ میری توجہ ان کی طرف تھی۔ آپ نے اسی وقت سندھی زبان میں ایک شعر کہا جس میں ان کی کامیابی اور مملکت کے سربراہ ہونے کا مژدہ سنایا۔ جام جونہ نے جب

Marfat.com

یہ سنا تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ درویشوں کو ایسے امور میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔اورانہیں چاہیے کہ ہر کسی سے توجہ میں مساوات برتیں۔اور ملکی امورات کو نہ دیکھیں۔شیخ نے یہ اعتراض سن کے فرمایا: کہ سندھ کا علاقہ ہمارے اختیار میں ہے۔ہم جسے چاہیں عطا کردیں ۔جام جونہ مایوس لوٹا۔اور اُدھر شیخ کی توجہ سے اُسی وقت شیخ تماچی اور صلاح الدین قید سے آزاد ہوکر اپنے ملک کی طرف چل پڑے۔تین دن کے بعد دریائے ساموی کے کنارے پہنچے اور شیخ حماد کو اطلاع دی۔آپ نے اپنے خرقے کا ایک ٹکڑا اُنہیں بھیجا۔کہ اسے اپنے عَلَم پر لگا کر اپنے سامنے رکھیں۔بہت جلد فتح یاب ہوں گے۔

جونہ کو جب یہ اطلاع ملی تو اُس نے اپنا سارا لشکر ان کے مقابلے کے لیے بھیج دیا۔مگر جام تماچی کا جھنڈا دیکھتے ہی مسخر ہو گئے۔جب تک جام جونہ لڑائی کے لیے خود تیار ہوا ملک اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔چنانچہ جام جونہ ذلت اور خواری دیکھتے ہوئے بھاگ نکلا۔اور تماچی آ کر سریر آرائے سلطنت ہو گیا۔

آپ کے اور شیخ عیسیٰ لنگوٹی کے درمیان محققانہ گفتگو اور خط و کتاب رہی۔آپ کا سالِ وصال معلوم نہیں ہو سکا۔

درویش نوح

آپ کھیبر کے رہنے والے تھے۔اگرچہ آپ نے بھیڑ بکریاں چرانے میں زندگی گذاری، مگر آپ کا روحانی مقام بہت بلند تھا۔جب جام تماچی اور اس کا بیٹا صلاح الدین ہندوستان سے قید سے آزاد ہو کر یہاں پہنچے تو تین دن کے بھوکے تھے۔انہوں نے چاہا کہ اس کے گلہ سے جانور پکڑ کو ذبح کر کے کھائیں اور اپنی بھوک مٹائیں۔

درویش نوح نے انہیں کہا کہ تمہیں جام تماچی کی دہائی میرے مال کی طرف نہ دیکھیں۔جام تماچی نے سنا تو کہا کہ بادشاہ تو جونہ ہے۔تماچی کہاں ہے، جس کی دہائی دے رہے ہو۔اس نے کہا کہ خارج میں ایسا ہی ہے۔مگر تین دن سے غیب سے جام تماچی کی منادی سن رہا

Marfat.com

ہوں۔

شیخ بابا حسن ابدال

آپ سبزوار کے صحیح النسب سادات سے ہیں۔ابتدائے حال میں جب ذوق پیدا ہوا تو حرمین شریفین کی زیارت کے لیے پہنچے۔ پھر چند سال وہاں گذارے۔اور مرزا شاہ رُخ کے دورِ حکومت میں ۸۵۰ھ میں سبزوار تشریف لے آئے۔

مرزا شاہ رخ نے اپنی نسبتِ ارادت آپ کی خدمت میں عرض کی اور سفرِ ہند کے لیے آپ کو ہمراہ چلنے کی درخواست کی۔ جب آپ واپس لوٹے تو موضع قندھار میں اقامت گزین ہوئے۔اور مریدوں کو فرمایا: مجھے اس زمین سے بوئے محبت آتی ہے۔ پس وہیں باقی زندگی گذاری اور وہیں فوت ہوئے۔

آپ کا مزار جامع رفیع میں موضع ارغنداب میں ہے۔ جمعہ کے روز وہاں عورتوں اور مردوں کا عجیب اجتماع ہوتا ہے۔آپ کے آستانہ کے سامنے مخروطی شکل کا ایک بلند گنبد ہے۔ جو ناتراشیدہ پتھروں سے بنا ہوا ہے۔ ہر پتھر کا وزن پانچ من قندہاری ہے۔ جسے بغیر مٹی اور گارے کے بنایا گیا ہے۔

کہتے ہیں: کہ وہ بابا کا چلہ خانہ تھا۔ جسے انہوں نے ایک رات میں ایک خادم کے ساتھ بنایا۔اور پتھروں کو اس طرح ایک دوسرے کے اوپر رکھا کہ ان کی درزوں میں سے پانی کا قطرہ نہیں گذر سکتا۔ ہر کوئی اس کے دوازے سے اندر آتا ہے۔ پتھروں کے سرے آسمان کی جانب اُسے نظر آتے ہیں۔سب پتھروں کو نیچے اوپر رکھ کے ایک گنبد بنایا گیا ہے۔ یہ سب ان کی کرامت ہے۔سب کو آسمان کی طرف نظر آتا ہے۔ دیگر نہیں۔ دیکھنے والا کوئی بندہ یہ یقین نہیں کرتا کہ آدمی اتنی پہاڑ جتنی بلند عمارت بنا سکتا ہے۔

سید حسین زنجیر پا

Marfat.com

آپ کا تعلق سبزوار کے سادات سے ہے۔آپ کا شجرۂ نسب اُنیس واسطوں سے امام موسیٰ کاظمؑ سے جاملتا ہے۔آپ کی والدہ باباحسن ابدال کی ہمشیرہ ہیں۔بابا نے حجاز سے واپسی پر سید عین الدین جو اپنے وقت کے اجلہ مشائخ میں سے تھے،اپنی بہن ان کے نکاح میں دی۔

جب سید حسین کی ولادت ہوئی تو آپ سات سال کی عمر میں والدین کی نظروں سے غائب ہو گئے۔عین الدین کے خدام نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملے۔پھر سات سال کے بعد آپ اچانک گھر آ گئے۔اور اپنے والدین کا نورِ نظر بنے۔اور بتایا کہ مجھے حسینوں کے ایک طائفہ نے جو اربابِ ایمان کے منتظم ہیں باباحسن ابدال کے اشارہ سے دیارِ ہند میں لے گئے۔وہاں میں نے ایک سال گذارا۔پھر وہ مجھے درویشوں کی خانقاہ میں لے گئے۔وہاں میں نے چھ سال اسلام کے فرائض وسنت کی تعلیم حاصل کی۔پھر والدین کو دیکھنے کے لیے سیر وسفر پہ چل نکلا۔ انہی ایام میں ہرخرمن کے خوشہ سے مرشد کامل کی طلب پیدا ہوئی۔غیب سے ندا آئی،کہ بابا حسن ابدال کی خدمت میں جاؤ۔

منقول ہے: کہ جس روز دوپہر کو سید حسین،باباحسن کے پاس پہنچے اس روز باباحسن کو وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔انہوں نے اپنے مریدوں کو فرمایا: کہ آج میں کسی ایسے شخص کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔جسے دیکھ کر آنکھوں کو روشنی ملے گی۔آپ سب اس کے استقبال کو جائیں۔ چنانچہ آپ کے مرید استقبال کے لیے چل نکلے۔ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ سید حسین مل گئے۔انہیں ساتھ لے کر وہ سب باباحسن ابدال کی خدمت میں آئے۔بابا نے سید حسین کا سر اور منہ چوما اور اپنے تکیہ گاہ پر جگہ دی۔جب مشائخِ قندھار کو پتہ چلا تو وہ بھی آ گئے۔بابا نے سید حسین سے فرمایا: کہ اعزّہ کی ایک کثیر جماعت آ رہی ہے۔ان سے ملو اور ان کے لیے لنگر (کھانے) کا اہتمام کرو۔آپ نے پانچ سیر گوشت اور دس سیر آٹا قندھاری دیگ میں چڑھا دیا۔ثقہ لوگوں سے منقول ہے: کہ سید حسین نے اس دیگ سے ایک سو پچاس سے زائد درویشوں کو کھانا کھلایا۔ اور وہ سب سیر ہوئے۔سید حسین کی کرامات اور خوارق حد سے زیادہ ہیں۔

Marfat.com

صاحبِ طیر وسیر محمد المشہور سید شیر قلندر

آپ سید حسین زنجیر پا کے بیٹے ہیں۔ چھوٹی عمر میں راہِ سلوک پر گامزن ہوئے۔ اور بہت سی ریاضتوں اور مجاہدوں سے خود کو گذارا۔ اور عالی مرتبہ پہ پہنچے۔ ''شیر'' لقب کی وجہ یہ ہے: کہ امیر ذوالنون ارغون نے سنا کہ آپ اُس کے بارے میں سخت الفاظ کہتے ہیں۔ تو اس نے آپ کو قید کرا دیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ اپنے کیے پہ پشیمان ہوا تو چند طبق کھانے کے معتبر افراد کے ہاتھوں آپ کی خدمت میں بھیجے۔ وہ لوگ جب کھانا لے کر قید خانے میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑا شیر اس بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ جب امیر ذوالنون ارغون نے سنا تو اس نے کہا یہ ڈر گئے ہوں گے۔ اس نے دو آدمی اپنے مقربین میں سے اور بھیجے۔ انہوں نے بھی آ کر امیر ذوالنون سے یہی کہا۔ چنانچہ وہ اپنے بیٹوں سمیت آیا اور آپ کو ایسی صورت میں دیکھ کر استغفار کی اور معذرت کی۔ چنانچہ سید پھر اپنی اصلی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔ امیر ذوالنون نے آپ کے پاؤں چوم کر آپ کو رخصت کیا۔

شیخ پنیہ ناریجہ

آپ دشت کے بزرگ اولیاء سے ہیں۔ اور سندھ کے افضل مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

کہتے ہیں: کہ ایک رات آپ اپنے زاویہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول تھے کہ اچانک کچھ گھوڑ سوار مفسد ڈاکو آ گئے۔ اور درویش کو اپنا زور دکھاتے ہوئے تازیانے لگا کر کہا کہ ہمیں راستہ دکھاؤ۔ درویش شکستہ دل ہو کر آگے چل پڑا۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ گھوڑوں کے پاؤں پتھروں سے ٹکرانے لگے۔ جب ان سواروں نے پتھروں کی آوازیں سنیں تو کہنے لگے کہ یہ زمین پتھریلی تو نہ تھی۔ یہ کون سے پہاڑ ہیں۔ درویش نے فرمایا: کہ یہ زمین نہیں بلکہ کوہ قاف ہے۔ جس کی آپ آواز سن رہے ہیں۔ یہ کہا اور ان سواروں کو اسی پہاڑ میں موت کے منہ میں دے کر

Marfat.com

فی الفور واپس اپنے زاویہ میں پہنچ گئے۔

آپ کی وفات ۹۰۰ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا مزار نہر ''رین'' کے کنارے پر موضع ریدہ کے بالمقابل ہے۔

درویش علاؤالدین بہکیہ

آپ اولیائے نامدار میں سے ہیں۔ اور دشت کے رہنے والے ہیں۔ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات تلوار کی طرح ہوتی تھی۔ جو بھی منہ سے کہتے فوراً پورا ہو جاتا۔ کبھی بھی آپ کی دعا رد نہیں ہوئی۔

آپ کا وصال ۹۰۰ھ میں ہوا۔ اور دشت کے نزدیک برہمن آباد کی طرف بھانبرا میں مدفون ہیں۔

قاضی صدہو

یعنی صدرالدین ولد حماد۔ آپ کی نسبت قصبہ سہیرہ کے قاضیوں سے ملتی ہے۔ آپ کا شمار دشت کے اولیاء اور سندھ کے مشائخ میں ہوتا ہے۔

کہتے ہیں: کہ ایک شخص اپنی گھوڑی آپ کے پاس لایا اور قاضی سے دعا کی درخواست کی۔ اور عرض کیا! کہ اگر میری گھوڑی بچہ دے تو میں آپ کو نذر پیش کروں گا۔ قاضی کے ہاتھ میں ایک لیموں تھا آپ نے اسے دیا اور کہا کہ گھوڑی کو کھلا دو۔ لیموں کھاتے ہی گھوڑی باردار ہوگئی۔ اور بہت قیمتی بچہ پیدا ہوا۔ مگر وہ شخص بخیل تھا۔ اس نے جو نذر مانی تھی وہ ادا نہ کی۔ ایک دن قاضی کا اس کے گاؤں سے گذر ہوا اس نے قاضی کو دیکھا تو شرم کے مارے ایک جَو کے کھیت میں چھپ گیا۔ قاضی نے نورِ ضمیر سے دیکھا تو اپنی دستار کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس کی جانب ہوا میں پھینکا وہ کپڑے کا ایک سانپ بن گیا۔ اور گھوڑی کے مالک کو ڈس لیا۔ اس شخص کے دوستوں نے سانپ تو مار دیا۔ اور اُسے اُٹھا کر قاضی کے خدمت میں لے آئے۔ قاضی نے دعا

Marfat.com

کی تا کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ مگر وہ شخص نہ تو متنبہ ہوا اور نہ اپنی خباثت سے باز آیا۔ قاضی نے خادم سے کہا کہ گھوڑی کے بچے کو کہو کہ ہماری امانت واپس کرے۔ یہ پیغام سن کر گھوڑی کے بچے نے اپنے منہ سے وہ لیموں نکال پھینکا اور مر گیا۔ پھر قاضی نے فرمایا وہ مرا ہوا سانپ لے آؤ۔

قاضی کی وفات ۹۰۰ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا مدفن موضع وہیرہ میں ہے۔

افضل الزمان شیخ دانیال جونپوری

آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔

سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے۔ صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے۔

سید الاولیاء سید محمد الملقب بہ میراں مہدی جونپوری

آپ کے والد کا نام میر عبداللہ المعروف بہ خان۔ آپ کا نسب امام موسیٰ کاظمؑ سے ملتا ہے۔ آپ شیخ دانیال جونپوری کے مریدوں سے ہیں۔ ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور بارہ سال کی عمر میں تمام علوم کے ماہر ہو گئے۔ سید العلماء کا لقب پایا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام سے فیض پا کر جو ہوئے سو ہوئے۔

آپ نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور سیر و سیاحت کرتے ہوئے مکہ سے گجرات آئے۔ اور جام نظام الدین کے زمانہ میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ پہنچے اور وہاں سے قندھار چلے گئے۔ اور ''رج'' میں وفات پائی۔ اور فراح (فراہ) میں دفن ہوئے۔

سندھ میں ان کے دعویٰ مہدویت اور ان کے لباسِ سرخ کے خلافِ شرع ہونے کے باعث اکثر علماء نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا۔ جام نظام الدین نے اسی وجہ سے انہیں اذیت اور تکلیف دینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی کرامت سے زندہ بچ نکلے۔ بہت تھوڑے لوگ ان کے ارادت مند ہوئے۔ اور ان کی دعا سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ ان میں اکثر بزرگوں کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا۔ مثلاً

Marfat.com

شیخ الیاس لنگراجہ

یہ سندھ میں سید کے خلیفۂ خاص تھے۔اوراپنی زندگی خدا کی یاد میں سب سے چھپ کے گذاری۔

شیخ ابوبکر جتوئی

شیخ الیاس لنگراجہ کے بعد سید کی مسند پر صدر نشین ہوئے۔آپ پرگنہ جتوئی سرکار بہکر میں سکونت پذیر تھے۔

کہتے ہیں: ان کے پاس ایک کوزہ تھا۔جو چیز مطلوب ہوتی اس سے نکالتے اور فقراء پر خرچ کر دیتے۔صحرا ''نیکہ'' کے درمیان آپ کا مسکن تھا۔فقراء کی خدمت بہت کرتے تھے۔ لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ سب کچھ کہاں سے آتا ہے۔فقراء میں سے کسی نے آپ کی بیوی سے التماس کی کہ شیخ سے یہ راز معلوم کریں۔بیوی نے ان سے یہ راز معلوم کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکی۔مگرایک دن شیخ کی غیر حاضری میں وہ کوزہ جس میں سے ہر چیز وہ نکالتے تھے اسے زمین پر گرادیا شیخ آئے توانہوں نے فرمایا میرا مقصد اخفا تھا۔مگرتو نے میرا کوزہ زمین پہ انڈیل دیا ہے، اوراس کا پانی زمین پہ منتشر کر دیا ہے، اب میرا ظہور دنیا میں نمایاں ہو جائے گا۔پس اس بات کا پورے سندھ میں چرچا ہو گیا۔اورایک دنیا ان کی معتقد ہوگئی۔اور اپنے دور کی معروف ترین شخصیت بن گئے۔

شیخ آدم شاہ کلہوڑہ جس کا ذکر آگے آئے گا آپ کے بڑے خلفاء میں سے ہے۔

شیخ موسیٰ

شیخ ابوالفیض فیضی اور ابوالفضل کے پانچویں جدِ امجد تھے۔جیسا کہ ابوالفضل نے کچکول میں خود لکھا ہے۔ریل کے مشائخ سے تھے۔اس مسکن الاولیاء میں مخصوص طریقے سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں گوشہ نشین رہے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

Marfat.com

درویش یعقوب گجراتی

آپ صاحبِ دستگاہ بزرگ تھے۔ سندھ کے بہت سے مشائخ طریقۂ قادریہ میں آپ سے نسبت رکھتے ہیں۔ اور اولیاء کے کثیر گروہ نے آپ سے تربیت پائی۔ اور اعلیٰ مقام پہ پہنچے۔

کہتے ہیں: قطبِ عالم سید برہان الدین کے تین بیٹے تھے۔ سید منجھن سب سے چھوٹے تھے۔ آپ نے اپنے آخری وقت میں انہیں فرمایا: کہ درویش یعقوب کے پاس ایک امانت ہے وہ جا کر لے لینا۔ چنانچہ قطبِ عالم کی رحلت کے بعد تینوں بھائی ایک رتھ میں بیٹھے۔ سید منجھن بیل ہانکنے کی جگہ بیٹھے اور بڑے دونوں بھائی رتھ میں بیٹھ کر درویش یعقوب کے پاس آئے۔ دونوں بڑے بھائی تو جا کر درویش یعقوب کے برابر بیٹھ گئے۔ جب کہ سید منجھن دور جوتیاں اتارنے والی جگہ پر بیٹھ گئے۔ وہ امانت جو قطبِ عالم کا نصیبہ تھا، وہ سید منجھن کو عطا ہوا۔ اور وہ شاہ عالم کے نام سے معروف ہوئے۔ اور دونوں بڑے بھائیوں سے مقام میں بالا تر ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ سید جعفر انجوی نے انھی سے وابستہ ہو کر فیض پایا۔

درویش نوح گجراتی

آپ اپنے وقت کے صاحبِ کمال اور بے مثال درویش تھے۔ ایک بار آپ کے شہر کا حاکم جو کہ مسلمان تھا اس کے اہل کاروں نے آپ سے بدسلوکی کی۔ آپ نے گراں خاطر ہو کر فرمایا: کہ میں شہر کی حکمرانی کسی کافر کو دے دوں گا۔ جو فقراء کا ادب کرتا ہو گا۔ اور میں راجہ کو طلب کرتا ہوں۔ جب یہ بات مشہور ہوئی تو اتفاقاً راجہ جودھ پور سے چل پڑا۔ لوگ قطبِ عالم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت قطبِ عالم نے حضرت شاہ عالم جو ابھی نوجوان تھے، کو بھیجا کہ جا کر درویش نوح سے التماس کرو کہ راجہ کو سلطنت دینے والا حکم موقوف کریں، اور عرض کریں کہ مسلمانوں کا ملک کافر کو دینا مناسب نہیں۔ مگر سید کی التماس پر درویش نے توجہ نہ دی۔

Marfat.com

دوبارہ پھر شاہ عالم آئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، درویش نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب یہ حکم منسوخ یا تبدیل نہیں ہو سکتا۔ قطبِ عالم نے تیسری بار پھر اپنے بیٹے شاہ عالم کو بھیجا درویش نے اپنے مصلا کے نیچے سے ایک سند نکالی اور کہا یہ حاکم کی معزولی اور راجہ کی تقرری کا حکم نامہ ہے۔ سید نے کہا مجھے دکھایں اور ہاتھ میں لے کر وہ کاغذ پھاڑ دیا۔ اور کہا کہ میں اپنے دادا کے حکم کے بغیر کوئی سند قبول نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر واپس لوٹ آئے۔ جب اپنے والد کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ درویش کو قتل کر آئے ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا راجہ تو راستہ میں سے ہی واپس لوٹ آیا۔ اور درویش تین دن کے اندر فوت ہو گیا۔

آپ کا مدفن زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

شاہ سداین

صاحبِ کمال درویش اور اجل صاحبِ حال مشائخ سے ہیں۔ قصبہ سامانہ کے رہنے والے چھوٹے بڑے سب آپ کے ارادت مند تھے۔

بہلول بادشاہ، بادشاہت سے قبل ایک بار سامانہ پہنچا، اور شاہ سداین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک مجمع اس وقت شاہ سداین کی خدمت میں حاضر تھا۔ درویش نے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ کوئی ہے جو دو ہزار تنکہ کے عوض دہلی کی بادشاہت خریدے۔ ملک بہلول کے پاس ایک ہزار آٹھ سو تنکہ تھا، اس نے شاہ سداین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔ اور کہا کہ بادشاہی مبارک ہو۔ اس کے دل میں یہ خواہش تھی، کہ آہستہ آہستہ اس کے اسباب میسر ہونا شروع ہو گئے۔ تا آنکہ ۸۵۵ھ میں بہلول تخت نشین ہوا۔

بابا علی شاہ

آپ ابدالوں میں سے تھے، اور عجیب حالات کے حامل تھے۔ سلوک کے اوایل میں ایک دن بابا نے ایسا کیا کہ اپنے آلۂ تناسل کو پتھر پہ رکھ کر دوسرے پتھر سے اتنا مارا کہ وہ ریشہ

Marfat.com

ریشہ (تارتار) ہوگیا۔ بعد میں اس میں کنگھی کرتا تھا۔ ایک روز بابا بادشاہ سلطان حسین مرزا کو تخت پر بیٹھا دیکھ کر پوچھا کہ یہ کونسا پرندہ ہے جسے پنجرے میں بند کر رکھا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ خراسان کے بادشاہ سلطان حسین میرزا ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ ''مگر شاہرخ مردہ ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا علی شاہ، میرزا شاہرخ کے عہد سے لے کر سلطان میرزا حسین کے عہد تک عالمِ استغراق میں تھے۔

ایک دن مولانا عبداللہ جامی اور شیخ الاسلام اور چند دیگر علماء، بابا کی مجلس میں حاضر تھے۔ نماز کا وقت ہوگیا تو بابا جی امامت کے ارادے میں آگے کھڑے ہوگئے یہ مصرع پڑھا۔

ای پری گرمی پری بر بامِ قصرِ او پری

یعنی اے پری اگر تو اڑنے لگی ہے تو اس کے محل کی چھت پر جا کے اُڑ۔ جامی نے بلا توقف اقتدا کی۔ اور شیخ الاسلام پیچھے کھڑے نہ ہوئے۔ لیکن فرمایا: کہ میری تمام عمر کی نمازوں میں اس قدر قبولیت کی امید نہ تھی۔ جتنا ان دو رکعتوں کی قبولیت کا درجہ ہے۔ مگر احکامِ شریعت کی پابندی زیادہ ضروری ہے۔

میر نیازی بخاری نے لکھا ہے کہ بابا علی شاہ نے اس بیت سے نماز کی نیت باندھی:

بیت

ای کبوتر گر پری بر بامِ قصری آن پری
می نویسم نامہ ی در گردنت کانجا بری

یعنی اے کبوتر اگر تو اُڑے تو اڑ کر اس کے محل کی چھت پر چلا جا۔ اور میں ایک خط لکھ کر تیری گردن میں ڈال دیتا ہوں، اگر تو لے جائے۔

اور فاتحہ کی بجائے یہ رباعی پڑھی:

رباعی

راہِ تو بہر قدم کہ پوئید خوش است

Marfat.com

وصفِ تو بہر صفت کہ جوئید خوش است
روی تو بہر دیدہ کہ بینند نکو ست
ذکر تو بہر زبان کہ گوئید خوش است

ترجمہ: تیری راہ میں جو قدم اٹھے وہی بہتر ہے۔ تیری صفت بیان کرنے کے لیے تیرے اوصاف تلاش کرنا اچھا ہے۔ ہر دیکھنے والے کو تیرا چہرہ دیکھنا، تیرے جمال کا دیدار کرنا ہی نیکی ہے۔ اور زبان کے لیے تیرا ذکر ہی بہتر ہے۔

سید محمد نور بخش

آپ عالی درجات سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا نسب شریف نو واسطوں سے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والدِ محترم محمد بن عبداللہ کی ولادت موضع قطیف میں ہوئی۔ اور دادا کی ولادت ''لحصہا'' میں ہوئی۔ آپ کے اجداد میں ہمیشہ یہ خصوصیت رہی کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی شخص صاحبِ حال ہوتا چلا آیا۔ آپ کے والد بھی ترکِ وطن کر کے امام الجن والانس امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے نکلے، اور قصبہ قائن میں آ کر مقیم ہو گئے، وہیں آپ نے شادی کی۔ حضرت میر ۷۹۵ھ میں قائن میں متولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اور تھوڑے ایام میں ہی تمام علوم میں مکمل دسترس حاصل کر لی۔ اور پھر خواجہ اسحاق ختلانی کے مرید ہوئے۔

خواجہ اسحاق نے سید علی ہمدانی کا آخری خرقہ اپنے ہاتھوں سے آپ کو پہنایا اور اسی سال مسندِ ارشاد پر بٹھایا، اور خانقاہ کے تمام امور اور جملہ سالکانِ طریقت کے کام آپ کو سونپ دیے۔ اور فرمایا:

تا آرد پختم و آرد نیز آو تختم

ترجمہ: آٹا پکایا اور آٹا کو ہی لٹکایا

اور فرمایا: جس کسی کو سلوک کی منازل طے کرنی ہیں وہ میر سے رجوع کرے۔ اگرچہ

Marfat.com

وہ بظاہر ہمارے مرید ہیں۔لیکن درحقیقت وہ ہمارے پیر ہیں۔حضرت میر نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے،آپ نے فرمایا:

پیریم مرید خواجۂ اسحاق
آن شیخ شہید قطبِ آفاق

ترجمہ: میں پیر ہوں اور خواجۂ اسحاق کا مرید، وہ شیخ شہید قطبِ آفاق ہیں۔

آپ جوانی کے ایام میں ''ری'' کے علاقے میں قریۂ سلطان میں آکر رہائش پذیر ہو گئے تھے۔اس علاقے کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے،اور آپ کی متابعت اختیار کر لی۔اور اس علاقے میں آپ کے ہاں بہت اولاد بھی پیدا ہوئی۔

شاہرخ میرزا جب تک زندہ رہا،آپ سے خوف زدہ رہا،ہمیشہ آپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے پر مجبور کرتا رہا۔بعض کہتے ہیں: کہ شاہرخ کی وفات کے بعد ۸۶۹ھ میں 'ری' میں اس مقام پر جو بولغان نام سے معروف تھا،وہاں آپ کا وصال ہوا۔اور قریہ میں اپنے باغ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

سید جعفر

آپ سید محمد نور بخش کے بڑے بیٹے ہیں۔

ابوالمغازی سلطان حسین میرزا کے عہد میں آپ ہرات چلے گئے۔امرائے عظام اور صدور کرام نے آپ کی مددِ معاش کے لیے چار ہزار دینار کیبکی اور دوسو خروار غلہ مقرر کیا۔مگر آپ نے قبول نہ فرمایا،اور عربستان کی طرف چل نکلے۔وہاں جا کر آپ آخری زندگی کی بھلائی کے لیے عبادت میں مشغول ہو گئے۔اور بالآخر عالمِ خلد میں جا پہنچے۔

میر حاج

اپنے عہدِ حیات میں خواص وعوام میں بہت مقبول ومنظور ہوئے۔ایک دن امیر علی

Marfat.com

شیران کے ڈیرہ کے پاس سے گذرے، تو دیکھا کہ جگہ بے رونق ہے۔ انہوں نے اس جگہ کی صفائی کرائی اور خوبصورت بنا دیا۔ میر حاج نے جب یہ منظر دیکھا، تو فوراً صحرا کی طرف نکل گئے۔ اور ایک غار میں چھپ کر چالیس سال تک لوگوں سے علیحدہ رہ کر خدا کی عبادت میں مصروف رہے۔ تا آنکہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مولانا سیف الدین منازی

آپ ولایت فرکت کے ایک گاؤں منار کے رہنے والے تھے۔ وہ ایک آباد قصبہ ہے سمرقند اور تاشکند کے درمیان۔ تاشکند سے چار فرسنگ کے فاصلے پر۔

آپ خواجہ بزرگ کے اکابر مریدین میں سے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ خواجہ بزرگ کی خدمت میں چار ''سیف الدین'' تھے۔ ۱۔ محبوب۔ ۲۔ مقبول، ۳۔ مقہور، ۴ مردود۔

مولانا شیخ محمد حلاج

خواجہ علاء الدین غجدوانی کے دور میں آپ ایک معتبر شیخ تھے۔ اور آپ کے بہت مرید تھے۔ لیکن آپ خواجہ کے منکرین میں سے تھے۔ آپ کے سات خلیفہ تھے۔ ان میں سے پہلے شیخ اختیار اور آخری شیخ سعد پرمسی تھے۔

شیخ اختیار

ابتدائے احوال میں آپ نے خواجہ بزرگ کی بہت خدمت کی۔ کفر ترک کر کے شیخ محمد حلاج سے وابستہ ہوئے۔ اور ان کا مرید ہونے کے باوجود خواجگان کے طریقہ پر عمل پیرا رہے۔ اور ان کے نسب کو تقویت دیتے رہے۔

شیخ حاجی

آپ شیخ اختیار کے برادرِ طریقت (پیر بھائی) تھے۔ شیخ محمد حلاج کے خلفا میں سے

Marfat.com

تھے۔شہر ''مرو'' میں رہائش پذیر تھے۔کبھی کبھی بازار سودا سلف لینے جاتے تو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ،اپنے کام کے علاوہ کچھ نہیں جانتے تھے،اور ہرگز دائیں بائیں نہ دیکھتے،بس صرف نظر بر قدم رکھتے تھے۔

شیخ سعدی پرمسی

آپ شیخ محمد حلاج کے آخری خلیفہ ہیں ۔اوائل حال میں خواجہ بزرگ کے مقبول لوگوں میں سے تھے۔چھوٹی عمر میں ہی آپ خواجہ بزرگ کی خدمت میں پہنچے۔خواجہ نے اپنی بڑی والدہ جو بہت عمر رسیدہ تھیں،ان کی خدمت پر آپ کو مامور کیا۔خواجہ کا ایک باغ تھا،جب اس میں زرد آلو کا پھل پک گیا۔تو ایک دن شیخ سعدی اس باغ میں پھل کھانے کی نیت سے گئے ۔لیکن مالی نے منع کر دیا۔آپ نے مالی سے کہا اے باغبان تیرے خواجہ نے ہمیں،اللہ تعالیٰ سے ملنے سے روک رکھا ہے اور تو نے زرد آلو سے۔خواجہ نے جب یہ بات سنی تو بہت نظرِ عنایت فرمائی اور بہت احسان کیا۔

مولانا محمد

آپ مولانا سیف الدین مناری کے بھانجے تھے۔اور حضرت خواجہ بزرگ کے منظورِ نظر اور مقبولِ بارگاہ افراد میں سے تھے۔

مولانا محمد حسین المعروف بالواعظ

آپ مولانا علی المعروف بہ صفی کے والد ہیں ۔جو کتاب رشحات عین الحیات کے مصنف ہیں۔

صاحبِ رشحات لکھتے ہیں: کہ میرے والد ۸۶۰ھ میں جب مشہد پہنچے تو خواب میں دیکھا کہ میں روضۂ رضویہ سے باہر نکلا ہوں تو ایک نورانی صورت بزرگ کو دیکھا۔جنہوں نے مجھ پہ بہت توجہ فرمائی،اور کہا کہ یہاں کب آئے ہو اور کہاں ٹھہرے ہو۔جب میں نے کہا کہ دو تین

Marfat.com

روز ہوئے ہیں اور فلاں جگہ سکونت پذیر ہوں، تو آپ نے فرمایا: کہ جلدی کرو اپنا مال اسباب اُٹھاؤ اور میرے پاس آؤ میں تمہارا منتظر ہوں۔ میں نے پوچھا! کہ مجھے آپ سے تعارف نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میرا نام سعدالدین کاشغری ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو ان کے بارے میں کسی سے پوچھا۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک بزرگ شیخ سعدالدین مشہدی ہیں۔ جن کے معتقد بہت سے لوگ ہیں۔ میں انہیں دیکھنے گیا تو دیکھتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو وہ نہیں ہیں۔ جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ میں باہر چلا آیا۔ اتفاقاً ہرات سے ایک قافلہ وہاں آیا ان سے معلوم ہوا کہ ہرات میں ایک بزرگ مولانا سعدالدین کاشغری کے نام سے تھے۔ جو فوت ہو گئے ہیں۔ میرے والد نے یہ خواب مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تعبیر کی ہے۔ میرے والد نے کہا کہ شاید میں ہرات جا کر وفات پاؤں۔ اور مولانا کے تختۂ مزار پر دفن کیا جاؤں۔ مولانا جامی نے فرمایا: کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہاں بلائے جانے سے مراد نسبت ہے۔ جس سے وہ وابستہ تھے۔ اور میرے والد نے انہیں کہا کہ آپ آج مولانا کے قائم مقام ہیں۔ مجھے نسبت کی تلقین کریں۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والدِ محترم کو اس نسبت کی کنایۃً راہنمائی فرمائی۔ جب ۹۰۴ھ میں مولانا حسین مذکور کے بیٹے علی صفی کی شادی خواجہ کلاں کی بیٹی سے ہوئی جو کہ مولانا سعدالدین کاشغری کے والد تھے۔ میرے والد نے کہا کہ وہ خواب جو میں نے چالیس سال پہلے دیکھا تھا اب آ کے اس کی تعبیر پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

بابای آبریز

شیخ عمر باغستانی کے کمال اصحاب سے تھے۔ اور عظیم جذبہ کے مالک تھے۔ آپ سے اس لقب کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے روزِ ازل آدم کی مٹی گوندھی تو میں نے اس پر پانی چھڑکا۔ اس وجہ سے میرا لقب آبریز پڑ گیا۔

ابتدائے حال میں کبھی کبھی راستے میں بیٹھ جاتے۔ اور بچوں کی طرح گھاس پھوس کا

Marfat.com

بوریا بناتے اور مٹی سے تیر کمان بناتے۔ مگر جس کسی کو وہ تیر مارتے اس کی جان نکل جاتی۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی ایک گائے تھی آپ کبھی کبھی کچھ چیزیں اس گائے کی پُشت پر لاد کر اسے اپنے پیر و مرشد کی طرف بھیجتے درمیان میں چند فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ راستے میں جو کوئی اس گائے کے قریب آتا اُس کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا۔ اس وجہ سے کسی کو مجال نہ ہوتی کہ وہ گائے پکڑ لے اور اس سے سامان اتار لے۔ گائے تنہا جاتی اور واپس آ جاتی۔

شیخ برہان الدین آبریزی

آپ بابای آبریز کی اولاد میں سے تھے۔ جذبہ قوی رکھتے تھے۔ اور بابا ماچین کے مرید تھے۔

سید قاسم تبریزی جب پہلی بار سمرقند آئے تو شیخ برہان الدین ان کی زیارت کے لیے گئے۔ تو دیکھا کہ شیخ مریدوں کی جماعت میں مربع شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ برہان الدین نے کہا کہ اگر شیخ مربع شکل میں بیٹھے تو مریدوں کو چاہیے کہ سو جائیں یہ سن کر سید نے اس طرح بیٹھنا ترک کر دیا۔

شیخ ابوسعید آبریزی

آپ بھی بابا آبریز کی نسل سے ہیں۔ شیخ برہان الدین آپ کے جدِ مادری تھے۔ اور آپ شیخ ابوسعید شیخان کے نام سے مشہور تھے۔ محلّہ کفشیر میں بیٹھتے تھے۔ اور مستقیم الاحوال مجذوب تھے۔

خواجہ عبید اللہ احرار آپ کے بہت معتقد تھے۔

آپ کی وفات ۹۹۴ھ میں ہوئی۔ محلّہ خواجہ کفشیر میں خواجہ عبید اللہ کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

شیخ بخشش

Marfat.com

آپ شیخ عمر باغستانی کے درویشوں اور مریدوں میں سے تھے۔صاحبِ جذبات اور پسندیدہ احوالات کے مالک تھے۔

مولانا سعدالدین مشہدی

اپنے وقت میں مشہدِ رضویہ میں ایک کثیر جماعت کے مقتداء اور شیخ تھے۔آپ مولانا سعدالدین کاشغری کے معاصر ہیں۔اوران کے بعد خواجہ محمد حسین واعظ کو بھی دیکھا تھا۔

امیر اصیل الدین ابوالمفاخر عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللطیف

آپ کا نام امیر اصیل الدین ابوالمفاخر عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللطیف الحسنی الاسکی الشیر ازی تھا۔

علمِ تفسیر، حدیث ،انشاء اور تصنیف میں آپ کی کوئی مثال اور نظیر نہ تھی۔سلطان ابو سعید کے زمانہ میں ہرات تشریف لائے آپ علم با معرفت اور معرفت با طریقت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کی کتاب ''رسالہ مزاراتِ ہرات'' میں یہ چیزیں واضح ہیں۔آپ کا وصال ۸۰۳ھ میں ہوا۔

آپ کی نسل سے آپ کی یادگار یہ دولوگ ہیں۔صفی الدین محمد و برہان الدین محمد۔

روایت ہے: کہ آپ کے اسلاف میں سے کسی کو یہ احساس ہوا کہ احادیث میں سے صحیح اور موضوع کے بارے میں جناب رسالت ﷺ سے معلوم کیا جائے۔چنانچہ کتاب مشکوٰۃ خواب میں آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔آپ ﷺ نے ایک ایک ورق الٹ کر موضوع حدیث پر اپنی انگشتِ قمر شگاف سے نشاندہی فرمادی۔صاحبِ مجالس المومنین نے لکھا ہے کہ وہ نسخہ شیراز میں اس سلسلہ کے لوگوں کہ پاس موجود ہے۔

السید الاجل امیر جمال الدین عطاءاللہ بن فضل اللہ محدث الاسکی الشیر ازی

آپ نے اپنی تمام عمر گرامی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی اتباع اور حفظ و ہدایت میں

Marfat.com

گزاری۔آپ اپنے چچا امیر اصیل الدین کے مرید اور شاگرد تھے۔تمام علوم دینیہ اور یقینیہ میں کمال حاصل کیا۔اور محدثین سے اکتسابِ علم حاصل کیا۔

آپ کے بیٹے امیر نسیم الدین میرک شاہ اپنے اسلاف کی طرح معروف آفاق تھے۔اور آپ کی نسل میں سید قاضی شکراللہ جوٹھہ سندھ میں چلے آئے تھے اُن کا ذکر آگے آئے گا

-

خواجہ صائن الدین علی ترکہ اصفہانی

آپ خواجہ فاضل عارفِ ربانی توحید گوئی میں یکتا اور اپنے عہد کے اہلِ عرفان میں سے ممتاز مقام رکھتے تھے۔تمام علوم میں آپ کی تالیفات فارسی اور عربی زبان میں ہیں۔ان میں خاص طور پر شرح فصوص الحکم اور شرح قصیدہ ابنِ فارض قابلِ ذکر ہیں۔

آپ کا وصال ہرات میں ۸۳۰ھ میں ہوا۔

السید الریاض المظلوم امیر مختوم

آپ مدینہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے دادا امیر بہاءالدین، حضرت امام الحسن والانس علی بن موسیٰ الرضاؑ کی زیارت کے لیے خراسان آئے۔اور نیشاپور میں شادی کی۔اور امیر مختوم وہاں پیدا ہوئے۔اور امیر قاسم انوار کی صحبت میں پہنچے اور ان کے پاس تصفیہ باطن کے لیے کوشاں رہے۔بالآخر صوری و معنوی کمالات حاصل کیے۔

کچھ لوگوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔اور شاہ رخ میرزا کے حکم پر تیل گرم کر کے آپ کے سر پر ڈالا اور ایک مدت تک آپ کو ولایت گاذرون میں قید رکھا۔بعد ازاں اپنی قلم رو سے آپ کو نکال دیا۔اور آپ ہرموز چلے گئے۔

امیر تیمور قاسم انوار سے کچھ عرصہ پہلے فوت ہوئے۔قاسم انوار نے ایک غزل آپ کے مرثیہ میں کہی۔

Marfat.com

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی

آپ غوث المتاخرین سید محمد نور بخش داری کے مریدوں سے ہیں۔ان کے اقوال افعال اور مقامات پر آپ نے ایک تذکرہ بہت عمدہ لکھا۔

شیخ محمد بن یحییٰ بن علی علاء جیلانی لاھیجی

آپ سید محمد نور بخش کے مرید اور خلیفہ ہیں۔اگر تمام سلسلہ شریفہ نور بخشیہ ملکیہ اور تمام سلسلہ ہمدانی بلکہ تمام سلاسل صوفیہ جو موجود ہیں ان پر افتخار کریں تو مبالغہ نہ ہوگا۔آپ نے جو شرح گلشن راز لکھی ہے وہ تمام شروح سے بہتر ہے۔

جنابِ شیخ سید محمد نور بخش کی وفات کے بعد شیراز چلے آئے اور وہاں قیام پذیر ہوگئے۔اور خانقاہ نوریہ کے نام سے ایک خانقاہ قائم کی جس میں بہت سی چلہ گاہیں اور خلوت خانے بنا کر ایک دنیا کو فیض پہنچایا۔سلاطینِ زمانہ نے تین باغ آپ کے لیے وقف کیے۔آپ کا روضۂ منورہ وہیں پہ ہے۔

مولانا لطف اللہ نیشاپوری

آپ نے ولایت کے نشہ کا بہت حصہ پایا۔دنیا کے کام میں بہت کم توجہ دی۔اسی وجہ سے کہتے ہیں: کہ مولانا لطف اللہ ضعیف طالع ہوئے ہیں۔چونکہ جو کوئی اس دنیا سے توجہ ہٹا لیتا ہے دنیا بھی اس سے روگردان ہو جاتی ہے۔چنانچہ یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ فرماتے ہیں: کہ میں نے دنیا سے زیادہ منصف تر کوئی نہیں دیکھا۔کہ اگر آپ اس میں مشغول ہوں تو وہ بھی تم میں مشغول ہو جاتی ہے۔اور اگر اسے ترک کر دے تو وہ بھی تجھے چھوڑ دیتی ہے۔

آپ صاحبِ قرآن امیر تیمور گورگان کے عہد میں ہوئے ہیں۔اور میرزا میران شاہ کی مدح میں بہت کچھ کہا ہے۔مگر کچھ بھی اس میں سے اپنے پاس نہیں رکھا۔بس زندگی مفلسی میں گزاری۔آخر عمر میں جب آپ بہت بوڑھے ہو گئے تو حضرت امام رضا علیہ السلام کے قدم گاہ

Marfat.com

میں اسفرس کی جگہ پر منتقل ہو گئے ۔آپ کا ایک باغ تھا جس میں گذر اوقات کرتے اور لوگوں سے بہت کم ملتے ۔ایک دن کچھ لوگ آپ کی زیارت کو گئے ۔دیکھا کہ ہجرہ کا دروازہ بند ہے ۔ انہوں نے بہت دروازہ کھٹکھٹایا لیکن جواب نہ پایا انہیں گمان ہوا کہ شاید جان بوجھ کر جواب نہیں دے رہے۔ایک نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ مولانا سر بسجود ہیں ۔وہ کسی طرح اندر آیا اور دروزہ کھولا مگر بہت غمگین ہوا کہ مولانا نے سر نہیں اُٹھایا آخر دیکھا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔

آپ کو امام کے قدم میں دفن کیا گیا اور آپ کے ہاتھ میں یہ رباعی پائی گئی:

رباعی

دی شب ز سرِ صدق و صفای دل من
در میکدہ آن روح فزای دل من
جامی بمن آوردہ کہ بستان و بنوش
گفتم نخورم ، گفت برای دلِ من

ترجمہ:

کل رات صدق و صفا کے ساتھ میرا دل
میکدہ میں وہ میرا دلِ روح فزا
میرے پاس ایک جام لایا اور کہا کہ پکڑ اور پی
میں نے کہا میں نہیں پیتا اس نے کہا میری خاطر پیو

آپ بہت بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے ۔آپ کی وفات ۹۱۰ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

دسواں معیار

دسویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

شاہ قاسم فیض بخش

آپ سید محمد نور بخش کے بیٹے اور خلیفہ تھے۔

سلطان حسین کے عہد میں آپ خراسان آئے۔اس نے آپ کی بہت تعظیم کی۔اور آپ واپس چلے آئے۔شاہ اسمٰعیل ماضی نے بھی آپ کو تمام سادات سے ممتاز رکھا۔آپ کا وصال ۹۸۱ھ میں ہوا۔

آپ سے دو فرزند والا گوہر پیدا ہوئے۔شاہ شمس الدین، شاہ بہاء الدولہ۔

شاہ بہاء الدولہ

علمی مرتبہ میں آپ تمام سادات اور اپنے دور کے اہلِ علم سے فائق تھے۔ابتداء میں آپ ہرات تشریف لائے تو سلطان حسین میرزا کے منظورِ نظر ہوئے۔اس کے بعد آپ شاہ اسمٰعیل ماضی سے منسلک ہوئے۔

شاہ قوام الدین

آپ شاہ شمس الدین بن سید محمد نور بخش کے بیٹے ہیں۔

اپنے دادا کے وصال کے بعد ان کے آستانے پر تکیہ لگایا۔آپ کا رتبہ اپنے باپ دادا سے بلند ہو گیا۔اور بتدریج خلقِ کثیر آپ کی مرید ہوگئی۔

سید یعقوب و سید اسحاق

دونوں بزرگوارِ کرام مشہد مقدس کے رہنے والے تھے۔سندھ کے حکمران نظام الدین کے

Marfat.com

زمانے میں ۹۰۱ھ میں ساموی (سندھ) میں وارد ہوئے۔سید یعقوب عظیم کمالات سے متصف تھے۔اور اجل مشائخ کی طرح زندگی گذاری۔موضع ''آکر'' کے رہنے والے ''اکریہ'' قوم کے لوگ جولوہار تھے وہ آپ کے معتقد ہوئے۔اور آپ کے ہمراہ رہنے لگے۔اور تا حال سید کی اولاد کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں۔آپ کا وصال ۹۲۲ھ میں ہوا اور ساموی میں آپ کی قبر زیارت گاہ عام وخاص مشہور ہے۔آپ کی اولاد میں سے کچھ لوگ موضع واری تعلقہ ککرالہ میں چلے گئے۔اور کچھ لوگ دیگر مقامات پر جا بسے۔بہت تھوڑے آکر میں رہے۔اور کچھ ٹھٹھہ وسط میں مقیم ہو گئے۔

اور سید اسحاق کی اولاد باقی نہ رہی۔لیکن بزرگی میں آپ بڑے صاحبِ کمال اپنے عہد کے لوگوں میں حمیدہ خصال ہوئے ہیں۔

شیخ بہریہ (پریہ)

آپ کا نام ویرداس اور مواحد مجذوبوں سے تھے۔ہمیشہ وادیوں میں اور پہاڑوں میں گنگناتے ہوئے حیوانوں کے ساتھ پھرتے تھے۔اور لوگوں سے ملنے میں پرہیز کرتے تھے۔آخری ایام میں کوہ گنجہ کے دامن میں مقیم ہو گئے۔لوگ ایک ایک کر کے آپ کی زیارت کو جاتے تھے۔آپ ان کی بات سنے بغیر ان کے ضمیر میں چھپی بات کا شافی جواب دیتے تھے۔

حدیقۃ الاولیاء سندھ کے مصنف لکھتے ہیں: کہ میں آپ کی خدمت میں گیا آپ سندھی زبان میں شعر پڑھ رہے تھے۔میرے دل میں خیال آیا کہ یہ ان کا اپنا کلام ہے یا کسی اور کا۔مگر میرے پوچھے بغیر فرمایا: کہ یہ کلام اسحاق آہن گر کا ہے۔مزید یہ لکھتے ہیں کہ چند اور چیزوں کا خیال میرے دل میں گذرا تو اس کا جواب بھی انہوں نے دیا۔

منقول ہے: کہ ایک شخص آپ کی زیارت کو گیا۔اور وہ بھوکا تھا۔اُسے فرمایا: کہ اس تھور کے پودے سے ایک دیگچہ اٹھالاؤ۔اور اس کو چولہے پر رکھ دو۔جب اس شخص نے ایسا ہی کیا تو انہوں نے چند سنگریزے اس میں ڈال کر اوپر ڈھکنا دے دیا۔اچانک چند ہرن صحرا سے

Marfat.com

آ گئیں ۔آپ نے ان کا دودھ نکالا اور دیگچے میں سے نفیس طعام نکال کے اس شخص کو دودھ کے ساتھ کھلایا۔

آپ کی وفات ۹۱۳ھ میں ہوئی۔

سید احمد و سید محمد

آپ سید عابد مشہدی نقوی کے بیٹے تھے۔۹۱۰ھ میں ساموی (سندھ) ٹھٹھہ جو ابھی نیا آباد ہوا تھا، وہاں مغل وارا میں موسمِ حج کے انتظار میں ٹھہرے تھے۔اتفاقاً آپ کے بھائی سید محمد جو کمالاتِ ظاہری و باطنی رکھتے تھے وفات پا گئے۔اور ان کی صلبی اولاد کوئی نہ تھی۔

ان کے بھائی سید احمد دل شکستہ ہو کر ابھی یہیں تھے۔چونکہ شاہ بیگ ارغون کا دورِ حکومت تھا، اس نے آپ کی خدمت کی۔اور درخواست کی کہ آپ ہمیشہ کے لیے یہیں قیام پذیر ہو جائیں۔اور وہ علاقہ جہاں آپ کے بھائی کا مزار تھا آپ کو دے دیا۔آپ کی اولاد میں سے بہت سے بزرگ پیدا ہوئے۔جن کا ذکر اپنے اپنے مقام پہ آئے گا۔آپ کا سال وفات معین نہیں ہو سکا۔اس لیے جس سال آپ ٹھٹھہ تشریف لائے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

قاضی محمود ہیر پوری گجراتی

آپ صاحبِ سکر و ذوق و عشق و محبت و مشرب و حالت و جلاوت تھے۔ہندی زبان میں آپ کا کافی کلام ہے۔جسے اس علاقے کے قوال گاتے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ ابتدائے حال میں آپ سلطان مظفر بن سلطان محمد کے عہد میں غایتِ غناء کے باعث ظاہر و باطن میں صاحبِ جمعیت تھے۔آخر قصبہ ہیر پور جو ولایتِ گجرات میں آپ کے آباؤ اجداد کا وطن تھا وہاں جا کر مقیم ہو گئے۔آپ ۹۲۰ھ کے قریب قصبہ ہیر پور میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ جب آپ کو دفن کرنے گئے تو آپ کے والد محترم نے آپ کے

Marfat.com

چہرے سے کفن کا کونا ہٹا کر ان کی طرف دیکھا تو آپ بھی آنکھ کھول کر مسکرائے۔ والد نے کہا بابا محمود! یہ کیا ادائے طفلانا ں ہے۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے آنکھ بند کر لی۔

سید قاضی شکر اللہ شیرازی

آپ کے والد سید وجہ الدین بن نعمت اللہ بن سید عرب شاہ بن امیر نسیم الدین محمد میرک شاہ محدث بن امیر جمال الدین عطا اللہ محدث شیرازی باقری تھے۔ آپ ہرات سے قندھار آئے۔ وہاں سے شاہ بیگ ارغوان جو آپ سے بہت زیادہ ارادت رکھتا تھا اس کے لیے ۹۰۱ھ میں آپ ٹھٹھہ چلے آئے۔ چونکہ ملک سندھ سمہ حکمرانوں سے آزاد ہو چکا تھا۔ شاہ بیگ کے بیٹے نے سید موصوف کو شہر ٹھٹھہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ مگر جلد ہی اس خیال سے کہ کہیں مجھ سے اس امرِ جلیل میں کوتاہی نہ ہو جائے، استعفیٰ دے دیا۔ اور اس دور کے معروف دانشمند شیخ احمد اوچی ہروی کو اوچ سے بلا کر اس منصبِ قضا پر بٹھا دیا۔ اور خود فقراء کے لباس میں مشیخت، تورع وتقویٰ میں ملبوس ہو کر طلبا کی تدریس میں مصروف ہو گئے۔

ٹھٹھہ کے محلّہ سادات میں ایک انصاری بزرگ جو آپ سے پہلے وہاں مقیم تھے۔ ان کی بیٹی سے شادی کی۔ اور یہیں ہمیشہ کے لیے مقیم ہو گئے۔ اور پھر باقی عمر یہیں گذاری۔ اور جب خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آیا تو لبیک کہتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ اور شاہ عبداللہ سے مغرب کی طرف تھوڑے فاصلے پر مدفون ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ اخفائے حال کے لیے آپ نے وہاں دفن کرنے کے وصیت کی۔ جہاں آپ کے خدام اور عزیزوں اور آپ کی منکوحہ جو پہلے فوت ہو چکی تھی کے مزار تھے۔ مگر آپ کے بیٹے نے خلافِ وصیت آپ کے جسدِ خاکی کو انصار کے قبرستان میں جو تا حال اس قبرستان میں موجود ہے میں دفن کیا۔ لیکن اگلی صبح دیکھا کہ آپ کی قبر وہاں نہیں ہے۔ اور جس جگہ آپ کا مزار ہے وہاں ایک نئی قبر بن گئی۔ لوگوں نے سمجھا شاید مغالطہ ہوا ہے، کیوں کہ بظاہر کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن اہلِ کمال کے علاوہ کم لوگ آگاہ ہیں کہ یہ سید موصوف کا مدفن ہے۔ وہ زائرین کے ہجوم کو

Marfat.com

بھی پسند نہیں کرتے۔جو تسلسل سے زیارت کو جائے اسے کم ہی ملتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے نامدار فرزند میر ظہیر الدین والاسلام عرف میر جادم جانشین ہوئے۔کیونکہ آپ کا سالِ وفات معلوم نہیں ہو سکا اس لیے ان کے سالِ ورود پر اکتفا کیا گیا ہے۔تاہم آپ کا سالِ وفات اس صدی سے باہر نہیں ہے۔

کہتے ہیں: کہ مشائخِ کبار میں سے چار بزرگ آپ سے اتحاد اور بھائی چارہ قائم کر کے ٹھٹھہ میں آئے تھے۔ان میں سے ہر ایک کا ذکر علیحدہ علیحدہ بھی آئے گا۔ان چاروں کے نام یہ ہیں۔

۱:۔شاہ عبداللہ گجراتی قادری حسنی

۲:۔سید شاہ منبہ قادری حسنی

۳:۔سید کمال

۴:۔سید جمال

آخر الذکر دونوں بھائی شیرازی تھے۔میر شکر اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنی اولاد کو وصیت کی ہے کہ جب کوئی حاجت یا ضرورت در پیش ہو تو ان بزرگوں کے علاوہ کسی اور کے پاس نہ جائیں۔آپ کی اولاد کا ابھی تک یہی معمول ہے۔لیکن دوسروں سے ارادت و اخلاص منع نہیں ہے۔

مخدوم اسحٰق

آپ قوم بھٹی سے تعلق رکھتے تھے۔اور ہالہ کندی کے رہنے والے تھے۔آپ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مریدوں سے ہیں۔اپنے وقت کے اجل اولیائے آفاق اور فضیلت و کمال میں طاق تھے۔آپ کا سالِ وفات متعین نہیں ہو سکا۔لیکن نویں صدی ہجری کے بعد کے ہیں۔اس لیے اس باب میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

آپ کے دو بیٹے ہیں۔مخدوم احمد و مخدوم محمد۔

Marfat.com

مخدوم احمد

آپ اجل اولیاء سے ہیں۔ ہمیشہ گوشۂ تنہائی میں گزر بسر کرتے تھے۔ جب کبھی حلقۂ ذکر وسماع میں آتے تو ایسا حال طاری ہوتا جس کی کوئی حد نہیں۔ آپ کے کرامات میں سے ایک یہ ہے۔

کہتے ہیں: کہ گاؤں کے رئیس کا بیٹا مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا۔ تو اس نے مخدوم کو اہلِ اللہ کی جماعت سمیت ضیافت پہ بلایا تا کہ ان کی توجہ سے بیٹا ٹھیک ہو جائے۔ مگر اتفاق یہ ہوا کہ جب فقراء جمع ہو کر وہاں پہنچے اور کھانے کا وقت ہو گیا تو اسی اثناء میں رئیس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ رئیس خدا دوست آدمی تھا اس نے فقراء کی حرمت کے پیشِ نظر واویلا نہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کی وفات کا اظہار نہ کیا اور اہلِ خانہ کو رونے دھونے سے منع کر دیا۔ اور کہا جب تک فقراء کھانا نہ کھا لیں کوئی فرد دم نہ مارے کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تبارک تعالیٰ کے مہمان ضیافت کو مصیبت سمجھ لیں۔ اور ان کا اضطراب ان کو کوئی چیز کھانے میں مانع ہو۔

جب سب کھانا کھا گئے، تو مخدوم احمد نے سب سے کہا کہ دو دو لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ جب سب دو دو لوگ بیٹھ گئے تو خود اکیلے رہ گئے۔ آپ نے اپنے درویشوں میں سے ایک خادم کو بلایا جس کا نام بہرا تھا۔ اسے کہا کہ اس بیمار بچے کو بلاؤ کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔ اہلِ خانہ نے کہا کہ وہ تشویش ناک حالت میں ہے اس لیے وہ کھانا کھانے کے لیے نہیں آسکتا۔ مخدوم نے فرمایا: میں اس کے بغیر نہیں کھاؤں گا۔ آخر آپ کے حسبِ ارشاد جب بہرا اس مریض کے پاس پہنچا تو اسے نئی زندگی مل چکی تھی۔ اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور آ کر مخدوم کے ساتھ کھانے میں شامل ہو گیا۔ اور اس نے ظاہر کیا کہ میری روح قبض کر کے چوتھے آسمان تک لے گئے تھے کہ مخدوم وہاں سے دوبارہ یہاں لایا۔

کہتے ہیں: کہ زندگی کے آخری دنوں میں آپ نیرن یا نیرون کوٹ (موجودہ حیدرآباد) پہنچے۔ اتفاقاً مجلس سماع میں ایک زرگر نے بڑے سوز وگداز سے شعر پڑھے۔ جسے سن

Marfat.com

کر آپ کا وصال ہو گیا۔آپ کا جسدِ خاکی ہالہ کنڈی لے گئے۔منقول ہے کہ راستے میں آپ کے منہ سے ذکرِ جلی جہراً لوگوں نے سنا۔

آپ نے علم ظاہر اور کچھ علم باطن کے دقیق مسائل مخدوم عبدالرشید سے حاصل کیے۔

آپ کا وصال ۹۳۶ھ میں ہوا۔

آپ کے بیٹے مخدوم فتح اللہ آپ کی رحلت کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی سیرت سے متصف ہو کر سجادہ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔اور اپنے وقت کے معروف مشائخ میں شمار ہوئے۔آپ نے اپنے طلبا پر رشد و ہدایت کے باب کھولے۔مخدوم احمد ثانی آپ کے بیٹے آپ کے جانشین ہوئے۔اور بزرگی اور کرامت ان کی اولاد میں آج تک باقی ہے۔

مخدوم محمد

آپ مخدوم اسحاق کے دوسرے بیٹے ہیں۔ظاہری علوم بدرجہ اتم حاصل کرنے کے بعد تصفیہ باطن میں مصروف ہوئے۔زیادہ تر آپ خود کو خلافتِ خلق میں مصروف رکھتے۔مگر کوئی کام خلافِ شریعت کبھی نہ کیا۔

روایت ہے: کہ ایک بار جام نظام الدین کسی کام سے ٹھٹھہ آیا۔جام نے آپ سے کہا کہ میں نے آپ کے بھائی احمد کی بہت تعریف سنی ہے۔اور ان سے ملنے کا بے انتہا شوق رکھتا ہوں۔آپ یہیں رہیں اور اپنے بھائی کو بلائیں۔مخدوم محمد نے فرمایا: کہ میرے بھائی کو نہ تمہاری پرواہ ہے اور نہ میری۔ابھی یہ مکالمہ ہو رہا تھا کہ مخدوم احمد اس مجلس میں حاضر ہوئے۔جام انہیں دیکھ کر خوش ہوا، اور بڑی عقیدت سے پیش آیا۔مخدوم احمد جب اس مجلس سے واپس جانے لگے تو اپنے بھائی مخدوم محمد سے کہا کہ جیسے ابھی میں طیِ ارض کر کے یہاں پہنچا ہوں، آؤ آپ بھی میرے ساتھ طیِ ارض کر کے ہالہ کنڈی چل کر نمازِ عصر ادا کرتے ہیں۔مخدوم محمد نے کہا کہ آپ مختار ہیں۔مگر میں تو راہِ سلوک کے مجاہدہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔آپ کی اولاد میں بھی راہِ عرفان و سلوک کے عرفا پیدا ہوئے۔

Marfat.com

مخدوم عبدالرشید

آپ کا شمار اجل علما اور اکمل اتقیا میں ہوتا ہے۔آپ نے بہت سے بزرگوں کو تکمیل تک پہنچایا۔اور راہِ سلوک کے مسافروں کو منزلِ طریقت تک پہنچایا۔جن میں مخدوم احمد اور مخدوم محمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔جن کے حالات اوپر بیان ہوئے ہیں۔

درویش زکریا

آپ مخدوم اسحاق مذکور کے بھتیجے ہیں۔آپ مردِ خدا آگاہ اور سالکِ راہِ ہدیٰ تھے۔

مخدوم یوسف طبویہ

آپ سندھ کے کامل زاہدوں میں سے ہیں۔اور ارباب سلوک میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ کا وصال ۹۳۸ھ میں ہوا۔

جمالی

آپ کا نام جلال خان اور جمالی تخلص تھا۔آپ مولانا سماءالدین کے مرید تھے۔آپ نے مولانا جامی کی صحبت پائی۔وصال ۹۴۲ھ میں ہوا۔

شاہ جہانگیر ہاشمی

آپ شاہ طیب کی اولاد میں سے ہیں۔جن کا ذکر آگے آئے گا۔والد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب درمیانی چار واسطوں سے شاہ قاسم انوار سے جا ملتا ہے۔اور والدہ کی طرف سے شاہ نعمت اللہ نور بخش سے ملتا ہے۔

مرزا شاہ حسن کے اوائل میں آپ خراسان سے سندھ آئے۔اور بھکر میں قیام پذیر ہوئے۔تحفۃ الاحرار اور مخزن الاسرار کے جواب میں آپ نے مظہر الآثار لکھی۔آپ ۹۴۶ھ میں سفر حج پر روانہ ہوئے مگر کیچ مکران کے راستے میں شہید ہو گئے۔

Marfat.com

شیخ عبداللہ متقی

آپ مولانا سعد کے بیٹے ہیں۔علمِ حدیث میں بے نظیر اور علمِ طریقت میں بہت شہرت رکھتے تھے۔آپ سندھ سے گجرات وارد ہوئے۔وہاں سے ایک قاضی عبداللہ کے ہمراہ حرمین شریفین چلے گئے۔اور زیادہ وقت آپ نے اخروی زندگی کی بہتری کے لیے گذارا۔تمام علوم میں آپ کی تصانیف ہیں۔

آپ کا وصال ۹۴۷ھ میں ہوا۔

سلطان شاہ جلال الدین قریشی

آپ صاحبِ حالاتِ عجیبہ اور مقاماتِ غریبہ کے حامل تھے۔مجذوبوں کی طرح ننگے سر اور ننگے پاؤں گھومتے رہتے تھے۔صرف شرمگاہ کو ڈھانپنے پہ اکتفا کرتے۔جنگل بیابان میں گھومتے۔علومِ عقلی، نقلی، رسمی اور حقیقی سب حاصل تھے۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز آپ کے سامنے علمِ کیمیا کا ذکر چل نکلا، تو آپ نے فرمایا: تُف بر کیمیا، جب آپ نے تف کہا تو آپ کا لعابِ دہن (تھوک) قریب پڑی ہوئی ایک تانبے کی پلیٹ پر جا پڑی۔تو دیکھا کہ وہ سونا بن گئی۔

چند سال آپ دہلی، بیانہ، آگرہ اور اس کے گردونواح رہے۔آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔اس عمر میں آپ نے تمام علوم غیب سے یاد کیے۔

آپ کا وصال ۹۱۸ھ میں ہوا۔آپ کی قبر مندو کے قریہ میں ہے۔

مخدوم رکن الدین

آپ مخدوم مٹو کے نام سے معروف تھے۔مخدوم بلال ٹلٹی کے خلفا سے منسلک تھے۔ سندھ کے مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا۔ہمیشہ عبادت و طاعت میں آپ بلند ہمت رہے۔سالکانِ طریقِ زہد و تقوی اور منہجِ ارشاد و ہدایت کے طالبوں کو آپ سے بے حد عقیدت اور ارادت تھی۔

Marfat.com

آپ علمِ حدیث میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔شرح اربعین اور شرح گیلانی اور بعض دوسرے رسائل آپ کے آثار میں یادگار ہیں۔

ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں آپ ۹۴۹ھ میں ٹھٹھہ میں فوت ہوئے۔اور کوہِ مکلی پر آپ مدفون ہیں۔

مخدوم میراں

آپ مولانا یعقوب کے بیٹے ہیں۔علومِ معقول ومنقول کے جامع اور راہِ سلوک پر خوبصورت طریقے سے گامزن تھے۔والیِ سندھ میرزا شاہ حسن ارغون کو درس دیے۔اور اسے بہت فائدے بخشے۔اکثر طلباء نے آپ سے انوارِ علم حاصل کیے۔

آپ کا وصال ۹۴۹ھ میں ہوا۔مادۂ تاریخِ وفات ''علامہ وارث الانبیاء'' ہے۔اور آپ کا مدفن مکلی میں ہے۔

سید عالم علی قوام جونپوری

آپ صاحبِ وجد وسماع اور خوارقِ عالیہ کے مالک تھے۔سلسۂ طریقت میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے وابستہ تھے۔آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے مرید تھے۔اور درمیانی چار واسطوں سے شیخ نصیرالدین محمود سے آپ کا سلسلہ جاملتا ہے۔

آپ سے روایت ہے: کہ ''میں خواب میں سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: اے علی تو نعمت کا اظہار تو ڈھول بجا بجا کے کر رہا ہے۔لیکن خلقِ خدا کی خبر گیری نہیں کرتا۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: اگر ڈھول ہے تو آپ کا، اگر نعمت کا اظہار ہے تو وہ بھی آپ کا۔درمیان میں علی بے چارہ کون ہے۔آپؐ نے فرمایا: تو ان کے لیے دعا کیا کر، مقبول ہوگی''۔

آپ کا وصال ۹۵۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

مولانا یونس سمرقندی

آپ اربابِ علم وعرفان کے پیشوا تھے۔ سندھ میں آکر شاہ حسین ارغون کے پاس آئے۔ ''شرح مواقف'' اور دوسرے علوم کا درس دیتے ہوئے زندگی گذار دی۔ وصال ۹۵۱ھ میں ہوا۔

سید ابراھیم ایرجی قادری

آپ اپنے عہد کے مشہور دانشمندوں سے تھے۔ جو علوم عقلی ونقلی کے ماہر تھے۔ اور اُس دور کے تمام دانشمند علماء آپ کے معتقد تھے۔ خواب میں آپ نے شیخ نظام الدین اولیاء سے خرقۂ خلافت بھی پہنا۔

آپ کا مدفن امیر خسرو کے قدموں کی طرف دہلی میں ہے۔ آپ کا وصال ۹۵۳ھ میں ہوا۔ آپ کا شجرۂ نسب حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی سے اس طرح ملتا ہے:

آپ شیخ بہاءالدین حسنی شطاری قادری سے تھے، اور وہ شیخ احمد حلبی قادری سے، ولد سید موسیٰ، وہ سید موسیٰ قادری سے، اور وہ سید عبدالقادر ولد سید موسیٰ سے، وہ سید حسن ولد سید ابی نصر قادری سے، وہ سید عبدالرزاق سے اور ان کے والدِ محترم حضرت غوث الثقلین قدس اسرارھم۔

شیخ امان پانی پتی

آپ کا نام عبدالملک، اور امان اللہ لقب تھا۔ توحید پرست صوفی علماء سے تھے۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی کے پیروکار تھے۔ مسئلۂ توحید بیان کرنے کے ماہر تھے۔

آپ فرماتے ہیں: کہ اگر عدل وانصاف موجود ہو تو علمِ توحید کو برسرِ منبر ایسا بیان کروں کہ کسی کو انکار کرنے کی گنجائش ہی نہ رہے۔

آپ نے ایک رسالہ ''اثبات الاحدیہ'' لکھا، اور مولانا جامی کی لوائح کی شرح لکھی ہے۔ کہتے ہیں: کہ بارہا آپ نماز میں ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' سے آگے نہ

Marfat.com

بڑھتے ۔اور مسلسل یہی الفاظ دھراتے جاتے ،اور بے خود ہوکر گر پڑتے ۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا ۔اور قیام اور نماز کے دیگر ارکان کو ادا کرنے کی طاقت و ہمت نہ رہتی ۔

آپ شیخ محمد حسین کے مرید ہیں ۔اور شیخ محمود لیاری کے شاگرد ہیں ۔اکثر سلاسل سے آپ کا تعلق تھا۔ مشربِ قلندریہ میں آپ دو واسطوں سے شیخ نعمت اللہ قادری سے ملتے ہیں ۔مگر تمام سلاسل میں سے ان پر قادری رنگ زیادہ غالب تھا۔ وصال ۹۵۷ھ میں ہوا۔

آپ کے شاگرد اور مرید بہت تھے، جن میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے:

شیخ تاج الدین زکریا اجودھنی

آپ حسنِ اخلاق اور معرفتِ کتبِ تصوف وتوحید میں اپنے مرشد کے طریقے پر عمل پیرا تھے۔آخر آپ شیخ محمد اسلم سگزی کی صحبت میں پہنچے۔

شیخ حسین چشتی

آپ خوش خطی، سخاوت اور شاعری میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔

مولانا حسین

آپ بھی اجودھن کے رہنے والے تھے۔ بہت عمدہ خطاط تھے۔اگر چہ آپ مرید تو شیخ بہلول کے ہیں، لیکن شیخ امان کے بہت زیادہ معتقد تھے۔

قاضی قاضن

آپ کے والد کا نام قاضی ابوسعید بن قاضی زین الدین بھکری ہے۔آپ اپنے بے پناہ فضائل کے باعث اپنے دور میں سب سے ممتاز تھے۔ حافظِ قرآن تھے، اور قرأت بہت عمدہ کرتے تھے۔علمِ فقہ، تفسیر، حدیث، تصوف اور انشاء پردازی کے ماہر تھے۔راہِ سلوک میں بہت سی ریاضتیں کیں ۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت کو گئے ۔ سیر و سفر بہت کیے۔آخر کار میراں محمد

Marfat.com

مہدی جونپوری کے مرید ہو گئے۔ جس کی وجہ سے علمائے ظاہر نے ان پر بہت طعن اور تنقید کی۔ میرزا شاہ حسن ارغون نے آپ کو بھکر عہدۂ قضاء پر معمور کیا۔ جہاں آپ اپنے جدِ اعلیٰ کے جانشین بنے۔ اور جب آپ بوڑھے ہو گئے تو آپ سے استعفیٰ طلب کیا گیا۔ اور وہ آپ کے بیٹے قاضی نصر اللہ کے سپرد کر دیا گیا۔

آپ کا وصال ۹۵۸ھ میں ہوا۔

سید عبدالاول

آپ کے والد کا نام علاء الحسینی تھا۔ آپ سید محمد گیسو دراز کی اولاد کے مرید تھے۔ علومِ عقلی و نقلی اور رسمی و حقیقی کے عالم تھے۔ اور ان اکثر علوم میں آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ نے بہت لمبی عمر پائی۔ آپ کے آباؤ اجداد زید پور کے رہنے والے تھے۔ جو جونپور کے نزدیک ایک جگہ ہے۔ آپ دکن میں پیدا ہوئے۔ اور آخر عمر گجرات چلے گئے۔ وہاں سے حج پہ گئے اور واپس گجرات آ گئے۔ زندگی کے آخری ایام میں بیرم خان کی درخواست پر دہلی چلے گئے۔ اور کم و بیش دو سال وہاں رہے۔

آپ کا وصال ۹۶۸ھ میں ہوا۔ آپ کی قبر قلعہ کے اندر کشک نزور کے قریب گورستانِ غریباں میں ہے۔

سید سلطان شاہ برقع پوش

آپ کا لقب لودی ہے۔ پرگنہ ساکرہ کے گاؤں ہالہ ٹھٹھہ کے رہنے والے تھے۔ صاحبِ حال معروف بزرگوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ آپ اصل کہاں کے رہنے والے تھے۔ مگر آپ کی وفات ۹۷۰ھ کے بعد ہوئی۔

سید بدرالدین ماژندرانی جب وہاں آئے تو چونکہ سید سلطان شاہ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔ ان کی ایک بیٹی تھی جو انہوں نے سید کے نکاح میں دے کر انہیں گھر داماد بنا لیا۔ خاندانِ

Marfat.com

لودی اُسی بیٹی کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ طیب

صاحبِ کرامات سادات میں سے تھے۔شیخ زین الدین خوافی کے مرید تھے۔آپ کا وصال ہرات میں ۹۵۹ھ میں ہوا۔

شیخ علی متقی

طریقت میں آپ قادری، شاذلی، مدنی، چشتی تھے۔

آپ کے آباؤ اجداد جونپور میں ہوئے ہیں۔اور آپ کے والد آپ کو چھوٹی عمر میں برہان پور لے آئے۔اور شاہ باجن کی خدمت میں پیش کر کے دعا کی درخواست کی۔اور بہت جلد فوت ہو گئے۔شیخ علی متقی جب جوان ہوئے تو شہر مندو میں آ گئے۔

کچھ عرصہ سرکاری ملازمت کی۔مگر پھر آپ کو جاذبۂ ہدایت نے اپنی طرف کھینچا اور راہِ سلوک پر چلا دیا۔چنانچہ آپ شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور تجدیدِ بیعت کی۔سلسلۂ چشتیہ کا خرقۂ خلافت پایا۔اور ملتان آ گئے۔وہاں شیخ حسام الدین متقی سے آ ملے۔دو سال ان کی خدمت میں رہ کر تفسیرِ بیضاوی اور کتاب عین العلم پڑھیں۔پھر نصیب نے یاوری کی تو آپ حرمین شریفین چلے گئے۔اور وہاں شیخ ابوالحسن بہکری اور اس دور کے دیگر اولیاء کی صحبت میں بیٹھے۔اور ان کی شاگردی اختیار کی۔وہاں آپ نے بہت سے دیگر اولیاء اور علماء کو دیکھا۔ان میں سے شیخ محمد بن محمد بن السخاوی سے سلسلۂ قادریہ کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔اور سلسلۂ شاذلیہ کی خلافت نورالدین علی شاذلی سے حاصل کی۔اور مدینیہ سلسلہ کی خلافت شیخ ابومدین مغربی سے ملی۔اور پھر مکہ میں قیام پذیر ہو گئے۔

آپ نے علم انوارِ طاعات اور مجاہدات سے حاصل کیا۔علومِ دینی و یقینی سے فیض یاب ہوئے۔

Marfat.com

آپ کی تصانیف میں سے ایک تو کتاب جامع صغیر ہے۔ اور دوسری کتاب جمع الجوامع از شیخ جمال الدین صبوحی جس میں احادیث کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے جمع کیا گیا ہے۔ اور جس میں جمیع احادیث، اقوال و افعالِ نبوی ﷺ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ آپ نے اُسے فقہی ابواب سے ترتیب دیا۔ جو جید علماء کے لیے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر آپ نے اُسی کتاب میں سے مقرر احادیث کو موقوف کر کے اس کا یک انتخاب لکھا۔ علاوہ ازین اور بھی کئی کتب اور رسائل تصنیف کیے۔ جو سالکانِ طریقت کے لیے سند اور طالبانِ آخرت کے لیے ایک دستور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی اول تصانیف میں سے رسالہ سنن الطرق ہے۔ کہ جس کی تصنیف آپ نے غیب سے الہام کی روشنی میں کی۔ اس کے علاوہ ان کی ایک کتاب حِکمِ کبیر ہے۔ جو امام نافع کی تصوف کی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ شیخ ابنِ حجر مکی استاد ہونے کے باوجود اپنے بعض مسائل آپ سے حل کروائے اور آخران سے خرقہ پہنا۔

آپ کا وصال ۹۶۵ھ میں ہوا۔

درویش راجہ ستیہ دَل

آپ ان مجذوبانِ مطلق سے ہیں جو واصل بحق ہوتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ننگے سر اور ننگے گھومتے رہتے تھے۔ کسی جگہ قیام نہ کرتے۔ مگر آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا وہ پورا ہو جاتا۔

کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ آپ علاقہ کیچ میں بھینسوں کے گلہ میں گئے اور کچھ دودھ مانگا۔ لیکن وہاں مَرد کوئی نہ تھا، عورتیں ہی تھیں اور وہ بے ادبی سے پیش آئیں۔ آپ کو جوش آیا اور نعرہ مارا اور چلے گئے۔ اتفاقاً وہ تمام بھینسیں اور ان کے بچے جو بندھے ہوئے تھے۔ وہ بھاگ نکلے۔ اور سب آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ ایک سال تک ان کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ ایک سال بعد درویش کا گذر پھر وہاں سے ہوا۔ عورتوں نے آپ کو پہچان لیا۔ اور اپنے مَردوں کو بتایا۔ وہ سب آہ وزاری کرتے ہوئے آپ کے قدم بوس ہوئے اور اپنا حال بتایا۔ آپ نے کہا آپ لوگ اپنے مال مویشی کی جگہ، رسّے اور میخیں تیار رکھو۔ شام کو سب بھینسیں واپس آ جائیں گی۔ چنانچہ

Marfat.com

ایسا ہی ہوا۔ کہ شام کو تمام گائے بھینسیں واپس آ گئیں۔ ان لوگوں نے چرواہوں سے پوچھا کہ اتنی مدت کہاں رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اپنے معمول کے مطابق صبح گئے تھے۔ اور شام کو آ گئے۔

آپ کا وصال ۹۷۷ھ میں ہوا۔ اور آپ کو قریہ رایدن میں دفن کیا گیا۔ جو لنڈان کے پاس ہے۔

شاہ قطب الدین محمد

آپ کے والد محترم کا نام شاہ محمود بن شاہ طیب ہے۔ آپ خراسان کے اکابر سادات سے ہیں۔ ترکمانی عہد کے بعد آپ بہکر شہر میں آ کر مقیم ہو گئے۔ جمعہ کے روز خلایق کو اپنے مواعظ حسنہ سے بہرہ مند کرتے تھے۔ بیحد متقی اور پرہیز گار تھے۔ شریعت کے پابند اور راہِ سلوک پر گامزن تھے۔ میرزا شاہ حسین نے آپ کو بہکر کا شیخ الاسلام مقرر کیا۔ ایک مدت تک آپ اس عہدہ پر قائم رہے۔

۹۷۷ھ میں آپ کو آواز آئی ''کفیٰ بالموت واعظا'' آپ نے اس آواز پر لبیک کہا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی تاریخِ وفات لفظ ''واعظ'' سے نکالی گئی۔

مخدوم عربی دیانہ

آپ پیر آسات کے بھائی ہیں جن کا مزار مکلی میں ہے۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

کہتے ہیں: کہ آپ نے ایک مکان میں ایک سو چالیس ختم قرآن پاک کیے۔ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ تو اُڑتے پرندے اور بہتے پانی رُک جاتے تھے۔

کہتے ہیں: ایک روز آپ اپنے حجرے میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپ کے ہاتھ سمندر کی جھاگ سے بھیگ گئے، اور پانی کے قطرے اس سے ٹپک رہے تھے۔ آپ کے محرمِ حال خادم نے بڑی عاجزی سے یہ راز معلوم کرنا چاہا، آپ نے فرمایا: کہ میرا بیٹا بایزید حجازِ مقدس کے

Marfat.com

سفر میں میرے عقیدت مندوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہے۔اور کشتی گرداب میں پھنس گئی تھی۔ اُسے نکال کر ساحل پر پہنچایا ہے۔ کچھ عرصہ بعد جب وہ لوگ واپس آئے تو نذرانہ بھی ساتھ لائے۔اور بتایا کہ ہم کشتی میں مایوس ہو چکے تھے، کہ غیب سے ایک ہاتھ آیا جس نے ہماری کشتی کو گرداب سے باہر نکالا۔

آپ کا وصال ۹۸۰ھ میں ہوا۔اور ہالہ کنڈی میں آپ کا مدفن ہے۔

مخدوم بایزید

آپ مخدوم عربی کے فرزند رشید ہیں۔اپنے والد سے بہت فیض پایا۔اور ان کے وصال کے بعد ان کے سجادہ نشین ہوئے۔طالبانِ حقیقت کو رشد و ہدایت دیتے رہے، اور وہیں وصال پایا۔

شیخ کمال پائیلی

سرہند کے علاقے پائیل کے رہنے والے تھے۔پائیل، سرھند سے تقریباً چار فرسخ کے فاصلے پر ہے۔آپ محبوبانِ حق میں سے ہیں۔اویسی المشرب تھے۔ظاہری نسبت شیخ فضل سے تھی، جو درمیانی نو واسطوں سے اس طرح سید الجن والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے ملتے ہیں۔

آپ مرید شیخ فضل کے، وہ شیخ گدارحمٰن اول کے، ومرید شمس الدین عارف کے، وہ مرید گدارحمان ثانی کے، وہ مرید سید ابوالحسن کے، وہ مرید سید شمس الدین صحرائی کے، وہ مرید سید بہاؤالدین کے، وہ مرید سید عبدالوہاب کے، وہ مرید سید عبدالرزاق کے، اور وہ مرید اپنے والدِ محترم پیر پیران غوث الاعظم قدس اللہ اسرارھم کے۔

آپ کے کمالات کی کوئی انتہا نہیں۔حضرت ایشان نقشبندی سرھندی سے منقول ہے: کہ حضرت غوث اعظم کے بعد نظر کشفی میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔

Marfat.com

شیخ عبدالقدوس گنگوھی

آپ ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔شیخ صفی الدین مصنف کتاب انوار العیون کی اولاد سے ہیں۔

آپ کے مقاماتِ عالیہ اور بلند درجات معروف ہیں۔اور آپ کا مزار گنگوہ میں کرنال کے قریب دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔

آپ کے سات بیٹے ہیں۔جن میں فرزندِ اول شیخ حمیدالدین اعلیٰ اوصاف کے حامل تھے۔اور تیسرے بیٹے شیخ احمد بھی راہِ سلوک ومعرفت میں مشہور تھے۔وہ ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے اور شاہ آباد میں ان کا مدفن ہے۔

(شیخ عبدالقدوس گنگوھی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب: ''شیخ عبدالقدوس گنگوھی اوران کی تعلیمات/راز اعجاز الحق قدوسی، کراچی ۱۹۶۱ء، مذکورہ کتاب میں آپ کی تاریخ وفات ۲۳ جمادی الآخر ۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء لکھی ہے۔(ص ۳۹۹)۔کتاب کے مؤلف شیخ عبدالقدوس گنگوھی کی اولاد سے ہیں۔انہوں نے مذکورہ کتاب کے صفحہ ۴۹۲ پر لکھا ہے کہ آپ کے دس فرزند تھے۔۱۔شیخ حمیدالدین، ۲۔شیخ احمد، ۳۔شیخ رکن الدین، ۴۔شیخ محمد علی، ۵۔شیخ عبدالسلام، ۶۔شیخ محمد محدث، ۷۔قطب الدین، ۸۔ابوسعید، ۹۔محی الدین، ۱۰۔نظام الدین ۔''مترجم'')

شیخ رکن الدین

آپ شیخ عبدالقدوس گنگوھی کے فرزندِ دوم اور خلیفۂ اول ہیں۔قادری سلسلہ میں ابراھیم ایرجی قادری کے مرید ہوئے۔

آپ کی تصانیف میں ''مرج البحرین'' عجیب وغریب اسرار پر مشتمل ہے۔

آپ کا وصال ۹۸۳ھ میں ہوا۔اپنے والدِ بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔

شیخ عبدالقدوس گنگوھی کی نسبتِ طریقت شیخ فریدالدین اجودھنی سے اس طرح ملتی ہے: آپ مرید شیخ محمد عارف کے، وہ مرید اپنے والد شیخ احمد عبدالحق کے، وہ شیخ جمال پانی پتی

Marfat.com

کے، وہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے، وہ مرید شیخ علی احمد صابر کلیری کے اور وہ مرید شیخ فریدا لدین گنج شکر کے۔

مولانا قاسم کاہی

آپ کا تعلق سادات کے معروف خاندان سے ہے، آپ کا نام نجم الدین محمد اور کنیت ابوالقاسم ہے۔

پندرہ سال کی عمر میں آپ مولانا جامی کی خدمت میں پہنچے۔ پھر وہاں سے بھکر آ کر ہاشمی کرمانی ملقب بہ شاہ جہانگیر کی صحبت میں رہے۔ اور بہت فیض پایا۔ انہیں ایسا قبول عام حاصل تھا، کہ جو کچھ بھی کرتے وہ برا نہیں لگتا تھا۔ علم ظاہری اتنا تھا کہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور بہادر بھی ایسے تھے کہ تن تنہا بیس سے زائد مردوں پہ بھاری تھے۔ دوڑ میں کوئی ان سے سبقت نہیں لے سکتا تھا۔ آپ نے کوئی خاص روش یا طریقہ نہیں اپنایا تھا، اگر برہنہ ہوتے تو برہنہ چلتے پھرتے، اور اگر آپ لباس پہنتے تو پہنے رکھتے۔

کہتے ہیں کہ بدخشاں میں میرزا عسکری نے آپ کو اٹھارہ کروڑ کا خزانہ نذر کیا۔ مگر آپ نے اس کی طرف نظر بھی نہ کی، بلکہ درویشوں اور مستحقین میں بانٹ دیا۔

آپ کا طریقہ خواجگان کی طرح ان چار کلمات پر تھا:

''ہوش دردم، نظر برقدم، خلوت درانجمن، سفر دروطن''

اکبر بادشاہ کے عہد میں آپ بھکر سے ھند چلے گئے۔ جہاں بادشاہ کی طرف سے آپ کی بہت قدر دانی ہوئی۔ آپ کو ایک قصیدہ کے عوض ایک لاکھ تنکہ انعام میں ملا۔ اور حکم دیا گیا کہ آپ جب دربار میں آئیں تو ایک ہزار روپیہ استقبال کے طور پر دیا جائے۔ مگر آپ پھر کبھی مجلس میں وارد نہ ہوئے۔

خان زمان کے بھائی بہادر خان کی محبت میں آپ بنارس چلے گئے۔ وہاں سے آگرہ آ گئے۔ اور باقی عمر وہیں گذاری۔ آپ کا مدفن دروازۂ مدار کے قریب ہے۔ آپ نے ایک سو دس

Marfat.com

(۱۱۰) سال عمر پائی، آپ ازراہِ خوش طبعی کہا کرتے تھے کہ میں خدا سے دس سال چھوٹا ہوں۔

مولانا قاسم بخاری آپ کے شاگرد تھے۔ میر یوسف استر آبادی نے آپ کی تاریخِ وفات لفظ ''خوش طبع = ۹۸۷ھ'' سے نکالی۔

آپ کو فنِ موسیقی میں بڑا کمال حاصل تھا۔ اپنے عہد کے موسیقی دانوں پر آپ کو فوقیت حاصل تھی۔ چندراگ اور راگنیاں آپ کی یادگار ہیں۔

درویش رکن الدین

آپ کے والد کا نام ڈیتھہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے ہیں۔ سندھ کے مشائخ میں منفرد تھے۔ سالکِ طریقت ہیں۔ ظاہری طور پر آپ عبادات و ریاضات میں مصروف ہوتے تھے، مگر مخفی طور پر مراقبات اور جواہرات میں مشغول رہتے۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز آپ مسجد میں سو رہے تھے، امام مسجد نے نوافل کے بعد جب گھر جانا چاہا، تو اپنی چادر اٹھائی، اتفاقاً گھاس کے چند تنکے اچھل کر آپ کے چہرے پہ جا گرے۔ اسی وقت امام کے پاؤں شل ہو گئے، اور چلنے کے قابل نہ رہا۔ اسے محسوس ہوا کہ یہ میرے اس عمل کی سزا ہے، جس کی وجہ سے چند تنکے گھاس کے درویش کے چہرے پر گر گئے تھے۔ چنانچہ وہ درویش کے قدموں پر گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔ درویش اس پورے عمل سے بے خبر تھا۔ مگر اچانک اٹھے، تو وہ منظر دیکھا، اور اپنے ہاتھ امام مسجد کے پاؤں پر پھیرے، تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ کہتے ہیں: آخر عمر میں آپ کی عجیب حالت تھی، جب کسی کی بلند آواز آپ کے کانوں تک پہنچتی، تو آپ ایک آہ کھینچتے۔ صرف آہ سن کر آواز کرنے والا جان دے دیتا، یعنی فوت ہو جاتا۔

آپ کا وصال ۹۸۸ھ میں ہوا۔

شیخ جلال تھانیسری

آپ شیخ عبدالقدوس گنگوھی کے بزرگ خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے علاقے کے

Marfat.com

تمام عام وخاص آپ کے معتقد تھے۔

آپ ۹۵ سال کی عمر میں ۹۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ عبدالنبی شہید

آپ کتاب سنن الہدایہ کے مؤلف ہیں۔اور آپ کے والد کا نام شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس ہے۔

سید صفائی

آپ کے والد کا نام سید مرتضٰی الترمذی معروف بہ سید شیر قلندر ابن بابا حسن ابدال تھا۔آپ صاحبِ علم وعمل، اور اپنے زمانے کے اہلِ علم وفضل میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔قطب شاہ کے وصال کے بعد سلطان محمود خان نے انہیں بھکر کا شیخ الاسلام مقرر کیا۔

آپ کا وصال ۹۹۱ھ میں ہوا۔

میر معصوم بھکری متخلص بہ نامی آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

شجرۂ ساداتِ بھکر میں آپ کا شجرہ اس طرح درج ہے۔

''میر مرتضٰی بن میر تقی بن خوارزم شاہ بن قلندر شیر بن میر علی جو درمیانی سترہ (۱۷) واسطوں سے امام ہمام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے۔واللہ اعلم۔

شیخ وجیہ الدین گجراتی

آپ شیخ محمد غوث کے مرید ہیں۔اس علاقہ میں عارفِ کامل تھے۔آپ کی درگاہ اخیارِ ابرار کا مرجع ہے۔

کہتے ہیں: کہ فضلائے وقت میں سے کسی نے آپ سے کہا کہ آپ عجیب آدمی ہیں۔ ایک اُمی کو مرشد اختیار کیا۔آپ نے فرمایا کہ الحمدللہ میرا پیر میرے پیغمبر ﷺ کی طرح اُمّی ہے۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند شیخ عبداللہ جانشین ہوئے۔طلبہ کو والدِ گرامی کی طرح

Marfat.com

راہِ ہدایت کی تعلیم دیتے۔ان کے بعد ان کے بیٹے اسد الدین ان کے قائم مقام ہوئے۔مگر آپ جلد ہی وفات پا گئے۔پھر آپ کے بھائی شیخ چندر اپنے باپ دادا کے سجادہ نشیں ہوئے۔

جہانگیر بادشاہ ۱۰۲۶ھ میں شیخ وجیہ الدین کی زیارت سے مشرف ہوا۔اور آپ کو ارادت کی نظر سے دیکھا۔

مخدوم نوح علیہ الرحمۃ

مخدوم نوح ولد نعمت اللہ، صدیقی نسب ہیں۔انہوں نے اپنا نسب نامہ خود اس طرح بیان کیا ہے:

نوح بن نعمت اللہ بن اسحٰق بن شہاب الدین بن مخدوم سرور بن شیخ فخر الدین صغیر جو کہ ہالاکندی میں مدفون ہیں۔ان کے والد کا نام شیخ عز الدین بن شیخ فخر الدین کبیر جو کہ شیخ ابوبکر کے مقبرہ میں مدفون ہیں، ان کے والد شیخ ابوبکر کتانی ساکن کوت کرور بن شیخ اسمٰعیل بن شیخ عبداللہ بن نصر الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ ابو نجیب ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردی۔

مخدوم (نوح) معزالیہ خاتمِ طریقۂ سہروردیہ ہیں۔

کہتے ہیں: آپ ابھی سات دن کے تھے کہ اذان کی آواز سن کر زبانِ فصیح سے کلمۂ طیبہ پڑھا۔

آپ خود فرماتے ہیں: کہ جب میں چودہ (۱۴) سال کا ہوا، تو امام المشارق و المغارب علی بن ابی طالب سے پایا جو کچھ پایا۔

منقول ہے: کہ جب آپ اٹھارہ (۱۸) سال کے ہوئے تو ایک روز مخدوم عربی کے ہمراہ خلوت خانہ میں بیٹھے تھے، اور مراقبہ میں تلاوتِ قرآن مجید فرما رہے تھے، جب اٹھائیسویں سیپارے تک پہنچے تو آپ کو عالمِ بالا کی سیر کا شوق ہوا، مگر مخدوم عربی کی تلاوت کی رعایت کے پیشِ نظر جسمِ ظاہری کو تو وہیں چھوڑا، اور سیرِ افلاک کر کے واپس آ گئے، مگر اس وقت تک ابھی مخدوم عربی نے قرآن حکیم ختم نہیں کیا تھا۔

Marfat.com

فقیر بہاوالدین گودریہ سے منقول ہے: کہ ایک دن آپ سید جلال ولد سید علی انجوی کے گھر صفہ میں بیٹھے تھے، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی علیہ السلام وہاں سے گذرے، حضرت علی علیہ السلام جلدی سے اندر تشریف لائے، اور آپؑ سے فرمایا کہ اٹھیے! آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مخفی طور پر تشریف لائے۔ حضرت مخدوم نوح فرماتے ہیں کہ جب میں حسب الامر روانہ ہوا، تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ اور اچانک میرے ہاتھ میں ایک تختی آ گئی، اس تختی پر لکھا سبق میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پڑھا۔ جب میں نے سر اٹھایا تو سامنے حضرت رسالت پناہ ﷺ کے رخ انور پر نظر پڑی۔ میں نے زانو گھوما کر اپنا رخ حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف کیا، اور سبق کی تجدید کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ میری اولاد سے ہے۔

کہتے ہیں: کہ جس وقت آپ ٹھٹھہ تشریف لائے، تو وہاں کے علماء نے سن رکھا تھا کہ آپ پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ مگر قرآن حکیم کے معانی خوب ادا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ سے ملنے آئے۔ اس وقت حضرت مخدوم ایک آیت کی تفسیر فرما رہے تھے۔ راوی کہتا ہے: کہ میرے ہاتھ میں اس وقت ایک تسبیح تھی۔ میں ان کی زبان مبارک سے نکلنے والے معانی کو شمار کرتا گیا، جب آپ خاموش ہوئے میں نے وہ دانے شمار کیے تو وہ اسی (۸۰) ہو چکے تھے۔

آپ کا وصال بروز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۷ ذیقعد ۹۹۸ھ میں ہوا۔ کسی بزرگ نے آپ کا مادۂ تاریخ وصال یوں موزوں کیا۔ ''آفتابِ منیر صدیقی'' (۹۹۸ھ)

کہتے ہیں: جب عبدالرحیم خانِ خانان، اکبر بادشاہ کی طرف سے سندھ کی تسخیر پر مامور ہوا، اس سے پہلے کئی باران کے امراء بڑے کرّ وفر سے آئے، مگر ناکام گئے۔ اس لیے خانِ خانان بہت سے بزرگوں کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوا، انہیں کسی بزرگ نے بتایا کہ ہالہ کندی میں حال ہی میں مخدوم نوح کی رحلت ہوئی ہے۔ جو کوئی پہلے ان کی فاتحہ کے لیے پہنچ

Marfat.com

جائے گا، سندھ کا مالک بن جائے گا۔ اتفاقاً مرزا حاجی ابھی فاتحہ کے لیے نہیں پہنچا تھا، کہ خانِ خانان تعزیت کے لیے پہنچ گیا۔ اور مخدوم نوح کے لواحقین کے پاس فاتحہ خوانی کی۔ پس اس کے بعد اس پر فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ اور میدان مارنے میں سب پر سبقت لے گیا۔

حضرت مخدوم نوح کی اولاد بہت تھی، ان میں سے سترہ بیٹے تھے، اور دوسرے قول کے مطابق پندرہ بیٹے تھے۔

مخدوم کے وصال کے بعد آپ کے بیٹے مخدوم محمد امین جانشین ہوئے، ان کا وصال ۱۰۱۵ھ میں ہوا۔ مادۂ تاریخ ''شرف الابرار'' ہے۔

ان کے بعد ان کے بیٹے مخدوم ابوالقاسم المعروف میاں اَبُل ان کے بعد ان کے بیٹے مخدوم عبدالخالق۔

ان کے بعد مخدوم محمد زمان جانشین ہوئے۔ چونکہ ان کی صلبی اولاد نہ تھی۔ اس لیے ان کا بھانجا جو کہ ان کا داماد تھا۔ ''میر محمد'' سجادہ نشین ہوا۔

ان کے بعد ان کا بیٹا مخدوم محمد زمان ثانی صاحبِ سجادہ ہوا۔

ان کی وفات کے بعد مخدوم میر ثانی۔

اور اب ۱۲۰۲ھ میں آپ کا بیٹا مخدوم میر محمد ثانی اور مخدوم محمد زمان ثالث سجادہ نشین ہیں۔

مخدوم نوح کے دیگر بیٹوں میں مخدوم سلطان اور مخدوم میراں تھے۔ جن کے مزارات موضع کاتیار میں زیارت گاہِ خاص و عام ہیں۔ ان کی اولاد پیرازدگی میں معروف ہے۔

میاں جلال و میاں ابراھیم

ان میں سے ہر ایک اپنے وقت کے معروف بزرگ ہیں۔

مخدوم کے سجادہ نشین اول مخدوم محمد امین کے نبیرہ میاں عبدالملک اپنی زمین میں مدفون ہیں۔ جو اراضی میاں عبدالملک کے نام سے معروف ہے۔ آپ کا مزار اہل اللہ کا مطاف ہے۔

اس خاندان میں بہت سے بزرگانِ دین ہوئے، حضرت مخدوم نوح کے خلفاء اور

Marfat.com

خدام بھی بہت ہیں جن کا ذکر آئندہ سطور میں آئے گا۔

میاں لطف اللہ

آپ بھی حضرت مخدوم کی اولاد سے ہیں۔آپ کا مزار موضع جھکریجی میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔آپ کی اولاد موضع پنہ اور شال اور اس کے اطراف میں آباد ہے۔

سید ظہیر الدین والاسلام

آپ جادم کے نام سے معروف تھے۔قاضی سید شکر اللہ شیرازی کے بیٹے ہیں۔جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ظاہری و باطنی علوم میں اجلۂ زمان اور اکملِ دوران تھے۔آپ نے اپنا حال ہمیشہ پوشیدہ رکھا، اور عمرِ عزیز ظاہری علوم کی تدریس میں گذار دی۔مگر تجلیۂ باطنی مخفی رکھا۔ انصار قبیلہ کے ایک بزرگ تھے، جو سید شکر اللہ شیرازی کی آمد سے قبل سادات کے اسی محلے میں رہتے تھے، محلّہ سادات میں اس کی اولاد کا بھی مسکن تھا۔

جب آپ فوت ہوئے تو آپ نے دو بیٹے یادگار چھوڑے۔

۱۔سید شکر اللہ شیرازی ثانی، ۲۔سید عبدالرحمٰن۔یہ دونوں حضرات اپنے دور میں مرجعِ خلایق تھے۔علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے، اور معدنِ فیوضاتِ باطنی تھے۔دونوں کی اولاد باقی ہے۔

مولانا ضیاء الدین یوسف

آپ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی کے بیٹے، اور مولانا سعد الدین کاشغری کے نواسے ہیں۔آپ کی ولادت ۸۸۲ھ میں ہوئی۔آپ پانچ سال کی عمر میں خواجہ عبیداللہ احرار کی نظرِ تربیت سے مقام پر پہنچے۔

مولانا عبدالغفور لاری

آپ کا لقب رضی الدین ہے۔آپ سعد عبادہ انصاری کی اولاد ہیں۔مولانا نور الدین

Marfat.com

عبدالرحمٰن جامی کے اکابر شاگردوں میں سے ہیں۔اوران کی نگاہِ فیض سے باطنی فیض پایا۔

مخدوم اسمعیل سومرہ

آپ اگھم کوٹ کے رہنے والے تھے۔ بڑے اولیاء اللہ اور اہل اللہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے سندھ کے مشائخ کے پیشوا تھے۔

کہتے ہیں: آپ نے بچپن سے بڑھاپے تک تمام عمر ریاضت میں گذاری۔

آپ مالدار تھے، اور اپنے مال سے کھانا تیار کروا کے مستحقین، طالب علموں اور مسافروں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔اور خود جَو کی روٹی سے افطار کرتے تھے۔آپ کا وصال ۹۹۸ھ میں ہوا۔

شیخ برکیہ چکہ

والد کا نام ساہو کا تیار۔مخدوم اسحٰق ہالہ کندی کے بیٹوں مخدوم احمد و محمد (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) کے معاصر تھے۔کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ سولہ سال کے روزے رکھے۔

سردیوں کے موسم میں صرف ایک چادر لیکر دریا پہ جاتے اور غسل کرتے، پھر اسی گیلی چادر میں نماز ادا کرتے۔جب ہوا سے چادر خشک ہو جاتی تو پھر دوبارہ غسل کرتے اور پھر عبادت میں مصروف ہو جاتے۔اسی طرح تمام روز و شب غسل اور نماز میں مصروف رہتے۔اور گرمیوں میں صحرا میں جا کر دھوپ میں نماز ادا کرتے۔اس عمل سے رفتہ رفتہ آپ کے جسم کا گوشت خشک ہونا شروع ہو گیا۔

کہتے ہیں: کہ آپ کے ساتھ ایک شخص چلّہ میں بیٹھا تھا۔شیخ کے لیے ہر روز ایک بڑا پراٹھا گھی اور شکر سے پکا کر لاتے تھے کہ شیخ کھائے۔اور وہ دوسرا شخص فاقہ کرتا۔لوگوں نے نکتہ چینی شروع کر دی۔مگر جب چلہ ختم ہوا، تو شیخ وہ چالیس پراٹھے باہر نکال لائے۔اور فرمایا: کہ میں نے جو کچھ کھایا وہ یہ ہے۔مجلس میں موجود تمام لوگوں نے وہ پراٹھے بطورِ تبرک کھائے۔

Marfat.com

روایت ہے: کہ ایک دن ایک شخص شیخ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میری بیوی گم ہوگئی ہے۔ مجھے نہیں معلوم وہ زندہ ہے یا مرگئی ہے۔ بچے چھوٹے ہیں اور وہ بہت بے قرار ہیں۔ شیخ نے اپنے ایک خادم کو فرمایا: کہ جاؤ اس شخص کی بیوی لے آؤ، وہ دروازے سے باہر نکلا تو حیران تھا کہ کہاں جاؤں۔ شیخ نے آواز دی کہ آگے چلتے جاؤ۔ خادم چلتا رہا، یہاں تک کہ رات ہوگئی، اور وہ ہر قدم اوپر سے نیچے کی طرف جارہا تھا۔ رفتہ رفتہ اسے محسوس ہوا کہ وہ زیرِ زمین چلا گیا ہے۔ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ سامنے شاہانہ خیمے لگے ہوئے ہیں اور ایک شخص تختِ شاہی پر بیٹھا ہے، چند عورتیں اور مرد اس کے سامنے قیدی بنے کھڑے ہیں۔ خادم نے انہیں شیخ کا پیغام دیا۔ اور اس عورت کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ جواب ملا کہ اس عورت نے نافرمانی کی ہے۔ اور ایذا دی ہے، اس لیے اس کی رہائی نہیں ہوسکتی۔ خادم نے واپس آکر شیخ کی خدمت میں سارا ماجرا سنایا۔ شیخ نے اسی وقت اس عورت کے شوہر کو ساتھ لیا، اور اوپر بیان شدہ طریقے سے وہاں جا پہنچے۔ جتنا بھی اس عورت کو طلب کیا، جواب نفی میں آیا۔ بالآخر شیخ نے اس عورت کے شوہر سے کہا کہ اپنی بیوی پہچان کے پکڑ لو۔ جب اس شخص نے اپنی بیوی کو پکڑا اور لے جانے لگے، تو اس بزرگ کے مریدوں نے کہا کہ یہ شخص بغیر اجازت کے عورت کو لے جارہا ہے۔ تو بزرگ نے فرمایا: کہ یہ ایک ایسے شخص کے ساتھ آیا ہے جو مجذوبِ خدا مست اور اس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ اگر سب کو لے جائیں، تو پھر بھی ہم دم نہیں ماریں گے۔

عارف باللہ سید عبدالکریم نے اپنی کتاب بیان العارفین وتنبیہ الغافلین میں یہ واقعہ اور یہ کرامت حضرت پیر دستگیر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی ہے۔

روایت ہے: کہ آپ سے لوگوں نے کہا کہ یہاں کے سب لوگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید ہیں، آپ نہیں ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے اسی وقت دودھ کا ایک پیالہ ہاتھ میں لیا اور زمین میں غوطہ لگایا، اور ایک ساعت میں ملتان پہنچ گئے، شیخ بہاء الدین کے سجادہ نشین اپنی رفیقۂ حیات کے ساتھ خلوت میں تھے۔ آپ نے جا کر دودھ کا پیالہ ان کے

Marfat.com

سامنے رکھ دیا۔

انہوں نے فرمایا: باادب رہو، کہاں آ گئے ہوئے ۔ شیخ نے کہا میں اپنا منہ دوسری طرف کر لیتا ہوں ۔ پس پھر زمین میں غوطہ لگایا، اور فی الفور اس مجلس میں آ گئے اور سب سے کہا کہ لو میں شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے آیا ہوں ۔

روایت ہے: ایک روز کہنے لگے کہ میں نورِ شہودِ الٰہی میں مستغرق تھا کہ آواز آئی اے برکیہ بندہ بننا چاہتا ہے، عرض کیا نہیں ۔ پھر آواز آئی کہ ملازم بننا چاہتا ہے ۔ عرض کیا نہیں، تین بار یہی آواز بہ تکرار آئی ۔ مگر میں نے قبول نہ کیا ۔ آخر آواز آئی کہ نہ تو بندہ بننا چاہتا ہے نہ غلام، تو پھر کیا چاہتا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں اور نہ کچھ چاہتا ہوں ۔ جب میں نے یہ کہا تو خدا تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پہ رکھا اور میرا عرفان قبول کر لیا۔

سالِ وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

حاجی ویسر

آپ صاحبِ حال اور باکمال درویش تھے ۔ شیخ برکیہ کا تیار کے معاصر۔

شیخ صدرالدین

سندھ کے حکمران جام نظام کے معاصر ہیں ۔ اور اس دور کے علما اور اتقیا سے افضل تھے ۔ علم و فضل میں اس قدر جامعیت تھی کہ ہزاروں شاگردوں کو مرتبۂ کمال تک پہنچایا۔

جب میراں محمد مہدی جونپوری ٹھٹھہ آئے، تو آپ نے پہلے تو ان سے بڑی مخالفت کی ۔ مگر بعد میں جب ان سے ملے، تو ان کے راسخ الاعتقاد مرید بن گئے ۔

شاہ باجن

برہانپور میں اس وقت کے صاحبِ کمال، معروف مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے ۔ شیخ علی متقی کے والد بزرگوار شیخ حسام الدین ولد عبدالملک بن قاضی خاں آپ کے مریدوں سے ہیں

Marfat.com

شیخ عبدالحکیم

شاہ باجن کے نامور فرزند، صاحبِ رشد وعرفان، اور نامدار اربابِ ایقان میں سے ہیں۔ شیخ علی متقی نے آپ سے طریقۂ چشتیہ اخذ کیا۔

شیخ حسام الدین

آپ کا نام شیخ حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان ہے۔ اپنے وقت کے معروف بزرگ ہیں۔ شیخ باجن کی نگاہِ فیض سے فیض یاب اوران کے مرید تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد جونپور کے رہنے والے تھے۔ یہ برہان پور آ گئے، اور زندگی راہِ طریقت پر بسر کی۔

شیخ ولی اللہ

آپ ''مندو'' کے اکابر اور اعیان میں سے ہیں۔ بعض حوادث کے باعث برہان پور میں آ کے مقیم ہو گئے۔ آپ کے بیٹے شیخ عبدالوہاب متقی ہیں۔

شیخ عبدالوہاب متقی

آپ مندو میں پیدا ہوئے۔ آپ ابھی کم عمر ہی تھے کہ والد فوت ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ بھی فوت ہو گئی۔ آپ برہانپور سے سیر وتفریح کرتے ہوئے گجرات اور دکن چلے آئے، اور کچھ عرصہ سراندیپ میں گذارا۔ بغیر افادۂ علم، یا زیارت مشائخ کے علاوہ کسی جگہ بھی تین دن سے زیادہ نہ رہے۔ بیس سال کی عمر میں مکہ شریف چلے گئے۔ شیخ علی متقی چونکہ آپ کے والدِ گرامی سے فیض یاب تھے۔ انہوں نے بڑی توجہ دی اور اپنی مجلس میں جگہ دی، اور تربیت فرما کر اعلیٰ درجہ تک پہنچایا۔ آپ نے علی متقی سے طریقۂ قادریہ شاذلیہ اخذ کیا۔ اور احسن طریقے سے اس پر عمل پیرا ہوئے۔

آپ شیخ کی زندگی میں بارہ (۱۲) سال تک ان کی صحبت میں رہے۔ جب ان کا

Marfat.com

وصال ہوگیا تو ان کے مزار پر رہنے لگے۔ مگر ایک بار صلۃ الرحم کے حقوق کی ادائیگی کا خیال آیا تو آپ گجرات چلے آئے۔ آپ کی کرامات میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس سال بھی آپ کا حج ادا ہوا۔ بظاہر حج فوت نہ ہوا۔

پیر آسات

آپ مخدوم عربی دیانہ ہالہ کندی کے بھائی ہیں۔

آپ مجذوب سالک اور مجذوب واصلِ محبوب تھے۔ سندھ کے نامور مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ جب سید میراں محمد مہدی جونپوری ٹھٹھہ سندھ وارد ہوئے، تو آپ نے انہیں نظرِ شفقت سے دیکھا اور فیضِ مجدد سے نوازا۔

آپ کا مزار مکلی میں معروف ہوا۔

شیخ جھنڈہ پاتنی

آپ خدا پرست درویش تھے۔ آپ سفینۂ سلوک کے ذریعے بحرِ حقیقت کے آشنا ہو کر لوگوں کو پار اتارتے تھے۔ یعنی آپ ملاح تھے، اور اسی کام میں ماہر ہونے کے باعث فیض یاب ہوئے۔ ایک بار سومرہ قوم کی سات معصوم خواتین کو جو سید یعقوب مشہدی کے ہمراہ تھیں، دریائے ساموی سے پار اتارا، وہ صحرا میں خدا کی یاد میں مشغول تھیں کہ کچھ لوگوں نے انہیں پریشان کیا۔ چنانچہ تتر بتر ہوگئیں۔ مگر سید یعقوب مشہدی کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوئیں تو شیخ جھنڈو پاتنی نے وہ کشتی چلا کر انہیں دریائے ساموی عبور کرایا۔

نیز جب جام نظام الدین نے سید میراں محمد مہدی جونپوری کو ہلاک کرنے کا قصد کیا، تو انہیں بھی دریا عبور کرایا، اور ان سے بہت فیض پایا۔

آپ کی زیارت سے زائرین کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ جو لوگ مکلی پر مقابر کی زیارت کے لیے آتے ہیں، وہ یا تو آپ کے مزار سے آغاز کرتے ہیں، یا پھر ختم وہاں پر آ کر

Marfat.com

کرتے ہیں۔

شیخ ابوبکر

آپ ایک مردِ مرتاض اور صاحبِ معرفت بزرگ ہیں۔کوہِ مکلی کے ایک کونے میں گوشہ نشین ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ جب سید میراں محمد مہدی جونپوری ٹھٹھہ وارد ہوئے۔اور مکلی پر ایک معروف جگہ پر قیام پذیر ہوئے تو یہ بھی اپنے زاویہ سے نکل کر سید کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اپنے سلوک طریقت کے لیے تازہ زندگی حاصل کی۔مکلی کی وہ ٹکری جہاں آپ کا مسکن تھا، اور بعد میں وہیں آپ کا مدفن بنا، وہ آپ کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔

شیخ مغل چاچک

سندھ کے عظیم مشائخ میں سے ہیں۔ عالی احوال، فیض متوالی سے مریدین اور طالبین کونوازا، اور دعوت وارشاد کا فریضہ ادا کرتے ہوئے زندگی بسر کی۔آپ کے بیٹے کا نام شیخ موسیٰ ہے۔

شیخ موسیٰ

آپ شیخ مغل چاچک کے فرزند ہیں۔والد کی وفات کے بعد ان کے جانشین بنے۔ نامدار بزرگوں اور اس عہد کے معروف متقین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ ہمیشہ مہمانوں کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہتے تھے۔مہمانداری کے تمام مراسم پوری کوشش سے ادا کرتے۔آپ کا مزار گاؤں چاچک میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

قاضی شیخ محمد ہروی اُچی قریشی

آپ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔علم میں اکمل اور فضیلتِ بزرگی میں اتم تھے۔صفویہ عہد میں آپ ہرات سے چل کر اوچ شریف میں آبسے۔نوجوان تھے۔اور

Marfat.com

جب اوچہ اور ملتان کے حالات خراب ہوئے تو بھکر آ گئے۔ لیکن آپ کی نسبتِ مکانی اوچ کی وجہ سے اُچی مشہور ہوئی۔ سندھ کے دانشمند آپ کے بہت معتقد ہوئے۔ آپ نے بہت سے طلبہ کو فیض یاب کیا۔

جب سید میراں محمد مہدی جونپوری سندھ پہنچے، تو ان کے مہدویت کے دعویٰ، اور چند غیر شرعی باتوں پر علمائے سندھ نے متفقہ طور پر قتل کا فتویٰ دے دیا۔ اور اس پر کافی علماء نے اپنی مہریں لگا کر دستخط کر دیے۔ چنانچہ تصدیق اور تائید کے لیے وہ فتویٰ آپ کے پاس بھی لایا گیا۔ آپ چونکہ طریقت سے بھی آشنا تھے، آپ نے اس استفتاء کو باطل قرار دیا، اور فرمایا کہ مجذوب پر امر و نہی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ سید نے یہ سن کر آپ کو دعا دی، اور ان کی دعا سے آپ کو مکمل باطنی فیض حاصل ہوا۔ اور ظاہر میں بھی فائدہ پہنچا۔ کہ جب سمہ حکومت ختم ہو گئی تو شاہ بیگ ارغون نے قاضی شکر اللہ شیرازی سے استعفیٰ طلب کیا، اور ان کی جگہ آپ کو ٹھٹھہ کا منصبِ قضا سونپ دیا، جو تا حال ان کی اولاد میں موجود چلا آتا ہے۔

قدوۃ الاولیاء سید جلال ولد سید انجوی

اپنے والد کے بعد ان کی بزرگی اور ہدایت والی جگہ پر متمکن ہوئے یعنی ان کے سجادہ نشین بنے۔ مریدین پر صدق و یقین کے باب کھولے، مخدوم نوح ہالہ کندی کو آپ سے کمال اخلاص تھا، جب بھی آپ ٹھٹھہ آتے تو انہی کے پاس قیام کرتے۔ باہم محققانہ گفتگو کرتے۔ کوہستان کے اکثر لوگ آپ کے ارادت مند تھے۔

سید علی ثانی

آپ سید جلال مذکورہ بالا کے بیٹے ہیں۔ بچپن میں ہی آپ کو طلبِ حق پیدا ہو گئی تھی۔ درویش آچر کی خدمت کرتے رہے۔ پھر کئی بار حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ بہت سے اولیاء کرام کی زیارت کی، اور فیض یاب ہوئے۔ آخر کار مخدوم نوح جو آپ کے والد مرحوم کے بہت

Marfat.com

مخلص دوست تھے، وہ ٹھٹھہ آئے، تو ان کی نگاہِ کرم سے فیض یاب ہوئے۔ اور ان سے منازلِ سلوک طے کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیے۔

آپ کو جمعیتِ باطنی کے ساتھ ساتھ ظاہری دولت بھی حاصل تھی۔ آپ نے مکلی کے بعض مقابر پر گنبد تعمیر کرائے۔ ٹھٹھہ کی جامع مسجد بھی انہوں نے تعمیر کرائی، جس میں حضرت سرورِ کائنات علیہ وآلہ صلوات کے ماہِ عرس (میلاد النبی ﷺ) میں ہر سال تین چار روز مجلس سماع منعقد ہوتی ہے، اور فقراء کا اجتماع ہوتا ہے۔ آپ سے فیض یاب ہونے والے اور مریدین اور دوستوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ کی تصانیف میں رسالہ آداب المریدین موجود ہے جس میں سالکانِ طریقت کے لیے پورا دستور العمل موجود ہے۔

آخر کار آپ [آپ کا سنہ وفات کتاب کے متن میں درج نہیں ہے] اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سید جلال ثانی جو آپ کے فرزندِ رشید ہیں، وہ آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

مخدوم جمعہ

آپ اجل اولیاء اور اکمل اتقیا میں ہیں۔ سید علی انجوی کے معاصر ہیں۔ اور ان سے باہم صحبت کیا کرتے تھے۔ سندھ کے قبائل آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

درویش الہ الدین سومرہ

آپ سید علی ثانی کے معاصر ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کی گفتگو مشایخانہ ہوتی تھی۔ اور محققانہ سوال و جواب بھی ہوتے تھے۔ سندھی میں آپ کا کافی کلام ہے۔

سید منصور

سید محمد حسین المعروف پیر مراد کے آپ فرزندِ ارجمند ہیں۔ اپنے والد کے جانشین تھے۔ اوصافِ بزرگی میں اپنے والد کی مانند تھے۔ اور ان کے مانند خود کو طلبہ اور مریدین کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ چونکہ سید علی ان کے والد کے بڑے بھائی تھے، اور انہوں نے خود کو ان کا مرید

Marfat.com

قرار دیا تھا۔ لہٰذا یہ بھی سید علی کی اولاد اور بالخصوص ان کے جانشین سید جلال کا مریدوں کی طرح احترام کرتے تھے۔ اور اٹھنے بیٹھنے میں انہیں مقدم رکھتے تھے۔ جب آپ فوت ہوئے تو سید احمد جانشین ہوئے۔ یہ بزرگ بھی اپنے وقت میں مریدوں اور طالبوں کے مرجع رہے۔ اور زندگی حق ویقین کے ساتھ بابرکت اوقات کے ساتھ گذاری۔

سید احمد کے بعد سید محمد طاہر ولد سید احمد جانشین ہوئے۔

روایت ہے: کہ انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا قصد کیا۔ چونکہ آپ کا بیٹا سید عبدالرحمٰن بہت چھوٹا تھا۔ اس لیے آپ نے اپنے خُسر میر شمس الدین ولد سید حسین بن سید منصور کو اپنا نائب بنایا، اور ان سے عہد کیا کہ اگر میں اُدھر سرزمینِ حجاز میں ہی وفات پا جاؤں، تو جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے اسے میری جگہ بٹھا دینا یعنی جانشین بنانا۔ اتفاقاً سید طاہر سرزمینِ حجاز میں ہی فوت ہو گئے۔ مگر سید عبدالرحمٰن ابھی چھوٹی عمر کے تھے، چنانچہ شمس الدین کبیر کے بیٹے سید حسین کو جانشین بنا دیا گیا۔ جب سید عبدالرحمٰن بن طاہر سنِ تمیز کو پہنچے تو انہوں نے اپنے والد کی امانت کا تقاضا کیا، اور جانشینی کے دعویدار ہوئے۔ سادات کرام نے سید محمد حسین کے احترام میں اور لڑائی جھگڑے کے خوف سے بچنے کے لیے دو سجادہ نشین مقرر کر دیے۔ اور سید عبدالرحمٰن اور دوسرے سید حسین۔ چنانچہ دونوں حضرات سید علی کے دائیں بائیں بیٹھتے، اور پیر کی جانشینی سے فیض یاب ہو کر طالبین کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے۔ اور پوری زندگی کمال رشد و ارشاد میں مصروف رہ کر گذاری۔

شیخ ابراھیم

آپ شیخ ریحان جنگلی (جن کا ذکر آ چکا ہے) کے پوتوں میں سے ہیں۔ صاحبِ وقت بزرگ تھے۔

روایت ہے: کہ ایک بار آپ سید علی انجوی کی زیارت کو پہنچے۔ ہاتھوں میں تسبیح تھی۔ جب مصافحہ کیا، تو سید نے فرمایا: کہ آپ بھی ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں، یہ تو مشائخ کو زیب نہیں

Marfat.com

دیتی۔آپ نے جواب دیا لاغر اور کمزور گھوڑے کے لیے چابک ضروری ہے۔مگر نفس کا شاہسوار بھی بغیر تازیانہ کے زیب نہیں دیتا۔

شیخ ریکن

آپ کا اصل نام ریحان ہے۔شیخ ریحان جنگلی کی اولاد سے ہیں۔سندھ کے عمدہ مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔عظیم کرامات اور اعلیٰ نشانیوں کے حامل تھے۔

تعلقہ چاکر ہالہ میں آپ مدفون ہیں۔مزار زیارت گاہ خلایق ہے۔

مخدوم یعقوب پلیجہ

آپ عارف زمانہ تھے۔ساکن موضع نارہ پرگنہ ستیار۔

روایت ہے: کہ ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا،تو آپ نے فرمایا کہ میرے غلام کے پاس جاؤ، وہ جنگل میں بھینسیں چرا رہا ہے، اسے کہنا کہ وہ آپ کو ایک بھیس دے دے۔ جب وہ سائل جنگل میں جا کر آپ کے غلام سے ملا، اور آپ کا پیغام دیا، تو اس نے تمام مویشیوں میں سے، سب سے زیادہ دودھ دینے والی بھینس اس سائل کو دے دی۔ جب مخدوم نے سنا، تو غلام سے فرمایا: کہ تم نے راہِ خدا تبارک تعالیٰ میں میرے پوچھے بغیر اچھی بھینس دی ہے، جاؤ میں تمہیں اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے آزاد کرتا ہوں۔جب یہ واقعہ آپ کی بیوی نے سنا، تو اس نے کہا کہ آپ نے غلام آزاد کیا ہے۔اور میں آج سے وہ تمام حقوق معاف کرتی ہوں جو آپ کے ذمہ ہیں۔

روایت ہے: کہ ایک روز آپ جماعت سمیت کسی جگہ گئے، وہاں لنگر پکانے کی ضرورت پیش آئی، تو کوئی برتن یا دیگ نہ تھی جس میں پکاتے، البتہ مٹی کا ایک برتن (ہانڈی) تھی، مگر اس میں سوراخ تھا۔آپ نے حکم دیا کہ اسے ہی چولھے پہ چڑھا دو۔خدام نے اسے ٹیڑھا کر کے چولھے پر رکھا، تا کہ سوراخ سے پانی نہ بہے۔آپ نے فرمایا کہ لوگ زیادہ ہیں، ہم نے کھانا

Marfat.com

زیادہ پکانا ہے، لیکن ہانڈی کو سیدھا کر کے رکھو۔ قدرتِ الٰہی سے اس میں اتنا کھانا پکا کہ سب نے سیر ہو کر کھایا، کھانے کے بعد آپ نے سب ساتھیوں سے کہا کہ اس مٹی کی ہانڈی کو ایک ایک کر کے سب چوٹ لگائیں، سب نے ایسا کیا، مگر وہ نہ ٹوٹی۔

روایت ہے کہ: ہندوؤں میں سے ایک شخص کی بیٹی کی شادی تھی، اور وہ اپنے عزیز و اقارب سے نیم خروار غلہ ایک سال لیے ادھار لے کر، ایک بیل عاریتاً لے کر اس پر لاد کر آ رہا تھا، کہ دریا سے گذرتے ہوئے، وہ بیل غلہ سمیت دریا میں ڈوب گیا۔ اتفاقاً اس غواصِ بحرِ شہود (مخدوم یعقوب پلیچہ) کا گذر اس طرف ہوا، مخدوم نے ہندو کو بیل اور سامان کے گم ہو جانے پر غمگین دیکھا، تو فرمایا کہ فلاں جگہ جا کر دریا میں غوطہ لگاؤ۔ وہاں تمہیں ایک مجلس نظر آئے گی۔ جب اس ہندو نے غوطہ لگایا، تو اسے ایک بڑا مجمع نظر آیا، اور ایک شخص صدارت کی کرسی پر بیٹھا دیکھا۔ ہندو نے انہیں مخدوم کا پیغام دیا۔ اس بزرگ نے مخدوم کا پیغام سنتے ہی وہ بیل اور سامان اس ہندو کے حوالہ کر دیا۔ جب اس نے پانی سے سر نکالا تو اس نے اپنے آپ کو دریا کے کنارے پر پایا۔ اور سارا سامان بھی خشک تھا۔ مشہور ہے کہ اس ہندو کو پھر کبھی کسی چیز کی احتیاج نہیں رہی، اور اس نے خوب مال جمع کر لیا۔

مخدوم یعقوب پلیچہ، شاہ حسین ارغون کے معاصر تھے۔

شیخ حافظ اللہ گجراتی

آپ قادری حسنی تھے۔ حضرت غوث صمدانی قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے۔ آپ اپنے وقت میں اعلیٰ پایہ کے عارفِ کامل، افضل مشائخ تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے خلیفہ ابوالبرکات اور شیخ یعقوب ٹھٹھہ آگئے تھے، ان کا ذکر آگے آئے گا۔

شیخ اسمٰعیل حالی اُچی

آپ صاحبِ کمال، اور اہل حال تھے۔ مرزا شاہ حسن ارغون کے معاصر تھے۔

Marfat.com

قاضی ابوالخیر و قاضی عبدالرحمٰن اُچی

دونوں حضرات صاحبِ عرفان وکمال تھے۔ شیخ اسمٰعیل اُچی کے معاصر تھے۔

سید خواجہ مسکین مودودی

آپ سیت پور کے رہنے والے تھے۔ صاحبِ کرامت بزرگ تھے، اپنے عہد کے اجل عرفاء میں سے تھے، اور فائدہ بخش تھے۔ سلطان محمود خان بھکری کے معاصر تھے۔

درویش صالح

آپ ککرالہ کے رہنے والے تھے۔ اہلِ حال وصاحبانِ کمال کے زمرہ سے تعلق تھا۔ ۱۰۰۰ھ سے پہلے آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم صدرالدین راہوتی

ہالہ کندی کے قریب ایک گاؤں چائیہ میں سکونت رکھتے تھے، ہمیشہ وعظ فرماتے تھے، جو بہت اثر انگیز ہوتا تھا۔ ایک گودڑی کے علاوہ کچھ نہیں پہنتے تھے، آپ اعلیٰ صفات اور بلند مقامات کے حامل تھے، آپ کے کمالات سے اہلِ کمال بھی فیض یاب ہوتے۔

مخدوم مراد

آپ کے والد کا نام مخدوم صدرالدین تھا، آپ اجل علماء اور افضل پرہیزگاروں میں سے تھے۔ درویش حسن مقری کے ساتھ صحبت رکھتے تھے۔

قاضی منور

والد کا نام مخدوم مراد تھا، ایک روز آپ قیمتی لباس پہنے جارہے تھے، کہ سید عبدالکریم نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: کہ آپ کا دادا تو سوائے گودڑی ٹوپی کے کچھ نہ پہنتا تھا، یہ آپ کو کس سے وراثت میں ملا ہے۔ یہ سن کر آپ پر بڑا اثر ہوا، چنانچہ آپ راہِ سلوک پر گامزن ہوگئے۔

Marfat.com

درویش حسن مقری

آپ اصل میں ترکھان تھے۔آپ نے تصفیہ کے رندہ سے لوحِ دل کو صاف کیا، اور نقوشِ شہود سے آراستہ کیا۔

کہتے ہیں: کہ آپ کا ایک طہارت خانہ تھا، جب آپ وضو کے لیے وہاں جاتے تو بے خود ہوجاتے ۔ایک روز ان کی برادری سے ایک ترکھان انہیں ملنے آیا۔اتفاقاً اس وقت درویش وضو خانہ میں تھے، اس نے جب اندر کو دیکھا، تو درویش کے تمام اجزاء بکھرے پڑے تھے۔وہ دہشت کھا کر باہر نکل آیا۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار لوٹا آپ کے ہاتھ میں تھا، اور آپ اس سے وضو کر رہے تھے کہ اچانک ظہر کی اذان ہوگئی، درویش بے خود ہو گئے ۔اور اس دن سے لے کر پوری رات اور اگلے دن ظہر تک اسی طرح بے ہوش پڑے رہے، کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ درویش کو ہوش میں لائے ۔اگلے روز جب ظہر کی اذان شروع ہوئی، تو درویش ہوش میں آ گئے ۔ہوش میں آتے ہی پوچھا کہ اذان ابھی ختم نہیں ہوئی۔

ایک روز مخدوم مراد ابن صدرالدین راہوتی آپ سے ملنے آئے، اپنی سواری کا بیل باہر باندھ کے، اندر جب درویش کے سامنے آئے تو انہیں بتایا گیا کہ سات دن سے درویش وضو خانہ میں ہیں ۔آپ حیران ہو کر جانے لگے، تو درویش حسن مقری باہر آ گئے ۔مخدوم نے فرمایا: کہ ان سات دنوں میں آپ نے فرائض سے غفلت کی۔درویش نے فرمایا: جاؤ اپنا بیل ڈھونڈو ، آپ کو اس کام سے کیا مطلب ۔اتفاقاً مخدوم کا بیل غائب ہو گیا۔بہت ڈھونڈا مگر نہ ملا۔اس کے بعد پھر کبھی انہوں نے درویش پہ اعتراض نہیں کیا۔

مخدوم بلال پھتی

آپ ان بزرگ عرفاء میں سے ہیں ۔جو واصل بحق ہیں ۔علمِ ظاہری میں بھی عظیم

Marfat.com

شان کے مالک تھے۔

کہتے ہیں: کہ آپ راتوں کوٹب میں پانی بھر کے اس میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہوتے، اور حال کے غلبہ کے باعث پانی گرم ہوکر چکی کی طرح گھومتا تھا، جب آپ صبح ٹب سے باہر آجاتے، تو پھر بھی ٹب میں پانی اسی طرح جوش میں گھومتا رہتا۔ جب تک اسے دریا میں نہ پھینکتے، پانی کھڑا نہیں ہوتا تھا۔

ایک روز آپ لعل شہباز قلندر کی زیارت پہ جانے کے لیے دریا کو عبور کرنے کے لیے دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ ملاح گالیاں بکنے اور بیہودہ گفتگو میں مصروف تھا۔ مخدوم نے اپنی نظرِ کرم سے اپنی ٹوپی اتار کر ملاح کے سر پر رکھ دی۔ جب تک وہ ٹوپی ملاح کے سر پر رہی وہ قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کے بغیر زبان نہیں کھولتا تھا۔ جب مخدوم کشتی سے نیچے اترے تو ملاح کے سر سے اپنی ٹوپی واپس لے لی۔ ٹوپی اترتے ہی ملاح پھر سے گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی پر اتر آیا۔

[مخدوم بلال کا وصال ۳۰ ماہ صفر ۹۳۱ھ میں ہوا۔ (حدیقۃ الاولیاء:۸۱) مگر اسی میں ہی یہ لکھا ہے کہ صاحبِ تاریخ سندھ، میر معصوم بکری نے سال وصال ۹۲۹ھ لکھا ہے۔]

سید حیدر سنائی

آپ سندھ کے معروف قصبہ ''سن'' کے رہنے والے تھے۔ بارہ سال کی عمر میں مولانا عمر اور مخدوم بلال کی صحبت میں پہنچے۔ آپ صاحبِ کشف وشہود ہوئے ہیں۔ آپ کی جملہ کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک روز آپ لوگوں کے مجمع میں کھڑے تھے، تمام لوگوں کی طرف نظر کر کے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے کئی راستے جانتا ہوں، کہ جن میں ایک راستہ کو دوسرا نہیں جانتا۔

درویش چرکس

آپ ڈنہ سرکی کے بیٹے ہیں۔ اور ونگہ کے رہنے والے تھے۔ دین کے مجاہدوں، اور

Marfat.com

سالکان یقین میں سے تھے ۔توفیق کے گھوڑے کو تحقیق کے میدان میں سب سے آگے لے گئے ۔اکثر درویشوں نے آپ کی نظر سے ہی ملاحظہ کیا۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز آپ مخدوم بلال کے پاس گئے ،اور پوچھا کہ ''ادبِ فرض کا رتبہ زیادہ ہے یا رعایت کا''؟۔مخدوم نے ظاہری دلائل سے ثابت کیا کہ فرض کو ترجیح ہے۔مگر یہ جواب آپ کی مرضی کے مطابق نہ تھا۔جب آپ چلے آئے تو مخدوم کے صفحۂ خاطر سے تمام نقوشِ علوم معدوم ہو گئے ۔چنانچہ مخدوم نے عجز وانکساری سے معذرت کی ۔اور درویش کی توجہ سے بارِ دگر سب علوم مخدوم کو حاصل ہو گئے ۔

ایک دن کسی شخص کی گائے گم ہوگئی ۔وہ شیخ چرکس کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوا۔شیخ چرکس نے کہا! خداوندا اگر یہ بندہ سچا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر بغیر سنت کے دعا چاہتا ہے تو اس کا مدعا پورا نہ ہو۔اسی وقت شخص مذکورہ کی گائے خود بخود وہاں آ گئی۔

میر سید کلال

آپ کربلائے معلیٰ کے عظیم القدر سادات میں سے تھے ۔اس بقعۂ مبارک سے نکلے تو پہلے قندھار میں آ کر مقیم ہوئے ۔پھر فتح سندھ کے بعد آپ سیوستان کے قریب آ بسے۔

آپ اکثر اوقات مزار فایض الانوار مخدوم لعل شہباز قلندر پر وقت گذارتے ۔زہد و تقویٰ میں آپ اپنے وقت میں بے نظیر تھے ۔اور سلوک وعرفان میں یگانہ دہر گذرے ہیں۔

میر معصوم بھکری آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

قاضی عبداللہ

آپ قاضی ابراہیم دربیلی کے بیٹے ہیں ۔مخدوم عثمان عبدالعزیز ابہری کی خدمت میں رہ کر فضائل سیکھے ۔جام نظام الدین کے زمانے میں موجود تھے ۔تقویٰ اور پرہیز گاری میں کامل تھے ۔صافی باطن تھے ۔شاہ بیگ ارغون کی فتح کے بعد دربیلہ سے باغبان کی طرف ہجرت

Marfat.com

کر گئے ۔۹۳۴ھ میں گجرات گئے ۔اور وہاں سے مدینہ چلے گئے ۔پھر تمام عمر وہیں رہے اور وہیں وفات پائی۔

آپ کے بیٹے شیخ رحمت اللہ جو کمالِ فنون سے آراستہ تھے۔آپ کے قائم مقام ہوئے۔

شیخ خضر

آپ شیخ موسیٰ کی اولاد میں سے ہیں ۔جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ۔آپ دسویں صدی ہجری کی ابتدا میں سندھ سے سیر وسفر کرتے ہوئے شہر ناگور پہنچے ۔آپ شیخ یحییٰ اُچی کے مرید ہوئے۔ جو مخدوم جہانیاں اور شیخ عبدالرزاق قادری اور شیخ یوسف سندھی کے خلیفہ تھے۔چنانچہ صورت ومعنی کی سیر کرتے ہوئے واپس آ گئے۔

۹۱۱ھ میں آپ کے ہاں شیخ مبارک پیدا ہوئے ۔جن کا ذکر آگے آئے گا۔

شیخ زین الدین محمد داؤد

آپ کے والد کا نام ایوب بن داؤد القریشی قادری ہے ۔آپ شیخ اسحاق بن سلطان بہلول قادری کے مرید ہیں ۔جن کا مزار ''اگہم ''میں ہے ۔آپ حضرت پیر فیض بخش صغیر وکبیر کے نامور خلفا میں سے تھے۔

آپ مخدوم نوح اور سید علی شیرازی کے معاصر تھے۔

شاہ دیوانہ ہالہ کندی

آپ اجلہ مشائخ میں سے تھے۔اور مخدوم عربی کے ساتھ دفن ہیں۔

درویش قاسم

آپ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے۔آپ کی سیرت بہت عمدہ تھی ۔اور راہِ فنا اور بقا کے تار وپود اور نفی ماسوا سے واقف تھے۔اور مخدوم نوح کے مرید تھے۔

Marfat.com

سقائی چغتائی

آپ تارک الدنیا اور غریب الحال تھے۔آخر عمر میں نا مناسب حالات کے باعث سراندیپ چلے گئے،اور اسی راستے میں فوت ہو گئے۔

آپ کے رفیقِ سفر کا بیان ہے: کہ آپ کے جنازے پر ایک شخص آیا،اور کہا کہ تین راتیں ہو گئیں ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری خواب میں تشریف لائے۔اور فرمایا کہ فلاں جگہ میرا ایک دوست وفات پا گیا ہے،اس کے جنازے پہ پہنچو۔پس نمازِ جنازہ پڑھ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

آپ ترکی اور فارسی زبان کے شاعر تھے۔

مخدوم نجیم

علاقہ ریل کے بزرگوں کے پیشوا اور مردانِ خدا کے گروہ کے سردار تھے۔آپ مخدوم نوح علیہ الرحمہ کے معاصر تھے۔

درویش قطب

آپ کی حالت بڑی عجیب تھی۔ایک دفعہ رات کے وقت ''بوبک'' پہنچے۔ایک طالب علم نے پوچھا کہ آپ کس کے مرید ہوئے۔فرمایا: خدا کا مرید ہوں۔لوگ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے چاہا کہ انہیں مخدوم جعفر کے پاس لے چلتے ہیں،تا کہ وہ ان پر تعذیر لگائیں۔آپ نے کہا بلکہ خدا میرا مرید ہے۔اس پر وہ لوگ اور بھی غصہ میں آئے،اور انہیں مخدوم جعفر کے پاس لے آئے۔مخدوم نے پوچھا،تو آپ نے جواب دیا کہ خدا اس وجہ سے میرا مرید ہے،کہ وہ میرے حق میں جو ارادہ بھی فرماتا ہے وہ لامحالہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔اس نے اول ہمارا ارادہ فرمایا،بعد میں ہمیں پیدا کیا۔اور ہمارے ارادے میں کوئی قدرت نہیں،جو کرتا ہے وہی کرتا ہے

Marfat.com

ظاہر میں آپ مخدوم نوح کے مرید تھے۔

ایک دانشمند نے آپ سے پوچھا، کہ آپ کس علّت کے باعث کہتے ہیں کہ خدا تبارک وتعالیٰ ہمارا دوست ہے اور وہ ہم سے دوستی رکھتا ہے۔آپ نے فرمایا: کہ آپ نے سنا نہیں کسی بادشاہ کے پاس ہزاروں کنیزیں تھی، جو حسن و جمال کی مالک تھیں، مگر ایک دن ایک عورت جو اس کے گھر سے گندگی اٹھاتی تھی، وہ غلاظت کا ٹوکرا سر پر رکھ کر جارہی تھی، کہ بادشاہ اسے دیکھ کر فریفتہ ہوگیا۔اُس نے اِس میں کیا فضیلت دیکھی تھی۔

لدہ بہار

آپ مخدوم نوح کے تربیت یافتہ تھے۔راہِ حقیقت کے آشنا ہوگذرے ہیں۔

میاں عبدالرشید بصیر

آپ مخدوم نوح علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔باوجود نابینا ہونے کے، ان کا دیدۂ معنی وا تھا۔اور باطنی بصارت سے راہِ سلوک اور راہِ فقر وفنا پہ گامزن تھے۔

مخدوم صابو سومرہ

آپ مخدوم نوح کے دوستوں میں سے تھے۔موضع ہٹڑی کے رہنے والے تھے، ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔

مولانا ضیاءالدین

آپ مخدوم صدرالدین کے دوسرے بیٹے ہیں، مکتبی اور وھبی علوم وفضائل پر حاوی تھے۔مرزا شاہ حسن ارغون کے عہد میں وفات پائی۔

شیخ عبداللطیف

آپ برگزیدہ عالم اور کامل متقی تھے۔مولانا مخدوم ضیاالدین کے معاصر اور ان کے

Marfat.com

قریبی تھے۔

درویش بادہ

آپ معروف صاحبِ کمال ہیں۔مخدوم نوح رحمہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔

سلطان کہمر

آپ مخدوم نوح کے مریدوں میں سے ہیں۔کشورِ رضا میں صاحبِ فتوح تھے۔آپ کا مقبرہ موضع آکر میں ہے۔جہاں اس سلسلہ کے فقرا کا مجمع لگا رہتا ہے۔

مہتہ فقیر

آپ مخدوم نوح کے مریدوں سے ہیں۔فقر میں صاحبِ دستگاہ تھے۔مخدوم کے بعد ٹھٹھہ کی جامع مسجد فرخ میں بہت وقت گذارا۔

آپ فرماتے ہیں: کہ جب کبھی میرا سر تکبر سے بلند ہوتا ہے،تو میں خود کو مصیبت زدہ بنالیتا ہوں۔اور جب میرا سر توقعاتِ رذیلہ سے خالی ہوجاتا ہے،اور مرادوں کے دروازے کھلنے کی توقع کرتا ہے،تو میں پھر سر کو اُٹھالیتا ہوں۔توفیقِ ازلی اور فیضِ مرشد سے ہمیشہ میرا سر کسرِ نفسی سے جھکا رہتا ہے۔اور جب کبھی اپنے دوست حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو مہتہ بن جاتا ہوں۔اور ایک بشر کو منزلِ مقصود اور فلاح انکساری میں ہی ملتی ہے۔

آپ کا مدفن مکلی میں معروف ہے۔

مخدوم اسحٰق

آپ گجرات سے آکر کوٹ میں مقیم ہوئے،مخدوم اسمٰعیل کے مرید ہوکر کمالات ظاہری و باطنی حاصل کیے۔اور یہیں وفات پائی۔

آپ کے فرزند میاں احمد کنبائی کا ذکر اگلے معیار میں آئے گا۔

Marfat.com

سید احمد جعفر

یعنی احمد بن جعفر۔ کیونکہ جب سید جعفر نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے ارادتمندوں میں چھوڑ کر ٹھٹھہ آنے کا ارادہ کیا، تو آپ کے خدام آپ کی جدائی کے احساس سے غمگین ہو گئے۔ آپ نے انہیں فرمایا: مجھے وہاں جانے کا حکم ہو گیا ہے، آپ کے پاس احمد جعفر رہیں گے۔ پس اس اللہ کے ولی کی زبانِ مبارک سے جوان کا نام احمد جعفر جاری ہوا، تو وہی مشہور ہو گیا۔ نادان لوگوں کو نہیں معلوم کہ احمد جعفر مرکب نام ہے، اصل میں یہ دو نام ہیں۔

سید احمد نے جو فیض اپنے والدِ محترم سے پایا، اور مشائخِ وقت سے استفادہ کیا۔ اس وجہ سے وہ اس علاقے کے معروف اولیاء میں شمار ہوئے۔ جب آپ نے اپنے والد گرامی کے وصال کی خبر سنی، تو اس روز کی مناسبت سے ہر سال عرس منعقد کرتے، جس میں مشائخ کا اجتماع ہوتا تھا۔

روایت ہے: کہ ایک روز سید احمد جعفر نے ارادہ فرمایا کہ اپنے مشائخ کا عرس منعقد کریں، مگر بعض مشائخ کو خطرہ لاحق ہوا کہ ان کی شہرت زیادہ ہو جائے گی، اور دیگر مشائخ کے مرید بھی اس نئے سلسلے سے منسلک نہ ہو جائیں۔ اس احساس کے پیشِ نظر انہوں نے مل کر حاکمِ شہر سے کہا کہ عرس کی مجلس میں روشنی کے لیے سید جعفر کے خدام کو تیل نہ دیا جائے۔ چنانچہ سید کے خدام تمام شہر میں گھومے مگر انہیں تیل نہ ملا۔ سید نے جب سنا، تو فرمایا: کہ چراغوں میں پانی ڈال دیا جائے۔ امید ہے سورج اور چاند کے روشن کرنے والا فقراء کے چراغ بھی روشن کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، سید کی کرامت یوں ظاہر ہوئی کہ تیل سے زیادہ روشنی پانی کے چراغوں سے ہونے لگی۔ لہٰذا جو لوگ اس خاندان کے چراغ بجھانا چاہتے تھے وہ یہ کرامت دیکھ کر خود ان کے ارادت مند بننے کے لیے کوشاں ہو گئے۔ اس وقت سے ہر سال عرس کا مجمع ان کی اولاد کے ہاں ہوتا چلا آتا ہے۔

سید احمد جعفر کی اولاد وہیں پہ آباد ہے۔ اور ان سے نامور لوگ پیدا ہوئے ہیں۔

Marfat.com

سید محمد ہاشم رضوی

نصر پور کے رضوی سادات کے پہلے جدامجد ہیں۔آپ اجل مشائخ اور اکمل اولیاء سے ہوئے ہیں۔معتبر لوگوں سے سنا ہے: کہ تقریباً پچاس سال قبل سیلاب کے باعث آپ کا جسدِ خاکی مع دیگر نعشوں کے وہاں سے منتقل کیا گیا۔وہ لوگ جنہوں نے وہ منظر دیکھا، ان سے سنا ہے کہ دوسو بیس (۲۲۰) سال ہو گئے تھے، انہیں فوت ہوئے، مگر آپ کا جسدِ خاکی مدفن سے صحیح سالم نکلا۔ان کے اعضاء کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔تازہ انگور کا ایک خوشہ اور نبات کے چند دانے آپ کے دائیں پہلو پہ موجود تھے۔آپ کے ارادت مندوں کا جتنا مجمع تھا، وہ سب میں تقسیم کیے گئے۔انگوروں کی حلاوت ہمارے انگور سے اور نبات کی مٹھاس متعارف نبات سے کہیں زیادہ تھی۔

مخدوم شیخ عبدالقادر

آپ کا لقب عبدالقادر ثانی ہے۔

داراشکوہ نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ نے اپنی کتاب اخبارالاخیار میں لکھا ہے: شیخ عبدالقادر ثانی، ولایت میں حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کے حقیقی وارث تھے۔ولایت، عزت، شرافت آپ کی اولاد میں بطور وراثت موجود ہے۔

آپ کا مدفن، اپنے بزرگوار کے گنبد میں ہے۔

(مخدوم سید عبدالقادر ثانی، مخدوم سید محمد غوث اچی کے صاحبزادے تھے آپ کا وصال ۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ میں ہوا۔آپ کی عمر اس وقت ۷۸ سال تھی مزار اُچ شریف میں ہے۔مترجم)

سید محمد حسین قادری

Marfat.com

حضرت سید الاولیاء غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے ہیں۔آپ بزرگانِ دین کی اعلیٰ نشانیوں کے ساتھ، کرامات اور آثارِ بزرگی کے ساتھ واصلِ حقیقی مشائخ میں سے تھے۔شاہ بیگ (ارغون) کے ہمراہ ٹھٹھہ تشریف لائے۔آپ مرجع خلایق تھے۔لوگوں کی کثیر تعداد آپ کی عقیدت منداور مرید تھی۔ چند پشتوں تک آپ کی نسل چلی، مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ کی حقیقی اولاد باقی نہ رہی۔مگر خواجہ شہاب الدین کی اولاد باقی رہی، جن کا ذکر آگے آئے گا۔

سید عبداللہ

آپ حضرت غوث الثقلین کی اولاد شاہ حافظ اللہ گجراتی کے چچازاد بھائیوں کی اولاد میں سے تھے۔اور سید شکر اللہ شیرازی کے دوستوں اور رفیقوں میں سے تھے۔مکلی میں اب جہاں ان کا مزار ہے، اکثر وہ خلق اللہ سے پوشیدہ، وہاں جا کر اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی قبر عدم تعارف کی وجہ سے نامعلوم ہے۔تھوہر کے درختوں کے نیچے کہیں زیرِ زمین ہے۔

کہتے ہیں: کہ جب کبھی مخدوم نوح کسی سواری پر مکلی کی زیارت کو تشریف لاتے، تو مکلی ٹیلہ آ کر سواری سے اتر جاتے، اور پیدل چل کر مزارات کی زیارت فرماتے تھے۔جب آپ سید منجھن کی زیارت پہ پہنچتے تو سید عبداللہ کی مزار کی طرف تھوہر کے ان درختوں کے نیچے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے۔

ایک بار سید علی انجوی بھی مخدوم نوح کے ہمراہ تھے۔جب حضرت مخدوم نے نامعلوم قبر پہ فاتحہ پڑھی، تو سید علی انجوی نے پوچھا کہ یہاں تو تھوہر کے پودوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا، آپ کس کی فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔آپ نے فرمایا: کہ یہاں ایک بزرگ (آسودۂ خواب ہے)۔۔۔شیخ محمد یعقوب، خلیفہ ابوالبرکات، شاہ حافظ اللہ گجراتی کی جانب سے وہاں آئے، زقوم (تھوہر) کے پودے کاٹ کر، زمین کھود کر قبر کی بنیاد رکھی۔اس کے بعد وہ مزار ارادتمندوں کے لیے عجیب فیض و برکت کا مصدر ثابت ہوا۔اور درگاہ پر آنے والوں کی حاجات پوری ہونے لگیں

Marfat.com

آپ کی درگاہ پر ایک مستند بزرگ سے سنا کہ جنابِ نبوی صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ کی بارگاہِ اقدس کے ایک حضوری نے سید عبداللہ کو آنحضرت ﷺ کے بہت قریب بیٹھے دیکھا۔ تو اُس نے آپ ﷺ سے التماس کی کہ اس قرب کا موجب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ یہ میرے اصحاب میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب لوگوں کی زبان پر آپ عبداللہ اصحابی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور قبر کا طول عرض جس احاطہ میں ہے، وہ آپ کی خواب گاہ معروف ہے۔

سید کمال وسید جمال حسینی شیرازی

دونوں بھائی شیرازی ہیں، جمال وجلال کے مظہر اور معالمِ شہودِ سرمدی سے واقف ہیں۔ سید شکراللہ شیرازی کے ہمراہ ٹھٹھہ آئے تھے۔

سید کمال نے ٹھٹھہ میں معرفتِ الٰہی کا چراغ بدرجۂ اتم روشن کیا۔ اور جب وفات پائی ،تو انہیں ان کی رہائش گاہ میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

اور سید جمال نے عرفانِ الٰہی سے بہرۂ خاص پایا۔ اور سید شکراللہ سے تھوڑے فاصلے پر شمال کی طرف آپ کا مزار ہے۔ سید محمد یوسف کے بھائی سید عبدالرزاق کی قبر کے برابر مدفون ہیں۔

سید منبہ

آپ سید شکراللہ شیرازی کے ان چار یاروں میں سے ایک ہیں جو آپ کے ہمراہ ٹھٹھہ آئے۔ گودڑی پوش فقیر تھے۔ حسینی نژاد، صاحبِ سلوکِ نہانی، واقفِ معالمِ شہودِ ربانی تھے۔ حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے۔ سید شکراللہ شیرازی سے کثرتِ اخلاص کے باعث ان کے محلّہ کے قریب سکونت پذیر تھے۔ گھر میں ایک خادمہ رہتی تھی، جسے پسماندہ چھوڑ کر وفات پائی۔ آپ کی زیارت زائرین کی حاجات برلاتی ہے۔

Marfat.com

آپ کا مزار ان ماں بیٹا کے پائنتی میں ہے، جن کے گھر میں آپ رہائش پذیر رہے۔ وہ دونوں آپ کے خادم تھے۔

درویش وریہ

باپ کا نام لاکھ ہے، ریل کے درویش اور مشائخ میں سے تھے۔ درویش وریہ یہاں آ بسے تھے۔ مچھیروں (ماہی گیروں) کے ایک مقام پر سید علی سے ان کے سوال و جواب بطور امتحان ہوئے۔ سید نے آپ پر الزام دینا چاہا، مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ اسی وجہ سے آپ ابتدا میں ہی لوگوں میں مقبول و معروف ہو گئے۔ اور بزرگی میں مقام حاصل کیا۔ نالہ سونہ کے قریب آپ آسودۂ خاک ہیں۔

آپ کی اولاد نہ تھی، اس لیے آپ کے درویش اور عقید تمند ہی آپ کے متولی ہیں۔ پہاڑی علاقے کے لوگ آپ کے بہت معتقد ہیں، وہ ہر ماہ آپ کے مزار پر محفل کراتے ہیں۔

درویش آچر

آپ اصل میں چنے بھوننے والے بھٹیارے ہیں۔ مگر خود کو چنے بنا کر طلب کی ریت میں دولتِ فقر کے لیے بریاں ہیں۔ اور پھر بہت سے طلباء کو فیض اور ہدایت عطا کی۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز آپ اپنی دکان پر سو رہے تھے کہ سید علی اپنے آغازِ طلب میں آپ کے پاؤں دبا رہے تھے۔ تو وہاں سے سید حلیم کا گذر ہوا۔ انہوں نے دونوں کو پہچان کے فرمایا: کہ ہائے وہاں اُس طرح اور یہاں اِس طرح۔ درویش نے منہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا وہاں بہت کم اور یہاں کم سے بھی کم۔ سید حلیم چلے گئے۔ تو سید علی نے درویش سے سوال و جواب کا مطلب پوچھا۔ آپ نے فرمایا: کہ جب سید حلیم نے دیکھا تو مجھے کہا کہ ان کے جد کی بارگاہ میں اس طرح نیاز و بندگی اور ادب و آداب اور یہاں ان کی اولاد سے خدمت لے رہا ہے۔ میں نے کہا کہ وہاں بہت زیادہ مشرف ہیں۔ مگر وہ لوگ جو یہاں اور وہاں کی خدمت کو

Marfat.com

برابر سمجھتے ہیں وہ کم ہیں۔اور یہ جماعت جو بغیر نقصان کے نفع کو جائز سمجھتے ہیں اور جو مخدوموں سے خدمت طلب کرتے ہیں وہ ان سے بھی کم۔

ٹھٹھہ شہر کے اس درویش کو جو حاصلِ بزرگان ہے شہر سے نکال دیا گیا کہ یہ بزرگ زادوں کو اپنی طرف رجوع کروا کے ان سے خدمت لیتا ہے۔کہتے ہیں: کہ سید علی نے کچھ عرصہ بعد پھر آپ کو جا ڈھونڈا اور جو چاہیے تھا ان سے حاصل کیا۔

درس داؤد

یہ اپنے وقت کے صاحبِ کمال بزرگ تھے۔فرخندہ احوال کے مالک تھے۔جھیل کے کنارے پہ آپ کا مدفن ہے۔کبھی کبھی عام رواج کے مطابق لوگوں کے ساتھ پانی میں نہانے اور ڈبکیاں لگانے کا کھیل کھیلتے۔اور جیسا کہ اس کھیل میں ایک دوسرے کو پکڑ کے پانی میں غوطہ لگاتے، اُسے بحرِ شہود میں غرق کر دیتے۔اور دریائے مشاہدہ کا آشنا کر دیتے۔

سید حلیم

آپ حسنی سید ہیں۔اور فقر و فنا میں صاحبِ دستگاہ تھے۔اور طائفۂ خاص کے مرجع تھے۔

جب آپ نے اپنے مدفن کے لیے جگہ کا انتخاب کیا، تو درس داؤد نے اسے پسند نہ فرمایا۔اور کہا کہ دو درویشوں کا قرب، وفات کے مجاوروں اور متولیوں کے مابین نزاع کا موجب ہوگا۔سید نے فرمایا: کہ میرا مزار مجاوروں اور متولیوں کے جھگڑوں کا موجب نہیں بنے گا۔کیوں کہ جو کوئی میرے مزار کا متولی بنے گا یا مجاور بنے گا، وہ دیوانہ ہو جائے گا۔ایسا شعور بزرگی میں شاید کسی کو حاصل نہیں ہوا۔آخر ایسا ہی ہوا۔

علی بن حسین الواعظ المشتہر بالصفی

آپ خواجہ ناصر الدین احرار سے نسبت رکھتے تھے۔اور انہیں سے فیض یاب تھے۔

آپ اپنی تصنیف ''رشحات عین الحیات'' میں کہتے ہیں: کہ میرے والد سبزوار سے

Marfat.com

محض علم حاصل کرنے کے لیے نیشاپور آئے۔

وہاں حضرت میر عزالدین طاہر نیشاپوری کے شاگرد ہوئے۔ وہ میر عبدالاول کے جدِ اعلیٰ تھے۔ جو خواجہ عبیداللہ احرار کے کبار اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے۔ جب میں سمرقند میں ان کی آستان بوسی کے لیے حاضر ہوا اور حضرت خواجہ میر عبدالاول کی قدم بوسی کی تو انہوں نے اسی سابقہ تعلق کی بنا پر فقیر کے حال پر بہت مہربانی کی۔

ان کی مولوی نورالدین عبدالرحمٰن جامی سے نسبتِ ہم زلفی محقق ہے۔ کیونکہ خواجہ کلاں ولد مولوی سعدالدین کاشغری کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک مولوی عبدالرحمٰن جامی کے نکاح میں آئی۔ اور دوسری ان کے نکاح میں۔

آپ کی تاریخِ رحلت معلوم نہیں ہوسکی۔ البتہ آپ کی کتاب رشحات جو بہت معروف ہے۔ اس کا سالِ تصنیف ۹۰۹ھ ہے۔ لفظِ رشحات کے اعداد بھی ۹۰۹ ہیں۔ مگر اس سے آپ کی عمر کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ آپ کتنے سال زندہ رہے۔

(مولانا فخرالدین علی صفی بقولِ خود ''رشحات: ۲۰۳'' ۲۱ جمادی الاول ۸۶۷ھ کو سبزوار میں پیدا ہوئے اور انوار القدسیہ ''ص: ۱۷۳'' ۹۳۹ھ میں ہرات میں فوت ہوئے۔ مترجم)

میرک شیخ محمود

آپ کے والد کا نام میرک ابوسعید بن امیر علی شاہ سبزواری عرب شاہی ہے۔ میرک ابوسید، شیخ جلال الدین پورانی کے نواسے ہیں۔ جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

میرک شیخ ابوسعید اپنے نانا شیخ جلال الدین پورانی کے باطنی فیوضات کے وارث ہیں۔ اور انہیں بہرہ وافی حاصل ہوا۔ آپ سبزوار سے قندہار آکر مقیم ہوگئے۔ آپ کے بیٹے شیخ میرک محمود اور شیخ بایزید قندہار سے سندھ چلے آئے۔

جب شاہ ارغون قندہار سے اُٹھے اور سندھ کو فتح کیا تو آپ ان کے ساتھ تھے۔ میرک شیخ محمود ٹھٹھہ میں اور میرک بایزید بھکر میں مقیم ہوگئے۔ اور سال ہا سال شیخ الاسلام کے

Marfat.com

عہدے پر فائز رہے۔آپ کے تدریسِ علوم سے طلبہ کی کثیر جماعت فیض یاب ہوئی۔

آپ کا وصال ۹۶۴ھ محرم الحرام میں ہوا۔اور آپ کی اولاد ٹھٹھہ میں یادگار ہے۔

میرک بایزید

والد کا نام میرک ابوسعید ہے۔آپ سندھ میں بھکر اور سکھر کے شیخ الاسلام تھے۔ وہیں پہ زندگی گذاری وہیں آپ کا مزار ہے۔آپ کی اولاد بھی وہیں ہے۔

مخدوم اعظم حاجی محمد خبوشانی

درمیانی چار واسطوں سے آپ کی نسبت حضرت سید علی ھمدانی سے ملتی ہے۔چنانچہ آپ شیخ شاہ علی اُخریٰ کے خلفاء میں سے ہیں۔اور شیخ شاہ علی، شیخ رشید الدین محمد کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت امیر شہاب الدین عبداللہ برزش آبادی مشہدی کے خلیفہ ہیں۔اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ خواجہ اسحاق ختلانی کے خلیفہ تھے۔جو کہ سید علی ھمدانی کے خلیفہ ہیں۔

آج کل خراسان میں سید عبداللہ کے مریدوں کو صوفیہ کہتے ہیں۔اور سید محمد نوربخش جو کہ بالاتفاق خواجہ اسحاق کے خلیفہ تھے ان کے مریدوں کو نوربخشیہ کہتے ہیں۔اس سلسلہ کے مریدوں کا سید عبداللہ کے مریدوں سے نفی اثبات میں بہت تکرار رہتا ہے۔

مخدوم کو ہرات کے شیخ الاسلام نے خبوشان سے ہرات طلب کیا۔اور شاہ اسمٰعیل ماضی کے پاس ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔اور قتل کرنا چاہا۔وہاں میر محمد یوسف ہروی جو مخدوم کے عقیدت مندوں سے تھے۔ہزار حیلہ کر کے انہیں قتل ہونے اور جلائے جانے سے نجات دلائی۔ اور رخصت کیا۔

شیخ الاسلام ان کے عقیدے پر عبداللہ خان اُزبک کے عہد میں ۹۳۸ھ میں خوارزم شہر میں فوت ہوئے۔

شیخ عمادالدین فضل اللہ محمد المشہدی

Marfat.com

آپ ایامِ جوانی میں مخدومِ اعظم شیخ حاجی محمد خبوشانی کی خدمت میں پہنچے ۔ اور تھوڑے عرصے میں ہی جو پایا سو پایا۔ بعض محقق آپ کو شیخ مجدالدین بغدادی کے قرین سمجھتے ہیں ۔ اور بعض ان سے افضل قرار دیتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے ظاہری احوال اور لطائفِ اتفاقات میں مکمل یکسانیت ہے۔ مثلاً: ان میں سے ہر ایک اپنے شیخ کا محبوب تھا۔ اور اپنے شیخ کے سامنے ہی فوت ہوئے ۔ ہر ایک اہلِ ظاہر کا لباس پہنتے تھے۔ اور بادشاہوں اور امراء کو نصیحت کرنے میں کوشاں رہتے تھے ۔ ہر ایک نے ایامِ جوانی میں شاہی حکم کے تحت جامِ شہادت نوش کیا۔

شیخ نے آپ کے اجازت نامہ میں آپ کو ان القابات سے نوازا ہے: ''مجذوب جواذب ہدایت ، المویدمن عنداللہ ابوالوقت الشیخ عمادالدین فضل اللہ متع اللہ المسلمین والطالبین بارشادو برکات دلخواہ ابن اجل المحرم خواجہ علاؤالدین علی بن الصدرالمکرّم خواجہ کمال الدین نعمت اللہ البرزش آبادی الطّوسی ۔

محمد خان شیبانی نے آپ کو تشیع کی نسبت کے باعث ۹۲۴ھ میں مشہد مقدس میں شہید کرادیا۔ آپ کو محلّہ سراب میں دفن کیا گیا۔

شیخ کمال الدین حسین الخوارزمی

آپ سلسلۂ ہمدانیہ کے متأخرین میں سے ہیں ۔ بظاہر آپ کے بعد اس گروہ میں سے کوئی بھی اس عالی مقام تک نہیں پہنچ سکا۔ آپ کے والد شیخ شہاب الدین حسین، شیخ بزرگوار برہان الدین قلیج کی اولاد سے ہیں ۔ جو اندجان میں مدفون ہیں ۔

شیخ شہاب الدین جوگی ندیمان مرزا کے عہد میں خوارزم چلے گئے ۔ وہاں شادی کی وہیں جناب شیخ کمال الدین حسین خوارزمی پیدا ہوئے ۔

ان کے ارادت مندوں میں مخدوم معظم شیخ حاجی محمد خبوشانی اور شیخ عمادالدین فضل اللہ مشہدی دونوں مشائخِ صوفیہ سے ہیں ۔

Marfat.com

شیخ عبداللطیف نقشبندی

ماوراءالنہر کے علاقے میں لوگ آپ کے بہت عقیدت مند تھے۔ چونکہ آپ شیخ کمال الدین خوارزمی کے بارے میں خوب گُمان نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ چاہتے تھے کہ ان پر رقص کی تہمت لگا کر اذیت دی جائے۔ اور نیز چاہتے تھے کہ ان کے اس عقیدہ کی بنا پر انہیں مغلوب یا مقتول کریں۔ کہ وہ آئمہ کی مدح کو حجتِ ایمان سمجھتے تھے۔ ماوراءالنہر میں شیخ کمال الدین حسین کے بعض عقیدت مندوں نے ان کی زبان کاٹ دی۔ اور سر مونڈ دیا۔ گویا منتقم حقیقی نے ان کے اس رویے کی سزا دی۔ جو وہ شیخ کمال الدین کے بارے میں رکھتے تھے۔

شیخ احمد بن قاضی نصراللہ دیبلی ٹھٹھوی سندھی

آپ کے والد ٹھٹھہ کے قاضی اور علماء کے رئیس تھے۔ فقیر صالح عراقی کی صحبت میں آپ عقیدۂ تشیع کی طرف مائل ہو گئے۔ ایک روز خواب میں آپ کو جنابِ شاہِ ولایتؑ نے تفسیرِ کشاف عطا کی اور فرمایا: کہ اس میں آیت ''انما ولیکم اللہ'' الخ پر غور کریں۔

جب آپ بیدار ہوئے تو اس حکم پر عمل پیرا ہونے کے لیے کوشش کی۔ اور تفسیر کشاف تلاش کرنے لگے۔ اسی اثناء میں عراق میں مرزا حسن نام کے ایک آدمی کو حضرت امیر علیہ السلام حالتِ ظاہر میں ملے اور حکم فرمایا کہ ٹھٹھہ جاؤ۔ آپ ٹھٹھہ آئے اور تفسیرِ کشاف کا ایک نسخہ قاضی زادہ کو پہنچایا۔ اور وہ اس کے مطالعہ سے جو ہوئے سو ہوئے۔

آخر کار اکبر بادشاہ کے زمانے میں آپ کو لاہور میں شہید کر دیا گای۔ اور میر حبیب اللہ کے مقبرہ میں آپ کو بھی سپردِ خاک کیا گیا۔

شیخ برہان الدین شطاری

آپ کا لقب رازِ الٰہی تھا۔ برہانپور دکن میں آپ کمال صاحبِ حال ہوئے ہیں۔ ایک دنیا آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ تھی۔ جو آپ کے فیضِ صحبت سے کامیاب و کامران ہوئی۔

Marfat.com

وحدت الوجود کے مسئلہ پر ایک رسالہ ''نورِ وحدت'' کے نام سے آپ کے ایک مرید رازی نے برہانِ بصیر کے نور سے لکھا ہے۔ جو میری نظر سے گذرا ہے۔

(شیخ برہان الدین شطاری کا سالِ وفات ۹۹۸ھ ہے۔ اور مادۂ تاریخ ''فیضِ حق'' ہے۔ نورِ وحدت کا ایک قلمی نسخہ سچل سرمست لائبریری خیر پور سندھ میں مترجم نے ملاحظہ کیا تھا۔ لائبریری میں اس کا نمبر یہ ہے: ''۲۹۷/۶ ع ط۱'')

Marfat.com

گیارہواں معیار

گیارہویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

درویش ونہیہ چانیہیہ [وھیہ]

سندھ کے نامور مشائخ میں سے ہیں۔ حضورِ مصطفوی ﷺ میں کمال حضوری حاصل تھی۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی اولاد یعنی سادات کرام سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار ایک سید نے کسی کو ناحق قتل کیا۔ علما نے قصاص کا فتویٰ دیا۔ جب وہ استفتاء آپ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا: کہ اگر تو مقتول کی آنکھیں سرخ ہیں تو اس کا قتل واجب تھا۔ کیوں کہ اس نے اہلِ بیت پر اپنے غضب سے آنکھیں سرخ کی تھیں۔ اس لیے اس کا قصاص نہیں ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر قصاص لے لیں۔ جب اس شخص کی نعش لائی گئی اور اس کی آنکھیں دیکھی گئیں تو وہ سرخ تھیں۔ چنانچہ درویش کے فرمان کے مطابق سید کو رہائی مل گئی۔

اس طرح ایک سید زادہ یتیم ہو گیا، تو درویش اسے اپنے گھر لے آئے۔ اور پرورش شروع کر دی۔ جب وہ سید زادہ جوان ہو گیا تو ایک دن اس نے درویش کی بیٹی کو گالی دے کر کہا کہ تمہیں ایسا کروں۔ اس بیٹی کی والدہ یعنی درویش کی بیوی نے درویش سے گلہ کیا کہ جس سید زادے کی تم نے پرورش کی ہے، آج اس نے ہماری بیٹی کو یوں کہا ہے۔ یہ کل کیا کرے گا۔ درویش اسی وقت اٹھا اور ڈھول گلے میں ڈال کر گلی کوچوں میں ڈول بجاتے ہوئے اعلان کرنے لگا کہ آج فلاں کی بیٹی سے سید زادے نے یوں کہا ہے۔ تمام شہر گھومنے کے بعد گھر آیا۔ اور بیٹی کا نکاح اسی سید زادہ سے پڑھا دیا۔

آپ کی وفات ۱۰۰۱ھ میں ہوئی۔ عربی میں مادۂ تاریخ ''مات فی عشق'' اور فارسی میں ''در عشق جان بہ سپرد'' ہے۔

Marfat.com

آپ کا مدفن سانگرہ کے کنارے پر ''تورکی'' گاؤں میں ہے۔

درویش لُڈہ

آپ درویش ونہیہ چانیہ کی نظر کے فیض یافتہ تھے۔ درویش کی توجہ کے فیضان سے اعلیٰ رتبہ پایا۔

مولانا عباس

آپ درویش ونہیہ کے مرید اور خادم تھے۔ ان کی نگاہِ فیض سے اعلیٰ مقام پایا اور صاحبِ حال وقال ہوئے۔

شیخ صدہونوہریہ

اپنے وقت کے معروف عرفاء اور بزرگ اولیاء میں سے تھے۔ درویش ونہیہ کے معاصر تھے۔

درویش عمر بودلہ

آپ مجذوبِ مطلق اور واصل بحق تھے۔ ابتدائے حال میں لوگوں سے دور رہے، صحرا اور پہاڑوں میں زندگی بسر کی۔ آخر آ کر ''اگہم کوت'' میں سکونت اختیار کی۔ اپنے آپ کی اور سامانِ زیست کی کچھ خبر نہ تھی۔ مگر جب کبھی کوئی کسی غرض یا حاجت کے لیے حاضرِ خدمت ہوتا تو اس کی مراد پوری ہو جاتی تھی۔ درویش ونہیہ آپ کے بہت معتقد تھے۔ اور صحبت یافتہ تھے۔

خواجہ عبداللطیف برہانپوری

بختاور خان نے اپنے رسالہ عالمگیری میں لکھا ہے: کہ عالمگیر اپنے ایامِ شہزادگی میں آپ کی زیارت کو گیا تھا۔ آپ گوشہ نشین خدا پرست بزرگ تھے۔

آپ کا وصال ۱۰۰۶ھ میں ہوا۔ برہان پور میں مدفون ہیں۔ آپ نے وصیت کی تھی

Marfat.com

کہ میری قبر کے احاطہ کو کھلا نہ رکھا جائے۔تا کہ لوگ میری قبر کی پرستش نہ شروع کر دیں۔

''آہ شیخ کامل'' مادۂ تاریخ ہے۔[مگر اس کے اعداد ۱۰۰۷ ہیں۔مترجم]

خواجہ باقی باللہ

آپ کا نام عبدالباقی اور والد کا نام قاضی عبدالسلام۔

آپ کابل میں پیدا ہوئے۔جب آپ سنِ تمیز کو پہنچے تو روحانیت کے حصول کے لیے خواجہ بہاءالحق والملۃ والدّین قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے۔تلقینِ ذکر اور القائے جذبات سے مشرف ہوئے۔ظاہری اور ابتدائی توبہ آپ نے حضرت خواجہ عبداللہ کے ہاتھ پر کی جو مولانا لطف اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔اور وہ مولانا خواجگی دھیدی کے خلیفہ تھے۔پھر آپ خواجہ احمد یسوی کے پاس آئے اور پھر کشمیر میں شیخ بابا والی سے بہرہ مند ہوئے۔آخر طریقۂ نقشبندیہ میں مولانا خواجگی امکنگی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپ کا وصال چالیس سال کی عمر میں بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو ہوا۔آپ کا مزار دہلی میں قدم گاہِ رسول کریم ﷺ کے قریب ہے۔شاہراہ کے نزدیک معروف ہے۔

خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ آپ کے دونوں بیٹے اپنے وقت کے صاحبِ کمال بزرگ تھے۔

ملا شاہ بدخشی

آپ میاں میر قادری لاہوری کے خلفاء میں سے ہیں۔داراشکوہ آپ کا بے حد عقیدت مند تھا۔میاں میر کے وصال سے قبل آپ سردیوں میں لاہور اور گرمیوں میں کشمیر چلے جاتے تھے۔میاں میر کے وصال کے بعد آپ لاہور مقیم ہو گئے۔اور وہیں ۱۰۷۲ھ میں وصال پایا۔اور میاں میر قادری کے مقبرہ میں ہی سپردِ خاک کیے گئے۔

[ڈاکٹر ظہورالدین احمد نے اپنی کتاب ''پاکستان میں فارسی ادب'' جلد دوم کے صفحہ ۱۲۴ تا ۱۶۳ پر آپ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔اور سالِ وفات ۱۰۷۲ھ لکھا ہے۔مترجم]

Marfat.com

خواجہ دیوانہ

آپ کا نام سید جمال الدین، سید اتا خوارزمی کی نسل میں سے تھے۔ والد کا نام شاہ خوارزم معروف بہ خواجہ پردہ پوش۔ قزلباش کی شورش کے دوران اپنے عقیدت مندوں سمیت شہید ہوئے۔

خواجہ دیوانہ نے چار ماہ تک تو دایہ کے پاس پرورش پائی، پھر خواجۂ احرار اول خواجہ کے حکم پر انہیں خاوران کے جنگل میں اس چشمہ کے پاس بھیج دیا گیا جہاں وہ گوشہ نشین تھے۔ انہوں نے ہرنی کے دودھ سے ان کی پرورش کی۔ رضاعت کی مدت پوری ہونے کے بعد گھاس بوٹیوں سے ان کی نشو ونما ہوئی۔ جب خواجہ دیوانہ بارہ سال کے ہوئے تو خواجہ بابا انتقال فرما گئے۔ ان کے بھائی سید محمد نے خواجہ احرار کے پاس منازلِ سلوک طے کی تھیں، خواجۂ احرار نے انہیں خواجہ دیوانہ کی تربیت کے لیے وہاں بھیج دیا۔ چنانچہ انہوں نے مزید چھ سال ان کی تربیت کی۔ خواجہ دیوانہ اٹھارہ سال کی عمر میں جو کچھ بنے سو بنے۔

خواجہ دیوانہ نے ساری عمر صحراؤں میں ہی گذاری، کبھی آبادی کا رخ نہ کیا۔ مگر اواخر عمر میں چند وجوہات کے باعث آبادی میں آ گئے اور معروف انام ہوئے۔

سفرِ حجاز کے ارادہ سے آپ تعلقہ گجرات کے شہر بڑودہ میں آئے، وہاں الہامِ ربانی کے تحت بندر سورت کی ولایت پر مامور ہوئے۔ ان دنوں ابھی راندھیر بندر تھا، اور وہ زمین جس میں اب آپ محوِ خواب ہیں وہ راجۂ وقت کی تھی۔ خواجہ اس باغ میں اپنی جماعت سمیت آ گئے، جس میں راجہ کا معبد تھا، اور یہ بیت حسبِ حال کہا:

مثنوی

بی امداد کشتی ھای ایں بحر
وطن داریم اندر کنج این شہر
بر این خدمت ز حق گشتیم مامور

Marfat.com

چہ خوش گفتند المأمور معذور

ترجمہ:۔''اس بحر کی کشتیوں کی امداد کے لیے شہر کے اس کونہ کے اندر ہم نے سکونت اختیار کر لی ہے۔ہم اس خدمت پر حق کی طرف سے مامور ہیں،اور کیا خوب کہا ہے کسی نے کہ مامور، معذور ہوتا ہے''۔

راجہ کو اطلاع کی گئی کہ اس طرح سے درویشوں کی ایک جماعت آ کر آپ کے عبادت خانہ میں بیٹھ گئی ہے۔راجہ آیا، اور آپ کو دیکھتے ہی معتقد ہو گیا۔اور وہ باغ، زمین سمیت آپ کو پیش کر دیا، نیز اپنے معبد کو موقوف کر دیا۔

خواجہ کی تشریف آوری کے باعث راندھیر کے لوگ بھی یہاں آنا شروع ہو گئے۔اور یہیں سکونت اختیار کرنے لگے۔ہر طرف سے سوداگر اور کاروباری لوگ بھی آنے لگے۔چنانچہ ایک نیا بندر، سورت بندر آباد ہو گیا۔اور معبد کی جگہ مسجد بن گئی۔مسجد کا حوض وہی ہے۔جو پہلے معبد کا حوض تھا۔اور کنواں بھی وہی ہے۔

آخر خواجہ ۱۳۰ سال کی عمر میں وہیں ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوئے۔اور وہیں دفن ہوئے۔

سید محمد عیدروس

آپ سید شریف ساکن حضر موت وعدن کی اولاد سے ہیں۔جو گجرات کی زمین میں قطب مختص تھے۔آپ وہاں آئے اور دوامی سکونت اختیار کر لی۔آپ خواجہ محمد دہدار فانی اور خواجہ دیوانہ کے معاصر ہیں۔صاحبِ دستگاہِ عالی تھے، اور اردگرد کے تمام لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اپنے دونوں معاصرین بزرگوں کی طرح ۱۰۱۲ھ میں ہی وصال فرمایا۔

آپ کا مزار بندر سورت میں مرجعِ اہل اللہ، اور خاصانِ خدا کے لیے زیارتِ خاص ہے۔

خواجہ محمد دہدار فانی

Marfat.com

آپ متاخرین علمائے صوفیہ میں سے ہیں، شاہ فتح اللہ سے تعلیم حاصل کی، مگر جب وہ علی عادل شاہ کی وفات کے بعد دربارِ اکبری میں چلے گئے، تو خواجہ محمد، احمد نگر جا کر برہان نظام شاہ کی خدمت میں معتبر ٹھہرے، اور مملکت کے ناظر ہوئے۔ انہیں دنوں شیخ حسن نجفی بھی احمد نگر پہنچے، خواجہ محمد ان کے معتقد ہوئے۔ ۱۸ سال ان کی خدمت میں رہے، کتابیں پڑھیں اور پھر انہیں دھرایا۔ اور آدابِ صوفیہ سیکھے۔ پھر جب نظام شاہ، مذکورہ نظام شاہ کا پوتا سلطنت نشین ہوا، اس کی وفات کے بعد آپ برہان پور چلے آئے۔ اور وہاں سے سورت بندر آ کر مقیم ہو گئے۔ اور سب کچھ ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔

خانِ خاناں آپ کا بے حد معتقد تھا۔ آپ نے ۶۹ سال عمر پائی۔ اور ۱۰۱۶ھ میں وصال ہوا۔ ''خداشناس'' سے آپ کی تاریخ نکالی گئی۔

تالیفات:

۱۔ گلشنِ راز، حاشیہ نفحات، حاشیہ فصل الخطاب، شعر خطبۃ البیان اور دیوانِ شعر وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

آپ کا بیٹا محمد تقی متخلص بہ واقف، صوفیہ کے علوم کی وراثت کے مالک اور عالم تھے۔ آپ نے پہلے عبدالرحیم خانِ خاناں کے ساتھ وقت گذارا۔ پھر شاہ جہان بادشاہ کے اوائل میں بنگالہ کی عمارت پائی۔ کچھ عرصے بعد معزول ہو گئے۔ مگر شاہی دربار میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ اشعار خوب کہتے تھے۔

مخدوم شیخ عبدالاحد

والد کا نام شیخ زین الدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمود بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین فاروقی۔ آپ شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندِ رشید و جانشین شیخ رکن الدین سے فیض یافتہ ہیں۔ انہیں سے سلسلہ قادریہ و چشتیہ کی خلافت اور اجازت پائی۔ سیر و سیاحت کے بعد کابل اور اپنے آباؤ اجداد کے قدیم وطن کی سرحد پر مقیم ہوئے۔ علومِ ظاہری و باطنی اور دعوت و ارشاد کا

Marfat.com

فریضہ انجام دینے لگے۔

آپ کے شاگردوں میں شیخ میر لاہور میں تھے۔

شیخ عبدالاحد کی نسبت طریقۂ چشتیہ میں اس طرح ہے:

آپ کی نسبت شیخ رکن الدین سے، ان کی اپنے والد شیخ عبدالقدوس سے، اور ان کی اپنے والد شیخ محمد عارف سے، ان کی اپنے والد شیخ عبدالحق احمد سے، ان کی شیخ جلال پانی پتی سے، اور ان کی شمس الدین ترک پانی پتی سے، اور ان کی علاؤالدین احمد صابر سے اور ان کی فریدالحق والدین مسعود اجودھنیؒ سے۔

نسبتِ قادری اس طرح ہے: آپ کی نسبت میر ابراہیم معین الحسنی الایرجی القادری سے، ان کی نسبت شیخ بہاءالدین شطاری الحسنی القادری سے، ان کی شیخ احمد الحلبی القادری سے، ان کی اپنے والد سید موسیٰ قادری سے، ان کی اپنے والد سید عبدالقادر سے، اور ان کی اپنے والد سید ابی صالح سے، ان کی اپنے والد سید عبدالرزاق سے، اور ان کی اپنے والد حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ سے۔

شاہدی عبدالواحد

والد کا نام ابراہیم بن قطب تھا۔ آپ عارفِ ربانی اور محرمِ حریمِ سلطانی تھے۔ آپ اصل قدیمی بلگرام کے رہنے والے تھے۔ مگر آپ کے آباؤ اجداد باری جا کر اقامت گزین ہو گئے تھے۔ آپ وہاں سے پھر بلگرام آئے اور اُسے اپنا دائمی مسکن بنایا۔ اور وہاں آپ کی اولاد کا ایک پورا محلّہ آباد ہو گیا۔ آپ کی نسبتِ ارادت سید حسین سکندر سے ملتی ہے۔ حقائق و معارف میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ نے ابنِ حاجب کی کتاب شرح کافیہ نحو کو اول سے بحث غیر متصرف تک تصوف کے معانی میں بیان کیا ہے۔

اکبر بادشاہ نے آپ کو پوری تعظیم کے ساتھ طلب کیا۔ اور رمبتی سیور غال میں مقرر کیا۔

تذکرہ نفایس المآثر کے مصنف نے آپ کو قنوج کے اکابر سادات میں شمار کیا ہے۔

Marfat.com

بلگرام قنوج سرکار کے ماتحت ہے۔

آپ کی وفات ۱۰۱۷ھ میں ہوئی۔ کسی دوست نے آپ کی تاریخ بری عجیب وغریب نکالی۔

بیت

برفت واحد صوری و معنی گفتم

ہزار و ہفدہ و شبِ جمعہ ماہِ صوم سیوم

واحدِ صوری سے مراد اُس کے انیس عدد ہیں۔ اور واحدِ معنوی سے مراد ایک عدد ہے۔ چنانچہ اگر یہ بیس عدد مصرع ثانی کے اعداد سے نکال دیے جائیں تو مطلوبہ تاریخ حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ تاریخ کی وہ قسم ہے جو الفاظ اور اعداد دونوں طرح سے صوری و معنوی اعتبار سے تاریخ ظاہر کرتی ہے۔

مولانا سبحانی

آپ اصل جرجان کے رہنے والے تھے۔ کئی سال تک آستانِ نجفِ اشرف کے جاروب کش رہے۔ اور ضریح مبارک کے ساتھ جو مسجد ہے اس میں مقیم رہے۔ کافی عمر تک کوچہ و بازار کو نہ دیکھا۔ بس ایک بوریا اور ایک اینٹ اور ایک کوزہ پر قناعت کیے رہے۔ اقسامِ اشعار میں سے صرف رباعی پر طبع آزمائی کی۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار آپ دریا کے قریب پہنچے۔ اور دریا سے پار گذرنا چاہا مگر جب پاؤں رکھا تو ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا۔ خود سے کہنے لگے کہ یہ کسی تعلق کی وجہ سے ہے۔ اور مجھے سوائے اپنے دیوانِ شعر کے کسی سے تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اُسے پانی میں پھینک دیا۔ اور خود بادِ صبا کی طرح اُس دریا سے گذر گئے۔

آپ نے ستر ہزار رباعیاں کہی ہیں۔ مگر ان میں سے بیس ہزار لوگوں کے سینوں میں موجود ہیں۔

Marfat.com

آپ کی وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی۔

شاہ اسکندر

آپ شاہ کمال کی اولاد میں سے ہیں۔جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔آپ احوال اور وجد اور خوارقِ عادات میں اپنے آباؤ اجداد کی وراثت کے وارث تھے۔

حضرت ایشان سرہندی فرماتے تھے: کہ آپ سورج کی طرف بڑی فراغت سے دیکھ سکتے تھے۔مگر شاہ اسکندر کے دل پرنور کے غلبہ کی وجہ سے نظر نہیں ٹکتی تھی۔

آپ کا وصال ۱۰۲۳ھ میں ہوا۔

شیخ مبارک

والد کا نام شیخ خضر تھا۔جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

آپ کی ولادت ۹۱۱ھ کو سندھ میں ہوئی۔آپ نے ایک سو بیس سال عمر پائی اکبر آباد میں آپ نے علومِ معقول ومنقول اور بزرگی کے ساتھ زندگی گذاری۔

آپ شیخ فیض بخاری اور شیخ عمر ٹھٹھوی کے مرید تھے۔آپ کی وفات ۱۰۳۱ھ میں ہوئی۔

معروف دانشمند شیخ ابوالفضل اور شیخ فیضی آپ کے بیٹے تھے۔

شیخ عیسیٰ سندھی

آپ کا لقب جنداللہ تھا۔آپ شیخ محمد لشکرداد کے مرید تھے۔جو کہ شیخ محمد غوث گوالیاری کے خلیفہ تھے۔

آپ کی تصانیف میں تفسیر انوارالاسرار مشہور ہے۔اور آپ کے خلفاء میں سے شیخ برہان شطاری برہان پوری معروف ہیں۔

شیخ عبدالستار

آپ کے والد کا نام شیخ عیسیٰ سندھی ہے۔اپنے والد کے جانشین تھے۔برہان پور

Marfat.com

میں آپ صاحبِ کرامات ومقاماتِ عالیہ تھے۔اور وہاں کے خاص وعام آپ کے معتقد تھے۔

شیخ عبداللہ شطاری

آپ شیخ محمد غوث گوالیاری کے خلیفہ تھے۔ رسالہ اورادِ صوفیہ آپ کی تالیفات میں سے اصحابِ دعوت کے لیے سند کی حیثیت رکھتی تھی۔

سید جلال

والد کا نام سید لِلّٰہ متعلوی ہے۔ آپ سید عبدالکریم کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ عارفِ وقت تھے۔ اور بھائی کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے۔ سید عبدالکریم سے منقول ہے: کہ بچپن میں ایک بار ہم ایک پلیٹ میں کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک کھانیوالی پلیٹ غایب ہوگئی۔ میرے بھائی اُسی وقت باہر گئے اور درختوں میں سے وہ پلیٹ اُٹھالائے۔ چند بار ایسا ہوا۔ ظاہراً وہ کوئی جن تھا۔ جو ایسے کر رہا تھا۔ وہ آپ سے آشنائی رکھتا تھا۔

سید عبدالکریم

والد کا نام لِلّٰہ، سالِ ولادت ۹۴۴ھ۔

ابتدائی زندگی آپ نے مشکل ریاضتوں میں گذاری۔ منجملہ: مسجد میں صبح اذانِ فجر دیتے، پھر لوگوں کے جمع ہونے اور جماعت کھڑی ہونے تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ پھر نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اشراق تک اسی طرح مسجد میں وظائف پڑھتے۔ پھر گھر آ کر کھانا پکانے کے لیے ایندھن فراھم کرتے۔ اور گداگری کر کے فقراء کو کھلاتے، بعد ازان زراعت کا سامان سر پر رکھ کر مال مویشی لے کے کھیتوں میں چلے جاتے، ظہر تک کھیتی باڑی میں مصروف رہتے، اور مال مویشی کو چارہ ڈال کر گھر آتے۔ چارہ مویشیوں کو ڈال کر خود نماز ظہر کی تیاری کرتے۔ اذان کہتے اور نمازِ ظہر با جماعت ادا کرتے۔ پھر کھیتوں میں جاتے، چارہ کاٹتے، مویشیوں کو پانی پلا کر چارہ ڈالتے اور واپس گھر آ جاتے، نمازِ عصر، مغرب اور عشاء گذارتے۔

Marfat.com

گھر کے کام کاج بھی ساتھ ساتھ نمٹاتے۔فقراء کے لیے گداگری کر کے کھانے کا اہتمام کرتے ۔پھر خود گاؤں ''راہوت'' کی طرف چلے جاتے ،راستے میں ہر گاؤں کی مسجد میں وضو کے لیے پانی اور طہارت کے لیے مٹی کے ڈھیلوں کا اہتمام کرتے جاتے ،اور مسافرین جو سور ہے ہوتے تھے ان کی خدمت کرتے جاتے تھے۔ وہاں سے واپس ٹھٹھہ تک تمام مساجد کا یونہی خیال اور خدمت کرتے جاتے۔ دریائے ساموی میں نہا کر مکلی کی زیارت کرتے اور ٹھٹھہ کی مساجد کی بھی بہ طریقِ مذکورہ خدمت کرتے ہوتے پیر پھتو دیبلی کی زیارت کرتے۔اور ہر گاؤں کی مسجد میں اسی طریقے سے خدمت کرتے ہوئے عین صبح صادق کے واپس پہنچتے۔اور سب سے پہلے مسجد میں جا کر اذان کہتے۔ سال ھا سال آپ کا یہی معمول رہا،مگر کسی کو خبر نہ تھی ، کہ آپ نے سال ھا سال اسی طریقے سے اپنا معمول جاری رکھا۔

بعض اوقات تہجد کی پہلی رکعت میں اس قدر روتے کہ آپ پر بے خودی کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی ، کہ صبح ہونے تک آپ اسی طرح پڑے رہتے ، یہاں تک کہ دوسری رکعت بھی ادا نہ کر پاتے۔اور تعجب سے فرماتے کہ پتا نہیں لوگ تہجد کیسے ادا کر لیتے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ کے تفصیلی احوال کتاب ''تنبیہ الغافلین'' میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

سید محمد یوسف رضوی بہکری ، مخدوم نوح اور مخدوم آدم سمیجہ ساکن موضع ''کلہ'' وغیرہ مشائخ کے ساتھ آپ کی صحبت رہی ،اور ان سے فیض یاب ہوئے۔تاہم ان میں سے مخدوم نوح سے زیادہ استفادہ کیا۔انہی کے اشارے پر آپ نے بلڑی میں دائمی اقامت اختیار کی۔اور سید ابراھیم بجارانی سے بہت نصیبہ حاصل کیا۔ان کا ذکر سید محمد یوسف رضوی کے احوال میں آئے گا۔

آخر کار آپ ۸۶ سال کی عمر میں ۱۰۳۱ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپ کی اولاد میں آپ کے آٹھ بیٹے تھے۔

۱۔سید لِلّٰہ : آپ کا نام آپ کے دادا کے نام پر رکھا گیا تھا۔آپ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

Marfat.com

۲۔ سید عبدالرحیم: میاں ابراھیم ولد مخدوم نوح کہتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے اور جوان ہوئے تو میں شکرِ الٰہی بجالایا، کہ الحمد للہ سید عبدالکریم ثانی پیدا ہو گیا۔ مگر قضائے الٰہی سے آپ اپنے والد کی زندگی میں ہی وفات پا گئے۔

۳۔ سید جلال: آپ کا نام آپ کے چچا کے نام پر تھا۔ عابد و زاہد تھے۔ ایک بار ہالہ کنڈی سے آ رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے آپ کو شہید کر دیا۔

۴۔ سید برھان: اپنے والد کی طرح صاحبِ کمالات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ بھی والد کی زندگی میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

۵۔ سید للّٰہ ثانی: آپ سالک مجذوب تھے۔ سیر و سیاحت کرتے رہے۔ والد کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہے۔

۶۔ سید دین محمد: ان کا ذکر آگے آئے گا۔

۷۔ سید محمد حسین: والد نے آپ کو ''خادم الفقراء'' کا لقب عطا کیا۔ اور خادموں سے کہا کہ جب دعا کے محتاج ہوں تو ان سے دعا کروایا کریں۔

۸۔ سید عبدلقدوس: آپ چھوٹی عمر میں ہی والد کے سامنے وفات پا گئے۔ سید عبدالکریم نے آپ کی تعریف یوں کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا خدایا مجھے کوئی ایسا بیٹا عطا فرما جس سے اللہ کی باتیں سُنوں۔ اور فرمایا: کہ جب وہ لڑکوں میں کھیلتے تو ان کو منع کر کے حلقہ باندھ کر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔

سید دین محمد

سید عبدالکریم کے بعد سید دین محمد اپنے والدِ محترم کے حسبِ تعین جانشین ہوئے اور اپنے والد کے سلسلۂ خدام اور مریدین کو اپنے والدِ محترم کی طرح نہایت احسن طریقے سے سنبھالا۔

خلفائے سید عبدالکریم:

Marfat.com

تا حال آپ کے فقراء صاحبِ دستگاہ ہیں۔ اوران کے فقیروں میں پوشیدہ وظاہر کمال موجود ہیں۔ ان میں سے درویش عبداللطیف، مخدوم ضیاء الدین دانشمندِ کامل، درویش سمہ، میاں عبدالقدوس، میاں عبداللہ، درویش ہارون اور درویش الہ ڈنہ زرگر ٹھٹھوی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جو سید عبدالکریم کی نگاہِ فیض سے فیض یاب ہیں۔ مراد نہریہ پہلے کسی اور پیر کے مرید تھے، وہ اپنے پیر کی وفات کے بعد سید عبدالکریم کی خدمت میں آئے پھر جو بنے سو بنے۔

سید دین محمد کے بعد سید عبدالدلیل، ان کے بعد سید عبدالغنی، ان کے بعد سید عبدالواسع، پھر سید محمد زمان، پھر سید مقیم شاہ اور ان کے بعد سید عبدالواسع ثانی جدِ بزرگوار کے جانشین ہوئے۔

حضرتِ ایشان مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی فاروقی

آپ کے والد کا نام شیخ عبدالاحد اول ہے۔

تحصیل علم کے بعد، سلسلۂ چشتیہ و قادریہ کی تربیت آپ نے اپنے والدِ گرامی سے پائی۔ پھر چند دیگر مشائخ کی صحبت میں رہنے کے بعد، آخر کار حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی نظر فیض اثر سے ولی کامل بنے، اور ولایت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے۔ سلسلۂ ذھبیہ نقشبندیہ کو جاری فرمایا۔ اپنے مرشد کی اجازت سے صاحبِ ارشاد بنے۔ آپ کا فیض اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں بھی جاری فرمایا۔ اور وہ تمام راہِ شریعت پر راہروانِ طریقت ہوئے۔

آپ کی ولادت ۹۷۱ھ میں اور وصال ۱۰۳۴ھ میں ہوا۔

آپ کے مریدوں اور خلفاء کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ مگر ان میں چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

<u>میر محمد نعمان برھانپوری</u>: آپ کی خلفاء میں سے صاحبِ ارشاد ہوئے۔

<u>سید جمال</u>: آنحضرت کے مریدوں میں سے ہیں۔

Marfat.com

شیخ بدیع الدین: آپ کے خلفا میں سے ہیں۔

مولانا یوسف سمرقندی: آپ کے قدیم اصحاب میں سے ہیں، اور آپ کی اولاد سے بھی فیض پایا۔

مولانا محمد امین: آپ اصل میں خواجہ دیوانہ سورتی کے مرید ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد سے مرتبۂ تکمیل پایا۔

خواجہ ماہ: خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی کے بیٹے ہیں۔

خواجہ قاسم: تلنبیہ کے۔

ملا احمد: آپ متکمل کوٹی ہیں، آپ سے شاہ حبیب الرحمٰن نے فیض پایا۔

محمد ھاشم: بن محمد القاسم النعمان البدخشانی

شیخ شاہ محمد: شیخ احمد کے بھائی ہیں۔

شیخ محمد مسعود، شیخ غلام محمد اور شیخ مودود: ان میں سے ہر ایک کاشفِ علومِ غیب، عارفِ حقایقِ اسرار تھے۔ والد کے طریقہ پر اپنے اوقاتِ بابرکات بسر کیے۔

خواجہ محمد معصوم: آپ کے نامی فرزند ہیں۔ جو آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

شیخ تاج الدین

دیارِ ہندوستان کے بزرگ زادوں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے اجلّ اصحاب میں سے ہیں۔ سنبل کے رہنے والے تھے۔ آخر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً زیارت سے مشرف ہوئے۔ شیخ احمد دحلان جو حرم کے اکابرین میں سے تھے، انہوں نے آپ سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا، آپ واپس وطن لوٹ آئے۔ پھر آپ دوبارہ حجاز کے سفر پر گئے، لیسہ اور بصرہ میں آپ کو بہت قبولیت اور شہرت ملی۔ مگر وہاں سے آپ سفرِ حج پر روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

وہاں ہی مقیم ہو گئے اور ۱۰۳۷ھ میں وصال فرمایا۔

شیخ آدم بنوری

آپ حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں سے تھے۔آپ صاحبِ جذب وسکر تھے۔ اس لیے دیگر خلفا کی طرح اپنے مرشد کے جانشین شیخ محمد معصوم کے آگے سرِ نیاز خم نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے طریقہ سے وابستہ افراد اور عقیدت منداسی لیے آپ کو بنّوری کہتے تھے۔ شاہ فقیر اللہ شکاری (جن کا ذکر آگے آئے گا) کی نسبت آپ سے تھی۔

(شیخ آدم بنوری کا انتقال ماہ شوال ۱۰۵۴ھ میں مدینہ شریف میں ہوا اور وہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزارِ اقدس سے تھوڑے فاصلہ پر آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو: خزینۃ الاصفیاء:ص۶۳۰)

شیخ میر محمد المشہور بہ میاں میر

والد کا نام قاضی سائیں ڈنہ سیوستانی ہے۔آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے۔اور اولیاء کے پیشوا تھے۔

آپ کے والد، والدہ اور ہمشیرہ سب صاحبِ حال اور صاحبِ کشف وکرامات تھے۔ آپ نے ساٹھ (۶۰) سال لاہور میں قیام فرمایا۔شیخ خضر قادری کے مرید ہوئے،لوگوں کی کثیر تعداد آپ کی مرید ہوئی۔چنانچہ داراشکوہ بھی آپ کا مرید تھا۔

میاں میر نے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۰۴۵ھ میں وصال فرمایا۔آپ کی قبر ہاشم پور میں ہے۔

[صاحبِ خزینۃ الاصفیاء نے بحوالہ سفینۃ الاولیاء آپ کا سالِ ولادت ۹۵۷ھ لکھا ہے۔اور تاریخِ وفات بروز سہ شنبہ بعد نمازِ ظہر بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ بعہد نواب وزیر خان مغل در لاہور لکھی ہے، دیکھیے خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۱۵۹۔آپ کا مزار لاہور میں مرجعِ خلایق ہے، پتہ نہیں قانع نے کیسے آپ کا مزار ہاشم

Marfat.com

پور میں لکھا ہے۔(مترجم)]

شیخ بلاول لاہوری

آپ شیخ شمس (الدین قادری لاہوری مریدِ شیخ ابواسحاق لاہوری) کے مرید تھے۔ صاحبِ کرامات اور ظاہر نشاناتِ ولایت کے مالک تھے۔آپ کا وصال ۱۰۴۶ھ میں ہوا۔

[مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: خزینۃ الاصفیا ج: یکم،ص ۱۶۱]

شیخ عبدالحق [محدث دہلوی]

والد کا نام سیف الدین دہلوی، تخلص صفی تھا۔آپ شیخ عبدالوہاب متقی کی صحبت میں پہنچے۔راہِ سلوک میں معالمِ غیب سے واقف تھے۔

آپ نے ۱۰۲ سال کی عمر میں ۱۰۵۱ھ میں وصال پایا۔ مادۂ تاریخ ''بہشت مرقد'' ہے۔آپ کے بیٹے نورالحق آپ کے جانشین ہوئے۔ان کا ذکر آگے آئے گا۔

سید محمد قاسم مشہدی

آپ سید احمد مشہدی کی اولاد میں سے ہیں۔بچپن میں ہی سید عبدالکریم کی نگاہ سے فیض یاب ہوئے۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار سید عبدالکریم ٹھٹھہ تشریف لائے۔اور محلّہ سادات مشہدی کے متصل مسجدِ خسرو میں تشریف فرما ہوئے۔جب آپ مغلواڑہ کے قریب آئے تو سید قاسم اپنی تختی ہاتھ میں لیے لوگوں کا ہجوم دیکھ کر مسجد میں آ گئے۔اور سید عبدالکریم کے قریب آ کر نظارہ دیکھنے لگے۔سید موصوف نے پوچھا کہ یہ بچہ کس کا ہے۔لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں خاندان کا سید زادہ ہے۔آپ نے نگاہِ لطف سے اُسے دیکھا اور دعا دی۔

سید محمد یوسفؒ کی اولاد سے سید محمد جعفر مہدوی، سید عبدالکریم کے سلسلۂ خدام سے تعلق رکھتے تھے۔اور ٹھٹھہ سے زواری کے لیے جانے والوں کو اکٹھا کرنا ان کے ذمہ تھا۔آپ

Marfat.com

کے والد کی وفات کے بعد دادا سید محمد یوسف کی سجادگی ان کے حصے میں آئی۔آپ نے اس عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔لیکن سید دین محمد ولد سید عبدالکریم نے وہ خدمت سید محمد قاسم کے حوالے فرمائی۔تو اس سے سید عبدالکریم کی اس توجہ کا اثر ظاہر ہوا۔جو انہوں نے ان پر چھوٹی عمر میں کی تھی۔

سید قاسم اولیاء اللہ کے محامد اور مشائخ کے اوصاف سے متصف ہوئے۔اور ٹھٹھہ میں آپ کے پاس لوگوں کا بہت اجتماع ہونے لگا۔آپ کا وصال ۱۰۵۴ھ میں ہوا۔آپ کی تاریخ ''فی جنة عالية'' سے نکالی گئی۔

سید ابوالمکارم

آپ سید احمد مشہدی کی اولاد میں سے ہیں۔اور فوق الذکر سید محمد قاسم کے بھائی ہیں۔

علم میں یگانۂ روزگار تھے۔جس وقت سید علی ولد سید شرف الدین اولادِ حضرت غوث الثقلین ٹھٹھہ تشریف لائے تو انہیں علمِ باطن حاصل کرنے کا شوق غالب تھا۔آپ سید موصوف کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔اور صاحبِ اجازت وارشاد ہوئے۔اور ایک دنیا آپ کی مرید ہو گئی

جہانگیر بادشاہ نے جب سید کی بزرگی کا شہرہ سنا تو آپ کے مددِ معاش کے لیے وظیفہ مقرر کیا۔خسرو خان چرکس نے جامع مسجد کی تولیت آپ کے ذمہ لگا دی۔بالآخر یہ صاحبِ مکارم واخلاق سفرِ آخرت کو روانہ ہو گیا۔

آپ کا وصال ۱۰۶۶ھ میں ہوا۔مادۂ تاریخ ''ستونِ دینِ افتاد'' ہے۔

شیخ نورالحق مشرقی

آپ اپنے والدِ محترم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فیض یافتہ اور جانشین تھے۔آپ کی نسبتِ ارادت سلسلۂ قادریہ سے تھی۔

Marfat.com

عالمگیر بادشاہ نے آپ کی زیارت کا ارادہ کیا۔آپ اسی ۸۰ سال سے زائد عمر میں برہان پور میں ۱۰۶۸ھ میں فوت ہوئے۔

[شیخ نورالحق کا سالِ ولادت ۹۸۳ھ اور سال وفات ۱۰۷۳ھ ہے۔عمر ۹۰ سال تھی۔
ملاحظہ ہو حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص:۲۶۱]

شیخ پیر محمد

آپ شیخ عبداللہ زندہ پوش کے مرید تھے۔اور کوہ لبنان کے رہنے والوں میں سے تھے۔آپ کی نسبتِ ارادت سلسلہ چشتیہ سے تھی۔شیخ پیر محمد نے اس سلسلے میں بہت ترقی کی اور بے شمار لوگوں کو اپنے مرشد کا فیض پہنچایا۔

آپ کا وصال برہان پور میں ۱۰۸۵ھ میں ہوا۔مادۂ تاریخ ''بخدا پیوست'' ہے۔

خواجہ معصوم سرہندی نقشبندی

آپ حضرت خواجہ احمد سرہندی عرف مجدد الف ثانیؒ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔آپ کے والد کا حضرت ایشان اول اور انہیں حضرت ایشان ثانی کہا جاتا ہے۔یہ لقب انہیں سید قطب نے برسبیلِ عظیم اشارہ عطا فرمایا۔آپ نے ایک دنیا کو طریقۂ نقشبندیہ کا فیض پہنچایا۔اور اپنے والدِ بزرگوار کی طرح دیگر طریقوں میں بھی مجاز و ماذون تھے۔مثلاً قادریہ، چشتیہ اور مداریہ وغیرہ۔
آپ کا وصال ۱۰۹۹ھ میں ہوا۔

آپ کے مرید بے شمار ہیں۔اور اکثر علاقوں میں آپ کے خلفاء موجود ہیں۔ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

<u>خلفاء خواجہ معصوم سرہندی نقشبندی:</u>

سید ابوالخیر شاہ آبادی، شیخ علیم جلال آبادی، شیخ بایزید سہارن پوری، شیخ منصور جالندھری، محمد صدیق نشوری، شیخ ابوالفضل کشمیری، حاجی محمد عاشور جامع جلد ثالث مکاتیب حضرت ایشان، محمد مؤمن گیلانی، حافظ ابوالقاسم بن محمد مرادلاہوری، محمد بن محمد طیب الجاہد للعامری

Marfat.com

التہامی، مولانا محمد امین جامع آبادی، حاجی خطیب حصاری، قاضی عارف کشمیری، ملا مشتاق بہرنی ، شیخ درویش جلندری ، ملا قاسم روپری ، خواجہ محمد صدیق بخاری ، مخدوم آدم بنوری ، میاں گہر محمد ٹھٹھوی۔

شاہ خوب

آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں سے تھے ۔اور گجرات کے بزرگ اولیا میں سے تھے۔ گجراتی زبان میں آپ کا منظوم کلام جمع ہے۔جس کا نام رسالہ ''خوب ترنگ'' ہے۔اور اس کا فارسی ترجمہ بنام ''امواجِ خوبی'' ہے۔سالکانِ حق کے لیے عجیب کتاب ہے، جو موحدان (اہل توحید) کے قواعد وضوابط کے لیے معرفت کے ساز کا کام دیتی ہے۔ بہت سے مخفی اسرار اس کتاب میں واضح عبارت سے منکشف کیے ہیں ۔اس علاقے کے صوفیہ کرام، مثنوی مولانا روم کی طرح اس کتاب کا درس دیتے ہیں ۔اور اس سے منزل کا راستہ معلوم کرتے ہیں ۔

سنا ہے کہ آپ کا وصال شاہجہان بادشاہ کے عہد میں ہوا۔آپ کا مزار شہر احمد آباد گجرات کے چوک میں زیارت گاہِ عالمیان ہے۔

شیخ برھان

بنگال کے رہنے والے تھے ۔ درویش زندہ پوش تھے۔ راتوں کے جاگنے والے اور خوفِ خدا سے آہ وبکا کرنے والے تھے۔معروف مشائخ عظام میں عالی مقام تھے۔شیخ عبدالاحد نے آپ کو دیکھا تو بہت معتقد ہوئے۔

شیخ عبدالغنی

اہل اللہ جیسی سیرت اور عظیم اولیاء جیسے صاحبِ وجد تھے۔ دنیا کے لوازمات سے بے نیاز تھے۔سربسر صاحبِ کشف تھے۔اور سرتاپا صاحب معنی تھے۔سول تپہ کے رہنے والے معمر بزرگ تھے۔شیخ عبداللہ سرھندی آپ کے بہت نیاز مند تھے۔

Marfat.com

خواجہ حسام الدین احمد

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلص اصحاب میں سے تھے۔ والد کا نام قاضی نظام الدین بدخشانی تھا۔ مولانا سعید ترکمانی کے اجل شاگردوں میں سے تھے۔ مولانا المدقق احمد جنید کے بھی شاگرد تھے۔ قاضی مذکور اواخرِ حال زمرۂ امراء سے منسلک ہو گئے تھے۔ جب وہ وصال فرما گئے تو آپ (خواجہ حسام الدین احمد) کچھ عرصہ تو امیرانہ زندگی گذارتے رہے۔ مگر آخر کار حضرت ابراہیم ادھم کی طرح مال و دولت اور جاہ و حشم چھوڑ کر بوری کا لباس پہننے لگے۔

اکبری دربار کے ابوالفضل آپ کے داماد تھے، انہوں نے آپ کو دنیاوی لباس پہننے اور دنیاوی زندگی میں دوبارہ واپس لانے کی بہت کوشش کی۔ مگر آپ ایذا کو خاطر میں نہ لائے۔ خواجہ باقی باللہ کے وصال کے بعد ان کے بیٹوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور خانقاہ و درگاہ کی خدمت بھی اپنے ذمہ لے لی۔

شیخ الٰہ داد

آپ خواجہ باقی باللہ کے مرید، اور ان سے خلافت و اجازت یافتہ تھے۔ طلبہ کی رشد و ہدایت پر مامور تھے۔

شیخ یعقوب کشمیری

آپ شیخ حسین خوارزمی کے بزرگ خلفاء میں سے ہیں۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ آپ کی صحبت میں رہے اور فیض پایا۔

مخدوم صدہولا نگاہ

آپ کا نام صدر الدین عرف مخدوم صدہو ہے۔ آپ گاؤں نصریہ تعلقہ پرگنہ بٹھورہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے عہد کے عظیم بزرگ اور اجل مشائخ میں سے تھے۔

آپ اس قدر متوکل تھے کہ رات کو سونے سے پہلے کوئی چیز مثلاً نقدی یا جنس یا کھانے

Marfat.com

پینے کی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھتے۔حتیٰ کہ مٹکوں سے پانی بھی ختم کر دیتے۔اور فرماتے تھے۔
''یومٌ جدیدٌ رِزقٌ جَدِیْدٌ''۔

آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔بالخصوص سید عبدالکریم کی اولاد سادات متعلوی آپ کے ارادت مند ہیں۔اور آپ کے مزار کی زیارت کو آتے ہیں۔

ملا آجب

آپ مخدوم صدہو کے بیٹے ہیں۔اپنے باپ کے بعد ان کے سجادہ نشین ہوئے۔اہلِ معنی پر آپ کے اوصافِ گرامی ظاہر ہیں۔آپ نے شیخیت کو پسند نہ فرمایا۔یہی وجہ تھی کہ وہ جو کچھ تھے وہ بظاہر نظر نہ آتے تھے۔

ایک دن آپ گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔اور نمازِ عصر کے وقت دریا کے کنارے پہنچے۔ملاح کشتی کو دوسری طرف لے جا چکا تھا۔فقیر نے بہت آوازیں دیں مگر ملاح نے کہا کہ کشتی کل ہی اُس کنارے پہ آئے گی۔آپ کے خادم نے عرض کیا کہ سردی کا موسم ہے گاؤں واپس چلے جاتے ہیں۔صبح یہاں دوبارہ آ کر کشتی پہ سوار ہو کے دریا عبور کر لیں گے۔آپ نے فرمایا: کہ نہیں ہم یہیں پہ رات گذاریں گے۔جب تھوڑی رات گذری تو اللہ کی قدرت سے دریا چھوٹی سی نہر کی مانند ہو گیا۔اور آپ کے خادم نے آپ کو آواز دی کے اے شیخ! اگر دریا عبور کرنے کا ارادہ ہے تو یہ راستہ ہے۔آپ نے قبول نہ فرمایا۔پھر بار بار آواز آئی مگر آپ نے ہرگز قبول نہ کیا۔تا آنکہ اگلے دن صبح کشتی اس طرف آئی تو آپ اس پہ سوار ہو کے دریا سے گذرے۔

آپ کے بیٹے کا نام شہاب الدین ہے۔آپ خداشناس، طریقت اساس شاہ عنایت اللہ صوفی کے پردادا ہیں۔جن کا ذکر آگے آئے گا۔

شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری

آپ شیخ فرید کہروال کے مرید ہیں۔اور آپ کا سلسلۂ ارادت شیخ محمد غوث گوالیاری

Marfat.com

سے جاملتا ہے۔ عالمگیر بادشاہ آپ سے ارادت رکھتا تھا۔ اور آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔

خواجہ شہاب الدین

آپ خواجہ کمال الدین ہروی کے بیٹے ہیں۔ جو خواجہ احرار قدس سرہ کی اولاد سے تھے۔

کہتے ہیں: جب ہمایوں بادشاہ افغانیوں کی شورش کے باعث شاہ ایران کے پاس گیا تو راستے میں دعا کے لیے خواجہ کمال الدین کے پاس بھی حاضر ہوا۔ جب اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو اسے خواجہ کمال الدین کے احوال معلوم ہوئے تو اس نے آپ سے ملنے کی خاطر آپ کو اپنے دربار میں بلایا۔ مگر آپ نے اپنے بڑھاپے کا عذر کرتے ہوئے اپنے بیٹے خواجہ شہاب الدین کو بھیجا۔ اکبر بادشاہ نے انہیں بڑی شفقت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور احترام کیا۔ اور انعام و اکرام سے سرفراز کر کے رخصت فرمایا۔ اور خواجہ شہاب الدین واپس اپنے والد کے پاس چلے آئے۔

کچھ عرصہ قبل میر محمد حسین گیلانی (جو کہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے) نے اپنی بیٹی کی نسبت حضرت خواجہ شہاب الدین سے کر دی تھی۔ مگر اپنی قسمت کے باعث شاہ بیگ ارغون کے ہمراہ قندھار سے ٹھٹھہ آ گئے۔ اور یہیں پہ ہمیشہ کے لیے سکونت پذیر ہو گئے۔ خواجہ شہاب الدین اپنے والد کی طرف سے جب اپنی شادی پر مامور ہوئے تو انہیں بھی ٹھٹھہ آنا پڑا۔ یہاں آ کر انہوں نے اپنی منگیتر سے شادی کی۔ اور باقی عمر ٹھٹھہ میں ہی گذاری۔

آپ عظیم اہلِ کمال میں سے تھے۔ حقیقت کے آشنا اور صاحبِ علم و حلم و عمل ہو کر زندگی گذاری۔ اور جب اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے تو اپنی اولاد کو یہیں چھوڑ دیا۔

سید ساجن

آپ کا لقب سوای متعلوی ہے۔ آپ مخدوم نوح کے مریدوں میں سے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بزرگ مشائخ کے زمرہ سے ہیں۔ آپ کی درگاہ کوچہ میں معروف ہے۔

Marfat.com

سید پنی لدہ

آپ سید ساجن کی اولاد سے ہیں۔راہِ خدا میں اس طرح زندگی گذاری، اور قدرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ میں ایسا استغراق تھا کہ جنگل کے وحشی جانور اور پرندے آپ سے بدکتے نہیں تھے۔جنگل کے شیر اور بھیڑیے وغیرہ آپ کی مجاورت کرتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ ایک روز آپ دریا کے کنارے پر جارہے تھے، کہ مینڈک وغیرہ آپ کے قدموں سے دور بھاگنے لگے۔آپ نے فرمایا: کہ یہ ابھی مجھ میں کسی غیر کو دیکھتے ہیں۔چنانچہ وہاں ایک دن اور رات بیٹھے گریہ وزاری کرتے رہے۔تآنکہ دریای مخلوق دریا سے نکل کر ان سے الفت کرنے لگی۔

آپ کے بیٹوں نے بہت چاہا کہ ان کے مزار پر گنبد بنائیں۔لیکن اجازت نہ ملی۔

سید ابراہیم

آپ اعجوبۂ اہلِ کمال تھے۔اور نادر اربابِ حال میں سے تھے۔آپ گودڑی پوش صاحبِ قدرت فقیر تھے۔مکلی میں قلعہ کلاں کوٹ کے نیچے جو غار ہے اس میں چھپ کر بیٹھتے۔ اور اپنی عمرِ عزیز کو خدا تبارک وتعالیٰ کی یاد میں مصروف رکھتے۔جنات کا گروہ آپ کے زیرِ فرمان تھا۔اور آپ خود بھی خود کو کئی رنگوں میں ظاہر فرماتے۔کبھی نہاں، اور کبھی عیاں، مگر مختلف صورتوں میں نظر آتے۔اس وجہ سے عوام الناس میں آپ سید ابراہیم ''جن'' کے نام سے معروف تھے۔

آپ جب فوت ہوئے تو اسی قلعہ کلاں کوٹ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے۔اور آپ کا مزار اہلِ راز کے لیے زیارت گاہ ہے۔

سید رحمت اللہ بخاری

سید رحمت اللہ بخاری ولد سید طیب بن سید محمود جو کہ ارغون عہد میں گجرات سے ٹھٹھہ آئے۔

Marfat.com

کہتے ہیں: کہ ایک روز چھوٹی عمر میں آپ اپنے والد کے ہمراہ جامع فرخ میں آئے۔ جس کی امامت وخطابت اُن سے متعلق تھی۔ وہاں تشریف فرما تھے کہ سید ابراہیم موصوف وہاں پہنچے۔ اور سید طیب سے کہا کہ یہ بیٹا بنامِ خدا عزوجل مجھے دے دے۔ سید طیب نے سید ابراہیم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اُس چھوٹی صورت کو اُس بڑے بزرگ کے سپرد کر دیا۔ اور وہ سیدزادہ کو اپنے مسکن پر لے آئے۔ اور ان کی خود تربیت کی۔

سید ابراہیم کی رحلت کے بعد سید رحمت اللہ صاحبِ کرامت اور معرفت میں کامل ہو کر اپنے والدین کے پاس آئے اور باقی زندگی اُن کے ساتھ گذاری۔

سید جلال ثانی انجوی

آپ اپنے آباؤ اجداد کی ولایت کی وراثت اور پنے والد مغفور کے قائم مقام اور جانشین تھے۔ مریدوں کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ مرزا صالح ترخان ولد مرزا عیسیٰ ترخان نے اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دی۔ مرزا صالح کے بھائی مرزا باقی کو جب اکبر بادشاہ کے حضور بلایا گیا تو وہ اپنے ہمراہ اس بیٹی کو بھی لے گیا۔

مرزا صالح کی بیٹی سے سید جلال کے ہاں سید میر محمد نام کا بیٹا پیدا ہوا جو باپ کے بعد اُن کا جانشین ہوا۔

کہتے ہیں: کہ سید جلال نے لوہے کی ایک کمان بیٹوں کے آگے پھینکی اور کہا کہ تم میں سے جو کوئی یہ کمان کھینچے گا وہی پہاڑ کی قوم کی مہمات سر کرے گا۔ آپ کے دوسرے بیٹے سید فضل اللہ نے وہ کمان کھینچ لی۔ چنانچہ مردم کوہی یعنی نہمر دیہ وغیرہ ان سے وابستہ ہو گئے۔ ان کا بیٹا میر علی اصغر باپ کا قائم مقام ہوا۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

برکیہ لنگ

آپ قلندر مشرب اور صاحبِ دستگاہ فقیر تھے۔ ترخانیہ عہد میں مکلی کے دامن میں

Marfat.com

ڈیرہ لگایا۔ سمہ بادشاہوں کے بنائے ہوئے سہہ لنگ کے محلات کو منہدم کیا، اور ان پتھروں سے ایک مینار بنایا۔ جو اتنا بلند تھا کہ جب رات کو اس پر چراغ جلاتے تو اس کی روشنی سمندر تک جاتی ۔اور سمندر کی کشتیاں اس روشنی کو نشان بنا کر بندرگاہ پہ لائی جاتی ہیں ۔ سوداگر حضرات اس وجہ سے وہاں اپنی نذر پیش کرتے ۔اور مخلوق کا ایک ہجوم فقیر کی زیارت کے لیے دور دور سے اُمڈ آتا۔ لیکن جو کوئی بھی آپ کے پاس جاتا خواہ وہ وضع دار ہوتا اور خواہ شریف وہ اسے مٹی اور چونا کے کام میں لگا دیتے۔

کہتے ہیں: سید علی انجوی ایک روز آپ کے پاس گئے تو آپ کو چونا کے کام سے منع فرمایا۔ مخدوم نوح نے جب یہ سنا تو انہوں نے اس کی ہلاکت کی دعا کی ۔پس تھوڑے عرصے کے بعد مرزا باقی اُن کی جان کا دشمن ہو گیا۔ اور قتل کرا دیا۔

خلفیہ عبدالوہاب

آپ سندھ میں حضرت شیخ بہاء الدین ملتانی کے خلیفہ تھے ۔آپ عباسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔اپنے اعلیٰ اوصاف و کردار اور کرامات کے باعث لوگوں میں بہت مقبول تھے، اور عوام الناس ان کے معتقد تھے۔

مرزا باقی جو ایسے لوگوں کو ناحق قتل کرتا تھا، اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ میرے حریف نہ بن جائیں ۔جب اس نے آپ کے پاس مخلوق کا ہجوم دیکھا، تو باوجود اس کے کہ اس کے اسلاف خلیفہ صاحب کے عقیدت مند تھے، اس نے محمد خلیل مہر داد سے کہا کہ عید کے دن جب آپ عید گاہ سے واپس آئیں تو راستے میں انہیں قتل کر دینا۔ چنانچہ منصوبہ کے تحت انہیں شہید کر دیا گیا۔ جب آپ کے بیٹے محمد صادق کو علم ہوا تو اس نے تلوار سے اس کی ناک کاٹ دی، اور بھاگ گیا۔ آپ کا دوسرا بیٹا (محمد ہاشم) گھوڑا دوڑا کر دریا میں غائب ہو گیا۔

میر محمد یوسف مہدوی رضوی

Marfat.com

آپ سید جادم المعروف سید جادہ کے بیٹے اور سید حسن کے پوتے تھے، جو سید مکی بھکری کی اولاد سے تھے۔آپ سید مبارک شاہ سے فیض یافتہ تھے،اورانہوں نے سید محمد جونپوری کے اجل خلیفہ شیخ دانیال سے تربیت پائی تھی۔

میر محمد یوسف، سکھر میں اپنے بھائیوں اور رضوی خاندان برادری کو چھوڑ کر عمدہ مشائخ کی زیارت کے لیے چل نکلے، کوہستان گذرتے ہوئے، سمندر کے کنارے آپ پہنچے، کچھ عرصہ گوشہ نشین رہنے کے بعد، ٹھٹھہ کے قریب مکلی میں آ گئے ۔ اور جہاں میراں محمد مہدی بیٹھا کرتے تھے، وہاں ڈیرا لگایا۔ وہیں آخر میں ان کا مدفن بھی بنا۔

آپ وہاں یادِ خدا میں مشغول رہے، کچھ عرصہ کے بعد عباسی قاضیوں کے ہاں شادی کر لی، جو اس وقت کا معروف خاندان تھا۔اور پھر باقی زندگی یہیں قیام کیا۔

سید عبدالکریم سے روایت ہے: کہ ایک فقیر جس کا نام سید ابراہیم بخاری تھا، وہ ہمارے گاؤں میں آیا، اسے صاحبِ کرامت دیکھ کر میں اس کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ایک دن اس فقیر نے سندھ کے معروف زندہ بزرگوں کے بارے میں پوچھا، تو مجھے جو کچھ کسی کے بارے میں جتنا معلوم تھا ان کے نام اور حالات بتائے۔سن کر کہنے لگا کہ ان سب میں سے ''سید یوسف'' مردِ بزرگ ہے۔اور عزیزِ مصر معلوم ہوتا ہے۔ چند روز بعد مسجد میں وہ فقیر غائب ہو گیا۔ ہر چند تلاش کی مگر نہ مل سکا۔اس روز مجھے یاد آیا، شاید سید محمد یوسف کی زیارت کو گیا ہو۔ میں بھی اسی وقت اُدھر چل پڑا۔ جب مکلی پہنچا، تو دیکھا کہ فقیر وہاں سید کی خدمت میں مؤدب بیٹھا محظوظ ہو رہا ہے۔اس وقت وہ فقیر سر اور پا برہنہ تھا۔سید نے اسے ایک جوڑا جوتے عنایت کیے ۔درویش نے مجھے کہا کہ اس نعلین سے میرے لیے کلاہ بنوا دے۔ میں گیا اور کلاہ بنوا کے لے آیا ۔فقیر نے وہ پہنا اور چل پڑا۔ میں بھی پیچھے چل پڑا، وہ کشتی پر سوار ہو کر ساحل سے سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں نے التماس کی کہ مجھے بھی ساتھ لے چلو۔مگر وہ نہ مانا۔ پھر میں نے دعا کی درخواست کی، تو فرمایا: کہ عنقریب سندھ میں تمہارا نام روشن ہو گا۔

Marfat.com

بہر حال سید کے مقامات بہت بلند ہیں اور شمار سے بار ہیں۔

جب سید کا وصال ہوا، تو آپ کے بیٹے سید ابراہیم جانشین ہوئے۔ جو خود بھی صاحبِ ولایت تھے۔

سید عبدالرزاق

آپ سید محمد یوسف کے بھائی ہیں، جن کا شمار کاملوں کے زمرہ میں آتا ہے۔ آپ کا مزار بھی مکلی میں ہے۔ لیکن یہاں آنے کے اسباب اور دیگر احوال کے بارے میں علم نہیں ہوسکا۔

سید اسحاق

آپ پیر پردیسی کے نام سے معروف ہیں۔ والد کا نام میر کمال الدین ابن میر جادم ہے۔ وقت کے کاملین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

سید محمد یوسف نے آپ کو سکھر سے بلایا، اور اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کیا۔ آپ کی اولاد یادگار ہے۔

سید جعفر

آپ کے والد کا نام سید ابراھیم بن سید محمد یوسف مہدوی ہے۔ آپ عمدہ صفات کے حامل تھے، اور اپنے آباؤ اجداد کے جانشین تھے۔

کہتے ہیں: کہ بوڑھی بیوہ عورت اپنی تین بیٹیوں کی شادی کے لیے پریشان تھی، کیونکہ اس کے پاس شادیوں کے اخراجات نہ تھے۔ وہ ایک مدت تک سید جعفر کی خدمت میں رہی۔ ایک روز اس نے آپ سے استدعا کی، کہ بچیوں کی شادی کے لیے اخراجات مہیا فرمادیں۔ آپ نے مہربان ہوکر کچھ لکھ کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور فرمایا: کہ پیر دادن کی زمین کے قریب چلی جا، وہاں تمہیں ایک شہر آباد نظر آئے گا۔ جو چیز بھی آپ کو شادی کے لیے درکار ہے، وہ وہاں موجود ہوگی، وہاں یہ پرچی دکھا کر لے لینا۔ مگر ایک بار ہی اپنی ضرورت کی ہر چیز لے لینا،

Marfat.com

دوسری بار لینے کی توقع نہ رکھنا۔ وہ بیوہ حسب الارشاد اپنے بیٹے کو لے کر گئی، تو جو کچھ درکار تھا، لباس، زیور، کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ سب وہاں سے لے لیں۔ مگر لالچ اور ہوسِ نفس کی خاطر دوبارہ پھر لینے گئی۔ تو اسے وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی۔

آدم شاہ کلہوڑا

آپ کے والد کا نام میاں کجن، بن میاں صاحب بن میاں خان، بن میاں طاہر، بن میاں رانہ بن میاں شاہ محمد بن میاں ابراہیم بن میاں محمد بن میاں چنیہ۔

آپ کا تعلق عباسی نسل سے ہے۔ نسبتِ طریقت دو واسطوں سے میراں محمد مہدی جونپوری سے قائم کی۔ ایک شیخ الیاس اور دوسری شیخ ابوبکر جتوئی کے ذریعہ۔ ان کا ذکر آچکا ہے۔ بہت ریاضتیں کیں۔ اور مخفی راز کی طرح زندگی گذاری۔

ایک بار چانڈوکہ کی زمین میں ایک گاؤں کی بیوہ عورت کا بیٹا فوت ہو گیا۔ وہ عورت روتی پیٹتی رہی۔ اور ساری رات نالہ زاری کرتی رہی۔ آپ ان کے پڑوس میں یہ سب کچھ سنتے رہے۔ اور آپ کے دل نے ایسا جوش مارا کہ صبح اُس بیوہ سے کہا کہ تمہارا بیٹا فوت نہیں ہوا۔ بلکہ سکتہ میں آ گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں اسے افاقہ ہو جائے گا۔ وہ بیوہ عورت جو اپنے بیٹے کی تجہیز و تکفین کی فکر کر رہی تھی۔ درویش کی بات سن کر حیران رہ گئی۔ اور جب بیٹے کو دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کی نبض چل رہی ہے۔ اور وہ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اگرچہ آپ نے خود کو ہمیشہ پوشیدہ رکھا، اور یہ بات بھی لباس حکمت میں پوشیدہ کر کے بتائی، مگر لوگوں میں ان کی یہ کرامت ظاہر ہو گئی۔ اور ان کی بزرگی کا شہرہ تمام دنیا میں پھیل گیا۔

کھبڑ نام ابڑو قوم سے تعلق رکھنے والا موضع ڈبی سے چلا اور اپنے زیرِ اثر لوگوں سمیت آپ کا مرید ہو گیا۔ انہیں دنوں ٹھٹھہ اور مرزا جانی بیگ کی تسخیر کیلئے خان خاناں جنگ پہ نکلا ہوا تھا۔ مگر یہ مہم اس کے لیے بڑی مشکل ثابت ہو رہی تھی۔ جہاں جاتا وہاں کے اولیاء اللہ سے دعا کراتا اور مدد طلب کرتا۔ چنانچہ اسی ضمن میں وہ آدم شاہ کلہوڑا کے پاس بھی مددِ دعا کے لیے حاضر ہوا۔

Marfat.com

چنانچہ جب فتح یاب ہوا تو واپس جاتے ہوئے آپ کے پاس آیا۔تو آدم شاہ نے کھبڑ ابڑو کی خواہش کے مطابق چانڈوکہ کی زمین جوقوم چانڈیہ کے پاس تھی وہ لے کر اُسے دی۔

شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی اولاد لال عیسن سے تلہا میں محققانہ ملاقات کی۔وقت کے ساتھ ساتھ آپ کے مریدین کا حلقہ وسیع ہوگیا۔تو انہوں نے زمینوں پہ قبضہ کرنے کی کوشش کی۔مگر یہ بات جاگیرداروں کو اچھی نہ لگی۔انہوں نے حاکمِ ملتان سے شکایت کی تو اُس نے آپ کو پہلے قید کیا اور پھر شہید کرادیا۔

آقا شاہ محمد جو حاکمِ ملتان کا کوتوال تھا اس نے قید کے ایام میں آپ سے بہت فیض پایا۔اُس نے آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ خاکی کو سکھر پہنچایا۔اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر آپ کو سپردِ خاک کیا۔وہاں سے وہ آپ کے مسکن پہ پہنچا اور آپ کے بیٹوں ابراہیم اور داؤد کو جو ابھی بہت چھوٹے تھے اور اپنے تابعین کے ساتھ منتشر ہو چکے تھے، سب کو جمع کر کے خود جانشین ہوگیا۔وہ اصل قوم بلوچ کھیری سے تعلق رکھتا تھا۔اور درۂ سیوی کے نزدیک چترہار کا رہنے والا تھا۔

جب وہ فوت ہوا تو داؤد ولد آدم شاہ کا بیٹا میاں الیاس جانشین ہوا۔

میاں الیاس

آپ داؤد ولد آدم شاہ کے بیٹے ہیں۔جو اپنے آباؤ اجداد کی مسندِ ولایت کے وارث ہوئے۔اور مریدوں کی جماعت میں اضافے کے لیے کوشاں رہے۔

آپ کا مدفن موضع ڈہری میں ہے۔جو [موضع ہٹڑی اور لاڑکانہ کے درمیان واقع ہے]

شاہ علی

آپ شاہل محمد کے نام سے معروف تھے۔اور اپنے بھائی میاں الیاس کے بعد مسند نشین ہوئے۔

Marfat.com

نصیر محمد

آپ میاں الیاس کے بیٹے تھے۔ اور ۱۰۶۰ھ میں اپنے آباء کے جانشین ہوئے۔ رشد و ہدایت کا کام اپنے اسلاف سے زیادہ بڑھ کر کیا۔ اور خاندان کا خاتمۂ ولایت آپ پر ہوا۔ اور آپ کے بعد آپ کی اولاد میں دنیاوی اقتدار کا دور شروع ہوا جو رفتہ رفتہ ٹھٹھہ اور سندھ کی حکمرانی تک جا پہنچا۔

[یہ وہی میاں نصیر سندھی ہے جس کی حضرت نوشہ گنج بخشؒ سے خط و کتابت رہی۔ مترجم]

درویش احمد رونجھو

اپلان گوٹھ کے رہنے والے تھے۔ سید عبدالکریم کے ہم عصر تھے۔ اپنے وقت کے نامور درویش ہوئے ہیں۔

قاضی حسن

آپ کامل دانشمند اور صاحبِ ذوق و حال تھے۔ اور بہت سے اہل کمال آپ کے معتقد تھے۔ اور آپ سید عبدالکریم کے معاصر تھے۔ اور موضع ہڑی میں فوت ہوئے۔

درویش جونہ

آپ صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ سید عبدالکریم کے معاصر تھے۔ موضع دُبی تعلقہ بھورو کے رہنے والے تھے۔

درویش حسین سہار

آپ صاحبانِ حریت مردوں میں سے تھے۔ اور سید عبدالکریم کے ہم عصر تھے۔

سید بایزید بخاری

اربابِ عرفان میں سے ایک بزرگ تھے۔ واصلِ راہِ رحمان تھے۔ اور زندگی ہدایت

Marfat.com

وارشاد کی دعوت دیتے ہوئے گذاری۔ پیر آسات کے قریب آپ کا مزار حق آشنا لوگوں کے لیے مرجع خلائق ہے۔

سید محمد ملوک

آپ سید بدرالدین ماژندرانی کے نبیرگان سے ہیں۔ نواب لشکر خان کے عہدِ حکومت میں ایک سو اکہتر ہجری میں پرگنہ بتھورہ کے عامل تھے۔ ہندوؤں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

آپ کا جسدِ خاکی مکلی لایا گیا۔ جمنا کی زمین سے ٹھٹھہ کی جنوب میں جنازہ آگے لے جانا ممکن نہ ہوسکا۔ تو اہلِ جنازہ نے خیال کیا کہ آپ کو اسی جگہ سپردِ خاک کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ کی قبر وہیں بنائی گئی۔ جو آپ کے ارادت مندوں کے لیے زیارت گاہ ہے۔

شیخ کالہ قریشی

آپ حضرت شیخ الشیوخ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ہیں۔ اور اپنے آباء کی موروثی ولایت اور رشد و ھدایت کے وارث تھے۔ ٹھٹھہ میں آئے تو خسرو خان چرکس جو ترخان حکومت کا ناظم تھا۔ اس نے آپ کو گھر داماد بنالیا۔ آپ نے ظاہری و باطنی رشد و ھدایت کرتے ہوئے زندگی گذاری۔

شیخ سلام اللہ

آپ (شیخ رحمت اللہ کے بیٹے تھے جو شیخ کالہ قریشی کی اولاد میں سے تھے) آپ راہ سلوک فقر و فنا کے راہ رو اور راہِ ولایت کے مسافر تھے۔ سید عبدالکریم کے سجادہ نشین سید عبدالغنی سے نسبتِ ارادت درست کی۔ اور سید عبدالکریم کے دوسرے خلیفہ الہڈ نہ زرگر سے معتقدانہ صحبت رکھتے تھے۔ سید کی درگاہ پر عرس کے موقع پر روشنی کا انتظام کرنا آپ کے ذمہ تھا۔ اور یہ ذمہ داری آج تک آپ کی اولاد کے پاس ہے۔

Marfat.com

قاضی قاضن ٹھٹھوی

والد کا نام قاضی محمد قاسم بہکری ہے۔ علمِ ظاہری کو بمعنی باطنی خوب حاصل کیا۔ اور زمرۂ عرفا اہلِ تقویٰ میں داخل ہوئے۔

گیارہویں صدی ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم فیض اللہ ٹھٹھوی

آپ استادِ وقت تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ سید علی ثانی انجوی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کے بیٹے سید جلال نے بھی ان کی شاگردی کا دعویٰ کیا ہے۔ سید علی اصغر جن کا گھر ٹھٹھہ کے جنوب میں ہے۔ وہ ''آکر'' کی طرف پاؤں دراز کر کے نہیں سوتے تھے۔ کیونکہ مخدوم کا مسکن ''آکر'' میں تھا۔

سید علی کی اولاد میں سے جب کوئی اپنے فرزند کو پڑھانا شروع کرتا تو پہلے مخدوم کی اولاد میں کسی ایک سے ان کی استادی کے باعث، اپنے بچے کی تختی لکھوا کر تعلیم کا اغاز کراتے تھے۔

مخدوم حاجی حمزہ واعظ ٹھٹھوی

آپ عارفِ واصل اور کامل دانشمند تھے۔ آپ کی جملہ کرامات سے ایک یہ ہے: کہ آپ بارہ سال حرمین شریفین میں رہے۔ حاجی ملا حمزہ عباسی، معروف دانشمند اخوند محمد باقر کے اسلاف میں سے ہیں۔ وطن کی محبت نے تیسرے سال جوش مارا مگر دس سال تک اسبابِ سفر نہ ہونے کی وجہ سے واپس نہ آ سکے۔ اسی فکر میں رہتے تھے کہ ایک دن ایک شخص جو اہلِ معانی بزرگوں میں سے تھے وہ آپ کے احوال سے آگاہ ہوئے تو فرمایا: کہ فلاں وقت فلاں جگہ کوئی بزرگ آپ کو ملے گا ان سے اپنا مقصد بیان کرنا۔ چنانچہ ملا حمزہ اس بزرگ کی تلاش میں چل نکلے اور انہیں پا لیا۔ لیکن اس بزرگ نے آپ کی طرف توجہ نہ کی۔ مگر کچھ دیر کے بعد آپ نے اپنے دل کی بات انہیں بتا دی۔ انہوں نے فرمایا: کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ اور میرے پاؤں پہ

Marfat.com

پاؤں رکھو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ تو اسی وقت ٹھٹھہ کی زمین میں عیدگاہ میں آ پہنچے۔ اور اس بزرگ نے فرمایا کہ ''لو یہ ٹھٹھہ ہے''۔ بزرگ نے فرمایا: کہ کسی کو یہ واقعہ بتانا نہیں ورنہ تمہارا ایمان صلب ہو جائے گا۔ مگر ملاّ نے ان کے قدم پکڑ لیے اور عرض کیا کہ میں انسان ہوں۔ اگر آپ کے وصال کے بعد کسی کو بتا دوں تو اس کی اجازت فرما دیں۔ چنانچہ اس شرط پر آپ کو اجازت مل گئی۔

کہتے ہیں: ایک شخص صبح سویرے مکلی کی زیارت کو جا رہا تھا، کہ پہاڑ کے دامن میں سے اسے آواز سنائی دی، کہ وطایہ مجذوب ایک دوسرے مجذوب سے کہہ رہا تھا کہ آج مخدوم حمزہ فوت ہو گئے ہیں۔ جس کے جنازے پر جنابِ رسالت مآب ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ آؤ چل کے زیارت کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ شخص بھی ان کے پیچھے چل پڑا اور مخدوم حمزہ کے جنازہ میں شامل ہو گیا۔ جب صفیں درست کی گئیں تو ہجوم کے باوجود وہ شخص پہلی صف میں امام کے نزدیک جا کھڑا ہوا اور اس نے سنا کہ امام کی تکبیر سے پہلے غیب سے تکبیر کی آواز آئی۔

مخدوم آدم

آپ مخدوم اسحاق کے بیٹے ہیں۔ نسباً صدیقی تھے اور آپ کے ننہال فاروقی تھے۔ آپ بزرگ اولیا اور کامل متقین میں سے تھے۔ اور مخدوم آدم نقشبندی کے معاصر تھے۔

کہتے ہیں: آپ مکہ میں تھے، ایک روز خانہ کعبہ میں عورتوں اور مردوں کو یکجا داخل ہوتے دیکھا تو حرم کے مشائخ سے کہا کہ یہ رسم ٹھیک نہیں ہے۔ اسے ختم فرمائیں۔ مگر جب انہوں نے بات نہ مانی اور کہا کہ تم جناب اطہر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی روحانیت سے متوجہ ہو تاکہ تمہیں حقیقتِ حال کا پتہ چلے۔ چنانچہ آپ جنابِ سرورِ کائنات ﷺ کی طرف سے اس کام پر مامور ہو گئے۔ تاکہ عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ راستوں سے داخل ہوں۔

کہتے ہیں: مخدوم اپنی تمام تر بزرگی کے باوجود اللہ کی مخلوق کے کاموں میں ایسے مصروف ہوتے تھے کہ اگر کوئی شخص ان کا دامن پکڑ کر کہیں سفارش کے لیے لے جاتا تو آپ

Marfat.com

انکار نہیں کرتے تھے۔ حاجت مند آپ کو حکام کے پاس لے جاتے اور اپنی درخواستیں پیش کرتے۔ جب کبھی حاکم ان کی شفاعت اور کثرت سفارش سے تنگ آجاتا اور ناگواری کا اظہار کرتا تو آپ ہرگز دلبرداشتہ نہ ہوتے اور واپس گھر چلے آتے۔ ایک بے خبر جماعت نے آپ کو گرفتار کیا اور حاکم کے پاس لے گئے۔ حاکم نے سنا تو اپنے کیے پہ پشیمان ہوا۔ اور کہا کہ جو کوئی راہِ خدا تبارک وتعالیٰ میں یوں فدا ہو جائے اس کی بات رد کرنا کفر ہے۔ اور ان کے تمام پہلے اور بعد والے کام سب پورے کیے۔ اور بہت زیادہ تعظیم کر کے فرمایا: کہ آپ جس وقت چاہیں اور جس حال میں آئیں آپ کو منع نہ کیا جائے۔

آپ کے بیٹے میاں ابوبکر ٹھٹھہ میں آپ کی مسند پر بیٹھے۔ وہ بھی مخدوم آدم نقشبندی کے معاصر تھے۔

میاں آدم متقی

آپ مخدوم آدم کے ہم عصر تھے۔ اور تقویٰ و بزرگی میں معروف تھے۔

میاں عبدالنبی خایف

چونکہ آپ رات دن خوفِ الٰہی سے گریہ وزاری کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کا لقب خایف مشہور ہو گیا۔

آپ مخدوم آدم کے معاصر تھے۔

مخدوم آدم نقشبندی

مخدوم آدو کے نام سے معروف ہوئے۔ مخدوم آدم صدیقی جن کا اوپر ذکر آیا ہے کے معاصر تھے۔ چونکہ آدم صدیقی کی شہرت زیادہ تھی اس لیے آپ نے فرمایا: کہ مجھے ''آدو'' کے نام سے پکارا جائے۔ ایک ہی شہر میں اور ایک ہی زمانہ میں دو آدم نہیں ہو سکتے۔ یہ صرف کسرِ نفسی کی وجہ سے تھا۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ سے پہلے اور بعد کے اکثر بزرگان آپ کے قائل ہوئے

Marfat.com

۔سلسلۂ نقشبندی کے عجیب صاحبِ فیض ثابت ہوئے۔

سرہند میں حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بہ حضرت ایشان ثانی کی خدمت میں چند سال رہے۔اور طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا۔ٹھٹھہ میں اس سلسلہ کو پہلی بار آپ نے ہی متعارف کروایا۔اور ایک دنیا کو فیض پہنچایا۔

ان کے فرزندوں میں میاں فیض اللہ، محمد افضل اور محمد اشرف ہیں۔ان میں ہر ایک اس طریقہ میں صاحبِ کمال اور صاحبِ ارشاد ہوا۔

میاں محمد اشرف

آپ کے والد کا نام مخدوم آدو ہے۔اپنے والد اور شیخ سیف الدین جو کہ خواجہ محمد معصوم کے جانشین ہیں سے فیض حاصل کیا۔ایک دنیا کو آپ کے معتقدین اور مریدین سے بہت فیض پہنچا۔

آپ سے مخدوم محمد نقشبندی نے خلافت حاصل کی۔وہ میاں شیخ ابوالقاسم نقشبندی کی خدمت میں ہوئے جو ہوئے۔آپ کے نگینے کا سجع یہ تھا۔''محمد اشرف اولادِ آدم''

مخدوم محمد صادق نقشبندی

آپ میاں محمد اشرف فوق الذکر کے داماد ہیں، کامل علم کے طالب تھے۔اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کے معتقد تھے۔

آپ کے بیٹے میاں غلام حسین المعروف مخدوم ابوالحسن، حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً تشریف لے گئے تھے، اور وہاں کافی علم حاصل کیا۔اور مخدوم محمد حیات سندھی کی وفات کے بعد وہاں حدیث کا درس دینے میں مشغول ہوئے۔اور اس سرزمین میں علما اور فضلا میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔اس دور کے محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

مخدوم آدم سے نسبت رکھنے والے تو بہت ہیں۔چند ایک کے اسماء مبارک یہ ہیں:

Marfat.com

میاں ابوالحسن، سید فتح محمد، شیخ انس، حافظ عبدالروٴف، شیخ عنایت اللہ، شیخ عبدالخالق کروری ٹھٹھوی۔

خلیفہ ابوالبرکات

آپ اصل گجرات (ھند) کے رہنے والے تھے۔ اور حافظ اللہ گجراتی قادری حسنی کے مرید تھے۔ آپ اپنے پیر کے مریدِ خاص شیخ یعقوب کے ہمراہ اپنے مرشد کے حکم پر ٹھٹھہ آئے۔ اور حافظ اللہ گجراتی کے چچازاد سید عبداللہ کی قبر تلاش کی۔ جو سید قاضی شکراللہ شیرازی کے ہمراہ ٹھٹھہ آئے۔ اور یہیں فوت ہوئے۔ خلیفہ ابوالبرکات نے بھی ٹھٹھہ میں سکونت اختیار کرلی۔

شیخ محمد یعقوب

آپ بھی حافظ اللہ گجراتی کے مرید ہیں، آپ بھی خلیفہ ابوالبرکات کے ہمراہ سید عبداللہ کی قبر تلاش کرنے کے لیے ٹھٹھہ آئے۔ اور پھر یہیں مقیم ہوگئے۔ آپ کی قبر سید معروف کے پائینتی جانب ہے۔

شیخ عثمان بقاول

آپ شیخ یعقوب کے یاران، خدمتگاران اور فیض یافتہ لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ نے ولایت کے نعمت کدہ کے رزق سے پرورش پائی۔ آپ کا لقب ''بقاولی مشائخ'' تھا۔

کہتے ہیں: کہ انہوں نے اپنا حال چھپانے کے لیے جولاہ گری کا پیشہ اختیار کیا۔ اور آپ تمام خوارق کے مظہر تھے۔

اسی طرح ایک دن کسی نے آپ کا امتحان لینے کی غرض سے غیر موسم میں پلہ مچھلی کی خواہش کی۔ آپ (اپنے کام کی جگہ) یعنی کھڈی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کھڈی میں ہاتھ ڈالا اور زندہ پلہ مچھلی نکال لی۔ اور سوال کرنے والے کو شرمندہ کردیا۔

ایضاً: ایک دن آپ اپنے گھر کے باہر تانا تن رہے تھے، کہ ایک مسافر آیا اور آپ کو

Marfat.com

تازیانہ مار کر کہا کہ مجھے راہ دکھا۔اور دوبارہ تازیانہ مارا اور ڈرایا دھمکایا۔آپ نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور اُسے سلوک کی راہ دکھائی ۔اور وہ بے خود ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔تھوڑی دیر بعد ہوش میں آیا اور آپ کی قدم بوسی کی اور معذرت چاہی اور توبہ کی اور مرید ہو گیا۔لوگوں نے کہا! یہ کیا سلوک تھا۔وہ آپ سے اس طرح پیش آیا، اور آپ ایسے۔آپ نے کہا کہ اس نے مجھ سے راہ پوچھی اور اس معاملے میں وہ جو جانتا تھا اس نے کیا۔میں جو راستہ جانتا تھا میں نے اسے دکھا دیا۔

میاں ملوک شاہ

آپ شیخ عثمان بقاول کے بیٹے تھے۔آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔مکلی میں جلوہ گاہِ امامین آپ کے نور کرامت سے وجود میں آیا۔آپ سونے کا لباس پہنے قیمتی گھوڑے پر سیر کرتے اور گھوڑے کو سینہ بند پہناتے۔آپ جب بھی اس لباس کے ساتھ سوار ہوتے تو بافندگی کے اوزار، دستار کے نیچے کان کے اوپر لٹکا لیتے تا کہ لوگ سمجھیں کہ آپ جولاہا ہیں۔

درس للہ

آپ خلیفہ شیخ بایزید کی اولاد سے ہیں۔اور رسول آباد ساکرہ کے رہنے والے تھے۔

اکثر پہاڑی لوگ آپ کو شیخ بایزید سے ارادت رکھنے کے باعث متوارث اور سند خلیفہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

آپ للہ سے جناب حضرت غوث الثقلین کے اشارہ سے ٹھٹھہ میں وارد ہوئے۔قومِ خواجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔مذکورہ قوم جس کو ''نورسیہ'' کہتے ہیں، کے محلے کی مسجد میں سکونت پذیر ہو گئے۔وہاں پر ایک میدان میں اپنے دوستوں جن میں شیخ یعقوب، شیخ عثمان اور درس امین شامل ہیں کے ساتھ بیٹھے تھے۔وہ میدان ''میدان جملہ پیر'' کے

Marfat.com

نام سے مشہور ہوا، اور ارادتمندان اس کی زیارت کرتے ہیں۔آخر میں آپ محلّہ مغل واڑہ کو ہجرت کر گئے۔اور آپ کی اولاد وہاں ہی سکونت پذیر ہے۔

درس امین محمد

آپ چند صاحبان کمالات میں سے ہیں۔آپ شیخ یعقوب کے منظور نظر اور کرامت میں مشہور ہیں۔

آپ کا مزار مکلی کے دروازہ کے باہر میدان میں واقع ہے۔عیدالضحیٰ کو عوام اور اہل اللہ کی طرف سے وہاں پر جمع ہونے کا دن مقرر کیا گیا ہے۔

مخدوم کبیر محمد نقشبندی

آپ خواجہ محمد معصوم سرھندی کے مریدوں میں سے ہیں۔آپ کرامت میں مشہور اور بزرگی میں بلند مقام رکھتے ہیں۔

آپ کے فرزند شیخ محمد زمان باپ کے بعد جانشین ہوئے۔ایک بڑی تعداد کو فیضیاب کیا۔آپ کا نامِ نامی یادگار رہے گا۔

میاں فیض اللہ ولد میاں ابو بکر اور میاں فیض اللہ کے بیٹے میاں عنایت اللہ دونوں شیخ مخدوم کبیر کے مرید ہیں۔اور میاں ابو بکر ولد میاں فیض اللہ عہدتر خانیہ کے معروف بزرگ ہیں۔

مخدوم ابراھیم نقشبندی

آپ اصل روہڑی بھکر کے رہنے والے تھے۔آپ صاحبِ خوارق و کرامات تھے۔اپنے وقت کے مرجع خلائق تھے۔اور ایک گروہِ کثیر آپ کا معتقد تھا۔آپ کے بیٹے میاں ابو بکر اور میاں گل محمد تھے۔جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

قاضی مسعود

آپ قریشی عثمانی تھے اور نصر پور کے رہنے والے تھے۔آپ صاحبِ علمِ ظاہر و باطن

Marfat.com

تھے۔اپنے وقت کے بزرگ اولیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ کا بھتیجا میاں فتاح،شاہ ہاشم رضوی نصر پوری کے معتقدین اور مریدوں میں سے ہے۔

میاں عبدالقدوس نصر پوری

آپ مشائخ وقت میں سے تھے۔آپ قاضی مسعود نصر پوری کے معاصر ہیں۔

سید عالی

آپ علوی سادات کے چار قبیلوں میں ایک قبیلہ کڑیہ میں سے تھے۔

آپ نے ساری زندگی بزرگی میں گزاری۔آپ کے بیٹے سید لالن صاحبِ کمال بزرگ تھے۔پہلے ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

میرک محمد حسین

آپ کے والد میرک عبدالواسع بن میرک عبدالرحمٰن بن میرک شیخ محمود سبزواری ہروی عرب شاہی تھے۔

آپ سالک مجذوب اور مجذوب سالک تھے۔اور آپ کے زمانہ میں کشف میں بھی آپ کی نظیر نہیں ملتی۔آپ کی زبان سے غیب کی خبروں کے سوا اور کچھ نہ نکلتا تھا۔اور سائلین کے سوال کرنے پہلے ان کے مافی الضمیر کو جان جاتے تھے۔اور ان کے مقاصد کو حل فرماتے تھے۔

میر محمد تقی

آپ سید ظہیر الدین والاسلام جادم بزرگ ولد قاضی سید شکر اللہ شیرازی کے نبیرہ سید ظہیر الدین الاسلام جادم ثانی کی اولاد سے تھے۔جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

آپ مادرزاد مجذوب اور عجیب صاحب حال ہوئے ہیں۔

بچپن میں بلند دیواروں پر چھلانگ لگا کر چڑھ جاتے۔اور کبھی بچوں کی طرح اس کو

Marfat.com

دوڑانے لگتے۔دیواریں ان کے ارادے سے حرکت کرنے لگتیں۔جب کوئی صاحب خانہ دیکھتا تو فریادکرتا میرا گھر گر پڑے گا۔آپ ہنستے اور دیوار رک جاتی۔

پانی سے بھری ہوئی صراحی کو ایک ہی بار میں پی جاتے پھر بھی آپ کا چہرہ تروتازہ رہتا۔آپ کی زبان سے بہت سی غیب کی باتیں ظاہر ہوتیں تھیں۔اور جب چاہتے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی خبریں دیتے تھے۔مگر توتلی زبان سے باتیں کرتے۔ان کے مخارج سے اکثر لوگ نا آشنا رہتے۔سننے والوں کو ان کے الفاظ پر کافی دھیان اور غوروخوض کرنا پڑتا تھا۔

آخر کار آپ عنفوانِ جوانی میں ہی حیات فانی کی لعب گاہ کو چھوڑ کر معصوم بچے کی مانند عالم باقی اور بہشت کی سیر کو روانہ ہو گئے۔

سید رحمت اللہ

آپ مٹھو کے نام سے مشہور ہوئے۔آپ کے والد کا نام سید فضل اللہ بن سید نظام الدین بن سید نور محمد ولد سید شکر اللہ ثانی ہے۔

آپ نے اپنے جد بزرگوار سید قاضی شکر اللہ کے دوست سید کمال شیرازی سے روحانیت میں مکمل فیض حاصل کیا۔اپنے دور کے مشائخ سے صحبت رکھتے تھے۔صاحب دستگاہ بزرگ تھے۔

آپ اکثر بزرگ مشائخ کی زیارت کو جاتے تھے۔سوائے سید کمال شیرازی کے، کیوں کہ ایک بار جب ان کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے تو ابھی تھوڑا سفر ہی طے کیا ہوگا، کہ حضرت سید کمال کی روح متجسد ہو کر آملی۔اور ان کے آنے کی تکلیف سے انہیں بچایا۔

ملا طاہر ٹھٹھوی ملقب بہ ملا سلامت اور درویش لدہ (جن کا ذکر آچکا ہے) آپ کے دوستوں میں سے تھے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خدام اور ارادت مندوں نے ہر چاند کی پانچ تاریخ (جو ان کے وصال کا دن تھا) کو ان کے مزار پر ختم شریف اور لنگر شریف کا اہتمام شروع

Marfat.com

کیا۔جواسلاف کا طریقہ ہے۔مگرآپ اسے پسندنہ کرتے تھے۔کہتے تھے کہ''کن فی الناس کا حد من الناس '' کہ لوگوں میں اس طرح رہو جیسے تم بھی ان کی طرح کے ہی ایک انسان ہو۔اورحیات وممات میں اس پرعمل کرنے کے خواہش مند تھے۔

حاجی محمد طاہر

آپ سید رحمت اللہ موصوف کے یاروں میں سے تھے۔زندگی میں اخفائے حال کے ساتھ رہے، تاہم آپ کے دوست آپ کے بہت معتقد تھے۔اوراپنے دور کے مشائخ میں مشہور ہوئے۔

آپ کی صلبی اولاد تو نہ تھی۔مگرسید کے خدام آپ کے یومِ وصال پرآپ کی قبر پر جاتے تھے، اوران کے لیے ختم شریف کا اہتمام کرتے اورلنگرتقسیم کرتے۔اوراس کے علاوہ بھی سال میں کئی مرتبہ آپ کی خانقاہ پرختم اورطعام کا اہتمام ہوتا ہے۔

درویش لڈہ پنبہ فروش

آپ بھی سید رحمت اللہ مذکور کے دوستوں میں سے تھے۔کپاس فروشی کی دکان پر بیٹھتے تھے۔اوراپنے سامنے مٹی کے ڈھیلوں کا ایک ڈھیر لگائے رکھتے تھے۔جوبھی اہلِ ارادت مریض ہوتا، وہ آپ سے دعا کے لیے حاضر ہوتا۔تو آپ اسے مٹی کا ایک ڈھیلا دے دیتے۔اور وہ مریض اس مٹی کے ڈھیلے کو پانی میں ڈال کر جب وہ پانی پیتا تو شفایاب ہوجاتا۔

آپ نے سید رحمت اللہ کی زندگی میں وصال فرمایا۔اپنی دکان کے نزدیک ہی دفن ہوئے۔سید نے کئی باران کی قبر کی زیارت کی۔

کہتے ہیں: کہ جس سال آپ نے وصال فرمایا، اس سال بارش نہ ہوئی۔آپ کو مچھلی فروشوں کے بازار میں دکان میں دفن کیا گیا تھا۔عوام نے خیال کیا چونکہ مکلی کے علاوہ ٹھٹھہ میں کم ہی لوگوں کو دفن کرتے ہیں، شاید اسی وجہ سے بارش نہیں ہورہی۔انہوں نے حاکمِ وقت کو

Marfat.com

ترغیب دی کہ درویش کے جسدِ خاکی کو نکال کر مکلی میں دفن کیا جائے۔ جس رات عملہ کو تیار کیا گیا کہ صبح درویش کی قبر کھود کر نعش نکالی جائے۔ اس رات اس قدر بارش ہوئی کہ گذشتہ چند سالوں کی نسبت موسم بہت بہتر ہو گیا۔ چنانچہ لوگ درویش کے بہت زیادہ ارادت مند ہو گئے۔ پھر کبھی کسی کو ان کے جسدِ خاکی کے اخراج کی جرأت نہیں ہوئی۔

سید نور محمد (ثانی)

آپ سید نور محمد ولد سید شکر اللہ شیرازی کی اولاد میں سے ہیں۔

اپنے وقت میں آپ علم و عرفان کے مظہرِ اتم، اور دین و ایقان کے مرجعِ اکمل تھے۔ آپ کی طبیعت پر جذبہ غالب تھا۔ اس لیے علمی کمال اور باطنی مقام کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ آباؤ اجداد کی طرح اخفاء میں ہی زندگی گذاری۔

سید محمد شفیع

ولد سید نظام الدین بزرگ بن سید نور محمد بن سید شکر اللہ شیرازی۔

آپ سالکِ راہِ حق ہیں۔ شہرت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ صاحبِ کمال بزرگ تھے۔ کہتے ہیں: کہ آپ رات کو دریا پہ تہجد کے غسل کے لیے جاتے تھے۔ وہاں ہندوؤں میں سے ڈوگرہ قوم کے لوگ کبھی کبھی اشنان کے لیے آتے تھے۔ ایک رات سید اپنے معمول کے مطابق غسل کر کے آئے اور نمازِ تہجد میں مشغول ہو گئے۔ اتفاقاً ایک ہندو بھی اس رات اشنان کے لیے گیا، وہ اپنے بھتیجے کے خوف سے اپنی جمع پونجی اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کا بھتیجا اوباش اور چور تھا۔ چنانچہ وہ ہندو اپنی روپوں کی تھیلی جس میں تین سو روپے تھے، کنارے پر رکھ کر دریا میں نہانے میں جب مصروف ہوا، تو اس کا بھتیجا جو اس کی دولت ہتھیانے کے دَر پے تھا، وہ تھیلی اٹھا کر بھاگ گیا۔ جب ہندو اشنان کر کے باہر آیا تو تھیلی غائب تھی۔ اسے گمان ہوا کہ یہ تھیلی سید محمد شفیع لے گئے ہوں گے، کیونکہ سوائے ان کے کسی کو اس نے ادھر آتے نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ

Marfat.com

سیدھا سید کے گھر گیا اور ان کے دروازہ پر دستک دی۔ سید حجرے سے باہر آئے تو اس نے اپنا ماجرا سنایا۔ سید چونکہ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول تھے، وہ کچھ نہ بولے۔ اندر گئے اور ایک رومال میں رقم لپیٹ کر لے آئے اور اسے تھما دی۔ اس میں اتنے ہی روپے تھے جتنے اس کے گم گئے تھے۔ یہ پیسے سید نے اپنے بیٹے کی شادی کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ اور صبح شادی کی تقریب تھی۔ مگر سید نے گن کر پیسے اس کے حوالے کر دیے اور وہ چلا گیا۔ میں نے بچپن میں چند بوڑھی عورتوں سے سنا، کہ اس نے اپنی بہو کے لیے جو زیور رکھا تھا وہ لیا اور جا کر گروی رکھ کر پیسے لے لیے۔ اور شادی کا سامان خرید لیا۔ گھر کی عورتیں پریشان تھیں کہ زیور کہاں گیا جو ہم نے دیکھا تھا۔ مگر کسی کو پوچھنے کی مجال نہ تھی۔ تیسرے روز وہی ہندو روتا ہوا آیا اور سید کے در پر حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور زیورات اور نقدی رکھ کر اپنی تقصیر کی معافی مانگنے لگا۔ اور عرض کیا کہ مجھے غلط گمان اس تقصیر پر لے آیا۔ دراصل میرے بھتیجے نے تھیلی چرائی تھی، آج وہ راز کھل گیا اور مجھے اپنی دولت مل گئی ہے، مجھے مسلمان کیجیے اور اللہ آپ پر راضی ہو۔ سید کی یہ ایک چھوٹی سی کرامت ہے۔ ان کی کرامات بہت ہیں، جو شمار نہیں کی جا سکتیں۔ چونکہ اس خاندان میں کرامات کو وجہ شرف نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے بھی بیان نہیں کی گئیں۔

سید سمہابہ

عرف سید کبیر ولد سید یحیٰ لکعلوی۔ سید علی معروف کی اولاد سے ہیں۔ سید احمد بن علی شیر بن سید کمال الدین بن لدہ لکعلوی کے پوتے ہیں۔

جہانگیر بادشاہ کے پہلے دور میں، بھائیوں کے درمیان لکی میں لڑائی کے باعث یہ حج کے ارادہ سے نکل پڑے اور ٹھٹھہ وارد ہوئے۔ مخدوم بایزید ولد مخدوم یوسف علی (جن کا ذکر آگے آئے گا) نے نورِ کرامت سے آپ کو جامع فرخ ٹھٹھہ میں دیکھا، اور حسب اشارۂ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام (جو رات خواب میں آپ کو ہو چکا تھا) سید کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی بہن کا نکاح ان سے کر دیا۔ اور فرمایا: یہ مہمانی آپ پر مقدم ہے۔ یہ اتفاقِ قسمت تھا کہ سید نے حج کا

Marfat.com

ارادہ موقوف کر دیا۔

آپ ۱۰۲۲ھ میں واپس اپنے آبائی گاؤں لکعلوی گئے۔اور اپنے آباؤ اجداد کا ورثہ اور ترکہ سب کچھ اپنے بھائیوں کو دے کر واپس ٹھٹھہ آ کر مقیم ہو گئے۔

آپ بڑے صاحبِ کمال اور والا دستگاہ بزرگ تھے، جب دنیا سے رخصت ہوئے تو اولاد باقی چھوڑی۔سید یار محمد جو مشائخ وقت میں سے تھے وہ آپ کے پوتے تھے۔

شیخ برخوردار حسنی قادری

نواب عزت خان معروف بہ عزت پیر کے عہد میں آپ لاہور سے ٹھٹھہ تشریف لائے۔اور ٹھٹھہ سے حج اور بغداد سے واپسی پر پھر ٹھٹھہ آئے۔ٹھٹھہ کے مشائخ اور خلفاء نے آپ کی خلافت کو باور نہ کیا، اور نواب کو اپنے ساتھ ملا کر شیخ کو امتحان کا چیلنج کر دیا۔اور کہا کہ خلفاء کے نشان حجرہ میں رکھ کر تالا لگا دیتے ہیں، جو کوئی ان کا نام بتائے وہ خلیفہ ہے۔اور انہیں کہا کہ آپ بھی اپنے نشان کو طلب کرو۔آپ دو نشان بغداد سے بطورِ تبرک لائے تھے، جن کا نام حاضری اور حضوری تھا، جب آپ نے ان دونوں کا نام لے کر پکارا، تو دونوں خود بخود آپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔

خلیفہ قلندر

آپ دوسرے خلیفہ کے نام سے مشہور تھے۔شیخ سے بہت محبت رکھتے تھے۔بلکہ ان کی صحبت اور ارادت سے بہت فیض یاب ہوئے۔بغیر طلب کے ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آپ کو عطا ہوئیں۔اس وجہ سے خلیفہ قلندر کو نشانِ قدرت کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔آپ صاحبِ عرفان تھے۔اور رشد و ہدایت کے امتحان میں بڑی کامیابی حاصل کی۔موضع کچہ جو ٹھٹھہ سے تین چار کوس کے فاصلہ پر مشہور گاؤں ہے، وہاں آپ نے سکونت اختیار کی۔اور وہاں کے خلفاء کے خاندان سے رشتہ داری قائم کی۔مخدوم جمعہ اسی خلیفہ خاندان سے تھے۔ آپ کی اولاد اسی

Marfat.com

گاؤں میں ہے۔ایک کثیر گروہ آپ کا معتقد ہوا۔سید سمہابہ کے ہم عصر تھے۔اوران سے اخلاص ومحبت کا تعلق رکھتے تھے،سید سمہابہ کی اولاد سے بھی رشتہ داری قائم کی۔تا حال ان کے نواسے اور ان کی اولاد باہم اکٹھے سکونت پذیر ہیں۔

خلیفہ قلندر قادری

آپ کا شمار ٹھٹھہ کے خلفاء میں سے نہیں ہوتا، کیونکہ آپ کو ٹھٹھہ کے دیگر مشائخ سے زیادہ شیخ برخوردار سے ارادت تھی۔اور آپ نے انہیں سے فیض حاصل کیا۔اور ٹھٹھہ کے مشائخ شیخ برخوردار کے ولایت وسیادت کے انکاری تھے۔

آپ کا بیٹا خلیفہ چھتہ کا شمار معروف اہلِ عرفان میں ہوتا ہے۔

سید کبیر بخاری

آپ سید میراں کے داماد ہیں۔آپ کا شمار اجل اہلِ عرفان میں ہوتا ہے۔آپ تعلقہ ککرالہ میں سکونت رکھتے تھے۔

سید میراں بخاری

آپ اعلیٰ درجہ کے سید اور معرفت وکرامت والے بزرگ تھے۔ٹھٹھہ شہر سے باہر دیہاتوں میں یادِ حق میں مشغول رہتے تھے۔اور لوگوں میں ان کے لیے بڑا احترام پایا جاتا تھا۔

آپ پرگنہ مانجر میں مدفون ہیں۔اور آپ کا مزار زیارت گاہِ عالم ہے۔

سید عنائت اللہ

والد کا نام سید کمال الدین بن میر محمد یوسف رضوی مہدوی۔مردِ باخدا تھے۔فقر وفنا کے راستے کے مسافر تھے۔اپنے بیٹے کو سید میراں بخاری کا داماد بنایا، جس کا نام میر کمال الدین تھا۔اور دامادی کے باعث فاضل خان میر منشی عالمگیر کے لقب سے معروف ہوا۔

کہتے ہیں: کہ بیٹا جب تک حکومت میں رہا، آپ اس کے پاس نہ رہے۔بلکہ بوری کا

Marfat.com

لباس پہن کر جو کی روٹی بغیر سالن کے کھا کر گذارہ کرتے۔ اور صبح وشام کسی کونے کھدرے میں چھپ کر یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

مخدوم طالب اللہ

آپ موضع ڈائی تعلقہ روپاہ پٹ باران کے رہنے والے تھے۔ قوم ''لاکھ دل'' سے تعلق رکھتے تھے۔ بزرگی اور عرفان میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

آپ کے بیٹے کا نام مخدوم محمد امین ہے، جن کے بیٹے مخدوم محمد معین ٹھٹھوی تھے۔ جو معروف دانشمند ہیں۔ اور فاضل خان جن کا اصل نام ملا عثمان تھا، وہ مخدوم طالب اللہ کا بہت عقیدت مند تھا، کیونکہ مخدوم کی دعا سے ہی وہ اعلیٰ منصب تک پہنچا تھا۔ اس نے عالمگیر کے عہد میں منشی گری کے دور میں اپنی بیٹی کا نکاح مخدوم محمد امین سے کر دیا تھا۔

وطایہ مجذوب

آپ عجیب درویش تھے۔ آپ کی کرامات بہت ہیں۔ جن میں سے ایک کا بیان ہی کافی ہے۔ کہ ایک بار جب مُلّا محمد جہانگیری نے غربت وافلاس سے تنگ آ کر، بادشاہ کے حضور جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ تو (اہلِ ٹھٹھہ کی) رسم کے مطابق مکلی کے مقابر پر الوداعی حاضری کے لیے گئے۔ واپسی پر راستے میں دیکھا کہ وطایہ مجذوب ایک دوسرے مجذوب کے ساتھ ایک مردہ گدھے کے پیٹ سے کیڑے نکال کر کھانے میں مشغول ہے۔ جب وطایہ نے مُلّا کو دیکھا تو ایک مٹھی کیڑے پکڑ کر اس کے دامن میں بھی ڈال دیے۔ ملا چونکہ مجذوب کا ارادت مند تھا، اس نے بھی بغیر کسی کراہت کے وہ کیڑے منہ میں ڈال کر چبانے شروع کر دیے۔ اچانک دوسرا مجذوب اٹھا اور دوڑ کر آیا، اور وطایہ سے کہا کہ کیا دونوں جہان مُلّا کو ہی عطا کر دینے ہیں۔ اور ملا سے وہ کیڑے چھین لیے، جن میں سے تھوڑے ہی مُلّا نے ابھی کھائے تھے۔ لیکن اس بخشش کا یہ نتیجہ نکلا کہ مُلّا بادشاہ کے حضور پہنچا تو نور جہاں بیگم کا معلم مقرر ہوا۔

Marfat.com

پیر لاکھہ

آپ اپنے دور کے معروف مشائخ میں شمار ہوتے ہیں ۔اکثر لوگ آپ کو سید مانتے ہیں ۔مگر انہوں نے خود کو پوشیدہ رکھا ۔کیونکہ کام اس نسبت سے نہیں ۔عرفان وسلوک کے مسافروں کے لئے آپ کی بہت نصیحتیں ہیں ۔

آپ کا مزار درگاہ شیخ عالی کے قریب ہے ۔

پیر شیخ عالی

آپ شیخ بہاءالدین زکریا کے ہدایت یافتہ پوتوں میں سے ہیں ۔ترخان عہد حکومت میں فقراء کے لباس میں سیر کرتے ہوئے ٹھٹھہ پہنچے ۔جس زمین میں اب ان کی اولاد آباد ہے ۔ وہ میر سید علی ثانی شیرازی انجوی کا باغ تھا ۔آپ نے وہاں آکر قیام فرمایا ۔کنویں کی آواز سے متاثر ہوکر آپ نے ایک درخت کے نیچے رات گذارنے کے لئے بستر لگالیا ۔باغبان شام کے وقت کنواں چلانے والے بیل کھول کر شہر چلا گیا ۔چونکہ شیخ کا دل کنوئیں کی آواز سے لطف لے رہا تھا ۔قدرت الٰہی سے تمام رات کنواں بغیر بیلوں کے ہی چلتا رہا ۔صبح جب باغبان آیا تو اس نے دیکھا کہ کنواں چل رہا ہے ۔اور پانی وافر مقدار میں نکل کر باغ میں پھیل رہا ہے ۔جس سے چھوٹے پودوں کو نقصان ہو رہا ہے ۔اس نے کنواں چلتے رہنے کا سبب شیخ عالی کو ہی سمجھا اور جا کر سید علی سے فریاد کی ۔چنانچہ سید علی کے خدام آئے اور انہوں نے زبردستی فقیر کو باغ سے نکال دیا ۔فقیر ان کے منع کرنے پر خود ہی باغ سے باہر آگئے ۔مگر وہ درخت جس کے نیچے آپ نے ڈیرہ لگایا تھا وہ تختۂ گل بمعہ سایہ حرکت میں آگیا اور جہاں آپ بیٹھے وہ وہاں جا کھڑا ہوگیا ۔فقیر کے اس تصرف کا ذکر جب سید علی تک پہنچا تو وہ دوڑ کر آئے اور فقیر سے معذرت کی ۔اور وہ باغ معہ زمین فقیر کو بخش دیا ۔بس پھر تو آپ کا غلغلہ آفاق گیر ہوگیا ۔اور ایک جہان آپ کا عقیدت مند ہوگیا ۔

Marfat.com

آپ نے مکلی میں ایک زاویۂ اعتکاف بنا کر زندگی کے زیادہ ایام اس میں گذارے جہاں اب آپ کا مزار ہے۔اور مرورِ زمانہ کے بعد آپ نے آخری عمر میں شادی کی اور اس باغ کی زمین میں مسکن بنایا۔

آپ کے ہاں چار بیٹے ہوئے۔

ا:۔ابو محمد: آپ سے بچپن میں ہی کئی کرامات کا ظہور ہوا۔منجملہ ،ایک یہ ہے۔کہتے ہیں: کہ ایک روز کھڑے تھے کہ اچانک آپ کے دونوں بازو گیلی مٹی سے بھر گئے۔خدام نے وجہ پوچھی تو فرمایا: کہ میرا فلاں خادم ایک کشتی میں آرہا تھا کہ کشتی گرداب میں پھنس گئی ،جس سے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔میں نے کشتی کو وہاں سے کھینچ کر نکالا ہے۔آخر اسی تاریخ کو مذکورہ شیخ آیا تو یہی ماجرہ بیان ہوا۔

۲:۔صالح محمد معروف بہ فاضل محمد

۳:۔ولی محمد: یہ تینوں بیٹے والد کی زندگی میں وفات پا گئے۔

۴:۔شیخ محمد واصل: آپ اپنے والد گرامی کے کمالات سے متصف تھے ا۔وران کی یادگار تھے ۔جس روز آپ کے والد کا وصال ہوا تو بہت بڑا اجتماع ہوا۔سب نے عہد کیا کہ تین روز تک روزانہ جمع ہوں، تا کہ محفل سماع منعقد کی جائے۔سید جلال ولد سید علی شیرازی کو شک ہوا کہ ان کا مجمع کہیں سید علی شیرازی کے عرس سے زیادہ نہ ہو جائے۔انہوں نے تمام فقراء جو وہاں آئے تھے انہیں منع کر دیا۔سید کے منع کرنے پر دوسرے روز فقراء جمع نہ ہوئے۔تو کرامتِ شیخ سے مجمعِ سید میں بھی لوگ جمع نہ ہو سکے اور نہ پہنچ سکے۔انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ شیخ محمد واصل کی رنجش کے باعث ایسا ہوا ہے۔چنانچہ انہوں ۔نے باہم صلح کر لی۔بالآخر، آخری روز جب دور دراز سے آکر جب فقراء جمع ہوئے تو انہوں نے بتایا کہ ہم سارا دن سفر کرتے تھے مگر شام کو دیکھتے تھے ہم اسی جگہ ہوتے تھے جہاں سے چلتے تھے۔مگر آج چلے تو منزل پر پہنچ گئے۔مگر سبب معلوم نہیں کہ ایسا

Marfat.com

کیوں ہوتا تھا۔چنانچہ اس کے بعد سے آج تک دونوں بزرگوں کے فقراء دونوں بزرگوں کے عرسوں پر جمع ہوتے ہیں۔

شیخ محمد واصل کی بیٹی شیخ ضیاءالدین سے منسوب تھی، جو کہ شاہ عبداللہ قریشی ملتانی کی اولاد سے تھے۔اور ضیاءالدین ھندوستان کی سیر کو چلے گئے تھے مگر پھر واپس نہیں آئے۔ان کے بھائی شیخ محمد رضا اسی جگہ رہے شیخ محمد واصل کی رحلت کے بعد ان کی اولاد نہ ہونے کے باعث شیخ عالی کے سجادہ نشین ہوئے۔

ککرالہ کے پیرزادے آپ کے چچازاد ہیں۔

شیخ ابن شاہ

آپ شیخ اسمٰعیل قریشی کے پوتوں میں سے ہیں۔جو بدین میں آسودہ خاک ہیں۔

آپ شیخ بہاءالدین زکریا کی اولاد سے ہیں۔اپنے وقت کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔

آپ کا مدفن ٹیلہ ابھن شاہ پر ہے۔اور آپ کی اولاد موضع بہاءالدین پور میں ہے۔

سید فیروز

اہل مجاہدہ اور اہل راز درویشوں میں سے آپ ایک ممتاز درویش ہیں۔عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اورنگ آباد اپنے حضور طلب کیا۔دولت خانہ میں آپ کو جگہ دی۔اور ہر جمعرات کو آپ کے ساتھ روحانی اور معنوی صحبتیں کرتا تھا۔

شیخ فاضل شاہ قریشی صدیقی

آپ حضرت شیخ الشیوخ ملتانی کی اولاد میں سے ہیں۔گیارہوں صدی ہجری کے اوائل میں سندھ تشریف لائے۔موضع بکیرہ میں سکونت اختیار کی۔اور آباواجداد کے مریدوں کو بے انتہا فیض یاب کیا۔

کہتے ہیں: وہاں تمر ھندی (املی) کا ایک درخت تھا جسے سندھی میں ''آمری'' کہتے

Marfat.com

ہیں۔اس درخت میں قدرت الٰہی سے ایک ایسا سوراخ پیدا ہوگیا جو ایک دریچہ کی مانند ہے۔ اس دریچہ میں سے گذرنا طہارت نفس سے مشروط ہے۔وہاں حضرت شیخ الشیوخ کے مریدوں کا حلقہ سماع ہوتا ہے۔مگر مخدوم نوح کے خدام نے تصرف کرتے ہوئے اس پر غلبہ حاصل کرلیا۔شیخ الشیوخ کے مرید ملتان گئے اور وہاں جا کر عرض پرداز ہوئے۔امر ہوا کہ عنقریب میری اولاد سے ایک بزرگ وہاں آئے گا۔اسی وجہ سے شیخ شہراللہ قریشی جو کہ مخدوم نوح کے فقیروں میں سے لقب ''تہورہ'' کے معروف ہیں۔انہوں نے وہ جگہ خالی کردی اور اپنے خاندان کے فقیروں سے وابستہ ہوگئے جو ''مرید'' کے لقب سے مشہور ہیں اور انہی کا دستورالعمل اپنالیا۔

مخفی نہ رہے کہ سندھ میں شیخ بہاء الدین ملتانی کے فقیروں کا لقب ''مرید'' ہے۔ اور مخدوم نوح سے منسوب لوگ ''تہورہ'' کہلاتے ہیں۔اور اسی طرح سید عبدالکریم کے فقراء ''موکھہ'' کے نام سے مشہور ہیں

درویش بدین

آپ کے والد کا نام راہو ہے۔سندھ کے کامل مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ کی کثیر اولاد ہے جو باعزت زندگی گزار رہی ہے۔

مخدوم نورنگ سومرہ

آپ موضع وریاہ کے رہنے والے تھے۔مشہور مشائخ میں سے ہیں۔

مخدوم عبدالحمید

آپ بھی موضع وریاہ کے رہنے والے تھے۔اس دور کے معروف صوفیہ، عرفا اور جید علما میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔نسبت فرزندی آپ کی مخدوم نورنگ سومرہ سے ہے۔

آپ کے فرزند رشید کا نام مخدوم اسحٰق ہے جو معروف اتقیاء اور مشہور علما میں سے ہیں۔آپ مخدوم رحمت ثانی ٹھٹھوی کے دادا ہیں۔

Marfat.com

مخدوم الیاس

آپ شیخ شہاب الدین کی نسل سے ہیں ۔اپنے عمدہ کردار اور اعلیٰ اوصاف کے باعث مشائخ میں بہت معروف تھے۔ دانہ پانی انہیں سندھ لے آیا۔اور آپ موضع دریاہ میں آکر سکونت پذیر ہوئے ۔اور آخر عمر تک یہیں رہے ۔آپ سے عجیب وغریب کرامات کا صدور ہوا۔آپ کے اوصاف حمیدہ اور معرفت کی فضیلت زبان زدعام وخاص ہوئی۔

آپ کا بیٹا مخدوم ہارون ٹھٹھہ آ گیا۔

مخدوم بایزید

والد کا نام مخدوم یوسف ہے ۔جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ۔اپنے عہد کے استاد کامل تھے۔چونکہ آپ کی والدہ مکرمہ معروف بزرگ سید لاکھ کی بیٹی تھیں ۔اور بڑی پارسا اور عفت و عصمت مآب تھیں ۔اس لئے مخدوم خود کو نجابتاً علوی کہلاتے تھے ۔علوی لوگ آپ سے اس بات پر ناراض رہتے تھے ،معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ السلام کے روضہ انور سے اس کی تشفی کرائی جائے ۔چنانچہ روضہ اقدس سے آواز آئی ''بایزیدابنی''یعنی بایزید میرا بیٹا ہے ۔پھر جا کر کہیں ان کے مخالفین نے ان کا پیچھا چھوڑا۔

آپ کا بیٹا میاں حافظ صاحب سلوک ہوا

مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی

والد کا نام مخدوم اسحٰق بن مخدوم عبدالحمید تھا۔جن کا ذکر آچکا ہے ۔آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے ۔آپ کے بیٹے مخدوم آدم ولد مخدوم رحمت اللہ معروف دانشمند ہیں۔

شاہ ابوالقاسم

آپ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہروی کی اولاد سے ہیں ۔آپ ٹھٹھہ تشریف لائے تو راہ سلوک کے مسافروں کے لئے راہنما اور اہل ایقان کے زمرہ میں شامل ہوئے ۔طلبہ کو بہت

Marfat.com

زیادہ فیض عطا کیا اور اپنے معتقدین کی مشکلات کے حل کا سبب بنے۔آپ نے جب وصال فرمایا تو اپنے بعد شیخ محمد یعقوب کو جانشین چھوڑا۔جو صدق ویقین کے علوم سے واقف تھے۔اور شاہ نعمت اللہ آپ کے قائم مقام ہوئے۔وہ دعوت وارشاد کے راستے پر بہت عمدہ چلے۔

آپ نے دو گوہر عرفان یادگار چھوڑے۔۱:۔شاہ عزت اللہ،۲:۔شاہ اسد اللہ

عبدالرحیم ونانڑی ٹھٹھوی

آپ ایک متقی پرہیزگار،صاحب حال و قال اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ اوراس دور کے لوگ آپ کے بے حد معتقد تھے۔

صلاح وورع آپ کی اولاد میں بطور وراثت باقی ہیں۔

میر مرزا جان

آپ اپنے وقت کے عظیم خاندان کے چشم و چراغ اور مشائخ وقت میں سے تھے۔ صاحب عرفان وسلوک اور گروہ عامل کے مرجع کامل ہو گذرے ہیں

شیخ محمد ماہ جونپوری

آپ صوری ومعنوی فضائل سے آراستہ تھے۔آپ کا سلسلۂ ارادت سلطان المشائخ سے ملتا ہے۔عالمگیر بادشاہ آپ سے ارادت رکھتا تھا،اوران کے مابین با اخلاص خط وکتابت ہوتی تھی۔

سید محمد قنوجی

آپ قنوج کے رہنے والے تھے۔ہمیشہ علوم دینی کے مدرس رہے۔اور معارفِ یقینی کی شرح میں مشغول رہتے تھے۔

شاہجہان بادشاہ نے اپنے اواخر عہد میں آپ کو تمام اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ اور خصوصی توجہ سے نوازا۔باپ کے بعد اس کے بیٹے عالمگیر نے آپ کو اکبر آباد بلایا اور آپ کی

Marfat.com

بڑی توقیر کی اس نے احیاء العلوم آپ سے پڑھی۔آپ کا بیٹا سید محمد تھا جو فوج کے احتساب پر مامور تھا۔اور دوسرا سید عبدالکریم تھا جس کے ذمہ خصوصی خدمات لائقہ تھیں۔اور وہ کتب متداولہ کی تدریس میں مشغول رہتا تھا۔

سید احمد

آپ کے والد کا نام سید محمد کالپی تھا۔کاشفی تخلص کرتے تھے۔اپنے وقت کے قطب تھے،جس کسی پر نگاہ ڈالتے وہ بیہوش ہو جاتا تھا۔

شاہ لدھا

میر لطف اللہ بلگرامی (جس کا ذکر آگے آئے گا) آپ کا مرید تھا۔عالمگیر بادشاہ نے آپ سے ملاقات کی بہت کوشش کی،مگر آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی۔اکثر معانی حقایق کو اشعار میں بیان فرمایا ہے۔

[صاحب مآثر الکرام:۱۸۹ نے میر سید لطف اللہ المعروف شاہ لدھا بلگرامی کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔اور لکھا ہے کہ یہ ایک ہی شخصیت تھی،جبکہ قانع نے یہاں لکھا ہے کہ میر لطف اللہ بلگرامی شاہ لدھا کے مرید تھے۔اور لطف یہ ہے کہ معیار۱۲ میں قانع نے بھی اسے ایک شخصیت کے طور پر ہی متعارف کروایا ہے۔یہاں شاید اشتباہاً ایسا لکھا گیا۔مترجم]

سید ابوبکر

آپ لکھنوی سادات کے عظیم بزرگوں میں سے تھے۔شاہزادہ معزالدین جب دین محمد سرائی کو پکڑنے کے لئے بوستان آیا،تو سید ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔چنانچہ آپ کے وعدہ کے مطابق وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔

میر محمد کاظم

آپ مصنف کتاب ''قانع'' کے جداعلیٰ تھے۔میر ظہیر الدین والاسلام جادم ثانی کے پوتے تھے۔اور سید شکراللہ شیرازی کی اولاد میں سے تھے۔عجیب حالت تھی۔بعض دفعہ ہفتہ عشرہ

Marfat.com

کے لئے حجرہ کا دروازہ بند کر کے سو جاتے تھے۔اور سونے کی حالت میں سوائے ذکر کی آواز کے ان سے کچھ نہیں سنا گیا۔جب آپ حجرہ سے باہر آتے تو آپ کا چہرہ دمک رہا ہوتا تھا۔ایسا لگتا تھا کہ آپ عیش وعشرت میں دن گذار کے آئے ہیں۔اور یہ حالت علی الدوام تھی۔اور کسی کو جرأت نہ تھی کہ آپ سے استفسار کرے یا اپنی گفتگو میں اس کو موضوع بنائے اور بیان کرے۔جب آپ کا وصال ہوا تو دو بیٹے یادگار چھوڑے۔

۱۔سید محمد عارف: آپ کی صلبی اولاد نہ تھی۔

۲۔سید عزت اللہ: اس کتاب کا مؤلف (قانع) اور میرے تمام بھائی اور بھتیجے اور اولادان کی یادگار ہے۔

Marfat.com

بارہواں معیار

بارہویں صدی ہجری کے مشائخ کا ذکر

حاجی غلام محمد معصوم

ابن امام العارفین محمد اسمعیل بن حضرت قیوم الزمان محمد صبغت اللہ بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ۔

شیخ غلام محمد اپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔شیخ عمر افغان اس خاندان کا مرید ہوا تو ان کا بہت چرچا ہوا۔آخر مرشدزادہ کی رنجش خاطر کے باعث واغی گیا۔اس کے بیٹوں نے اسے مزید بڑھایا اور پھر شاہ تیمور افغان سے دیکھا جو دیکھا۔

خواجہ غلام محمد نے جو امانت اپنے باپ سے پائی تھی وہ صوری و معنوی ہر چیز حسب الامر اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کی اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شیخ سیف الدین

آپ اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندی الملقب بہ حضرت ایشان کے جانشین تھے۔اپنے آباء واجداد کے کمالات سے متصف تھے۔سیرت وصورت میں اجل اولیاء جیسے تھے۔سلسلۃ الذھب نقشبندیہ کا احیاء اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق کیا۔اور ارشاد الطالبین کے میدان میں بزرگی کا جھنڈا بلند کیا۔آپ کے مریدین میں چند نام یہ ہیں۔

شیخ ظہور اللہ،صوفی عبد الغفور،حافظ موسیٰ،حافظ عبدالرب امام مسجد فتح پوری،حافظ فاضل منگل کوٹی،صوفی پایندہ،صوفی سعد اللہ کابلی،شیخ عطا اللہ سورتی،میر ابراھیم،میرزا محمد میرک،شیخ باقر لاہوری،حاجی اسد اللہ وزیر آبادی،ملا محمد جان درسکی،حافظ محمد محسن دہلوی،ملا ابو القاسم کابلی،حافظ عبدالرؤف ٹھٹھوی،میاں نجم الدین سلطان پوری،حافظ ابوالقاسم ٹھٹھوی ان

Marfat.com

میں ہر ایک صاحب حلقۂ ارشاد تھا۔عدم تعارف کے باعث شرح وبسط کے ساتھ ان کے احوال بیان نہیں کئے جا سکے۔صرف ان کے اسمائے مبارک تبرکاً لکھنے پر اکتفا کیا ہے ازانجملہ:

حافظ ابوالقاسم نقشبندی

آپ درس ابراھیم کے بیٹے تھے۔جو آباؤ اجداد سے شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خاندان کے عقیدتمند تھے۔درس ابراھیم ٹھٹھہ تشریف لائے۔ وہ صورت و معنی میں بزرگ تھے۔اوران کے بیٹے حافظ ابوالقاسم مدت مدید تک سرھند میں شیخ سیف الدین کی خدمت میں رہے۔بڑی جانفشانی سے خدمت کی۔اوران سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا، اورخلافت واجازت ارشاد حاصل کر کے ٹھٹھہ آ گئے۔طلبہ کو بہت فیض پہنچایا۔جو فیض طلبہ سے آپ کو حاصل ہوا اس کو بیان کرنے کا قلم کو یارا نہیں۔آپ کے فیض یافتہ ارادت مند بے شمار ہیں۔مشتے نمونہ از خروارہ کے مصداق چند ایک کا ذکر یہاں کیا جائے گا۔

آپ کا وصال ۱۱۳۸ھ میں ہوا۔

میاں ابراھیم

آپ کے خلف نامی نے ان کے بعد کافی عرصہ زندگی گذاری۔آپ کے چھوٹے بیٹے ''احمد'' نام کے ہوئے۔وہ چھوٹے ہو کر کردار میں عظیم تھے۔آپ کو اجل نے مہلت نہ دی، ورنہ وہ ایک عمدہ چیز ہوتے۔اب ان کے مسند ارشاد پر پوتوں کے علاوہ کوئی نہیں۔آپ کے مریدوں میں چند نام یہ ہیں:۔

سید عبداللہ ولد سید محمد ناصر، سید نعمت اللہ شکر اللہ شیرازی کے بیٹے، میر مرتضٰی ولد میر کمال الدین خان مہدوی، مخدوم عنایت اللہ بصیر۔مخدوم میدنہ نصر پوری۔مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی، نور محمد سہار، حاجی کمال اودھیجہ، میاں عبدالولی برادرِ میاں عبدالباقی، واعظ اگہی متعلوی ،سید سلطان شاہ ھندی، میاں حبیب المشتہر بہ میت پوترہ، درس بلال ساکن پران، درس شرف

Marfat.com

الدین ولد درس بلال، شیخ یحییٰ عرب جو مدینہ شریف چلے گئے، اور وہاں اس طریقہ کا احیاء کیا۔ میاں محمد نبیرۂ مخدوم آدم نقشبندی، ان سے میاں محمد زمان ساکن لونہاری، مخدوم محمد معین اور میاں یعقوب سمہ ساکن قریہ کبیر، محمد مقیم ولد سعداللہ ساکن جھیجہ، میاں عبدالرحیم سومرہ وغیرہم۔

سید عبداللہ و سید محمد ناصر

یہ دونوں حضرت سید نعمت اللہ شیرازی کے بیٹے ہیں، جو قاضی میر شکراللہ کی اولاد سے تھے۔ دونوں بھائی اپنے والد کی خدمت سے مرتبۂ کمال کو پہنچے۔ سید محمد ناصر تقویٰ اور پرہیز گاری میں بہت مشہور ہوئے۔ کہتے ہیں: کہ جب آپ سنِ شعور کو پہنچے تو نامحرم عورتیں تو درکنار آپ نے کبھی اپنی والدہ محترمہ کا چہرہ بھی نہ دیکھا۔ ہمیشہ اپنے رخ پر برقعہ رکھتے، سوائے نمازِ جمعہ کے حجرہ سے باہر نہ آتے، اور زندگی کے اوقاتِ بابرکات پردۂ اخفاء میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذارتے، جوان کے اجداد کا طریقہ تھا۔ آپ کی عمر ابھی اتنی زیادہ نہ تھی کہ ایک بار ٹھٹھہ میں وباء پھیل گئی اور خشک سالی ہوگئی۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ جب تک نمازِ استسقاء کسی صاحبِ گداز دل کی اقتداء میں نہ پڑھی گئی یہ بلا نہ ٹلے گی۔ اور ان اوصاف کا حامل صرف سید محمد ناصر ہی تھے۔ لوگوں نے قاضی محمد حسین سے رجوع کیا، تو انہوں نے سید محمد ناصر کی والدہ محترمہ سے عرض کیا کہ وہ اپنے بیٹے سے کہیں۔ سید نے والدہ کا حکم سن کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے، کہ آپ نے مجھے رادِ خدا میں قربان کر دیا ہے۔ میں قبول کرتا ہوں کہ قضا کا رنگ یہی ہے۔ آپ کی والدہ معصومہ نے فرمایا: کہ میں خلق اللہ کے کام میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔ کہتے ہیں: کہ نمازِ امساکِ باران کے بعد تیسرے روز بارش تو بہت ہوئی، مگر سید بھی رحمتِ ایزدی سے جا ملے۔ یہ واقعہ تو گیارہویں صدی ہجری کے اواخر میں پیش آیا، مگر ربطِ سخن کے باعث یہاں نقل کیا گیا ہے۔

سید عبداللہ اپنے بھائی کے وصال کے بعد، حافظ موصوف کی خدمت میں اپنے فیوضِ کثیرہ کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر اپنے مرشد کے شیخ کے حکم سے سرہند سے نسبتِ ارادت قائم کی، اور

Marfat.com

ان کی نوازشاتِ جلیلہ سے اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔آپ اپنے مرشد کی زندگی میں ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔آپ کا وصال بارھویں صدی کے اوائل میں ہوا۔

آپ کی اولاد نہیں تھی۔آپ کی اہلیہ محترمہ پرہیز گار اور متقی عورتوں میں سے تھیں۔ اپنے شوہرِ نامدار کی طرح طریقۂ نقشبندیہ سے فیض یافتہ تھیں۔مخدوم محمد معین کی طرح اس خانوادہ کے ارادت مند آپ کے در پہ حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔آپ مستورات میں صاحبِ حلقۂ ارشاد تھیں۔

آپ کا وصال ۱۲۵۰ھ کے بعد ہوا۔

میاں عبدالباقی واعظ

آپ حافظ ابوالقاسم نقشبندی کے مرید تھے، حضور مصطفوی صلوات اللہ وسلامہٗ کی مجلس کی حضوری آپ کو حاصل تھی۔اگہم کے رہنے والے تھے، مگر زیادہ تر آپ موضع متعلوی میں سکونت پذیر رہے۔آپ کے مرشد کا حکم تھا کہ جس جگہ بیٹھ کر آپ مراقبہ میں میری طرف متوجہ ہوں گے، میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔یہ ظاہری فاصلہ، حضوری میں بدل جائے گا۔

کہتے ہیں: کہ آپ جب بھی مجلسِ وعظ منعقد کرتے، وہ بغیر امرِ حضرت رسالت پناہی ﷺ نہ ہوتی تھی۔

آپ کے بھائی میاں عبدالولی بھی حافظ ابوالقاسم کے مرید اور فیض یافتہ تھے۔میاں ابوالبقا ولد میاں عبدالباقی ہمارے زمانے میں ہوئے ہیں۔

مخدوم میدنہ نصرپوری

آپ کا شمار اجل علما اور افضل اتقیاء میں ہوتا ہے۔آپ بھی حافظ ابوالقاسم نقشبندی کے مرید تھے۔اور مخدوم محمد امین ساکن موضع کے بھی ارادت مند تھے۔

آپ کے بیٹے میاں عبداللہ بھی بہت بڑے عالم تھے۔اور اپنے والد بزرگوار کی طرح

Marfat.com

معالمِ باطنی سے بھی واقف تھے، باپ کا نام آپ نے زندہ کیا۔

میاں محمد

آپ مخدوم آدم ٹھٹھوی نقشبندی کے پوتے ہیں۔ جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ آپ حافظ ابوالقاسم کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی خانقاہِ ارشاد کو بوجہ اتم جِلا دی۔ اور ایک کثیر جماعت کو فیض یاب کیا۔

میر عزت اللہ

والد کا نام محمد کاظم ہے۔ آپ سید ظہیر الدین والاسلام جادم شکر اللہ شیرازی کی اولاد سے ہیں۔ مصنف کتاب ''میر علی قانع'' کے والدِ گرامی ہیں۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح گوشہ نشینی اور پردۂ اخفا میں زندگی گذاری۔

آپ کا وصال ۱۱۶۱ھ میں ہوا۔

نور محمد خراسی نے نقل کیا ہے: کہ جوانی میں ہم سب حج بیت اللہ کو گئے۔ سید کا بھی ہمارے ساتھ جانے کا وعدہ تھا۔ مگر جس روز روانہ ہونا تھا، اس روز فرمایا: کہ والدہ نے اجازت نہیں دی۔ ہم نے سید کو طوافِ کعبہ کے وقت دیکھا تو سوچا کے شاید ہمارے آنے کے بعد اُن کی والدہ نے اجازت دے دی ہو۔ طواف کے بعد انہیں بہت ڈھونڈا مگر نہ ملے۔ جب ہم واپس ٹھٹھہ آئے تو لوگوں میں سے کسی نے نہیں کہا کہ سید ان ایام میں کہیں باہر گئے ہوں۔ مگر جب ہم نے خود سید سے دریافت کیا، تو پہلے تو وہ نہ مانے، مگر آخر سید نے عہد لیا کہ میری زندگی میں کسی سے بیان نہ کرنا۔ جب ہم نے عہد کیا تو پھر مان گئے کہ ہاں۔

میاں محمد زمان

آپ میاں محمد نقشبندی معزالیہ کے مرید تھے۔ بارھویں صدی کے اواخر میں آپ کی بزرگی کی شہرت بہت ہوئی۔ اور آپ کے حلقۂ ذکر اور مراقبات کا چرچا دور دور تک جا پہنچا۔ اور

Marfat.com

باوجوداس کے کہ آپ کا ذریعۂ آمدن کوئی نہیں تھا، سینکڑوں لوگ آپ کے لنگر سے دوپہر اور شام کو کھانا کھاتے تھے۔ ان ایام میں سندھ میں آپ جیسا کوئی صاحبِ ارشاد نہ تھا۔ تمام بزرگ اور طلبہ آپ کی خدمت میں آکر فیض یاب ہوتے تھے۔

۱۱۸۰ھ کے بعد آپ کا وصال ہوا۔

میاں گل محمدؒ

آپ اُس صاحبِ کمال (میاں محمد زمان) کے فرزندِ نامی ہیں۔ تا حال اپنے والدِ گرامی کی طرح رشد و ہدایت کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔ اور والد سے بھی زیادہ اس سلسلے کو فروغ دے رہے ہیں۔ اللھم زد و بارک۔

مخدوم عبدالرحیم

آپ منگریہ قوم کے فرد تھے۔ اکثر وقت تلہار میں گزارا، زندگی کے آخری ایام میں ''گروھوڑ'' میں جا بسے۔

ظاہری علوم میں کامل دسترس کے باعث کسی کو اپنے جیسا نہ سمجھتے تھے۔ مگر اچانک طلبِ حق کا جذبہ دامن گیر ہوا، تو جو کچھ دنیاوی مال اسباب تھا، سب کچھ ترک کر دیا۔ اور متعدد منکوحہ بیویوں کو چھوڑ کر (اجازت لے کر یا آزاد کر کے) آپ میاں محمد زمان نقشبندی کی خدمت میں جا کر حاضر ہو گئے۔ ان کی صحبت اور معیت سے ایسا جذب و کیف حاصل ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ ایک جہان آپ کا ارادت مند ہو گیا۔ آپ بظاہر افاقہ کی حالت میں حدیث شریف کے عامل تھے، اور آپ کا عمل اس حدیث شریف پر تھا۔ من ادرک رکعة مع الامام فقد ادرک الصلوة۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۰۷)۔ یعنی جس نے امام کے پیچھے ایک رکعت بھی ادا کر لی، اس نے پوری نماز کا ثواب پا لیا۔

حالتِ سکر اور بے خودی میں بعض اوقات غیر شرعی کلمات آپ کی زبان سے سرزد

Marfat.com

ہوتے ۔مثلاً کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لفظ ''احمد'' کا اضافہ کر کے ''احمد رسول اللہ ﷺ کہتے تھے ۔علماء میں سے کسی نے تکفیر کا فتویٰ دینا چاہا مگر مقابلہ کی جرأت نہ کر سکا ۔آپ سر کے بال بڑھانا، رکھنا فرض جانتے تھے۔

میر بجار تالپر آپ کا مرید اور بیحد معتقد تھا۔آپ میاں سرفراز خان عباسی والی سندھ کے عہد میں خدا آباد تشریف لائے ۔بہت سے لوگ آپ کے مخلص اور معتقد ہوئے ۔جو کوئی آپ کے سامنے آتا اسی وقت آپ پر نثار ہو جاتا۔

آخر کار عمر کوٹ کے قریب ہندوؤں کے عبادت خانہ کے ایک جوگی سے آپ کی لڑائی ہوگئی ۔آپ نے جہاد کا عزم کر لیا۔چودہ، پندرہ فدائی مرید آپ کے ہمراہ تھے۔مریدوں نے چاہا کہ خود کو پیر کے قدموں پر قربان کر دیں۔مگر آپ نے منع فرمایا، اور کہا: کہ مجھے یہ اپنا بت توڑنا ہے یا جوگی کا۔آخر جام شہادت نوش فرمایا۔

برہان فقیر

آپ مخدوم عبدالرحیم گروھوڑی کے منظور نظر مرید ہیں ۔اپنے دم قدم کے ہر پہلو سے مرشد کی یادگار ہیں۔ظاہری و رسمی علماء نے آپ کا مواخذہ کر کے حاکم کے پاس پہنچا دیا۔آپ کے گلے میں طوق زنجیر ڈال دیا گیا۔صرف نماز کے وقت طوق کھولتے تھے۔

مخدوم ابراھیم کی زبانی مذکور ہے کہ آپ کو قید اور آزادی سے کوئی سروکار نہ تھا ہر حال میں یکساں تھے۔آخر آپ کو اونٹ پر اوندھا سوار کر کے اور مریدوں کو گدھوں پر بٹھا کر شہر میں گھومایا گیا مگر آپ کے مزاج میں کوئی تغیر نہ آیا۔ابھی آپ بقید حیات ہیں۔

سید سلطان شاہ

آپ نواب خلیل خان کے بھانجے ہیں۔۱۱۲۴ھ میں ٹھٹھہ آئے۔اپنے خالو کے معزول ہونے کے بعد اس کی جاگیر کے وارث بنے ۔اور ٹھٹھہ کے ناظم تھے۔آپ کی ارادت

Marfat.com

حافظ ابوالقاسم نقشبندی سے تھی۔ان کی صحبت سے بہت فیض پایااور روحانیت میں بہت بلند مقام حاصل کیا۔

اپنے مرشد کے وصال کے بعد موضع بدین میں سکونت اختیار کی ۔ بزرگی اور کرامتِ حال میں آپ کا شمارا کابرابراراور اخیار میں ہوتا ہے۔موضع براسہ آپ کے نام سے موسوم ہے۔

میاں نور محمد والی سندھ کوآپ سے بیحد ارادت اور عقیدت تھی۔عام وخاص کے آپ مرجع تھے۔

۱۲۶۰ھ کے بعد آپ کا وصال ہوا۔(شاید سہوِ کاتب ہے،۱۱۶۰ ہونا چاہیے۔مترجم)

درس بلال

نالہ پران کے قریب آمری کے آس پاس کے رہنے والے تھے۔حافظ ابوالقاسم نقشبندی کے فیض یافتہ تھے۔کامل بزرگی اور کرامات میں مشہور تھے۔

آپ کے بیٹے میاں شرف الدین آپ کے قائم مقام ہوئے۔مرجع الانام تھے۔اور خاص وعام کوفیض یاب کرتے تھے۔

درس عبدالرحیم سومرہ

آپ حضرت حافظ ابوالقاسم نقشبندی کے اجل مریدوں میں سے ہیں۔ولایت کی روشن نشانیوں اور کرامات ظاہرہ کے مالک تھے۔ٹھٹھہ کے معروف دانشمند مخدوم محمد معین سے نسبتِ ھم مرشدی (پیر بھائی) ہونے کے علاوہ عشق کی حدتک محبت کرتے تھے۔اوران کی زندگی میں ہی وفات پائی۔

مخدوم عنایت اللہ بصیر واعظ

آپ بھی حضرت حافظ ابوالقاسم نقشبندی کے خاص مریداور فیض یافتہ تھے۔آپ مادر زادنابینا تھے۔مگر ظاہری نظر نہ ہونے کے باوجود آپ کی باطنی نگاہ روشن تھی۔

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں: کہ پیدائش کے وقت جب میری ناف کاٹنے کے لیے چیز تلاش کررہے تھے تو میں دیکھ رہا تھا کہ کہاں ہے مگر میں بول نہ سکتا تھا۔

آپ کی مجلس بڑی پر تاثیر ہوتی تھی۔اور نابینا ہونے کے باوجود ظاہری علوم کو بھی مرتبہ کمال تک حاصل کیا۔

تفسیر سورہ یوسف بڑی ضخیم لکھی۔اور کئی دیگر تصانیف ان کی یادگار ہیں۔آپ کے مریدوں میں ایک ''عبدالعلیم'' ہیں جو اصل کشمیری تھے۔اس مرد کامل کو سورت بندر میں دیکھا تھا۔ایسا ارادت مند اور کوئی نظر نہیں آیا۔جب بھی ٹھٹھہ سے کوئی شخص سورت جاتا تو مرشد کے شہری ہونے کی وجہ سے اسی کی بیحد خدمت اور عزت کرتے۔پوری زندگی حتی الوسع اپنے مرشد کی اولاد کی خبر گیری کرتے رہے۔

آپ کا وصال ۱۱۶۰ھ میں ہوا۔

مولوی محمد صادق

ان کے بیٹے کے معروف استاد ہیں، اور مخدوم محمد معین ٹھٹھوی کے شاگرد تھے۔علمِ تفوق اور علوم غریبہ میں کمال حاصل کیا۔آپ شاہ عبداللطیف بھٹائی (تارکی) کے مرید خاص ہیں۔

• ۱۱۷۰ھ کے بعد آپ کا وصال ہوا۔

میر علی اصغر

والد کا نام سید فضل اللہ بن سید جلال ثانی انجوی ہے۔

اپنے دادا کے معاہدہ کے مطابق اور اپنے والد بزرگوار کی طرح بہت سی کرامات کے مالک اور متصرف تھے۔پہاڑ کے لوگ آپ کے بہت معتقد تھے۔اپنی حاجت برآری اور مشکلات کے حل کے لئے آپ سے رجوع کرتے تھے۔بارش کی دعائیں کراتے تھے۔اور اپنے مقصد

Marfat.com

پاتے تھے۔

اپنی عمر مکمل کر کے ۱۱۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

میر محمد

عرف سید پھتو۔آپ سید محمد یوسف مہدوی کی اولاد میں سے تھے۔آپ بزرگ تھے اور ظاہری و باطنی کرامات میں معروف تھے۔اپنے جدامجد کے سجادہ نشین تھے۔محققانہ اشعار کہتے تھے۔

مخدوم محمد معین آپ کے معتقد تھے۔

سید محمد رضا مہدوی

آپ مذکورہ بالا سید محمد کے فیض یافتہ تھے۔

میاں ابراھیم، جن کے بیٹے میاں عثمان ان دنوں علاقہ ککرالہ میں صاحبِ نام نشان ہیں۔وہ سید محمد رضا مہدوی سے فیض یافتہ تھے۔

نقل: میاں ابراھیم فرماتے ہیں: کہ ایک روز دیکھا سید ایک کتاب پڑھتے پڑھتے پریشان اور متغیر ہوگئے۔پھر اسی لمحہ مسکرائے اور خوش ہوگئے۔میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ میں نے قاضی ہمدانی کے بارے میں لکھا ہوا پڑھا کہ وہ ایک دفعہ راستہ سے گذر رہے تھے، کہ دیکھا ایک مسلمان، ایک یہودی سے گفتگو میں عاجز آگیا ہے۔کیونکہ یہودی کہہ رہا تھا ہمارے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) مردوں کو زندہ کرتے تھے۔اور آپ کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ قوت نہ تھی، قاضی نے یہودی سے فرمایا: کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت سے کم ترین ایک فرد ہوں، اگر میں ان تمام قریبی قبروں والوں کو زندہ کر دوں تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے؟ اس نے کہا ہاں! چنانچہ قاضی نے فرمایا ''قم باذن اللہ'' یعنی اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑے ہوں یہ سنتے ہی تمام اہل مقابر زندہ ہوگئے۔یہ منظری دیکھ کر وہ یہودی

Marfat.com

مسلمان ہوگیا۔

سید فرماتے ہیں: کہ قاضی کی شان میں یہ حکایت پڑھ کر میں غمگین اور افسردہ ہوگیا تھا کہ لوگ مجھے کہتے ہیں اس زمانہ میں آپ جیسا کوئی نہیں، مگر اس کے باوجود میں ایک مردہ بھی زندہ نہیں کرسکتا۔ اسی وقت میرے کان میں یہ آواز آئی کہ اگر تو کہے تو تمام اہلِ مکلی کو تمہارے لئے زندہ کردیں۔ یہ سن کر میں خوش ہوگیا۔ بس اسی روایت سے سید کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جب ۱۱۵۲ھ میں ٹھٹھہ کے امراء اور رؤسا نادرشاہ بادشاہ سے ملنے گئے تو سید بھی اپنے احوال کو چھپا کر دنیا داری کے لباس میں چل پڑے۔ ابراھیم مذکور کہتے ہیں: کہ میں چونکہ ہمیشہ سید کی خدمت میں رہتا تھا، میں نے ہمراہ جانے کی التماس کی تو آپ نے مجھے منع فرمادیا۔ اور بتایا کہ مجھے اس سفر میں شہادت نصیب ہوگی۔ تو پھر تُو تنہا رہ جائے گا۔ آپ کے خادم نے پھر پوچھا کہ کیا سبب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: کہ میری جان شیر کے شکم میں ہے۔ آخر آپ اسی سفر میں غائب ہوگئے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں گئے۔ یہ سال ۱۱۵۲ھ تھا۔

میر حیدر الدین ابوتراب کامل

والد کا نام میر رضی الدین فدا ابن ابوالمکارم شہود بن امیر خان۔

میر ابوالمکارم شہود صاحبِ کمالاتِ علمی و عملی تھے۔ سیوستان میں مدفون ہیں۔ اور میر رضی الدین محمد فدا کا وصال ۱۰۲۰ھ میں ہوا۔

میر حیدر الدین کی ذات بڑی متبرک تھی۔ آپ نے مجرد زندگی گزاری، اپنے کمالات کو شاعری میں چھپا رکھا تھا۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنا فیض کا موجب تھا۔ آپ کے معاصر بزرگ مثلاً مخدوم معین جیسے عظیم لوگ ارادت سے آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

[میر علی شیر قانع] اس کتاب کا مصنف، شاعری میں ان کا شاگرد تھا۔ آپ سالک مجذبوں سے بڑے جوش سے ملتے تھے۔

Marfat.com

آپ کا وصال ۱۱۶۰ھ کے بعد ہوا۔

[میر حیدر لدین ابوتراب ''کامل'' متوفی ۱۱۶۴ھ، بن میر رضی الدین خان ''فدائی'' متوفی ۱۱۲۰ھ، بن ابوالمکارم ''شہود'' مصنف ''پری خانہ سلیمان'' متوفی ۱۰۷۳ھ، مدفون سیوہن، بن میر ابوالبقا امیر خان مصنف ''مظہر شاہجہانی'' متوفی ۱۰۵۷ھ، بن میر ابوالقاسم نمکین، مصنف ''نشات نمکین'' مدفون صفۂ صفا روہڑی متوفی ۱۰۱۸ھ، بن ملا میر سبزواری۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: تذکرۂ امیر خانی / سید حسام الدین راشدی، حیدر آباد (سندھی) مطبوعہ ۱۹۶۱ء۔ مترجم]

شاہ عنایت صوفی

ولد مخدوم فضل اللہ بن ملا یوسف اولاد مخدوم صدولا نگاہ آغازِ حال میں طلب حق کے لئے بہت ریاضتیں کیں۔ بہت سے مشائخ کی خدمت اور صحبت میں رہے۔ مگر سنا ہے کہ شاہ عبدالمالک کے مرید ہوئے تھے۔ آپ کا شجرہ طریقت قادری نسبت سے، نسبت نامہ میں اس طرح درج ہے:

آپ مرید مولانا برہان الحق والدین شیخ عزیز اللہ ابن شیخ جان اللہ قادری کے، وہ اپنے والد شاہ جان اللہ قادری عرف شیخ جان محمد سنوری قادری کے، وہ مرید قدوۃ المحققین شیخ میراں جی برہانپوری قادری کے۔ وہ مرید شاہ عبدالشکور قادری کے، وہ برہان الدین کے، وہ مرید شاہ نجم الدین کے، وہ مرید شیخ علی خطیب احمد قادری کے، وہ مرید سید مخدوم کمال بہروبی کے، وہ مرید شیخ میراں جی قادری بہ ملک لاد محمد بسر لطفی کے اور وہ مرید شاہ عالم عرف منجھن گجراتی کے۔

شاہ موصوف سیر و سیاحت مکمل کر کے جب وطنِ مالوف پہنچے، تو قریہ میراں پور المعروف جھوک میں مستقل قیام کر لیا۔ آپ کی دعوت و ارشاد کی دھوم ایسی مچی کہ اکثر دوسرے خانوادوں کے مرید اور گرد و پیش کے زمیندار آپ کی بزرگی کی تازہ شعاع دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہو گئے۔

نور محمد ولد منبہ بن رادہ بن باپو پلیجہ جو پرگنہ پلیجار کے زمینداروں سے تھا۔ اور حمل بن لاکھہ بن حمل بن لاکھہ جت، سید عبدالکریم بلڑی والا کے پوتوں مثلاً عبدالواسع، ولد سید عبدالغنی

Marfat.com

کے ساتھ مل کر آپ کے فقراء کے ساتھ لڑائی کے لئے آ گئے۔ جب وہ اکٹھے ہو کر اچانک حملہ آور ہوئے تو اہل اللہ کا ایک گروہ مخدوم پر تصدق ہو گیا۔ اور اپنی جانیں قربان کر دیں۔ شہدا کے ورثا نے محکمہ درگاہِ جہاں پناہ میں استغاثہ دائر کیا۔ تو بادشاہی قوانین کے تحت ان قاتلوں کی زمین مقتولین کے ورثا کو تفویض کر دی گئی۔ ہندوستان کے اکثر لوگ وہاں کے سرکاری افسروں کے ظلم سے تنگ آ کر فقراء کے علاقے میں آ کر آباد ہو گئے۔ مگر مشیّتِ ایزدی کے مطابق اور اس حدیث کے موجب: ''اشد البلاء علی الانبیاء علیهم السلام ثم اولیاء ثم امثل و ثم امثل ''یعنی سب سخت آزمائشیں نبیوں پر آتی ہیں۔ اس کے بعد ولیوں پر پھر جو ان کی طرح ہیں ان پر۔ پھر جو ان کے ساتھی ہیں ان پر آتی ہیں۔ یہ کاملِ کاملاں بھی بالآخر شہید ہو گئے۔ ایک دفعہ ان منحوسوں نے جمع ہو کر ٹھٹھہ کے حاکم کو ورغلایا اور اس مضمون کی عرضی پیش کی کہ فقیر نے خروج کا ارادہ کر لیا ہے۔ لہٰذا ان پر فوج کشی کی جائے۔ چونکہ ابھی کام کی ابتدا ہو رہی ہے اس لیے ابھی سے اس کی سرکوبی کی جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ اگر انہیں زیادہ فرصت مل گئی تو تدارک مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ حکم جاری کرایا گیا۔ اور سندھ کے تمام علاقوں کی فوج اکٹھی کر کے چڑھائی کی گئی۔ اور ۱۱۳۰ھ میں انہیں شہید کر دیا گیا۔

شاہ عزت اللہ

شاہ عنایت شہید کے یہ فرزند آپ کے جانشین ہوئے۔ اور بقیہ فقراء کی تربیت فرمانے لگے بارہویں صدی ہجری میں ۱۱۸۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

شاہ عزت اللہ کی اور اولاد صلبی نہ تھی۔ آپ کے داماد شیخ محمد زاہد ولد شاہ ابراہیم صوفی آپ کے قائم مقام ہوئے۔

شاہ سلام اللہ

آپ شاہ عنایت شہید کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ اکثر اوقات بغیر زادو اسباب

Marfat.com

(سامانِ خورد ونوش) کے صحراؤں میں رہتے تھے۔آپ کا اعتقاد تھا کہ کسی نہ کسی دن کوئی بزرگ حالتِ جذبہ میں اپنے پاس بلا لے گا۔اور میں سراس کے قدموں میں رکھ دوں گا۔اور یہ مرشد پہ قربان ہونے سے دریغ نہ کرے گا۔

ایک معتبر شخص کی زبانی سنا ہے کہ جب میاں غلام شاہ کلہوڑہ اور اس کے بھائی عطر خان کے درمیان اقتدار کی جنگ چھڑ گئی تو عطر خان افغانوں سے مدد کا طالب ہوا۔کسی نے آپ کے سامنے یہ ماجرا بیان کیا،تو آپ نے فرمایا: چونکہ غین کے سر پر نقطہ ہے اس لیے چاہیے کہ غلام شاہ غالب آئے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

زندگی کے آخری ایام میں جب آپ سکر کی حالت سے نکل کر حالتِ صحو میں آئے تو صحرا کو چھوڑ کر شہر میں آ گئے۔اور اپنے بھائی شاہ عزت اللہ کی زندگی میں وصال فرمایا۔حضرت شاہ عنایت اللہ شہید سے فیض یافتہ اور مریدوں کی تعداد تو بے شمار ہے۔لیکن ان میں سے چند مشاہیر جن کے حالات دریافت ہو سکے ہیں ان کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

شاہ غلام محمد

آپ شاہ عنایت اللہ صوفی شہید کے رفیقِ سفر ہیں۔ایک بار اکٹھے دکن میں شاہ عبدالملک کے پاس گئے تھے۔آپ ظاہری علوم کے بعد تحصیلِ سلوک کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور پھر آپ کے ہمراہ ٹھٹھہ آئے۔یہاں کے علماء نے جب دیکھا کہ آپ اپنے مرشد کو سجدۂ تعظیم بجالاتے ہیں، جو مرشدانِ واصل کی نسبت مریدانِ کامل کے آداب میں شامل ہے۔تو انہوں نے شریعت کے محکمہ میں لے کر تادیبِ شرعی جاری کر دی۔اس کے بعد امرِ مرشد کے تحت شاہ غلام محمد دہلی چلے گئے۔اور وہاں کامل ظہور فرمایا،وہاں کے تمام امراء اور روساء آپ کے معتقد ہو گئے۔اور آپ فقراء اہل اللہ کے مرجع ہوئے۔

آپ نے لمبی عمر پائی۔محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں مشائخ میں سے آپ جیسا کوئی صاحبِ فیض نہ تھا۔شاہ مسعود صوفی آپ کے فیض یافتہ تھے۔

Marfat.com

سید جان شاہ

آپ کا تخلص میر تھا، آپ میر حیدر رضوی کے پوتوں میں سے ہیں۔ جو سید محمد مکی کی اولاد سے تھے۔

آپ وافر استعدادِ طلب کے باعث راہِ حق کے طالب ہو گئے۔ اور پورے سندھ میں گھومے۔ مگر سوائے شاہ صاحب موصوف (شاہ غلام محمد) کے کوئی منبع فیض نہ پایا۔ آپ نے وہاں ارادت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور تحصیل سلوک کے بعد صاحب اجازت و ارشاد ہوئے، اور واپس وطن آئے۔

جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے فرزندِ رشید میر قلندر علی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ صاحب فقر و فنا تھے، اور اپنے والد کے ہی تربیت یافتہ تھے۔

شاہ اسد اللہ

آپ شاہ صوفی کے لقب سے معروف تھے۔ والد کا نام شاہ نعمت اللہ بن شیخ محمد یعقوب بن شاہ ابوالقاسم انصاری ہروی ہے۔

آپ کے دوسرے بھائی کا نام شاہ عزت اللہ ہے۔ وہ عالمگیر بادشاہ کے دربار میں گئے۔ برہانپور میں شادی کی اور وہیں وصال فرمایا۔ ان کے بیٹے احسن اللہ اپنے چچا شاہ اسد اللہ کے بلانے پر ٹھٹھہ آئے۔ مگر ان کے ٹھٹھہ پہنچنے سے پہلے ہی شاہ اسد اللہ کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ پھر مسعود کے اشارہ پر دہلی چلے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر شاہ غلام محمد موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے رشتہ ارادت استوار کر لیا۔ چنانچہ ان سے فیض یاب ہو کر دوبارہ ٹھٹھہ آئے اور شاہ غلام محمد کے فقراء کو حیاتِ نو بخشی۔ اور اواخرِ ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی۔

شاہ اسد اللہ عرف شاہ اسمٰعیل صوفی شاہ عاشق اللہ ہندی قادری کے مرید تھے۔ اور طریقت میں صاحبِ سلوک تھے۔ آپ جیسا ٹھٹھہ میں کوئی کم ہی پیدا ہوا ہے۔ آپ نے اپنے

Marfat.com

خوارقِ عادات کولباسِ طبابت میں چھپا رکھا تھا۔اور ایک دنیائے اہلِ مہلک امراض سہل اور آسان دواؤں سے شفاء یاب کرتے رہے۔آپ کے اس کمال کے باعث شاہ عنایت صوفی آپ کوتبرک کہتے تھے اور ان پر محبتِ محققانہ دوستی اور صحبت رکھتے تھے۔اور یہ خود کواپنی ادائے محبانہ سے ان کا ارادت مند ظاہر کرتے تھے۔

آپ کی رحلت ۱۱۴۰ھ کے بعد ہوئی۔مدفن مکلی میں ہے۔آپ کی یومِ وفات پر آپ کے مزار پر فقراء کا مجمع ہوتا ہے۔اور عرس منعقد ہوتا ہے۔

شاہ مسعود صوفی

آپ اب اپنے خاندان کی رونق کے احیاء کے لیے کوشاں ہیں۔آپ اہلِ ٹھٹھہ میں شاہ اسمعیل صوفی سے فیض یاب ہوئے۔اور ان کے وصال کے بعد حسب الاشارہ دوبارہ دہلی چلے گئے۔اور شاہ غلام محمد کے پاس منازلِ سلوک طے کیں۔اور پھر ان کے امر کے مطابق ٹھٹھہ آئے۔اب وہ اپنے پیر شاہ عنایت اللہ صوفی سے وابستہ ہیں۔اور ان کے خلفاء میں سے ہیں۔

شاہ عبداللطیف صوفی

آپ بھی شاہ اسمعیل کے دوستوں میں سے ہیں۔اپنے وقت کے معروف بزرگ ہیں۔ مخدوم محمد معین ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہونے کے باوجود آپ کوارادت سے دیکھتے تھے۔

شیخ عبدالواسع صوفی

آپ طریقۂ صوفیہ میں یگانۂ عصر تھے۔اور علوم کے ماہر تھے۔نواب امین الدین خان امیر خانی آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔

"رشحات الصفون اور معلومة الآفاق باقتباس مشکوٰة "آپ کی تالیف ہیں۔

محمد علی

Marfat.com

آپ شیخ عبدالواسع مذکور کے بیٹے ہیں۔آپ چودہ علوم کے متبحر عالم تھے۔تصوف میں کامل تھے۔آپ امامیہ مذہب کے پیروکار تھے۔

سید یاسین سورتی

بارہویں صدی ہجری میں آپ صغار وکبار (چھوٹوں، بڑوں) کے مرجع تھے۔

مرتبۂ غوثیت پر فائز تھے۔آپ سے فیض یافتہ لوگ زیادہ تر سورت بندر میں پائے جاتے ہیں۔

سید یاسین گجراتی

آپ سید عبدالنبی کی اولاد سے ہیں۔اس بارہویں صدی میں عجب صاحبِ کمال ہیں۔

شاہ عبدالرسول خدانما

آپ صاحبِ کمال بزرگ ہیں۔مومن خان نوابِ گجرات (ہند) کے دور میں طالبانِ خدا تبارک وتعالیٰ کے مرجع تھے۔

واحد شاہ صوفی

آپ ''چپ'' یعنی خاموش کے لقب سے معروف تھے۔

کہتے ہیں: آپ نے اپنا چہرہ سیاہ کر کے گدھے پر اُکڑوں بیٹھ کر گدھے کو سارے شہر میں گھمایا اور پھر اسی حالت میں شاہ عبدالرسول خدانما کے در پر آ کر کھڑے رہے۔شاہ صاحب اطلاع کے باوجود کچھ وقت تک باہر نہ آئے۔جب باہر آئے تو واحد شاہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا: کہ کیا خدا کو اس حال میں پانا چاہتے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیے: شاہ صاحب کی زبان سے نکلا کہ ''چپ'' یعنی خاموش ہو جا۔چنانچہ وہ سال بھر ایک درخت کے سایہ میں خاموش بیٹھے رہے۔پھر اپنے گاؤں آئے۔اپنے معاصر بزرگوں اور مشائخ کی زبانی بہت مشہور ہوئے۔

Marfat.com

شاہ عبدالرزاق گجراتی

آپ قلندر مشرب تھے۔قربِ خداوندی کا رزق کھانے والے اور نعمت کدۂ صمدی سے سیر ہونے والے بزرگ تھے۔

محمد شاہ رسول نما گجراتی

اپنے دور کے معروف بزرگوں میں سے تھے۔مثنوی (مولانا روم) کا درس پر تاثیر طریقے سے دیتے تھے۔بغیر معین ومقرر اوقات کے آپ نے کمال فراغت سے زندگی گذاری۔

سید سعد اللہ سورتی

آپ کی ذاتِ مقدس انوارِ ایقان سے آراستہ تھی۔علومِ رسمی، عرفی، نقلی اور حقیقی کے تبحر عالم اور بے ہمتا تھے، ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔تمام سلاسلِ طریقت کے آپ خلیفۂ مجاز تھے۔ اہلِ عرفان کے ساتھ راز و نیاز رکھتے تھے۔

آپ حضرت عبدالشکور دائم الحضور کے مرید تھے۔اور ان سے ہر سلسلہ وطریقہ اور خانوادہ کی سند انہیں حاصل تھی۔انہوں نے جو مثال خلافت اپنے مرشد سے پائی اسے اپنے تصنیف کردہ رسالہ میں درج فرمایا ہے۔اسے بعینہٖ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی احرق اشجار العاشقین بنار مشاھدتہ و آداب فضیض العارفین بسخونہ وافیہ اللطف حداد الزاھدین بکبیر رحمتہ جل من اخفی احدیثہ فی واحدیۃ بوحدتہ ۔ الصلواۃ والسیلام علی البرزخ الجامع بین القصرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفیع الامم فی الدارین و علی آلہٖ و اصحابہ و اولیائہ و علمائہ بذلو اجھدھم فی حفظ الامرین ۔ بعدہٗ!

Marfat.com

فیقول الفقیر الحضور المخاطب بدایم الحضور عبدالشکور لما امرت بالامر الصمدی الاحدی سبع مرات متواليات بان الاخی اخ الاحد انیس مقام الصمد حریق نار عشق الله محبوب رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم سید سعد الله دام له سعادت الشهور و اودعه الکنز المستور و اثبت له بدوام الحضور فلقینة و علمنه بما کنت علمته و ارایته بما کنت رایته و لقنته بما بما کنت لقنته و اوصلة بما کنت و صلة من اقصی مراتب للولایة بتدریج بسیر بعد اذکار بسیروان ابا و کثیر کنت اینه و اشغله باشغال جمیع السلاسل العلیة المحمدیة سی الشطاریة الطایفه التی سبداء سیر سایریها فنتهی سیر سایرها و اجزته سایقه بالغه فی جمعها الارشاد الطالبین المریدین لله المنقطعین عما سوی الله حتی یرشدهم لما بقبله سوادهم و یقبض علیهم ما یقبضه استعدادهم کما اجازنی صدر الصوفیه قبلة اهل السلاسل العلیة قدوة العارفین سلطان الکاملین الشیخ الاجل حضرت شاه صوفی شریف الجهجانی قدس الله سره السلطانی و ادام سلسلة قائمة فایقه رایعه بنور الرحمانی و سید المحققین حجة العاشقین صاحب تجرید قبلة التفرید اشهیر بشاه مسعود الاسفراینی قدس الله سره الصمدانی و لما رایت استعداده کاملان خایفا بحیث لا یضره کثره بما کثره عین الواحدة و ما یلجی الی الغفلة لا هل الفتور فهو لا یورثه الفتور کیف و هو رایم الحضور ما امرته نال بالارادة والخلوة والاختیار العزله کما امرته من ربانی حتی استرت من المعین الحیوانی و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء فانتحر اما ماشاء و علیه کتمان الاسرار الکشف والکرامة الااذا امره خاتم الرسل صلی الله

Marfat.com

علیه و آلهٖ وسلم [و ۲۰۰] و ان یکون عهدینا باخلاقه محبابحبه ببعضنا ببعضه شفیعا علی خلق الله عافیا عنهم فیما علیه الا ان تنهک حرمة الله محترزا من صحبة المخالفین لسنة رسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم حاسلا باخلاق الله الجامع بصفات الجمالیه والجلالیه مظهر الکل فیما اقتضاه ۔ انتهی لفظه قدس الله سرهٗ و شهد الله و نشهد بالله انه لا اله الا هو و ان محمد عبدهٗ و رسوله و ان بسیدی وصوله سلسله عالیه قادریه شکوریه ۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی عین الاحدیته بالواحد ة واظهرا بالواحدته والصلاة والسلام علی حضرت الوحدة و اولیاء الواصلین بالحقیقة المطلقه ۔ اما بعد : فهذا شجرة السلسلة المحمدیة العلیة القادریة الشکوریه من اسمتم بها فقدفاز فوزا عظیما و رفع له الدرجات الحضوریه و هذه قد وصل الفیض الالهی الخاص بخاتم النبین سید الکل محمد رسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم و به الی حبیبه و صاحب سره علی ابن ابی طالب علیه السلام و به الی الامام حسین علیه السلام و به الی الامام زین العابدین علیه السلام و به الی الامام محمد باقر علیه السلام و به الی الامام جعفر صادق علیه السلام و به الی الامام موسی کاظم علیه السلام و به الی الامام علی موسی الرضا علیه السلام و به الی خواجه معروف کرخی و به الی سری السقطی و به الی خواجه جنید بغدادی و به الی ابی بکر عبدالله شبلی و به الی سیدنا ابی القاسم احمد و به الی الشیخ عبدالعزیز و به الی یوسف الطرطوسی و به الی الشیخ ابی الحسن القرشی و به الی قطب الاقطاب ابی سعید المبارک ابی الخیر و

Marfat.com

به الی قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی و به الی سیدنا سید عبدالرزاق و به الی سیدنا السید عبدالله و به الی سیدنا سید ابراهیم الحسنی و به الی السید الجعفر الحسنی و به الی سیدنا قطب الاقطاب شاه مسعود اسفراینی و به الی سیدنا قطب الاقطاب سیدنا و مولانا و هادینا و مرشدنا و ولی امرنا السید عبدالشکور دایم الحضور ادام الله فیضه علی کاشفه الاولیا بفضله الغیر المخصوص علی مرالدهور و به الی تراب قدمه و قدم کل ذی قدم لقدمه محمد سعد الله۔

والسلسلة المحمدية العليه المحمدية الشكورية الشطارية و هی هذه:

قد وصل الفیض الالهی الخاص بسید الموحدین خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و به الی عارف سره علی بن ابی طالب علیه السلام و به الی الامام حسین علیه السلام و به الی الامام زین العابدین [علیه السلام] و به الی الامام محمد باقر علیه السلام و به الی الامام جعفر صادق علیه السلام و به الی خواجه ابی یزید البسطامی و به الی خواجه محمد المغربی الرشید و به الی خواجه اعرابی یزید عشقی و به الی الشیخ ابی المظفر مولانا ترک الطوسی و به الی خواجه ابی الحسن خرقانی و به الی شیخ خداللهی ما ورالنهری و به الی الشیخ محمد عاشق و به الی الشیخ محمد عارف و به الی الشیخ عبدالله الشطاری و به الی الشیخ قاضن الشطاری و به الی الشیخ ظهور حاجی حضور و به الی المولی الشیخ محمد غوث و به الی حضرت الشیخ و جیه الدین و به الی المولی شاه صوفی الجنجهانی و به

Marfat.com

الی قطب الاقطاب سیدنا و مولینا و ھادینا السید عبدالشکور دایم الحضور دام فیضه فی سایر الاقطاب علی مر الدھور و به الی تراب الاقدام و کل ذی قدم لقدمه محمد سعد الله کان الله لهٗ۔

آپ کا وصال ۱۲۵۰ھ کے قریب ہوا۔

[مولوی رحمان علی نے تذکرہ علمائے ہند میں آپ کی تاریخ وفات ۲۷ جمادی الاول ۱۱۳۸ھ لکھی ہے۔
رک مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۱۴ء طبع دوم ص ۷۳۔ مترجم]

آپ کے بیٹوں میں میر عبدالولی علوم عقلی و نقلی کے جامع تھے۔ مولوی محمد صادق ٹھٹھوی نے کچھ عرصہ آپ کی شاگردی میں رہ کر افادۂ کلی حاصل کیا۔ آپ رند مشرب تھے اور مشربِ امامیہ میں صاحبِ کمال تھے۔ ۱۱۶۶ھ میں مجھے (قانع کو) آپ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔

[مولوی رحمان علی نے تذکرۂ علمائے ہند میں آپ کے دو فرزند بتائے ہیں۔ ۱۔ عبدالعلی اور ۲۔ عبدالولی۔ (رک حوالہ بالا) جب کہ پیر حسام الدین راشدی نے مقالات الشعراء ص ۱۲۳ کے حاشیہ پر تین فرزند لکھے ہیں۔ تیسرے کا نام سید عبداللہ لکھا ہے۔ مترجم]

شاہ کلیم اللہ

آپ نظام الدین ثانی کے لقب سے معروف ہوئے۔ دہلی میں وادیِ عرفان کے راہ گم کردہ مسافروں کی راہنمائی فرماتے تھے۔ آپ کی تالیفات میں سے رسالہ کچکول معروف ہے۔ آپ کے سلسلۂ طریقت کی سند (شجرۂ طریقت) سید یار محمد کے ذکر کے ذیل میں آئے گی۔

شاہ عبیداللہ

آپ شاہ کلیم اللہ کے مرید ہیں۔ سیاحت کرتے ہوئے سندھ تشریف لے آئے۔ سید یار محمد لکعلوی (جن کا ذکر آگے آئے گا) سے فیض یاب ہوئے۔

حافظ بہادر قادری

Marfat.com

آپ حضرت شاہ مقیم المعروف محکم الدین کے مرید ہیں۔جن کی خانقاہ پنجاب میں معروف ہے۔آپ سورت بندر تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔آپ کی درگاہ پر چھوٹے بڑے حاضری دیتے ہیں۔

مولوی شاہ خیرالدین جن کا عصرِ حاضر میں عظیم مشائخ میں شمار ہوتا ہے۔اور بہت سے لوگ ان کے مرید ہیں۔اور اکثر معتقدین آپ سے فیض یاب ہو رہے ہیں، وہ بھی حافظ بہادر قادری سے ہی مستفیض ہوئے ہیں۔

حافظ کا وصال ۱۱۴۷ھ کے بعد ہوا۔

شاہ نور

آپ مجسم روحِ حضور، کامل بزرگ ہیں۔سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ اپنے عہد کے مشہور بزرگ ہیں۔مولوی خیرالدین طریقت میں آپ سے ہی وابستہ ہیں۔ان کے وصال کے بعد حافظ بہادر قادری کے قرب میں بھی رہے۔مگر شاہ نور کے مزار اقدس کی تولّیت اور تمشیّت انہی کے ذمہ ہے، عرس کے روز ارادتمندوں کی خدمت انہی کے ذمہ ہوتی ہے۔

درگاہ شاہ نور، سورت بندر میں کافی برکت والی ہے۔

مخدوم عبدالحمید قادری

آپ کاٹھیاواڑ کے برابر موضع پوجر کے رہنے والے تھے۔اور کلیم اللہ ملقب بہ نظام الدین ثانی کے مرید تھے۔صاحبِ حال اور رشد و کمال بزرگ تھے۔

آپ کے فرزند میاں شرف الدین آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔آپ درگاہ پر آنے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔اور خانقاہ میں صبح و شام حلقۂ ذکر کرتے ہیں۔اور طلبہ کو فیض یاب کرتے ہیں۔

مخدوم حاجی محمد ہاشم

Marfat.com

آپ علوم عقلی ونقلی کے جامع ہیں۔آپ اتنے شہرت یافتہ ہیں کہ اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔

آپ طریقۂ قادریہ میں سید سعد اللہ سورتی سے فیض یاب ہیں۔آپ بہوانر قبیلے کے فرد ہیں۔اس خاندان کا سلسلۂ نسب اجداد کی طرف سے حارث بن عبدالمطلب سے ملتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے بی بی حلیمہ سعدیہ دایۂ رسول امین ﷺ سے ملتا ہے۔

مخدوم کے آباء واجداد میں سے مخدوم سھارا جل بزرگ ہوئے ہیں۔اور یہ بزرگ سھارلنجار کے علاوہ ہیں۔

سید یار محمد

آپ سید سمہابہ عرف سید کبیر للکعلوی کی اولاد میں سے ہیں۔اور ٹھٹھہ کے معروف بزرگ مخدوم بایزید کے داماد ہیں۔اسی وجہ سے آپ ٹھٹھہ آکر قیام پذیر ہو گئے تھے۔اور اپنے سسر کے وصال کے بعد کچھ عرصہ ٹھٹھہ میں ہی رہے۔

آپ نے موضع ''پنہ'' میں نشوونما پائی۔اور طلبِ مولا میں دنیا چھوڑ کر نکل پڑے۔ شاہ عبیداللہ ہندی کے مرید ہوئے۔وہ شاہ کلیم اللہ المخاطب بہ نظام الدین ثانی کے مرید تھے۔ چنانچہ اپنے شیخ سے ہی حاصل کیا، جو بھی کیا۔

آپ اور مخدوم عبدالحمید ساکن پوجر (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) ہم گروہ ہیں۔وہ بلا واسطہ نظام الدین ثانی کے مرید تھے، اور یہ ایک واسطہ سے۔مگر ایسے مسائل اور عقدہ جوان سے حل نہ ہوتے تھے، وہ سید یار محمد سے ہی پوچھتے تھے۔

شیخ نظام الدین کی نسبت شیخ محمد سے تھی، ان کی نسبت شیخ محمد حسن سے، ان کی شیخ محمد غیاث نور بخش سے، ان کی شیخ محمد علی نور بخش سے، ان کی شیخ محمد نور بخش سے، ان کی ابی حسن ختلانی سے، ان کی حضرت علی ثانی سید علی ھمدانی سے، ان کی شیخ محمود سے، ان کی شیخ علاؤالدین سے، ان کی شیخ نورالدین کبیر سے، ان کی شیخ رضی الدین علی لالا سے، ان کی شیخ مجدالدین

Marfat.com

بغدادی سے، ان کی شیخ نجم الدین کبریٰ سے، ان کی شیخ عمار یاسر سے، ان کی شیخ نجیب الدین قاہر سہروردی سے، اور ان کی حضرت غوث الثقلین قطب ربانی قدس سرہٗ سے۔

سید موصوف نے طویل مدت ریاضاتِ شاقہ میں وقت گذارا، جب حالتِ سکر سے حالتِ سہو میں آئے اور جذبۂ سلوک مزید بڑھا تو آپ ٹھٹھہ میں آ کر مقیم ہو گئے۔ بہت سی دنیا آپ کی مرید ہوئی۔ اور راہ ہدایت پایا۔ ان میں چند ایک یہ ہیں۔

مخدوم نعمت اللہ: آپ مخدوم عبدالجمیل کے بیٹے ہیں، جو مخدوم قمری کی اولاد سے تھے۔ مخدوم قمری، معروف بزرگ مخدوم آدم کے بھائی تھے۔ آپ مخدوم ضیاء الدین کے حقیقی پوتے ہیں۔ کامل دانشمند، استادِ وقت اور اپنے عہد کے مشہور و معروف عالم اور بزرگ ہیں۔ علومِ ظاہری آپ نے اپنے نانا مولوی محمد صادقؒ سے حاصل کیے۔ اور علم میں کمال حاصل کیا۔ اور دانشِ سلوک کے لیے سید یار محمد لکعلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عظیم مرتبہ پایا۔

محمد سرفراز خان کلہوڑہ اپنے شاہزادگی کے دور میں آپ کا بے حد معتقد تھا، اور کئی بار دیدار کی التماس کی، اور مریدانہ طور پر ملاقات کی۔

آخر ۱۳ رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ کو وصال فرمایا۔ ان کے مریدین اور عقیدتمندان ان کے وصال کی تاریخ پر سالانہ عرس منعقد کرتے ہیں۔ حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ اور لنگر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

آپ کے بھائی پرچھتن شاہ ولد عزت اللہ آپ کے جانشین ہوئے۔ جو عنقریب ہی فوت ہوئے ہیں۔ ان کے وصال کے بعد ان کے دوسرے بھائی کے بیٹے ''میر محمد افضل'' ولد سید شہسوار جانشین ہوئے۔ وہ موضع کھجہ میں مقیم ہیں۔

تاج محمد کہیلرہ

فقراء کے قدیم سلسلہ سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ سومہ کہیلرہ کی اولاد سے ہیں۔ جو محسن یاگانہ کے مقابر میں آسودۂ خاک ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہی ان کا وصال ہوا۔ آپ نامدار مشائخ

Marfat.com

میں سے ہیں۔اور مؤتنگیچی میں مدفون ہیں۔

حسین فقیر راباوَ

بزرگِ وقت ہیں۔ کچھ عرصہ قبل آپ کا انتقال ہوا ہے۔مؤ کے قریب مدفون ہیں۔ آپ کا بیٹا بادل فقیر مرجعِ معتقدین ہے۔

درویش صابر دلہاری

آپ کا پرند قوم سے تعلق ہے۔سندھ کے متاخرین مشائخ میں سے ہیں۔اور شاہ عنایت اللہ صوفی کے معاصر ہیں۔

میاں معروف

آپ کا مزار اور قبہ معروف ہے۔آپ کے فرزند میاں مقبول، مقبولِ انام ہیں۔

سید ہارون

آپ اصل متعلوی ہیں، موضع دہوریہ ھنگورہ کے رہنے والے تھے۔آپ کا مدفن ''آندہ'' کے باہر ہے۔فقر میں اکمل ترین تھے۔ان کے ابیات اس امر کے گواہ ہیں۔شاہ عنایت اللہ صوفی کے اواخر دور میں ہوئے ہیں۔

درس اسحٰق سکھریہ

آپ کامل فقیر تھے۔آپ کے پوتے کا نام بھی سکھریہ تھا۔جو مرجعِ انام تھے۔اور پورا فقیر بن کے ظاہر ہوئے تھے۔آپ مریدوں میں سید قادر ڈنہ ساکن پھٹہ معروفِ وقت ہوئے ہیں۔میاں غلام شاہ (کلہوڑہ) کو آپ سے بڑی ارادت تھی۔

میاں چہتہ

سمیجہ کے مواضع میں رہتے تھے، بزرگی کے باعث اس دور کے لوگ آپ کے بہت

Marfat.com

معتقد تھے۔ اسحٰق سکھر یہ کے نواسوں میں سے ہیں۔۔ اپنے دادا کے نام سے موسوم ہوئے، اور حال ہی میں وفات پائی ہے۔

آپ کا بیٹا درویش داتار ڈنہ اور اس کا بیٹا اسحٰق فقیر اپنے اسلاف کی روش پر چلے اور اوصافِ فقراء سے متصف ہوئے۔

سید سعد اللہ

ولد سید نیک محمد۔ آپ میر محمد طاہر کے نواسے اور جانشین ہیں۔ باکرامت بزرگ ہوئے اور زمانہ میں مشہور ہوئے۔ موضع بہ لائی کے رہنے والے سومرہ قوم کے لوگ آپ کے بہت عقیدتمند تھے۔ اور ان کے وصال کے بعد یہ قائم مقام ہوئے۔ تورّع، تقوی پرہیز گاری اور راہِ ہدایت کے کامل راہنما تھے۔ اسّی (۸۰) سال کی عمر میں ۱۱۶۷ھ میں وصال فرمایا۔

چونکہ آپ نے مجرد زندگی گذاری، کوئی آپ کا وارث نہ تھا، اس لیے آپ کے مریدوں میں سے مرزا کریم بیگ آپ کا قائم مقام ہوا، اور فتوحات پہ متصرف ہوا۔

شیخ عبدالرحمٰن حقانی نصر پوری

جامعیتِ علوم سے متصف، صاحبِ کمال بزرگ تھے۔ بے خودی اور تقوی کے ساتھ زندگی گذاری۔ آپ کے بیٹے حامد خان بھی اہلِ عرفان میں سے تھے۔

شیخ ابوالحسن

آپ کاملِ وقت اور صاحبِ علم و عمل تھے۔ آپ نے سندھی نظم میں عقایدِ اسلام پر کتاب لکھی (جو ''ابوالحسن جی سندی'' کے نام سے معروف ہے) اس میں عقاید فرائض ایمان، صلوٰۃ، فطرہ اور فقہ کے ضروری مسائل لکھے۔ اور یہ کتاب ان کی یادگار ہے۔

میاں عبداللہ

عرف میاں موریہ واعظ، شیخ ابوالحسن کی سالی کے بیٹے ہیں۔ صاحبِ سلوک اور متقی

Marfat.com

ہیں۔اختتام بارہویں صدی ہجری کے قریب آپ کا وصال ہوا۔

میاں عبدالقادر

معنی شناس یعنی حقیقت آشنا متبرک بزرگ ہیں۔میاں شیخ ابوالحسن کے چچازادوں میں سے ہیں۔دونوں بزرگ آپس میں ہم زلف ہیں۔

میاں محمد حفیظ

آپ میاں عبدالقادر کے بیٹے ہیں۔کامل صلحا اور اجل اتقیا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ جو بھی ذمی ہندو آپ کی زیارت کرتا وہ اسلام قبول کر لیتا۔اسی وجہ سے بہت سے لوگ ہندو قوم سے آپ کا روئے انور دیکھ کر مسلمان ہوئے۔گاؤں کی مسجد اسلام پور جو ہندوؤں کے عبادت خانہ کے قریب مکلی میں موجود ہے۔وہ آپ کی ہی تیار کردہ ہے۔

خلیفہ شیخ زین العابدین

ولد خلیفہ داؤد بن خلیفہ شیخ ایوب بن شیخ داؤد بن شیخ زین العابدین بن شیخ داؤد بن شیخ خلیفہ عبدالرشید۔

کہتے ہیں: کہ ٹھٹھہ میں حضرت پیر علیہ الرحمۃ کے اول خلیفہ آپ ہی ہیں۔اور اس خانوادہ میں سب لوگ ہی صاحبِ کمال ہوئے ہیں۔اور بہت لوگوں کو آپ نے خلافت دی۔ ایک دوسرے سے فقر و فنا میں منازلِ سلوک طے کر کے اپنے آباؤ اجداد کے اوصاف پر اختتام کرتے ہیں۔باوجود کمال کے،اپنے کمال کو مستور الحال رکھتے ہیں۔

آپ کا وصال ۱۱۴۸ھ میں ہوا۔

حافظ حاجی ڈوبہ

آپ کے آباؤ اجداد موضع ڈوبہ کے رہنے والے تھے۔جو بہکر کے حدود میں واقع ہے۔آپ اپنے وقت کے کامل فقیروں میں سے ہیں۔

Marfat.com

آپ کے بیٹے میاں شیخ محمد نے ایک عمر سیر و سفر میں گذار دی، اور ہر علم میں کمال حاصل کیا، علمِ طب میں بوعلی سینا کے ثانی تھے۔ تداوی، و تشخیص اور تشریحِ امراضِ چشم کے بارے میں آپ نے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی، جو کہ ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ آپ کی چشمِ حیات ہمیشہ کے لیے بند ہوگئی۔ آپ کا سالِ وصال ۱۱۴۸ھ ہے۔

میاں نور محمد

آپ شیخ محمد بن حاجی حافظ ڈوبہ کے چچا زادگان میں سے ہیں۔ علم و تقوی اور عجز و انکساری میں کامل عرفا میں سے تھے۔ بارہ سال مسجد میاں ملوک شاہ میں خدمات انجام دیں۔ آپ میاں عبداللہ عرف موریہ واعظ کے شاگرد تھے۔

سال وفات ۱۱۷۶ھ ہے۔

سید محمد

سید صدر لکعلوی کی اولاد میں سے تھے۔ وقت کے کامل بزرگ تھے۔ وظیفہ صلوٰۃ دائماً کے پابند تھے۔ یعنی ہمیشہ درود شریف پڑھتے رہتے تھے۔ آپ کے وصال پر حسنِ اتفاق سے جو مصرعۂ تاریخ موزون ہوا ہے۔ وہ بھی ان کی ایک کرامت سمجھنی چاہیے۔

''درودِ خدا بر محمد بود'' ۱۱۲۵ھ

مخدوم محمد امین

اپنے وقت کے کامل موحد، پت باراں کے علاقہ کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ کچھ عرصہ قبل ہی ہوئے ہیں۔ مخدوم میڈنہ طالب علم نصر پوری آپ کو ارادت سے دیکھتے تھے، اور آپ کے ارادت مند تھے۔

مخدوم عبدالرؤف

ولد مخدوم عمر بن مخدوم عبدالحمید بن مخدوم احمد ثانی بن مخدوم فتح اللہ بن مخدوم احمد

Marfat.com

(جن کا ذکر آ چکا ہے)۔

آپ عارفِ وقت اور کاملِ زمانہ ہیں۔ اپنے عہد کے مشائخ میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ ابتدائے شعور سے لے کر اپنی وفات تک تمام اعلیٰ اخلاق کے حامل رہے۔ اور عبادات و ریاضات میں مصروف رہے۔

میاں نور محمد (کلہوڑہ) والیِ سندھ آپ کا بہت فرمان بردار تھا۔

آپ کا وصال ۱۱۶۶ھ میں ہوا۔ شیخ ابراہیم قاضی زادہ ہالہ کنڈی نے ان کلمات سے آپ کی تاریخ نکالی۔

"کان ولیا رئوف الخلق"

یہ تاریخ صوری و معنوی اعتبار سے آپ کے حسبِ حال ہے۔ کیونکہ آپ خلق اللہ کو فیض پہنچانے میں اور ان امورات کے حل کے لیے بے حد رؤف تھے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

مخدوم عبدالحمید

ولد مخدوم فتح محمد بن مخدوم ابراھیم بن مخدوم عمر۔

آپ اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ مشائخ میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ مخدوم عبدالروٗف (جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے) کے بعد رشد و ہدایت کا کام انجام دیتے رہے۔ پھر حرمین شریفین چلے گئے، اور مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

مخدوم نعمت اللہ

ولد مخدوم عبدالحمید ثانی۔ مخدوم عبدالروٗف کے بعد آپ کا سلسلۂ رشد جاری ہوا۔ اس سلسلہ میں ہر فرد کمالیت سے راہِ اسلاف پر گامزن رہا۔ اور فقراء کے لیے جانشینِ ہدایت تھے۔

۱۲۰۰ھ کے اواخر میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ کے بیٹے مخدوم ابراھیم، صالح جوان تھے، اپنے اسلاف کے جانشین ہوئے۔

Marfat.com

اورآپ جانشینی کے اوصاف سے متصف تھے۔

مخدوم محمد یوسف

مخدوم محمد کے پوتوں سے تھے۔مخدوم احمد ولد مخدوم اسحاق کے بھائی ہیں۔جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔آپ صاحبِ کرامات اور مخدوم عبدالرؤف کے ہم عصر تھے۔

مخدوم محمد صادق ومخدوم محمد یعقوب

آپ مخدوم محمد کی اولاد سے ہیں۔اوراپنے وقت کے کامل ولی گزرے ہیں۔

نہال شاہ مداری

بارھویں صدی ہجری کے صاحبِ کمال بزرگ ہیں ۔ ہندوستان سے سندھ وارد ہوئے۔کوہِ گنجہ پرزاویہ خلوت بنایا، وہیں وصال فرمایا،اور وہیں سپردِ خاک ہوئے۔

سید جاندوشاہ آپ کے مرید تھے۔جوساکن موضع خانوٹ تھے۔

مظفرشاہ

آپ صاحبِ کمال فقیر ہیں۔سید شاہ مرتضٰی سے نسبت رکھتے ہیں۔بارہ سال مسلسل دریائے جمنا کے پانی میں سردی گرمی میں کھڑے رہے۔ پانی گلے تک ہوتا تھا۔طغیانی کے ایام میں قدرتاً آپ کا قد دراز ہو جاتا تھا۔آپ کا پوست اور گوشت پانی سے گل گیا تھا۔صرف ہڈیوں کا ڈھانچا باقی بچا،مگر چہرہ سالم رہا۔ جب تک آپ کو مقصود حاصل نہ ہوا، دریا سے باہر نہیں آئے۔

بارہویں صدی ھجری کے آغاز میں ہندوستان سے سیر کرتے ہوئے روہڑی پہنچے۔ شہر کے مغربی طرف پہاڑی کی چوٹی پر قیام کیا۔آپ کے احوال کے بارے میں معتبر اور ثقہ لوگوں سے سنا ہے کہ ہفتہ میں ایک بار پانی کا مٹکا پُر کر کے رکھ لیتے تھے۔اور راستہ میں جاروب کشی کرتے تھے۔دوسرے ہفتہ تک انہیں پانی کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔اور ایک دنیا وہاں آکر

Marfat.com

پانی پیتی تھی۔ اور لوگ پینے کے لیے ساتھ بھی لے جاتے تھے۔ ایک سرسر کے زیر سایہ ڈیرہ لگایا تھا۔ اور چرچا نہیں کرتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار جوگیوں کی ایک جماعت وہاں سے گذری، ان میں سے کسی نے آپ کی تنہائی اور بے کسی دیکھ کر کہا کہ کسی عمدہ جگہ پر جا کر کیوں نہیں ڈیرہ لگاتے؟ فرمایا: کہ طاقت نہیں ہے۔ اس نے آپ کو ایک کاغذ میں تھوڑی سی اکسیر رکھ کر دے دی، اور کہا کہ اسے کسی لوہے پر لگاؤ تو وہ سونا بن جائے گا۔ آپ نے کہا کہ اس درخت کے سایہ میں رکھ دو۔ اسے زعم یہ ہوا کہ ہمارے جانے کے بعد فقیر اسے اپنے کام میں لائے گا مگر فقیر نے اس کے بعد اکسیر کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ ایک عرصہ کے بعد وہی جوگی جب واپس لوٹا تو فقیر کو اسی حال میں دیکھ کر پوچھا کہ اس اکسیر کا کیا کیا؟ فقیر نے فرمایا: مجھے تو یاد بھی نہیں، وہیں دیکھو جہاں رکھی تھی، اب ہے بھی کہ نہیں۔ جوگی نے دیکھا تو وہ پڑیا وہیں رکھی تھی۔ فقیر نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں، جسے اس کی ضرورت ہے اسے دے دو۔

محبّ شاہ

آپ اصل پُختا قوم کے فرد تھے۔ سیر کی غرض سے جامۂ دنیا میں ملبوس وہاں پہنچے، تو مشہور ہے کہ مظفر شاہ نے ڈانٹ کر فرمایا: کہ ہم تو تمہارے منتظر ہیں۔ اور تم واپس جا رہے ہو۔ ان کے نصیب میں فقر کی دولت لکھی تھی، چنانچہ جو کچھ ان کے پاس تھا، وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فقیر کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ اور پھر ہوئے جو ہوئے۔ فقیر کے بعد آپ جانشین ہوئے۔ رشد و ہدایت کا کام وافر کیا۔ اور وہاں بہت عالی عمارات بنوائیں اور دوبارہ باغات لگوائے۔ سال میں صرف دو بار تکیہ سے باہر آتے، ایک بار عاشورا کے دن، اور ایک گدائی کے لیے۔

علماء نے ان کی ظاہری وضع نامشروع دیکھ کر فتویٰ لگا دیا، اور ٹھٹھہ سے لاہور تک کے علما سے تصدیق کروا کے مہریں لگوانے کی غرض سے فتویٰ روانہ کیا گیا۔ ٹھٹھہ میں مخدوم حاجی محمد قایم اور مخدوم محمد معین نے مہر نہ لگائی، اور کہا کہ وہاں کے عالم مخدوم روح اللہ کی اس پر مہر نہیں

Marfat.com

ہے۔اگر وہ مہر لگا دیں تو ہم بھی مہر لگا دیں گے۔کیونکہ ہم تو وہاں سے دور ہیں اور غیاب میں ہیں ۔اور وہ وہاں حاضر ہیں۔چونکہ مخدوم روح کا باطن روشن تھا، انہوں نے تصدیق کی مہر ثبت نہ کی ،لہٰذا علماء کی پیشرفت نہ ہو سکی۔

ایک دفعہ فقیر نے وضع قلندری تبدیل کی۔داڑھی اور مونچھیں جو منڈوا کے رکھتے تھے، جب مونچھیں اور داڑھی ذرا بڑھ گئی ،تو عمدہ لباس پہن کر شملہ والا عمامہ سر پر باندھ کر، علماء کو ضیافت پہ بلا لیا۔اور ان کے لباس کی مانند لباس پہن کر ان سے صحبت کی۔اگلے دن سادات کی دعوت کی، تیسرے روز ہر طریقہ کے فقراء کو بلا لیا، اور پھر اسی پراگندہ لباس میں داڑھی مونچھیں منڈوا کر صرف لنگوٹہ باندھ کر قلندروں میں جا بیٹھے۔اور پھر چوتھے روز عوام الناس کو لنگر کھلایا۔

کہتے ہیں: احمد شاہ ابدالی جب ۱۱۶۶ھ میں سندھ آیا، اور روہڑی پہنچا، تو جہان خان سردار آپ کے پاس آیا، اور آپ کی نا مشروع وضع دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ نے یہ کیا داڑھی مونچھیں منڈوا کر عجیب شکل بنا رکھی ہے۔آپ نے فرمایا: کہ میں نے اپنی ریش کے بال تراشے ہیں کسی کا دل تو نہیں دکھایا۔یہ سن کر جہان خان دوزانو ہو کر مؤدب آپ کے سامنے بیٹھ گیا، توبہ کی اور بیعت وصحبت کی درخواست کی۔مگر درویش نے فرمایا: کہ تو بادشاہ کا دستِ راست ہے، جو سکھوں اور کافروں سے جہاد کے لیے نکلا ہے، اب اسے چھوڑنا اچھا نہیں۔مگر کافی ردو کد کے بعد آپ نے اسے مرید کیا۔اور اسی لباس میں رخصت کیا۔

کہتے ہیں: مرب شاہ نام کا ایک فقیر آپ کے فقراء میں رہتا تھا، جس کا کام صرف چارپائی اور بستر وغیرہ بچھانا تھا۔ایک بار موسمِ گرما میں چارپائی چھت پہ لے جا رہا تھا۔کہ آپ نے دیکھا وہ کمزور نظر آ رہا ہے۔آپ نے پوچھا کمزور کیوں ہو گئے ہو۔فقراء میں سے کسی نے بتایا کہ یہ کھانا بہت کم کھاتا ہے۔تیسرا سال ہے کہ اس نے کھانا کھانا چھوڑا ہوا ہے۔بس تین چار دن کے بعد تھوڑا سا کھا لیتا ہے۔فقیر مرب شاہ برہم ہو گیا، اور اسے گالیاں دے کر کہا کہ تم میرے جسم پر شکر مل رہے ہو تا کہ اس پر مکھیوں کا ہجوم آ کر بیٹھے۔مجھے اچھا نہیں لگتا کہ لوگ

Marfat.com

میرے پاس جمع ہوں۔اوراس کوایسا جھڑکا کہ مرب شاہ روتا ہوا وہاں سے چل نکلا۔مراد یہ کہ وہ شہرت کا طالب اور دوست کو بھوکا دیکھ کر خود ہی دور نکل آیا۔ جب وہ دریا عبور کر کے سکھر پہنچا تو اتفاقاً میر محمد کاظم معصومی جو وہاں کی اہم شخصیت تھے پالکی پر سیر کرتے ہوئے اُدھر آ نکلے۔درویش کو دیکھ کر فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے۔کہا کہ شکار پور جا رہا ہوں۔میر محمد کاظم نے کہاروں سے کہا کہ انہیں پالکی میں بٹھا کر شکار پور چھوڑ آؤ۔شکار پور کے حاکم مامون خان نے آپ کو وہاں سے مشہد مقدس پہنچا دیا۔ چنانچہ وہاں جا کر ائمہ علیہم السلام کی خوب زیارات کیں۔ وہاں سے آپ دکن چلے گئے۔وہاں کا بادشاہ ارادت مند ہو کر آپ سے ملنے آ گیا۔آپ نے وہاں مشائخ کی طرح زندگی گذاری۔

آخر کار محبّ شاہ کے بعد مرب شاہ جانشین ہوئے۔ان کے بعد سوی نظر نامی فقیران کے جانشین ہوئے۔

شاہ عبداللطیف

آپ کامل شخص تھے۔نالہ امرکس کے پل پر نشیمن بنایا۔محبّ شاہ کے معاصر تھے۔اور ان کے پاس آنے جانے والے فقراء کو فی سبیل اللہ دو پہر اور شام کا کھانا کھلاتے تھے۔

شیخ ورو

آپ صاحبِ کمال بزرگ ہیں۔ابھی حال ہی میں وصال فرمایا ہے۔ گجرات کے نزدیک آپ کو آسودۂ خاک کیا گیا۔

آپ کے بیٹے کا نام احمد شاہ ہے۔جو اپنے باپ کا نام زندہ رکھے ہوئے ہے۔

میر لطف اللہ عرف شاہ لدھا

والد کا نام سید کرم اللہ بلگرامی ہے۔ابتداء میں تو بعض امر میں زندگی گذاری۔مگر بیس سال کی عمر میں تمام دنیاوی علائق کو چھوڑ کر فقر کی وادی میں قدم رکھا۔اور سید احمد ولد سید محمد کاپی

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوکر دستِ بیعت ہوئے۔مرشد کے نام کی مناسبت سے احمدی تخلص اختیار کیا۔مرشد سے لدھا کا خطاب ملا۔اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ان کے وصال کے بعد تقریباً ستر (۷۰) سال وہیں گوشہ نشین رہے۔آپ صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے۔اور آپ کے بے شمار مرید تھے۔

آپ کا وصال ۱۱۴۳ھ میں ہوا۔چونکہ اس سے قبل آپ کے فرزند میر عظمت اللہ بیخبر فوت ہو چکے تھے،اس لیے سید نوازش علی ولد میر عظمت اللہ بیخبر جانشین ہوئے۔

سید محمد شاہ

آپ کا تخلص شاعر تھا،آپ کے والد کا نام میر عبدالجلیل بلگرامی ہے۔اور آپ اپنے والد کی طرف بھکر اور سیوستان کی سوانح نگاری پر مامور تھے۔اور آپ شاہ لدھا کے مرید تھے۔

شاہ رحمت اللہ

والد کا نام سید حبیب اللہ بلگرامی ہے۔شاہ لدھا موصوف کے مریدوں میں سے ہیں ۔سال وصال ۱۱۵۳ھ ہے۔

میر عظمت اللہ

آپ میاں صاحب کے لقب سے معروف تھے۔بیخبر تخلص کرتے تھے۔والد کا نام شاہ لدھا ہے۔آپ اپنے والد کے ہی مرید ہیں۔جہان آباد میں میرزا عبدالقادر بیدل سے آپ کی بہت صحبتیں اور محفلیں رہیں۔

قاضی سلیم بلگرامی

آپ وفورِ کمال،فرطِ ذوق اور مخصوص حال کے مالک ہیں۔شاہ لدھا کے مرید ہیں۔ ۱۱۱۴ھ میں وصال فرمایا۔

Marfat.com

سید محمدی

سید دراب بلگرامی کے بیٹے ہیں۔ظاہری و باطنی علوم کے جامع ہیں۔شاہ لدھا کے مرید اور تصوف میں کلی مہارت رکھتے ہیں۔

قاضی حافظ بلگرامی

آپ صوری و معنوی فضائل کے جامع ہیں۔شاہ لدھا کے مرید اور تصوف میں پورے ماہر ہیں۔

سید نورالدین

آپ سید خیراللہ بلگرامی کے بیٹے ہیں۔ذوقِ کیفیت بہت زیادہ رکھتے ہیں۔یہ بھی شاہ لدھا کے مرید ہیں۔

سید اسداللہ

آپ شاہ لدھا کے حقیقی پوتے ہیں،اورانہی کے مرید ہیں۔

سید غلام مصطفیٰ

شاہ لدھا کے بھتیجے اور مرید ہیں۔نواب سربلند خان کے ہمراہ راجہ ابی سنگھ زمیندار مارواڑ سے جنگ کے دوران ۱۱۴۳ھ میں شہید ہوئے۔آپ کا جسدِ خاکی نہ مل سکا۔

سید نوراللہ

آپ سید لطف اللہ عرف شاہ لدھا کے حقیقی بھائی ہیں۔بھائی کی خدمت کر کے فیض یاب ہوئے۔دائم البکاء اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔قرآن کریم کے ۲۵ پارے حفظ کیے۔ کثرتِ قیام کی وجہ سے پاؤں میں ورم آ گیا تھا۔۱۱۱۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ جس قرآن کریم پر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔وہ گم ہو گیا،تو آپ نے اپنے خادم کو خواب میں آ کر اس کی

Marfat.com

نشاندھی کی۔

سید حبیب اللہ

آپ سید عبدالکریم متعلوی کی اولاد سے ہیں۔ اپنے آباؤاجداد کے راہِ سلوک پر گامزن ہوئے۔ صاحبِ توفیق تھے۔ ہمیشہ صاحبِ وجدوحال تھے۔ آپ کے وصال پر محمد صادق نقشبندی نے یہ مادۂ تاریخ کہا۔

''الموت جسر یوصل الحبیب الی لقاء الحبیب'' (۱۱۵۵ھ)

نوٹ:۔ اس مادۂ تاریخ کے اعداد ۱۱۵۴ بنتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہمزہ (ء) کا ایک عدد شمار کیا گیا ہو۔

قدوۃ العارفین شاہ عبداللطیف تارکی

آپ سید حبیب شاہ مذکور کے فرزند ارجمند ہیں۔ بارہویں صدی ہجری میں سندھ میں آپ خلاصۂ مشائخ ہوئے ہیں۔ آپ نے زندگی رازِ بیراگ میں بسر کی۔ کمال ریاضت کی۔ سیاحت کی۔ حالتِ سُکر اور جذب کی کیفیت میں صحراؤں میں گھومے۔ آخر جب افاقہ ہوا تو جیسے چاہیے ویسا صدرِ شیخیت بن کر مسند آراء ہوئے۔ اور ایک دنیا کو اپنی ارادت میں کھینچا۔ اگرچہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی، مگر سفید وسیاہ کے عالم تھے۔ اور جو علوم نہیں پڑھے تھے تو وہبی طور پر آپ کو عطا ہوئے۔

آپ کے وصالِ پرملال پر آپ کے بہت سے مرید آپ کی مفارقت میں جان سے گذر گئے۔ آپ کا مزارِ پرانوار موضع ''بھٹ'' میں معروف ہے۔ اور فیض وحضور کی جگہ ہے۔ راجہ جیسلمیر کئی بار حاضری کے لیے آپ کی درگاہ پر آیا اور عجب روحی اور حضوری پائی۔ آپ کے سلسلہ کے فقراء باہم کمال کو پہنچتے ہیں۔

آپ کا وصال ۱۱۶۱ھ میں ہوا۔ سید جمال شاہ آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

محمد عالم

Marfat.com

آپ ہالہ کنڈی کے مخدوم بایزید ولد مخدوم عربی کے پوتوں میں سے ہیں۔ سید عبداللطیف تارکی (بھٹائی) سے منسلک اور فقراء میں ممتاز ہیں۔

مخدوم محمد معین

والد کا نام مخدوم محمد امین ہے۔ جن کا پہلے ذکر اوپر آ چکا ہے، آپ معروف دانشمند مخدوم عنایت اللہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے جو علمی تبحر آپ کو حاصل ہوا، ٹھٹھہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ علومِ رسمی کے علاوہ معارفِ باطنی میں بھی آپ کو کمال حاصل ہوا۔

سلسلۂ نقشبندیہ میں آپ حافظ ابوالقاسم نقشبندی کے راسخ مرید ہیں۔ اور اس نسبت سے بہرہ باطنی بہت پایا۔ مگر آخر کار قدوۃ العارفین شاہ عبداللطیف بھٹائی کی خدمت میں کلی ارادت و اخلاص پیدا کیا۔ اور شاہ موصوف کو بھی ٹھٹھہ میں ان سے ملاقاتوں کا بہت لطف آیا۔ اکثر آپ (شاہ صاحب) مخدوم معین سے ملاقات کے لیے ٹھٹھہ آیا کرتے تھے۔ آخر ایام میں مخدوم اور شاہ صاحب راگ کی محفل میں تھے، کہ مخدوم کو سن کر ایسا وجد ہوا کہ جان نذر کیے بغیر نہ رہ سکے۔

مخدوم کی کرامت یہ بھی ہے کہ جس روز آپ کا جنازہ مکلی کو لے جا رہے تھے، تو سید بھی جنازے کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، تو جنازہ گھوم گیا اور سران کی طرف مڑ گیا، سید یہ دیکھ کر مزید آگے نہ گئے، کیونکہ یہ مناسب نہ تھا۔

آپ کا وصال ۱۱۶۱ھ میں ہوا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے۔

''قطرۂ در بحر واصل شد'' (۱۱۶۱ھ)

کہتے ہیں کہ شاہ عبداللطیف جب جنازہ سے واپس لوٹے تو آپ کی زبان کرامت ترجمان سے یہ فرمان جاری ہوا۔ ٹھٹھہ میں ہم یہ آخری بار آئے تھے اپنے یار کو الوداع کرنے۔ اور وہ خود بھی اسی سال اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

Marfat.com

حاجی شاہ فقیر اللہ نقشبندی

آپ شیخ سعد الدین لاہوری بنوری کے مرید ہیں۔ شکار پور میں عجب صاحبِ فیض اور مہمان نواز ہیں۔ احمد شاہ افغان (ابدالی) اور ان کا بیٹا اور ان کے دیگر افغان امراء آپ کے ارادت مند ہیں۔ ابھی چند سال قبل ان کا وصال ہوا۔

سید پیر شاہ

ولد میر صلاح الدین لکعلوی۔ مخدوم لعل شہباز قلندر کے دربار کے متولیوں میں سے تھے۔ آپ اہلِ کمال مرتاض مرد تھے۔ میاں نور محمد والیِ سندھ نے آپ کے دیدار کی آرزو کی، اور ہزار التماس کے ساتھ آپ کی زیارت کو حاضر ہوا۔ سید کے دوست اُس کے رو برو لے گئے۔ ملاقات کے بعد آپ نے فرمایا: کہ اب میرے کام کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ یعنی راز فاش ہو گیا ہے، میں اب مزید جینا نہیں چاہتا۔ پس عنقریب وصال فرما گئے۔

آپ کے فرزند سید نور شاہ، ظاہری وضع قطع تو رندانہ رکھتے تھے۔ مگر حقیقت سے اس قدر بہرہ یاب تھے کہ جو کچھ زبان سے نکلتا وہ تقدیر کے عین مطابق ہوتا تھا۔ یعنی جو فرماتے وہ اسی طرح پورا ہو جاتا تھا۔ بڑی عمیق نظر رکھتے تھے۔ بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس لیے ہفتہ میں ایک بار باہر آتے تھے، پینے پلانے کا سامان ہمراہ ہوتا تھا، دیکھنے والے آپ کے اخراجات سے حیران و ششدر تھے، اکثر کا خیال تھا کہ آپ کیمیا گر ہیں۔

شیخ مکھن

آپ قدیم شیوخ میں سے ہیں۔ درگاہ مخدوم لعل شہباز قلندر کے متولی ہیں۔ اور درگاہ کے کلید بردار ہیں۔ سادات کرام نے بہت کوشش کی کہ چابی ان کے پاس آ جائے، بہت حیلہ اور کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ اور وہ مخصوص کلید شیخان کے ہاتھ میں ہی رہی۔

سید بالشاہ

Marfat.com

آپ معروف بزرگ ہیں، سادات لکعلوی والے بزرگوں کی اولاد ہیں۔ کاملِ وقت ہوئے ہیں۔ ہر روز کئی ہزار درود شریف آپ کا وظیفہ تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو یہ مادۂ تاریخ موزوں ہوا۔

''درودِ خدا بر محمد بود'' (۱۱۲۵ھ)

اس حسنِ اتفاق کو سید کی کرامت شمار کیا گیا۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ سید اول شاہ: جو سالک مجذوب تھے۔

۲۔ سید ابوالحسن: آپ کے یہ فرزند سلسلۂ مخدوم نوح کے ارادت مند تھے۔

نوٹ:۔[اس سے پہلے سید محمد کا ذکر گذر چکا ہے، وہ احوال اور یہاں بالشاہ کے احوال، لفظ بہ لفظ ایک جیسے لکھے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ مادۂ تاریخ بھی وہی ہے]

سید محمد شجاع

آپ سید مذکور کے پوتوں میں سے ہیں۔ طریقۂ نقشبندیہ میں آپ نامیِ روزگار ہیں۔

سید محمد فاضل

والد کا نام سید عبدالرزاق بن سید لطف اللہ بخاری۔ ساکن موضع رانیہ۔

اصل سید محمد بخاری کی اولاد سے ہیں۔ شادی کے بعد مجذوب ہو گئے، اور اس حالت میں ان سے کئی کرامات کا ظہور ہوا۔

یہ میرے (قانع کے) خالہ زاد ہیں۔

ارباب بولہ ساکن رانیہ کی زبانی میں نے یہ واقعہ سنا، وہ کہتے ہیں: کہ میری کاشتکاری اور فصل میں ایک من حصہ میاں سید فاضل شاہ کا ہوتا تھا۔ سید ساجن نام کے ایک اور سید بھی وہاں رہتے تھے جو مخدوم نوح کے فقراء میں سے تھے۔ انہوں نے بھی اپنا حصہ طلب کیا، تو مجھے اشتباہ واقع ہوا کہ یہ حصہ کس سید کو دوں۔ مگر ایک روز عین حالتِ بیداری میں ایک نورانی شکل والے بزرگ کو دیکھا، جنہوں نے فرمایا: کہ سید محمد فاضل کا حصہ ادا کیوں نہیں کرتے، کیا تم اپنی

Marfat.com

بہتری نہیں چاہتے ۔ چنانچہ میں نے اسی وقت پانچ روپے دستار میں باندھے اور روانہ ہو گیا۔ راستے میں سید ساجن شاہ بھی ملے اور فرمایا: کہ میں اپنے دعویٰ سے دستبردار ہوتا ہوں، وہ حق سید فاضل شاہ کا ہے۔ میں ان کی طرف جارہا تھا کہ سید فاضل اپنے گھر سے نکل آئے ۔اور مجذوبانہ حالت میں مجھے گالیاں دے کر فرمایا: کہ آخر تشفی کر لی تم نے؟ دستار کھول اور لا میرا حصہ دے۔

سید کی وفات ۱۱۴۰ھ کے بعد ہوئی۔

شیخ محمد صابر

آپ کے والد کا نام شیخ عبداللہ سندھی ہے۔صافی مشرب دانشمند ہیں۔ٹھٹھہ میں مسجد ولی نعمت میں امامت اور تدریس کے فرائض انجام دیتے ہوئے زندگی گذاری ۔علم ظاہری کے باوجود حقیقت آشنا بھی ہیں ۔اور طریقہ قادری ہے۔

آپ کی نسبت اس طرح ہے: آپ مرید محمد اشرف بن شیخ ککو کے جو شیخ فرید شکر گنج کی اولاد سے ہیں ۔ وہ مرید سید عبداللہ کے، وہ اپنے والد سید علاء الدین علی کے، وہ اپنے والد سید یوسف حسن کے، وہ اپنے والد شرف الدین ابی زکریا یحی الشہید کے، وہ عبداللہ الحسین بدر الدین کے، وہ اپنے والد سید علاء الدین کے، وہ اپنے والد سید شمس الدین محمد کے، وہ اپنے والد سید شیخ شہاب الدین احمد قادری نبیرۂ شیخ عبدالرزاق ولد پیر پیران غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے۔

شیخ کو مذکورہ طریقہ میں فیض وافی عطا ہوا۔سماع وراگ سے کلی شغف رکھتے تھے۔ بزرگی اور شہرت کو دوست نہیں رکھتے تھے۔

۱۱۸۴ھ کے بعد حج پہ تشریف لے گئے ۔اور ادھر ہی کہیں وصال فرمایا۔

میاں مخدوم محمد زمان

ولد میاں کبیر محمد نقشبندی (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) والد کے بعد ان کے جانشین

Marfat.com

ہوئے۔اوران کے طریقہ کا احیاء کیا۔

اخوند محمد باقر

آپ مشہور فقیہ ہیں۔عباسی خاندان سے تعلق ہے۔شیخ کبیر محمد کے مرید تھے۔مرید ہونے کے لحاظ سے اپنے مرشد کے بیٹے میاں محمد زمان کو خانقاہ میں آکر درس دیتے تھے۔آخر آپ کے مخدوم زادہ کو استاد کے احترام کا بارِ گراں زیادہ محسوس ہوا،تو خود ان کے پاس جا کر ظاہری علوم حاصل کرنا شروع کیا۔اور والد کی خانقاہ میں حلقۂ ذکر کا انعقاد کیا۔ طلبہ کو تعلیم سے بہرہ ور کیا۔اور بہت لوگ آپ کی صحبت میں پہنچے۔ان میں سے ایک ''درس عبدالرحیم'' ہیں۔جو بظاہر اپنی وضع قطع ملامتیوں جیسی رکھتے تھے،اور لڑکوں کے ساتھ کھیلتے رہتے تھے۔لیکن باطن ان کا بہت روشن تھا،بہت سے اہلِ حاجات کی مشکلات کو حل فرمایا۔

کہتے ہیں: کہ ایک بار آپ مکلی میں سرِ راہ لڑکوں کے ساتھ چوپر کھیل رہے تھے، چہرہ نورانی اور ریش سفید تھی،دیکھنے میں خوبصورت بزرگ نظر آرہے تھے۔جب بھی آپ کھیل میں ہاتھ ڈالتے تو مُنہ سے ''صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ '' کہتے تھے۔کوئی بزرگ پالکی میں بیٹھے مکلی کے مقابر کی زیارت کے لیے جارہے تھے۔جب ان کے سامنے سے گذرے تو انہیں دیکھ کر کہنے لگے عجب شیطانی صورت ہے،داڑھی کیسی ہے اور کام کیا کر رہا ہے۔یہ کہہ کر چند قدم ہی آگے گئے ہوں گے کہ انہیں پیٹ میں درد اُٹھا،اور ایسا شدید درد کہ تاب نہ لاتے ہوئے سمجھ گئے کہ میں نے جو طنز کی ہے اس وجہ سے ہوا۔چنانچہ پالکی واپس لوٹانے کا کہا اور آکر درس عبدالرحیم سے معذرت خواہ ہوئے۔مگر درس نے کہا کہ شیطان سے مدد طلب کرنے آئے ہو؟ مگر وہ چونکہ دردِ شکم کے باعث اپنے آپ کو قریب المرگ تصور کر رہے تھے اس لیے بے حد التجا کی۔چنانچہ آپ کے درود شریف پڑھنے سے درد جاتا رہا اور فوراً ٹھیک ہو گئے۔

آپ نے نواب صفدر خان کو جو حکم کیا کہ بندر سورت چلے جاؤ کامیاب فتح ہو گی،تو یہ بھی عجیب حکم تھا،جو معروف ہے۔بس ایسے ہی کئی کام آپ سے وقوع پذیر ہوئے۔

Marfat.com

سو مار بتارہ

یعنی گل کش۔ صاحبِ شہود و معرفت فقیر تھے۔ میر حیدر الدین ابو تراب کامل امیر فانی کو دیکھا تھا اور ان کے کافی نیاز مند تھے۔

میاں نور محمد کلہوڑہ نے دعا کے لیے آپ کو بلایا تھا۔ آپ شہرت اور دکھاوا کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ احوال مخفی رکھتے تھے۔ کافی لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

اخوند محمد شفیع جو صاحبِ باطن مرد تھے، آپ کے طالبِ خاص اور ارادتمند تھے۔ اور حاجی بولہ جو علمِ ظاہری میں آپ کے استاد تھے، وہ بھی آپ کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔

ملا ابراہیم

آپ ڈیرہ جام ککرالہ کے زمینداروں میں سے ہیں۔ صاحبِ کمال اور وقت کے معروف بزرگ ہیں۔ آپ سید محمد رضا مہدوی کے مریدوں میں سے ہیں۔ محبتِ اہلِ بیتِ اطہار ایسی رکھتے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔

کہتے ہیں: کہ آپ کی عمر سو سال ہو چکی تھی، اور بینائی بھی ختم ہو چکی تھی۔ زانو میں بہت درد تھا، کہ اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف کی وجہ سے دیر ہو جاتی تھی۔ ایک روز اسی طرح مسجد میں بیٹھے تھے کہ چند بار ایسے اٹھے جیسے کسی کی تعظیم کے لیے اٹھا جاتا ہے۔ اور تعظیم میں اٹھتے بیٹھتے رہے۔ جب کہ کسی نے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا کہ جس کی تعظیم کے لیے اٹھا جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک خادم نے دیکھا کہ مسجد کے باہر کچھ لڑکے کھیل رہے تھے، جن میں ایک سید زادہ بھی تھا، وہ کھیلتے کھیلتے کئی بار مسجد کے اندر بھی آ جاتا تھا۔ آپ اس کی تعظیم کے لیے اٹھتے رہے۔ آخر اس سید زادہ کو بلا کر کوئی چیز دی جس سے وہ خوش ہو کر چلا گیا۔

آپ کا وصال بارھویں صدی کے اواخر میں ہوا۔

اب آپ کا بیٹا ملا عثمان نامی موجود ہے، جو مشاہیر فقراء میں سے ہے۔ وہ بھی سید محمد

Marfat.com

رضا مہدوی سے فیض یاب ہے۔اپنے والد کا قائم مقام ہے، عالی منزلت ہے۔اور سلوک کے احیاء میں سرگرم ہے۔

درس عبدالکریم

آپ بہت مستجاب الدعوات، اور باصلاحیت معروف مردِ کامل تھے۔

ملا محمد رضا

آپ صاحبِ کلام بزرگ تھے۔اور آپ کی باتیں قبولیت کے قریب ہوتی تھیں۔ آپ کے اوقات اپنی صلاحیت کو اجاگر کرنے میں بسر ہوتے تھے۔بہت سے بزرگ آپ کے معتقد اور معترف ہوئے ہیں۔جو آپ کے در کی حاضری کو کامیابی کا وسیلہ سمجھتے تھے۔

سید فخر الدین

ولد میر عزت اللہ شکر اللہی شیرازی (جن کا ذکر آچکا ہے) یہ میرے (قانع کے) بڑے بھائی ہیں۔تحصیل علوم اور طریقہ قادریہ میں شیخ محمد صابر کے مرید، شاگرد اور خلیفۂ مجاز ہیں۔آپ کی نسبت وہی ہے جو شیخ کے احوال میں تحریر کی جا چکی ہے۔معزالیہ نے اپنے باپ دادا کی نسبت کو کبھی وجہ شہرت نہ بنایا۔

مکلی کے دامن میں ایک ہوت نامی خرادی تھا جو حال ہی میں حرمین کی زیارات سے مشرف ہو کر واپس آیا تھا۔اس نے ایک مجمع بطورِ شہادت یہ بات بیان کی کہ مکہ میں میرے پاس غربت کی وجہ سے خرچہ کم پڑ گیا، کسی نے میری مدد نہ کی، چونکہ سید ٹھٹھہ میں میری دکان پر اکثر بیٹھا کرتے تھے، اور اگر مجھے کوئی مشکل آپڑتی تو میں انہی سے اس کا حل پوچھا کرتا تھا۔ایک دن مجھے یاد آیا، تو میں نے غیب میں ہی آہ وزاری اور عجز وانکساری کر کے عرض کی اور سو گیا، مجھے خواب میں سید نے ارشاد فرمایا: کہ فکر نہ کرو، اس طرح کا طبلہ بناؤ اور اس کا نمونہ مجھے دکھاؤ۔صبح جب میں اس کام میں مشغول ہوا تو غیب سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے خریدار میرے پاس بھیج

Marfat.com

دیئے۔انہوں نے فوراً میری مقررہ قیمت سے بھی زیادہ پیسوں میں طبلے خرید لیے۔اور میری غریبی، امیری میں بدل گئی۔جب استطاعت ہوگئی تو پہلے ایک حج میں نے سید کے لیے کیا، اور دوسرا اپنے لیے۔ابھی بھی ان میں سے کچھ طبلے میرے پاس موجود ہیں۔میں چاہتا تھا سید کو دکھاؤں، مگر سید کو دکھانے کا موقع نہ مل سکا۔آپ کا وصال ۱۱۸۴ھ میں ہوا۔

میر غلام اولیاء

ولد سید عنایت اللہ عرف سید بولہ۔آپ سید عبدالرحمٰن کی اولاد سے ہیں۔جو قاضی شکر اللہ بزرگ شیرازی کی نسل سے تھے۔ابتدائے شعور میں ہی آپ علوم ظاہری حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔اور پھر سلوکِ باطنی کی طرف متوجہ ہوگئے۔اپنے استاد کے ہمراہ جو میاں سومار بتارہ مستور الحال فقیر کے بہت معتقد تھے، ہر روز مکلی جاتے اور حضرت شاہ عبداللہ قادری حسینی کے مزار پر بڑے شوق سے حاضری دیتے۔حضرت شاہ عبداللہ قادری حسینی سے جو عقیدت اور ارادت ہے وہ انہیں آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی تھی۔وہاں حاضری کے بعد اشراق سے فارغ ہو کر وہ روزی روزگار کی طرف متوجہ ہوتے زوال کے بعد نماز ظہر اول وقت میں ادا کر کے پھر مکلی چلے جاتے اور نمازِ مغرب جامع فرخ میں اپنے استاد آخوند محمد شفیع کے ہمراہ ادا کرتے اور پانی سے روزہ افطار کرتے، عربی کے سبق یاد کر کے نمازِ عشاء اسی مسجد میں ادا کرتے۔روزہ افطار کرنے کی غذا انہوں نے بہت کم کر دی تھی۔رات کے اول حصہ میں مطالعہ کے لیے بیٹھ جاتے، پھر اپنے حجرہ میں چلے جاتے اور چند گھڑیاں لیٹ کر آرام کرتے، پھر اٹھ کر مراقبہ میں بیٹھ جاتے۔اکثر وہ اپنی نیند مراقبہ میں پوری کرتے، اور اسی طرح دن صائم الدھر اور راتیں جاگ کر سال ہا سال گزار دیئے، اور یوں وہ ایک خاص چیز بن گئے۔اگر چند سال زندگی ان کو مزید مہلت دیتی تو دنیا جان جاتی کہ وہ کیا چیز ہیں۔لیکن چونکہ ہمارے اسلاف کی یہی سنت چلی آرہی ہے۔کہ جس کسی میں طائرِ مشیخت ظہور کرتا ہے وہ جوانی میں ہی اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے۔

آپ کی عمر ابھی تیس سال پوری نہیں ہوئی تھی کہ آپ کا وصال ہوگیا۔آپ کی

Marfat.com

وفات ۲۱ تاریخ کو ہوئی تھی، اس لیے اب ہر ماہ کی ۲۱ تاریخ کو ان کے عقیدت منداور خدام ان کی قبر پر جمع ہو کر ختم شریف اور لنگر کا اہتمام کرتے ہیں۔

سید محمد امین

عرف نانکہ۔ آپ اصل میں سادات متعلوی سے ہیں۔ اور آپ کی نسبت کا سلسلہ مخدوم نوح علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔ آپ بھی اس سلسلہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ تمام عمر ریاضت میں بسر کی۔ عنقریب ہی ان کا وصال ہوا ہے۔

حکام آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا یا آپ کے گاؤں میں سکونت اختیار کر لیتا، وہ حوادث سے محفوظ ہو جاتا تھا۔

آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بھتیجے سید جمن شاہ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اور وہ بھی خالی نہ تھا، ابھی حال ہی میں فوت ہوا ہے۔

سید سمہابہ

آپ سید محمد امین کی ہمشیرہ کے بیٹے (یعنی بھانجا) ہیں۔ روپاہ کے موضع بھتیہ میں مقیم ہیں، اور صاحبِ خوارق و کرامات ہیں۔

میاں احمد عطائی

موضع نصر پور تعلقہ ساموتی میں صاحبِ کمال اور اہل حال مشائخ میں سے ہوئے ہیں۔ ان کی بعد ان کے داماد مخدوم ہارون ان کے قائم مقام ہوئے۔

سید یونس

آپ اور آپ کے بیٹے سید عبد، ہر دو اہلِ کمال اور صاحب حال ہو گذرے ہیں۔ عمر کوٹ میں آپ مرجعِ خلائق ہیں۔ اس صدی کے معروف بزرگ ہیں۔

Marfat.com

درس چھتو

آپ درویش بدین ولد راھو کی اولاد میں سے ہیں۔جن کا مزار کوہِ گنجہ پر ہے۔پیر کے کلام کی برکت سے آپ کے رزق میں کبھی کمی نہیں آتی۔اور بغیر محنت اور زراعت کے فارغ البالی کی زندگی گذرتے ہیں۔

بیٹے کا نام مولیڈنہ ہے۔جو والد کا قائم مقام ہوا۔

حبیب شاہ مجذوب

آپ کا تعلق قوم ڈاہری سے ہے۔صاحبِ سلوک اور مجنون لوگوں کی مانند رہتے تھے۔ کہتے ہیں: ایک بار سید عبداللطیف تارک (بھٹائی) میر محمد عطا امیر خانی کے بالا خانہ پر قیام پذیر تھے، کہ کسی سے سنا، حبیب شاہ دہلیز پر دو روز سے سویا ہوا ہے، اور پہلو بھی نہیں بدلا۔ آپ نے آکر دیکھا اور فرمایا: ''اے دیوانہ تمہیں جو کچھ نیند میں حاصل ہے وہ ہم بیداری میں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ایسا سونا کہاں سے سیکھا ہے؟''

سید قاسم

آپ بے خود سالک ہیں۔عرصۂ دراز تک آپ جامع فرخ کی محراب کی پشت میں بیٹھے رہے۔اس کے عجیب حالات سننے میں آئے ہیں۔

سناسی مجذوب

عمدہ مستوں میں سے تھے۔مغلوں اور نادر شاہ کے زمانہ تک تو تھے۔بعد میں غایب ہو گئے۔

نور شاہ ہندی پنجابی

مست درویش کی مانند عجب صاحب کمال تھے۔کافی مدت ٹھٹھہ میں رہے۔جس کسی پر

Marfat.com

توجہ کرتے ،اس پر بھی جذب وکیف طاری ہو جاتا ،مثلاً محمد محسن ولد شیخ محمد باقر وقائع نگار ٹھٹھہ ،اور میر عطاء اللہ ولد سید احمد ،از اولادِ سید شکر اللہ شیرازی ان لوگوں میں سے ہیں۔

جب آپ کا وصال ہوا تو محلّہ مسکین باغ میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا جوان کے معتقدین کے لیے زیارت گاہ ہے۔

میاں عبدالقدوس مجذوب

آپ عدلائی مخادیم میں سے ہیں۔دائم السکوت تھے۔اکثر مساکین کے بیت الخلاء پیسے دے کر بھنگیوں سے صاف کراتے تھے۔بہت لوگوں نے آپ کو ایام حج میں حرمین شریفین میں دیکھا ہے، حالانکہ آپ کبھی شہر سے باہر نہیں گئے۔

اور چھتہ ، جیہ، لونگ ، بولہ کدہ ، لایق ڈنہ، الہ ڈنہ اور حسنی ، یہ ہر ایک مجذوب سالک تھے، اور اپنے زمانہ میں صاحبِ مشاہدہ ومکاشفہ دیکھے گئے ہیں۔جو کچھ زبان سے فرماتے ، اگر کوئی اس کی تصدیق کرتا، تو ویسا ہی ہوتا تھا، جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہوتا تھا۔

درویش محمود

آپ کا لقب کہاریہ تھا، موضع کورہ لبان کے رہنے والے تھے۔قوم اریسر تھی ،لکعلوی میں درگاہ شاہ صدر پر ایک عمر گذاری ، صحراؤں میں ریاضتیں کیں اور ایک دنیا ان کی معتقد تھی۔ میاں نور محمد والیِ سندھ کو آپ سے بے حد ارادت تھی۔

بزرگوں کی طرح سیر کرتے کرتے آپ دہلی پہنچے۔ابراھیم شاہ کمورہ سندھی جو وہاں زمرۂ مشائخ میں تھے ، انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔مگر شادی سے فارغ ہوتے ہی انہوں نے رختِ عروسی اتار پھینکا ، اور ننگے سر اور ننگے پاؤں پرانے طریقہ پر آ گئے۔ اور تھوڑے عرصہ بعد سندھ لوٹ آئے۔اور میاں غلام شاہ (کلہوڑہ) کے حکمران ہونے سے پانچ روز پہلے اُس کے پاس جا کر اُسے حکمرانی کا مژدہ سنا دیا۔آخر ایسا ہی ہوا۔اگرچہ بعد میں

Marfat.com

سرائیوں نے محمد مراد یاب خان کو تختِ حکومت پر بٹھا دیا۔ اکثر بزرگوں نے ان کو طعنہ دیا کہ دیگر نجیب الطرفین بھائیوں سے ریاست لے کر آپ نے ان کو دے دی۔ اس پر رنجیدہ خاطر ہو گئے ۔عنقریب فوت ہوئے ہیں۔

شاہ ابراھیم کمورہ سندھی

مدت دراز تک جہان آباد میں رہے۔ اور درویشوں کی کثیر جماعت میں اپنی مشیخت کا جھنڈا لہرایا۔ محمد شاہ بادشاہ کا عہدِ حکومت تھا۔ اس کے عہد کے اواخر میں وصال فرمایا۔

شاہ حسین نیل پوش

گھوڑ سوار، موضع دریاہ کے رہنے والے تھے۔ نیل پوش اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سندھی دیہاتیوں کی طرح نیلے رنگ کی چادر زیبِ تن رکھتے تھے۔ اور اسی لباس میں گھوڑے پر بیٹھ کر گھوما کرتے تھے۔ ایک دنیا آپ کی معتقد تھی، اور آپ کی بزرگی اشہرِ انام تھی۔

آپ بھی شاہ ابراھیم کمورہ کے معاصر ہیں۔

شاہ لطف اللہ ٹھٹھوی

آپ فقیری وضع کے درویش تھے، مگر اکابرین آپ کے معتقد تھے۔ آپ کے بھائی ٹھٹھہ میں منصب پنج صدی پر فائز تھے، ان کا لقب ''حامد یار خان'' تھا۔

درس امین ساند

نامی گرامی مشہور درسوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اور سندھ کے فقراء میں آپ کا اعلیٰ مقام ہے۔ میاں نور محمد (کلہوڑہ) آپ سے بہت ارادت رکھتا تھا۔

میاں محکم الدین

آپ سیاح بزرگ ہیں۔ کئی بار سندھ کے مختلف مقامات مثلاً ٹھٹھہ اور کچھ میں بزرگوں

Marfat.com

نے آپ کو دیکھا، صاحبِ کمال بزرگ تھے۔اصل پنجاب کے تھے، امید ہے ابھی بقید حیات ہوں گے اور سلوک پر گامزن ہوں گے۔

سید محمود

اصل پنجاب کے تھے۔سورت کے نگر جام اس دور کے مشائخ کے مرجع تھے۔ اور صاحبِ کمال تھے۔

شیخ مولوی خیرالدین

ولد شیخ محمد زاہد ہاشمی، طریقہ قادری نقشبندی سے فیض یافتہ تھے، اور علمِ حدیث میں حاجی محمد قائم ٹھٹھوی سندھی کے شاگرد تھے۔عجب مقدس شخصیت تھے۔طبع خیر کے مالک تھے۔ اور جواد (سخی) تھے، سلوک کے احیاء میں سرگرم تھے۔

شاہ ولی اللہ واعظ

آپ صاحبِ حال، صاحبِ کمال بزرگ تھے، بندر سورت میں رہتے تھے۔ مجھے (قانع کو) ۱۱۹۷ھ میں ان کی زیارت ہوئی۔

الیاس فقیر

اس جوان کو سیر و سیاحت اور مجاہدات کرتے ۱۱۰۳ھ میں دیکھا تھا کہ ٹھٹھہ پہنچا اور پہاڑ پر بیس (دن) سے زیادہ عرصہ گذارا۔ یہ انیسر پاکداری کی اولاد سے ہے۔ جو قدیم نامور بزرگوں سے تھے۔اور ظاہراً سید علی بزرگ انجوی کے معاصر تھے۔

شیخ عمر افغان

حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادہ کے مریدوں سے ہیں۔
قصبہ جمکلی تعلقہ پشاور میں رہتے تھے، ہزاروں لوگ ان کے مرید تھے۔ چونکہ آپ

Marfat.com

اپنے مخدوم زادہ کی سنگینی برداشت نہیں کرتے تھے، خصوصاً شاہ صفی کے خدام سے معتقدانہ پیش نہیں آتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ اس قصبہ میں سے اپنی جماعت سمیت خروج کر گئے۔ کیونکہ انہیں تیمور شاہ سے عظیم خفت اٹھانی پڑی۔

شیخ غلام محمد

حاجی غلام محمد معصوم (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) کے بیٹے ہیں۔ والد کے بعد ان کے سجادہ نشین ہوئے اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے۔ اور پھر والد کی یہ امانتِ ولایت چھوٹے بھائی کے سپرد کر کے اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

شیخ شیخان شیخ صفی الدین

آپ کا نام ابوالبشر تھا، اپنے آباؤ اجداد کی وراثت آپ کو بچپن میں ہی مل گئی تھی۔ اِس وقت حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادہ میں سے بس آپ ہی ہیں۔ آپ کے صاحبِ فیض خلفاء بہت زیادہ ہیں اور مریدوں کا تو شمار ہی نہیں۔

شیخ عبدالاحد

آپ شیخ صفی الدین کے بڑے بھائی ہیں۔

میاں غلام شاہ کے عہد حکومت میں ٹھٹھہ تشریف لائے، اور ایک دنیا کو اپنی ارادت سے وابستہ کیا۔ محرر الحروف (قانع) بھی اس جماعت کا کمترین فرد ہے۔ اور آنحضرت کے توسل کا امیدوار ہے۔

اللھم احشرنا فی زمرتھم وارزقنا من کاملات موالھم۔

آمین ثم آمین آمین

Marfat.com

خاتمہ

ان بزرگوں کا ذکر، جن کا عہد متعین نہیں ہوسکا کہ کس صدی کے بزرگوں میں ان کا ذکر کیا جائے

شیخ عیسیٰ ہتاز

نفحات الانس میں ہے، کہ کسی فاحشہ عورت کے پاس گذر ہوا تو فرمایا: کہ آج رات میں آپ کے پاس آؤں گا۔ چنانچہ رات کو اس کے گھر گئے، اور دو رکعت نماز پڑھی اور باہر چلے آئے۔ اس فاحشہ عورت نے توبہ کی اور شیخ کے قدموں میں گر پڑی۔ درویشوں میں سے کسی نے آپ کا نکاح پڑھا دیا۔ درویش نے ولیمہ کا اہتمام کیا۔ ولیمہ کے لیے حلوا بنانے کا ارادہ کیا، مگر گھی کوئی نہ تھا۔ اس فاحشہ عورت کے ایک سابقہ امیر دوست نے طنز کے طور پر دو بوتلیں شراب کی بھجوادیں، کہ اپنے شوہر سے کہو اسے گھی بنالیں۔ درویش نے وہ دونوں بوتلیں حلوے میں انڈیل دیں، جو صاف گھی بن گئیں۔ جب اس امیر نے سنا تو توبہ کرلی اور شیخ کا مرید ہوگیا۔

شیخ سعید حدادیمنی

آپ صاحبِ مقاماتِ عالیہ ہیں۔ عدن کے بازار میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے، آپ نے وصال کے وقت فرمایا: کہ میری وفات کے تین روز بعد یہاں جمع ہو جانا، ایک سبز پرندہ آئے گا، جس کے سر پر بیٹھ گیا وہ میرا جانشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، ایک سبز پرندہ آیا اور ''جوھر'' نامی ایک شخص کے سر پر بیٹھ گیا۔ اس وقت وہ کسی کا غلام تھا۔ مگر رفتہ رفتہ وہ بن گیا جو بننا تھا۔

شیخ کی قبر عدن میں ہے۔

Marfat.com

شیخ احمد بن الحمید یمنی

آپ متوکلوں میں سے تھے۔ایک بار کوہستان کی زیارت کو جا رہے تھے کہ راستے میں شیخ سعید سے ملاقات ہوئی۔شیخ سعید کی کنیت ابوعیسی ہے۔اور وہ یمن کے نامدار مشائخ میں سے ہیں۔شیخ سعید نے چاہا کہ ان کے ساتھ رفاقت کرے، مگر پھر ارادہ بدل لیا۔شیخ احمد زیارت کر کے جب واپس لوٹے تو پھر شیخ سعید سے ملے اور کہا کہ میرا آپ پر حق ہے۔ آپ اس وقت متوجہ ہوئے کہ ساتھ چلیں مگر پھر آپ نے ارادہ تبدیل کر لیا۔شیخ سعید نے کہا کہ آپ کوئی حق نہیں رکھتے۔شیخ احمد نے کہا کہ اُٹھ کھڑے ہوں اور انصاف دیں۔انہوں نے کہا کہ جو مجھے کھڑا کرتا ہے میں اُسے بٹھا دیتا ہوں۔پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ شیخ احمد تو معتقد ہو کر اسی جگہ بیٹھ گئے، مگر شیخ سعید ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوئے کہ اپنے اعضاء کو خود سے کاٹ کاٹ کر جدا کرتے گئے اور فوت ہو گئے۔

شاہ مسعود ابدال

آپ علاقہ قندھار کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔متقی اور پرہیزگار لوگ آپ کے معتقد ہیں۔پہاڑ کے دامن میں آپ کی قبر مبارک ہے، اور آپ کے اردگرد خودرو میوہ جات اور پھلوں کے درخت ہیں۔مثلاً انگور، سیب، بہی، انار وغیرھم۔اور وہاں پانی کے چشمے جاری ہیں۔ اور اس پورے علاقے میں یہ خصوصیت صرف اسی جگہ کو حاصل ہے۔اور اسی طرح مذکور ہے یہ درخت انہوں نے خود وہاں لگائے جو آج تک ان کی یادگار ہیں۔اور اس پہاڑ کے قریب زمین کا ایک ٹکڑا ہے جس میں خربوزہ، تربوز وغیرہ بہت ہوتے ہیں۔انہیں قدرتی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔اس جگہ کے علاوہ کہیں خربوزہ وغیرہ کاشت کرتے ہیں وہ یا تو پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے، یا اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

خواجہ ملک

Marfat.com

قندھار میں ارغنداب کے کنارے آپ کا مزار واقع ہے۔عجب فیض و برکت والی جگہ ہے۔علاقہ قندھار کے رہنے والے لوگ آپ کو ''امیرِ ولایت'' کہتے ہیں۔اپنی زراعت اور کھیتی باڑی میں کاشتکاری کرتے وقت ہی ان کی اولاد کا حصہ مقرر کر لیتے ہیں۔اور جب فصل اٹھاتے ہیں تو ان کا حصہ خود وہاں پہنچاتے ہیں۔اور اگر ان کا حصہ مقرر یا معین نہ کریں تو اکثر اوقات فصل تباہ ہو جاتی ہے۔

خواجہ علی نی تاز

آپ صاحبِ کشف و کرامات بزرگ ہیں۔علاقہ قندھار کے موضع کندکان میں آپ کا مزار ہے۔

''نی تاز'' اس لیے آپ کو کہتے ہیں کہ ایک بار ایک ''چھڑی'' کو گھوڑا بنا کر کسی کے گھر مہمان گئے۔اور میزبان سے کہا کہ میرے گھوڑے کے لیے چارہ لاؤ،اس نے مذاق سمجھا،اور از راہِ تمسخر گھر سے اناج نکال کر اس ''چھڑی'' کے آگے ڈال دیا۔صبح جب دیکھا تو جو غلہ یا اناج اس کے آگے رکھا تھا،وہ بالکل ختم ہے۔اور گھوڑے کی لید وہاں بہت پڑی ہے۔

پیر یکشنبہی

کوہ لکہ کے دامن میں جو قبرستان ہے اس میں آپ کا مزار ہے۔قندھار کے اکثر لوگ اتوار کی رات ان کی مزار پر چراغ جلانے کا اہتمام اور التزام کرتے ہیں۔اس تقریب میں ہر اتوار کی رات (۱۲۰) چراغ جلائے جاتے ہیں۔جس سے اس بزرگوار کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

چتر پیر

بہروج میں آپ کا مزار عجیب منظر پیش کرتا ہے۔آپ کی قبر کے اوپر ایک حوض سا بنا ہوا ہے،جس میں صاف پانی ہے،اور وہ حوض لبالب بھرا رہتا ہے۔مگر معلوم نہیں کہ وہ پانی

Marfat.com

اس حوض میں کہاں سے آتا ہے۔ مگر جتنا لوگ اس میں سے استعمال کرتے ہیں وہ اتنا پھر بھر جاتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل داماچی کا ایک مرہٹہ وہاں آیا، اور اس نے سنا کہ اس حوض کا پانی ختم یا کم نہیں ہوتا۔ تو اس نے امتحان کے طور پر تمام فوج کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑوں، اور دیگر جانوروں کو بھی یہاں سے پانی پلائیں اور خود بھی سب لوگ یہاں سے پانی پئیں۔ چنانچہ ہزاروں افراد اور جانوروں نے وہاں سے پانی پیا، مگر ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا۔

چتر پیر کے مزار سے نیم کروہ کے فاصلے پر ایک مخصوص چلہ گاہ ہے۔ جو بے حد باصفا جگہ ہے۔ اور چھوٹوں بڑوں کے لیے روحانی سرور کی جگہ ہے۔

ابوسلیمان دارائی

آپ نہایت خلیق تھے، اس لیے آپ کو ''ریحان القلوب'' کہا جاتا تھا۔

تذکرۃ الاولیاء میں آپ سے منقول ہے: کہ ایک رات میں نے اپنی منڈیر پہ ایک حور کو مسکراتے ہوئے دیکھا، اس کے چہرہ کی روشنی اس قدر تھی کہ میں نے پوچھا یہ روشنی کہاں سے ہے۔ اس نے کہا کہ کل رات جو چند آنسو آپ کی چشمِ تر سے نکلے، ان سے میرے چہرے کو دھویا گیا ہے، یہ بہار کا سارا کمال اسی سے ہے۔ آپ کی آنکھوں کا پانی حوروں کے چہرے کی سرخی ہے۔

فرمایا: جب آدمی سیر ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعضاء بھوکے ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: رضا یہ ہے کہ خدا تبارک وتعالیٰ سے نہ بہشت مانگو اور نہ دوزخ کی پناہ مانگو۔

فرمایا: دنیا میں جو لمحہ ذوق نہیں دیتا اس کا آخرت میں بھی ثمرہ نہیں ملے گا۔

شیخ عبدالواحد ہروی فارغی

زہد وتقویٰ کے سالک اور رشد وہدایت کے طالب آپ سے بے حد عقیدت رکھتے

Marfat.com

تھے۔فی الفور شعر کہہ لیتے تھے،اور معانی کشفی کو اشعار میں باندھتے تھے۔

شمس الدین محمد قائینی

والد کا نام امین الدین تھا، مشائخِ کبار اور اولیاء نامدار میں سے تھے۔ ہرات میں آپ کا وصال ہوا۔ ہفت اقلیم کے مؤلف نے آپ کے کلام سے یہ رباعی درج کی ہے۔

خلق خوش نو بہار باغ تو بس است
تسلیم و رضا چشم چراغ تو بس است
ور زا کہ نعوذ باللہ آن وصف تو نیست
محرومی ازین صفات داغ تو بس است

مولانا ولی

سرزمین خراسان کے تمام لوگ امیر یا غریب، اور بالخصوص سیستان کے رہنے والے خواہ بوڑھے، خواہ جوان، سب ہی آپ کے معتقد تھے۔ شاعری میں بھی بہت مہارت رکھتے تھے۔آپ کا دیوان متداول ہے۔

شیخ ابوعلی ابو بایان

کتاب ''گزیدہ'' میں لکھا ہے کہ دمشق میں فدائیوں کا ایک نوجوان شہید ہو گیا، تو اس کا جسدِ خاکی مردانِ حق نے قزوین پہنچا دیا۔اور قزوین میں جہاں ان کی قبر تیار کی گئی، قزوین کے لوگوں نے اس پر مزار بنا دیا۔

شیخ سعدالدین قلتق خواجہ خالدی

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔آپ کی برکت سے بہت لوگ بت پرستی چھوڑ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔آپ بھی قزوین سے ہیں۔

Marfat.com

بشر الطبرانی

آپ طبریہ کے قدیم مشائخ میں سے ہیں، بڑے بزرگ ہیں۔آپ کو بتایا گیا کہ مشائخ کہتے ہیں: کہ جب تک بشر طبریہ میں تھے ہمیں روم سے اطمینان تھا۔ جب یہ بیان آپ نے سنا،تو آپ کے پاس جتنے قیمتی غلام تھے، سب آزاد کر دیئے۔آپ کے بیٹے نے عرض کیا کہ ہمیں آپ نے کنگال کر دیا ہے۔تو آپ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ میرے بارے میں یہ خیال دوستوں کے دل میں پیدا ہوا۔

منصور بن عمار

آپ کی کنیت ابوالسری ہے۔آپ مرو یا باورد کے رہنے والے تھے، کچھ کہتے ہیں: کہ آپ پوشنک اور بصرہ میں رہتے تھے۔آپ حکمائے مشائخ میں داخل ہیں۔

عباس بن یوسف الشکلی

آپ کی کنیت ابوافضل ہے۔آپ بغداد کے قدیم مشائخ سے ہیں۔

فرمایا: جو بھی درگاہِ حق میں مشغول ہے۔اس کے ایمان کے بارے نہیں پوچھنا چاہیے۔

ابوعبداللہ چاوپارہ

چاوپارہ جگہ کا نام ہے جو ثغر روم میں ہے۔صوفی بزرگوں کے طبقہ سے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ میں نے استاد سے پوچھا کہ کس کے ساتھ بیٹھوں اور کس کے ساتھ گفتگو کروں۔تو استاد نے فرمایا: اس شخص کے ساتھ بیٹھو، جس سے آپ اللہ تعالیٰ کی باتیں کرو، یا اللہ تعالیٰ کے احکام سناؤ تو آپ سے گریزان نہ ہو۔

ابوبکر ہمدانی

آپ صمدانی بزرگ تھے۔

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ کسی چیز کا طمع نہ کرو اور نہ جمع کرو۔ لیکن اگر کوئی چیز آپ کو دے تو منع نہ کریں۔

احنف ہمدانی

آپ کبار مشائخ میں سے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: کہ ایک بار میں جنگل میں تھا۔ میں نے دستِ نیاز اٹھائے اور بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کہ یارب! میں ضعیف ہوں، مجھے میرے مقام پہ پہنچا۔ اچانک دیکھا کہ ایک شتر سوار اعرابی آیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو کے بولا، کہ اے عجمی کیا تو اس اونٹ کی پرورش کر سکتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ اونٹ سے اترا اور میرے سپرد کر کے غائب ہو گیا۔

ابوعثمان

والد کا نام علوان المغربی ہے۔ مشائخ میں معروف ہیں۔ ابو ہارون اندلسی سے صحبت رکھتے تھے۔

ابوالعباس مورہ زن بغدادی

شیخ الاسلام انصاری نے آپ کے کلمات لکھے ہیں، کہ آپ نے فرمایا: اپنے نفس کو مشغول رکھو، اس سے پہلے کہ وہ آپ کو مشغول کر دے۔

محفوظ بن محمد بغدادی

آپ سالکانِ طریقت میں ایک سالک ہیں۔

ابومنصور کاوکلاہ

سرخس میں رہتے تھے، اہلِ ملامت میں سے تھے۔

میمون مغربی

Marfat.com

آپ اہلِ مغرب ہیں، سیاح تھے۔ابو موسیٰ دیبلی کے ساتھ ایک جگہ رہے۔خود سیاہ تھے۔مگر سماع کے دوران سفید ہو جاتے تھے۔

عطا بن سلیمان

بصرہ کے زاہدوں میں سے تھے، اپنے وقت کے بزرگ تھے۔

ایک روز آپ بیمار ہو گئے، دھوپ میں سوئے ہوئے تھے۔کسی نے پوچھا سایہ میں کیوں نہیں آجاتے؟ فرمایا: کہ میں چاہتا ہوں سایہ میں آجاؤں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں راحتِ نفس زدہ نہ ہو جاؤں۔

ابو عبداللہ قلالسی

اپنی قوم کے واجب التکریم بزرگ تھے۔فرماتے ہیں: کہ ایک بار میں کشتی میں تھا کہ ہوا تیز چل پڑی۔اہلِ کشتی خوفزدہ ہو گئے۔اور نذر (منت) ماننے لگے، مجھے کہا کہ آپ بھی کوئی نذر مانیں، میں نے کہا کہ اگر نجات پا گئے (کشتی کنارے بخیریت جا لگی) تو ہاتھی کے بچہ کا کبھی گوشت نہ کھاؤں گا۔اہلِ کشتی میرا مذاق اڑانا شروع ہو گئے اور مجھے خبطی قرار دیا۔قدرت خدا کی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور کشتی سوار اس کے تختوں پر کنارے جا لگے۔سب بھوکے تھے، کچھ پاس نہ تھا سوائے ہاتھی کے بچہ کے، انہوں نے اسی کو ذبح کیا اور کھانے لگ گئے۔مگر میں نے جو منت مان تھی۔اس کے مطابق کھانے سے گریز کیا۔جب رات ہوئی سب سو گئے، تو ہاتھی کے بچہ کی ماں آ گئی، اس نے سب کو روند کر مار ڈالا، اور مجھے اشارہ کیا کہ میرے اوپر سوار ہو جاؤ۔جب میں اس پر بیٹھ گیا تو وہ تیز تیز چلتی ہوئی اسی رات مجھے میرے گاؤں میں لے گئی، اور مجھے نیچے اترنے کا اشارہ کیا، تو میں نیچے اتر آیا۔اس رات جو سفر طے ہوا وہ آٹھ روز کا تھا۔

عبداللہ بن عصام المقدسی

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی کے حوالے سے نفحات الانس میں لکھا ہے: کہ

Marfat.com

عبداللہ بن عصام المقدسی کوخواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ حقیقت کیا ہے جسے ہم اختیار کریں۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: حق سے شرم کرنا۔ یعنی جب مخلوق کے ساتھ ہوں تو حق کوفراموش نہ کریں۔یعنی چاہیے کہ بظاہر مخلوق میں رہومگر باطن میں حق کے ساتھ ہوں اورایسی چیز سے شرم کریں کہ باطن میں بھی مخلوق سے ہی مشغول ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے امرفرما کرتشریف لے جانے لگےتو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کچھ مزیدارشادفرمایئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خودحق پہ ہوتے ہوئے خلق کوبخش دینا، یعنی جب آپ باطن میں حق کے ساتھ ہوں تو ظاہر میں مخلوق کے ساتھ،اورانہیں بخش دیں۔اور ان کے حقوق ضائع نہ کریں۔

ابوبکر کفشیری

کفشیر،شام کاایک گاؤں ہے۔وہاں آپ بڑے بزرگ تھے۔آپ سے منقول ہے کہ ایک بار میں صحرائے بنی اسرائیل میں جارہا تھا کہ مجھے روٹی اورسبزی کی آرزو پیدا ہوئی، اچانک سبزی فروش کی آوازسنائی دی۔[میں حیران ہوں]صحرامیں اسے کون میرے پاس لایا۔

خواجہ عبداللہ

طریقِ تصوف میں کرامات نہیں ہیں۔بلکہ یہ ناپسندیدہ اورموجبِ طعن کام ہے۔ اک درویش سے منقول ہے: کہ ایک بار میں صحرامیں بیٹھا تھا،کہ آسمان سے ایک سونے کا پیالہ نازل ہوا،جس میں ٹھنڈا پانی تھا،درویش نے کہا کہ اے رب العزت تیری عزت وجلال کی قسم میں یہ پانی نہیں پیوں گا،جب تک کوئی اعرابی آکر مجھے چپت رسید کر کے پانی نہ پلائے،میں کرامات سے پانی نہیں پیوں گا۔کرامات سے غرور پیدا ہوتا ہے۔

اسحاق بن ابراھیم الحمال

شان وشوکت اورکراماتِ عالیہ والے مشائخ سے ہیں۔کوہ لگام پرآپ کا مقام ہے۔

Marfat.com

اس طائفہ کے ایک شخص کا کہنا ہے: کہ میں ایک کوہ لگام میں راستہ گم کر بیٹھا۔ اچانک ایک پوستین پوش بزرگ کو دیکھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: اللہ اکبر۔ کیا راستہ گم کر بیٹھے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا: کہ تیس سال ہوئے میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا، چنانچہ مجھے ایک عصا دیا۔ اور فرمایا: کہ یہ راہنمائی کرے گا۔ چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ میں نے خود کو انطاکیہ میں کھڑا پایا۔ وضو کے لیے چشمہ پر بیٹھا تو عصا کو زمین پر رکھ دیا۔ دیکھا کہ وہ اچانک غائب ہو گیا۔ میں نے انطاکیہ کے لوگوں سے یہ قصہ بیان کیا، تو انہوں نے بتایا وہ اسحاق حمال تھے۔ انہیں بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے۔ یہ سن کر افسوس ہوا کہ میں نے کیوں نہیں انہیں پہچانا۔

شیخ ابوالعباس الدمنہوری

دمنہور، مصر کا ایک گاؤں ہے، جس میں آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے سیدھے ہاتھ میں دریا ہے اور بائیں ہاتھ میں صحرا۔

شیخ مفرح

آپ ایک حبشی غلام تھے۔ مصر میں تھے جب آپ کے اندر جذبہ بیدار ہوا۔ چنانچہ چھ ماہ تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ آپ کو دیوانہ سمجھ کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد لوگوں نے آپ کو جیل خانہ سے باہر دیکھا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر سب نے معذرت کی۔ اور چند پرندوں کا گوشت بھُنا ہوا ان کے سامنے لائے۔ آپ نے جب اس بھنے ہوئے گوشت پر نگاہ کی تو وہ سب زندہ ہو گئے اور اُڑ گئے۔

شیبان بن علی

آپ مصر کے قدیم مشائخ میں سے ہیں۔

بنان بن عبداللہ

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے، آپ مصر کے مشائخ میں سے ہیں۔

Marfat.com

ابوالحسن صبیحی

آپ کا نام حسین بن عبداللہ بن بکر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام احمد بن محمد ابوعبداللہ بن بکر ہے۔ کنیت ابوعبید ہے۔ آپ اہل بصرہ سے ہیں۔ صاحبِ خوارقِ عالیہ ہیں۔

ابوجعفر سومانی

شیخ الاسلام انصاری کہتے ہیں: کہ آپ کا قول ہے کہ آپ کا دوست وہ ہے جو آپ کو گناہوں سے روکے، اور تمہارا ساتھی وہ ہے جو تمہیں تمہارے عیب دکھائے، اور تمہارا بھائی وہ ہے جو تمہیں علام الغیوب تک پہنچائے۔

ابوالخیر عسقلانی

آپ نے لبنان میں ابدالوں کی جماعت سے صحبتیں کی ہیں۔

ابراہیم جیلی

آپ نے کچھ عرصہ بغداد میں قیام کیا، اور مشائخ وقت کی زیارتیں کیں۔ پھر ایک دیہات میں جا کر مقیم ہو گئے۔ اور وہاں شادی کر لی۔ وہیں فوت ہوئے۔ ابراھیم جیلی، جیل میں باشکوہ بزرگ ہوئے ہیں۔

ابوعبداللہ المشتہر بہ بابونی کرد

ایک روز آپ دانشمندوں کے مجمع کے پاس سے گذرے، تو ان کی صحبت میں بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ میں کُردی آدمی ہوں اور ان پڑھ ہوں۔ میں خود کو آپ جیسا دانشمند نہیں بنا سکتا۔ دانشمندوں کی جماعت سے کسی نے از راہِ مزاح کہا کہ تمام رات خود کو اُلٹا لٹکاؤ اور پڑھو ''کزبرہ عصفرہ'' تم دانشمند ہو جاؤ گے۔ انہیں چونکہ طلبِ صادق تھی انہوں نے کامل ارادت سے ایسا کیا، تو اللہ کے فضل و کرم سے ان پر ظاہری و باطنی علوم کے دروازے کُھل گئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا

Marfat.com

:"امسیت کردیاً و اصبحت عربیاً "یعنی میں رات کو کرد تھا، صبح ہوتے ہی عربی ہو گیا۔

مولانا برہان الدین بلخی

آپ کامل اولیاء سے ہیں، ماسویٰ کے تارک اور خوارقِ عادات میں مشہور زمانہ ہیں ۔دانہ پانی انہیں دہلی لے آیا۔افادہ کے نور سے اپنے معتقدین کے دل روشن کیے۔اپنی عمر پوری کر کے وصال فرمایا، اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

ابوعبداللہ دینوری

آپ کا نام محمد بن عبدالخالق ہے۔آپ اجل مشائخ میں سے ہیں۔اہلِ حال کے بڑے، اس طریقہ کے علوم کے فصیح تھے۔سال ہا سال وادی القریٰ میں مقیم رہے، پھر دینور چلے آئے اور وہیں وفات پائی۔

ابوالحسن بن شعرہ

آپ کا نام عمر بن عثمان بن حکم بن شعرہ ہے۔ابوسعید مالینی نے اپنی اربعین میں لکھا ہے کہ آپ مصری ہیں۔مشائخ صوفیوں میں سے ہیں۔آپ کی قبر سے قرآن پڑھنے کی آواز لوگ سنتے تھے۔

عزیزی

آپ مشائخ میں غریب الحال تھے۔آپ کے زمان و مکان کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا۔

ابوالاسود آپ کی زیارت کو پہنچے، سلام کر کے کہا، یا شیخ میں آپ کا دوست ہوں۔ عزیزی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا علیک السلام، کیسے ہو؟ اور اسی وقت غائب ہو گئے۔پھر وہ تین روز ان کا انتظار اسی حال میں کرتے رہے۔پھر سمجھا کہ شاید آب و خاک کے ہاتھوں آپ رسومِ

Marfat.com

انسانیت سے باہر ہو گئے ہیں۔بس ان کے دیدار کو غنیمت جانا اور واپس لوٹ گئے۔

ابوالاسود مکی

آپ اپنے دور کے عمدہ مشائخ میں سے ہیں۔آپ کا عہد متعین نہیں ہو سکا۔

ابوالاسود راعی

آپ نامی مشائخ میں سے ہیں۔ایک بار اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ صحرا میں تھے، کہ اہلِ خانہ سے کہا آپ لوگ چلے جائیں، میں کسی اور طرف جاؤں گا۔آپ کی بہن نے آپ کے لوٹے میں دودھ ڈال دیا کہ راستے میں ضرورت پڑے تو پی لینا۔ جب آپ تھوڑا دور گئے تو طہارت کی ضرورت پیش آئی جب طہارت کرنے لگے تو لوٹے میں سے پانی کے بجائے دودھ نکلا آپ واپس لوٹ آئے۔اور فرمایا: کہ دودھ کی نہیں مجھے پانی کی ضرورت ہے۔تا کہ طہارت کرسکوں۔ مجھے پانی اہم تر ہے دودھ سے۔اور لوٹا خالی کر کے پانی سے بھر لیا، اور چل پڑے۔مگر جب بھی آپ طہارت کرتے تو لوٹے سے پانی نکلتا مگر جب آپ کو بھوک اور پیاس ستاتی تب اس سے دودھ برآمد ہوتا۔

شیخ عبدالکریم جیلی ثم الزبیدی

آپ متاخرین مشائخ سے ہیں۔عدن میں سکونت پذیر تھے۔

آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر لکھی ہے ۱۹ جلدوں میں۔یعنی ہر حرف پر ایک جلد۔جو متعدد علوم پر مشتمل ہے۔اور فرمایا: کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ذکرِ قلب ہر وقت جاری رہتا تھا۔

شیخ ریحان

آپ کا نام ابو محمد عبداللہ بن ابو بکر ہے۔آپ عدن میں رہتے تھے۔صاحبِ کراماتِ عالیہ ہیں۔آپ سے عجیب وغریب کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

Marfat.com

الشیخ الکبیر ابی الذبیح اسمعیل بن محمد الخضر امی

شیخ ریحان آپ کے اصحاب میں سے ہیں۔آپ کی کرامات کے بیان سے زبان قاصر ہے۔

شیخ احمد نصر ابیوردی

آپ نے بیس (۲۰) حج ادا کیے۔خراسان سے احرام باندھ کے چلتے تھے۔اس علاقے کے اولیاء کے سلسلے سے منسلک تھے۔

شیخ عبدالواحد فارغی ہروی

زہد وتقویٰ سالک اور رشد وہدایا کے طالب آپ کے بہت معتقد تھے۔

شمس الدین محمد بن امین الدین

آپ اس دور کے کبیر مشائخ اور نامدار اولیاء سے تھے۔اصل قائن کے رہنے والے تھے،مگر ہرات میں وصال فرمایا۔

حاجی مکائی

آپ اجل اولیاء اور عظیم مشائخ سے ممتاز تھے۔جس اسلامی فوج نے پہلے سندھ کو فتح کیا،آپ اس فوج کے ہمراہ تھے۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ فتح کے بعد ملک کی باگ ڈور آپ نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔اور کچھ لوگ کہتے ہیں: کہ قلعہ نیرون عرف نیرن کوٹ میں رہے۔ کچھ کہتے ہیں: کہ اس زمانے کے اعراب میں سے ایک بزرگ ہیں یا اس کے قریب العہد ہیں۔ جو سندھ میں وارد ہوئے۔بہر حال آپ کا مزار عجیب مرکزِ فیض ہے۔

میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے ۱۱۸۰ھ کے بعد آپ کی قبر پر ایک قلعہ تعمیر کرایا۔بعض مُردوں کی ہڈیاں زمین سے برآمد ہوئیں۔جن کی قبریں معین تھیں۔ایک عورت اور مرد کی لاشیں

Marfat.com

صحیح سلامت نکلیں جو صدیوں سے وہاں مدفون تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے سو رہے ہیں۔ مشہور ہے کہ وہ عاشق و معشوق تھے۔

شاہ بخاری

نیرون کوٹ سے تین کروہ کے فاصلے پر آپ کا مزار ہے۔ بہت سے عقیدت مند زیارت کے لیے وہاں حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ کپورو شیخ نظام الدین

دونوں شہید ہوئے اور تعلقہ دندی میں آپ کے مزارات ہیں۔ سندھ کی تمام خواجہ قوم آپ کی معتقد ہے۔ اور چاند کی ہر چودہ تاریخ کو وہاں میلہ لگتا ہے۔

شیخ لودی

آپ حضرت غوث الثقلینؒ کی اولاد سے ہیں۔ پرگنہ سیار میں آپ کی درگاہ زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

ہفت دختر

کہتے ہیں: کہ سومرہ بادشاہوں کی اولاد میں سے سات خوبصورت لڑکیاں تھیں۔ جو بہت پاکدامن، خدا پرست اور تارکِ دنیا تھیں، تلہا میں رہتی تھیں۔ وہاں کا ایک گروہ انہیں نگاہِ بد سے دیکھتا تھا اور ان پہ طمع رکھتا تھا۔ سید یعقوب شاہ مشہدی کا وہاں سے گذر ہوا، تو یہ لڑکیاں ان کے ہمراہ گاؤں ساموی میں پہنچ گئیں۔ یہاں کے سمہ زادے ان کے خواہشمند ہوئے، اور کچھ لوگوں کو بھیجا کہ انہیں گرفتار کر لاؤ۔ شیخ جھنڈہ پاتنی نے انہیں دریا عبور کرانے کی کوشش کی۔ ابھی یہ دریا کے اس پار پہنچی تھیں تو ان کے دشمن بھی پیچھے پہنچ گئے۔ جب ان عفت مآب لڑکیوں نے دیکھا کہ اب ہمیں امان ملنا مشکل ہے، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ہماری حفاظت فرما، اور ہمیں زمیں میں چھپا لے۔ ان کی دعا اسی وقت قبول ہو گئی اور زمین میں شگاف

Marfat.com

پڑ گیا جس میں یہ ساتوں لڑکیاں چُھپ گئیں ۔موضع ساموی کے پہلو میں اس دن سے یہ جگہ زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ ہر چند اہلِ ظاہر اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں، مگر اہلِ باطن ان کے مقام سے انکار نہیں کرتے۔

میاں احمد و میاں محمد

آپ بغدادی الاصل ہیں ۔ اجلۂ اہلِ کرامت ہیں ۔ میرگان کے شرقی مقابر میں مدفون ہیں ۔ ارباب معرفت ان کے عظیم مقام اور بزرگی کے باعث ان کی زیارت کو فوزِ عظیم سمجھتے ہیں۔

سید احمد غوث

کمالِ کمالیت اور فرطِ کرامت والے یہ معروف بزرگ ہیں ۔ٹکرفتحی میں مدفون ہیں۔ آپ کی شہادت کی رات ماہِ محرم میں روحانیتِ شہداء کا عظیم مجمع ہوتا ہے۔ بہت سے صاحبانِ نظر نے دیدۂ ظاہر سے انہیں دیکھا ہے

درویش بہنبہ ناریجہ

آپ کا تعلق ناریجہ قبیلہ سے ہے۔ عجیب کرامات کے مالک ہیں۔ بدین کے نزدیک آپ کا مدفن ہے۔

شاہ قادری

آپ حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کی اولاد سے ہیں ۔شہر بدین کے جنوب میں آپ کی درگاہ مطافِ اہلِ اللہ مشہور ہے۔

آپ کی اولاد اسی شہر (بدین) میں معروف ہے۔

مخدوم طوغاچی

Marfat.com

آپ قدیم بزرگوں سے ہیں ۔ بدین کے مغرب میں آپ کی درگاہ ، دور و نزدیک کے رہنے والوں کے لیے زیارت گاہ ہے ۔ آپ کی اولاد کافی ہے ۔ جو مختلف دیہاتوں میں آباد ہے ۔

مخدوم صالح

مخدوم طوغاچی کے معتقدین میں سے تھے ۔ اور آپ انہیں کے مزار کے پاس مدفون ہیں ۔ آپ کی اولاد وہاں پر مفتی ہے ۔

سید میر

قصبہ بدین کے نامی بزرگ ہیں ۔ اور اہل اللہ کی زیارت گاہ ہیں ۔

مخدوم حاجی

آپ باکرامت بزرگ ہیں ، آپ کی درگاہ اندرون بدین شہر ہے ۔ اور اربابِ دین کی قدیم زیارت گاہ ہے ۔

شاہ نور

آپ مشہور بزرگ ہیں ، آپ کی درگاہ شہر بدین میں اربابِ صفا و حضور کی زیارت گاہ ہے ۔

شیخ اسمعیل قریشی

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد میں سے ہیں ۔ بدین کے نزدیک ایک الگ موضع میں آپ کا مزار اہلِ اللہ کی زیارت گاہ ہے ۔

شیخ دانہ

آپ کی سکونت راج سپرہ کے قریب تھی ، قوم اودھیجہ سے تعلق تھا ۔ تعلقہ سماواتی میں آپ کی درگاہ والا شان ہے ۔ تمام قوم اودھیجہ آپ کی مرید ہے ۔ آپ کی اولاد قاضی ،

Marfat.com

مولوی اور پیرزادگی میں ایسا مقام رکھتی ہے کہ آپ کی تمام جماعت ان کی معتقد ہے۔

خسرو بن محمود

آپ اصل میں غزنوی بادشاہوں میں سے ہیں۔مگر آپ کی درگاہ والا شان سرزمینِ اودہیجہ میں ہے۔اپنے وزیر سمیت مرجعِ اہل اللہ ہوئے ہیں۔جس علاقے میں آپ کا مدفن ہے، اس پورے علاقے میں سے کسی کی جرأت نہیں کہ مال مویشی یا کوئی اور چیز چُرا کے لے جاسکے۔

شیخ نورالدین

ساکن سیوستان، اجل اولیائے وقت میں سے تھے۔ایک دفعہ سیر کرتے ہوئے اگہم گوٹھ سے گزرے، تو اس شہر سے اندازاً تین کروہ کے فاصلے پر زمین کو پسند فرمایا۔اور فرمایا: کہ یہ میرے مدفن کی جگہ ہے، مگر اتفاقاً آپ کا وصال سیوستان میں ہوگیا، جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو وہ خود بخود روانہ ہوگیا اور اس جگہ تک پہنچنے سے پہلے کہیں نہ رکا۔آپ کی درگاہ مطافِ اہلِ اللہ ہے۔

درویش سلیمان

آپ سیف اللسان بزرگ تھے۔پرگنہ سماواتی میں ہوئے ہیں۔

حمزہ پرہار قوم وخلیفہ محمد شریف

قدیم مشائخ بزرگوار میں سے ہیں، اجل اولیاء اللہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔اگہم کوٹ میں آپ کا مزار ہے۔

درویش صدر

باپ کا نام کپوراوٹھ ولہاری، سندھ کے عظیم مشائخ اور اولیائے کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ کا سارا وجود ''اطلس'' تھا۔یعنی جسم پر بال نہیں تھے، آپ نے ہمیشہ تنہا مجرد زندگی

Marfat.com

گذاری ہے۔

کہتے ہیں: ایک بار آپ ملتان کی طرف گئے، ملتان میں شام کو دریائے راوی کے کنارے پہنچے۔ پیر کی زیارت کے شوق میں دریا کے کنارے رات گذارنا انہیں دشوار معلوم ہوا، چنانچہ ملاح کو آواز دی، ملاح دریا کے اس پار تھا، اس نے بدزبانی کی اور گالیاں بکتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ کون سا وقت ہے کشتی لانے کا۔

آپ کو بہت غصہ آیا، خادم سے فرمایا: اپنا کوزہ لائے اور اس میں پانی بھرو۔ قدرت الٰہی سے دریا کا سارا پانی اس کوزے میں بھر گیا، اور راستہ خشک ہو گیا۔ اور درویش اسی وقت پہنچ کر اپنے پیر کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ صبح اس علاقے میں شور مچ گیا کہ نالے کا پانی خشک ہو گیا ہے۔ درویش اپنا کوزہ شیخ کی خدمت میں لے آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا: یہ پانی اپنے استعمال میں لاؤ، تا کہ خلق میں یادگار رہے۔

کہتے ہیں: درویش لُسہ کا کرہ شیر پر سوار ہو کر آپ سے ملنے آئے۔ درویش کے پاس ایک شیر خوار بچھڑا بندھا تھا۔ درویش لُسہ نے کہا کہ میرا شیر بھوکا ہے۔ یہ بچھڑا دیدیں تا کہ شیر کو کھلائیں۔ آپ نے فرمایا بچھڑے کی ماں صحرا میں چرنے گئی ہوئی ہے، جب وہ واپس آئے گی تو بچہ نہ پا کر پریشان ہوگی۔ درویش لُسہ نے کہا کہ خیر ہے، کیا یہ دودھ دیتا ہے۔ اور بیحد مبالغہ کیا، اور ضد سے باز نہ آیا۔ آپ نے خادم سے فرمایا: جاؤ بچھڑا کھول کے لے آؤ، جب بچھڑا لایا گیا تو اُسے دیکھتے ہی شیر بھاگ نکلا، بچھڑے نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ شیر نے خود اپنی کچھار میں چھپ کر جان بچائی۔ اور بچھڑا لوٹ کر اپنی جگہ پر آ گیا۔

درویش لُسہ کا کرہ

اپنے وقت کے معروف بزرگ تھے، شیر کی سواری کرتے تھے اور سیاحت میں زیادہ وقت گذارتے تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات مذکور ہیں۔

Marfat.com

مخدوم حسن ہر پرہ

صاحبِ کمال مرد تھے۔ پرگنہ درک کے گاؤں دائرہ میں سکونت رکھتے تھے۔ حضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی بارگاہ میں صحبت رکھتے تھے۔

کہتے ہیں: کہ آپ ایک شب سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک شخص خوشبو لے کے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مخدوم حسن ہر پرہ کو وہ خوشبو تقسیم کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے خوشبو تقسیم کر کے بعد میں خوشبو والا کاغذ اپنے سر پر پھیر دیا، اس کے بعد تاحیات ان کے سر سے وہ خوشبو آتی رہی۔

سید ابراہیم

آپ پیر پردیسی کے نام سے معروف تھے، آپ کا مزار بلڑی کے قریب ہے۔ آپ کے وصال کا دور معلوم نہیں۔ مگر وصال کے بعد آپ کی قبر کے اطراف میں اس قدر جلالیت تھی، کہ کوئی بھی جاندار اگر مزار کے قریب درختوں سے پتہ بھی توڑتا تو اسی وقت ہلاک ہو جاتا تھا۔

سید عبدالکریم بلڑی والے آپ کی زیارت کو گئے، تو فرمایا کہ درویش مرد تو زندگی بھر اپنے نفس کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر آپ نے مرنے کے بعد بھی نفس کو نہیں مارا۔ چنانچہ اس دن سے وہ خاصیت وہاں سے ختم ہو گئی۔

پیر لاکھہ

آپ موضع پکھیار میں مدفون ہیں۔ جو کوئی آپ کی قبر پر آ کر جھوٹی قسم کھاتا وہ فوراً خون اُگلنے لگتا۔ سید عبدالکریم بلڑی والے آپ کی قبر پر گئے اور فرمایا: اے لاکھہ لوگ تو زندگی میں غصہ اور تیزی ترک کر دیتے ہیں، مگر تم نے مرنے کے بعد بھی ختم نہیں کی۔ اس کے بعد یہ خاصیت وہاں سے مفقود ہو گئی۔

شیخ اسمٰعیل

Marfat.com

آپ قدیم مشائخ سے ہیں، اور آپ کی نشانیاں بہت ظاہر ہیں۔ ڈیرہ جام میں آپ کا مزار ہے جہاں اکثر اہلِ ڈیرہ کے مزار ہیں۔

پیر کرمن

ڈیرہ کے مغربی طرف آپ کا مزار ہے جو اہل اللہ کی زیارت گاہ ہے۔ آپ قدیم بزرگ ہیں۔

شیخ لالہ

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد ہیں، ککرالہ کے تمام جام آپ کے مرید ہیں۔ آپ کی اولاد بھی رشد و ہدایت کے لیے وہاں مقیم ہے۔

پیر خاکی وابراہیم ناکوانی تیبہ

آپ قدیم مشائخ سے ہیں، اور سرزمینِ پران میں محوِ خواب ہیں۔

سید حسن باکانہ

آپ قدیم مشائخ میں سے ہیں، عمرکوٹ کے نزدیک سکنہ ''پت'' میں مدفون ہیں۔

سید لال چھتہ

آپ ایک بزرگ ہیں، جن کا مزار مندرہ کی زمین میں ہے۔

درس مظفر

آپ ہالہ پوترہ ہیں، گاؤں بایزید سمہ میں مدفن ہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین ملتانی کے مریدوں میں سے ہیں۔

بابو سکھریہ

Marfat.com

موضع مندرہ پت میں آپ کا مزار چھوٹوں بڑوں کے لیے مرجع ہے۔

درس داتہ کا چیلہ

آپ بھی پت میں مدفون ہیں، آپ کی کرامات مشہور ہیں۔

فقیر کھتھوریہ

آپ موضع سونیھتی میں آسودۂ خاک ہیں۔

درس اجر

آپ کا تعلق قوم لوریرہ سے ہے۔ موضع پوپرائی میں مزار ہے۔ سندھ کے نامور مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

شیخ مغل بھین

آپ صاحبِ کمالات عالیہ معروف بزرگ ہیں۔ آپ کا مزار مشہور موضع ''میاں زمین'' تعلقہ جنان میں ہے، جوڈیرہ جام سے آٹھ کروہ مشرقی جانب ہے۔

شیخ ابڑہ ہالاتری

آپ قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ آپ مغل بھین سے دو میل کے فاصلے پر علیحدہ جگہ پہ مدفون ہیں۔

راول شاہ

درگاہِ احدیت کے مقبول بندوں میں سے ہیں۔ جوناگڑھ میں لباسِ سپاہ گری میں شہید ہوئے۔ وہاں جوناگڑھ کے قریب ہی ایک گوٹھ موضع ''امردن'' میں آپ کا مدفن ہے۔ دکن اور اس کے آس پاس کے لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں۔ خصوصاً اندھے اور مریض شفا یاب ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔

Marfat.com

شیخ احمد نوفانی

نوفانی ایک گاؤں کا نام ہے۔

تاریخ مبارک شاہی میں لکھا ہے، شیخ جائے نماز پر ایسے قبلہ رو بیٹھے تھے کہ فوت ہونے کے بعد بھی چار سال تک ویسے ہی بیٹھے تھے۔ اس علاقے کے قاضی نے کمال شفقت فرمائی.... حال ہی میں فوت ہوئے۔ آپ کے اہلِ وعیال میں سے کتنے ہی لوگ آپ کی زندگی میں وفات پا گئے۔ مگر آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ شہزادوں نے ان کی قبر پر گنبد بنایا۔ اندر دو قبریں تھیں۔ صبح دیکھا تو دو گنبد نظر آئے۔ انہوں نے دوبارہ دو گنبدوں کو ایک چھت ڈال کر ڈھانپ دیا۔ صبح دیکھا تو وہ چھت پھٹ چکی تھی۔ مگر کوئی اینٹ یا مٹی نیچے نہیں گری تھی۔

نوٹ:۔ [نقطوں والی جگہ متن میں خالی ہے]

سلطان ابراہیم ادہم

اس نام کے بزرگ قدیم ایام سے آسودۂ خاک ہیں۔ روہڑی سے تقریباً دس (۱۰) کروہ کے فاصلے پر آپ کا مزار ہے۔ آپ کی قبر خلافِ معمول شرقاً غرباً ہے۔ کئی بار مختلف بزرگوں نے دستورِ اسلام کے مطابق اسے شمالاً جنوباً کیا ہے، مگر قدرت الٰہی سے وہ پھر شرقاً غرباً ہو جاتی ہے۔ قاضی عبدالرحمٰن ساکن ''کھڑا'' جو کہ بہت متشرع بزرگ تھے، اور اوامر و نواہی کے سخت پابند تھے، انہوں نے اپنے دور، بارہویں صدی ہجری میں کئی بار اس قبر کو سیدھا کرنے کی کوشش کی، مگر جب باز نہ آئے تو تیسرے روز قتل ہو گئے۔ اور قبر پھر اپنے قدیم طریقے پر ہو گئی۔ ایک جہان اس درگاہ سے فیض یاب ہے۔ اور اس کے علاقے کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ یہ وہی سلطان ابراہیم ادھم ہیں جو معروف ہیں۔ جن کا ذکر دوسری صدی کے بزرگوں میں آچکا ہے، اور وہ بلخی ہیں۔

خواجہ تابوت

Marfat.com

کابل کی سرحد کے قریب صفہ کے درمیان آپ کا مزار ہے۔ آپ کا مدفن بہت معروف ہے۔ جہانگیر بادشاہ کے جلوس کے دوسرے سال اقبال نامہ کے مصنف کو اس درگاہ کی زیارت کے لیے مقرر کیا گیا۔ انہوں نے پہاڑ میں ایک درہ میں دیکھا جو زمین سے بقدرِ اڑھائی ذرع بلند ہے۔ ایک آدمی کو اوپر کھڑا کیا تا کہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چڑھنے میں مدد کرے۔ اوپر جا کے دیکھا کہ اس کے اندر ایک دالان ہے جو تین ذرع لمبا ہے اور چوڑائی میں ڈیڑھ ذرع ہے ،اس کے اندر ایک مربع شکل میں صحن ہے۔ جو چار ضرب چار (4x4) ذرع ہے۔ گنبد اور دیوار کو چونہ سے تیار کیا گیا ہے، انتہائی سفیدی میں کمرے کے اندر ایک تخت ہے، جب اُسے اُٹھایا تو ایک تختی نظر آئی ، جب تابوت سے تختہ اٹھایا گیا تو میت کو رو بقبلہ سوئے ہوئے دیکھا۔ جب مزید دیکھا تو اس کا ستر نیم ذرع روئی سے ڈھانپا ہوا نظر آیا۔ اور اعضاء زمین پر تھے۔

پیر بکریہ

سمندر کے کنارے روکھارہ کے مقام پر ایک گاؤں آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی زیارت گاہ خاص وعام کی حاجات کے لیے معروف ہے۔

شیخ لال

موضع کھارہ ککرالہ میں آپ صاحبِ مجمع بزرگ ہیں۔

شیخ محمود

آپ نامور بزرگ ہیں۔ دریا کے اس کنارہ پر جنوب کی طرف ٹکرا بن شاہ میں آپ کی زیارت گاہ مشہور ہے۔

سید حیدر

آپ کا تعلق سادات سامیہ متعلوی سے ہے۔ پرانے نامور بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کی اولاد بزرگی اور جاہ وجلال میں ان کی وارث ہے۔ متعلوی میں محوِ خواب ہیں۔

Marfat.com

سید رکن الدین

آپ سید حیدر مذکور کی اولاد ہیں ۔آپ کا عہد معلوم نہیں ہو سکا ۔آپ صاحبِ کرامات، والا جاہ بزرگ ہوگذرے ہیں۔

آپ نے فرمایا: میں اپنا ترکش تیروں سے پُر کر کے بیٹھا ہوں، اور تیر اندازی کر رہا ہوں، مگر کسی کے کان کے قریب سے گذر جاتا ہے، اور کسی کے چہرے کے سامنے سے گزر جاتا ہے۔ابھی تیر نشانے پر نہیں لگ رہا۔ جب کوئی تیر نشانے پر بیٹھ گیا، تو وہ جس کو لگ گیا وہ اُٹھ نہ پائے گا۔

درویش بہنبہ سہار

آپ صاحبِ کمال درویش تھے، خود کو مخلوقِ خدا کے لیے وقف کر رکھا تھا، جو کوئی جہاں چاہتا آپ کو لے جاتا تھا۔ایک دفعہ کچھ حاجت مند لوگ آپ کو سفارش کے لیے ایک حاکم کے پاس لے گئے ۔حاکم نے اپنے چوکیدار سے کہا کہ اس درویش کو اتنا مارو پیٹو اور بے تعظیم کرو کہ آئندہ کسی کی سفارش کی جرأت نہ کر سکے۔حاکم کا حکم پا کر چوکیدار نے بہت مارا اور بہت بے عزتی کی ۔ جب آپ واپس گھر آئے، تو پھر کچھ حاجت مند آپ کے پاس مدد کے لیے حاضر ہوئے، انہیں خبر نہیں تھی کہ درویش کے ساتھ حاکم نے پہلے ہی کیا سلوک کیا ہے۔ درویش نے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی اور انہیں لے کے پھر حاکم کے در پہ جا پہنچے ۔ چوکیدار نے پہلا اور موجودہ حال حاکم کو جا سنایا۔ حاکم نے کہا کہ یہ درویشِ خدا ہے۔اسے رد نہ کرو۔اور دربار میں بلا کر معذرت کی اور ان کا کام انجام دیا۔اور اجازت دے دی، کہ جب بھی کام پڑے چلے آنا۔

درویش پلی

آپ سمیجہ قوم کے فرد تھے، دریائے سانگرہ کے کنارے آپ کا مزار ہے۔

لڈن شیخ ہوتھی

Marfat.com

آپ کے والد کا نام لاکھہ ہے، طبیعت مزاح کی طرف مائل تھی۔ ایک روز مچھلی کا شکار کرنے گئے، مگر بڑی دیر تک کوئی مچھلی دام میں نہ آئی۔ کہنے لگے اے خدایا، یا مچھلی عطا کر یا مجھے لے جا۔ اچانک دیکھا کہ دریا کی زمین جس پر آپ بیٹھے تھے وہ سرکنے لگی۔ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے عجب ہے کہ تجھے دینا مشکل ہے اور لینا آسان ہے کیا؟

مخدوم آدم آپ سے عالی منزلت صحبتیں اور بافیض مجلسیں کرتے تھے۔

درویش چھتہ

آپ صاحبِ ولایت تھے، مخدوم آدم تیبہ کے مرید خاص تھے۔ اور بہت سے مشائخ کی زیارات سے مشرف ہوئے۔

قاضی خیرالدین

آپ صاحبِ حال وصاحبِ قال مرد تھے۔ آپ کے زمانہ میں ایک شخص کو اسہال کا مرض لاحق ہوا، اور کسی دوا سے اسہال رُک نہیں رہے تھے۔ اس کے عزیز واقارب مایوس ہوگئے، تو اُسے جوار کے کھیت میں چارپائی پر سُلا دیا۔ اُس کا پیٹ مشکیزہ کے منہ کی طرح کُھلا تھا اور اسہال جاری تھے۔ اچانک قاضی خیرالدین کا گذر وہاں سے ہوا، تو ان پر رِقّت طاری ہوگئی، اس کیفیت میں انہوں نے اس مریض پر نظرِ شفا ڈالی تو وہ اسی وقت صحت یاب ہوگیا۔

درویش جکھرہ

آپ دشت کے جملہ اولیائے کبار میں سے ہیں۔ صاحبِ کرامات ہیں۔ آپ کا مدفن موضع آمری میں ہے۔

درویش اسمعیل ولد قمرالدین

آپ کا شمار جملہ نامدار بزرگوں اور اہلِ عرفان حقیقت شعار میں ہوتا ہے۔ درویش ہالہ کو آپ کی وصیت کے مطابق مکاشفہ کے ذریعہ معلوم ہوگیا کہ آپ وصال فرما گئے ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ ایک روز میں فاصلہ طے کر کے آمری کے مقام پر پہنچ کر آپ کو غسل دیا۔

درویش ہالہ سہتہ

آپ دشت کے اجل اولیاء میں سے ہیں اور سندھ کے نامی مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ پاکیزگی اور طہارت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔آپ ہمیشہ دو کوزے پانی سے بھر کے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ایک روز سفر کے دوران آپ چڑھائی پر نیچے سے اوپر چڑھ رہے تھے کہ آپ کے ہاتھ سے دونوں کوزے گر گئے اور آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔آپ نے کوزوں کو حکم دیا کہ پانی نہ گرنے پائے۔قدرت الٰہی سے دونوں ٹوٹے ہوئے کوزے درست ہو گئے اور ایک قطرہ پانی کا زمین پر نہ گرا۔

وفات کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ بچپن میں میرا دایاں پاؤں گائے کے گوبر سے آلودہ ہو گیا تھا۔غسل کے وقت اس پاؤں پر بیس کوزے پانی کے ڈال کر دھویا جائے۔

درویش موسیٰ آبیدانی

آپ ہندوستان کے رہنے والے تھے۔آپ کا مزار سانگرہ کے کنارے پر واقع ہے۔آپ کی وفات سے کچھ عرصہ بعد ایک سوداگر اپنے قافلے سے بچھڑ گیا،اس کے اونٹ کا پاؤں ٹوٹ گیا، چونکہ آبادی دور تھی، یہ آدمی بیچارہ تنہا حیران کھڑا تھا۔درویش کی تازہ قبر دیکھ وہاں آ کر سو گیا۔درویش نے خواب میں تسلی دی، صبح اٹھ کے دیکھا تو اونٹ بھی صحیح تھا اور سامان بھی سالم تھا، چنانچہ سامان اونٹ پہ رکھا اور چلا گیا۔کچھ عرصہ بعد جب اپنے وطن پہنچا تو اونٹ قریب المرگ ہو گیا۔اس کے مالک نے اسے قربان کر دیا۔ذبح کر کے جب دیکھا تو اس کے پاؤں کی ہڈیوں میں ایک میخ (کیل) گڑا ہوا تھا۔اس سے درویش موسیٰ کی کرامت ظاہر ہوئی جو دنیا میں مشہور ہو گئی۔

درویش آلو مجذوب

Marfat.com

آپ مطلق عارفِ حق تھے۔ اصل ہندی تھے۔ مگر سندھ تشریف لے آئے تھے۔ خاموش توجہ کے ساتھ گھومتے رہتے تھے۔ اگر کوئی بات کرتے تو اس کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ جنگل سے لکڑیاں اور گھاس پھوس اٹھالاتے اور بغیر معاوضہ کے لوگوں کو دے دیتے تھے۔ اور اس سے بہت لوگوں کے مقاصد پورے ہو جاتے تھے۔

آپ کا مدفن سانگرہ کے کنارے پر ہے۔

شیخ پھتو

آپ بھانبرہ قبیلہ کے فرد تھے، جو نصر پور کے زمیندار ہیں۔ شہر سے ایک کروہ کے فاصلے پر شہر کی مغربی جانب مدفون ہیں۔ آپ کا مزار زیارت گاہِ خلائق ہے۔

شیخ واہن

معارفِ الٰہی میں اپنے وقت کے شیخ کامل تھے۔ نصر پور سے دو کروہ کے فاصلے پر موضع بکیرہ میں آپ کا مزار ہے۔

مخدوم سہرہ

اہلِ عرفان بزرگوں میں سے ہیں۔ نصر پور سے دو کروہ مشرق کی جانب آپ کا روضہ مرجعِ خلائق ہے۔

سید ابن شاہ بخاری

اپنے گاؤں میں پہاڑ کے برابر جو قلعچہ کے نام سے معروف ہے، وہاں آسودۂ خواب ہیں۔ آپ کی درگاہ پر حاجت مندوں کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔

ملا ساند

اپنے وقت کے معروف بزرگ ہیں۔ آپ کا مدفن سکرنڈ کے قریب ہے۔ آپ کے

Marfat.com

نام وسیع زمین ہے، اوراولاد بھی کثیر رکھتے ہیں۔

سید عبداللطیف

آپ قدیم بزرگوں سے ہیں، نصر پور سے باہر علیٰحدہ مقابر میں آرام فرما ہیں۔آپ کی کثیراولاد ہے، جوموضع کجھن اوردیگر مقامات پرآباد ہے۔

شیخ طاہر (لال اوڈیرہ)

نادرِروزگار، اورعجیبۂ عہد بزرگ ہیں۔قدیم سے ہیں۔ ہندوانہیں لال اوڈیرہ کہتے ہیں۔اوران کے آستانہ پر بہت بڑا میلہ کرتے ہیں۔

آپ کامدفن موضع جھجہ میں ہے۔

کہتے ہیں: کہ ایک روزاپنے ابتدائی زمانے میں انہوں نے ایک مست اونٹ کودیکھا ، چونکہ ذاتِ حق تمام موجودات میں موجود ہے، انہیں اس اونٹ میں ذاتِ حق کا جلوہ نظرآیا۔ آپ کے پاس ایک تغاری تھی (اس میں کچھ چیزیں ڈال کر) حالتِ جذب میں اونٹ کے آگے لے گئے اورکہا کہ اے خدائے عزوجل تو آج میرامہمان بنا ہے، جو ماحضر موجود ہے اسے تناول فرما۔مگروہ بِدک کر بھاگ نکلا۔آپ تغاری سر پر رکھ کر روتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑ پڑے، اورپھر پہنچے جہاں پہنچے۔

[حضرت میاں لال اوڈیرا سندھی]

’’سید شریف احمد شرافت نوشاہی (م ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ/۴ جولائی ۱۹۸۳ء) نے اپنی معروف کتاب ’’شریف التواریخ‘‘ جلد سوم حصہ اول میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے مریدین اور خلفاء کے احوال تحریر کیے ہیں۔اس میں ’’لال اوڈیرا‘‘ کوانہوں نے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے مریدوں میں شمار کیا ہے۔انہوں نے یہ احوال ’’بیاض کشکول نوشاہی‘‘ (قلمی) ازسید فقیر غلام محی الدین بخاری برقندازی نوشاہی (م ۱۲۴۱ھ) کے حوالے سے تحریر کیے

Marfat.com

ہیں۔ہم شریف التواریخ کے حوالے سے مختصراً یہ احوال یہاں نقل کیے دیتے ہیں۔

''حضرت میاں لال اوڈیرا سندھی'' آپ کا اصلی نام میاں خواجہ تھا، حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے اکابر درویشوں سے تھے۔انہوں نے آپ کو''خضر وقت'' کا منصب عطا فرمایا۔اور ''لال اوڈیرا'' کے لقب سے نوازش کیا۔حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے آپ کو دریائی گھوڑا عطا کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ علاقہ سندھ میں ہندوؤں کی ایک قوم علمائے سندھ کے قبضے میں گرفتار ہے اس کو ان سے رہا کراؤ۔اور جب وہ لوگ تمہارا نام پوچھیں تو اپنے آپ کو''لال اوڈیرا'' بتانا۔ چنانچہ اسی وقت دریائی گھوڑا حاضر ہو گیا اور ان کو اپنے اوپر سوار کر کے دریا میں غوطہ لگا گیا۔ جب گھوڑا دریائے سندھ سے باہر نکلا تو دیکھا کہ واقعی ہندوؤں کا ایک گروہ دریا کے کنارے کھڑا ہے، اور اپنی رہائی کے لیے دعائیں مانگ رہا ہے۔چنانچہ لال اوڈیرا نے اپنی کرامت اور تصرف سے قاضی کو ہندوؤں پر ظلم کرنے سے روک دیا۔اس وقت ہندوؤں نے عرض کیا کہ آپ کون صاحب ہیں۔جو اس وقت ہماری امداد کو پہنچے ہیں۔تو انہوں نے کہا میں لال اوڈیرا ہوں۔جو شخص مجھے طلب کرے وہ مجھے دریا سے طلب کیا کرے۔اور وہاں ایک ہندو''رتن'' نام کو اپنا مرید بنایا''

نوٹ: یہ واقعہ تو صاحبِ شریف التواریخ نے کشکول نوشاہی کے حوالے سے لکھا، مگر بعد میں وہ خود لال اوڈیرا کے مزار پر تشریف لے گئے۔اور چشم دید حالات بطور تعلیقات لکھے، ملاحظہ ہو شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول کا ص ۵۹۵ تا ۵۹۸۔

راقم الحروف (خضر نوشاہی) کو ایک بار سندھ پراونشل میوزیم دیکھنے کا اتفاق ہوا، وہاں لکڑی کی ایک بڑی مچھلی اور اس پر بیٹھا لکڑی کا بنا ہوا ایک بزرگ نظر آیا۔معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ لال اوڈیرا کی شبیہ بنائی گئی ہے۔چنانچہ دریائی گھوڑے پر سفر کرنا اور موجودہ دور میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا ان کے مزار پر عقیدت مندانہ حاضری دینا، یہ فوق الذکر روایات کو تقویت دیتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

مخدوم ساہر لنجار

آپ موضع انٹر پور کے رہنے والے ہیں۔آپ ماضی قریب میں ہی فوت ہوئے اور نصر پور میں آپ کا مدفن ہے۔آپ اپنے عہد کے برکت والے عظیم بزرگوں میں سے تھے ۔ ہر وقت وظائف اور عبادات میں مشغول رہتے تھے۔آپ کی مجلس میں دنیاوی باتیں نہیں ہوتی تھی۔جس کسی کو بہ نظرِ توجہ دیکھتے اسے مرتبۂ ولایت پر پہنچا دیتے۔اہلِ بیت کی محبت اس قدر رکھتے تھے کہ جب کبھی موضع متعلوی میں جاتے تو پاؤں دراز نہیں کرتے تھے، اور نہ سوتے تھے، فرماتے تھے کہ ہر طرف سادات کے گھر ہیں ادب کا تقاضا یہی ہے کہ پاؤں نہ پساروں۔آپ فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے پیر سے سنا، جس میں یہ تین خصلتیں ہوں اس کے ساتھ بیٹھنا، اور سمجھنا کہ وہی آپ کا پیر ہے۔ایک وہ، جس کے سامنے بیٹھ کر خدا یاد آئے ۔ دوسرا یہ کہ وہ کچھ بولے تو تمہارے دل میں اتر جائے، اور تیسرا وہ کہ جس کے پاس بیٹھ کر آپ کو اٹھنا مشکل ہو جائے۔

مخدوم حسام الدین

آپ اپنے عہد کے اجل اور اکمل ترین بزرگ تھے۔شریعت پر سختی سے کاربند تھے۔ حدیقۃ الاولیاء میں میر عبد القادر نے لکھا ہے کہ سفر کے دوران اس گاؤں میں قیام ہی نہیں فرماتے تھے، جہاں کے لوگ متشرع نہ ہوتے تھے۔اور آپ ہر لمحہ خدا کی یاد میں، عبادت میں مصروف رہتے تھے یا طلبہ کی تعلیم و تدریس آپ کا معمول تھا۔آپ کا مدفن موضع حسام پور میں ہے۔جو ملتان کی حدود میں ہے۔

شیخ الکبیر عارف باللہ سفیان یمنی

آپ راہِ یقین کے کاملوں اور واصلوں میں سے ایک بزرگ تھے، جو امر و نہی اور احیائے دین میں پوری ہمت وقوت سے مشغول رہتے تھے۔

Marfat.com

احمد غیلان جکی

آپ نے فرمایا: حق کے لیے کھڑا ہونا اور مخلوق کی خدمت کرنا ہی دراصل ذکرِ قلب ہے۔ اور حضورِ خلق سے زیادہ حضورِ حق کا غلبہ ہونا ذکرِ روح ہے۔ ذکرِ سرّی یہ ہے کہ نامراد اور غیر حضور کو حضوری ہو جائے حضرت حق کی۔ اور ذکرِ خفی یہ ہے کہ وجودِ روح مخفی ہو جائے جیسے خفائے کون، سرّ میں ہے۔ انتہائے کلام۔

تمت تمام شد

Marfat.com